لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
شروح الحرب
ترجمہ اردو
فتوح العرب
مصنف
امام ابو عبداللہ
محمد بن عمر واقدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم
مولوی ممتاز بیگ صاحب
تسہیل و عنوانات
حافظ محبوب الرحمن صاحب
مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون:042-7224228-7221395
MAKTABA-E-REHMANIA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروح الحرب

ترجمہ اردو

فتوح العرب

مصنّف

امام ابو عبداللہ محمد بن عمر واقدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولوی ممتاز بیگ صاحب

تسہیل و عنوانات

حافظ محبوب الرحمٰن صاحب

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ——— فتوح الحبش

مصنف ——— امام ابو عبداللہ محمد بن عمر واقدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ——— مولوی ممتاز بیگ صاحب

تسہیل و عنوانات ——— حافظ محبوب الرحمٰن صاحب

مطبع ——— علی اعجاز پرنٹرز

ناشر ——— مکتبہ رحمانیہ

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

فہرست مضامین

سورۂ انفال کی تشریح

قبیلہ قریش اور انصار کے شہدائے بدر

جنگ بنو قینقاع

غزوہ سویق

غزوہ قرارۃ الکدر

غزوۂ غطفان کی تفصیل

جنگ اُحد

اُحد کے شہداء کا ذکر

مقام حمراء الاسد کا غزوہ

ابو سلمہ بن عبد الاسد کے فوجی دستہ کا ذکر

غزوہ بیر معونہ

غزوہ رجیع

غزوہ قبیلہ بنی نضیر

غزوہ خندق

غزوہ بنی قریظہ

غزوہ قبیلہ بنی لحیان

مقام بیر معونہ کا غزوہ

قبیلہ بنی مصطلق کا غزوہ

مقام حدیبیہ کے غزوہ کا ذکر

غزوہ خیبر

رسول اللہ ﷺ کے عمرہ کا بیان

مقام موتہ کا قصہ

فتح مکہ

غزوۂ حنین

غزوۂ طائف

غزوہ تبوک

حجۃ الوداع کا تذکرہ

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ذکر

مصنف رحمۃ اللہ علیہ

''فتوح العرب'' امام ابوعبداللہ محمد بن عمرو واقدی مدنی رحمہ اللہ کی لاجواب تصنیف ہے، علامہ واقدی ۱۳۰ھ کی ابتداء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، واقد ان کے جدامجد کا نام ہے، ابتدائی تعلیم مدینہ ہی میں حاصل کی، ان کے اساتذہ میں حضرت ابن ابی ذہب، حضرت معمر بن راشد، امام مالک بن انس اور سفیان ثوری قابل ذکر ہیں، پہلے تجارت کرتے تھے مگر کسی حادثہ کی وجہ سے تجارت چھوڑ کر مامون رشید کے زمانہ میں عراق منتقل ہوگئے، ان کا شماران کے خاص لوگوں میں سے ہوتا تھا، پھر یہ جلد ہی بغداد کے قاضی کے طور پر متعین ہوگئے اور وفات تک اس عہدہ پر کام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بروز پیر 11 ذوالحجہ ۲۰۷ھ کو انتقال ہوا۔

فتوح الشام کے مقدمہ میں ہے۔

تصنیفات:

خود علامہ واقدیؒ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں فتوح الشام کے علاوہ المغازی النبویہ، فتح افریقیہ، فتح العجم، فتح مصر والاسکندریہ، اخبار مکہ، الطبقات، فتوح العراق، سیرت ابی بکر و وفات، کتاب السردۃ، تاریخ الفقہاء، کتاب الجمل، کتاب صفین، مقتل الحسینؓ اور تفسیر القرآن وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔

خطیب بغدادی، ''تاریخ بغداد'' میں لکھتے ہیں کہ واقدیؒ کے سامنے جب کوئی واقعہ بیان کیا جاتا تو وہ خود محل وقوع پر پہنچ کر معائنہ کرتے اور تحقیق کر کے لکھتے تھے۔

فن تاریخ:

واقدیؒ کے علم، فضل اور فن تاریخ میں ان کے مقام بلند کے باوجود یہ بات پیش نظر

رہنی چاہئے کہ واقدیؒ نے اگرچہ اکثر بلکہ تمام واقعات سند کے ساتھ ذکر کئے ہیں مگر اس کے باوجود ان کی کتابوں کا وہ مقام ہرگز نہیں جو حدیث کی کتابوں کا ہے۔

''حدیث شریف اسلامی قانون وفقہ کا دوسرا اہم اصول ورماخذ ہے اس لیے حدیث کو پرکھنے اور جانچنے کے پیمانے بھی دوسرے ہیں جب کہ تاریخ سے ہم اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں یا عبرت کا سامان حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر تاریخ کو بنیاد بنا کر اس سے دین کے مسلمہ اصولوں کے خلاف نتائج مستنبط نہیں کر سکتے۔ اسی لئے تاریخ کے علیحدہ فن ہونے کی بناء پر اسے پرکھنے یا جانچنے کے پیمانے حدیث سے مختلف بھی ہیں اور کم درجہ کے بھی ہیں۔''

ان کی کتاب فتوح العرب کے بارے میں محمد بن عبدالاعلیٰ سے روایت ہے کہ ''میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ قرآن شریف کے بعد اس تاریخ کی کتاب سے زیادہ صحیح اور معتبر کسی اور کتاب کو نہیں جانتا۔

●●●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

امابعد!

یہ امر بدیہی ہے کہ مخلوقات کی ہرایک نوع اپنے خالق کی تو سراپا محتاج ہے مگر کوئی نوع دوسری نوع کی محتاج نہیں البتہ جو چیزیں جاندار ہیں وہ ضرور آپس میں ایک دوسرے کی بھی محتاج ہیں اور ان میں سے انسان کی حاجت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر حاجت کو اس کی سرشت اور طبیعت بھی کہہ دیا جائے تو بجا ہے کیونکہ عالم میں ذرہ سے لے کر پہاڑ تک کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان کو بلاواسطہ یا بواسطہ اسکی ضرورت نہ ہو اور اس انسانی کی ضرورت کسی چیز کو بھی نہیں ہے غرض یہ سب کا محتاج ہے اور اس کا کوئی محتاج نہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کو تو اس کی راحت کیلئے پیدا کیا ہے اور اس کو اپنی اطاعت کیلئے جیسے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

(رباعی)

ابرو باد ومہ و خورشیدِ فلک درکارند — تا تو نان بکف آری وبغفلت نخوری

ہمہ درکارِ تو سرگشتہ و فرمانبردار — شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

اس بناء پر شرافت کا مقتضا تو یہ تھا کہ انسان خدا کے معاملہ میں ذرا بھی نسیان سے کام نہ لیتا اور اس کے احسان کا کم سے کم ایسا شکرگزار اور جان نثار تو ہوتا جیسا کوئی شاعر کہتا ہے:

اَفَادَتْکُمُ النُّعَمَاءُ مِنِّی ثَلَاثَۃً — یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرَ الْمُحَجَّبَا

”کہ تمہاری نعمتوں اور عنایتوں نے میری تین چیزوں کو تمہارا تابعدار بنا دیا ہے ایک تو ہاتھ کو اور ایک زبان کو اور ایک دل کو۔“

مگر اس نے شرافت کو چھوڑ کر رذالت کو اپنا شیوہ بنالیا اور خدا کو ایسے فراموش کر دیا کہ جیسے اس سے کچھ واسطہ ہی نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے

کہ رسول اللہ ﷺ تک ہزاروں نبیوں اور رسولوں کو اپنا پیغام دیکر اس کے پاس بھیجا کہ اس پر عمل کرنے سے اس کی یہ فراموشی جاتی رہے لیکن یہ تب بھی ذرا اس سے مس نہ ہوا بلکہ خدا کے پیام کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اس کے برگزیدہ بندوں پر بھی ایسے ظلم وستم ڈھائے کہ جن کا برداشت کرنا حد بشریت سے خارج نہ ہوتو قریب بخروج ضرور ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ساڑھے نو سو برس (۹۵۰) تک اپنی قوم کو خدا کے پیام کی تبلیغ کرنے کے بعد اس کی نسبت بارگاہ خداوندی میں حسب ذیل بیانات پیش کرتے ہیں۔

قال رب انی دعوت قومی لیلا ونھارا۔ فلم یزدھم دعائی الا فرارا۔ وانی کلما دعوتھم لتغفرلھم جعلوا اصابعھم فی آذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا اسکتبارا۔

یعنی اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو تیرے (دین) کی طرف دن رات بلایا مگر میرے بلانے سے یہ اور دور دور بھاگنے لگے اور جب کبھی میں نے انکو تیری بخشش حاصل کرنے کے لیے بلایا تو انہوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر اپنے کپڑے لپیٹ لئے اور اپنی شرارتوں پر اڑے رہے اور بہت ہی تکبر کیا۔

اور بنی اسرائیل کی طرف سے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ سوغات ملی کہ جس کا خلاصہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مختصر سے لفظوں میں بیان فرمایا ہے: "**ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون**" کہ نبیوں کے ایک فریق کو تو جھٹلا دیا اور ایک فریق کو مزید برآں قتل بھی کر ڈالا اور اہل عرب نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جو سازشیں کی ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منه الجبال ﴾

''کہ انہوں نے بہت گہری سازش کی مگر ان کی سازش خدا کے قابو میں رہی اگر چہ وہ ایسی زور کی سازش تھی کہ اس سے پہاڑ بھی ہل جائیں۔''

اور فرماتے ہیں:

﴿ واذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ﴾

کہ کافروں نے آپ کی بابت یہ سازش کی کہ اس کو یا تو قید کر دو یا قتل کر دو یا جلاوطن کر دو۔

اب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اس مختصر سی سرگذشت سننے کے بعد قارئین کو غور کرنا چاہئے کہ جب حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ایسے نرغوں میں پھنسے رہے ہیں تو کیا ان کی نسبت یہ کہنا درست ہوگا کہ انہوں نے (دین الٰہی) کو لوگوں میں زبردستی پھیلایا ہے یا ان لوگوں کی بابت یہ کہنا صحیح ہوگا کہ انہوں نے اللہ کے دین کو اپنی طاقت سے نہیں پھیلنے دیا بعض دفعہ عوام الناس میں یہ بات مشہور ہونے لگتی ہے کہ اسلام کو زبردستی اور تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے اور پھر جہاد کی مشروعیت سے کبھی کبھی اس چرچے کے صحیح ہونے کا شبہ اور خدشہ ہونے لگتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ شبہ کئی وجہ سے سراسر غلط ہے۔

وجہ اول:

جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مکہ میں اسلام کی تبلیغ شروع کی اور اپنی رسالت اور خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا تو آپکی ساری قوم آپ پر ایسی خونخوار ہوگئی تھی کہ اگر اس کا قابو چل سکتا تو وہ ایک آن میں آپ کو غارت کر دیتی ادھر آپکی بے کسی اور بے بسی کا یہ عالم تھا کہ آپ بالکل بے سروسامان تھے اور کوئی شخص آپ کا حامی اور مددگار تک نہ تھا جو اس مصیبت اور آفت کی حالت میں آپ کا ہاتھ بٹاتا پس جب لوگ اس نازک حالت میں بھی اپنے اقرباء سے چھپ چھپ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور مشرف باسلام ہوتے تھے۔ ان کے بارے میں کون منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ وہ اپنی خواہش اور خوشی سے مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ان کو زبردستی مسلمان کر لیا گیا تھا۔

وجہ دوم:

جو لوگ مکہ میں چھپ چھپا کر مسلمان ہوئے اور پھر اتفاق سے ان کے مسلمان

ہونے کی ان کے رشتہ داروں کو بھی خبر ہوگئی پھر وہی انکے خون کے پیاسے ہو گئے اور ان کو ایسی سخت سخت تکلیفیں دیں کہ ہلاکت کے قریب ہو گئے ہیں مگر پھر بھی انہوں نے اسلام سے منہ نہیں موڑا تو کیا یہ اسلام کے زبردستی پھیلنے کی علامت یا شرک کے زبردستی قائم رکھنے کی علامت ہے۔

وجہ سوم:

ہجرت سے پہلے مسلمانوں کی مشرکوں کے ساتھ کوئی جنگ نہیں ہوئی جس سے یہ کہا جاسکے کہ جولوگ اس وقت تک مسلمان ہوئے تھے ان کو بزور شمشیر مسلمان کیا گیا تھا۔

وجہ چہارم:

ہجرت کے بعد سب سے پہلے جنگ بدر کا واقعہ ہوا ہے جس میں ستر مشرک گرفتار ہو کر آئے تھے سو جولوگ ان میں سے مالدار تھے ان کو تو مال لے کر چھوڑ دیا گیا اور جولوگ نادار تھے ان کو ویسے ہی مفت چھوڑ دیا گیا تھا لہذا اگر اسلام کو زبردستی پھیلانا ہوتا تو اس سے بہتر اور کونسا موقعہ تھا۔

وجہ پنجم:

اگر اسلام قبول کرانے پر زبردستی کرنا درست ہوتا تو اہل کتاب کو عرب کے جزیرے سے خارج ہو جانے کا حکم نہ دیا جاتا بلکہ یا تو زبردستی ان سے اسلام قبول کرایا جاتا اور اگر وہ اس کو نہ مانتے تو ان کو قتل کر دیا جاتا۔

وجہ ششم:

زبردستی لڑائی سے ہوا کرتی ہے حالانکہ جو کافر جزیہ یعنی ٹیکس دینا منظور کر لیتے ہیں ان سے لڑنا بالکل درست نہیں پھر زبردستی کہاں رہی؟

وجہ ہفتم:

بعض مسلمانوں نے اپنی اولاد کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مخالفت کر دی چنانچہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾

''کہ دین کے بارے میں ہرگز کسی سے زبردستی نہیں کرنی چاہیے۔''

وجہ ہشتم:

اسلام میں جہاد کا جاری ہونا اس لئے نہ تھا کہ لوگوں کو زبردستی اسلام میں داخل کر لیا جائے بلکہ جو لوگ ملک میں اپنی شرارتوں سے فساد پھیلاتے تھے اور امن وامان میں خلل ڈالتے تھے انکے شور وشر کو دفع کرنے کیلئے تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے یہی فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنے عہد و پیان کو توڑتے ہیں اور اپنی خوشی سے مسلمان ہونے والوں کو زبردستی روکتے ہیں تم ان کی خبر کیوں نہیں لیتے سو اس سے معلوم ہوا کہ جہاد اس بدعہدی اور زبردستی کی سزا کیلئے تھا نہ کہ زبردستی لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے۔ اس کی دلیل میں ذیل کی آیتیں ملاحظہ ہوں۔

ومالكم لا تقاتلون فى سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها واجعل لنا من لدنك وليا واجعل لنا من لدنك نصيراً۔

''یعنی اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے اور ایسے کمزور مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرنے کے لئے لڑائی نہ کرنے میں تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ جو مشرکوں کی تکلیفوں سے تنگ آ کر اللہ سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اس بستی یعنی مکہ سے باہر نکال دے کہ جس کے رہنے والے بہت سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے غیب سے کسی کو دوست کو کھڑا کر دے اور کسی کو حمایتی بنا کر بھیج دے۔''

الا تقاتلون قوماً نكثو ايمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدأُوكم اول مرة۔

یعنی تم ایسی قوم سے لڑائی کیوں نہیں کرتے کہ جنہوں نے خود بخود بلا وجہ اپنی قسموں کو توڑ دیا اور اللہ کے رسول کو جلاوطن کرنے پر تل گئی اور تم سے چھیڑ چھاڑ کی ابتدا بھی صرف انہوں نے ہی کی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله سيد المجاهدين امابعد!

حضرت شیخ محمد بن عمرو واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے عمر بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع المخزومی اور موسیٰ بن محمد بن ابراہیم الحارث التیمی اور محمد بن عبداللہ بن مسلم اور موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعۃ اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ اور ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرۃ اور سعید بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ التیمی اور یونس بن محمد الظفری اور عائذ بن یحییٰ اور محمد بن عمرو اور معاذ بن محمد الانصاری اور یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادۃ اور عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان بن حنیف اور ابن ابی حیہ اور محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمۃ اور عبدالحمید بن جعفر اور محمد بن صالح بن دینار اور عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر اور یعقوب بن محمد بن ابی صعصعۃ اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اور ابومعشر اور مالک بن ابی الرجال اور اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ اور عبدالحمید بن عمران بن ابی انس اور عبدالحمید بن ابی عبس ان سب صاحبوں نے بیان فرمایا ہے اور ان میں بعض کی قوت یادداشت بہت بڑھی ہوئی تھی اور ان کے علاوہ اور بعض صاحبوں نے بھی بیان کیا ہے لہٰذا میں نے ان سب صاحبوں کے بیانات کو قلم بند کر لیا تھا جس کا حاصل یہ ہے کہ سب نے بالاتفاق یہ بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ ربیع الاول کی بارہ تاریخ یوم جمعہ کو مدینہ شریف تشریف لائے اور بعض نے جو یہ بیان کیا ہے کہ آپ دو ربیع الاول کو تشریف لائے تھے تو یہ قول ضعیف ہے قوی یہی ہے کہ آپ بارہ تاریخ کو تشریف لائے اور ہجرت کے ساتویں مہینہ یعنی رمضان شریف میں رسول اللہ ﷺ نے پہلا جھنڈا قریش کے قافلہ سے مقابلہ کرنے کے لئے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کے لئے تیار کیا اس کے بعد آٹھویں مہینہ یعنی شوال میں حضرت عبدۃ بن الحارثؓ کے لئے دوسرا جھنڈا تیار کیا رابغ کی طرف جانے کے لئے جو کہ مقام قدید کو

جاتے ہوئے جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس کے بعد نویں مہینہ یعنی ذیقعد
میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے ایک دستہ فوج کا تیار کیا مقام خرّاز کی طرف
جانے کے لئے پھر حضور اکرم ﷺ نے بنفس نفیس بارہویں مہینہ یعنی صفر میں حملہ کیا اور
مقام ابوا تک پہنچ گئے اور وہاں سے خوش وخرم تشریف لائے پھر آپ نے پندرہ یوم آرام
فرما کر تیرھویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں قریش کے قافلہ پر (کہ جس میں صرف امیہ بن
خلف تھا اور کوئی شخص قریشی اس میں نہ تھا اور اس میں دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے، یورش
کرنے کے لئے مقام بواط پر جو کہ جحفہ کے قریب ہے حملہ کیا اور وہاں سے بھی کامیابی
کے ساتھ تشریف لائے پھر ربیع الاول ہی میں کرز بن جابر الفہری کی تلاش میں حملہ کیا
یہاں تک کہ آپ مقام بدر تک پہنچ گئے اور واپس تشریف لے آئے پھر آپ نے
سولہویں مہینے یعنی جمادی الآخر میں قریش کے قافلوں پر جب وہ شام کی طرف جارہے
تھے حملہ کیا اور یہ غزوہ ذی العشیرہ کہلاتا ہے پھر واپس تشریف لائے۔ پھر آپ نے
سترھویں مہینہ یعنی رجب میں عبداللہ بن جحشؓ کو مقام نخلہ کی طرف روانہ کیا پھر آپ
نے انیسویں مہینہ یعنی رمضان شریف کی سترہ تاریخ کو جمعہ کے دن میچہ سے لڑنے کے
لئے مقام بدر پر چڑھائی کی پھر آپ نے عصماء بنت مروان (کہ جس کو عمیر بن عدی بن
خرشتہ نے مار ڈالا تھا) کا بدلہ لینے کے لئے ایک فوجی دستہ روانہ کیا۔ ہم سے محمد نے اور
ان سے عبدالوہاب نے ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے محمد بن عمر نے اور ان سے
عبداللہ بن الحراث بن الفضل نے اور ان سے ان کے باپ نے یہ بیان کیا کہ عصماء
بنت مروان کو عمیر بن عدی بن خرشتہ نے انیسویں مہینہ یعنی رمضان شریف کی پچیس تاریخ
کو قتل کیا تھا اس کے بعد بیسویں مہینہ یعنی شوال میں ایک فوجی دستہ سالم عمیرۃ (کہ جس
نے ابوعقل کو مار ڈالا تھا) کی تلاش میں روانہ کیا گیا پھر بیسویں مہینہ یعنی شوال کے نصف
میں غزوہ قینقاع واقع ہوا پھر آپ نے غزوہ سویق کے لئے بائیسویں مہینہ یعنی ذی الحجہ
میں چڑھائی کی پھر تیسویں مہینہ یعنی محرم میں مقام کدر میں بنی سلیم پر چڑھائی کی پھر
پچیسویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں ایک فوجی دستہ ابن الاشرف کے قتل کے لئے روانہ کیا

پھر اسی پچیسویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں مقام غطفان سے لے کر نجد تک چڑھائی کی گئی اور یہ غزوہ ذوامر کہلاتا ہے پھر ایک فوجی دستہ عبداللہ بن انیس کی سرداری میں سفیان بن خالد بن نبیح الہذلی کی طرف روانہ ہوا حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں پچیسویں مہینہ یعنی محرم کی پانچ تاریخ سوموار کے دن کو مدینہ سے روانہ ہوا اور اٹھارہ روز تک غائب رہ کر شنبہ کے روز تیسویں تاریخ کو مدینہ شریف میں واپس آ گیا پھر آپ نے ستائیسویں مہینہ یعنی جمادی الاولیٰ میں نجران پر چڑھائی کی پھر اٹھائیسویں مہینہ یعنی جمادی الآخر میں مقام قردة پر ایک فوجی دستہ زید بن حارثہ کی سرداری میں روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھے پھر آپ نے بتیسویں مہینہ یعنی شوال میں مقام احد پر چڑھائی کی پھر اسی بتیسویں مہینہ یعنی شوال میں آپ نے مقام صحراء الاسد پر چڑھائی کی پھر پینتیسویں مہینہ یعنی محرم میں ایک فوجی دستہ جس کے امیر ابوسلمۃ بن عبدالاسدؓ تھے مقام اقطن کی طرف بنی اسد سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا پھر چھتیسویں مہینہ یعنی صفر میں حضرت منذر بن عمرو کی سرداری میں غزوہ بیر معونہ واقع ہوا پھر اسی صفر میں حضرت مرثد کی سرداری میں غزوۃ الرجیع واقع ہوا پھر سینتیسویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں آپ نے بنی نضیر پر حملہ کیا پھر پینتالیسویں مہینہ یعنی ذیقعدہ میں وعدہ کی وجہ سے مقام بدر پر چڑھائی کی پھر چھیالیسویں مہینہ یعنی ذی الحجہ میں ایک فوجی دستہ حضرت ابن عتیک کی سرداری میں ابوالحقیق کی طرف روانہ کیا گیا پس جب سلام بن ابی الحقیق قتل ہو گیا تو یہود گھبرا کر مقام خیبر میں سلام بن مشکم کے پاس گئے اور اس سے سردار ہونے کی درخواست کی مگر اس نے منظور نہیں کیا بلکہ انکار کر دیا اس کے بعد اسیر بن زارم ان کی سرداری کے لئے تیار ہو گیا پھر سینتالیسویں مہینہ یعنی محرم میں غزوہ ذات الرقاع واقع ہوا پھر اڑتالیسویں مہینہ یعنی ربیع الاول میں مقام دومۃ الجندل پر آپ نے چڑھائی کی پھر شعبان ۵ ھ میں آپ نے مقام مریسیع پر چڑھائی کی پھر ذیقعدہ ۵ ھ میں غزوۂ خندق واقع ہوا۔ پھر ذیقعدو ذی الحجہ ۵ ھ میں آپ نے بنی قریظہ پر حملہ کیا پھر محرم ۶ ھ میں ایک فوجی دستہ ابن انیس کی سرداری میں سفیان بن خالد بن نبیح کی طرف روانہ کیا گیا پھر اسی محرم ۶ ھ میں

ایک فوجی دستہ حضرت محمد بن مسلمہ کی سرداری میں مقام قریطا کی طرف روانہ ہوا پھر آپ نے ربیع الاول ۶ ھ میں مقام بنی لحیان سے لے کر مقام غابہ تک حملہ کیا پھر ربیع الآخر ۶ ھ میں ایک فوجی دستہ محمد بن مسلمہ کی سرداری میں آپ نے خاص مقام غابہ پر چڑھائی کی پھر اسی ربیع الآخر ۶ ھ میں مقام ذوالقصہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ پھر اسی ربیع الآخر سن ۶ ہجری میں ایک فوجی دستہ ابوعبیدہ بن الجراح کی سرداری میں مقام ذوالقصہ کی طرف روانہ ہوا پھر اسی ربیع الآخر ۶ ہجری میں ایک فوجی دستہ حضرت زید بن حارثہ کی سرداری میں بنی سلیم کے لئے مقام جموم میں روانہ کیا گیا (مقام بطن نخل اور مقام النقرہ کے درمیانی حصہ کا نام جموم ہے) پھر جمادی الاول ۶ ھ میں ایک فوجی دستہ زید بن حارثہ کو مقام عرض پر دھاوا بولنے کو دیا گیا پھر جمادی الآخر ۶ ھ میں زید بن حارثہ کو ایک فوجی دستہ مقام طرف پر دھاوا بولنے کو دیا گیا (اور مقام طرف مدینہ شریف سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے)

پھر جمادی الآخر ۶ ھ میں زید بن حارثہ کو ایک فوجی دستہ مقام حسمیٰ پر حملہ کرنے کے لئے دیا گیا (اور حسمیٰ وادی القریٰ کے قریب ہی ایک جگہ کا نام ہے) پھر رجب ۶ ھ میں زید بن حارثہ کو ایک فوجی دستہ مقام وادی القریٰ پر حملہ کرنے کو دیا گیا پھر شعبان ۶ ھ میں ایک فوجی دستہ عبدالرحمٰن بن عوف کی سرداری میں مقام دومۃ الجندل پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ کیا گیا پھر شعبان ۶ ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقام ودک پر چڑھائی کی پھر رمضان ۶ ھ میں زید بن حارثہ مقام ام قرفہ پر چڑھائی کے لئے روانہ ہوئے (اور ام قرفہ وادی القریٰ اس سے ملا ہوا' کا ایک گوشہ ہے) پھر شوال ۶ ھ میں حضرت ابن رواحہ نے اسیر بن زارم پر حملہ کیا پھر شوال ۶ ھ میں کرب بن جابر ایک فوجی دستہ لے کر عرنیین کی طرف روانہ ہوئے پھر ذیقعد ۶ ھ میں رسول اکرم ﷺ نے عمرۃ الحدیبیہ ادا کیا پھر جمادی الاول ۷ ھ میں آپ نے مقام خیبر پر فوج کشی کی پھر خیبر سے لوٹ کر جمادی الآخر میں مقام وادی القریٰ پر پہنچے اور وہاں پر ۷ ھ میں جنگ کی پھر شعبان ۷ ھ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقام تربۃ پر فوج کشی کی پھر

شعبان ۷ھ میں حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ مقام نجد کی طرف فوج کشی کے لئے روانہ ہوئے پھر شعبان ۷ھ میں بشیر بن سعد کی فوج مقام فدک کی طرف روانہ ہوئی پھر رمضان ۷ھ میں غالب بن عبداللہ کی فوج مقام قیفعۃ کی طرف روانہ ہوئی اور قیفعۃ نجد کا ایک گوشہ ہے) پھر شوال ۷ھ میں بشیر بن سعد کی فوج مقام جناب کی طرف روانہ ہوئی پھر ذیقعدہ ۷ھ میں رسول اکرم ﷺ نے عمرۃ القضیہ ادا فرمایا پھر ذی الحجہ ۷ھ میں ابن ابی العوجا السلمی کا غزوہ واقع ہوا پھر صفر ۸ھ میں غالب بن عبداللہ مقام کدید کی طرف فوج لے کر روانہ ہوئے اور کدید قدید سے کچھ فاصلہ پر ہے) پھر ربیع الاول ۸ھ میں شجاع بن وہب نے بنی عامر بن ملوح کی طرف فوج کشی کی پھر ربیع الاول ۸ھ میں کعب بن عمیر الغفاری نے مقام ذات اطلاح پر فوج کشی کی (اور ذات اطلاع شام کا ایک گوشہ ہے مقام بلقا سے ایک شب کی مسافت پر واقع ہے) پھر ۸ھ میں زید بن حارثہ کا مقام موتہ پر حملہ ہوا پھر جمادی الآخر ۸ھ میں عمرو بن العاص کی سرداری میں مقام ذات السلاسل کی طرف فوج کشی ہوئی پھر رجب ۸ھ میں غزوۃ الخبط ابوعبیدۃ بن الجراح کی سرداری میں واقع ہوا پھر شعبان ۸ھ میں ابوقتادہ کی سرداری میں مقام خضرۃ پر فوج کشی ہوئی (اور خضرۃ نجد کے ایک گوشہ کا نام ہے کہ جو نجد سے بیس میل کے فاصلہ پر بستان ابن عامر کے نزدیک واقع ہے) پھر رمضان ۸ھ میں ابوقتادہ کی فوج مقام بضم کی طرف روانہ ہوئی پھر عام الفتح میں رمضان ۸ھ کی ۱۳ تاریخ کو رسول اکرم ﷺ نے بذات خود فوج کشی کی پھر رمضان ۸ھ کی ۲۵ تاریخ کو حضرت خالد بن ولید نے عزیٰ بت کو منہدم کر دیا۔ پھر رمضان ہی میں عمرو بن العاص نے سواع بت منہدم کر دیا پھر رمضان ۸ھ ہی میں سعد بن زید الاشہلی نے مناۃ بت کو ڈھا دیا پھر شوال ۸ھ میں خالد بن ولید نے بنی جذیمہ پر فوج کشی کی پھر شوال ۸ھ میں آپ نے بنفس نفیس مقام حنین پر فوج کشی کی اس کے بعد شوال ۸ھ ہی میں آپ نے مقام طائف پر حملہ آوری کی اور تمام لوگوں نے اسی ۸ھ میں حج ادا کیا۔

جناب واقدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پھر آپ نے مقام تبوک پر لشکر کشی کی اور یہ

سب سے آخر کی لشکر کشی تھی اور حضرت ابن اسحاق یہ فرماتے ہیں کہ آپ نے سب سے اول مقام ابواء پر لشکر کشی کی پھر مقام بواط پر پھر مقام عشیرہ پر مجھ سے عبداللہ بن محمد نے اور ان سے وہب نے اور ان سے شعبہ نے اور ان سے ابواسحاق نے یہ بیان کیا کہ جب حضرت زید بن ارقم سے رسول اکرم ﷺ کے غزوات کے نسبت سوال کیا گیا تو میں ان کے پاس موجود تھا تو آپ نے جواب میں یہ فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے انیس دفعہ لشکر کشی کی ہے پھر یہ سوال کیا گیا کہ آپ ان میں سے کتنے معرکوں میں شامل تھے تو آپ نے فرمایا: میں سترہ میں شامل تھا اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ ان میں سب سے اول کون سا تھا تو آپ نے فرمایا کہ عشیرۃ اور عشیر تھا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ مدینہ تشریف لانے کے بعد آپ نے سب سے اول حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو تیس انصاری سواروں کا ایک دستہ دے کر حملہ کے لئے روانہ کیا پس یہ لوگ مقام جہینہ کے اس میدان میں جو کہ سیف البحر سے قریب ہے ابوجہل کے مقابل ہوئے کہ جو تین سو سوار لئے ہوئے تھا مگر چونکہ انصار کا اہل جہینہ سے معاہدہ اور حلف ہوا تھا اس لئے مجدی بن عمرو الجہنی درمیان میں پڑ گیا اور لڑائی نہ ہونے دی سو یہ لوگ بغیر جنگ کے واپس ہو گئے۔

بنی ضمرہ سے معاہدہ:

پھر رسول اکرم ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے اور بنی کنانہ کی زمین میں جو مقام رضویٰ ہے وہاں سے ہوتے ہوئے مقام بواط پر پہنچ گئے اور بنی ضمرہ کے بعض لوگوں سے یہ معاہدہ کیا کہ تم نہ دوسروں کے ساتھ مل کر مجھ سے لڑو اور نہ میرے ساتھ مل کر دوسروں سے لڑو اور آپ نے ایک جماعت بارہ آدمیوں کی مقرر فرما کر اس پر عبیدۃ بن الحارث بن المطلب کو سردار بنایا اور ان کو جھنڈا عنایت فرمایا یہ جب آپ سے رخصت ہونے کے لئے آپ کے پاس گئے تو آپ کی جدائی کی وجہ سے رونے لگے اس پر آپ نے ان کو بٹھا لیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن جحشؓ کو متعین فرما کر روانہ کیا اور ان کو ایک خط لکھ کر دیا اور یہ فرمایا کہ اس کو دو راتیں گزرنے کے بعد دیکھنا جب یہ دو رات سفر کر چکے تو اس خط کو پڑھا اس میں یہ مضمون تھا کہ تو خدا کے نام اور اس کی برکت سے مقام نخلہ کی

طرف جاؤ اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرو اور تم میرے حکم کو جاری کرو صرف ان لوگوں سمیت جو تمہارے تابعدار ہیں۔ یہاں تک کہ جب تم مقام بطن نخلہ میں پہنچ جاؤ تو قریش کے قافلوں کی تاک میں لگے رہو پس جب حضرت عبداللہ خط کو ایک دفعہ پڑھ چکے تو پھر اس کو دوبارہ سہ بارہ پڑھا اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کے لئے پھر جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میں سے جس شخص کا جی چاہے وہ میرے ساتھ چلے اور جس شخص کا جی نہ چاہے وہ واپس چلا جائے مگر میں تو ضرور بضرور آپ کا حکم بجالاؤں گا۔

اس اعلان کے بعد جماعت میں سے سعد بن ابی وقاص زہریؓ اور عتبہ بن غزوانؓ جو بنی مازن بن منصور کی ایک شاخ یعنی زہرہ کا حلیف تھا واپس ہو گئے اور مقام نجران میں (کہ جو بنی سلیم کی ایک جگہ ہے) جا کر ٹھہر گئے اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ اپنے ساتھیوں سمیت روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مقام بطن نخلہ میں پہنچے وہاں پر عمرو بن حضرمی اور عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ اور نوفل بن عبداللہ اور حاکم بن کیسان سے مقابلہ ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عمرو بن حضرمی کو تو حضرت واقد بن عبداللہ التمیمی نے (جو بنی ثعلبہ بن یربوع سے تھے) قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حاکم بن کیسان دونوں گرفتار ہو گئے اور نوفل بن عبداللہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ گیا دوسرے دن جب وہ مکہ پہنچا تو رجب کا چاند طلوع ہو چکا تھا پس اہل مکہ کو اپنے ساتھیوں کی سرگزشت سنائی مگر وہ اسلامی جماعت کا تعاقب نہ کر سکے اور مسلمان کافروں کا مال غنیمت اور قیدی لے کر وہاں سے واپس چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب رسول اکرم ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تو سب سرگزشت سنائی اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم دن میں تو کافروں سے لڑے اور جب شام ہوئی تو رجب المرجب کا چاند نظر آ گیا اب یہ معلوم نہیں کہ یہ دن آیا رجب کا اول دن تھا یا جمادی الآخر کا آخر دن تھا (چونکہ رجب شہر حرم میں سے ہے اس لئے صحابہ کو یہ تردد ہوا اور اس کے متعلق جو آیت نازل ہوئی وہ عنقریب آنے والی ہے) اور راویوں نے بیان کیا کہ قریش نے اپنے قیدیوں کا فدیہ

ان مجاہدین کے آنے سے پہلے بھیج دیا تھا۔ مگر آپ نے قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ غازیوں یعنی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کے آنے سے پہلے میں ہرگز ان کا فدیہ منظور نہ کروں گا۔

اونٹ کی گمشدگی:

مصنف نے کہا کہ مجھ سے محمد نے اور ان سے حضرت واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے یہ بیان کیا کہ مجھ سے سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ ہم عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام نجران میں جا پہنچے اور نجران معدن بنی سلیم کا ایک گوشہ ہے) پس وہاں جا کر ہم نے اپنے اونٹ چھوڑ دیئے اور ہم کل بارہ آدمی تھے اور اونٹ پر آگے پیچھے دو دو سوار ہوتے تھے اور میں عتبہ بن غزوان کا ساتھی تھا اتفاق سے ہمارا اونٹ گم ہو گیا اس لئے ہم تو اس کی تلاش میں وہاں دو روز تک ٹھہرے رہے اور ہمارے ساتھی چلے گئے، تلاش کے بعد ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے مگر راستہ بھول گئے اس لئے وہ ہم سے چند روز پہلے مدینہ شریف پہنچ گئے اور ہم مقام نخلہ میں بھی نہ جا سکے۔

آخر کار لاچار ہو کر واپس ہوئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حالانکہ ہمارے ساتھی یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید ہم ان سے پہلے پہنچ گئے ہوں گے اور ہمیں اس سفر میں بھوک کی بہت سختی جھیلنی پڑی اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم مقام ملیحہ سے (مقام ملیحہ اور مدینہ میں چھ روز کا اور مقام ملیحہ اور مقام معدن بنی سلیم میں ایک شب کی مسافت کا فاصلہ ہے) ایسے مصیبت زدہ ہو کر روانہ ہوئے کہ ہمارے پاس کوئی چیز چکھنے تک کی مدینہ شریف پہنچنے تک نہ تھی (اسی اثناء میں ایک شخص نے ابواسحاق سے دریافت کیا کہ مدینہ اور ملیحہ میں کتنا فاصلہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ تین روز کا) اور ہماری حالت یہ تھی کہ جب بھوک کی بہت شدت ہوتی تھی تو عضاۃ کھا کر اوپر سے پانی پی لیتے تھے خیر مدینہ پہنچ کر ہم نے یہ دیکھا کہ قریش کا ایک وفد اپنے قیدیوں کا فدیہ دینے کے لیے آیا ہوا ہے مگر آپ نے قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ ابھی میرے دو آدمی نہیں آئے اس لئے مجھے اندیشہ

ہے کہ شاید تم نے ان کو قتل نہ کر دیا ہو یہ گفت وشنید ہو ہی رہی تھی کہ اچانک ہم پہنچ گئے۔
راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دوران گفتگو یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر تم نے میرے آدمیوں کو قتل کیا ہوگا تو میں بھی تمہارے ان دونوں قیدیوں کو قتل کر دوں گا اور ان دونوں قیدیوں کا فدیہ چالیس چالیس اوقیہ چاندی ہوگا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

آپ کا مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اپنے لیے مقرر کرنا:

مصنف نے کہا کہ ہم نے سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عثمان بن الجحشی نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے محمد بن عبداللہ بن جحشؓ نے بیان کیا کہ جاہلیت کے زمانہ میں سردار غنیمت کے مال میں سے چوتھائی لیا کرتے تھے مگر جب عبداللہ بن جحشؓ مقام نخلہ سے غنیمت کا مال لے کر واپس تشریف لائے تو آپ نے اس پرانے رواج کو بدل دیا اور چوتھائی کے بجائے آپ نے اپنے لئے پانچواں حصہ لیا اور باقی سب چیزوں کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیا اسلام کے زمانہ میں حضرت عبداللہ بن جحش ہی کے دست مبارک سے اس طریقہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اس کے بعد آیت

﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ ﴾ الخ

نازل ہوئی جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچواں حصہ رسول اکرم ﷺ کے لئے خاص کر دیا گویا ہر ایک فوج کا سردار آپ کو قرار دیدیا۔

اور مصنف نے کہا کہ مجھ سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن یحییٰ بن سہل نے اور ان سے محمد بن سہل بن ابی حثمہ نے اور ان سے رافع بن خدیج نے اور ان سے ابو بردہ بن دینار نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل نخلہ کے غنائم کو تقسیم کرنے کو ملتوی کر دیا اور آپ مقام بدر کی طرف تشریف لے گئے پھر وہاں سے واپس آ کر اہل نخلہ اور اہل بدر دونوں کے غنائم کو ساتھ ساتھ تقسیم فرمایا اور ہر جماعت کو اس کا پورا پورا حصہ عنایت کیا اور مجاہدین نخلہ کے سوال پر جو پہلے مذکور ہو چکا یہ آیت نازل

ہوئی:

﴿یسئلونك عن الشهر الحرام﴾ الخ

جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ بے شک معظم مہینوں میں جنگ کرنا جیسا پہلے حرام تھا اب بھی ویسا ہی حرام ہے مگر اس سے زیادہ خدا کے نزدیک کافروں کے معاملات (مثلاً مسلمانوں کو خدا کے راستہ سے روکنا اور ان کو رسول کی طرف جانے کی وجہ سے تکلیف دینا اور قید کرنا اور خود خدا کو نہ ماننا اور مسلمانوں کو حج اور عمرہ کے زمانے میں مسجد حرام سے روکنا اور ان کو دین سے پھسلانا) حرام اور نازیبا ہیں لہٰذا تم اپنے دل میں ہماری ناخوشی کا تردد نہ کرو اور ایک راوی نے بیان کیا کہ ﴿الفتنة اشد من القتل﴾ میں فتنہ سے دو بت (جن کا نام اساف اور نائلہ) تھا مراد ہیں۔

عمرو بن حضرمی کی دیت اور حرمت والے مہینے کا احترام:

مصنف نے کہا کہ مجھ سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر نے اور ان سے زہری نے اور ان سے عروہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عمرو بن الحضرمی کی دیت ادا کی اور شہر حرام کا احترام ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے سے ہوتا چلا آتا تھا یہاں تک کہ قرآن میں اس کا فیصلہ نازل ہو گیا مصنف نے کہا کہ مجھ سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن ابی سبرہ نے اور ان سے عبدالمجید بن سہل نے اور ان سے کریب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے ابن حضرمی کی دیت ادا کی تھی؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں لہٰذا ابن واقدی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک متفق علیہ یہی بات ہے کہ آپ نے دیت نہیں دی اور نیز ابو معشر نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ عبداللہ بن جحشؓ کو اس فوجی دستہ کی سپہ سالاری کے صلہ میں امیر المؤمنین کا خطاب ملا اور جو لوگ عبداللہ بن جحشؓ کے فوجی دستہ میں شامل تھے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں عبداللہ بن جحش اور ابو حذیفۃ بن عتبہ بن ربیعہ اور عامر بن ربیعہ اور واقد بن عبداللہ التمیمی اور عکاشہ

بن محصن اور خالد بن ابی البکیر اور سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان اور یہ آخر کے دونوں حضرات عین معرکہ میں حاضر نہیں ہو سکے یہ کل آٹھ ہوئے اور بعض نے کہا ہے کہ اس دستہ میں بارہ آدمی شامل تھے اور بعض نے کہا ہے کہ تیرہ تھے غرض ان مختلف اقوال میں سے ہمارے نزدیک معتبر یہی قول ہے کہ صرف آٹھ آدمی تھے جو پہلے نام بنام مذکور ہو چکے ہیں۔

●●●

جنگ بدر

راویوں نے بیان کیا جب رسول اکرم ﷺ کو قریش کے قافلہ کا ملک شام سے واپسی کا وقت معلوم ہو گیا تو آپ نے صحابہ کو قافلہ پر حملہ کرنے کی تحریک دی اور اپنی روانگی سے دس رات پہلے طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید کو قافلہ کی خیر و خبر اور نگہداشت کے لئے روانہ کر دیا۔ یہ دونوں صاحب مقام حوراء کے نخبار نامی جگہ میں مسمیٰ کشد جہنی کے پاس جا کر اترے (اور نخبار مقام ذی المروہ کے قریب ساحل پر واقع ہے) اس نے ان صاحبوں کو نا صرف وہاں پر اترنے کی اجازت دی بلکہ نہایت خاطر تواضع سے اتارا قافلہ کے آنے تک یہ وہیں اس کے خیمہ میں مقیم رہے۔ جب قافلہ آیا تو یہ دونوں صاحب اونچی جگہ پر چڑھ کر اہل قافلہ اور ان کے ساز و سامان کو دیکھنے لگے اور قافلہ والے وہاں سے گزرتے ہوئے کشد جہنی سے دریافت کرتے تھے کہ تو نے کوئی محمد کا جاسوس تو نہیں دیکھا وہ جواب میں کہہ دیتا تھا کہ یہاں نخبار میں محمد کے جاسوسوں کا کیا کام؟ خیر قافلہ تو گزر گیا اور یہ دونوں صاحب رات بھر وہیں رہے صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے کشد بھی رہبری کے لئے ان کے ساتھ چل پڑے اور مقام ذوالمروۃ تک پہنچا گئے۔ ادھر قافلہ ساحل پر چڑھ کر بہت تیز ہو گیا اور مسلسل شب و روز چلنے لگا کہ کہیں کوئی پیچھے سے حملہ نہ کر دے اور حضرت طلحہ اور سعید مدینہ میں اسی روز پہنچے کہ جس روز آپ کی مقام بدر میں قافلہ سے مڈبھیر ہوئی پس یہ فوراً وہاں سے روانہ ہوئے اور مقام تربان میں آنحضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور تربان مقام ملل اور مقام سیالہ کے درمیان محجہ پر واقع ہے اور یہ ابن اذینہ شاعر کا مکان تھا)

ان کے بعد کشد بھی وہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس کے حاضر ہونے پر

حضرت طلحہ اور سعیدؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت اقدس میں اس کی اجازت اور خاطر مدارات وغیرہ کا تذکرہ کیا تو اس پر آپ نے مسرور ہو کر اس کو بہت شاباش دی اور نہایت عزت افزائی کی اور بطور انعام کے فرمایا کہ لاؤ میں تمہارے نام ینبع کا خط لکھ دوں انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر عنقریب ختم ہونے والی ہے اس لئے آپ میرے بجائے میرے بھتیجے کے نام لکھ دیجئے چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

باپ بیٹے میں بحث:

راویوں نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ قریش کا قافلہ آ رہا ہے اور اس میں ان کا بہت ساز و سامان ہے تم تیار ہو جاؤ اور ان پر چھاپہ مارو شاید اللہ تعالیٰ یہ ساز و سامان تمہیں عنایت کر دیں اس پر مسلمانوں میں اس قدر ہلچل مچ گئی کہ باپ بیٹے میں بھی اس سفر کی بابت قرعہ ڈالنے تک کی نوبت پہنچ گئی چنانچہ منجملہ ان لوگوں کہ جنہیں بدر کو جانے کے لئے قرعہ اندازی ہوئی ایک حضرت خیثمہ اور ان کے صاحبزادے سعد بھی ہیں حضرت سعد نے اپنے والد سے عرض کیا کہ ابا جی اگر جنت کے سوا کوئی اور چیز ہوتی تو میں ضرور اپنی ذات پر جناب کو مقدم کر دیتا مگر چونکہ یہ جنت کا معاملہ ہے اور مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ مجھے اس سفر میں شہادت عنایت کرے گا اس لئے آپ براہ کرم مجھے ہی جانے دیجئے۔

حضرت سعدؓ کی شہادت:

حضرت خیثمہ نے یہ تمام تقریر سن کر بھی یہی فرمایا کہ نہیں تم مجھے ہی جانے دو اور خود یہیں اپنے اہل و عیال کے پاس رہو غرض کہ ہر چند حضرت سعد کو سمجھایا مگر ایک نہ مانے آخر کار مجبور ہو کر ان کے والد نے یہ فرمایا کہ مکان پر ایک کا رہنا ضروری ہے اور تم ایسے نہیں مانتے تو قرعہ ڈال لو جس کا قرعہ نکلے گا وہی چلا جائے گا اس پر حضرت سعد رضامند ہو گئے اور قرعہ ڈالا گیا اتفاق سے حضرت سعد ہی کا قرعہ نکلا پس یہ خوشی خوشی مجاہدین میں شامل ہو کر روانہ ہو گئے اور بدر میں جا کر حسب تمنا جام شہادت نوش کیا اور آنحضرت کی

یہ ترغیب چونکہ مشورہ کے درجہ میں تھی اور شرعاً مشورہ میں خلاف کرنے کی گنجائش ہے اس لئے بعض مسلمانوں نے آپ کے تشریف لے جانے کو پسند نہ کیا اور بہت اختلاف ہوا حتی کہ یہ حضرات شامل بھی نہ ہو سکے مگر چونکہ یہ سفر جنگ کی غرض سے نہ تھا بلکہ صرف قافلہ پر یورش کرنے کے لئے تھا اس لئے شامل نہ ہونے والوں پر بھی کسی قسم کی ملامت نہ تھی اور ان میں بعض آپ کے ایسے سچے جان نثار تھے کہ اگر ان کو جنگ کا ذرا سا بھی گمان ہوتا تو وہ ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے ان میں سے ایک حضرت اسید بن حضیر بھی ہیں۔

اسید بن حضیر کی عدم شرکت کی وجہ:

حضرت اسید بن حضیرؓ کا قصہ یہ ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ جنگ سے جیت کر خوش وخرم واپس تشریف لائے تو یہ حضور کی خدمت میں مبارکبادی کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو یہ خوشی کا دن دکھایا اور آپ کو آپ کے دشمن پر غالب کر دیا اور چونکہ یہ خود شامل نہ ہوئے تھے اس لئے ساتھ یہ معذرت بھی کی کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم میرے اس سفر میں شامل نہ ہونے کی یہ وجہ نہ تھی کہ مجھے اپنی ذات آپ کی ذات مبارک سے زیادہ پسند ہے اور نہ میرا یہ گمان تھا کہ آپ کا دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے گا بلکہ صرف یہ خیال تھا کہ یہ سفر محض قافلہ پر چھاپہ مارنے کی غرض سے ہے کہ جو ہم لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اس لئے آپ میری طرف سے افسردہ خاطر نہ ہوں جب یہ اپنی بات پوری کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے جو کہا ٹھیک کہا اور مجھے تمہاری طرف سے مکمل اطمینان ہے۔

یہ پہلی جنگ تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور مشرکوں کو ذلیل وخوار کر دیا غرض یہ کہ جو مسلمان سفر کے لئے تیار ہوئے تھے آپ نے ان سمیت رمضان کی بارہ تاریخ اتوار کے دن کوچ کیا اور ایک مقام پر (جو نقب بنی دینار کے نام سے مشہور ہے) پہنچ کر لشکر کی ترتیب دی اور سب مجاہدین آپ کے سامنے پیش کئے گئے منجملہ ان کے عبداللہ بن عمر اور اسامہ بن زید اور رافع بن خدیج اور براء بن عازب اور اسید بن

یہ ترغیب چونکہ مشورہ کے درجہ میں تھی اور شرعاً مشورہ میں خلاف کرنے کی گنجائش ہے اس لئے بعض مسلمانوں نے آپ کے تشریف لے جانے کو پسند نہ کیا اور بہت اختلاف ہوا حتی کہ یہ حضرات شامل بھی نہ ہو سکے مگر چونکہ یہ سفر جنگ کی غرض سے نہ تھا بلکہ صرف قافلہ پر یورش کرنے کے لئے تھا اس لئے شامل نہ ہونے والوں پر بھی کسی قسم کی ملامت نہ تھی اور ان میں بعض آپ کے ایسے سچے جان نثار تھے کہ اگر ان کو جنگ کا ذرا سا بھی گمان ہوتا تو وہ ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے ان میں سے ایک حضرت اسید بن حضیر بھی ہیں۔

اسید بن حضیر کی عدم شرکت کی وجہ:

حضرت اسید بن حضیرؓ کا قصہ یہ ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ جنگ سے جیت کر خوش وخرم واپس تشریف لائے تو یہ حضور کی خدمت میں مبارکبادی کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو یہ خوشی کا دن دکھایا اور آپ کو آپ کے دشمن پر غالب کر دیا اور چونکہ یہ خود شامل نہ ہوئے تھے اس لئے ساتھ یہ معذرت بھی کی کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم میرے اس سفر میں شامل نہ ہونے کی یہ وجہ نہ تھی کہ مجھے اپنی ذات آپ کی ذات مبارک سے زیادہ پسند ہے اور نہ میرا یہ گمان تھا کہ آپ کا دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے گا بلکہ صرف یہ خیال تھا کہ یہ سفر محض قافلہ پر چھاپہ مارنے کی غرض سے ہے کہ جو ہم لوگوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اس لئے آپ میری طرف سے افسردہ خاطر نہ ہوں جب یہ اپنی بات پوری کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے جو کہا ٹھیک کہا اور مجھے تمہاری طرف سے مکمل اطمینان ہے۔

یہ پہلی جنگ تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور مشرکوں کو ذلیل وخوار کر دیا غرض یہ کہ جو مسلمان سفر کے لئے تیار ہوئے تھے آپ نے ان سمیت رمضان کی بارہ تاریخ اتوار کے دن کوچ کیا اور ایک مقام پر (جو نقب بنی دینار کے نام سے مشہور ہے) پہنچ کر لشکر کی ترتیب دی اور سب مجاہدین آپ کے سامنے پیش کئے گئے منجملہ ان کے عبداللہ بن عمر اور اسامہ بن زید اور رافع بن خدیج اور براء بن عازب اور اسید بن

ظہیر اور زید بن ارقم اور زید بن ثابت وغیرہ حضرات کو آپ نے سفر کی اجازت نہیں دی اور واپس لوٹا دیا۔

کم سنی میں شوق شہادت:

مصنف کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن اسماعیل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے یہ بیان فرمایا کہ جس وقت ہم رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیے جا رہے تھے تو میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص کو دیکھا کہ وہ ادھر ادھر چھپتا ہوا پھر رہا ہے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے یہ کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ نہ لیں اور چھوٹا سمجھ کر واپس نہ کر دیں اور مجھے جانے کا حد درجہ شوق ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے وہاں پر شہادت کا درجہ بخش دیں۔

بارہ سال کی عمر میں شہادت:

آخر ان کا داؤ نہ چل سکا اور پیش کیے گئے آپ نے ان کو صغر سنی کی وجہ سے یہی فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ اس پر وہ رونے لگے ان کے رونے پر آپ نے شفقت کی وجہ سے سفر کی اجازت دیدی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعد فرماتے تھے کہ ان کی صغر سنی کی وجہ سے تلوار وغیرہ کا پرتلا بھی میں ہی باندھتا تھا۔ غرض کہ یہ اسی صغر سنی میں کہ ان کی عمر بارہ سال کی تھی بدر میں پہنچے اور شہید ہو گئے۔

مصنف کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ نے اور ان سے عیاش بن عبدالرحمٰن شجعی نے یہ بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کو اسی روز بنی دینار کے کنویں سے پانی کھینچنے کی اجازت دی اور ان کے کنویں کا خود بھی پانی پیا۔

مصنف کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے اور ان سے عمرو بن ابی عمرو نے

یہ بیان کیا کہ اس روز سب سے پہلے آپ نے ان کے کنویں کا پانی پیا مصنف کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے اور ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے انکے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کیا کہ پھر آپ کے لئے مقام بیوت السقیا سے شیریں پانی لایا جانے لگا تھا اور سقیا مدینہ کے متصل ہے)

اہل مدینہ کے لیے دعا:

مصنف کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ذیب نے اور ان سے مقبری نے اور ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام بیوت السقیا کے قریب نماز پڑھی اور اسی روز اہل مدینہ کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ تیرے بندے اور دوست اور نبی حضرت ابراہیمؑ نے تو اہل مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں محمد کہ جو تیرا بندہ اور نبی ہوں اہل مدینہ کے لئے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو ان کے ناپنے کے پیانوں اور پھلوں میں برکت دیدے اور اے اللہ مدینہ کی محبت کو ہمارے دلوں میں بسا دے اور اے اللہ جو کچھ یہاں وبا وغیرہ ہو اس کو مقام خم میں منتقل کر دے اور اے اللہ میں نے اس کو محترم قرار دے دیا جیسا کہ آپ کے دوست حضرت ابراہیم نے مکہ کو محترم قرار دے دیا تھا (مقام خم جحفہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے عدی بن ابی الزعنا اور بسبس بن عمر کے پاس (جو بیوت السقیا کے رہنے والے تھے) تشریف لے گئے اور اسی روز آپ کی خدمت اقدس میں عبداللہ بن عمرو بن حزام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کا اس جگہ ٹھہرنا اور مجاہدین کا اس جگہ آپ کے سامنے پیش ہونا بہت پسند آیا ہے اور میں نے اس سے بہت اچھا فال لیا کیونکہ جب ہمارے اور مقام حُسیکہ کے یہودیوں میں زور شور سے جنگ بازی ہو رہی تھی تو اس جگہ کو ہم نے پناہ کے لئے بنایا تھا حسیکہ کو حسیکۃ الذباب کہتے ہیں اور ذباب ایک پہاڑ کا نام ہے کہ جو اطراف مدینہ میں واقع ہے وہاں پر یہود کی آبادی تھی)۔

مقام بیوت السقیا کی برکت:

چنانچہ ہم نے بھی اسی جگہ اپنی فوج کا جائزہ لیا اور جو لوگ ہتھیار اٹھانے کے قابل تھے ان کو سفر کی اجازت دی اور جو قابل نہ تھے ان کو واپس کر دیا اس سے فارغ ہو کر ہم حسیکہ کے یہودیوں کی طرف گئے اور وہ اس وقت کل یہودیوں سے بڑھے چڑھے تھے مگر باوجود اس امر کے ہم نے ان کو آسانی تہس نہس کر دیا۔ اس دن سے آج تک تمام یہودی ہمارے سامنے چوں نہیں کر سکے اس لئے یارسول اللہ مجھے اب بھی خدا کی ذات سے یہی امید ہے کہ جب ہمارا قریش سے مقابلہ ہوگا تو وہ ہمیں فتح عطا کر کے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے گا اور حضرت خلاد بن عمرو بن جموح فرماتے تھے کہ کچھ دن باقی تھا کہ میں اپنے گھر کی طرف (کہ جو مقام حزباء میں تھا) کسی کام کے لئے گیا تو میرے والد نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم تو چلے گئے تھے اب یہاں کہاں پھر رہے ہو میں نے کہا کہ ابھی رسول اللہ ﷺ مقام بقع میں ہیں اور فوج کا جائزہ لے رہے ہیں یہ سن کر ان کے والد بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اس جگہ ٹھہرنا اور جائزہ لینا بہت اچھا فال ہے خدا کی قسم مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ تمہیں قریش کے مشرکوں پر فتح دے گا اور ان کا ساز و سامان بھی تمہیں عنایت کرے گا کیونکہ اسی جگہ سے ہم حسیکہ کی طرف گئے تھے اور وہاں سے حسب خواہش فتح مند ہو کر آئے تھے۔

حضرت خلاد فرماتے ہیں کہ آپ کو جب اس مقام کا مبارک ہونا معلوم ہوا تو آپ نے اس کے نام کو بدل دیا اور بجائے بقع کے بیوت السقیا اس کا نام رکھ دیا اور میرے جی میں تھا کہ میں اس کو خرید لوں مگر اتفاق سے مجھ سے پہلے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے اس جگہ کو دو اونٹ دے کر اور بعض کہتے ہیں کہ سات اوقیہ دے کر خرید لیا اور جب حضرت سعد کے خریدنے کا ذکر آپ کے سامنے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ خوب اچھا خریدا۔

صحابہ کی سواریاں:

الغرض آپ وہاں سے بارہ رمضان اتوار کی شام کو مسلمانوں کو لے کر چلے اور مسلمان کل تین سو پانچ تھے جن میں سے آٹھ لوگ بعض ضروریات کی وجہ سے رہ گئے تھے

مگر مال غنیمت میں سے ان کو حصہ دیا گیا اور لشکر میں اونٹ کل ستر تھے اس لئے مجاہدین ان پر دو دو اور تین تین اور چار چار آگے پیچھے سوار ہوتے تھے۔

کون کس کے ساتھ سوار تھا:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت مرثد اور بعض نے ان کی جگہ زید بن حارثہ کو بیان کیا ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابو کبشہ اور انسہ (جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے) ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور عبیدہ بن حارث اور طفیل بن حارث اور حصین بن حارث اور سطح بن اثاثہ عبیدہ بن حارث کے اونٹ پر (جو انھوں نے ابن ابی داود مازنی سے خریدا تھا) سوار ہوتے تھے اور معاذ اور عوف اور معوذ عفرا کے بیٹے اور ان کا غلام مسمیٰ ابوالحمراء ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

حضرت واقدی کا بیان ہے کہ ابی بن کعب اور عمارہ بن حزم اور حارثہ بن النعمان ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور خراش بن صمۃ اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عبداللہ بن عمرو بن حزام ایک اونٹ پر سوار ہوا کرتے تھے اور عتبہ بن غزوان اور طلیب بن عمیر دونوں ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور یہ اونٹ عتبہ بن غزوان کا تھا اور اس کا نام عبس تھا اور مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ اور مسعود بن ربیع حضرت مصعب کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور عمار بن یاسر اور ابن مسعود ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور عبداللہ بن کعب اور ابوداؤد مازنی اور سلیطا بن قیس عبداللہ بن کعب کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور عثمان اور قدامہ اور عبداللہ مظعون کے لڑکے اور سائب بن عثمان ایک اونٹ پر بیٹھتے تھے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور سعد بن معاذ اور ان کا بھائی اور ان کا بھتیجا حارث بن اوس اور حارث بن انس سعد بن معاذ کے اونٹ پر (جس کا نام ذیال تھا) سوار ہوتے تھے اور سعد بن زید اور سلمۃ بن سلامہ اور عباد بن بشر اور رافع بن یزید اور حارث بن خزمہ سعد بن زید کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور ان پانچوں حضرات کے پاس توشہ دان میں صرف آدھ سیر

کھجوریں تھیں۔

معجزہ نبوی اور اونٹ کی قربانی:

مصنف کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے محمد بن عمر اور ان سے عبیداللہ بن یحییٰ نے اور ان سے معاذ بن رفاعہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں بھی جنگ بدر میں آپ کے ساتھ گیا تھا دوران سفر ایک ایک اونٹ پر تین تین آدمی سوار ہوتے تھے چنانچہ میں اور میرا بھائی خلاد بن رافع اپنے اونٹ پر سوار تھے اور ہمارے ساتھ عبید بن زید بن عامر بھی تھے آگے پیچھے بیٹھتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ اچانک مقام اوحا پہنچ کر اونٹ ہمیں لے کر گر پڑا اور ایسا بری طرح گرا کہ پھر اٹھنے سے عاجز ہو گیا۔ آخر میرے بھائی نے اللہ کی نذر مانی اور یہ کہا کہ اے اللہ اگر تو ہمیں اس پر مدینہ تک واپس پہنچا دے گا تو ہم تیرے نام پر اس کی قربانی کر دیں گے ہم یہ کہہ ہی رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہاں تشریف لے آئے تھے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ ہمارا اونٹ تو بالکل بیدم ہو گیا اب کیا کریں؟ آپ نے کہا کہ پانی لاؤ ہم پانی لائے تو آپ نے اس سے ایک برتن میں وضو کیا پھر ہم سے کہا کہ اپنے اس اونٹ کا منہ کھولو ہم نے کھول دیا تو آپ نے اپنے وضو کا پانی اس کے منہ میں ڈالا پھر اس کے سر پر پھر اس کی گردن پر پھر سینہ پر پھر کوہان پر پھر دم پر پھر فرمایا کہ سوار ہو جاؤ اور آپ وہاں سے تشریف لے گئے پھر ہماری آپ سے بہت دور جا کر مقام منصرف میں ملاقات ہوئی تو ہمارے اونٹ کی یہ حالت تھی کہ تیز روی سے بے اوسان ہو جاتا تھا غرض کہ آمد و رفت میں اس کی تیزی کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ جب ہم بدر سے واپس ہوتے ہوئے مقام مصلیٰ میں پہنچے تو وہ پھر اچانک بیٹھ گیا میرے بھائی نے وہیں اس کی قربانی کر دی اور گوشت کو خیرات کر دیا۔

حضور کی دعا اور اس کی قبولیت:

مصنف کہتے ہیں کہ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے محمد بن عمر نے اور ان سے یحییٰ بن عبدالعزیز بن سعید بن سعد بن عبادہ

نے اوران سے ان کے والد نے یہ بیان کیا کہ سعد بن عبادہ بدر کے سفر میں باری باری
سے ہیں اونٹوں پر سوار ہوئے اور ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے
محمد نے اوران سے محمد بن عمر نے اوران سے ابوبکر بن اسماعیل نے اوران سے ان کے
والد نے اوران سے سعد بن ابی وقاصؓ نے یہ بیان کیا کہ جب ہم جنگ بدر میں رسول
اللہ ﷺ کے ساتھ گئے تو ہمارے پاس صرف ستر اونٹ تھے اس لئے مسلمان ایک ایک
اونٹ پر کئی کئی سوار ہوئے دو دو بھی تین تین بھی چار چار بھی مگر چونکہ میں آپ کے
صحابیوں میں سب سے زیادہ مستعد اور جفاکش اور تیرانداز اور تیز رو تھا اس لئے میں نہ
جاتے وقت سوار ہوا اور نہ آتے وقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام بیوت
السقیا سے روانہ ہوتے ہوئے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! یہ میرے ساتھی پیدل ہیں ان کو
سوار کر دے اور ننگے ہیں ان کو کپڑے عنایت کر دے اور بھوکے ہیں ان کا پیٹ بھر دے
اور تنگدست ہیں ان کو دولت دے دے چنانچہ اس دعا کی برکت سے لوٹتے ہوئے ہر
ایک شخص کو سواری بھی مل گئی اور کپڑا اور کھانا بھی ان کے توشوں میں سے مل گیا اوران
کے قیدیوں کے فدیہ سے ہر شخص کی تنگدستی بھی جاتی رہی اور پیدل فوج پر رسول اللہ ﷺ
نے حضرت قیس بن ابی صعصعہ کو (جن کا نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذون ہے)
سردار بنا دیا تھا اور جب بیوت السقیا سے کوچ ہوا تو ان کو یہ فرمایا کہ تم کل مسلمانوں کو گن
کر مجھے اطلاع دو چنانچہ انہوں نے ابو عینہ کے کنویں پر فوج کو ٹھہرا کر گنا اور حضور کو
اطلاع دی۔

راستے میں مسجد کا قیام:

آپ بیوت السقیا سے روانہ ہو کر مقام بطن عقیق کو ہوتے ہوئے مقام مُکتَمِن کے
راستہ پر ہوئے اور مقام بطحاء ابن ازہر پر جا نکلے اور وہاں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا
اور حضرت ابوبکر نے وہیں ایک مسجد بنالی کہ جس میں آپ نے نماز پڑھی۔ سوموار کی صبح
آپ کو اسی مقام پر ہوئی پھر علی الصباح مقام بطن ملل کی طرف کوچ کیا (اور تربان مقام
خیرہ اور مقام ملل کے درمیان واقع ہے)۔

ہرن کا شکار:

حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ تربان میں آپ نے ایک ہرن کو جاتا ہوا دیکھ کر مجھے فرمایا کہ اے سعد ہرن کو دیکھ چنانچہ میں آپ کے فرماتے ہی اس کی طرف شست لگانے لگا تو آپ میرے کندھے پر ٹھوڑی رکھ کر کھڑے ہو گئے اور مجھے فرمایا کہ اب تیر مار اور یہ دعا دی کہ اے اللہ! اس کی شست کو ٹھیک کر دے آپ کے فرماتے ہی میں نے تیر چلا دیا تو ٹھیک ہرن کے سینہ پر جا کر لگا آپ اس پر مسکرائے اور جلدی سے بھاگ کر اس کے پاس گیا دیکھا تو وہ تڑپ رہا تھا میں نے جھٹ سے اس کو ذبح کر دیا اور اٹھا کر لایا جب پڑاؤ کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق اس کو تقسیم کر دیا گیا۔

سفر میں ہمراہ گھوڑے:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے محمد بن عمر نے اور ان سے محمد بن بجار نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت سعد نے یہ بیان کیا کہ اس لشکر میں دو گھوڑے بھی تھے ایک تو مرثد بن ابی مرثد غنوی کے پاس اور ایک مقداد بن عمرو بہرانی کے پاس کہ جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بعض ایک اور گھوڑا حضرت زبیر کے پاس بھی بتلاتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں بلکہ گھوڑے صرف دو ہی تھے اور ہمارے نزدیک بالاتفاق حضرت مقداد کے پاس صرف ایک ہی گھوڑا تھا۔ ہم سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن یعقوب نے اور ان سے ان کی پھوپھی نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے مسماۃ ضباعہ بنت زبیر نے اور ان سے مقداد بن عمرو نے یہ بیان کیا کہ میرے پاس جنگ بدر میں صرف ایک گھوڑا اسبحہ نام کا تھا۔

قافلہ کے سامان کی تفصیل:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اوران سے سعد بن ملک غنوی نے اوران سے ان کے آباء واجداد نے یہ بیان کیا
کہ مرثد بن ابی مرثد غنوی جنگ بدر کے روز اس گھوڑے پر سوار تھے جس کا نام سیل تھا
اور راویوں نے بیان کیا کہ قریش اپنا قافلہ لے کر شام کی طرف گئے اور اس قافلہ میں
ہزار اونٹ تھے اور اس قافلہ میں قریش کا بہت سا مال و دولت اور ساز و سامان تھا کیونکہ
قریش کے ہر مرد و عورت نے تقریباً اپنا کل مال اور زیور وغیرہ اس میں تجارت کے لئے
بھیج دیا تھا یہاں تک کہ عورتوں نے اونٹنیوں کا زیور تک اتار کر دے دیا تھا چنانچہ اس کا
تخمینہ پچاس ہزار اشرفیاں یا اس سے کچھ کم وبیش کا ہے اور اس میں زیادہ حصہ سعید بن
عاص کی اولاد کا تھا شاید ان کی ذاتی تجارت کے لئے تھا یا انہوں نے اپنی قوم کو نصف پر
قرض دیا تھا تو گویا کل قافلہ انہیں کا تھا اور قافلہ میں دو سو اونٹ اور پانچ ہزار یا چار ہزار
مثقال سونا امیہ بن خلف کا تھا۔ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد
نے اور ان سے محمد بن عمر نے اور ان سے ہشام بن عمارۃ بن ابی حویرث نے یہ بیان کیا
کہ دس ہزار مثقال اس میں بنی عبد مناف کے تھے اور یہ قافلہ ملک شام میں مقام غزہ کی
طرف تجارت کے لئے گیا تھا اور اس بڑے قومی قافلہ میں چھوٹے چھوٹے خاندانی
قافلے بھی تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے محمد بن
عمر نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے ابو عون نے (کہ جو مسور کے غلام
تھے) اور ان سے مخرمہ بن نوفل نے یہ بیان کیا کہ جب ہم ملک شام میں پہنچ گئے تو اتفاق
سے ہمیں ایک آدمی قبیلہ جذام کا مل گیا اور ہم سے کہنے لگا کہ جب تم آ رہے تھے تو محمد
تمہارے قافلہ کی تاک میں آئے تھے معلوم نہیں تم کس طرح بچ کر نکل آئے اور ابھی تک
تمہاری واپسی کے انتظار میں ان کی فوج کا وہیں پر پڑاؤ ہے۔

عاتکہ کا خواب:

عمرو بن العاص بیان کرتے تھے کہ جب ہم مقام زرقا میں تھے (زرقا ملک شام
کے علاقہ میں مقام اذرعات سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے) اور مکہ کی طرف کو اتر رہے

تھے تو ایک آدمی قبیلہ جذام کا اتفاقاً ہمیں ملا اور ہم سے کہنے لگا کہ دیکھو آتے وقت تمہاری تاک میں محمد اپنی فوج سمیت آئے تھے ہم نے اس سے کہا کہ پھر ہم بچ کیسے گئے؟ کیا انہوں نے ہمیں پہچانا نہیں تھا اس نے کہا کہ ہاں پھر کہنے لگا کہ ایک مہینہ ٹھہر کر مدینہ واپس گئے ہیں اور اس وقت تو تم ذرا ہلکے تھے اور اب تو سامان کی وجہ سے بہت بوجھل ہو رہے ہو اس لئے اب ضرور وہ تمہارا پیچھا کریں گے اور وہ تمہارے لئے ایک ایک دن گن رہے ہیں لہذا تم اپنے قافلہ کی خیر مناؤ تم سب جمع ہو کر مشورہ کر لو اور ایک دل ہو جاؤ خدا کی قسم مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم میں اس کی بابت کسی قسم کی آمادگی اور تیاری نہیں تم اپنی خیر چاہو تو جلد از جلد جمع ہو کر اس کے لئے مشورہ کر لو کہ کیا کرنا چاہئے اس پر سب نے جمع ہو کر یہ طے کیا کہ مکہ پیغام بھجوانا چاہئے۔ آخر اس کے لیے ایک شخص مسمیٰ ضمضم کہ جو قافلہ میں موجود تھا چونکہ قریش نے اس سے ساحل پر دو اونٹ کرایہ پر بیس مثقال کے لئے تھے مقرر کر کے روانہ کر دیا گیا اور چلتے وقت ابوسفیان نے اوس کو یہ کہا کہ قریش سے جا کر یوں کہہ دینا کہ تمہارے قافلے کو گھیرنے کے واسطے محمد راستہ میں پڑا ہے جلدی سے آ کر قافلہ کی خبر لو اور اس کو یہ بھی کہدیا کہ جب تو مکہ میں داخل ہونے لگے تو اپنے اونٹ کے کان کاٹ دینا اور کجاوہ کو اوندھا کر دینا اور آگے پیچھے سے اپنے کرتہ کو چیر دینا اور چیخ مار مار کر الغوث الغوث کہنا اور بعض نے یہ بیان کیا کہ اس قاصد کو مقام تبوک سے بھیجا تھا اور قافلہ میں قریش کے تین سو آدمی تھے کہ جن میں عمرو بن العاص اور مخرمہ بن نوفل بھی موجود تھے اور مسماۃ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اس ضمضم بن عمرو کے آنے سے پہلے ایک خواب دیکھا جس کو دیکھ کر وہ بہت گھبرا گئی تھی اور اس نے اس کو بہت دہشت ناک سمجھا تھا چنانچہ اس نے اپنے بھائی عباس کے پاس کسی شخص کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ اے بھائی خدا کی قسم میں نے رات کو ایک ایسا خواب دیکھا ہے کہ جس سے میں بہت بے چین ہو رہی ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ شاید تمہاری قوم پر عنقریب کوئی بڑی بھاری مصیبت آنے والی ہے میں جو کچھ تمہارے پاس کہلا کر بھیج رہی ہوں اس کو کسی سے ظاہر نہ کرنا میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا ہے اور مقام ابطح میں

آ کر ٹھہر گیا پھر بہت زور سے چیخ مار کر کہنے لگا کہ اے غدار لوگوں کے بچو تم تین دن کے اندر اندر اپنے اپنے مرنے کی جگہوں کی طرف بھاگو اسی طرح اس نے تین مرتبہ کہا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اس کے پاس کثرت سے جمع ہو گئے پھر وہ مسجد میں جا گھسا اور لوگ اس کے پیچھے ہو لئے پھر وہ اچانک اونٹ سمیت کعبہ کی پشت پر ظاہر ہوا اور اسی طرح تین مرتبہ چیخا پھر ابو قبیس پہاڑ پر اونٹ سمیت ظاہر ہوا اور اسی طرح تین مرتبہ چیخ ماری پھر ابو قبیس پر سے ایک پتھر لے کر پھینکا وہ نیچے کو اترتا ہوا جب پہاڑ کی جڑ میں آ گیا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور مکہ کے ہر ہر مکان میں اس کا ایک ایک ٹکڑا جا گرا۔

عمرو بن العاص کا خواب:

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا تھا اور ابو قبیس پہاڑ کے پتھر کے ٹکڑوں میں سے جو ٹکڑا ہمارے گھر میں آ کر گرا تھا وہ بھی مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے اور اللہ کی طرف سے ہمارے لئے یہ ایک عبرت کا موقع تھا اگر ہم سمجھتے تو اسی وقت مسلمان ہو جاتے مگر چونکہ مقدر میں ابھی مسلمان ہونے میں دیر تھی اسی لئے جب تک اللہ نے چاہا دیر ہوئی اور راویوں نے بیان کیا ہے کہ بنی ہاشم اور زہرہ کے کسی مکان میں بھی اس پتھر کا ٹکڑا جا کر نہیں گرا۔ کہتی ہیں کہ حضرت عباس نے یہ خواب سن کر فرمایا کہ یہ تو بہت برا خواب ہے اور پھر خود کچھ مغموم سے ہو کر باہر تشریف لے گئے اور جا کر اپنے دوست ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ملے اور اسی خواب کا قصہ بیان کیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ کسی اور سے ذکر نہ کرنا مگر وہ کہاں چھپ سکتا تھا ذرا سی دیر میں سب لوگوں میں پھیل گیا۔

چنانچہ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو جب میں بیت اللہ کے طواف کے لیے گیا تو ابو جہل قریش کے ایک گروہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اس مجلس میں عاتکہ کے اسی خواب کا ذکر ہو رہا تھا ابو جہل نے اس کو سن کر کہا کہ عاتکہ نے ہرگز یہ خواب نہیں دیکھا یہ کیا خواب دیکھا ہے میں نے تجاہل عارفانہ سے کہا کہ کیا بات ہے مجھے تو کچھ معلوم نہیں اس پر وہ جھنجلا کر کہنے لگا کہ اے مطلب کی اولاد کیا تم لوگوں کا اپنے خاندان

کے مردوں کے نبی بننے سے جی نہیں بھرا کہ جواب تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگیں اور غیب کی باتیں بیان کرنے لگیں۔

عاتکہ کے خواب پر ابو جہل کا غصہ اور حضرت عباس سے جھگڑا:

چنانچہ عاتکہ کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں ایسا ایسا دیکھا ہے سو جو کچھ اس نے دیکھا ہے ہم تین دن اس کا انتظار کریں گے اگر یہ خواب اس کا سچا ہو گیا تو فبہا ورنہ ہم یہ لکھ دینگے کہ تمہارا گھرانہ عرب میں سب گھرانوں سے جھوٹا ہے حضرت عباس فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر طیش آ گیا اور میں نے اس سے کہا او پدوڑے (یہ عرب میں گالی ہے) جھوٹ اور لعنت ملامت تو سب سے زیادہ تجھ پر پھبتی ہے یہ سن کر ابو جہل بولا کہ جب ہماری تمہاری عزت اور شرافت کے کاموں میں دوڑ ہوئی تو پہلے پہل تم نے اس بات پر شیخی کی کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں مگر ہم نے اس کی کچھ پروا نہیں کی پھر تم نے یہ کہا کہ ہم بیت اللہ کی دربانی کرتے ہیں ہم اس پر بھی خاموش رہے پھر تم نے کہا کہ ہم لوگوں کی بہت مہمان نوازی کرتے ہیں اس پر بھی ہم نے کچھ نہیں کہا پھر تم نے یہ کہا کہ ہمارے اندر جود و سخاوت بہت زیادہ ہے ہم نے اس پر بھی کچھ چون و چرا نہیں کیا غرض کہ تم اور ہم اسی طرح لوگوں کو کھلاتے پلاتے رہے اور عزت و آبرو کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے رہے جیسے گھوڑ دوڑ میں دو گھوڑے دوڑا کرتے ہیں اور ہم تمہاری شیخی کی باتوں سے درگذر کرتے رہے جس سے تمہارا حوصلہ یہاں تک بڑھ گیا کہ تم نے پہلے تو یہ کہا کہ ہمارے خاندان میں نبی ہے اور اب یہ کہنے لگے ہو کہ ہم میں ایک عورت بھی نبی ہے لات اور عزیٰ کی قسم! کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں ابو جہل کی یہ باتیں سن کر غیرت کے مارے پسینہ پسینہ ہو گیا کیونکہ میری طرف سے پہلے کوئی تیزی کی بات نہیں ہوئی تھی بلکہ میں نے تو صرف اس کے انکار کی تردید کی تھی کہ تو بلا وجہ خواب کا کیوں انکار کرتا ہے؟ اس نے خود بخود یہاں تک بات بڑھا دی۔ اس قصہ کی کہیں ہمارے خاندان کی عورتوں کو بھی خبر ہو گئی شام کو جب میں گھر آیا تو سب عورتیں چڑھ آئیں اور مجھ سے کہنے لگیں کہ اس حرام زادے

بدمعاش ابو جہل نے تمہارے مردوں کو چھوڑ عورتوں تک کو کیا کیا کہا اور آپ سنتے رہے آپ کو غیرت نہ آئی اور نہ آپ نے اس کو کچھ کہا میں نے انہیں سمجھایا کہ ابھی تک کچھ زیادہ بات نہیں بڑھی تھی اس لئے میں بھی حد سے زیادہ نہیں بڑھا اور خدا کی قسم کل کو پھر اس کے پاس جاؤں گا اگر اس نے پھر اس قسم کی گفتگو کی تو تم دیکھ لینا کہ میں اس کو کیسا مزہ چکھاؤں گا۔

شیطان اور ضمضم کی چیخ و پکار:

ہمارے یہاں تو شام کو یہ قصہ ہوا ادھر صبح ہوتے ہی ابو جہل نے لوگوں سے کہا کہ ایک دن تو یہ ہے تم اس میں دیکھ لینا کہ عاتکہ کا خواب کیسا سچا نکلے گا جب اس دن بھی کچھ نہ ہوا تو دوسرے دن اس نے پھر لوگوں سے کہا کہ لو دو دن تو ہو چکے اب صرف تیسرا دن باقی رہ گیا ہے۔ جب تیسرا دن ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو تینوں دن گزر گئے اور کچھ بھی نہیں ہوا میں کہتا نہ تھا کہ اس نے یہ جھوٹ اپنی طرف سے خواب کے ذریعہ گھڑ لیا ہے۔ میں تیسرے دن مارے غصہ کے تمتماتا ہوا اس تاک میں پھر رہا تھا کہ کسی طرح یہ کوئی ایسی بات کہدے کہ جس سے جھڑپ ہو جائے تو پھر اس کو عورتوں کی مرضی کے موافق مزہ چکھا دوں خدا کی قسم میں اسی سوچ و بچار میں اس کی طرف گیا (اور وہ بہت ہلکا پھلکا چھڑ چھڑا اور ستے ہوئے چہرے اور تیز زبان اور تیز نظر آدمی تھا) تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہ بنی سہم کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا جارہا ہے میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ خدا اس پر لعنت کرے یہ شاید میری گالی گلوچ کے ڈر سے بھاگا ہوا جارہا ہے مگر واقع میں یہ بات نہ تھی بلکہ اس نے ضمضم بن عمرو کی آواز سن لی تھی کہ وہ چیخ مار مار کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے لوی بن غالب کی اولاد تم اپنے تجارتی قافلہ کو سنبھالو اس کو محمد نے اپنی فوج سے گھیر رکھا ہے اس کی فریاد کو پہنچو۔ خدا کی قسم! اگر تم جلدی نہیں کرو گے تو پھر وہاں قافلے کی دھول بھی نہ ملے گی۔

ضمضم یہ چیخ پکار مقام بطن وادی میں کھڑا ہوا کر رہا تھا اور ابو سفیان کی ہدایت کے موافق اپنے اونٹ کے کان کاٹ رکھے تھے اور آگے پیچھے سے اپنا کرتہ پھاڑ رکھا تھا اور

کجاوہ کو اوندھا کر رکھا تھا اور یہ بھی کہتا جا رہا تھا کہ میں نے مکہ میں آنے سے پہلے یہ خواب دیکھا ہے کہ گویا مکہ کے میدان میں خون کا سیلاب نیچے سے اوپر کی طرف چڑھ رہا ہے بس پھر گھبرا کر اور خوف زدہ ہو کر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اس کو قریش کے حق میں بہت برا سمجھا کیونکہ میرے جی میں اس سے فوراً یہ بات پڑی کہ قریش پر کوئی بڑی بھاری مصیبت آنے والی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہی چیخ پکار ضمضم سے پہلے شیطان نے (سراقہ بن جعشم کی صورت میں آ کر) کی اور تمام قوم اسی کی آواز پر قافلہ کی طرف ضمضم کے آنے سے پہلے ہی بھاگ پڑی تھی۔

قریش کی جنگی تیاریاں:

چنانچہ عمیر بن وھب فرماتے ہیں میں نے ضمضم کے قصہ کے سوا کبھی کوئی زیادہ عجیب قصہ نہیں دیکھا کہ شیطان نے بعینہٖ اس کی طرح چیخ پکار کی اور ہم سب کو مجبوراً قافلہ کی طرف اچھے برے راستے کو بھاگنا پڑا اور نیز حکیم بن حزام یوں فرمایا کرتے تھے ہمارے پاس جو قافلہ کی خبر لے کر آیا تھا اور قافلہ کی طرف جس کی آواز سے ہم بھاگنے لگے تھے یقیناً وہ آدمی نہ تھا بلکہ شیطان تھا کہتے ہیں کہ پھر سب آدمی اپنی اپنی تیاری میں مصروف ہو گئے اور کسی کو کسی کا دھیان تک نہ رہا اور ہر شخص یا خود جاتا تھا یا اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو بھیجتا تھا اور قریش عاتکہ کے خواب کی وجہ سے پھول گئے اور بنو ہاشم نے خوش ہو کر کہا کہ دیکھا تم ہمیں جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ عاتکہ نے جھوٹ موٹ یہ خواب بنالیا ہے اب دیکھو کیسا مزہ آ رہا ہے؟

قریش سرداروں کی جنگی ترغیبات:

غرض قریش تین دن تک اور بعض نے کہا کہ دو روز تک اسی تیاری میں مصروف رہے اور جو کچھ ان کے پاس جنگی سامان تھا اس کو نکال کر درست کیا اور کمی بیشی کے لئے اور ہتھیار بھی خرید لئے اور جن لوگوں میں وسعت نہ تھی ان کی وسعت والوں نے امداد کی پھر سہیل بن عمرو نے قریش کی ایک جماعت میں کھڑے ہو کر ان کو اس طرح بھڑکایا کہ اے قریشیو! تم کیا خواب غفلت میں پڑے ہو دیکھو محمد مکہ اور مدینہ کے جوانوں کو

ہتھیاروں سے لیس کئے ہوئے تمہارے قافلہ اور تجارتی سامان کو ملیامیٹ کرنے کو کھڑا ہے تم کب تک سوتے رہو گے اٹھو اور جس شخص کو سواری درکار ہو اس کے لئے سواری موجود ہے اور جس کو سامان کی ضرورت ہو اس کے لئے سامان بھی موجود ہے خوشی سے لے اور اپنی قوم کی حمایت کے لئے چلے۔

ان کے بعد زمعۃ بن الاسود کھڑے ہوئے اور کہا کہ لات وعزیٰ کی (یہ دو بتوں کے نام ہیں جن کی عرب میں پرستش ہوا کرتی تھی) قسم اے قریش تم پر اس سے بڑی مصیبت شاید کبھی نہ آئی ہوگی جواب تمہارے سر پر کھیل رہی ہے کہ محمد مدینہ کے جوانوں کو ہتھیار بند لئے ہوئے تمہارے قافلہ کی تاک میں لوٹنے کو کھڑا ہوا ہے کہ جس میں تمہارا ہر قسم کا ساز و سامان ہے تم اپنی خیریت چاہو تو سب اکٹھے ہو کر چلو کوئی بھی اس وقت پیچھے نہ رہے اور اگر کسی کے پاس سامان نہ ہو تو اس کے لئے یہ سامان بھی ہر قسم کا موجود ہے خدا کی قسم اگر محمد کا داؤ تمہارے قافلہ پر چل گیا تو تمہارے اوپر چڑھائی کرنے میں اس کو ذرا بھی جھجک نہیں رہے گی۔ اس کے بعد طعیمہ بن عدی کھڑا ہوا اور کہا کہ اے قریش! خدا کی قسم تم پر اس سے بڑی آفت کبھی نہیں آئی جواب آرہی ہے کہ تمہارے قافلہ اور تجارتی سامان پر (کہ جس میں تمہارا تقریباً کل مال و دولت لگا ہوا ہے اور اس میں ہر قسم کا قیمتی سامان ہے) یورش کی جارہی ہے اور تم ابھی تک خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہو خدا کی قسم بنی عبد مناف کے ہر ہر مرد و عورت کا اس قافلہ میں ایک ایک حبہ تک لگا ہوا ہے سو اس پر بھی اگر تم بے فکر رہو گے تو سمجھ لو کہ تمہارا کیا حشر ہوگا اور اگر کسی کو بے سروسامانی کا عذر ہو تو وہ خوشی سے ہم سے سامان لے اور چلے۔

چنانچہ اس سے چند آدمیوں نے سواری اور سامان کی درخواست کی تو اس نے بیس اونٹ سامان سمیت دیئے اور ان کو روانہ کر دیا اور خود ان کے اہل وعیال کی خبر گیری کے لئے مکہ میں موجود رہا اسی طرح حنظلہ بن ابی سفیان اور عمرو بن ابی سفیان نے بھی لوگوں کو جنگ میں جانے کی ترغیب تو دی مگر پہلے تین شخصوں کی طرح انہوں نے سواری اور سامان دینے کا کچھ تذکرہ نہ کیا لوگوں نے ان سے کہا کہ تم اپنے اور سرداروں کی طرح

سواری اور سامان کا وعدہ کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں تیاری میں آسانی ہو اور تمہاری بات اثر کرے اس پر انہوں نے خدا کی قسم کھا کر یہ عذر کیا کہ مال و دولت جو کچھ ہے وہ سب ہمارے والد کے ہاتھ میں ہے اس لئے ہم وعدہ کرنے سے مجبور ہیں اور نوفل بن معاویہ دیلی قریش کے پاس گیا اور ان سے غرباء کو سامان اور سواری وغیرہ دینے کی سفارش کی تو عبداللہ بن ربیعہ نے فوراً کہا کہ پانچ سو اشرفیاں لو اور جس جگہ مناسب سمجھو خرچ کر دو پھر اسی طرح اس نے حویطب میں عبدالعزیٰ سے کوشش کی اور دو سو اشرفیاں لیں یا تین سو اور اس سے ہتھیار اور سواریاں خرید کر لوگوں کو تقسیم کر دیں۔

ابولہب کا میدان جنگ سے اعراض:

راویوں کا بیان ہے کہ کوئی شخص قریش میں ایسا نہیں رہا کہ جو نہ خود گیا ہو اور نہ اس نے اپنی جگہ کسی اور کو بھیجا ہو بلکہ ہر شخص یا خود گیا یا اپنی جگہ کسی اور کو بھیجا البتہ ابولہب کہ قریش اس کے پاس جمع ہو کر بھی گئے اور اس کو بہت نشیب و فراز جتلایا کہ تو تو ہمارے سرداروں میں سے ہے اگر تو بھی جانے میں ہچکچاہٹ کرے گا تو عوام پر اس کا برا اثر پڑے گا کہ وہ اس خبر کو سن کر بھی ہرگز نہ جائیں گے تو یا تو خود چل یا کسی اور کو اپنی جگہ بھیج دے مگر اس نے ایک نہ مانی اور سب قصہ سن سنا کر یہ جواب دیا کہ لات اور عزیٰ کی قسم میں نہ تو خود جاؤں گا اور نہ کسی کو اپنی جگہ بھیجوں گا آخر کار یہ مایوس ہو کر چلے گئے اور جا کر ابوجہل کو بھیجا اس نے آ کر یہ کہا کہ اے ابوعتبہ تو کھڑا کیوں نہیں ہو جاتا خدا کی قسم ہم اپنی کسی ذاتی غرض کی وجہ سے تو نہیں جاتے تیرے اور تیرے باپ دادا کے دین کے جوش میں ہی تو جا رہے ہیں کہ اس میں رخنہ پڑا جاتا ہے سو اس میں تو تجھے خود بخود جانا چاہئے تھا بلکہ اوروں کو بھی ترغیب دینا چاہیے چہ جائیکہ اور لوگ تیری خوشامد درآمد کر رہے ہیں اور تو ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

جب اس پر بھی ابولہب نے کچھ ہاں ہوں نہ کی تو ابوجہل کے دل میں اس کی طرف سے مسلمان ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا غرض یہ کہ ابولہب بالکل خاموش رہا اور نہ خود گیا نہ کسی اور کو اپنی جگہ بھیجا اور ابولہب کی یہ ساری کمزوری عاتکہ کے خواب کے خوف سے تھی

کیونکہ وہ بار بار یہی کہتا تھا عاتکہ کے خواب نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابولہب نے اپنے بجائے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو (کہ جس پر اوس کا کچھ قرضہ تھا) اپنے قرضہ کے بدلہ میں بھیج دیا تھا چنانچہ وہ اس کی طرف سے گیا۔ کہتے ہیں عتبہ اور شیبہ دونوں کے دونوں کہ ہم اپنی زرہوں اور ہتھیاروں کو صاف کر رہے تھے کہ اتفاق سے ان کے پاس عداس آ گیا اور اس نے ان کو یہ تیاری کرتا ہوا دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس لئے کر رہے ہوانہوں نے کہا کہ تجھے وہ شخص یاد ہے جس کا پتہ دے کر ہم نے تجھے اس کے پاس طائف میں اپنے انگوروں کے باغ میں بھیجا تھا اس نے کہا کہ ہاں مجھے یاد ہے کہنے لگے کہ بس ہم اسی سے لڑنے جارہے ہیں یہ سن کر وہ فورا کہنے لگا کہ تم اس سے لڑنے کو ہرگز نہ جاؤ اس میں تمہاری خیر ہے خدا کی قسم وہ بالکل سچا نبی ہے مگر وہ نہ مانے اور جنگ میں گئے یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ گیا اور بدر میں جا کر تینوں کے تینوں قتل ہو گئے۔

قرعہ سے بدشگونی:

اور کہتے ہیں کہ قریش نے ھبل بت کے پاس جمع ہو کر جنگ میں جانے کے لئے فال لی اور قرعے ڈالے چنانچہ امیہ بن خلف اور عتبہ اور شیبہ کے لئے منع کا قرعہ نکلا تو انہوں نے فورا ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ابوجہل کو خبر ہوئی تو اس نے آ کر ان کو جھڑکا کہ میں نے تو اپنے لئے قرعہ ڈالا نہیں تمہیں یہ کیا خبط سوار ہوا کہ قرعہ ڈالنے بیٹھ گئے اور ہم ہرگز اپنے قافلہ کی فریاد رسی سے باز نہیں رہیں گے اور زمعہ بن اسود جنگ میں جاتا ہوا جب مقام ذی طویٰ میں پہنچا تو اس نے بھی قرعہ سے اپنے لئے فال کھولی اس کے لئے بھی منع ہی کا قرعہ نکلا جوش میں آ کر پھر دوبارہ قرعہ ڈالا پھر وہی نکلا تو اس کو توڑ کر کہنے لگا کہ کمبخت تو آج بڑا جھوٹا قرعہ بن گیا ہے اس وقت اتفاق سے وہاں سہیل بن عمرو چلا آیا اور اس کو غضبناک دیکھ کر کہنے لگا کہ اے ابوحکیم کیا بات ہے کیوں غصہ ہو رہے ہو زمعہ نے اس کو سارا قصہ سنایا اس نے سن کر کہا؟ چھوڑو بھئی یہ کس چکر میں پڑے ہو یہ قرعے تو کمبخت بڑے جھوٹے ہیں چنانچہ تمہاری ہی طرح عمیر بن وہب بھی بیان کر رہا تھا کہ اس کو بھی یہی قصہ پیش ہوا یہ سب کو ایک ہی لاٹھی ہانکنے لگے بس وہ سب اسی بات پر جنگ کی طرف

چل دیئے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن ضمرہ بن سعید نے اوران سے ان کے والد نے یہ بیان کیا کہ ابو سفیان بن حرب نے ضمضم کو قریش کے پاس بھیجتے وقت یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جب تو قریش کے پاس پہنچے تو ان سے یہ کہہ دینا کہ تم جلدی سے جہاں تک ہو سکے قافلہ کی مدد کے لئے چلے آؤ کہیں وہاں قرعہ ورعہ کے جھگڑے میں نہ لگ جانا کہ اتنے میں یہاں قافلہ تتر بتر ہو جائے۔

حکیم بن حزام کی بدشگونی:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن عبداللہ نے اوران سے زہری نے اوران سے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے یہ بیان کیا کہ میں نے خود حکیم بن حزام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے قرعہ میں ایسی بدشگونی کبھی نہیں ہوئی تھی جیسی کہ بدر میں جاتے وقت ہوئی کہ جب ضمضم نے آ کر کوکوچ کے لئے چیخ و پکار کی تو میں نے قرعہ ڈالا اور ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی بار مگر وہ کمبخت ہر دفعہ میری مراد کے برخلاف ہی نکلا مگر میں اس کے باوجود بھی چل دیا۔ آخر جب ہم مقام مرالظہران پر جا کر اترے تو ابن حنظلیہ نے کچھ اونٹ ذبح کئے ان میں سے بعض میں کچھ جان باقی رہ گئی جس سے وہ تڑپنے لگے اور لشکر کے تمام خیموں میں ان کا خون بہہ کر آ گیا مجھے اس سے کچھ بدفالی سے معلوم ہوئی اور میں نے لوٹ جانے کا ارادہ کرلیا لیکن کچھ دیر کے بعد بھول بھال گیا پھر ابن حنظلیہ اوراس کی بدشگونی یاد آئی تو لوٹنے کا ارادہ کرلیا مگر پھر بھول بھال گیا آخر اسی سوچ و بچار میں لوٹ تو سکا نہیں لوگوں کی شرما شرمی ان کے ساتھ ہی چل دیا۔

(عداس کی پیشگوئی) اور محمدؐ کی رسالت کا اقرار:

آگے چل کر جب ہم مقام ثنیۃ البیضاء پر پہنچے (ثنیۃ البیضاء ایک مقام کا نام ہے کہ مدینہ سے آتے ہوئے وہاں سے ہو کر مقام فتح میں جاتے ہیں) تو دیکھا کہ عداس وہاں

پر بیٹھا ہے اور لشکر کے آدمی اس کے پاس سے گذر رہے ہیں جب ربیعہ کے دونوں بیٹے اس کے پاس سے گزرے تو اس نے کود کران دونوں کے پاؤں کو رکاب کے اندر پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! محمد خدا کا رسول ہے اور مجھے یہ نظر آرہا ہے کہ تم دونوں اپنے قتل ہونے کی جگہ میں جا رہے ہو یہ کہتا جاتا تھا اور آنسو اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے مگر انہوں نے اس کی نہ مانی۔ یہ قصہ دیکھ کر میرا پھر لوٹنے کا ارادہ ہوا مگر نہ لوٹ سکا میں چلنے لگا تھا اور عتبہ اور شیبہ جا چکے تھے کہ اتفاق سے عداس کے پاس سے عاص بن منبہ بن حجاج کا گزر ہوا اس نے عداس کو روتا ہوا دیکھ کر دریافت کیا کہ کیوں روتا ہے؟ عداس نے جواب دیا کہ رو تا کیا ہوں اپنے اور اہل وادی کے ان دونوں سرداروں پر رو رہا ہوں کہ جو اپنے مقتل کی طرف خوشی خوشی دوڑے ہوئے رسول اللہ سے لڑنے کو جا رہے ہیں یہ سن کر عاص نے کہا کہ کیا واقعی محمد خدا کا رسول ہے؟ اس پر عداس کانپ گیا اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے پھر رو کر کہنے لگا کہ ہاں خدا کی قسم وہ خدا کا رسول تمام لوگوں کے لئے ہے (راوی) کہتے ہیں کہ یہ سن کر عاص بن منبہ مسلمان تو ہو گیا۔ مگر کچھ متردد سا رہا اور اسی تردد کی حالت میں لشکر کے ساتھ چلا گیا اور مشرکین ہی کے ساتھ قتل ہو گیا اور عداس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ واپس چلا آیا اور جنگ بدر میں شامل نہیں ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بدر میں گیا اور قتل ہو گیا مگر ہمارے نزدیک اول قول زیادہ صحیح ہے۔

امیہ کا دلچسپ واقعہ:

کہتے ہیں جنگ بدر سے پہلے سعد بن معاذ حسب اتفاق مکہ کی طرف آ گیا اور امیہ بن خلف کے پاس ٹھہرا اسی اثناء میں امیہ کے یہاں ابو جہل بھی آ گیا اور سعد کو وہاں دیکھ کر کہنے لگا کہ کیا تو نے اپنے پاس اس ہمارے دشمن کو جگہ دے رکھی ہے کہ جس نے محمد کو اپنے گھر جگہ دے کر پناہ دی اور وہ انہیں کے بل بوتے پر ہم سے برسر پیکار ہے سعد نے کہا کہ تم جو مرضی کہو ہم برا نہیں مانتے تمہارا یہ سارا جوش وخروش اپنے قافلہ کے ڈر سے ہے سو قافلے کے تو ہم محافظ ہیں اور اس کو راستہ دینے کے بھی ہم ذمہ دار ہیں یہ سن کر امیہ نے ابو جہل سے کہا کہ میاں ابو الحکم کو ایسی بات نہ کہو کیونکہ یہ اہل وادی کا سردار ہے امیہ

سے یہ چند کلمات حمایت آمیز سن کر سعد کا جی خوش ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ میں تم سے کیا کہوں کچھ کہنے کی بات نہیں اور تمہارے ان الطاف کو دیکھ کر رہا بھی نہیں جاتا خدا کی قسم محمد یہ کہہ رہا تھا کہ میں امیہ کو ضرور قتل کروں گا مجھے اس وقت سے تم پر بہت خطرہ ہو رہا ہے اور میں اسی وجہ سے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تمہیں خبردار کر دوں امیہ نے کہا کہ کیا واقعی تو نے یہ خود سنا ہے اس نے کہا ہاں میں نے خود ہی تو سنا ہے اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی چنانچہ جب جنگ کا اعلان عام ہوا تو اس نے بدر کے لیے جانے سے انکار کر دیا۔

اس پر اس کے پاس عتبہ بن ابی معیط ایک انگیٹھی میں کچھ خوشبو ڈالے ہوئے اور ابوجہل ایک سرمہ دانی اور تلدانی لئے ہوئے اس کے پاس آئے اور عقبہ نے انگیٹھی اس کے نیچے رکھ کر کہا کہ لے تو عورت ہے اس لئے عورتوں کی طرح اپنے آپ کو مہکا تارہ اور ابوجہل نے کہا کہ لے تو سرمہ لگا لے بس پھر اچھی خاصی عورت بن جائے گی اس پر امیہ نے شرمندہ ہو کر کہا کہ یہ کیا باتیں کر رہے ہو جاؤ تم میرے لئے ایک اونٹ بہت عمدہ خرید لو میں چلوں گا چنانچہ انہوں نے اس کے لئے بنی قشیر کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بہت نفیس تیس روپیہ کا خریدا کہ جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور خبیب بن سیاف کے حصہ میں آیا۔

حارث بن عامر کی پشیمانی:

کہتے ہیں کہ لشکر کے جانیوالوں میں سب سے زیادہ پشیمان حارث بن عامر تھا کہ بار بار یہ کہتا تھا کہ کاش قریش بدر میں جانے سے باز آ جائیں چاہے میرا اور بنی عبد مناف کا سارا مال و دولت ضائع ہو جائے لوگ اس سے یہ سن کر کہتے تھے کہ تم ان کے سردار ہو ایسی لچر باتیں کیوں کرتے ہو جا کر ان کو روک کیوں نہیں دیتے؟ اس پر یہ مایوس ہو کر یہ کہتا تھا کہ قریش نے بدر میں جانے کا پکا ارادہ کر لیا ہے اب وہ کسی کے روکے سے رکیں گے نہیں اس لئے ان سے کہنا ہی بیکار ہے ہاں خدا کرے قدرۃً کوئی ایسی بات پیش آ جائے کہ جس سے وہ نہ جا سکیں تو بہت ہی بہتر ہو اور میں بھی کسی بیماری جیسے عذر کے بغیر ان سے الگ رہنے کو مکروہ اور نازیبا سمجھتا ہوں پھر اس نے لوگوں سے کہا کہ یہ ابن

حظلیہ بہت ہی منحوس ہے اور اس کی نحوست تم دیکھ لو کہ قوم کو اہل مدینہ کے پنجے میں پھنسا کر رہے گی اور دیکھنا میری یہ بات قریش تک نہ پہنچنے پائے اور چلتے وقت اس نے اپنا کل مال اپنی اولاد کو بانٹ دیا تھا اور اس کے جی میں یہ بات پختہ طریقہ سے بیٹھ گئی تھی کہ میں جنگ سے واپس لوٹ کر نہیں آؤں گا اور ضمضم بن عمرو سے اس کے بہت دوستانہ مراسم تھے اس لئے جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس سے کہا کہ اے ابو عامر میں نے ایک خواب نہایت وحشتناک دیکھا ہے کہ گویا میں اپنی سواری پر بیٹھا ہوا جاگ رہا ہوں اور تمہارے میدان میں خون کی رو نیچے سے اوپر کی طرف چڑھ رہی ہے حارث کہتا ہے کہ میرا جی پہلے سے تو خراب ہو ہی رہا تھا یہ سن کر اور بھی زیادہ خراب ہو گیا کہ شاید ایسا کبھی بھی نہ ہوا ہو پھر ضمضم نے اس سے کہا کہ تم ٹھہر ہی جاؤ تو اچھا ہے۔ یہ مایوس ہو کر کہنے لگا کہ تو یہ قصہ مجھے چلنے سے پہلے سنا دیتا تو میں ایک قدم بھی نہ اٹھاتا اور اب اتنی دور آ کر کیا ہو سکتا ہے اب تو تو اس بات کو بس جانے دے کہیں قریش کو نہ معلوم ہو جائے اور وہ تجھ سے بدظن ہو جائیں جیسا کہ اور روکنے والوں سے بدظن ہو رہے ہیں پھر آپس میں فضول ناچاقی ہو جائے اور ضمضم نے یہ بات حارث سے مقام بطن یاجج میں کہی تھی کہتے ہیں کہ جو لوگ قریش میں ہوشیار تھے انہوں نے اس سفر میں بہت زیادہ ڈھیل ڈھال کی اور دوسروں کو بھی سمجھایا بجھایا مگر ان کی ایک نہ چلی آخر کار بادل ناخواستہ قوم کا ساتھ دینا پڑا اور اس معاملہ میں سب سے زیادہ مدہم (حارث بن عامر اور امیہ بن خلف اور عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور حکیم بن حزام اور ابوالبختری اور علی بن امیہ بن خلف اور عاص بن منبہ) تھے یہاں تک کہ ان کو ابوجہل اور اس کے ساتھ ساتھ عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث بن کلاہ بھی بزدلی کے طعنے دیتے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تو عورتوں کے کام کرنے لگے آخر کار یہ چلنے پر مجبور ہو گئے۔

عتبہ بن ربیعہ کی پریشانی اور عذر:

قریش میں آپس میں یہ چرچا ہوا کہ یہاں اپنے اہل وعیال کے پاس پیچھے کسی دشمن کو نہ رہنے دینا کبھی وہ بعد میں کچھ فساد کر بیٹھے اور اس کی روک تھام کا کوئی بندوبست

نہ ہوسکے اور منجملہ ان وجوہات کے کہ جن سے حارث بن عامر اور عتبہ اور شیبہ کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سفر کو بالکل نازیبا سمجھتے تھے یہ بھی ہے کہ نہ تو انہوں نے عین وقت تک اپنے لئے سواریاں تیار کیں اور نہ کسی اور کو سواری دی اور اگر ان کے پاس امداد کی خواہش سے کوئی اپنا یا بیگانہ آتا تھا اور اپنی ناداری وغیرہ کو بیان کر کے ان سے سامان اور سواری کی درخواست کرتا تھا تو اس کو صاف صاف جواب دے دیتے تھے کہ تیرے پاس اگر سامان ہو تو جا ورنہ نہ جا ہمارے پاس کیا رکھا ہے اور اس بات کو ایسی کھلم کھلا کہتے تھے کہ ان کی طرف سے یہ بات تمام قریش میں پھیل گئی تھی اور جب قریش نے کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا تو ان کو بنی بکر کی دشمنی یاد آ گئی اور یہ خوف پیدا ہوا کہ ہمارے جانے کے بعد میدان خالی دیکھ کر کہیں یہ ہماری عورتوں اور بچوں پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔ عتبہ بن ربیعہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس ڈر میں زیادہ حصہ لیا اور یہ کہتا ہو پھرنے لگا کہ اے قریش! بالفرض اگر تم جس ارادہ سے جارہے ہو اس میں کامیاب بھی ہو گئے تو ان پڑوس کے دشمنوں سے ان بے سروسامان بال بچوں اور عورتوں پر اطمینان کی کیا صورت ہے؟ مجھے تو کھلم کھلا یہ نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ ہمارے تمہارے پیٹھ موڑتے ہی ان کو غارت کر دیں گے۔ دیکھو! تم خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اچانک شیطان سراقہ بن جعشم کی صورت میں آ کر کہنے لگا کہ اے قریش! تمہیں یہ تو معلوم ہی ہے کہ میری قوم میں میری کتنی بات تان ہے سو تم میرے کہنے سے اطمینان سے چلے جاؤ میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ بنی کنانہ تمہارے بعد کوئی بیہودہ حرکت نہ کریں گے یہ سن کر عتبہ کا جی خوش ہو گیا اور ابو جہل نے خوش ہو کر عتبہ سے کہا کہ بتا اور کیا چاہتا ہے اس سے زیادہ اور کیا اطمینان ہو گا کہ یہ بنی کنانہ کا سردار خود بخود ہمارے لئے اس امر کا ذمہ دار بن گیا ہے کہ اس کی قوم ہمارے اہل و عیال کے ساتھ کوئی برائی کا معاملہ نہ کرے گی عتبہ نے کہا کہ ہاں بس یہ کافی ہے اور کچھ نہیں چاہئے اب میں خوشی سے چلتا ہوں۔

حفص بن اخیف کے بیٹے کا قتل:

مجھ سے یزید بن فراس لیثی نے اور ان سے شریک بن ابی نمر نے اور ان سے عطاء

بن یزید لیثی نے یہ بیان کیا کہ قریش اور بنی کنانہ میں اس وقت یہ نزاع درپیش تھا کہ بنی معیصر بن عامر بن لوی میں سے ایک شخص حفص بن اخیف کا لڑکا اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں گیا تھا اور یہ لڑکا بہت خوبصورت نوجوان تھا اس کے سر میں میڈھیں بندھی ہوئی تھیں اور لباس بھی عمدہ پہنے ہوئے تھا جاتے ہوئے جب یہ مقام ضجنان میں پہنچا تو اس کا گزر اتفاق سے عامر بن یزید بن عامر بن ملوح بن یعمر کے پاس سے ہوا اس نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے' اس نے بتلا دیا کہ میں حفص بن اخیف کا لڑکا ہوں اس کے جانے کے بعد اس نے بنی بکر کو بلا کر کہا کہ تمہارے آدمی کو قریش نے قتل کر رکھا ہے اور ابھی تک اس کا بدلہ نہیں لیا گیا اب بہت اچھا موقع ہے یہ لڑکا قریش کا اکیلا جا رہا ہے اس کو قتل کر دو تو قصہ برابر ہو جائے گا اس کے اشارہ پر فوراً ایک آدمی بنی بکر میں سے اس لڑکے کے پیچھے چل پڑا اور کہیں موقع پا کر اس کو اپنے آدمی کے بدلے میں قتل کر دیا اس پر قریش نے جب بہت چیخ و پکار کی تو عامر بن یزید نے ان سے کہا تم نے ہمارے اس سے پہلے کئی خون کر رکھے ہیں اب اگر تمہارا جی چاہے تو یوں کر لو کہ جتنے خون تم نے ہمارے کئے ہیں ان کے عوض میں تم ہمیں مال دیدو اور جتنے ہم نے کئے ہیں ان کے بدلے میں ہم تمہیں مال دیدیں اور یا خون کا بدلہ خون سمجھ لو یا یوں کر لو کہ جو کچھ اب تک ہم سے یا تم سے ہو چکا سو ہو چکا آئندہ کو نہ تم ہمارے آدمی سے تعرض کرو نہ ہم تمہارے آدمی سے تعرض کریں چنانچہ قریش کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور انہوں نے اس لڑکے کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ تو نے سچ کہا بس خون کا بدلہ خون ہو گیا چنانچہ وہ اس لڑکے کا بدلہ لینے سے دستبردار ہو گئے۔

عامر بن یزید کا قتل:

مگر کچھ دنوں کے بعد اس کا بھائی مکرز بن حفص مقام مرالظہران میں تھا کہ اچانک اس کی نظر بنی بکر کے ایک سردار عامر بن یزید پر پڑ گئی اس نے اس کو دیکھتے ہی اپنے اونٹ کو بٹھا دیا اور دل میں کہنے لگا کہ اس اصلی چیز کے بعد نقلی کو کیا کروں گا اور اس سے اچھا موقع کب ملے گا یہ سوچ کر اس پر جا چڑھا اور اسی کی تلوار سے چھین کر اس کو قتل کر

ڈالا پھر تلوار لے کر چل دیا اور آخر شب میں مکہ پہنچ کر اس تلوار کو خانہ کعبہ کے پردوں پر لٹکا دیا جب صبح ہوئی تو قریش نے عامر بن یزید کی تلوار کو دیکھ کر پہچان لیا کہ بس مکرز بن حفص نے اس کو قتل کر دیا ہے وہ ہی اس کی تاک میں لگا ہوا تھا جب بنو بکر کو یہ قصہ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے سردار کے قتل ہونے پر بہت واویلا کیا اور اس پر آمادہ ہو گئے کہ قریش کے کم از کم دو یا تین سرداروں کو قتل کریں گے۔

یہ قصہ درپیش ہی تھا کہ اتنے میں جنگ بدر کا اعلان ہو گیا چونکہ قصہ تازہ تازہ تھا اس لئے قریش کو یہ ڈر ہو گیا کہ ہمارے بعد یہ ضرور ہماری اولاد پر دست درازی کریں گے اور اس خیال میں ان کو بہت پس و پیش ہو رہا تھا مگر جب شیطان نے بنی کنانہ کے ایک سردار سراقہ کی صورت میں آ کر ان کو دلاسا دیا تو سب قوم کی جان میں جان آ گئی اور قریش نے بے دھڑک ہو کر ایک دم کوچ کر دیا اور لشکر بڑا سج دھج کر نکلا کہ چند گانے والی عورتیں ساز سمیت اپنے ساتھ لیں جن میں سے ایک تو عمرو بن ہشام بن المطلب کی باندی تھی اور ایک اسود بن مطلب کی اور ایک امیہ بن خلف کی کہ جہاں کہیں چشمہ پر لشکر کا پڑاؤ ہوتا تھا یہ خوب گاتی بجاتی تھیں اور اونٹ کھانے پینے کے لئے ذبح ہوتے تھے اور ہر ہر قبیلہ میں سے بڑے بڑے بہادر جوان جو جنگی فنون میں بخوبی ماہر تھے چھانٹ چھانٹ کر ساڑھے نو سو لئے اور فخر اور لوگوں پر رعب داب جمانے کے لیے سو گھوڑے سجا کر خالی لشکر کے آگے آگے گئے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے کہ: ﴿**ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا وّرِیاء للناس الخ**﴾ اور ابو جہل کہتا جاتا تھا کہ محمد اور اس کے ساتھیوں کو مقام نخلہ میں ہمارے چند آدمیوں پر دست درازی کر کے یہ خیال ہو گیا ہے کہ وہ اب بھی ہمارے قافلہ پر جس طرح چاہے قابو پالے گا سو اس کو اب عنقریب قافلہ پر دانت رکھنے کا مزہ معلوم ہو جائے گا اور جو لوگ قریش میں سے اہل ثروت تھے وہ اپنے گھوڑوں پر سوار تھے چنانچہ بنی مخزوم کے پاس تیس گھوڑے تھے اور لشکر میں سات سو اونٹ تھے اور گھوڑوں پر سوار صرف سو آدمی تھے اور یہ سب کے سب زرہ پوش تھے اور ان کے سوا پیدل فوج کے پاس بھی کچھ زرہیں تھیں۔

اونٹوں کی پریشانی اور محمدؐ کے جاسوس:

کہتے ہیں کہ جب قافلہ مدینہ کے قریب آ گیا اور ان کا قاصد ضمضم قریش کی فوج لے کر نہ پہنچ سکا تو قافلہ میں ایک پریشانی پھیل گئی اور رکنے کا ارادہ کرلیا آخر ابوسفیان سالار قافلہ بن کر آگے آگے ہوا اور ان کو دلاسا دیتا ہوا لے چلا چلتے چلتے جب وہ رات ہوئی کہ جس کی صبح کو قافلہ بدر کے چشمہ پر اترنے والا تھا تو وہاں اترنے کی نیت سے قافلہ اسی طرف کو ہولیا اور رات کے آخری حصہ میں اس کے قریب پہنچ کر ستانے کے لیے پڑاؤ کیا اور اونٹوں کو ایک ایک دو دو رسیوں سے باندھ دیا مگر انہوں نے باوجود باندھنے کے پھر اُدھم مچانا شروع کیا اور چونکہ کل کے پانی پیے ہوئے تھے اس لئے پیاس کی شدت سے بدر کے چشمہ کی طرف جانے میں بہت بے چین اور سخت بیقرار ہو ہو کر بڑبڑانے لگے قافلہ والے ان کے اس شور و شغب سے پریشان ہو کر کہنے لگے کہ ایسی آفت کبھی پیش نہ آئی تھی ادھر ان اونٹوں نے جان کھالی اور ادھر اندھیرے کی یہ حالت کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں دکھائی دیتا کیا کریں کیا نہ کریں یہ تو یوں حیران و پریشان تھے اور مسلمانوں کے دو جاسوس بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء بدر کی چراگاہوں میں ان کی تاک میں گھوم رہے تھے گھومتے گھومتے جب بدر کے چشمہ پر پہنچے تو اپنی سواریوں کو چشمہ کے نزدیک بٹھا کر مشکیزوں میں پانی بھرنے لگے اسی اثنا میں ان کے کان میں قبیلہ جہینہ کی دو باندیوں کی (جن میں سے ایک کا نام برزہ تھا) تکرار کی آواز آئی تکرار یہ تھی کہ برزہ کا ایک روپیہ دوسری باندی پر قرض تھا یہ اس سے مانگتی تھی اور وہ یہ کہہ رہی تھی کہ کل کو یا پرسوں کو مقام روحاء میں قافلہ اترے گا میں تجھے وہاں سے کما کر دیدوں گی اس گفتگو کو ایک شخص مجدی بن عمرو بھی سن رہا تھا اس نے کہا کہ سچ تو کہتی ہے چھوڑ دے دیدیگی غرض بسبس اور عدی یہ سارا ماجرا سن کر رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس چل دیئے اور مقام عرق ظبیہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کر دیا۔

ابوجہل کی عتبہ و شیبہ سے بحث:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے حضرت

واقدی نے اور ان سے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کے ستر ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر مقام روحاء کے راستہ سے گزرے اور مقام عرق ظبیہ کی مسجد میں نماز پڑھی (عرق ظبیہ روحاء سے مدینہ کی طرف بائیں ہاتھ کو نکلتے ہوئے دو میل کے فاصلہ پر ہے) پس ابوسفیان مسلمانوں کی تاک سے ڈرتا ہوا صبح کے وقت قافلہ کو لئے ہوئے مقام بدر میں پہنچا اور وہاں پر مجدی کو دیکھ کر اس سے پوچھنے لگا کہ اے مجدی تو نے کسی کو یہاں ہماری تاک جھانک میں تو نہیں دیکھا اور خدا کی قسم قریش کے ہر ہر مرد و عورت کا اس قافلہ میں ایک ایک حبہ لگا ہوا ہے سو تو سچ سچ بتلانا اگر تو نے ہمارے دشمن کا ذرا سا بھید بھی ہم سے چھپا لیا تو پھر قریش سے دوستانہ مراسم تیرے مرتے دم تک بھی نہ ہونے پائیں گے اس پر مجدی نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے یہاں پر کسی غیر شخص کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے اور اہل مدینہ کے بیچ میں کوئی غیر آدمی دشمن ہے تمہاری آپس کی جھڑپ ہے تم جانو وہ جانیں کسی اور کو کیا کام ہے اور اگر بیچ میں کوئی اور ہوتا تو وہ ہم سے ہرگز چھپا نہ رہتا اور نہ ظاہر ہونے پر میں اس کو تم سے چھپا سکتا البتہ یہاں پر دو سوار آئے تھے اور انہوں نے اس جگہ سواریاں بٹھا کر اپنے مشکیزوں میں پانی بھرا اور واپس چلے گئے بس اتنا تو میں نے ضرور دیکھا ہے اب یہ معلوم نہیں کہ وہ کون تھے اور کون نہیں یہ سن کر ابوسفیان فوراً اس جگہ گیا اور وہاں سے چند مینگنیاں اٹھا کر ان کو توڑا تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں یہ دیکھ کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم یہ تو مدینہ کا چارہ ہے اور یہ لوگ ضرور محمد کے جاسوس تھے اور وہ یقیناً کہیں آس پاس آ گئے ہیں مجدی سے یہ باتیں کر کے اپنے قافلہ میں آیا اور فوراً کوچ کا حکم دیا اور بدر کو بائیں طرف چھوڑ کر دیا کے کنارے کنارے بہت تیزی سے چل دیا ادھر قریش مکہ سے اس شان و شوکت کے ساتھ چلے کہ جہاں کہیں چشمہ پر پڑاؤ ہوتا تھا وہاں پر اونٹ ذبح کرتے تھے اور آنے جانے والے لوگوں کو خوب کھلاتے پلاتے تھے اسی طرح ہر ہر مقام پر خوشیاں مناتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک کسی مقام پر عتبہ اور شیبہ دونوں کے دونوں کہیں عاتکہ کے خواب کا

تذکرہ کرتے ہوئے (کہ بھائی اس نے بہت براخواب دیکھا ہے مجھے تو اس کی وجہ سے
بہت دہشت ہورہی ہے کہ دیکھئے اس کا کیا خمیازہ بھگتنا پڑے گا دوسرے نے کہا کہ ہاں
بات تو ایسی ہی ہے) کچھ پیچھے رہ گئے ابوجہل کو جو معلوم ہوا تو وہ ان کے دیکھنے کے لیے
واپس ہوا تھوڑے فاصلہ پر یہ مل گئے تو ان کو باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے لگا کہ
صاحب کیا باتیں ہورہی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ باتیں کیا ہوتیں؟ عاتکہ کے خواب کا ذکر
فکر کررہے ہیں ابوجہل یہ سن کر چلا گیا اور کہنے لگا کہ بنی عبدالمطلب پر افسوس ہے کہ وہ
ایک لچر خواب کو اتنا بڑھائے چلے جارہے ہیں تم سب یاد رکھو اور بلکہ اپنی عورتوں کو بھی سنا
دو کہ خدا کی قسم! اگر ہم مکہ کو بخیر وخوبی واپس ہو گئے تو پھر تم لوگوں کا حشر اچھا نہ ہوگا عتبہ
نے کہا کہ اول تو خواب ہی روکنے کے لیے کافی ہے علاوہ اس کے ہماری رشتہ داری بھی
ان سے بہت قریب کی ہے اس لئے جو جی چاہے تو بکے جا ہم تو جاتے ہیں اور آپس میں
کہنے لگے کہ چلو بھی اس کو بکنے دو جب وہ واپسی پر بالکل آمادہ ہو گئے تو ابوجہل نے ان
سے کہا کہ تمہیں کچھ شرم بھی آتی ہے یا نہیں کہ قوم کو ذلیل کرنے کو اتنی دور آکر پھر واپس
جارہے ہو اور جب بدلہ لینے کا وقت قریب آگیا تو تم قوم سے منہ موڑتے ہو اور کیا تم یہ
گمان کرتے ہو کہ محمد اور اس کے ساتھی اب بھی ہمارے سامنے آجائیں گے خدا کی قسم
ان کی اب ذرا بھی مجال نہیں کہ وہ اتنے بڑے لشکر کے ہوتے ہوئے ہمارے سامنے
آجائیں اور خدا کی قسم میرے خاص گھر کے میرے ساتھ ایک سو اسی آدمی ایسے ہیں، جو
میرے پسینہ پر اپنا خون بہانے کو تیار ہیں سو تم دونوں تو دونوں اگر سب بھی واپس
ہو جائیں تو میں ہرگز بدر میں جائے بغیر نہ مانوں گا عتبہ نے کہا کہ ہاں تو تو قوم کو ہلاک
کرنے کو پھر ہی رہا ہے پھر عتبہ اپنے بھائی شیبہ سے کہنے لگا کہ جناب یہ تو ایک منحوس آدمی
ہے کہ اپنے آدمیوں کے گھمنڈ میں رشتہ داری کو بھی بھول گیا نیز اس کی رشتہ داری بھی محمد
سے ہم سے زیادہ قریب کی نہیں اور اس کے ساتھ بھی ہمارے ہی آدمی ہیں اگر لڑائی ہوگی
تو دونوں طرف سے اپنی ہی قوم کا نقصان ہوگا سو تم تو واپس ہی چلو اور اس احمق کی بات
کی ذرا پرواہ نہ کرو شیبہ مایوس سا ہو کر کہنے لگا کہ اے ابوالولید اگر اب اتنی دور آکر پھر

واپس جائیں گے تو ہم پر بہت برا دھبہ لگ جائے گا اور ہماری بڑی رسوائی ہوگی جو کچھ ہوا سو ہوا اب تو چلے ہی چلو آخر وہ سب چل دیئے۔

جہیم بن صلت کا خواب:

جب شام کو مقام جحفہ میں پہنچے تو وہاں لشکر کا پڑاؤ ہوا سب نے آرام کیا صبح کو جہیم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف کہنے لگا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا میں کچھ سوتا جاگتا سا ہوں اور میری نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی جو گھوڑے پر سوار ایک اونٹ ساتھ لئے میری طرف کو آیا اور میرے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میاں کچھ خبر بھی ہے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور زمعہ بن اسود اور امیہ بن خلف ابو البختری اور ابو الحکم اور نوفل بن خویلد تو اشرف قریش میں سے اور چند آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گئے اور سہیل بن عمرو گرفتار ہو گیا اور حارث بن ہشام اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے لشکر میں سے پکار کر یہ کہا کہ خدا کی قسم مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ تم اپنے مقتل میں جا رہے ہو پھر اپنے اونٹ کے سینہ پر نیزہ مار کر لشکر میں چھوڑ دیا تو لشکر میں کوئی ایسا خیمہ نہ بچا کہ جس میں اس کا خون نہ پہنچا ہو پھر جب اس خواب کا تذکرہ ابو جہل کے سامنے ہوا اور سارے لشکر میں بھی اس کا چرچا پھیل گیا تو ابو جہل لوگوں سے ہنس کر کہنے لگا کہ بھائی یہ جہیم بنی عبد المطلب کا آخری نبی ہے جو کچھ یہ کہے اس کی بھی سن لو کل کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم قتل ہونگے یا محمد اور اس کے ساتھی اس کے مذاق کی وجہ سے قریش سب کے سب اس کی پھبتیاں اڑانے لگے کہ میاں یہ تو نیند میں تمہارے ساتھ شیطان کھیل کود کرتا ہے چنانچہ کل کو دیکھ لیجئے گا کہ ہمارے بجائے خود محمد کے سردار قتل ہونگے اور گرفتار کیے جائیں گے۔

عتبہ و شیبہ کا ارادہ واپسی:

کہتے ہیں کہ یہ سارا قصہ سن کر عتبہ پھر اپنے بھائی کو الگ لے جا کر کہنے لگا کہ بولو واپس چلتے ہو دیکھو یہ خواب بھی عاتکہ کے خواب اور عداس کی بات جیسا ہے اور خدا کی قسم عداس ٹھیک ہی کہتا تھا اور اگر اپنی قسم میں جھوٹا ہو گا تو اس کی خبر لینے کو ہمارے

تمہارے سوا اور بہت سے آدمی عرب میں موجود ہیں پھر ہم تم ہی فضول کیوں اس کے خون میں ہاتھ بھریں اور اگر سچا ہوگا تو پھر رشتہ داری کی وجہ سے ہمیں سب عرب سے زیادہ اس کا پشت پناہ ہونا چاہیے۔ یہ سن کر اس کے بھائی شیبہ نے کہا کہ واقعی بات تو یوں ہی ہے جس طرح تو کہتا ہے مگر اب بتلا کہ لشکر میں سے کیسے واپس ہو جائیں؟ یہ تو بہت ہی ذلت کی بات ہے یہ دونوں الگ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ان کے پاس ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا کہ کیا ارادہ ہے انہوں نے کہا کہ ہم تو واپس جا رہے ہیں کیا تجھے دکھائی نہیں دیتا کہ عاتکہ کا خواب اور جہیم بن صلت کا خواب اور عداس کی بات کیسے کیسے خطرناک ہیں؟ ابوجہل نے کہا کہ بس ہمیں معلوم ہو گیا خدا کی قسم تم ضرور اپنی قوم کو ذلیل و خوار اور غارت کرو گے انہوں نے جھنجھلا کر کہا کہ ہم نہیں بلکہ خدا کی قسم تو خود بھی غارت ہوگا اور قوم کا بھی ستیاناس کرے گا آخر یہ کہتے ہوئے شرماشرمی پھر قافلہ کے ساتھ چل دیئے۔

ابوسفیان کا لشکر قریش کو پیغام:

ادھر جب ابوسفیان قافلہ کو لے کر دور نکل گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ بس اب قافلہ بچ گیا تو ایک شخص قیس بن امری القیس کو (کہ جو قافلہ کے ساتھ مکہ سے چلا آیا تھا) قریش کی طرف یہ پیام دے کر بھیجا کہ قافلہ تو دشمنوں کے پنجے سے بچ گیا بس اب تم واپس لوٹ جاؤ اور اپنے آپ کو خوامخواہ مدینہ والوں کے ہاتھ میں نہ پھنساؤ کیونکہ غرض صرف قافلے کے بچانے سے تھی سو وہ حاصل ہو گئی اور اللہ نے تمہارے قافلہ کو بال بال بچا دیا اور اگر وہ واپسی سے انکار کریں تو خیر کم از کم گانے والی عورتوں کو تو ضرور واپس کر دیں کیونکہ لڑائی جب گھمسان کی ہونے لگتی ہے تو ہتھیار سب کھنڈے اور بہادر سب حواس باختہ ہو جاتے ہیں بس قریش سے یہ کہہ کر الٹے پاؤں چلا آیا چنانچہ اس نے جا کر قریش سے سارا قصہ سنایا انہوں نے لشکر کی واپسی سے تو انکار کر دیا اور گانے والیوں کے بارے میں کہا کہ ان کو ہم لوٹا دیں گے آخر مقام جحفہ سے انکو واپس کر دیا اور خود آگے چل پڑے اور قاصد ان سے روانہ ہو کر مقام ھدہ میں جا کر ابوسفیان سے ملا (اور ھدہ مقام عقبہ

عسفان سے سات میل کے فاصلہ پر ہے اور عقبہ عسفان مکہ سے انتالیس میل کے فاصلہ پر ہے) اور قریش کے آگے جانے کی خبر دی یہ سن کر اوس کو بہت افسوس ہوا اور کہنے لگا کہ یہ ساری بد معاشی ابوجہل کی ہے کہ اس نے اپنی سرداری اور لوگوں پر ظلم وستم کی تمنا میں قریش کو واپس نہیں ہونے دیا حالانکہ بے وجہ ظلم وستم بڑے نقصان اور شامت کی بات ہے علاوہ ازیں اگر محمد اور اس کی فوج کو اس کوچ کی خبر ہوگئی تو وہ ضرور ہمارا پیچھا کر کے مکہ کے داخلہ سے پہلے ہمیں آلیں گے اور گانے والیاں یہ تھیں ایک سارہ عمرو بن ہشام کی باندی اور امیہ بن خلف کی باندی اور ایک عزہ اسود بن مطلب کی باندی اور ابوجہل نے قاصد سے یہ کہدیا تھا کہ خدا کی قسم ہم بدر میں جائے بغیر ہرگز واپس نہیں ہوں گے اور جاہلیت کے زمانہ میں بدر میں نمائش ہوا کرتی تھی کہ جس میں عرب کا بہت شاندار اژدحام ہوتا تھا اور بازار وغیرہ بھی لگتے تھے اس بناء پر ابوجہل نے کہا کہ ہم وہاں جا کر تین دن تک پڑاؤ کریں گے اور لوگوں کو خوب کھلائیں پلائیں گے شراب کے دور چلائیں گے اور گانا بجانا بھی خوب ہوگا تاکہ تمام عرب پر ہماری شان وشوکت ظاہر ہو جائے اور پھر ہمیشہ کے لئے ان پر قریش کا رعب جم جائے اور قریش نے مکہ سے کوچ کرتے وقت فرات بن حیان عجلی کو ابوسفیان کے پاس روانہ کر دیا تھا کہ اس کی تسلی کے لئے اس شاندار لشکر کے کوچ کی اس کو خبر کر دے مگر چونکہ ابوسفیان ساحل کے وسطی راستہ پر چل پڑا تھا اور یہ دوسرے راستہ کو گیا اس لئے اس سے نہ مل سکا اور چل پھر کے مقام جحفہ میں پھر قریش کے پاس آ گیا اور وہاں پر ابوجہل کو یہ کہتے ہوئے کہ (ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے) سن کر اس کی تائید میں کہنے لگا کہ پھر لشکر بھی تیرے قدم بقدم ہے اور اپنے پھنسے ہوئے شکار کو کون چھوڑ کر واپس جایا کرتا ہے؟ بس وہ ابوسفیان کو چھوڑ کر قریش ہی کے ساتھ ہو گیا اور بدر میں جا کر لڑائی میں شریک ہوا جب زخموں سے چور چور ہو گیا تو الٹے پاؤں یہ کہتا ہوا (کہ آج جیسا سخت مصیبت کا دن تو میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور واقعی ابن حنظلیہ بہت ہی منحوس آدمی ہے) بھاگا۔

اخنس کا واپسی کے لیے حیلہ:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالملک بن جعفر نے اور ان سے ام بکر بنت مسور نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا مسمی اخنس بن شریق اعرابی کے بنی زہرہ سے دوستانہ مراسم تھے اس لئے اس نے ان کو یہ مشورہ دیا کہ جب خدا نے تمہارا قافلہ اور مال و دولت اور تمہارے آدمی مخرمہ بن نوفل کو بچا دیا اور تم اسی لئے آئے تھے تو اب فضول کیوں جاتے ہو علاوہ ازیں محمد تمہارا رشتہ دار ہے سو اگر وہ نبی ہونے میں سچا ہے تو بجائے دشمنی کے اس سے تمہیں دوستی کرنی چاہئے اور اس کی حمایت کرنی چاہئے اور اگر بالفرض وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے تو تمہارے سوا کوئی اور اس کا کام تمام کردے گا تم کیوں اپنے رشتہ دار کے خون میں ہاتھ بھرتے ہو سو میری رائے تو قطعی یہی ہے کہ تم واپس ہی چلے جاؤ اور اگر واپسی میں کچھ بزدلی کا شبہ ہو تو وہ ساری میرے ذمہ سہی کوئی ضرورت ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا مگر اب بلاوجہ اتنی دوڑ دھوپ سے کیا فائدہ؟ رہا ابوجہل سو وہ تو احمق ہے اور اپنی حماقت سے قوم کو ہلاکت میں ڈالنا اور غارت کرنا چاہ رہا ہے اس کی بات کو ہرگز نہ سنو۔

چنانچہ بنی زہرہ نے اس کا کہنا مان لیا اور ان کے یہاں پہلے سے بھی اس کی آن تان تھی اور اس کو بہت مبارک سمجھتے تھے پھر اس سے کہنے لگے کہ واپسی کا حیلہ کیا کریں؟ اس نے کہا جب کل کو کوچ ہوگا تو میں تو میں شام کے وقت اپنے اونٹ سے گر پڑوں گا اس پر لشکر میں یہ بات پھیل ہی جائے گی کہ اخنس مر گیا اخنس مر گیا بس تم میری خیر خبر کے لئے ٹھہر جانا اور اگر وہ چلنے کو کہیں گے تو کہہ دینا کہ ہم تو اپنے آدمی کے پاس رہیں گے اگر یہ زندہ رہ گیا تو فبہا ورنہ اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر آئیں گے یہ سن کر جب آگے چلے جائیں گے تو ہم تم واپس ہولیں گے چنانچہ بنی زہرہ نے ایسا ہی کیا اور لوٹتے ہوئے جب مقام ابوا میں پہنچے تو اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ بنی زہرہ واپس چلے گئے اور ان میں سے ایک آدمی بھی لشکر میں نہ رہا اور یہ سو یا اس سے کچھ کم آدمی تھے

کی کی روایت زیادہ قابل اطمینان ہے اور بعض نے تین سو بھی کہا ہے مگر یہ بالکل بے سروپا ہے اور بدر سے مدینہ کی طرف آتے وقت ایک ٹیلہ سے اترتے ہوئے عدی بن ابی الزغباوغیرہ کی (جو مسلمانوں کے جاسوس تھے) سواریاں بدک گئیں تو انہوں نے اپنے ساتھی مسمی البسبس کو مخاطب کر کے یہ رباعی پڑھی۔

(رباعی)

اقم لها صدورها يا بسبس ان مطايا القوم لا تحبس
وحملها على الطريق اكيس قد نصر الله وفر الاخنس

ترجمہ:- ''اے بسبس! ذرا ان سواریوں کو سیدھا کردے ہماری قوم کی سواریاں تو بدکا نہیں کرتیں ان کو کیا ہو گیا اور اے تجربہ کار سواروں کو ذرا سیدھے راستہ پر ڈال دے دیکھ خدا کی مدد آ گئی کہ اخنس بھاگ گیا۔''

بنوعدی کی واپسی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ نے اور ان سے ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے بیان کیا کہ بنوعدی لشکر کے ساتھ گئے تھے مگر مقام ثنیہ سے واپس لوٹ آئے اور مکہ کی طرف لوٹتے ہوئے صبح کے وقت دریا کے کنارے کی طرف ہولئے راستہ میں ابوسفیان سے ملاقات ہوگئی وہ دریافت کرنے لگا کہ اے بنوعدی تم کہاں سے آرہے ہو نہ تو تم لشکر میں گئے اور نہ قافلہ میں انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو لشکر میں گئے تھے مگر جب تو نے لشکر کی واپسی کا حکم دیا تو جس کا جی چاہا وہ واپس ہو گیا اور جس کا جی چاہا وہ آگے کو چلا گیا ہم تو تیرے کہنے کی وجہ سے سب واپس ہی چلے آئے۔ راوی کہتا ہے کہ ان کی ملاقات ابوسفیان سے بمقام مرالظہر ان میں ہوئی اور وہیں یہ گفت وشنید ہوئی۔

حضرت محمد بن عمرو واقدی فرماتے ہیں کہ بنی زہرہ تو مقام جحفہ سے وا[illegible] ہوئے تھے اور بنوعدی تو پہلے ہی سے راستہ سے لوٹ آئے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بمقا

مرالظہران سے لوٹے اور رمضان کی ۱۴ تاریخ کی صبح کو رسول اللہ ﷺ مقام عرق ظبیہ میں پہنچے وہاں پر اتفاق سے تہامہ کی طرف سے ایک بدو آ گیا صحابہ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کچھ ابوسفیان بن حرب کی بھی خبر ہے اس نے کہا مجھے تو اس کا کچھ پتہ نہیں صحابہ نے کہا کہ اچھا چل رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرلو۔ اس نے کہا: کہ کیا تم میں کوئی رسول بھی ہے؟ صحابہ نے کہا کہ ہاں پھر کہنے لگا کہ اچھا کون سا ہے؟ صحابہ نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہیں اس پر وہ آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ ہی رسول ہیں آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں ہی ہوں اس نے کہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو یہ بتلایئے کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے سلمہ بن سلامہ بن وقش نے جفتی کی ہے (اور یہ اسی سائل کا نام ہے) سو یہ تجھ سے حاملہ ہے اور آپ نے اس بات کو کئی مرتبہ دہرایا اور اس سے خفا ہو کر الگ ہو گئے پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور نصف رمضان میں چہار شنبہ کی رات کو مقام روحاء میں پہنچے اور روحا کے کنویں کے پاس نماز پڑھی۔

کافروں کے لیے بددعا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر واقدی نے اور ان سے عبدالملک بن عبدالعزیز نے اور ان سے ابان بن صالح نے اور سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ جب آپ نے آخری رکعت سے سر اٹھایا تو کفار کے لئے بددعا کی کہ اے اللہ! تو ابوجہل کو (جو اس امت کا فرعون ہے) آزاد نہ چھوڑ! اے اللہ! زمعہ بن اسود کو آزاد نہ چھوڑ اور اے اللہ ابوزمعہ کی آنکھ کو دہشت سے گرم رکھ اور اے اللہ! ابوزمعہ کو اندھا کر دے اور اے اللہ! سہیل کو آزاد نہ چھوڑ اور ساتھ ہی مسلمانوں کے واسطے یہ دعا کی کہ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور دیگر کمزور بے دست و پا مسلمانوں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دیدے اور ولید بن ولید کے لئے آپ نے اس وقت تو کچھ دعا نہیں کی چنانچہ وہ بدر میں گرفتار ہوا اور جب رہا ہو کر بدر کے بعد مکہ واپس گیا تو مسلمان ہو گیا اور مدینہ آنے کا ارادہ کر لیا مگر کسی

طرح اس کا علم کفار کو ہو گیا تو انہوں نے اس کو قید کر دیا اس لئے نہ آ سکا پھر آپ نے اس کے واسطے بھی دعا فرمائی اور آپ نے مقام روحاء کے میدان کو بہت پسند فرمایا اور صحابہؓ سے کہا کہ روحاء کا میدان عرب کے سب میدانوں سے عمدہ ہے۔

خبیب بن یساف اور قیس بن محدث کا مسلمان ہونا:

خبیب بن یساف بہت بہادر آدمی تھا مسلمان تو نہ ہوا تھا مگر جب آپ نے بدر کی طرف کوچ کیا تو وہ اور قیس بن محرث بھی اپنے دین پر ہوتے ہوئے روانہ ہوئے اور مقام عقیق میں جا کر رسول اللہ ﷺ کو پالیا اگرچہ خبیب نے خود اور زرہ وغیرہ سے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا مگر پھر بھی آپ نے اس کو پہچان لیا اور سعد بن معاذ (جو آپ کے پہلو بہ پہلو چلے جا رہے تھے) سے خبیب بن یساف کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ یہ خبیب بن یساف ہی تو ہے انہوں نے کہا کہ ہاں وہی ہے اتنے میں خبیب بھی آ گیا اور آ کر اس نے آپ کی اونٹنی کا تنگ پکڑ لیا آپ نے اس کو اور قیس بن محرث کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ کیوں چلے آئے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے رشتہ دار بھی ہیں اور پڑوسی بھی اس لئے ہم بھی چلے آئے کہ اپنی قوم میں شامل ہو کر ہمارے ہاتھ بھی کچھ مال غنیمت میں سے لگ جائے آپ نے فرمایا: کہ جو شخص ہمارے دین پر نہیں ہم اس کو ساتھ لے جانے پر رضامند نہیں خبیب نے کہا کہ میرے بارے میں ساری قوم کو معلوم ہے کہ میں بہت بہادر اور جنگی آدمی ہوں سو اگر آپ صرف اس مہارت کی وجہ سے بغیر مسلمان ہوئے اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ چل کر مال غنیمت کے لئے لڑوں ورنہ کوئی بات نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان بھی نہ ہو اور ہمارے ساتھ بھی چلے ہاں البتہ مسلمان ہو کر چل آخر اس نے اس بات کو نہ مانا اور آپ نے بغیر اس کے اجازت نہ دی وہ وہاں سے تو چلا گیا مگر مقام روحاء میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا آپ اس کے اسلام سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بس اب ہمارے ساتھ چلو چنانچہ یہ بدر میں گئے اور مال غنیمت میں سے بہت بڑا حصہ لیا اور بدر کے علاوہ دوسرے مقامات میں بھی ان کو بڑے بڑے حصے ملتے رہے اور قیس بن محرث ان کے

ساتھ اس وقت تو مسلمان ہونے سے انکار کر کے مدینہ واپس چلے گئے لیکن جب آپ جنگ بدر میں فتح پا کر تشریف لے گئے تو وہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے پھر جنگ احد میں شریک ہو کر شہادت کا درجہ پایا۔

روزہ توڑنے کا اعلان:

کہتے ہیں کہ جب کوچ ہوا تو آپ نے ایک یا دو روز تک روزہ رکھا مگر پھر افطار کر دیا اور لوگوں سے بھی افطار کرنے کو کہہ دیا مگر احترام رمضان کی وجہ سے لوگوں نے اس طرف کچھ توجہ نہ کی اور بدستور روزہ رکھا آپ کو اس خلاف ورزی کی اطلاع ہوئی تو آپ خفا ہو گئے اور دوبارہ لشکر میں اس عنوان سے منادی کرائی کہ اے نافرمانوں کی جماعت! میں نے روزہ افطار کر دیا ہے تم بھی افطار کر دو یہ سن کر سب نے روزہ افطار کر دیا۔

کافروں سے لڑائی کے متعلق صحابہ کرامؓ کے تاثرات:

ہم سے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بزاز نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے اور ان سے ابوعمر محمد بن عباس بن محمد زکریا بن حیویہ خزاز نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے شیخ محمد بن عمرو واقدی نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پڑاؤ کرتے ہوئے بدر کے قریب پہنچے تو آپ کو قریش کے لشکر کی خبر پہنچی کہ ایسے زور شور کا لشکر ایسی دھوم دھام سے آ رہا ہے اس پر آپ نے اپنے لوگوں کی رائے دریافت کی تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بہت عمدہ تقریر کی ان کے بعد حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور بہت عمدہ تقریر کی پھر فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! قریش کو جب سے خدا نے عزت دی ہے آج تک وہ ذلیل نہیں ہوئے اور جب سے وہ کافر ہوئے ہیں آج تک ایمان نہیں لائے۔ غرض یہ کہ اسی شان و شوکت میں ان کو عرصہ دراز گزر گیا جس سے وہ خدا کی گرفت کو بھول گئے مگر یہ بات ہمیشہ نہیں رہنے کی اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ آپ سے ضرور لڑیں گے اس میں ذرا دریغ نہیں کریں گے سو آپ بھی لڑائی کے لئے پوری پوری تیاری کر لیجئے اور جنگی سامان بہم پہنچا لیجئے۔ ان کے

بعد حضرت مقدادؓ کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ! آپ بے دھڑک خدا کے حکم کی تعمیل کیجئے اور اس میں ذرا پس وپیش نہ کیجئے ہم جان ومال سے آپ کے ساتھ ہیں کہ آپ کے پسینہ پر اپنا خون چھڑک دیں گے اور خدا کی قسم ہم آپ سے بنی اسرائیل جیسی بات نہیں کہیں گے کہ جیسے انہوں نے اپنے نبی سے ڈر کے مارے یہ کہدیا تھا کہ ہم سے تو لڑائی میں جایا نہیں جاتا سو اگر تیرے جی میں لڑنے ہی کی ہے تو بس تو اور تیرا رب ہی جا کر لڑ لو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ بجائے اس کے یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کے رب پیش رو ہو کر لڑائی میں چلیں اور ہم سب کے سب سر بکف آپ کے ساتھ ساتھ جان پر کھیلنے کو تیار ہیں اور اس ذات پاک کی قسم کہ جس نے آپ کو دین حق دیکر بھیجا ہے اگر آپ ہمیں مقام برک غماد میں بھی لیجانا چاہیں تو ہم خوشی خوشی آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہیں (اور برک غماد مکہ کے قریب ساحل سے پانچ رات کے فاصلہ پر ہے اور ساحل مکہ سے یمن کی طرف آٹھ رات کے فاصلہ پر ہے) یہ سن کر آپ نے ان کو شاباش دی اور فرمایا کہ خوب کہا اور پھر ان کو دعائے خیر دی۔

انصار کی طرف سے سعد بن معاذؓ کا ایمان افروز خطاب:

اس کے بعد آپ نے انصار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم بھی کہو تمہاری کیا رائے ہے اور ان کی نسبت آپ کا یہ گمان تھا کہ مدینہ سے دور جا کر یہ میری مدد کے لئے شاید آمادہ نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے پہلے ہی آپ سے یہ شرط کر لی تھی کہ ہم آپ کی اتنی مدد کریں گے کہ جس میں ہمیں اور ہماری اولاد کو کوئی معتد بہ نقصان نہ پہنچے اس لئے آپ نے ان کی رائے مستقل طور سے دریافت کی اس پر سعد بن معاذ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں انصار کی طرف سے جواب دیتا ہوں کیا یا رسول اللہ! آپ ہماری طرف سے اشارہ کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تمہیں سے دریافت کرنا چاہ رہا ہوں اس کے بعد سعدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ امر تو ایسا ہے کہ جس میں آپ بحکم خداوندی تشریف لے جا رہے ہیں اس میں تو ہم کیوں نہ جائیں گے اگر آپ محض اپنی رائے سے بھی کسی کو امر فرمائیں تو جب ہم آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کر چکے

اور اس امر کی گواہی دے چکے کہ جو کچھ آپ فرمایا کرتے ہیں وہ سب حق ہے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری پر عہد کر چکے اور قسم کھا چکے اس کو بھی بسر و چشم قبول کریں گے اور اپنا سب جان و مال اس پر قربان کر دیں گے اے خدا کے نبی آپ ہماری طرف سے ذرا بھی کسی قسم کا وہم نہ کیجئے اور جس بات کو آپ کا جی چاہے اس کو بے تامل کیجئے ہم آپ سے ہرگز کسی حالت میں دریغ نہ کریں گے اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے اگر بالفرض آپ اس دریا پر جا کر اس میں کود پڑیں تو ہمارا بچہ بچہ آپ کے ساتھ اس میں کود پڑے گا اور جس سے چاہے دشمنی کیجئے اور جس سے چاہے دوستی اور ہمارے مال و دولت ہر وقت آپ کے لئے حاضر ہیں اس میں سے جتنا چاہے لے لیجئے اور جتنا آپ لیتے ہیں وہ ہمیں اس سے زیادہ پسند ہے جس کو آپ چھوڑ دیتے ہیں اور اس ذات پاک کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں آج تک جنگ میں کبھی نہیں گیا اور نہ اس کے داؤ گھات سے واقف ہوں مگر باوجود اس کے ہمیں ذرہ برابر اس کا خطرہ نہیں کہ کل کو دشمن سے ہماری مڈ بھیڑ ہو گی ان شاء اللہ آپ ہمیں لڑائی کے وقت بہت زیادہ ثابت قدم اور سچے جان نثار پائیں گے اور مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ آپ کو ہماری طرف سے ایسی چیز دکھلا دے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

حضرت محمدؐ کی حفاظت کے لیے حضرت سعدؓ کی رائے:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ حضرت سعد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے جو لوگ مدینہ میں رہ گئے ہیں وہ بہ نسبت ہمارے آپ کے زیادہ جان نثار اور فرمانبردار ہیں اور جہاد کا شوق و ذوق ان کو ہم سے کہیں زائد ہے چنانچہ ان کو اگر یہ گمان ہوتا کہ آپ کی دشمن سے مڈ بھیڑ ہو گی تو وہ ہرگز پیچھے نہ رہتے لیکن ان کا گمان تو صرف یہ تھا کہ آپ قافلہ کے لئے جا رہے ہیں اور اس کے لئے مزید اہتمام

کی ضرورت نہیں مگر اب چونکہ موقع اس کے خلاف ہو گیا اس لئے احتیاطاً ہماری یہ خواہش ہے کہ ایک عمدہ سی پالکی آپ کے لئے تیار کر دیں اور آپ اس میں تشریف فرما رہیں اور اس کے آس پاس سواریاں موجود رہیں پھر ہم دشمن پر دھاوا کریں سو اگر اللہ نے ہمیں عزت دی اور دشمن پر فتح ہو گئی تو کیا کہنا دلی تمنا بر آئے گی اور اگر خدانخواستہ معاملہ برعکس ہو گیا تو آپ سہولت سے ان سواریوں پر سوار ہو کر اپنے دوستوں میں جو مدینہ میں رہ گئے ہیں تو پہنچ جائیں گے آپ نے حضرت سعدؓ کی اس رائے کو پسند فرمایا اور اس انتظام کی اجازت دیدی پھر آپ نے فرمایا کہ اے سعد! ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی بہتر انتظام کر دیں گے تم گھبراؤ نہیں اور جو کچھ تم سے ہو سکے وہ بھی کر لو جب سعدؓ مشورہ کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے کوچ کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ تم اللہ کی برکت پر چلو کہ اللہ نے مجھ سے دونوں جماعتوں (یعنی قافلہ اور لشکر) میں سے ایک جماعت پر فتح دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور خدا کی قسم! گویا میں ان کے مقتلوں کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ جنگ سے پہلے آپ نے ان کے مقتل ہمیں بھی دکھلائے اور بتلائے کہ یہ فلاں شخص کا مقتل ہے اور یہ فلاں شخص کا چنانچہ جنگ کے وقت ہر شخص وہیں پچھڑا جہاں آپ نے اس کا مقتل بتلا دیا تھا ایک بھی ذرا ادھر ادھر نہ ہو سکا جب آپ نے یہ بالتفصیل بیان کیا تو اس وقت لشکر کو جنگ کا یقین ہو گیا اور اس کا بھی کہ قافلہ ہاتھ سے نکل چکا ہے بس اس سے سب کو یکسوئی اور آپ کے فرمان کے مطابق فتح کی امید ہو گئی۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو اسماعیل بن عبداللہ بن عطیہ بن عبداللہ انیس نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ اس روز آپ نے تین جھنڈے تیار کئے اور اپنے جسم مبارک پر ہتھیار بھی باندھے اور مدینہ سے کوچ کے وقت جھنڈے تیار نہ تھے۔

سفیان ضمری سے سوال وجواب:

آپ مقام روحاء سے روانہ ہو کر مفیق کے راستہ کو ہو لئے پھر خیبر تین میں پہنچ کر

ان کے درمیان میں نماز پڑھی پھر میدان میں پہنچ کر پہلے دائیں ہاتھ کو چلے پھر بائیں ہاتھ کو ہو کر خیف معترضہ کے راستہ کو ہو لئے پھر ثنیۃ معترضہ کے راستہ کو قطع فرما کر تیا کے راستہ پر پڑ لئے وہاں اتفاق سے آپ کے سامنے سفیان ضمری آ گیا اس کو دیکھ کر آپ نے دریافت کیا کون ہے؟ اس نے کہا آپ ہی بتلایئے آپ کون ہیں؟ آپ نے اس سے کہا تو ہمیں اپنا پتہ بتلا دے ہم تجھے اپنا پتہ بتلا دیں گے اس نے کہا کہ کیا یوں ادلا بدلا ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہاں ضمری نے کہا کہ اچھا اب پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے قریش کی کچھ خبر ہو تو بتلا دے ضمری نے کہا کہ ہاں مجھے ان کی نسبت یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ فلاں فلاں روز مکہ سے کوچ کر چکے ہیں سو اگر یہ خبر سچی ہوگی تو وہ یقیناً اس میدان کے دوسرے کنارے پر آ گئے ہوں گے پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا محمد اور اس کے ساتھیوں کی بھی کچھ خبر دے؟ اس نے کہا کہ ان کی نسبت مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ فلاں فلاں روز مدینہ سے چل چکے ہیں چنانچہ یہ خبر اگر سچی ہوگی تو وہ بھی ضرور اس میدان کے دوسرے کنارے پر ہوں گے جب یہ بیان کر چکا تو پھر اس نے آپ سے دریافت کیا کہ اب آپ بتلایئے کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہم ادھر کے ہیں اس نے کہا کہ اچھا عراق کے پھر آپ لشکر کی طرف کو ہو گئے اور اب تک ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی چونکہ بیچ میں ایک ریگستان آ گیا تھا آپ نے مقام دبہ میں نماز پڑھی پھر مقام سیر میں پھر مقام ذات اجدل میں پھر مقام خیف عین علا میں پھر مقام خیبر تین میں پھر آپ نے دو پہاڑوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ان دونوں پہاڑوں کا کیا نام ہے؟ صحابہؓ نے کہا کہ ان کا مسلح اور مخرئی ہے پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ ان میں کون لوگ رہے ہیں صحابہ نے کہا کہ بنو نار اور بنو حراق رہتے ہیں یہ سن کر آپ خیبر تین کے پاس سے ہٹ کر چل دیئے اور مقام خیوف کو قطع کرتے ہوئے اس کو بائیں طرف چھوڑ کر معترضہ کے راستہ کو ہو گئے اور اسی راستہ میں آپ سے بسبس اور عدی بن ابی الزغبار ملے اور قافلہ کا سارا قصہ سنایا۔

آپ بدر کے میدان میں اترتے ہیں:

آپ بدر کے میدان میں رمضان کی سترہ تاریخ کو جمعہ کی شب میں عشاء کے وقت اترے اور حضرت علیؓ اور زبیر اور سعد بن ابی وقاصؓ اور بسبس بن عمروؓ کو بدر کے چشمہ پر جاسوسی کے لئے بھیجا اور آپ نے ظریب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ظریب کے قریب جو قلیب ہے مجھے اس کے نزدیک خبر ملنے کی امید ہے تم وہاں جاؤ (ظریب ایک چھوٹے سے پہاڑ کا نام ہے اور اس کی جڑ میں ایک کنواں ہے اس کو قلیب کہتے ہیں) چنانچہ وہ ظریب کی طرف ادھر ادھر سے چل دیئے اور وہاں کنویں پر جا کر دیکھا تو قریش کی پکھالیں اور مشکیں پڑی ہیں سب نے مل کر ان کو اٹھا لیا اور چل دیئے ان کو لے جاتے ہوئے ایک شخص بجیر نے پہچان لیا اور سب سے پہلے قریش کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی خبر دی اور پکار کر کہا کہ اے آل غالب دیکھو تو یہ ابن ابی کبشہ اور اس کے ساتھی تمہاری پکھالیں اور مشکیں لئے جا رہے ہیں یہ سن کر لشکر میں ایک پریشانی پھیل گئی اور اس خبر کو انہوں نے بہت منحوس سمجھا۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ ہم خیموں میں بیٹھے ہوئے اطمینان سے اونٹوں کے گوشت بھون رہے تھے کہ اچانک یہ آواز ہمارے کان میں پہنچی اور اس کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ پھر ہم سے کھانا نہ کھایا گیا اور پریشانی کی وجہ سے سب کام چھوڑ کر ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے چنانچہ میرے پاس عتبہ بن ربیعہ آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو خالد مجھے ہمارے اس سفر سے زیادہ کسی شخص کا سفر عجیب نہیں معلوم ہوتا بلکہ کیسی بیہودہ بات ہے کہ جب قافلہ بچ گیا پھر بھی ہم ایک قوم پر بغاوت کی نیت سے آئے اور وہ بھی ان کے ملک میں کہ جہاں وہ ہر قسم کے داؤ گھات کر سکتے ہیں اور ہمیں اپنے آپ کو بچانا بھی مشکل ہے۔ کیا کہیں کچھ عجب تقدیر کی گردش میں پھنسے ہیں اور جب ہماری چلتی نہیں تو ہماری رائے ہی کیا ہے مجھے تو کھلم کھلا نظر آ رہا ہے کہ یہ سب ابن حنظلیہ کی نحوست ہے پھر کہنے لگا کہ اے ابو خالد کہیں یہ ہم پر رات کو تو چھاپہ نہیں ماریں گے میں نے کہا ہاں کیا مضائقہ ہے ایسا کریں تو کیا تعجب ہے پھر عتبہ نے کہا کہ اے ابو خالد! تو اب کیا کرنا چاہئے میں

نے کہا رات کو نمبر وار پہرہ دو۔ اس نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے چنانچہ ہم نے رات بھر نمبر وار پہرہ دیا جب صبح ہوئی تو ابو جہل کو بھی یہ قصہ معلوم ہوا اس نے سن کر کہا کہ رات بھر کیا قصہ رہا یہ سب کارروائی عتبہ کی معلوم ہوتی ہے وہی سب سے زیادہ ڈرپوک ہو رہا ہے مجھے تمہاری طرف سے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کیا تمہیں اب تک یہی گمان ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی تمہارے اتنے بڑے لشکر پر بھی کوئی داؤ کھیل جائیں گے مجھے تو اس کا ذرا وہم بھی نہیں ہوتا چنانچہ میں اپنے قبیلہ کو لے کر تم سب سے الگ ایک گوشہ میں پڑاؤ کرتا ہوں اور ہمارا کوئی پہرہ نہ دے دیکھیں وہ کیا کرتے ہیں؟ یہ کہہ کر وہ اپنے قبیلہ سمیت ایک گوشہ میں ہم سے الگ چلا گیا اور بارش بہت زور وشور کی ہونے لگی عتبہ کہنے لگا کہ لو یہ اور آفت آ گئی اور انہوں نے تمہاری مشکیں وغیرہ چھین لیں وہ ایک الگ مصیبت ہے۔

غلاموں کی گرفتاری:

اسی رات میں تین غلام (ایک یسار عبید بن سعید بن عاص کا غلام اور ایک منبہ بن حجاج کا غلام اور ایک ابو رافع امیہ بن خلف کا غلام) گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے گئے آپ تو نماز میں مشغول تھے صحابہؓ نے ان سے دریافت کیا کہ بتلاؤ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ صاحب ہم لشکر کے سقے ہیں قریش نے ہمیں پانی لانے کے لئے بھیجا تھا چونکہ صحابہ کا گمان یہ تھا کہ یہ ابوسفیان اور قافلہ کے آدمی ہیں ان کو یہ بات غلط معلوم ہوئی اور سمجھے کہ یہ ہمیں دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ان کو مارنا شروع کیا جب وہ پٹتے پٹتے بیدم ہو گئے تو لاچار ہو کر کہنے لگے اچھا صاحب ہم قافلہ میں سے ہیں اور ابوسفیان کے آدمی ہیں اور ایک میدان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ قافلہ اس میدان میں ہے اس پر مسلمان ان کو مارنے سے رک گئے اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور فرمانے لگے کہ تم بھی عجیب آدمی ہو جب ان بیچاروں نے سچ بولا تو تم نے ان کو مارنا شروع کر دیا اور جب جھوٹ بولدیا تو چھوڑ دیا مسلمانوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو قریش کے آنے کی خبر دیتے ہیں حالانکہ ابھی تک ان کا کہیں نام ونشان بھی نہیں آپ نے فرمایا کہ سچ تو کہتے ہیں واقعی قریش تمہارے ڈر کی وجہ سے اپنے قافلہ کی حمایت اور

حفاظت کے لئے آ گئے ہیں۔ پھر آپ ان سقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کرنے لگے کہ قریش کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ٹیلہ جو آپ کو نظر آ رہا ہے اس کے پیچھے پڑے ہیں آپ نے فرمایا کتنے ہیں انہوں نے کہا کہ بہت ہیں آپ نے فرمایا کہ گنتی سے بتلاؤ انہوں نے کہا کہ یہ ہمیں معلوم نہیں آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ لشکر میں کتنے اونٹ روزمرہ ذبح کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ کبھی دس کبھی نو آپ نے فرمایا کہ بس تو لشکر ہزار اور نو سو کے بیچ بیچ میں ہے پھر آپ نے سقوں سے کہا کہ اچھا مکہ سے کون کون آئے ہیں انہوں نے کہا جس شخص کے پاس بھی کھانے کو تھا وہ مکہ میں نہیں رہا یہ سن کر آپ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مکہ کی خوبی دیکھو کہ اس نے اپنی ساری کھان نکال کر پھینک دی پھر انہیں سقوں سے دریافت کیا کہ ان میں سے کوئی واپس بھی گیا ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ ابی بن شریق بنی زہرہ کو لے کر لوٹ گیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ خود تو بے راہ ہے مگر ان کو راہ پر ڈال دیا اور اگر وہ موجود بھی رہتا تو میں اس کو اللہ کا دشمن نہ جانتا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ان کے سوا کوئی اور بھی لوٹا ہے انہوں نے کہا ہاں بنو عدی بن کعب لوٹ گئے ہیں۔ پھر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ پڑاؤ کی جگہ تجویز کرو۔

اس پر حباب بن منذر نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! دیکھئے تو سہی اس سے اور کون سی جگہ بہتر ہو گی جس میں اللہ نے آپ کو اتارا ہے میرے خیال میں تو ہمیں نہ اس سے آگے جانا چاہئے اور نہ پیچھے کیونکہ یہ خوشنما بھی ہے اور جنگی میدان بھی اور اس میں داؤ گھات بھی خوب ہو سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ پڑاؤ کے قابل نہیں تو مجھے قریش کے لشکر کی طرف لے چل وہاں ایک جگہ بہت عمدہ ہے۔ میں اس سے خواب واقف ہوں اس میں کئی کنویں ہیں اور ایک کنواں اس میں شیریں پانی کا ایسا گہرا ہے کہ اس کا پانی ٹوٹ نہیں سکتا ہم اس کے پاس ایک حوض بنا لیں گے اور حوض میں چند برتن ڈال دیں گے کہ پھر لڑائی کے وقت گھڑی گھڑی کھینچنے کی دقت نہ ہو لشکر اسی سے پانی پیتا رہے گا اور لڑتا رہے گا اور اس کے علاوہ سب کنویں پاٹ دیں گے۔

جبرائیلؑ کے ذریعہ حبابؓ کی موافقت:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد بن شجاع نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی حبیبہ نے اوران سے داؤد بن حصین نے اوران سے عکرمہ بن عباس نے بیان کیا کہ حباب کی اس گفتگو کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر فرمایا کہ حباب کی رائے بہت ٹھیک ہے اس پر عمل کیجئے اس پر آپ نے حباب سے خوش ہوکر فرمایا کہ حباب تمہاری رائے تو بالکل صحیح نکلی چنانچہ آپ اسی پر آمادہ ہوگئے اور سب کام اسی طرح کیے جس طرح حباب کی رائے تھی۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبید بن یحیٰی نے اوران سے معاذ بن رفاعہ نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ پڑاؤ کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے بارش برسادی اور میدان کے دو حصے تھے ایک تو صاف اس میں تو ہمارا پڑاؤ تھا چنانچہ ہم اس میں بے تکلف چلتے پھرتے تھے اور دوسرا حصہ ریتلا تھا اس میں قریش کا لشکر تھا سو وہ نہ تو چل پھر سکتے تھے اور نہ دوسری جگہ منتقل ہوسکتے تھے۔اس لئے بڑی تنگی میں تھے۔

مسلمانوں پر سکون واطمینان کا غلبہ:

کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس روز مسلمانوں پر نیند کو مسلط کردیا تھا کہ وہ رات بھر خوب آرام سے سوتے رہے اور مسلمانوں پر بارش بھی کچھ تکلیف دہ نہ ہوئی۔زبیر بن عوام فرماتے ہیں کہ اس رات کو نیند کا بہت زور سے غلبہ ہوا خود میری یہ حالت تھی کہ ہر چند بار بار سنبھل کر بیٹھتا تھا مگر نیند کے غلبہ سے پھر زمین پر گر پڑتا تھا آخر کار مجبور ہوکر لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور کل صحابہ قریب قریب اسی حالت میں تھے اور سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میری تو یہ حالت تھی کہ میری ٹھوڑی نیند کے غلبہ کی وجہ سے چھاتی پر لگ جاتی تھی پھر مجھے کچھ خبر نہیں رہتی تھی کہ میں کہاں ہوں جب اپنے پہلو پر گرتا تھا تو جب ذرا کچھ ہوش آتا تھا۔

رات کافروں کی حالت زار:

حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک فرماتے ہیں کہ مجھے نیند کے غلبہ میں احتلام ہو گیا آخر شب میں اٹھ کر غسل کیا اور اسی رات میں رسول اللہ ﷺ نے کنویں پر سے واپس آ کر عمار بن یاسرؓ اور ابن مسعودؓ کو قریش کا لشکر دیکھنے کو بھیجا وہ دیکھ کر واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ یا رسول اللہ وہ تو بہت گھبرا رہے اور دہل رہے ہیں حتی کہ اگر کوئی گھوڑا بھی ہنہنانا چاہتا ہے تو اس کے منہ کو پیٹ کر چپکا کر دیتے ہیں اور ان پر ابر بھی خوب ٹوٹ کر برس رہا ہے قریش جب صبح کو اٹھے تو ان میں سے ایک شخص نبیہ بن حجاج (اور یہ چاپ کو بہت پہچانتا تھا) عمار اور ابن مسعود کی چاپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ ابن سمیہ اور ابن ام عبد کی چاپ ہے بس معلوم ہوتا ہے کہ محمد ہمارے اور مدینہ کے بیوقوفوں کو لے کر آ گیا ہے یہ کہہ کر پھر یہ شعر پڑھا۔

لم يترك الجوع لنا مبيتا لا بد ان نموت او نميتا

ترجمہ:۔"ہمیں تو رات بھر بھوک نے سونے بھی نہیں دیا بس اب یہی ہوگا کہ یا ہم خود مر جائیں گے یا دشمن کو مار ڈالیں گے۔"

ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ کے سامنے ذکر کیا کہ نبیہ بن حجاج کی طرف یہ مذکورہ بالا شعر منسوب کیا جاتا ہے کیا واقعی قریش رات کو ایسے ہی بھوکے مر رہے تھے جیسا کہ اس میں مذکور ہے انہوں نے اپنی جان کی قسم کھا کر کہا کہ بالکل غلط ہے قریش تو خوب اچھی طرح سیر تھے۔ چنانچہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے نوفل بن معاویہ سے سنا کہ ہم نے اس رات کو دس اونٹ ذبح کئے تھے اور ایک خیمہ میں بیٹھے ہوئے کوہان اور جگر اور عمدہ عمدہ ٹکڑے رات بھر بھون بھون کر کھاتے رہے چونکہ چھاپہ مارنے کا اندیشہ تھا اس لئے ہم رات بھر جاگتے رہے اور پہرہ دیتے رہے جب صبح ہوئی تو میں نے خود نبیہ کو ذرا روشنی ہو جانے کے بعد کہتے ہوئے سنا کہ یہ تو ابن سمیہ اور ابن مسعود کی چاپ معلوم ہوتی ہے پھر اس نے یہ شعر اس طرح پڑھا اور میں خود سن رہا تھا:

لم يترك الخوف لنا مبيتا   لا بد ان نموت او نميتا

ترجمہ:۔''ہمیں رات بھر خوف نے چین نہیں لینے دی بس اب ہمیں یا خود مر جانا چاہئے یا دشمن ہی کو مار ڈالنا چاہئے۔''

پھر قریش سے جوش میں آ کر کہا کہ دیکھو اگر کل کو محمد اور اس کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا تو تم جوان جوان آدمی ان کو ضرور گھیر لینا اور اہل مدینہ کو بھی پھر ان کو مکہ میں لے جا کر اپنے آبائی دین کو چھوڑنے کا اور بد دینی کا مزہ چکھا دیں گے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ قلیب کنویں پر پہنچے تو آپ کے لئے ایک پالکی کھجور کی ٹہنیوں کی بنائی گئی اور سعد بن معاذ اس کے دروازہ کے سامنے ہتھیار بند ہو کر کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر اس میں داخل ہوئے۔

میدان جنگ کا حال:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ جنگ کے روز رسول اللہ ﷺ نے قریش کے آنے سے پہلے اپنے لشکر کو صف بصف کھڑا کیا اور جب قریش آئے تو آپ فوج کی صف بندی میں مشغول تھے اور مسلمانوں نے صبح سے کوشش کر کے ایک حوض تیار کر لیا تھا اور اس میں پانی پینے کے برتن ڈال دیئے گئے تھے اور آپ نے مصعب بن عمیرؓ کو اپنا جھنڈا دیدیا تھا۔ انہوں نے اس کو لے کر جہاں آپ کی خواہش تھی وہاں گاڑھ دیا۔

تائید نصرت الٰہی:

پھر آپ نے صفوں کو دیکھا اور مغرب کی طرف کو منہ کیا اور مشرق کی طرف کو پشت پھر جب مشرکین آئے تو لامحالہ ان کو اپنا منہ مشرق کی طرف کرنا پڑا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا جھنڈا میدان کے شامی کنارہ پر نصب کیا اور قریش نے میدان کے یمانی کنارہ پر

پھر ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ نے اس کنارہ پر وحی سے جھنڈا نصب فرمایا ہے تو فبہا ورنہ میری رائے میں میدان کے بلند حصہ پر جھنڈے کا نصب ہونا زیادہ مناسب ہے کیونکہ ادھر سے ہوا چلی ہے اور میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ ہی کی امداد کے لیے چلایا ہے آپ نے ان کی رائے سے موافقت نہ کی اور یہ فرمایا کہ بس اب تو میں لشکر کی صف بندی کر چکا ہوں اور جھنڈا بھی نصب کر چکا ہوں اب یہاں سے ہٹانا مناسب نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے اللہ سے دعا کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر یہ وحی لے کر آئے:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴾

''تم جو خدا سے فریاد کر رہے تھے سو اس نے تمہاری فریاد کو سن لیا چنانچہ وہ اب تمہاری مدد کے لئے ایک ہزار فرشتوں کی قطار بنا کر بھیجے گا۔''

سواد کی والہانہ محبت کا انداز:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معاویہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے یزید بن رومان نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے روز صفوں کو بالکل سیدھا اور برابر کر دیا تھا اتفاق سے سواد بن غزیہ صف سے کچھ آگے ہو گئے تو آپ نے ان کے پیٹ میں تیر کا کچوکا مار کر فرمایا کہ اے سواد! برابر ہو یہ کیا کر رہا ہے؟ سواد نے کہا آہ یا رسول اللہ خدا کی قسم آپ نے تو میرے درد کر دیا ذرا اسے جھاڑ تو دیجئے اس پر آپ نے ان کا پیٹ کھول کر کہا کہاں ہے لاؤ جھاڑوں سواد نے جھٹ آپ کی کولی بھر لی اور آپ کو چومنے لگا آپ نے فرمایا تجھے یہ کیا ہوا سواد نے کہا یا رسول اللہ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ تقدیر سے جنگ کا کیا سماں بندھ گیا سو اس میں مجھے اپنے قتل ہونے کا خوف ہے اس لئے میرا جی چاہا کہ کم از کم آخری وقت میں آپ سے مل تو لوں اور تو جو کچھ ہوگا سو ہوگا کہتے ہیں کہ جنگ کے روز رسول اللہ ﷺ فوج کی صفوں کو ایسا برابر کر رہے تھے کہ اس سے تیر

بھی سیدھا کرنا چاہو تو ہو سکے۔

فرشتوں کے ذریعہ نصرت الٰہی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن یعقوب نے اور ان سے ابوحویرث نے اور ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے بنی اود کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی کو کوفہ میں خطبہ پڑھتے وقت یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں بدر کے کنویں پر ڈول کھینچ رہا تھا تو ایک آندھی سی ایسے زور شور سے آئی کہ اس جیسی میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی جب یہ ختم ہوگئی تو ایک اور ایسے ہی زور و شور سے آئی پھر جب یہ بھی ختم ہوگئی تو ایک اور ایسے ہی زو شور سے آئی سو اول حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی تھی کہ وہ ایک ہزار فرشتوں کی فوج لے کر آپ کی مدد کے لئے آئے تھے اور دوسری حضرت میکائیل کی آمد سے تھی کہ وہ بھی ایک ہزار فرشتوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے دائیں بازو پر مدد کے لئے آئے تھے اور تیسری حضرت اسرافیل علیہ السلام کی وجہ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بائیں بازو پر ایک ہزار فرشتوں کو لئے ہوئے آئے تھے اور میں خود بھی لشکر کے بائیں پہلو میں متعین تھا۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے دشمنوں کو شکست دیدی تو آپ نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کر دیا تو وہ ذرا تھم گیا پھر جب بھاگا تو میں اس کی گردن پر گر پڑا اسی حالت میں میں نے اللہ سے دعا کہ تو اس نے مجھے جمائے رکھا کچھ دیر کے بعد میں سنبھل کر سیدھا ہوگیا اور اس وقت مجھے اور گھوڑے کو کیا لینا دینا تھا جب تو میرے پاس صرف بکریاں تھیں خیر جب میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تو میں نے دشمن کے ایک نیزہ مارا کہ جس سے میری بغل تک اس کے خون سے رنگین ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ جنگ کے روز مسلمانوں کے لشکر کے دائیں بازو پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقرر تھے اور مشرکین کی فوج پر زمعہ بن اسود مقرر تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اوران سے یحییٰ بن مغیرہ بن عبدالرحمٰن اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مشرکین کے لشکر کا حارث بن ہشام سردار تھا اور لشکر کے دائیں بازو پر ہبیرہ بن ابی وہب مقرر تھا اور بائیں پر زمعہ بن اسود اور بعض نے یہ کہا کہ دائیں حصہ پر حارث بن عامر تھا اور بائیں حصہ پر عمرو بن عبد تھا۔ ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے حضرت واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے یزید بن رومان اور ابن ابی حبیبہ نے داؤد بن حصین سے یہ بیان کیا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے لشکر کے دائیں اور بائیں بازو پر کوئی خاص شخص مقرر نہ تھا اور علیٰ ہذا القیاس مشرکین کے لشکر پر بھی کوئی خاص شخص متعین نہ تھا چنانچہ اس کی نسبت ہم سے کسی ایک راوی نے بھی تذکرہ نہیں کیا ابن واقد کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بھی یہی قابل اعتبار ہے۔

مسلمانوں اور مشرکوں کے جھنڈا بردار:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے ان سے واقدی نے اوران سے محمد بن قدامہ نے اوران سے عمر بن حسین نے بیان کیا کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا بہت بڑا تھا مہاجرین کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ میں تھا اور قبیلہ خزرج کا حضرت حباب بن منذر کے ہاتھ میں اور قبیلہ اوس کا حضرت سعد بن معاذؓ کے ہاتھ میں اسی طرح قریش کے پاس بھی تین جھنڈے تھے ایک ابوعزیر کے ہاتھ میں اور ایک نضر بن حارث کے پاس اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ:

کہتے ہیں کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے ایک تقریر کی جس میں پہلے تو آپ نے اللہ کی تعریف وتوصیف کی اور پھر صحابہ کو جنگ کا حکم دیا اور جنگ پر بہت جوش دلایا اوراس پر آخرت کے اجر کی ترغیب دی چنانچہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی حمد وثنا کے بعد تم کو اے مسلمانوں ایسی بات پر جوش دلاتا ہوں جس پر جوش دلانے کا خدا نے حکم کیا ہے اور ایسی بات سے روکتا ہوں جس سے خدا نے روکا ہے خدا کی شان بہت بڑی ہے وہ ہمیشہ

حق بات کا حکم دیتا ہے اور سچائی کو پسند کرتا ہے اور نیکوں کو نیکی کا بدلہ ان کی حیثیت کے موافق جو اس کے نزدیک مقرر ہے دیتا ہے اور صرف بھلائی کی وجہ سے اس کے یہاں لوگوں کی پوچھ ہے اور اسی کی وجہ سے وہاں کی بڑائی چھوٹائی ہے تم آج حق کے موقعوں میں سے ایسے موقع میں کھڑے ہو کہ جس میں اللہ تعالیٰ صرف اس شخص کے کام کو پسند کرے گا جو محض اس کے خوش کرنے کے واسطے کرے گا اور اگر خدا کی رضامندی کے سوا اس کام میں ذرا سی بھی کوئی اور غرض ہوگی تو ہرگز اس کے یہاں قبول نہ ہوگا اور سختی کے موقعوں میں خوب جم کر کام کرنے سے اللہ تعالیٰ تمام آفتوں اور مصیبتوں کو دور کر دیتا ہے مزید برآں یہ کہ آخرت میں ہر قسم کی پریشانی سے آزاد کر دیتا ہے دیکھو تم میں خدا کا نبی موجود ہے جو دنیا اور آخرت کے نشیب و فراز سے تمہیں ڈراتا ہے اور اس بات کا حکم کرتا ہے کہ آج تم ذرا خدا سے شرماتے رہنا کوئی کام تم سے ایسا نہ ہونے پائے جس سے خدا کو تم سے کراہت ہو جائے کیونکہ خدا کی کراہت آدمیوں کی کراہت سے بہت زبردست ہے کہ اس کا برداشت کرنا غیر ممکن ہے بس تم اپنی نظر صرف ان چیزوں پر رکھو جن کا حکم خدا نے اپنی کتاب میں دیا ہے اور دیکھو خدا نے لمبی مدت کے بعد اب تمہیں ذلت سے نجات دے کر عزت کی صورت دکھائی ہے سو تم اس کی کتاب کو نہایت مستعدی سے پکڑ لو اسی پر اس کی خوشی کا دارومدار ہے اور دیکھو آج خدا کے امتحان کا موقع ہے سو تم ایسا خوبی سے امتحان دو جس سے کامیاب ہو جاؤ اور اس رحمت و مغفرت و انعام کے مستحق بن جاؤ بے شک اس کا وعدہ حق ہے اور اس کا قول سچا ہے اور اس کا عذاب سخت ہے بس اب میں اور تم سب اللہ کا سہارا لیتے ہیں اور اسی کو اپنا پشت پناہ بناتے ہیں اور اسی کا دامن پکڑتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہی اس زبردست نرغہ سے نجات دے گا ہماری بھاگ دوڑ صرف اسی کی طرف ہے وہی مجھے اور تمہیں اپنی رحمت اور مغفرت کے دامن میں لپیٹ لے گا۔

مشرکین کا فخر وغرور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے اور ان سے عروہ بن زبیر اور محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر اور یزید بن رومان نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش کو میدان میں نیچے اترتے ہوئے دیکھا اور سب سے پہلے زمعہ بن اسود اس شان و شوکت سے ظاہر ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہے اور پیچھے پیچھے اس کا بیٹا ہے اور گھوڑے کو نچاتا ہوا آگے آگے پڑاؤ کی جگہ تجویز کرنے کے لئے آ رہا ہے تو اللہ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! بے شک تو نے میرے پاس کتاب بھیجی ہے اور تو نے مجھے کافروں کے مقابلے کا حکم دیا ہے اور قریش کی دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا اے اللہ! یہ قریش اکڑتے ہوئے اور اتراتے ہوئے آ گئے ہیں تجھ سے دشمنی باندھتے ہیں اور تیرے رسول کو جھوٹا بتلاتے ہیں سوائے اللہ آپ اپنی اس مدد کو بھیج دیجئے جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے اور اے اللہ! ان میں صبح ہی صبح رونا پیٹنا ڈال دیجئے اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ سرخ اونٹ پر بیٹھا ہوا ظاہر ہوا اس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر قریش میں ذرا سی بھی حس ہو تو وہ اس سرخ اونٹ والے کے تابعدار ہو جائیں اور بھلائی کے راستہ پر چل پڑیں۔

ایما کی مشرکین کے لیے امداد:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے اور ان سے عبداللہ بن مالک نے بیان کیا کہ ایما بن رحضہ نے قریش کے لئے دس اونٹ تیار کر رکھے تھے چنانچہ جب قریش کا گزر اس کے پاس کو ہوا تو اس نے وہ اونٹ اپنے لڑکے کے ہاتھ قریش کے پاس بطور رسد کے بھیجے اور یہ پیام بھی بھیجا کہ اگر اس کے سوا آپ کو ہتھیاروں اور آدمیوں کی ضرورت ہو تو میرے پاس وہ بھی تیار ہیں آپ لوگ کہیں تو میں بھیج دوں۔ قریش نے اس کے اونٹ تو قبول کر لئے اور پیام کے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ تیری صلہ رحمی کی قسم بس تو نے حق رشتہ داری کو بخوبی ادا کر دیا ہمیں زیادہ شرمندہ نہ کر ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں اپنی جان کی قسم اگر ہمارا مقابلہ آدمیوں سے ہوتا تو ہمیں ذرا بھی ہر

اس نہ ہوتا مگر دہشت تو ساری اس بات کی ہو رہی ہے کہ محمد کے گمان کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جا رہے ہیں جس سے مقابلہ کرنے کی کسی کو بھی تاب نہیں۔

رحضہ کی عتبہ بن ربیعہ کو نصیحت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن حارث نے اور ان سے ان کے دادا عبید بن ابی عیبہ نے اور ان سے خفاف بن ایما بن رحضہ نے بیان کیا کہ میرے والد کو لوگوں میں صلح کرانے کا بہت شوق تھا گویا کہ وہ خود اس کے شیدائی تھے چنانچہ جب قریش کے لشکر کا ہمارے یہاں کو گذر ہوا تو میرے والد نے دس اونٹ بطور ہدیہ کے مجھے دیکر قریش کے پاس روانہ کیا میں ان کو ہانک کر قریش کے پاس لے گیا اور آپ بھی میرے پیچھے پیچھے لشکر میں پہنچ گئے انہوں نے اونٹوں کو لے کر ذبح کر لیا اور سب قبائل میں گوشت تقسیم کر دیا اور میرے والد گھومتے ہوئے عتبہ بن ربیعہ کے پاس جو اس وقت سردار تھا پہنچے اور اس سے کہنے لگے کہ اے ابو ولید! تم ہوشیار ہو کر یہ کیسا بیوقوفی کا سفر کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے کچھ خبر نہیں تقدیر میں کیا کیا لکھا ہے خدا کی قسم میں تو ان کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہوں میری بات کوئی نہیں مانتا میرے والد نے کہا کہ بھائی تم تو قبیلہ کے سردار ہو اور بڑے آدمی ہو تم ایسا کیوں نہیں کر لیتے کہ اپنے حلیف عامر بن حضرمی کے بھائی کی اور جو لوگ مقام نخلہ میں ضائع ہو گئے ہیں ان کی دیت اپنے ذمہ لے لو پھر اپنی قوم سے حصہ رسد لے کر ادا کر دینا اور لوگوں کو سمجھا بجھا کر لوٹا دو وہ محمد سے یہی تو چاہتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اور اے ابو ولید خدا کی قسم محمد اور اس کے ساتھی تمہارے ہی رشتہ دار ہیں سو ان سے لڑنے میں دونوں طرف تمہارا ہی نقصان ہو گا تم اس کو خوب سمجھ لو۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی زناد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم نے بغیر مال و دولت کے سردار ہوتا ہوا سوائے عتبہ بن ربیعہ کے اور کسی کو نہیں سنا یہی ایک شخص تھا کہ جو بغیر ثروت کے اپنی قوم کا سردار اور ہر دلعزیز تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن یعقوب نے اور ان سے ابوحویرث نے اور ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ جب قریش میدان میں آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطابؓ کو ان کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ تم واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے میرا جی یہ چاہتا ہے کہ میرا مقابلہ تمہارے سوا کسی اور سے ہو تو اچھا ہے اور علیٰ ہذا القیاس تمہارا مقابلہ میرے سوا کسی اور سے ہو تو بہتر ہے غرض کہ میرا تمہارا باہمی مقابلہ قرابت داری کی وجہ سے کچھ خوشنما اور خوشگوار نہیں ہے حکیم بن حزام نے یہ پیام سن کر قریش سے کہا کہ بس اب محمد انصاف پر آ گیا ہے لہٰذا تم اس کی بات کو قبول کر لو اور اس سے مقابلہ نہ کرو اور خدا کی قسم! اگر اس کے انصاف پر آ جانے کے بعد بھی تم اس سے جنگ کرو گے تو ہرگز فتح نہ پا سکو گے اس پر ابوجہل نے غصہ ہو کر کہا: کہ خدا کی قسم جب خدا نے ہمارے لئے ان سے بدلہ لینے کا سامان پیدا کر دیا ہے تو ہم ہرگز بغیر بدلہ لئے واپس نہیں ہوں گے اور ہم ایسے بیوقوف نہیں ہیں کہ جال میں پھنسے ہوئے شکار کو چھوڑ کر پھر اس کو تلاش کرتے پھریں اور ہم اس کا حوصلہ ایسا پست کر دیں گے کہ پھر کبھی اس کو ہمارے قافلہ پر دست درازی کی جرأت نہ ہو۔

کافروں کو پیاس کی شدت

کہتے ہیں کہ قریش کی ایک جماعت پیاس کی شدت سے مسلمانوں کے حوض پر ٹوٹ پڑی اس جماعت میں حکیم بن حزام بھی تھے مسلمانوں نے ان کو روک دینا چاہا مگر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو روک دیا اور فرمایا کہ آنے دو چنانچہ وہ سب کے سب حوض پر آئے اور خوب پانی پیا لیکن جس جس نے پانی پیا تھا وہ مر گیا صرف ایک حکیم بن حزام بچے کہ انہوں نے پانی بھی پی لیا اور پھر صحیح سالم رہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابواسحاق نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ حکیم بن حزام پر چونکہ اللہ مہربان تھا اس لئے یہ دو مرتبہ موت

کے پنجے سے نکل گئے چنانچہ ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی تاک میں بیٹھی تھی جس میں حکیم بھی شامل تھے جب آپ کا اس جماعت کے پاس کو گزر ہوا تو آپ نے سورۂ یٰسین پڑھ کر ذرا سی مٹی پر دم کیا اس کو ان کی طرف پھینک دیا اس سے وہ سب کے سب مر گئے صرف حکیم بچ گئے اور وہ زندہ رہے اور دوسری دفعہ بدر کے روز کہ اس روز جس کافر نے مسلمانوں کے حوض سے پانی پی لیا وہی مر گیا لیکن یہ باوجود پانی پینے کے زندہ رہے۔

مشرکین کا جاسوس:

کہتے ہیں کہ جب قریش نے میدان جنگ میں پڑاؤ کر لیا اور مطمئن ہو گئے تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو جو قریش کا خاص شہسوار تھا جاسوسی پر مامور کیا اور کہا کہ ذرا محمد اور اس کے لشکر کی خبر لاؤ چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر گیا اور مسلمانوں کے لشکر کے اردگرد گھوما اور میدان کے اونچے نیچے حصوں میں اترا چڑھا کہ شاید یہاں ان کی مدد کے لئے کوئی ہماری تاک میں بیٹھا ہو پھر قریش کے پاس آ کر ان کو خبر دی کہ ان کا اور کوئی یار و مددگار کمک کے لئے نہیں اور یہ کل تین سو یا کچھ کم و بیش آدمی ہیں اور سارے لشکر میں صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں پھر قریش کو نصیحت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے قریش! دیکھو مصیبت اور موت کا دامن چولی کا ساتھ ہے سو بالفرض اگر ہم موت سے بچ بھی گئے تو مصیبت کی خورد و برد سے رہائی بہت مشکل ہے بلکہ مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ مدینہ والوں کی سواریاں خالص موت سے لدی لدائی پھر رہی ہیں یہ لوگ بالکل سربکف ہیں اور ان کا یار و مددگار صرف تلوار و ہتھیار ہے تم دیکھتے نہیں کہ یہ سانپوں کی طرح ساکت و صامت اور چپ چاپ بیٹھے ہیں کیسے چپ چپ رہتے ہیں گویا کہ بس اب ڈسنے والے ہیں خدا کی قسم ان میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو ایک آدھ کو مارے بغیر مر جائے سو اگر یہ مرے بھی تو تمہیں ضرور ساتھ لے کر مریں گے اور جب تم بھی ان کے ساتھ لقمۂ اجل ہو گئے تو اس میں خوبی کیا ہوئی غرض کہ مجھے جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا اب تم سب سوچ لو کہ کیا کرنا چاہئے۔

مشرکین کا دوسرا جاسوس:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یونس بن محمد ظفری نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب عمیر بن وہب اپنی تقریر ختم کر چکا تو قریش نے پھرابواسامہ جشمی شہسوار کواسی جاسوسی کے لئے روانہ کیاچنانچہ وہ بھی مسلمانوں کوخوب دیکھ بھال کرآیااور کہنے لگا کہ اے قریش خدا کی قسم نہ توان کے پاس کچھ آدمی زیادہ ہیں اور نہ سواریاں اور نہ ان کے پاس اور جنگی سامان ہے عجب بے سروسامان ہیں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان میں سے ہر شخص کی یہ آرزو ہے کہ وہ کسی طرح اسی میدان کارزار میں کام آجائے اوراس کوگھر جانا نصیب نہ ہو یہ قوم ارادہ کی بہت پکی ہےاوران کی پناہ صرف ان کی تلواریں ہیں ان کی آنکھیں نیلگون ہیں اورایسی چمکتی ہیں جیسے تھوڑے پانی میں سنگریزے چمکا کرتے ہیں پھر کہنے لگا کہ دیکھو! شایدان کا کوئی اور حمایتی کمک کے لیے گھات میں نہ لگا بیٹھا ہوغرض دوبارہ میدان میں خوب اوپر نیچے اترا چڑھا پھرواپس آکرقوم سے کہا کہ بس یہی ہیں اور کوئی ان کا حامی کارنہیں ہےاوران کی حالت یہ ہے جو میں نے تم سے بیان کردی اب تم خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔

عتبہ بن ربیعہ کی جنگ رکوانے کے لیے سخت بھاگ دوڑ:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن عبداللہ نے اوران سے عبداللہ نے اوران سے زہری نے اوران سے عروہ اور محمد بن صالح نے اوران دونوں سے عاصم بن عمراورابن رومان نے بیان کیا کہ جب حکیم بن حزام نے عمیر بن وہب کی گفتگو (جواس نے سب لوگوں کے سامنے کی) سنی تو وہ فوراً عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیااور کہنے لگا کہ اے ابو ولید تو قریش کے بڑے آدمیوں میں سے ہےاوران کا سردار ہےاوران میں تیری بات بھی چلتی ہے سوکیا ایسی حالت میں بھی توان کے لئے ایسی بات نہیں کرنا چاہتا کہ جس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان میں تیرانام باقی رہے جنگ عکاظ میں تو نے بیشک ان کی دستگیری کی تھی مگراب

اس سے زیادہ نازک وقت ہے سواب بھی تو ان کی نگہداشت کر اور اس نرغہ سے ان کی جان کو بچا اور خود دوہری نام آوری کا مستحق ہو جا (حکیم نے یہ سب عتبہ کے اس لئے گوش گذار کیا کہ اس وقت وہی سردار تھا) عتبہ نے کہا کہ پھر کیا چاہتے ہو جیسے تم کہو میں ویسے کرنے کے لئے تیار ہوں اس نے کہا کہ یہ سارا فتنہ مقام نخلہ کے قصہ پر برپا ہو رہا ہے سو میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ عامر بن حضرمی کے بھائی اور اور دوسرے لوگوں کی (جو مقام نخلہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہیں) دیت قریش کے پاس جا کر اپنے ذمہ لے لیں تو قریش ضرور واپس ہو جائیں گے اور یہ فتنہ فرو ہو جائے گا کیونکہ قریش اسی قتل کے خون بہا اور قافلہ کی حفاظت کے لئے یہاں آئے ہیں جس میں سے قافلہ تو صحیح سالم نکل گیا اب صرف مقام نخلہ کا قصہ رہ گیا ہے سو اس کا معاملہ ایسے رفع دفع جائے گا تو یہ سب شور و شر ختم ہو جائے گا عتبہ نے کہا مجھے منظور ہے اور تم اس کام میں میرے حامی کار رہو بس پھر عتبہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر قریش کے لشکر میں گھوما اور جگہ جگہ یہ تقریر کی کہ اے قوم تم میرا کہنا مانو اور اس شخص سے مت لڑو اور اگر بغیر لڑے لوٹنے میں تمہیں کچھ بدنامی یا بزدلی کا خوف ہو تو یہ سب میرے ذمہ رکھ دو بہر صورت تمہارا ان سے لڑنا منحوس ہے اور اس کے نتائج بہت برے ہوں گے کیونکہ یہ تمہارے رشتہ دار ہیں اور ان کے ساتھ تمہارے ہی بھائی بند ہیں سو جب ان سے لڑائی ہو گی تو تم خود ایک دوسرے کے بھائی باپ کو مارو گے اور ہر شخص ایک دوسرے کے ہاتھ سے اپنے بھائی باپ کو قتل ہوتے ہوئے دیکھے گا آخر اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خود تم میں آپس میں عداوت کی آگ بھڑک جائے گی اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑ مر کر غارت ہو جاؤ گے علاوہ ازیں یہ بھی تمہارے بھائی ہیں تم سے کچھ کم نہیں جیسے تم بہادر اور لڑاکا ہو یہ بھی ایسے ہی ہیں اس لئے اگر لڑائی ہوئی اور یہ قتل بھی ہوئے تو کم از کم اتنے ہی ہمارے آدمی قتل ہو جائیں گے تو اس میں خوبی کیا ہوئی اور بدلہ کیا اترا یہ تو اور نیا وبال ہو گیا اور اگر خدانخواستہ جنگ کا نقشہ کچھ الٹ پلٹ ہو گیا تو مجھے یہ خطرہ ہے کہ شاید سارا تمہارا ہی چکنا چور نہ ہو جائے اور یہ تو بے سر و سامان زندگی سے تنگ ہو کر جان سے ہاتھ دھوئے

ہوئے پھرتے ہیں جیت گئے تب واہ واہ اور ہار گئے تب واہ واہ ان کا کیا بگڑتا ہے۔
نقصان تو جو کچھ بھی ہے وہ تمہارا ہے رہا مقام نخلہ کا قصہ جس کے مطالبہ کے لئے تم یہاں آئے ہو سو اس کا خون بہا میں اپنے ذمہ لیتا ہوں کچھ بڑی بات نہیں میں ادا کر دوں گا اور اگر اس کی نبوت پر جوش ہو تو اس کی نسبت یہ ہے کہ اگر اس میں یہ جھوٹا ہوگا تو اس کے لئے یہ عرب کے بدو اور ڈاکو کافی ہیں تم فضول کیوں اس کے خون میں ہاتھ بھرتے ہو اور اگر اس کے ذریعہ سے یہ ملک گیری کرنا چاہتا ہے تو تم اپنے بھائی کے ملک میں کیوں خلل انداز ہوتے ہو تمہارے کیا ہاتھ آئے گا اور اگر واقع میں یہ سچا نبی ہے تو اے قوم تمہیں اس سے دشمنی کے بجائے دوستی کرنی چاہئے اور اس کا یار و مددگار بننا چاہئے کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے اور سچائی میں بھائی کا ہاتھ بٹانا تمہارا قدیمی شعار ہے سو اے قوم مجھے جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا اب تم بس اس کو مان ہی لو اور رد نہ کرو اور مجھے بیوقوف نہ بناؤ اس میں تمہاری بھلائی ہے ورنہ یاد رکھو کہ سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ابوجہل عتبہ کی یہ تقریر سن کر جل گیا اور اس نے اپنے دل میں منصوبہ بنایا کہ اگر قریش کو کسی طرح اشتعال دے کر اس کی تقریر سے بدگمان کر دیا جائے تو اس کی سرداری جاتی رہے گی اور بجائے اس کے مجھے مل جائے گی (چونکہ عتبہ اس وقت سردار تھا اور سب سے زیادہ مقرر تھا اور سب زیادہ خوبصورت تھا) اس لئے ابوجہل نے اس کے لئے یہ جال تیار کیا۔ آخر میں عتبہ نے یہ کہہ کر (کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے ان چراغوں جیسے چمکتے ہوئے چہروں کو ان سانپوں جیسے چہروں کے سامنے نہ کرو) اپنی تقریر ختم کر دی اور اس کے ختم کرتے ہی فوراً ابوجہل نے اس کی بات کاٹی اور کہا کہ اے قریش تمہیں معلوم بھی ہے کہ عتبہ تمہاری امیدوں پر کیوں پانی پھیرنا چاہتا ہے اور تمہیں کیوں ذلت کا سبق دے رہا ہے میں بتلاتا ہوں اس کی ساری وجہ یہ ہے کہ محمد کے ساتھ ایک تو اس کا بیٹا ہے اور دوسرے محمد اس کا چچازاد بھائی ہے تو بھلا یہ اپنے بیٹے اور بھائی کو کیوں قتل کرنے لگا ہے اور دوسروں کے ہاتھ سے قتل ہوتے کیوں دیکھنے لگا ہے پھر عتبہ کو خطاب کر کے کہنے لگا کہ خدا کی قسم اے عتبہ تیرا پھسکلہ خوب رہا ان جلا دوں

نے تو ہمارے آدمیوں کو قتل کر دیا اور سارے جہان کی نظروں میں ہمیں ذلیل کر دیا اور جب ان سے بدلہ لینے کا وقت آیا اور ان کے سر پر موت منڈلانے لگی تو تو رشتہ داری کی وجہ سے ہمت ہار بیٹھا اور اسی پر بس نہیں بلکہ تو ہمیں بھی یہی سبق پڑھانے لگا کہ جو کچھ تھوڑی بہت عزت رہ گئی ہے وہ بھی خاک میں مل جائے اور پھر منہ دکھانے کو ہمیں کہیں جگہ باقی نہ رہے اے عتبہ! خدا کی قسم! جب تک خدا ہمارے اور محمد کے درمیان کچھ فیصلہ نہیں کرے گا ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر عتبہ بہت غضبناک ہو گیا اور ابو جہل کو کہنے لگا کہ او پدوڑے (یہ لفظ عربی میں گالی ہے) تجھے عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ بزدل زیادہ کون ہے اور کون قوم کے غارت اور ستیاناس کرنے کے درپے ہے میری رائے کہ جو کچھ پھل پھول تھے وہ میں نے سب تمہارے سامنے چن دیئے اور جو کچھ میرے خیال میں مناسب تھا اور جس میں تمہاری فلاح و بہبود تھی وہ سب میں نے تمہارے سامنے پیش کر دیا سو اگر یہ تمہیں قبول نہیں تو بس تم سر پکڑ کر رونے پیٹنے کے لئے تیار ہو جاؤ کہ اس کا انجام یہی ہوگا۔

جنگ کو بڑھکانے میں ابو جہل کا کردار:

پھر ابو جہل عامر بن حضرمی کے پاس (جس کا بھائی مقام نخلہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گیا تھا) بھاگا ہوا گیا اور اس کو یہ اشتعال دلایا کہ دیکھا یہ تیرا یار عتبہ تیرے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے جب تیرا قاتل تیرے پنجے میں پھنسنے لگا اور اس کی موت اس کے سر پر کھیلنے لگی تو اب یہ لوگوں کو واپس ہونے کی ترغیب دے رہا ہے اور سب لوگوں کی نظروں میں ہمیں ذلیل کرنا چاہتا ہے اور تیرے مقتول بھائی کا خون بہا اپنے ذمہ لے کر اس پر تجھے رضامند کرنا چاہتا ہے سو کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اپنے بھائی کے پھنسے پھنسائے قاتل کو چھوڑ کر اس کے خون بہا کو قبول کرے اور ذلیل ہو۔ تو بھی لوگوں کے سامنے جا اور اپنی فریاد کر کہ صاحبو دیکھو یہ عتبہ مجھ سے دوستی کا عہد کر کے کیا سلوک کر رہا ہے چنانچہ عامر بن حضرمی اس کی اشتعالک میں آ گیا اور ننگا ہو کر اپنے سر پر مٹی ڈال کر

چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ (یہ عرب میں فریاد کا دستور تھا) ہائے ارے میری تقدیر پھوٹ گئی دیکھو تو سہی یہ عتبہ قریشی مجھ سے دوستی کا عہد باندھ کر اب میرے آڑے وقت میں میرے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے آپ تو میری مدد کرنے سے رہا تھا جو اور کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی بہکا اور پھسلا رہا ہے خدا کے واسطے تم میری دستگیری کرو ورنہ میں تو کسی کام کا نہ رہونگا جب لوگوں کے کان میں عامر کی فریاد کی دردناک آواز پڑی تو وہ فوراً عتبہ کی رائے سے برگشتہ ہو گئے اور مزید تاکید کے لئے عامر نے قسم کھالی کہ میں محمد کے ساتھیوں کو قتل کئے بغیر ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔

جنگ کی ابتداء:

بس اس کی اس کرتوت سے سب آدمیوں کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور خونخوار ہو کر عمیر بن وہب کو کہنے لگے کہ لوگوں کو بھڑکا دو چنانچہ وہ سب سے پہلے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور ان کی صف کو توڑنا چاہا مگر وہ سب اپنی اپنی جگہ ڈٹے رہے اور اس کے وار کو روکتے رہے پھر عامر بڑھا اور مسلمانوں پر بہت زور شور کا حملہ کیا چنانچہ اس کے حملہ کرتے ہی طرفین سے میدان کارزار گرم ہو گیا۔

انصار کے سب سے پہلے شہید:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عائذ بن یحییٰ نے اور ان سے ابوحویرث نے اور ان سے نافع بن جبیر نے اور ان سے حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ جب ابوجہل نے اپنی چال سے لوگوں کے خیالات کو خراب کر دیا اور عامر نے مسلمانوں پر اپنا گھوڑا بڑھا کر لڑائی کی آگ بھڑکا دی تو مسلمانوں میں سے اول اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عمر کا ایک غلام مہجع بڑھا اور اس سے عہدہ برآنہ ہو کر اس کے ہاتھ سے شہید ہو گیا اور قبیلہ انصار میں سے سب سے پہلے حضرت حارثہ بن سراقہ حبان بن عرقہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور عمیر بن حمام خالد بن اعلم عقیلی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے یہ بیان کیا کہ میں نے تمام مکہ والوں سے یہی سنا ہے کہ حارثہ بن سراقہ کے قاتل کا نام حبان بن عرقہ ہی ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں عمیر بن وہب سے فرمایا کہ اے عمیر بدر کے روز مشرکوں کے جاسوس آپ ہی تو تھے اور آپ ہی میدان جنگ میں اوپر نیچے اترتے چڑھتے پھر رہے تھے کافروں کو خبر دینے کے لئے کہ مسلمان اکیلے ہیں ان کا اور کوئی یار و مددگار کمک کے لئے نہیں گویا کہ میں گھوڑے کو تیرے نیچے ہنہناتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یعنی گویا کہ یہ آج کی بات ہے عمیر نے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین خدا کی قسم میں نے ضرور ایسا کیا اور آپ کیا کہتے ہیں میں تو خود ہی اس پر پشیمان اور شرمندہ ہوں اور خدا کی قسم میں نے ہی اس روز لوگوں میں لڑائی کی آگ بھڑکائی تھی لیکن اب تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں مشرف باسلام کر دیا اور اس کی طرف اپنی قدرت سے کھینچ بلایا ورنہ ہم تو اس سے بھی کہیں زیادہ شرکیات وکفریات پر تھے۔ اس پر حضرت عمر نے ان کی تصدیق کی اور فرمایا کہ ہاں واقعی تم نے سچ کہا۔

عتبہ کی جنگ روکنے کے لیے ایک اور کوشش:

کہتے ہیں کہ جب قریش عتبہ سے برگشتہ ہو کر ابو جہل کی بات پر آمادہ ہو گئے تو اس نے آخری بار پھر کوشش کی کہ کسی طرح یہ اس حرکت سے باز آ جائیں چنانچہ اس نے پھر حکیم سے گفتگو کی کہ قریش میں اور تو کوئی مانتا نظر نہیں آتا تم ابن حنظلیہ کے پاس جاؤ شاید وہ مان جائے اور اس کی وجہ سے اور بھی مان جائیں اور اس سے کہو کہ جو لوگ مقام نخلہ میں قتل ہو گئے ہیں ان کا خون بہا عتبہ اپنے ذمہ لیتا ہے اور ہم سب انہیں کے مطالبہ کی وجہ سے یہاں تک آئے تھے سو جب ہمارا مقصد پورا ہو گیا تو اب فضول خونریزی سے کیا فائدہ۔ حکیم کہتے ہیں کہ میں اس کے بجائے پہلے ابو جہل ہی کے پاس چلا گیا کہ شاید اس کا نشہ کچھ ڈھیلا ہو گیا ہو اور اب یہ سیدھا ہو جائے دیکھوں تو وہ اپنی زرہ کو آگے رکھے ہوئے اس کی کڑیاں درست کر رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ عتبہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے بس اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ وہ جھنجھلا کر میری چھاتی پر چڑھ گیا اور کہنے لگا

میرے پاس بھیجنے کے لئے عتبہ کو تو ہی ملا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو اتنا کیوں اکڑتا ہے تجھے تو میری عادت معلوم ہے کہ میں ایسے ویسے آدمی کے کہنے سننے سے کوشش کرنے کے لئے کہیں نہیں آیا جایا کرتا اور نہ کسی ایسے ویسے قصہ میں پڑا کرتا ہوں یہ تو عتبہ کی سرداری کے لحاظ سے اور لوگوں میں صلح خیر کی کوشش کی وجہ سے میں یہاں تک نہ معلوم کس طرح آ گیا ہوں اب آگے تجھے اختیار ہے چاہے مان یا نہ مان۔ اس پر ابوجہل دوبارہ اور بھی زیادہ بھبک گیا اور حکیم سے کہنے لگا کہ تو اب بھی عتبہ کو سردار سردار کہے جاتا ہے حالانکہ میں نے اور کل قریش نے اس کی سرداری کو توڑ دیا ہے اور اسی وقت عامر کو کہا کہ تو دستور کے موافق ننگا ہو کر اپنے دوستی کے عہد کی قوم سے خوب چیخ چیخ کر فریاد کر اور قریش کی طرف مخاطب ہو کر عتبہ کا مذاق اڑانے کو کہنے لگا کہ اے قوم دیکھو یہ تمہارا عتبہ بھوکا مرا جاتا ہے ذرا اس کی تو خبر لو اور ذرا سا ستو پڑا ہو تو اس بیچارے کو گھول کر پلا دو۔ پھر کیا تھا سب بڑے چھوٹے اس کا اسی طرح مذاق اڑانے لگے اور یہی کہہ کہہ کر اس کو چڑانے لگے اور جوں جوں قریش عتبہ کی پھبتیاں اڑاتے تھے ابوجہل اور زیادہ خوش ہوتا تھا اور پھولتا تھا۔ حکیم کہتے ہیں کہ میں یہاں سے ناکام ہو کر پھر منبہ بن حجاج کی طرف گیا کہ شاید اسی سے کچھ امید پوری ہو جائے سو اس کو ابوجہل سے بہت اچھا پایا کہ اس نے سارا قصہ سن کر مجھے اور عتبہ کو شاباش دی اور کہنے لگا کہ تم نے بہت اچھی کوشش کی اور عتبہ نے قوم کے لئے بہت اچھی تجویز سوچی غرض کہ منبہ سے یہ چند کلمات خیر سن کر میں عتبہ کی طرف واپس آیا تو اس کو دیکھا کہ اس نے قریش کے لشکر میں بہت چکر لگائے اور ان کو جنگ بازی سے منع کیا مگر کسی نے اس کی بات پر کان نہ دھرا بلکہ اور الٹے ابوجہل کی طرح اس کی پھبتیاں اڑانے لگے اس لئے وہ دونوں کی باتوں سے جلا کر اونٹ سے نیچے اتر پڑا اور اپنی زرہ پہننے لگا آخر یہ دیکھ کر مایوس ہو کر میں بھی خاموش ہو گیا پھر جب وہ زرہ پہن چکا تو اس کے لئے ایک خود کی جستجو ہوئی مگر چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا اس لئے سارے لشکر میں کوئی خود ایسی نہ نکلی جو اس کے سر پر آ جاتی آخر مجبور ہو کر اس نے اپنے سر پر عمامہ باندھ لیا اور اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو لے کر میدان جنگ میں جا اترا ابوجہل

بھی اپنی گھوڑی پر سوار لشکر میں موجود تھا اتفاق سے وہ عتبہ کے برابر آیا تو عتبہ نے فوراً اپنی تلوار میان سے نکالی (لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ لو خدا کی قسم بس اب عتبہ اس کو قتل کرے گا مگر خیر وہ تو بچ گیا اور اس کی گھوڑی کی ایڑیوں پر اس زور سے ماری کہ وہ دم دبا کر گر پڑی میں نے اپنے جی میں کہا کہ ایسا منحوس دن تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ اس میں ہر ایک کام الٹا ہی ہوتا چلا جا رہا ہے) کہتے ہیں کہ پھر عتبہ نے ابو جہل کو ڈانٹ کر کہا کہ نیچے اتر یہ دن سوار ہونے کا نہیں ہے تجھے نظر نہیں آتا کہ ساری قوم سوار نہیں ہے ابو جہل نیچے اتر گیا اور عتبہ اس سے کہنے لگا کہ تجھے کل معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون منحوس ہے آیا تو یا میں پھر عتبہ نے للکار کر مسلمانوں کو کہا کہ میدان میں آؤ اور یہ کہتا ہوا آگے کو بڑھا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ پالکی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ سب صف بستہ میدان میں کھڑے ہوئے تھے کہ آپ پر کچھ نیند کا غلبہ ہو گیا چنانچہ آپ لیٹ گئے اور لیٹے وقت صحابہ سے یہ فرما دیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں اس وقت تک تم حملہ نہ کرنا اور اگر کافر چڑھ آئیں تو ان پر تیر اندازی کرنا تلوار نہ نکالنا جب تک وہ بالکل تم پر نہ آ پڑیں چنانچہ جب کافر بالکل چڑھ آئے اور کچھ مسلمان شہید بھی ہو گئے تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دشمن چڑھ آئے ہیں اور ہمارے کچھ آدمی شہید بھی ہو گئے ہیں یہ سن کر آپ کی آنکھ کھل گئی اور اللہ نے خواب میں آپ کو قریش کا لشکر چھوٹا سا کر کے دکھلا دیا تھا اور ایسے ہی قریش کی نظروں میں مسلمانوں کا لشکر تھوڑا سا کر دیا تھا) اور آپ نے گھبرا کر ہاتھ اٹھائے اور خدا سے یاد دہانی کے طور پر عرض کرنے لگے کہ جس مدد کا آپ نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے اس کو اپنے فضل و کرم سے اب بھیج دیجئے کہ بہت نرغہ کا وقت ہے اور اے اللہ! اگر آپ ان کافروں اور مشرکوں کو اس چھوٹی سی جماعت پر غلبہ دیدیں گے تو سارے عالم میں شرک ہی شرک پھیل جائے گا اور آپ کا دین رائج نہ ہو سکے گا اس پر حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بس کیجئے اور آپ گھبرایئے نہیں خدا کی قسم! خدا آپ کی

ضرور مدد کرے گا اور مسرت سے آپ کے دل کو ٹھنڈا اور چہرہ کو روشن کر دے گا اسی طرح آپ کے عجز و الحاح سے جوش میں آ کر ابن رواحہ نے آپ کی خدمت میں گذارش کی کہ یا رسول اللہ! آپ ذرا تشریف تو لایئے میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی نسبت بتلاتا ہوں۔ (حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اللہ کی باتوں کو کون جان سکتا ہے مگر جوش میں ان کی زبان سے نکل گیا) کہ اس کی ذات بہت بڑی ہے وہ اس لائق نہیں کہ اس کو اس کے وعدے یاد دلائے جائیں سو آپ ایسا نہ کیجئے آپ نے فرمایا کہ اے ابن رواحہ بے شک اس کی ذات بہت بڑی ہے مگر میں اپنی ضرورت و حاجت کی وجہ سے یاد دلاتا ہوں نہ اس وجہ سے کہ اس کو یاد دلانے کی ضرورت ہے بلکہ اس کی ذات تو ایسی ہے کہ وہ کبھی اپنے وعدوں کے خلاف کرتا نہیں یہ تمہاری کوتاہ اندیشی ہے کہ تم نے ایسا سمجھا۔

میدان کارزار کا نقشہ:

کہتے ہیں کہ بدر کے روز عتبہ حملہ کرنے پر تلا ہوا کھڑا تھا کہ حکیم نے اس کو ٹوکا اور کہا کہ ٹھہر ٹھہر ایسی کیا جلدی ہے اور اے ابو ولید! تو بھی عجیب آدمی ہے جس کام سے ان کو روک رہا تھا اب خود اسی پر پیش قدمی کر رہا ہے خفاف بن ایما کہتے ہیں کہ میں نے بدر کے روز عجب تماشا دیکھا کہ قریش کی صفوں میں تو بہت بدنظمی پھیل رہی تھی کوئی ادھر جاتا تھا کوئی ادھر اور سب نے تلواریں بھی سونت رکھی تھیں مگر مسلمانوں کی صفیں نہایت با قاعدہ اور قرینہ سے قریب قریب لگی ہوئی تھیں اور وہ سب نہایت متانت سے تلواروں کو میان میں ڈالے اور کمانوں کو کھینچے اپنی اپنی صف میں کھڑے تھے ان کی صفوں میں ایسی کھچ بچ ہو رہی تھی کہ درمیان میں ذرہ برابر بھی گنجائش نہ تھی مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی چنانچہ میں نے مہاجرین میں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ بھائی اس میں کیا راز تھا کہ تم نے ایسے خطرہ کے وقت اپنی تلواریں میان میں ڈال رکھی تھیں یہ بات تو بہت ہی خلاف قیاس سی معلوم ہوتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ جب تک قریش تم پر بالکل نہ چڑھ آئیں اس وقت تک ہرگز تلوار نہ کھینچنا اس لئے ہم اول اول تلوار نہ کھینچ سکے۔

اسود بن عبد مخزومی کا قصہ:

کہتے ہیں جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو گئے تو اسود بن عبد مخزومی نے مسلمانوں کے حوض کے قریب جا کر یہ کہا کہ خدا کی قسم! یا تو میں ان کے حوض سے پانی پیوں گا اور یا اس کو ڈھانک دوں گا اور یا اس کے قریب قتل ہو جاؤں گا یہ کہہ کر اس نے مسلمانوں کی فوج پر حملہ کیا اور اندر گھستا ہوا چلا گیا یہاں تک کہ حوض کے کے قریب پہنچ گیا جب بالکل قریب ہو گیا تو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے اس کے سامنے ہو کر اس پر وار کیا جس سے اس کا پاؤں بیکار ہو گیا مگر یہ پھر بھی گھسٹ کر حوض میں گر ہی پڑا اور دوسرے صحیح سالم پاؤں سے حوض کو ڈھانے لگا اور پانی پینے لگا یہ دیکھ کر حضرت حمزہ بھی اس کے پیچھے پیچھے حوض میں کود پڑے اور وہیں اس پر وار کیا اور اس کو مار ڈالا اور قریش اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے اور وہ اس خیال میں مست تھے کہ غالب ہم ہی رہیں گے۔

عتبہ، شیبہ اور ولید میدان میں:

اس کے بعد عتبہ، شیبہ اور ولید تینوں صف میں سے نکل کر ایک دم میدان جنگ میں آئے اور مسلمانوں سے للکار کر کہا کہ آؤ کون آتا ہے؟ چنانچہ مسلمانوں میں سے انصار کے تین نوجوان ان کے مقابلہ کے لئے نکلے اور یہ تینوں ایک شخص عفراہ کے بیٹے تھے جو بنی حارث میں سے تھا اور ان میں سے ایک کا نام معاذ اور دوسرے کا معوذ اور تیسرے کا عوف تھا) راوی کہتا ہے کہ بعض نے تیسرا عبداللہ بن رواحہ کو کہا ہے مگر ہمارے نزدیک یہی بات ٹھیک ہے کہ یہ تینوں عفراء ہی کے بیٹے تھے ان کے نکلنے پر رسول اللہ ﷺ کو شرم دامن گیر ہوئی اور آپ نے اس کو ناگوار سمجھا کہ پہلے پہل لڑائی میں انصار کو کچھ نقصان پہنچے علاوہ ازیں آپ کو یہ امر پسند آیا کہ شان وشوکت اور وجاہت و ہیبت سب آپ کی قوم کے لئے رہے۔ چنانچہ اسی بناء پر آپ نے ان کو واپس ہونے کا حکم دیا اور ان کو بہت شاباش دی یہ دیکھ کر قریش نے پھر آواز دی کہ اے محمد! ہمارے مقابلہ میں ہماری قوم کے آدمیوں سے ہمارے برابر اور ہماری جوڑ کے آدمی بھیجو اس پر آپ نے بنی ہاشم

کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے بنی ہاشم! جب یہ باطل کی حمایت میں تم سے لڑنے کو آئے ہیں اور اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں تو تم بھی اٹھو (اور ان سے اپنے اس حق کی حمایت میں جس کو تمہارا نبی لے کر آیا ہے) لڑو۔ چنانچہ حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف اٹھے اور ان کی طرف چلے جب ان کے پاس پہنچے تو (چونکہ ان کے سر اور چہرے خود اور زرہ وغیرہ سے ڈھکے ہوئے تھے اس لئے وہ انکو پہچان نہ سکے) عتبہ نے ان سے کہا ذرا بولو تا کہ ہم تمہیں پہچان لیں اگر تم ہمارے برابر کے ہوگے تو تم سے لڑیں گے ورنہ نہیں اس پر حضرت حمزہ نے فرمایا کہ میں ہوں خدا اور خدا کے رسول کا شیر عتبہ نے ان کو آواز سے پہچان لیا اور کہا ہاں بہت اچھا جوڑ ہے۔

عتبہ، شیبہ اور ولید کا قتل:

پھر اپنے آپ کو کہنے لگا کہ میں بھی اپنے بے ہتھیار ساتھیوں کا شیر ہوں اس کے بعد کہا کہ اچھا یہ اور وہ شخص تمہارے ساتھ کون ہیں حضرت حمزہ نے فرمایا کہ ایک علی بن ابی طالب ہے اور دوسرا عبیدہ بن حارث ہے اس پر بھی اس نے کہا کہ یہ بھی دونوں بہت اچھا جوڑ ہیں ابن ابی زناد سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عتبہ کے منہ سے ایسی کمزور اور لچر بات کبھی نہیں سنی گئی تھی جیسی کہ اس نے حضرت حمزہ کے جواب میں کہی کہ میں اپنے فریادی ساتھیوں کا شیر ہوں پھر عتبہ نے اپنے لڑکے ولید کو کہا کہ اے ولید پہلے تو میدان میں اتر چنانچہ وہ اترا اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں میں سے حضرت علیؓ گئے (اور یہ اپنے دونوں ساتھیوں سے چھوٹے تھے) دونوں نے ایک دوسرے پر دمادم وار کرنے شروع کئے آخر حضرت علی ولید پر غالب آگئے اور اس کو قتل کر ڈالا اس کے بعد عتبہ میدان میں اترا اور ادھر سے اس کے مقابلہ میں حضرت حمزہؓ اترے انہوں نے بھی ایک دوسرے پر چوٹ کی مگر آخر کار حضرت حمزہ عتبہ پر غالب آگئے اور اس کو قتل کر دیا پھر شیبہ آیا اور ادھر سے حضرت عبیدہ بن حارث گئے اور یہ اس وقت عمر میں سب صحابہ سے زیادہ تھے دونوں کے دو دو ہاتھ ہوئے مگر شیبہ نے داؤ بدل کر ان کے پاؤں پر تلوار ماری جس

سے ان کی پنڈلی کٹ گئی یہ دیکھ کر حضرت حمزہ اور حضرت علی نے دوبارہ شیبہ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ کو اٹھا کر لشکر میں لے آئے اور ان کی پنڈلی میں سے خون کی دھار بندھی ہوئی تھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! میرا شمار شہیدوں میں بھی ہو گیا یا نہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی شہید ہو۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اس وقت آپ کے چچا ابو طالب زندہ ہوتے اور میری یہ حالت جو ہو رہی وہ دیکھتے تو یقیناً وہ اس امر کا اقرار کرتے کہ ان کے اس ذیل کے شعر کا میں زیادہ مستحق ہوں اور یہ نسبت ان کے میرے اوپر زیادہ چسپاں ہے گو آپ کی جوش حمایت میں انہوں نے کہا ہے۔

كذبتم وبيت الله نخلي محمدا ولما نطاعن دونه ونناضل

ونسلمه، حتى نصرع حوله ونذهل عن ابنائنا والحلائل

ترجمہ۔ اے قریش! خدا کے گھر کی قسم تم یہ بات جھوٹ کہتے ہو کہ محمد کو اکیلا چھوڑ دیں گے اور اس کی حمایت میں نیزہ بازی اور تیر بازی نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم تو اس کی ایسے زور کی حمایت کریں گے کہ اگر اس کی طرف کوئی آنکھ بھر کر دیکھے گا تو اس کے ارد گرد ہماری لاشیں پڑ جائیں گی اور اس کی حمایت میں ہم اپنے بال بچوں اور عورتوں کو بھی بھول جائیں گے۔"

پھر انہیں کے بارہ یہ آیت اتری:

﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ﴾

ترجمہ۔ یہ دو دشمن اپنے رب کے بارہ میں لڑتے ہیں۔

جس میں اللہ نے ان کے لڑنے کو اللہ کے لئے لڑنا کہہ کر اس کی اطلاع کر دی کہ تمہارا یہ کام ہمارے یہاں قبول ہو گیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ آپ کے چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ دونوں کے دونوں آپ سے عمر میں کچھ زیادہ بڑے نہ تھے بلکہ حضرت حمزہ تو صرف چار سال بڑے تھے اور حضرت عباس تین سال۔

بیٹے کا باپ پر وار:

کہتے ہیں کہ جسوقت عتبہ بن ربیعہ نے میدان میں اتر کر مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے آواز دی تو اس کا بیٹا ابو حذیفہ (جو مسلمان ہو چکا تھا) اس کے مقابلہ میں آنے لگا مگر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکدیا اور فرمایا کہ تم بیٹھے رہو اور بجائے اسکے دوسرے صحابہ کو جن کا پہلے ذکر آ چکا ہے اس کے مقابلے کے لئے روانہ کیا مگر باوجود اس کے یہ پھر بھی اوروں کے ساتھ ہولیا اور ان کی اعانت میں اپنے باپ پر ایک وار کیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن زناد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ شیبہ عتبہ سے تین سال بڑا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر بن راشد نے اور ان سے زہری نے اور ان سے عبداللہ بن ثعلبہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز ابوجہل نے بھی خدا سے فیصلہ کی دعا مانگی اور کہا کہ اے اللہ اس محمد نے ہمارے تمام رشتوں اور قرابتوں کو توڑ پھوڑ کر ستیاناس کر دیا ہے اور سب کو اپنے اپنے عزیزوں سے الگ الگ کر دیا ہے اور ہمارے پاس یہ ایسی ایسی نئی باتیں لیکر آیا ہے کہ جن کو خود بھی نہیں جانتا (اور یہ سب باتیں یقیناً تیری مرضی کے خلاف ہیں) تو بس تو اس پر اپنا وبال بھیج دے کہ صبح ہی صبح اس پر رونا پیٹنا پڑ جائے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے جب قریش کے ستر آدمی قتل ہو گئے اور ستر گرفتار ہو گئے تو یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾

”اے قریش! اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تو یہ ہے جو تم نے دیکھ لیا اور اگر اب بھی تم اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ تو تمہارے لئے نہایت بہتر ہے۔

شیطان کا میدان سے فرار:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عقبہ نے اور ان سے شعبہ نے (جو حضرت عبداللہ بن عباس کے

غلام تھے) یہ بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے سنا ہے وہ یہ فرماتے تھے کہ جب ذرا لڑائی تھم گئی تو رسول اللہ ﷺ پر ذرا سی دیر کے لئے بیہوشی سی طاری ہو گئی جب وہ جاتی رہی تو آپ نے مسلمانوں کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے لشکر کے داہنے بازو پر مدد کے لئے حضرت جبرئیل فرشتوں کا لشکر لئے ہوئے کھڑے ہیں اور بائیں بازو پر حضرت میکائیل دوسرا لشکر لئے ہوئے کھڑے ہیں اور حضرت اسرافیل ایک تیسرا لشکر ایک ہزار فرشتوں کا لئے ہوئے ہیں اور شیطان نے اس روز سراقہ بن جعشم کی صورت (جو ایک سردار تھا) بنا رکھی تھی اور مشرکوں کے لشکر کا سپہ سالار بن کر ان کو ڈانٹ ڈانٹ کر بھڑ کا رہا تھا اور یہ اشتعال دے رہا تھا کہ تم گھبراؤ نہیں بڑھتے چلے جاؤ آج تم سے کوئی جیت نہیں سکتا غلبہ تمہارے ہی ہاتھ رہے گا مگر جب کمبخت نے فرشتوں کو دیکھا تو الٹے پاؤں بھاگ گیا اور بھاگتا بھاگتا یہ کہتا جاتا تھا کہ بھائی میرا تمہارا کچھ واسطہ نہیں میں تو تم سے بالکل الگ تھلگ ہوں تم تو اندھے ہو دیکھتے نہیں یہ کون کھڑے ہیں مجھے تو خدا نے آنکھیں دی ہیں پھر دیکھ بھال کر اپنے آپ کو کیوں وبال میں ڈالوں جب حارث بن ہشام نے اس کی یہ آواز سنی اور اس کو بھاگتا ہو دیکھا تو اس نے سراقہ سمجھ کر دوڑ کر اس کا دامن پکڑ لیا کہ یہاں ایسے نرغہ کے وقت میں تو ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتا ہے شیطان نے اس کے سینہ میں ایک مکا مارا جس سے وہ گر پڑا اور شیطان غائب ہو گیا اور دریا میں جا کر کود پڑا اور ہاتھ اٹھا کر اللہ سے کہنے لگا کہ اے اللہ واقعی تیرا وعدہ جو تو نے مجھ سے کیا تھا کہ تیرا بس نیک آدمیوں پر کچھ نہیں چلنے کا) بالکل سچا ہے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔

ابو جہل کا لشکر کی حوصلہ افزائی کرنا:

اس کے بعد چونکہ لوگوں میں ایک گونہ سستی اور ضعف پیدا ہو گیا تھا اس لئے ابو جہل پھر قریش کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو جنگ کی اشتعال دی کہ اے لوگو! دیکھو تم (سراقہ بن جعشم کی اس حرکت کو کہ اس نے تمہیں جنگ سے بھاگ کر ذلیل کر دیا گھبرا نہ جانا کیونکہ وہ تو پہلے سے محمد سے ساز کئے ہوئے تھا اس لئے بھاگ گیا اور وہ اس نالائق حرکت کی پاداش عنقریب معلوم کر لے گا اور جب ہم مقام قدید میں پہنچیں گے تو وہ دیکھ

لے گا کہ ہم اس کی اس حرکت کے بدلے میں اس کی قوم کے ساتھ کیا سلوک کریں گے اور دیکھو تم عتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل سے بھی کچھ گھبراہٹ میں نہ پڑ جانا کیونکہ وہ کچھ مسلمانوں کی کارروائی کی وجہ سے قتل نہیں ہوئے بلکہ محض اپنی جلد بازی اور طاقت کے گھمنڈ میں بے پرواہی سے وار کرنے میں قتل ہو گئے ہیں سو تم سب سنبھل سنبھل کر کام کرو پھر دیکھو کایا کیسے پلٹ ہوتی ہے اور یاد رکھو خدا کی قسم! آج ہم اس میدان سے جب ہی ٹلیں گے جب محمد اور اس کے ساتھیوں کو رسیوں میں جکڑیں گے لہٰذا تم میں سے کوئی شخص بھی جوان پر قابو پا جائے ان کو قتل نہ کرے بلکہ گرفتار کر کے باندھ لے پھر مکہ میں لے جا کر ان کو اپنے دین کے چھوڑنے اور اس سے نفرت کرنے کا خوب مزہ چکھا دیں گے اور ان کو بخوبی دکھلا دیں گے کہ اپنے قدیمی دین کے چھوڑنے والوں کا یہ حشر ہوا کرتا ہے اور وہ اس طرح ذلیل وخوار ہوا کرتے ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حصین نے اور ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بدر کے روز مہاجرین کا جھنڈا عبدالرحمٰن کے دونوں لڑکوں کے پاس تھا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا عبداللہ کے لڑکوں کے ہاتھ میں تھا اور قبیلہ اوس کا جھنڈا عبداللہ کے دونوں لڑکوں کے سپرد تھا۔

ہم سے محمد نے اور لون سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اور ان سے اسحاق بن سالم نے اور ان سے زید بن علی نے بیان کیا کہ بدر کے روز آپ کے جھنڈے پر (یَا مُصَوِّرِ أَمِتْ) ترجمہ: اے پیدا کرنیوالے! ان دشمنوں کو ناپید کر دے) لکھا ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ قریش میں سے سات لڑکے نو عمر مسلمان ہو گئے تھے مگر ابھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہونے پائے تھے کہ ان کے بزرگوں کو خبر ہو گئی انہوں نے اس خیال سے کہ کہیں یہ خفیہ خفیہ مدینہ کو نہ بھاگ جائیں ان سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا تو ان کا اسلام کچھ ادھورا ہی سا رہ گیا اسی اثناء میں بدر کا قصہ پیش آ گیا اور وہ اسی

ادھورے پن میں قریش کے لشکر کے ساتھ جنگ بدر میں گئے (ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ قیس بن ولید بن مغیرہ اور ابوقیس بن فاکہ بن مغیرہ اور حارث بن زمعہ اور علی بن امیہ بن حلف اور عاص بن منبہ بن حجاج) وہاں جا کر جب مسلمانوں کے لشکر کو تھوڑا سا دیکھا تو اسلام سے بالکل برگشتہ ہو گئے اور اس کی توہین کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے (أَغَرَّ هٰؤُلَاءِ دِيْنُهُمْ) ترجمہ: مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے) یعنی ان کا دین وین کچھ نہیں ہے بلکہ یہ تو دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں اگر یہ دین خدائی ہوتا تو وہ ضرور ان کی مدد کرتا پھر یہ ایسے بے سروسامان اور گنے چنے کیوں ہوتے چنانچہ پھر قریش کے ساتھ شامل ہو کر مسلمانوں سے لڑے اور قتل ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں:

﴿ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَاءِ دِيْنُهُمْ ﴾

ترجمہ:۔ "جب منافق اور مذبذب آدمی یوں کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (یعنی اے مسلمانوں! دیکھو تو سہی ہم نے تمہارے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا اور تمہاری کیسے نازک وقت میں دستگیری کی۔)"

کہ جب منافق اور جن لوگوں کے دل شک وشبہ کی وجہ سے ڈانواں ڈول ہو رہے تھے وہ تمہیں تھوڑا اور بے سروسامان دیکھ کر تمہاری پھبتیاں اڑا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ان کو تو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے چنانچہ ہم نے ان کا سر توڑ دیا اور ان کو دکھلا دیا کہ جو لوگ اللہ کے بھروسہ پر بے سروسامانی کی حالت میں بھی کھڑے ہوا کرتے ہیں اللہ ان کو اس طرح سنبھال لیا کرتا ہے اور اپنے دشمنوں کو باوجود اتنے آدمیوں اور اس قدر ساز وسامان کے اس طرح غارت کر دیا کرتا ہے انہیں لوگوں کا ذکر فرمایا ہے اس کے بعد تین آیتوں میں ان کافروں کا ذکر کیا ہے جو پکے اور کھلم کھلا کافر تھے چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ الى

قولہ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

ترجمہ:۔”خدا کے نزدیک سب جانداروں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو خدا کو نہیں مانتے اور تجھ سے گھڑی گھڑی عہد و پیمان کر کے اس کو بے دھڑک توڑتے رہتے ہیں سو اگر تو لڑائی میں کہیں ان پر قابو پالے تو ان کا ایسا حال بنا دینا کہ یہ عرب کے باقی لوگوں اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے درس عبرت بن جائیں شاید وہی ان کی حالت سے کچھ اچھا سبق لے لیں۔“

(۲)﴿ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾

ترجمہ:۔”اور اگر یہ کچھ صلح خیر کی طرف جھکیں تو تو بھی اس کی طرف جھک جا اور اس سے انکار نہ کر اور اس میں اللہ کے اوپر بھروسہ رکھ کہ وہ خوب سنتا اور جانتا ہے (یعنی اگر یہ ظاہراً بھی مسلمان ہوں تو آپ ان کا اسلام قبول کر لیجئے اور اس میں ان کی مکاری اور دغابازی کا خوف نہ کیجئے اس سے ہم خود نمٹ لیں گے۔)“

(۳)﴿وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

”اور اگر یہ لوگ اسلام کی آڑ میں تجھ سے کچھ چال بازی کریں گے اور نقصان پہنچانا چاہیں گے تو اللہ تمہارا حامی اور مددگار ہے وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچنے دے گا اور وہ تو پہلے سے تمہارا پشت و پناہ ہے۔ دیکھو کیسے نرغہ کے وقت اس نے اپنی خاص فوج یعنی فرشتوں اور مسلمانوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کی اور تمہاری آسانی کے لئے اپنی عجیب اور غریب قدرت و حکمت سے بآسانی ان سب کے دلوں میں اسلام کو رچا دیا یہ ہمارا ہی کام تھا اگر تو بغیر ہمارے سارے جہان کے خزانے بھی خرچ کر کے ان کے دلوں میں اسلام کو رچانا چاہتا تو تب بھی نہ رچا سکتا لیکن چونکہ اللہ کو تمہاری حمایت کرنی تھی اس لئے ان کے دل میں تمہارے دین

(یعنی اسلام) کو رچا دیا اور اللہ بڑی قدرت اور حکمت والا ہے کہ کوئی چیز اس کی قدرت وحکمت کے سامنے اٹک نہیں سکتی چاہے کیسی ہی مشکل سے مشکل ہو۔

بیس مسلمان دوسو مشرکوں کے مقابلے میں:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی الرحال نے اور ان سے عمرو بن عبداللہ نے اور ان سے محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ اللہ نے بدر کے روز مسلمانوں کو اس قدر قوت دیدی تھی کہ بیس مستقل مزاج آدمی دو دو سو مشرکوں پر غالب آسکتے تھے اور یہ حکم دیا کہ بیس مسلمان دوسو کافروں سے لڑیں نیز بدر کے روز مسلمانوں میں کچھ ضعف دیکھا تو اس حکم کو بدل دیا اور بجائے اس کے یہ فرمایا کہ سو مسلمان دوسو مشرکوں کا مقابلہ کریں جب رسول اللہ ﷺ جنگ بدر سے واپس تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک تو ان لوگوں کی نسبت کہ جو شک کی وجہ سے کچے مسلمان تھے اور بدر کے روز مشرکوں کے ساتھ شامل ہو کر قتل ہو گئے تھے (اور یہ وہی سات شخص ہیں کہ جن کو ان کے بزرگوں نے مسلمان ہونے کی وجہ سے قید کر دیا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ بھی انہیں میں تھا) دوسرے ان لوگوں کی نسبت جو مسلمان ہو چکے تھے مگر مکہ سے ہجرت کرنے کی ان کو قدرت نہ تھی) یہ حکم بھیجا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ﴾

(ترجمہ:- تین آیتوں تک) ”جن لوگوں کی جان فرشتے کفر و شرک کی حالت میں کھینچتے ہیں تو ان سے یہ کہتے ہیں کہ تم یہ کیا حرکتیں کر رہے تھے اس پر وہ مشرک جواب دیتے ہیں کہ صاحب ہم تو خود نہیں کر رہے تھے بلکہ ہماری کمزوری کی وجہ سے دوسرے لوگ زبردستی ہم سے کرا لیتے تھے اس پر فرشتے پھر سوال کرتے ہیں کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ خدا کی زمین تو بہت بڑی تھی تم وہاں سے نکل کر دوسری جگہ کیوں نہیں چلے گئے تھے آخر وہ یہاں آکر لاجواب ہو جاتے ہیں۔“

تو بے شک ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے مگر ایسے کمزور

﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ﴾

ترجمہ:۔ ”قریش جو کہتے ہیں کہ محمد کو یہ کلام کوئی آدمی سکھاتا ہے سو ان کی اس بات چیت کا ہمیں بھی خوب پتہ ہے ہم عنقریب ان کی خبر لے لیں گے اور تعجب ہے کہ ان عقل کے اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ جس شخص کو یہ آپ کا استاد بتلاتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ کلام پاک تو سراسر عربی ہے پھر وہ کیسے سکھلاتا ہے۔“

اور جن لوگوں کو ابوسفیان وغیرہ نے قید کر کے تنگ کر رکھا تھا اور جبر و تشدد سے ان سے کلمات کفریہ کہلوائے تھے ان کی نسبت اللہ نے یہ حکم بھیجا:

﴿ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ﴾

تین آیتوں تک ترجمہ:۔ ”جن لوگوں کے دل میں تو ایمان رچا ہوا ہے مگر وہ کسی دوسرے کی زبردستی سے کفر کے کلمات کہتے ہیں تو ایسے معذور لوگوں سے خدا بالکل ناراض نہیں ہے۔“

بلکہ وہ ایسے لوگوں سے ناخوش ہے جو خود بخود دل کھول کر کفر کرتے ہیں سو انہیں پر خدا کا قہر و غضب ہوگا اور انہیں کے لئے خدا کی سخت سزا تیار ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ابن ابی سرح بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنہوں نے خود بخود دل کھول کر کفر کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نسبت جو ابوسفیان کے ہاتھ سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی طرف فرار ہو گئے تھے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ﴾ الخ

ترجمہ:۔ ”جو مسلمان کافروں کی آفت جھیل جھیل کر بھی اپنے گھروں سے بھاگ آئے اور پھر آپ کے ساتھ بڑے صبر و استقلال سے لڑائیوں میں کام کیا تو ایسے لوگوں سے تیرا رب بڑا خوش اور ان پر حد سے زیادہ مہربان ہے۔“

خویلد بن عدویہ کی پکار:

ہم سے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بزاز نے اور ان سے ابومحمد حسن بن علی بن

محمد جوہری نے اور ان سے محمد بن حیویہ اور ان سے عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے ابواسحاق بن محمد نے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے عمر بن حکم نے بیان کیا کہ بدر کے روز خویلد بن عدویہ نے قریش کو للکار کر یہ کہا کہ اے قریش! دیکھو تم سراقہ کی بات پر نہ جانا کیونکہ سراقہ کچھ آدمیوں میں آدمی نہیں ہے علاوہ ازیں تمہیں اس کی قوم کی نسبت بھی معلوم ہے کہ وہ ہمیشہ ہر موقعہ میں ہمیں ذلیل ہی کرتے رہے ہیں لہذا تم اس کے بیہودہ پن کی وجہ سے ڈھیلے نہ ہو جاؤ بلکہ خوب ڈٹ کر اپنی قوم کے لئے جانبازی کرو اور دشمنوں پر کاری ضربیں لگاؤ اور جلد بازی کر کے کام کو خراب نہ کرو کہ اس کا برا نتیجہ ہوگا مجھے عتبہ اور شیبہ کی طرف سے یہی یقین ہے کہ انہوں نے جلد بازی میں اپنا برا حشر کر لیا ورنہ وہ کسی کے قابو کے نہیں تھے۔

سراقہ کی صفائی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبید بن یحییٰ نے اور ان سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز ہم نے شیطان کو اپنے کانوں سے چیختا چلاتا اور دہائی دیتا سنا اور اس نے اس روز اپنی صورت سراقہ کی سی بنا رکھی تھی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھاگ گیا اور جا کر دریا میں کود پڑا پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے کہنے لگا کہ اے اللہ! تیرا وعدہ بالکل سچا ہے جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ کر دکھایا اور میں نے خوب اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا غرض کہ اس طرح بھاگ کر اور خوشامد درآمد سے اپنی جان بچائی اور ساری لعنت ملامت سراقہ کے سر تھوپ دی چنانچہ اس کے بعد قریش سراقہ ہی کو لعنت ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بدر کے روز تو نے ہی بھاگ کر ہمارا ستیاناس کیا ہے اور ہمیشہ کے لئے ہمارا منہ کالا کر دیا ہے اور وہ بیچارہ قسمیں کھا کھا کر کہتا تھا کہ بھائی جو کچھ تم بتلا رہے ہو میں نے اس میں سے ایک کام بھی نہیں کیا مگر اس کی کون مانتا تھا۔

شیطان کی چیخ وپکار:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابواسحاق اسلمی نے اوران سے بنی عباس کے ایک غلام حسن بن عبیداللہ حنین نے اوران سے عمارہ بن اکیمہ لیثی نے بیان کیا کہ ایک بزرگ (ماہی گیر) مجھ سے کہتے تھے کہ بدر کے روز میں دریا کے کنارے ایک ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے کان میں ایک چیخنے والے کی آواز آئی کہ وہ بڑی وحشتناک آواز سے چیخیں مار مار کر یہ کہہ رہا ہے ہائے رے ہم تو غارت ہو گئے دیکھو ہمارے خون سے میدان تک بھر گیا۔ ہائے افسوس اب ہم کیا کریں اور کدھر جائیں یہ سن کر میں نے ادھر ادھر جو دیکھا تو سراقہ معلوم ہوا میں جلدی سے اس کے پاس گیا اور کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تو ایسا کیوں گھبرا رہا ہے کیا بات ہے اس نے مجھے تو کچھ جواب نہ دیا اور دریا میں گھس گیا۔ پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا کہ اے میرے رب! جو کچھ تو نے وعدہ کیا تھا وہ بالکل سچ کر دکھایا تو بے شک سچا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم سراقہ تو کچھ باؤلا سا ہو گیا ہے اور یہ سارا قصہ بدر کے روز شام کے وقت کافروں کے مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں کی یہ علامت تھی کہ ان کے سروں پر سبز اور سرخ اور زرد عمامے بہت خوشنما چمکدار بندھے ہوئے تھے شملے پشت پر لٹکے ہوئے تھے اور ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں پر بال لگے ہوئے تھے۔

فرشتوں کی اقتداء میں صحابہؓ کا نشان لگانا:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمر نے اوران سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو یہ فرمایا کہ دیکھو فرشتوں نے نشان لگا رکھے ہیں تم بھی کچھ نشان لگا لو صحابہ نے فوراً اپنی اپنی ٹوپیوں اور خودوں میں بال لگا لئے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ صحابہ میں سے

چار شخص لڑائی کے وقت نشان لگایا کرتے تھے چنانچہ بدر کے روز حضرت حمزہؓ کا نشان یہ تھا کہ ان کے سر پر شتر مرغ کا پر لگا ہوا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر سفید بال لگے ہوئے تھے اور حضرت زبیرؓ کا یہ نشان تھا کہ ان کے سر پر ایک زرد رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی اور حضرت زبیر یہ فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز فرشتے چتکبرے گھوڑوں پر سوار ہو کر اور زرد عمامے باندھ کر آئے تھے چنانچہ حضرت زبیرؓ نے بھی ان کی مشابہت کی وجہ سے اس روز زرد پٹی کو نشان بنایا تھا اور حضرت ابو دجانہؓ نے اپنا نشان سرخ پٹی کو بنا رکھا تھا۔

فرشتے چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن موسیٰ بن امیہ بن عبداللہ بن ابی امیہ نے اور ان سے مصعب بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت سہیل کے ایک غلام نے بیان کیا کہ سہیل بن عمرو یہ فرماتے تھے کہ میں نے بدر کے روز خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ بہت سے سرخ و سفید اور خوبصورت آدمی چت کبرے گھوڑوں پر سوار نشان لگائے ہوئے زمین و آسمان کی طرف بھرے ہوئے تھے اور کافروں کو قتل بھی کرتے تھے اور گرفتار بھی کرتے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ ابو اسید ساعدی نابینا ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اس وقت بینا ہوتا اور میں اور تم بدر میں ہوتے تو تمہیں وہ گھاٹی (یہ بہت تنگ و تاریک ہے) جس میں سے فرشتے نکل رہے تھے دکھلاتا مجھے خوب اچھی طرح سے یاد ہے اس کو اب تک ذرا بھی نہیں بھولا اور یہی حضرت سہیلؓ کے غلام بنی غفار کے کسی شخص سے روایت کیا کرتے تھے کہ وہ یوں کہتا تھا کہ میں اور ایک میرا چچازاد بھائی بدر کے روز ایک پہاڑ پر چڑھ کر (جو شام کی طرف تھا) بیٹھ گئے اور ہم اس وقت تک مشرک تھے اور ہمارا یہ خیال تھا کہ جو لشکر ہارے گا ہم بھی اس کی خوب لوٹ مچائیں گے اسی اثناء میں ہمیں ایک بادل آتا ہوا دکھائی دیا اور جب آنا فانا بالکل ہمارے قریب آ گیا تو اس میں سے ہمیں گھوڑوں کے ہنہنانے اور ہتھیاروں کی جھنکار کی آواز سنائی دی اور یہ بھی سنائی دیا کہ

ایک شخص (اے حیزوم تجھے کیا ہو گیا جلدی جلدی آگے کو چل) بھی کہہ رہا ہے اس سے ہمیں ایسی دہشت لگی کہ میرے چچازاد بھائی کا تو دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اسی وقت مر گیا اور میں بھی مرنے کے قریب ہو گیا تھا لیکن پھر تھوڑی دیر میں ذرا سنبھل سا گیا جو بچ گیا جب ذرا ہوش وحواس درست ہوئے تو میں نے اس کو دیکھنا شروع کیا کہ دیکھوں کدھر جاتا ہے چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی طرف گیا جب وہ ادھر سے واپس آیا تو میں وہیں موجود تھا پھر اس میں سے وہ پہلی سی باتیں سنائی نہیں دیں۔

فرشتوں کی آواز کا سنائی دینا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے خارجہ بن ابراہیم بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بدر کے روز فرشتوں میں سے یہ (اے حیزوم تجھے کیا ہو گیا جلدی جلدی آگے کو چل) کون کہہ رہا تھا حضرت جبرئیل نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے تو معلوم نہیں اور میں سارے فرشتوں کو جانتا بھی نہیں ہوں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن حارث نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا مسمّٰی عبید بن ابی عبید نے اور ان سے ابورہم غفاری نے اور ان سے ان کے ایک چچازاد بھائی نے بیان کیا کہ میں اور ایک میرا چچازاد بھائی بدر کے چشمہ پر کھڑے اور مسلمانوں کے لشکر کو کم اور قریش کے لشکر کو زیادہ دیکھ کر آپس میں یہ مشورہ کر رہے تھے کہ ابھی الگ ہی کھڑے رہو جب لڑائی شروع ہو جائے گی تب مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو جائیں گے اسی خیال میں گھومتے ہوئے اور بات چیت کرتے ہوئے ہم رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی بائیں جانب جا نکلے اور لشکر کو دیکھ بھال کر ہم آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو قریش کے لشکر سے اندازاً چوتھائی معلوم ہوتا ہے اسی اثناء میں اچانک ایک بادل آ گیا اور ہر طرف چھا گیا ہم نے جو اس کی طرف دیکھا تو اس میں سے مردوں اور

ہتھیاروں کی آواز آنے لگی اور یہ بھی سنائی دیا کہ ایک شخص اپنے گھوڑے کو (اے حیزوم آگے کیوں نہیں چلتا تجھے کیا ہوگیا) یہ کہہ رہا ہے اور بعض یہ کہہ رہے ہیں کہ بھائی ذرا آہستہ آہستہ چلو تاکہ پچھلے بھی آ جائیں۔ آخر یہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی دائیں جانب جا کر اترے پھر ایسی ہی ایک اور جماعت آئی وہ خاص آپ کے ساتھ رہی اس قصہ کے بعد جو ہم نے مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھا تو اب وہ قریش کے لشکر سے دوگنا معلوم ہونے لگا مگر میرا چچازاد بھائی اس واقعہ کو دیکھ کر گھبرا گیا اور اسی گھبراہٹ میں مر گیا اور دہشت سے ہوش وحواس تو میرے بھی خراب ہو گئے مگر میں ذرا کچھ سنبھلا رہا اس لئے بچ گیا اور پھر رسول اللہ ﷺ ہی کو پسند کر لیا اور آپ ہی کے ساتھ ہو گیا۔

شیطان کے لیے حسرت بھرا دن:

راوی کہتا ہے کہ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور اچھے مسلمان ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان جتنا عرفہ کے دن زیادہ ذلیل اور حقیر اور پھٹکار مارا اور طیش میں بھرا ہوا ہوتا ہے اتنا کسی اور دن نہیں ہوتا اور یہ محض اس وجہ سے کہ اس روز خدا کی رحمت اور (آدمیوں کے بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت) بہت زیادہ اترتی ہے اور یہ اس کو دیکھ دیکھ کر عداوت کی وجہ سے چڑتا ہے مگر جو چیز اس نے بدر کے روز دیکھی ہے وہ اس کے لئے عرفہ کے دن کی رحمت اور مغفرت سے بھی زیادہ ہم قاتل ہو گئی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بدر کے روز اس نے اور ایسی کیا چیز دیکھی آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اور دوسرے فرشتوں کو مشرکوں سے لڑنے کے لئے ترغیب دیتا اور تیز کرتا ہوا دیکھا جس سے اس کی بالکل مٹی پلید ہو گئی اور یہ بے حد ذلیل وخوار ہوا نیز آپ نے بدر کے روز یہ فرمایا کہ دیکھو یہ حضرت جبرئیل دحیہ کلبی کی صورت میں ہوا کو چلا رہے ہیں اور اللہ نے مجھے پچھوا ہوا سے فتح دی ہے اور قوم عاد کو پروا ہوا سے غارت کر دیا تھا۔

بدر کے روز فرشتوں نے آپؐ کو آگے پیچھے سے گھیر رکھا تھا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو اسحاق بن ابی عبید اللہ نے اور ان سے عبدالواحد بن ابی عون نے اور

ان سے صالح بن ابراہیم نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمی دیکھے جو بہت زور شور سے دشمنوں پر حملہ کر رہے تھے پھر ایک تیسرا آدمی آپ کی پشت پر آ گیا اس کے بعد ایک چوتھا آدمی آپ کے آگے آ گیا اور حملہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابواسحاق بن ابی عبداللہ نے اور ان سے عبدالواحد بن ابی عون نے اور ان سے حضرت زیاد (حضرت سعد کے غلام) نے اور ان سے حضرت سعد نے بیان کیا کہ میں نے بدر کے روز دو آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں کھڑے اور آپ کی طرف سے لڑتے ہوئے دیکھا اور میں آپ کو دیکھ رہا تھا کہ آپ اللہ کی مدد کی جوش مسرت میں کبھی اس کو خوش ہو کر دیکھتے تھے اور کبھی اس کو۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسحاق بن یحییٰ نے اور ان سے حمزہ بن صہیب نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ معلوم نہیں میں نے بدر کے روز کتنے ہاتھ کٹے ہوئے اور کتنے کاری زخم (جن کا خون بند ہی نہیں ہونے پایا) دیکھے ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن یحییٰ نے اور ان سے ابوعفیر نے اور ان سے رافع بن خدیج نے اور ان سے ابو بردہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں بدر کے روز تین سر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور ان کو آپ کے سامنے رکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان میں سے دو سر تو میں نے کاٹے ہیں باقی تیسرے سر کا یہ قصہ ہوا کہ میرے آگے اس کو ایک سرخ و سفید دراز قد شخص نے مارا اور یہ اس کے سامنے گر کر لڑھکنے لگا تو میں اس کو اٹھا کر لے آیا یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ یہ مارنے والا فلاں فرشتہ تھا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ جنگ بدر کے سوا فرشتے کہیں نہیں لڑے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اوران سے ابن ابی حبیبہ نے اوران سے داؤد بن حصین نے اوران سے عکرمہ نے اوران سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ بدر کے روز فرشتے (اپنے) آدمیوں کی صورت میں آ کر مسلمانوں کی دلجمعی کرتے تھے چنانچہ میں نے ان کے قریب جا کر سنا تو وہ لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم خاطر جمع رکھو یہ مشرک تمہارے آگے کچھ بھی نہیں۔ اللہ کے اس کلام میں

﴿اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ الخ

''بدر کے روز تیرا رب فرشتوں کو یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو میں تمہارے ہی ساتھ ہوں سو تم مسلمانوں کی بے دھڑک ہو کر دلجمعی کرتے رہو۔''

سائب بن ابی حبیش کو فرشتے نے گرفتار کیا:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں سائب بن ابی حبیش اسدی اپنے گرفتار ہونے کی نسبت بیان کیا کرتے تھے کہ خدا کی قسم مجھے کسی آدمی نے گرفتار نہیں کیا اس پر ان سے کسی نے دریافت کیا کہ پھر اور کس نے کیا تو انہوں نے یہ فرمایا کہ جب قریش شکست کھا کر بھاگنے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ بھاگنے لگا اسی اثناء میں ایک شخص نے جو سرخ و سفید نہایت خوبصورت دراز قد چت کبرے ہوا پر چلنے والے گھوڑے پر سوار تھا مجھے گھیر لیا اور رسیوں سے جکڑ دیا اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ آ گئے اور مجھے بندھا ہوا دیکھ کر انہوں نے لشکر میں پکار کر کہا کہ اس کو کس نے قید کیا ہے جب کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے ابن حبیش تجھے کس نے گرفتار کیا ہے سو مجھے اصلی قصہ تو بتلانا برا معلوم ہوا اس لئے میں نے یہ کہہ دیا کہ صاحب مجھے تو خبر نہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ اس کو ایک بہت خوبصورت فرشتہ نے گرفتار کیا ہے اور اے ابن عوف! بس یہ تیرا ہی قیدی ہے جا تو ہی اس کو لے جا چنانچہ وہ مجھے لے گئے اس کے بعد حضرت سائب فرمانے لگے کہ یہ بات مجھے اب تک

یاد ہے اور مجھے مسلمان ہونے میں دیر ہی لگتی رہی آخر کار جب تقدیر جاگی تو اسلام لے ہی آیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عائذ بن یحییٰ نے اور ان سے ابوحویرث نے اور ان سے عمارہ بن اکیمہ لیثی نے اور ان سے حکیم بن حزام نے بیان کیا کہ بدر کے روز ہمیں خواب میں ایسا معلوم ہوا کہ گویا خلص کے میدان میں (اور یہ مقام رویثہ کا ایک گوشہ ہے) آسمان سے ایک بڑی لمبی چوڑی دھاریوں دار چادر (کہ جس نے آسمان کے کنارے تک ڈھک لئے) گری ہے اور اس سے اس قدر چیونٹیوں کی رونکلی کہ میدان میں سیلاب کی طرح پھیل گئی سو اس سے فوراً میرے جی میں یہ بات آئی کہ ضرور یہ کوئی نہ کوئی چیز آسمان سے محمدؐ کی مدد کے لئے اتری ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم ہی لوگوں کو شکست ہوئی اور یہ چیونٹیوں کی رو فرشتوں کی صورت مثالیہ تھی۔

احسان کا بدلہ احسان:

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ابوالبختری مشرک کے قتل کرنے سے روک دیا تھا وجہ یہ تھی کہ جب آپ مکہ میں تھے تو قریش روزانہ آپ کو قسم قسم کی تکلیفیں پہنچاتے تھے ایک روز اتفاق سے اس کو جو معلوم ہوا تو یہ آپ کی جوش حمایت میں فوراً ہتھیار باندھ کر قریش کے پاس گیا اور ان کو ڈانٹا اور یہ کہا کہ یاد رکھو جو شخص محمدؐ کو کسی قسم کی اذیت پہنچائے گا اس کی خبر ان ہتھیاروں سے لوں گا سو آپ کو اس کی یہ بات یاد آگئی اور اس کے شکریہ میں آپ نے اس کے قتل کی ممانعت کر دی۔

ابوالبختری کا دلچسپ واقعہ:

ابوداؤد مازنی فرماتے ہیں کہ پھر لڑائی میں میری اور اس کی مڈبھیڑ ہوگئی تو میں نے اس سے کہا کہ دیکھ تو سہی رسول اللہ ﷺ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے کہ تمام صحابہ کو تیرے قتل کرنے سے روک دیا ہے سو اب تو تو آپ کا تابعدار بن جا اس نے کہا کہ پھر یہ کون سا اچنبھا ہوا انہوں نے اگر اب میرے قتل سے روک دیا ہے تو میں بھی پہلے ان کے

قتل سے لوگوں کو روک چکا ہوں باقی رہا تابعدار ہونا سو اس کی نسبت یہ ہے کہ اگر میں خود بخود تابعدار بن جاؤں گا تو لات اور عزیٰ کی یہ (دو بتوں کے نام ہیں جن کی قریش پوجا کیا کرتے تھے) قسم کہ مکہ کی عورتیں مجھ پر ہنسیں گی اور یہ کہیں گی کہ دیکھو کیسا بزدل تھا کہ خود بخود ہی تابعدار ہو گیا سو یہ تو مجھ سے ہو نہیں سکتا اور یہ بھی مجھے معلوم ہو گیا کہ تو مجھے چھوڑنے کا نہیں بس اب آخر یہی ہے کہ جو تیرا جی چاہے سو کر یہ سنکر ابوداؤد نے اس کے ایک تیر رسید کیا اور اللہ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! تیر بھی تیرا ہے اور یہ بندہ بھی تیرا۔ سو اس تیر کو اس کے ایسی جگہ پہنچا دے کہ جس سے یہ پھر جانبر نہ ہو سکے اور اس وقت ابوالبختری زرہ پہنے ہوئے تھا چنانچہ وہ تیر زرہ کو توڑ کر اس کے اندر گھس گیا اور اس کو ہلاک کر دیا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ ابوالبختری کو مجذر بن زیاد نے بے خبری میں قتل کر دیا تھا چنانچہ اس کے بارہ میں مجذر نے ایک شعر بھی کہا ہے جو اس بات کی صریح علامت ہے کہ اس کا قاتل وہی ہے اور جناب سرور کائنات نے حارث بن عامر بن نوفل کے قتل کی بھی ممانعت فرما دی تھی اور یہ فرما دیا تھا کہ اگر وہ تمہیں مل جائیں تو اس کو گرفتار کر لینا قتل مت کرنا ان کی رعایت اس وجہ سے کی گئی کہ یہ بدر میں محض دوسرے لوگوں کی زبردستی سے آئے تھے اور وہ بھی بہت کراہت کے ساتھ مگر یہ بھی ابوالبختری کی طرح نوشتہ تقدیر سے نہ بچ سکے اور خبیب بن یساف کے ہاتھ سے بے خبری سے لقمہ اجل ہو گئے بعد میں جب آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے افسوس کیا اور یہ فرمایا کہ اگر وہ مجھے قتل ہونے سے پہلے مل جاتا تو میں اس کو ضرور اس کی عورتوں کے لئے چھوڑ دیتا۔ اسی طرح آپ نے زمعہ بن اسود کے قتل کی ممانعت کر دی تھی مگر ان کا حشر بھی ایسا ہی ہوا کہ انجان پن میں ثابت بن اسود یا ثابت بن جذع کے ہاتھ سے راہی ملک بقا ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ جب جنگ کی آگ بہت بھڑک گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے مدد مانگنی شروع کی اور کہا کہ اے اللہ! اگر یہ جماعت میرے اوپر غالب ہو جائے گی تو پھر تمام جہان میں شرک ہی شرک پھیل جائے گا اور آپ کا دین بالکل قائم نہیں ہو سکے گا اس پر حضرت ابوبکر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ

گھبرائیے نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کی ضرور مدد کریں گے اور وہ بھی ایسی کہ جس سے آپ کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے قطار در قطار آپ کی امداد کے لئے دشمن کی پشت پر بھیج دیئے اور آپ نے فوراً حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ لو ابو بکر خوشخبری سن لو دیکھو یہ حضرت جبرئیل زرد عمامہ باندھے اور اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوا میں کھڑے ہیں شروع میں یہ میری نظروں سے غائب ہو گئے تھے پھر مقام نقع کے ٹیلوں پر یہ کہتے ہوئے ظاہر ہوئے کہ تم جو خدا سے مدد مانگ رہے تھے لو یہ آ گئی ہے۔

آپؐ کے سنگریزے پھینکنے سے کافر اندھے ہو گئے:

کہتے ہیں کہ آپ نے خدا کے حکم سے ایک مٹھی سنگریزے اٹھا کر قریش کے لشکر کی طرف پھینک دیئے اور ان کے آگے کھڑے ہو کر یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے اس دعا کی برکت سے قریش شکست کھا کر ایسے بے اوسان ہو کر بھاگے کہ پیچھے کو مڑ کر بھی نہ دیکھا جب ان میں بھاگم دوڑ پڑ گئی تو مسلمانوں نے پیچھا کیا اور حسب موقع قتل بھی کیا اور گرفتار بھی کر لیا خدا کی قدرت سے ان تھوڑے سے سنگریزوں سے سب کافروں کے منہ اور آنکھیں بھر گئیں جس سے ان کو تو راستہ بھی ملنا دشوار ہو گیا اور فرشتوں اور مسلمانوں کو ان کا قتل کرنا آسان ہو گیا پھر تو انہوں نے اپنے ہاتھ خوب دکھلائے۔ چنانچہ ایک اسلامی شاعر عدی بن ابی الزغباء نے بدر کے روز اپنا کارنامہ ظاہر کرتے ہوئے یہ شعر کہا۔

أَنَا عَدِيٌّ وَالسَّحَلْ   أَمْشِي بِهَا مَشْيَ الْفَحَلْ

''ترجمہ:۔ ''میرا نام عدی ہے اور یہ میری جھول ہے جس کو پہن کر میں مست اونٹ کی طرح جھومتا ہوا چلتا ہوں۔''

آپ نے اس شعر کو سن کر لشکر میں دریافت کیا کہ عدی کس کا نام ایک شخص نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! میرا ہے پھر آپ نے اس کے باپ کا نام پوچھا اس نے بتلایا کہ فلاں نام ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہیں نہیں پوچھتا پھر عدی بن ابی الزغبار نے

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ میرا نام عدی ہے آپ نے پوچھا تو نے وہ شعر کیا پڑھا نہیں۔ انہوں نے پڑھا تو آپ نے کہا کہ سحل کیا چیز ہے اس نے عرض کیا کہ اس سے زن مراد ہے پس آپ ان سے بہت خوش ہوئے اور شاباش دیتے ہوئے فرمایا کہ عدی ابن ابی الزغبار بھی کیا اچھا عدی ہے اور جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ کو تشریف لے گئے تو عقبہ بن ابی معیط کافر نے مکہ میں فاخرانہ مسلمانوں کی دھمکی کے لئے یہ شعر پڑھے۔

یا راکب الناقة القصواء هاجرنا　　عما قلیل ترانی راکب الفرس

اعل رمحی فیکم ثم انهله　　والسیف یا خذ منکم کل ملتبس

''اے نوعمر اونٹنی کے سوار جو ہمارے پاس سے نکل کر بھاگ گیا ہے تو اس سے یہ مت سمجھ کہ بس اب ہمارے ہاتھ سے نکل گیا بلکہ تو عنقریب مجھے گھوڑے پر سوار اپنے سر پر کھڑا ہوا دیکھے گا۔ میں اپنے نیزہ کو تمہارا خون ایک ایک گھونٹ پلا کر سیراب کروں گا اور میری تلوار تمہارے میں سے دھوکہ کی ایک ایک بات کو چن چن کر نکالے گی۔

عقبہ بن ابی معیط کے لیے بددعا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے بیان کیا کہ یہ رباعی مجھے ابن ابی الزناد نے سنائی تھی آخر یہ رباعی مشہور ہو کر آپ تک بھی پہنچی تو آپ نے اس کے حق میں بددعا کی اور فرمایا کہ اے اللہ! اس کو اوندھے منہ ناک کے بل گرا کر پچھاڑ دے چنانچہ بدر کے روز اس کا گھوڑا بدک گیا اور یہ اسی طرح نیچے گر پڑا عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے یہ دیکھ کر فوراً اس کو آ پکڑا اور گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے اس کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح کے سپرد کر دیا انہوں نے چند دن قید کر کر کے قتل کر دیا۔

امیہ کا آخری وقت:

عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے تھے کہ بدر کے روز جب کافر بھاگ گئے تو میں زرہوں کو جمع کر رہا تھا اچانک امیہ بن خلف وہاں آ گیا اور یہ میرا پرانا دوست تھا اور میرا

نام کفر کی حالت میں عبد عمرو تھا پھر اللہ نے جب مجھے مسلمان کر دیا تو میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا) تو اس کی یہ عادت تھی کہ جب مجھے ملتا تھا عبد عمرو کہہ کر پکارتا تھا اور میں اس نام سے جواب نہیں دیتا تھا آخر مجبور ہو کر یہ کہا کرتا تھا کہ میں تو تجھے عبدالرحمٰن ہرگز نہیں کہنے کا کیونکہ مقام یمامہ میں مسیلمہ (یہ ایک شخص کا نام ہے جس نے جھوٹ موٹ نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا) نے اپنا نام رحمٰن رکھ لیا ہے سو میں تو تجھے اس کی طرف منسوب نہیں کروں گا البتہ اگر تجھے عبد عمرو سے ایسی ہی ضد ہے تو خیر میں اس کے بجائے عبدالالہ کہہ لیا کروں گا۔ باقی عبدالرحمٰن تو ہرگز نہیں کہوں گا اسی اثناء میں بدر کا دن ہو گیا اور اس روز قریب قریب ہر کافر کی حالت خراب تھی ان کو جو دیکھا تو یہ بھی اپنے لڑکے علی کے ساتھ بری حالت میں ٹیالے اونٹ کی طرح پھر رہے ہیں مجھے دیکھ کر اپنی قدیمی عادت کے موافق عبد عمرو کہہ کر پکارا مگر میں نے جواب نہیں دیا پھر عبدالالہ کہہ کر پکارا تو میں نے جواب دیا جب بات چیت ہونے لگی تو اس نے کہا کہ چل ان کو چھوڑ بھی ان میں کیا رکھا ہے دودھ پئیں گے میں نے کہا اچھا چلو چنانچہ میں نے ان کو آگے آگے لے لیا اور چل دیئے جب ذرا امن کی جگہ پہنچ گئے اور امیہ نے سمجھ لیا کہ اب کوئی خطرہ نہیں رہا تو مجھ سے پوچھنے لگا کہ میں نے آج تمہارے میں سے ایک آدمی دیکھا تھا کہ اس کے سینہ پر شتر مرغ کا پر بطور نشان کے لگا ہوا تھا وہ کون شخص تھا میں نے کہا کہ وہ حمزہ بن عبدالمطلبؓ تھے یہ سن کر افسردہ سا ہو کر کہنے لگا کہ آج اس نے ہی ہمارا ستیاناس کیا ہے پھر کہنے لگا کہ ایک اور شخص پستہ قد سرخ پٹی کا نشان لگائے ہوئے تھا وہ کون تھا میں نے کہا وہ انصار میں سے تھا اور اس کا نام سماک بن خرشبہ ہے کہنے لگا کہ اے عبدالالہ! آج اس کی وجہ سے بھی ہم تمہارے سامنے عاجز اور بیدست و پا ہو گئے غرض کہ میں اس کو آگے آگے لئے جا رہا تھا اور اس کا بیٹا بھی ساتھ ساتھ تھا کہ اچانک اس پر بلال کی نظر پڑ گئی وہ اس وقت اپنا آٹا گوندھ رہے تھے آٹے کو تو چھوڑ دیا اور ہاتھ جھاڑتے ہوئے انصار کو آواز دی کہ اے انصار! کی جماعت دیکھو تو یہ امیہ بن خلف کفر کا سردار جا رہا ہے اس کو پکڑو پکڑو اب یہ ہاتھ سے نکل جائے گا تو پھر ہاتھ نہیں آنے کا عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ انصار یہ سن کر ایسے بھاگے ہوئے

آئے جیسے نئی بیاہی ہوئی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف بھاگا کرتی ہیں اور آتے ہی امیہ کو سیدھا گرالیا میں بچانے کے لئے اس کے اوپر پڑ گیا مگر حباب بن منذر نے تلوار اندر دے کر اس کی ناک کاٹ لی جب امیہ نے دیکھا کہ ناک کٹ گئی تو زندگی سے بیزار ہو کر مجھ سے کہنے لگا بس تو الگ ہو جا اب مر ہی جانا بہتر ہے عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی یہ بیزاری دیکھ کر حضرت حسان کا قول جو انہوں نے کسی نکٹے کو طعنہ دیتے ہوئے کہا تھا:

او عن ذلك الانف الجادع

''کیا تو اس نکٹی ناک کو بھی لے کر بولتا ہے'' یاد آ گیا کہ واقعی یہ بات ہے مر ہی جانے کی۔

امیہ کے بیٹے علی کا قتل:

اس کے بعد خبیب بن یساف اس پر دوڑ کر آیا اور ایسا مارا کہ وہ مر ہی گیا امیہ نے پہلے کسی وقت خبیب بن یساف کا ہاتھ کاٹ دیا تھا یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہاتھ کو اپنی جگہ رکھ کر دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے وہ جڑ گیا اور اچھا ہو گیا تھا اس لئے ...... وہ بھی جوش میں تھم نہ سکے اور اس کو موت کے گھاٹ اتار ہی دیا جب یہ مر چکا تو حضرت خبیب نے اس کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور اس نے اتفاق سے وہ تلوار کا نشان ان کے ہاتھ پر دیکھ کر مارنے والے کو بددعا دی کہ اللہ اس مارنیوالے کے ہاتھ کو غارت کرے خبیب نے سن کر کہا کہ خدا کی قسم اس کو تو میں لقمہ اجل بنا بھی چکا چنانچہ خبیب اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امیہ کے مونڈھے پر تلوار ماری اور نیچے تک چیرتا ہوا چلا گیا اگرچہ وہ زرہ پہنے ہوئے تھا مگر تلوار اس زور سے پڑی کہ اس کی ساری کروٹ چیرتی ہوئی چلی گئی پھر میں نے اس سے کہا کہ یہ لے بھی اور میں خبیب بن یساف ہوں اور میں نے اس کے سب ہتھیار لے لئے آخر اس کا بیٹا علی مجھے اس بے دردی سے حملہ کرتے ہوئے دیکھ کر مجھ پر وار کرنے لگا تو حضرت خباب نے اس کو آگے سے روکا اور اس کے پاؤں پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی کہ جس سے وہ کٹ گیا اور علی بے چینی سے اس زور سے چیخا کہ شاید ایسا کبھی نہ چیخا ہو پھر عمار نے اس کو

بالکل قتل کر دیا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ عمار اور علی کی لڑائی علی کے پاؤں کٹنے سے پہلے ہوئی تھی جس میں حضرت عمار غالب رہے اور اس کو قتل کر دیا مگر پہلی روایت کہ عمار نے پاؤں کٹنے کے بعد اس کو قتل کیا ہے ہمارے نزدیک زیادہ قابل اعتبار ہے علاوہ ازیں اس کے بارے میں اور بھی روایتیں ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبید بن یحییٰ نے اور ان سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز جب ہماری نظر امیہ بن خلف پر پڑی (اور وہ کفار میں بڑا شاندار تھا) تو وہ اپنا نیزہ لئے ہوئے تھا اور میرے پاس میرا نیزہ تھا غرض یہ کہ میں اس کے مقابلہ میں گیا اور ہماری دونوں کی ایسی نیزہ بازی ہوئی کہ نیزے بالکل بیکار ہو گئے پھر ہم نے تلواریں پکڑیں اور ان سے لڑے آخر کو ان کی بھی دھاریں گر گئیں اسی اثناء میں مجھے اس کی زرہ کے اندر کو اس کی بغل کے نیچے ایک زخم نظر پڑ گیا بس میں نے جانچ کر تلوار اسی زخم میں جھونک دی جس سے وہ بیدم ہو کر گر پڑا اور مر گیا اور تلوار راد وغیرہ سے بھری ہوئی نکلی اس واقعہ کو بعض نے اور طریقہ سے بھی بیان کیا ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن قدامہ بن موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ قدامہ کی بیٹی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ صفوان میں امیہ بن خلف نے قدامہ بن مظعون سے کہا کہ کیا بدر کے روز تو ہی میرے باپ کے قتل پر لوگوں کو اکسا رہا تھا قدامہ نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ نہیں میں نے تو ایسا نہیں کیا اور اگر میں ایسا کرتا تو مجھے مشرک کے قتل سے کیا انکار تھا مگر میں نے تو کیا ہی نہیں اس پر صفوان نے کہا کہ اچھا پھر اور کون اکسا رہا تھا اس نے کہا کہ دراصل میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ قبیلہ انصار کے چند نوجوان اس پر منڈھ رہے تھے اور ان کے ساتھ معمر بن حبیب بن عبید بن حارث بھی اپنی تلوار دما دم چلا رہے تھے یہ سن کر صفوان معمر سے جل گیا اور کہا کہ وہ تو بندر کا بچہ ہے (اور معمر تھے بھی بدصورت) اس گفتگو کی خبر کسی طرح حارث بن حاطب کو بھی پہنچ گئی تو وہ غصہ میں

بھرے فوراً صفوان کی ماں کے پاس گئے اور یہ معمر بن حبیب کی بیٹی کریمہ تھی اور اس سے کہا کہ دیکھ لے تو اسے اپنے بیٹے کو روک لے یہ کفر کے زمانہ میں تو ہمارے پیچھے لگا ہی رہتا تھا اب اسلام کے زمانہ میں بھی باز نہیں آتا۔ اس نے کہا کیوں خیر تو ہے کیا بات ہوئی انہوں نے صفوان کا سارا قصہ سنایا اس نے بہت افسوس ظاہر کیا اور جب صفوان گھر میں آیا تو اس کی ماں نے ڈانٹ کر کہا کہ اے صفوان! کیا تو معمر بن حبیب کی مذمت کرتا پھرتا ہے حالانکہ وہ بدر کے مجاہدین میں سے ہیں اور پھر بوڑھے تجھے شرم نہیں آتی خدا کی قسم تو تو ان کی جوتیوں کے برابر بھی نہیں صفوان نے ماں سے کہا کہ اے ماں! خدا کی قسم میں پھر کبھی ایسی بات نہیں کہوں گا اور میں نے تو یہ معمولی بات سمجھ کر کہہ دی تھی۔

دین کی محبت میں بیٹے کی محبت کی کوئی حیثیت نہیں:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن قدامہ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ قدامہ کی بیٹی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ صفوان بن امیہ کی ماں کے سامنے حباب بن منذر مکہ میں موجود تھے اس سے کسی نے کہا کہ دیکھ اسی نے تو تیرے بیٹے علی کا پاؤں بدر کے روز کاٹا تھا۔ صفوان کی ماں نے ناراض ہو کر کہا کہ میرے آگے ایسے کمبخت آدمیوں کا ذکر نہ کرو جو شرک وکفر کی حالت میں قتل ہو گئے ہیں۔ اللہ نے علی کو حباب بن منذر کے کاٹنے سے ذلیل کر دیا اور حباب بن منذر کو اس پر وار کرنے سے عزت دی پھر اس میں کسی کا کیا چارہ جس نے جیسا کیا اس کو ویسا ہی پھل ملا اور وہ کمبخت یہاں سے جاتے وقت تو مسلمان تھا نہ معلوم وہاں جا کر کیا ہو گیا جو مشرک ہو کر قتل ہوا۔

عبیدہ بن سعید کا قتل

کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام فرماتے تھے کہ بدر کے روز عبیدہ بن سعید بن عاص اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور سر سے پاؤں تک زرہ میں ڈھکا ہوا تھا صرف آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ایک چھوٹی لڑکی کو ساتھ لئے ہوئے تھا جس کا بیماری کی وجہ سے پیٹ بڑھ گیا تھا اور محبت میں یوں کہتا ہوا پھر رہا تھا کہ میں اس چھوٹی سی خوبصورت لڑکی کا باپ

ہوں اسی اثناء میں میری اور اس کی مڈ بھیڑ ہوگئی اور میرے ہاتھ میں نیزہ تھا چنانچہ میں نے تاک کر اس کی آنکھ میں مارا تو وہ گھوڑے سے گر پڑا نیزہ ویسے تو نکل نہ سکا اس لئے میں نے اس کے کلے پر پاؤں رکھ کر زور سے کھینچا تو وہ اندر سے مڑا ہوا نکلا اور ساتھ ہی ساتھ اس کی آنکھ کا ڈھیلا بھی نکل پڑا پھر میرا یہ نیزہ آپ نے لے لیا اور آپ اس کو لڑائی میں اپنے آگے آگے رکھتے تھے آپ کے بعد حضرت ابو بکر اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس رہا اور یہ صاحبان بھی اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے رہے۔

حضرت ابودجانہؓ کی شجاعت:

بدر کے روز جب مسلمانوں نے ایک دم مشرکوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور دونوں لشکر گڈ مڈ ہو گئے تو ایک شخص عاصم بن ابی عوف بن جبیرہ سہمی بھیڑیئے کی طرح دوڑا ہوا قریش کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اے قریش! دیکھو آج یہ (قوم میں تفرقہ ڈالنے والا اجنبی باتیں لانے والا) محمد نہ کہیں ہاتھ سے نکل جائے۔ بس اگر آج یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر اس کا ہاتھ آنا دشوار ہوگا بس اس کا تو آج ضرور ہی تلوار سے کام تمام کر دو یہ اسی داؤ میں پھر رہا تھا کہ اچانک حضرت ابودجانہ کے آگے آ گیا اور دونوں کی لڑائی ہو گئی دونوں نے ایک دوسرے پر خوب تن دہی سے وار کئے مگر آخر میں حضرت ابودجانہ غالب آ گئے اور اس کو قتل کر دیا پھر گھوڑے سے نیچے ڈال کر اس کا سامان اور ہتھیار وغیرہ اتارنے لگے اتنے میں حضرت عمر کا وہاں سے گزر ہوا انہوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہو؟ اس کا ابھی وقت نہیں جب مشرکوں کا لشکر بھاگ جائے گا تب اتار لینا اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ تمہارا ہی مقتول ہے سو تم بے فکر رہو یہ تمہیں ہی ملے گا چنانچہ وہ اس کو ویسے ہی چھوڑ کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے تو ان پر معبد بن وہب آ گرا اور تلوار سے ایسا وار کیا کہ جس سے یہ اونٹ کی طرح بے تکے پن سے گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد یہ سنبھل کر اٹھے اور معبد پر ایسے کاری وار کئے کہ وہ بے اوسان ہو کر ایک گڑھے میں جو اس کے آگے ہی تھا گر پڑا بعد میں ابودجانہ بھی وہیں کود پڑے اور اس کو بری طرح سے ذبح کر دیا پھر اس کا سب سامان و ہتھیار وغیرہ اتار لیا۔

ابو جہل کی تذلیل:

کہتے ہیں کہ بدر کے روز بنومخزوم نے جب قتل کی ایسی گرم بازاری دیکھی تو ان کو ابو جہل پر سخت خطرہ ہو گیا کہ کہیں اس کا بھی کوئی کام تمام نہ کر بیٹھے اس لئے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کو اکیلا بالکل نہ چھوڑو دیکھو عتبہ اور شیبہ کا محض اپنی جلد بازی اور اکڑ اور کنبہ کی بے پروائی سے کیا حشر ہوا سو تم اس کی اپنی جانوں سے زیادہ حفاظت کرو ذرا بے پرواہی مت کرو تا کہ یہ ہر قسم کی آفت سے بچا رہے چنانچہ اس مشورہ کے بعد کل بنومخزوم نے اس کا گھیرا دے لیا اور اس کو ایسا محفوظ کر دیا جیسا درختوں کے جھنڈ میں آدمی محفوظ ہو جاتا ہے پھر سب کا مشورہ ہوا کہ اس کی زرہ اپنے میں سے کسی اور کو پہنا کر میدان جنگ میں بھیجو شاید وہ زرہ ہی کی ہیبت سے کامیاب ہو جائے چنانچہ وہ پہلے پہل عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ کو پہنائی گئی یہ پہن کر میدان میں اترے مسلمانوں کی طرف سے ان کے مقابلہ کے لئے حضرت علیؓ تشریف لے گئے دونوں نے ایک دوسرے پر چوٹ کی حضرت علی کے وار تیز رہے کہ کچھ دیر کے بعد اس پر غالب آ گئے اور اس کو ابو جہل کو دکھا دکھا کر قتل کر دیا اور جب چلنے لگے تو ابو جہل سے کہنے لگے کہ یہ لے اپنی زرہ اور دیکھ یاد رکھنا میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اس کے بعد ابو قیس بن فاکہ بن مغیرہ کو وہ زرہ پہنائی گئی اور یہ میدان میں اترا تو اس پر حضرت حمزہؓ (ابو جہل کو دیکھتے ہوئے) پہنچے اور وار کیا آخر یہ بھی غالب آئے اور اس کو قتل کر دیا جب فارغ ہو کر چلنے لگے تو انہوں نے بھی ابو جہل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ لے اپنی زرہ کو سنبھال اور ذرا یاد رکھنا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اس کے بعد تیسری مرتبہ انہوں نے وہ زرہ حرملہ بن عمرو کو پہنائی جب وہ میدان میں اترا تو اس پر پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ پہنچے اور دو چار وار میں اس کا بھی کام تمام کر دیا اور ابو جہل آدمیوں میں دم بخود بیٹھا ہوا دیکھتا رہا پھر بنی مخزوم نے وہ زرہ خالد بن اعلم کو پہنانا چاہی مگر اس نے اس زرہ پہننے سے بالکل انکار کر دیا آخر وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

ابوجہل کا قتل:

حضرت معاذ بن عمرو بن جموح فرماتے ہیں کہ جب بنی مخزوم ابوجہل کو گھیرا دیئے ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس کو اکیلا نہ چھوڑنا تو میری نظر ابوجہل پر جا پڑی دیکھوں تو وہ درختوں کے سے جھنڈ میں بیٹھا ہوا ہے جب میں نے خوب اچھی طرح اس کو تاک لیا تو اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم! آج یا تو میں ہی اس کے اوپر مرا اور یا میں نے اسی کو مارا اسی ارادہ سے میں اس کی تاک میں لگا پھرتا رہا آخر ایک دفعہ بے خبری میں موقع لگ گیا بس فوراً میں نے اس کے اوپر حملہ کیا اور اس زور سے پاؤں پر تلوار ماری کہ وہ پنڈلی سے کٹ کر الگ جا گرا جیسے کبھی پتھر مارتے وقت گٹھلی اس کے نیچے سے نکل پڑا کرتی ہے یہ حال دیکھ کر اس کے بیٹے عکرمہ نے مجھ پر حملہ کیا اور میرے کندھوں پر تلوار ماری جس سے میرا ہاتھ مونڈھے پر سے کٹ کر گر گیا مگر اس کی کچھ کھال لٹکتی ہوئی رہ گئی اس لئے بالکل الگ نہ ہوسکا چنانچہ میں نے اس کو کمر کی طرف ڈال دیا اور پیچھے لٹکتا ہوا پھرتا رہا آخر جب اس سے ذرا تکلیف ہونے لگی تو میں نے اس پر پاؤں رکھ کر کھینچ کر توڑ دیا اس کے بعد جو میں نے عکرمہ کو دیکھا تو وہ چھپتا ہوا پھر رہا تھا کہ کسی طرح آج جان بچ جائے مگر میں ہاتھ سے مجبور ہو چکا تھا اس لئے اس پر کچھ قابو نہ چل سکا۔ حضرت معاذ کی وفات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوئی ہے۔

ابوجہل کو حضرت معاذ نے قتل کیا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابومروان نے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے عامر بن عثمان نے اور ان سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوفؓ تذکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کی تلوار معاذ بن عمرو بن جموح کو عنایت فرمادی تھی اور وہ آج تک معاذ بن عمرو کے خاندان میں موجود ہے اور کہیں کہیں سے جھڑ رہی ہے اور ان کو دینے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے اس کے بیٹے عکرمہ سے دریافت کرایا کہ تیرے والد کو کس نے قتل کیا تھا؟ اس پر اس نے یہ کہلا بھیجا کہ جس کا میں نے ہاتھ کاٹا

تھا اس نے قتل کیا ہے یہ سن کر آپ نے حضرت معاذ کو دیدی تھی اور بدر کے روز عکرمہ کا بھی ہاتھ کٹ گیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ثابت بن قیس نے بیان کیا کہ میں نے نافع بن مطعم سے سنا ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ابو جہل کی تلوار معاذ بن عمرو بن جموح کے حصہ میں چلے جانے سے بنو مغیرہ کو کچھ گلہ شکوہ نہ تھا کیونکہ ابو جہل انہیں کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے یونس بن یوسف نے اور ان سے ایک شخص نے جس نے خود حضرت معاذ سے سنا تھا بیان کیا کہ حضرت معاذؓ یہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کا سب ساز و سامان میرے حصہ میں لگا دیا تھا چنانچہ میں نے اس کی زرہ اور تلوار وغیرہ سب چیزیں لیں اور اپنے پاس رکھیں مگر کچھ دنوں کے بعد اس کی تلوار کو فروخت کر دیا۔

واقدی فرماتے ہیں کہ ابو جہل کے قتل کی اور اس کے سامان وغیرہ کی نسبت میں نے اس کے علاوہ اور روایتیں بھی سنی ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالحمید بن جعفر نے اور ان سے عمر بن حکم بن ثوبان نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بیان کیا کہ جس روز صبح کو جنگ ہونے والی تھی اس روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رات ہی سے تیار کر دیا تھا اور ہم سب صف بستہ ہو گئے تھے چنانچہ جب صبح ہوئی تو ہم سب اپنی اپنی صفوں میں تھے اسی اثناء میں اچانک دو لڑکے جن کی گردنوں میں تلوار پڑی ہوئی تھی آئے اور ایک لڑکا ان میں سے مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے چچا ذرا یہ تو بتلایئے کہ ان میں سے ابو جہل کون سا شخص ہے میں نے تعجب سے کہا: بھتیجے! تم پوچھ کر کیا کرو گے اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ ہمارے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا ہے سو میں نے اس کے لئے یہ تہیہ کر لیا ہے اور قسم کھالی

ہے کہ اگر میں اس کو دیکھ لوں گا تو یا میں اس کو قتل کر ڈالوں گا اور یا خود قتل ہو جاؤں گا میں نے یہ سن کر اس کو اشارہ سے بتلا دیا کہ ابو جہل وہ ہے اس کے بعد دوسرا لڑکا میرے پاس آیا اور اس نے بھی پہلے کی طرح سوال و جواب کیا میں نے اس کو بھی اشارہ سے بتلا دیا پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کس کے لڑکے ہو انہوں نے کہا ہم حارث کے بیٹے ہیں اس کے بعد بس وہ ابو جہل ہی کی تاک جھانک میں لگے رہے اور اس کو نظروں سے نہ نکلنے دیا غرض کہ جب لڑائی شروع ہو گئی تو وہ موقع پا کر فوراً ابو جہل پر جا گرے اور اس کو قتل کر دیا اور اس نے ان کو قتل کر دیا اللہ ان دونوں پر رحم کرے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عوف نے اور ان سے معوذ بن عفراء کے قبیلے کے ایک لڑکے نے اور ان سے ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت نے بیان کیا کہ بدر کے روز عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے اپنے دائیں بائیں حارث کے دونوں لڑکوں کو دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ کاش میرے پہلو میں کوئی سن رسیدہ اور تجربہ کار آدمی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا کہ وہ کسی وقت اڑی بھڑ میں کچھ کام تو آ جاتا عبد الرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ اسی سوچ بچار میں کی وجہ سے میری نظر ان دونوں لڑکوں میں سے عوف پر پڑ گئی تو اس نے قریش کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے دریافت کیا کہ جناب ان میں سے ابو جہل کون سا ہے میں نے کہا دیکھو وہ نظر آ رہا ہے بس وہ دیکھتے ہی فوراً اس کی طرف درندہ کی طرح بھاگا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا بھائی بھی پہنچ گیا اور دونوں ابو جہل پر منڈھ گئے میں دیکھ رہا تھا کہ وہ خوب لپک لپک کر تلوار چلا رہے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ لاشوں میں گھوم رہے ہیں اور وہ دونوں ابو جہل کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ابی مالک نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ابی مالک نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو جہل کے قتل کی نسبت جو عفراء کے لڑکوں کی طرف کی جاتی ہے یہ محض غلط افواہ ہے کیونکہ

وہ جنگ بدر کے وقت بہت زیادہ صغیر السن تھے علاوہ ازیں بدر میں کم از کم پینتیس پینتیس سال کی عمر کے صحابہ شامل ہوئے تھے اور اس وقت دستور بھی یہی تھا کہ کم از کم اتنی ہی عمر کے آدمی گلے میں تلوار ڈالا کرتے تھے ہر کس و ناکس نہیں ڈال سکتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ پائیدار اول ہی روایت ہے:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالحمید بن جعفر اور عبداللہ بن ابی عبید نے اور ان سے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اور ان سے معوذ کی لڑکی ربیع نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں قبیلہ انصار کی چند عورتوں کے ساتھ ابوجہل کی ماں (اسماء بنت مخربہ) کے پاس چلی گئی اور اس کا بیٹا (عبداللہ بن ابی ربیعہ) یمن سے اس کے پاس عطر بھیجا کرتا تھا اور یہ اس کو یہاں پر بڑے لوگوں میں فروخت کر دیا کرتی تھی ہم بھی اسی کے یہاں سے خریدا کرتے تھے اس لئے عطر لینے کی غرض سے میرا بھی جانا ہو گیا اور ہم سب نے اس کو اپنی اپنی شیشی دیدی اور اس نے ہماری حسب خواہش ان میں عطر بھر کر وزن کر دیا پھر کہا کہ اس کے دام تمہارے نام پر لکھے دیتی ہوں میں نے اپنا نام (ربیع بنت معوذ) بتلا کر کہا کہ میرا عطر اس نام پر لکھ دو۔ اسماء میرا نام سن کر چونک گئی اور کہنے لگی کہ ہائے آفت کی بھری تو تو اپنے سردار کو قتل کرنیوالے کی بیٹی ہے میں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں تو اپنے غلام کو قتل کرنیوالے کی بیٹی ہوں اس پر وہ اور زیادہ جل گئی اور کہا کہ خدا کی قسم! اب تو تیرے ہاتھ کبھی ذراسی بھی چیز نہیں بیچنے کی میں نے کہا کہ تو کیا نہیں بیچنے کی خدا کی قسم! میں خود ہی تجھ سے کبھی کچھ نہیں خریدنے کی اور خدا کی قسم جس عطر پر تو اتراتی ہے یہ تو بالکل نکما ہے اور اس میں ذرا بھی خوشبو نہیں۔ حضرت ربیع فرماتی ہیں کہ میں نے محض غصہ کی وجہ سے اس کے جلانے کو کہہ دیا تھا ورنہ اس کا عطر بہت نفیس اور بڑھیا ہوتا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب لڑائی ختم ہو چکی تو آپ نے حکم دیا کہ ابوجہل کو دیکھو کہاں پڑا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں جو اس کو ادھر ادھر دیکھتا ہوا جا رہا تھا تو وہ

اچانک ایک طرف کو نظر پڑا میں جھٹ اس کے پاس گیا اور دیکھا تو بالکل لب دم ہو رہا تھا پھر اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر میں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے تجھے ذلیل وخوار کر دیا ہے وہ اسی دم چلتے ہوئے میں بولا کہ خدا نے مجھے تو ذلیل نہیں کیا بلکہ تجھے ذلیل کر دیا ہے اور تو میرے ساتھ ایسی گستاخی سے پیش نہ آ ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا پھر ذرا دم لے کر کہنے لگا تجھے خبر بھی ہے کہ آج غلبہ کس کے ہاتھ رہا ہے۔

ابن مسعود فرماتے ہیں: کہ میں نے کہا: خدا اور خدا کے رسول کے ہاتھ رہا ہے اس کے بعد اس نے اپنی گدی پر سے ذرا خود کو سرکایا میں نے کہا او ابوجہل! تجھے خبر بھی ہے میں تجھے اب قتل کروں گا اس نے کہا پھر کیا ڈر ہے تجھ سے پہلے اور بہت سے غلام اپنے آقاؤں کو قتل کر چکے ہیں سو تو ہی اگر اپنے آقا کو قتل کر دے گا تو کیا تعجب ہے مجھے اپنے قتل ہونے کا کچھ افسوس نہیں ہاں اس بات کا افسوس ہے کہ میں تجھ جیسے کمینے آدمی کے ہاتھ سے قتل ہوں گا کاش مجھے کوئی میرے جوڑ کا آدمی قتل کرتا تو یہ حسرت نہ ہوتی حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ اتنی بات چیت ہونے کے بعد میں نے اس کے ایک تلوار رسید کی جس سے اس کا سر اس کے سامنے آ گرا پھر اس کا سب ساز وسامان اتار لیا اور اس کی کوکھ پر جو نظر پڑی تو وہ تلواروں سے بالکل چکنا چور ہو رہی تھی پھر میں خود ہی اس کے ہتھیار اور زرہ اور خود وغیرہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب سامان کو آپ کے سامنے رکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو خدا کا دشمن ابو جہل قتل ہو گیا ہے آپ نے جوش مسرت میں فرمایا کہ اے عبداللہؓ! کیا واقعی یہ سچ بات ہے خدا کی قسم! مجھے اس کا قتل ہونا اصیل اونٹوں سے بھی زیادہ پسند ہے آپ نے یہ کلمہ یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ فرمایا کہ جس سے نہایت مسرت ٹپکتی تھی۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آپ کی خدمت میں اور کے نشانات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کی تلواروں کے نشانات تھے اور آپ نے فرمایا کہ ابن جدعان کے ولیمہ میں اس کے ایک بچھیرے نے بدک کر لات ماردی تھی جس سے اس کا گھٹنا زخمی ہو گیا تھا آپ کے فرمانے پر صحابہؓ نے اسے دیکھا تو واقعی وہ نشان اس کے گھٹنے پر موجود تھا کہا جاتا ہے

کہ جب عبداللہ بن مسعودؓ نے آپ کو اس کے قتل کی خبر دی اور اس کے قتل کو اپنی طرف منسوب کیا تو اس وقت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی بھی وہاں پر موجود تھے ان کو اس میں کچھ شبہ ہوا اور وہ عبداللہ بن مسعودؓ سے مخاطب ہو کر دریافت کرنے لگے کہ کیا تو نے ابوجہل کو قتل کیا ہے عبداللہ نے کہا کہ ہاں میں تو کس قابل ہوں اللہ نے قتل کیا ہے ابوسلمہؓ نے پھر ذرا انکار کے لہجہ میں کہا کیا آپ ہی نے اس کا کام تمام کیا ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ ہاں میں نے ہی کیا ہے اور کون کرتا ابوسلمہ نے کہا میاں بس رہنے بھی دو تم اسے کیا قتل کر سکتے تھے تمہیں تو اگر یہ چاہتا تو اپنی آستین میں رکھ لیتا اس پر عبداللہؓ نے قسم کھا کر کہا: کہ خدا کی قسم! میں کچھ مذاق سے نہیں کہتا واقعی میں نے ہی اس کو قتل کیا ہے اور اس کے کپڑے بھی میں نے ہی اتارے ہیں ابوسلمہ نے کہا اچھا اس کی کوئی نشانی بتلاؤ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ اس کی دائیں ران میں اندر کی طرف ایک کالا داغ ہے اس پر ابوسلمہؓ پہچان کر خاموش ہو گئے۔

عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ بدر کے روز کسی قریشی کو ننگا نہیں کیا گیا صرف ابوجہل کو میں نے ننگا کیا تھا پھر حضرت عبداللہ نے ابوسلمہ سے کہا کہ خدا کی قسم! قریش اور ان کے ساتھیوں میں کوئی شخص اس سے زیادہ خدا اور خدا کے رسول کا دشمن نہیں تھا اور میں نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا ہے اس سے مجھے ذرا بھی جھجک نہیں ابوسلمہؓ یہ سن کر بالکل خاموش رہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ ابوسلمہ نے جو کچھ ابوجہل کی نسبت گفتگو کی تھی وہ اس پر بہت پشیمان ہوئے اور اللہ سے توبہ کی اور رسول اللہ ﷺ ابوجہل کے قتل پر بہت خوش ہوئے اور اللہ سے بطور شکریہ کے عرض کیا کہ اے اللہ! آپ نے جو کچھ مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کو ہو بہو پورا کر دکھایا اور آپ نے مجھ پر بہت پورا پورا انعام کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی اولاد ذکر کرتی تھی کہ ابوجہل کی تلوار ہمارے پاس موجود ہے اور اس میں چاندی جڑی ہوئی ہے بدر کے روز ہمارے بزرگوار حضرت عبداللہؓ کو غنیمت میں ملی تھی۔

راوی کہتا ہے کہ ہمارے اساتذہ کا یہ خیال ہے کہ ابوجہل کو گھائل تو معاذ بن عمروؓ اور

عفراء کے دونوں لڑکوں نے کر دیا تھا باقی آخری وقت میں اس کی گردن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی نے ماری تھی اس وجہ سے یہ بھی اس کے قتل میں شریک شمار کئے گئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عفراء کے بیٹوں کے مقتل میں کچھ دیر ٹھہرے اور ان کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ عفراء کے دونوں بیٹوں کے حال پر رحم کرے انہوں نے بڑی بہادری کا کام کیا کہ اس امت کے فرعون اور کفر کے اماموں کے امام کے قتل میں شریک ہوئے کسی نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان دونوں کے ساتھ اور کون اس کے قتل میں شریک تھا آپ نے فرمایا کہ فرشتے اور آخر میں ابن مسعودؓ نے اس کو کاری وار سے رخصت کیا تو یہ بھی انہیں میں شامل ہو گیا۔

نوفل کا قتل:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز نوفل بن خویلد کی نسبت یہ عرض کیا کہ اے اللہ! ہمیں خویلد کے شر سے بچا دے اور خویلد بدر کے روز شروع شروع میں تو خوب اچھلتا کودتا پھرتا تھا اور تمام لشکر میں یہ اور ایک شخص اس کی منادی کرتے پھر رہے تھے کہ دیکھو اے قریش! بس آج ہی کا دن عزت اور بلندی حاصل کرنے کا ہے جس شخص نے آج عزت حاصل نہ کی وہ بہت بدنصیب اور بدقسمت رہے گا اور جب قریش کی جماعت کو ڈھیلا ہوتے ہوئے دیکھا تو دہشت زدہ ہو کر صلح کی آرزو میں مسلمانوں کی خوشامد کرتا پھرنے لگا کہ اے انصار بھلا ہمارا خون کرنے سے تمہارے کیا ہاتھ آئے گا اور بندۂ خدا ذرا تم دیکھو تو سہی کہ تم کن لوگوں کو قتل کر رہے ہو یہ تو سب تمہارے ہی بھائی ہیں کیا تم دودھ کے ناتے رشتوں کو بھی بھول گئے آخر اسی چیخ پکار میں یہ حضرت جبار بن صخر کے ہتھے چڑھ گیا انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور باندھ جوڑ کر آگے آگے لے کر چل دیئے ادھر سے حضرت علیؓ جھپٹے ہوئے آ رہے تھے اتفاق سے نوفل کی نظر ان پر جا پڑی ان کو بہت تیزی سے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر حضرت جبارؓ سے کہنے لگا کہ اے انصار کے بھائی یہ ایسا تیز جھپٹتا ہوا کون شخص آ رہا ہے

لات اور عزیٰ (یہ دو بتوں کے نام ہیں جن کی زمانہ جاہلیت میں پرستش ہوا کرتی تھی) کی قسم! مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ میرے قتل کرنے کو آ رہا ہے حضرت جبارؓ نے فرمایا کہ نہیں یہ کوئی غیر آدمی نہیں ہے حضرت علیؓ ہیں نوفل نے کہا کہ بھائی ہو نہ ہو کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے میں نے تو آج تک ان کے قبیلہ میں سے کسی آدمی کو ایسا تیز جھپٹتا ہوا نہیں دیکھا سو ان کا جھپٹنا خطرہ سے خالی نہیں چنانچہ اسی اثناء میں حضرت علیؓ اس کے قتل کرنے کی غرض سے اس کے پاس آ گئے اور اپنی تلوار اس کی ڈھال پر ایسے زور سے ماری کہ وہ اس میں اندر گھس گئی اور مشکل سے دیر کے بعد نکلی پھر اس کو نکال کر دوبارہ اس کی پنڈلی اور رانوں پر ماری کہ جس سے وہ دونوں کی دونوں کٹ گئیں پھر اس پر ایسا کاری وار کیا کہ لوٹ پوٹ ہو کر اس کا قصہ تمام ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جس کو نفل بن خویلد کا کچھ علم ہو اس پر حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس کو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے آپ اس پر بہت خوش ہوئے اور جوش مسرت میں تکبیر کا نعرہ لگایا اور اللہ کا شکر یہ ادا کیا کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے تو نے میری دعا اس کے بارے میں قبول کر لی۔

عاص بن سعید کا قتل:

کہتے ہیں کہ عاص بن سعید بدر کے روز جنگ کے لئے لوگوں کو اکساتا پھر رہا تھا کہ اتنے میں اس کی حضرت علیؓ سے مڈبھیڑ ہو گئی دونوں کی نیزہ بازی ہوئی آخر حضرت علیؓ غالب آ گئے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ ان کے صاحبزادے سعید بن عاص حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں ذرا ان سے علیحدہ علیحدہ رہتے تھے اس پر حضرت عمرؓ کو کچھ ان کی کشیدگی کا شبہ ہو گیا اس لئے آپ نے ایک دفعہ ان سے فرمایا کہ اے سعید! شاید تو مجھ سے اس لئے کشیدہ رہتا ہے کہ تیرے باپ کو میں نے قتل کیا ہے سو اگر تیرا یہ خیال ہے تو بالکل غلط ہے کیونکہ میں نے (عاص بن سعید) تیرے باپ کو قتل نہیں کیا بلکہ (عاص بن ہشام بن مغیرہ) اپنے ماموں کو قتل کیا تھا۔ سو تیرا شبہ محض دونوں کے ہمنام ہونے کی وجہ سے ہوا جو بالکل لغو ہے باقی اگر میں اس مشرک کو قتل کر دیتا تو اس کے شرک کی وجہ

سے کوئی عیب کی بات نہ تھی اور نہ میں اس سے عذر و معذرت کرتا لیکن ایسا ہوا نہیں۔ یہ سن کر سعید نے عرض کیا کہ حضرت آپ یہ کیا فرمار ہے ہیں میں نہ تو کشیدہ ہوں اور نہ آپ کی طرف سے مجھے کچھ شبہ ہے جس کے رفع کی ضرورت ہو اور شبہ تو کیا چیز ہے اگر واقعہ بھی ہوتا تو جب آپ حق پر اور وہ باطل پر ہوتے تب بھی میرے لئے کوئی رنجیدگی کا موقع نہ تھا۔

قریش عاص بن سعید کے بہت مداح تھے اور اس کی مدح سرائی کرتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ شخص بڑا عقلمند اور ہوشیار اور امانت دار تھا اور کبھی کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرتا تھا مگر معلوم نہیں اللہ نے کس بات پر اس کی گرفت کی اور اس کو ذلیل وخوار کر دیا۔

ایک بہادر مشرک کا حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل:

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز جب ذرا دن چڑھ گیا اور دونوں لشکروں میں ہلچل مچ گئی تو میں نے ایک مشرک کا پیچھا کیا اسی اثناء میں میری نظر دفعتاً ایک ریت کے ٹیلہ پر جا پڑی دیکھوں تو وہاں سعد بن خیثمہ کی ایک مشرک کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے اور اس مشرک نے قابو پا کر سعد کو قتل کر دیا ہے اور وہ مشرک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا اور گھوڑے پر سوار تھا اور اپنے اوپر اس نے کچھ نشان بھی لگا رکھا تھا جب ان کے قتل سے فارغ ہو گیا تو گھوڑے سے کود پڑا اور مجھے پہچان لیا وہ مجھ سے واقف تھا اور میں اس سے واقف نہ تھا پھر مجھے آواز دے کر کہنے لگا کہ اے ابن ابی طالب ادھر آ ابھی ذرا تجھے بھی مزہ چکھا دوں ادھر کہاں جا رہا ہے؟ میں اس کی آواز پر لوٹا اور ٹیلہ پر چڑھنے لگا وہ مجھے دیکھ کر میری طرف نیچے کو آنے لگا پھر مجھے اپنے پستہ قد اور نیچے میں ہونے اور اس کے بلند قد اور اونچائی میں ہونے کی وجہ سے وہ ٹیلہ کا موقع کچھ پسند نہ آیا اس لئے میں الٹے پاؤں نیچے کو اترنے لگا اس نے یہ دیکھ کر مجھے چڑایا اور کہنے لگا کہ بس ابو طالب بہادر کے بیٹے بھاگ لئے اور بہادری ختم ہو گئی میں نے کہا او ہونٹ کٹی کے بیٹے ذرا یہاں میدان میں تو آ چنانچہ وہ جھنجلا کر نیچے کو میری طرف آیا اور میرے قریب آ کر

بڑے زور سے میرے اوپر تلوار کا وار کیا میں نے اس کے وار کو ڈھال پر روک لیا اس کی تلوار ڈھال میں پھنس کر رہ گئی پھر میں نے اس کے کندھے پر تلوار ماری جس سے وہ کانپنے لگا اور اس کی زرہ کٹ گئی اس سے مجھے امید ہوگئی کہ بس اب ایک دو وار میں اسے قتل کئے دیتا ہوں اتنے ہی میں میرے پیچھے سے ایک اور تلوار چمکی میں نے تو اپنا سر نیچے کو کر لیا اور بچ گیا آخر وہ تلوار بھی اسی کے سر پر جا پڑی اور اس زور سے پڑی کہ اس کی خود کو کھوپڑی میں جا گھسا دیا پھر وہ مارنے والا کہنے لگا کہ یہ لے بھی دیکھ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جو پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب تھے۔

لکڑی کا تلوار بننا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عثمان جحشی نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کی پھوپھی نے بیان کیا کہ حضرت عکاشہ بن محصن یہ فرماتے تھے کہ بدر کے روز میری تلوار ٹوٹ گئی تھی میں نے حضور سے عرض کیا تو آپ نے مجھے ایک لکڑی عنایت فرمائی جو دفعتاً چمکتی دمکتی لمبی تلوار ہوگئی بس میں اس کو لے کر کفار کے لشکر پر منڈھ گیا اور ان کی خوب دھجیاں بکھیریں یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ تلوار پھر ان کے پاس ان کی وفات تک رہی۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسامہ بن زید نے اور ان سے داؤد بن معین نے اور ان سے بنی عبدالاشہل کے بہت سارے آدمیوں نے بیان کیا کہ بدر کے روز سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ بالکل خالی ہاتھ رہ گئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر آیا تو آپ نے ایک سبز ٹہنی (جو اس وقت ہاتھ میں لئے ہوئے تھے) ان کو عنایت فرمادی اور فرما دیا کہ جاؤ اس سے لڑو چنانچہ وہ اسی وقت نہایت عمدہ تلوار ہوگئی اور ابوعبیدہ کی چڑھائی کے وقت تک انہیں کے پاس رہی۔

حارثہ بن سراقہ کی شہادت اور ان کی والدہ کا صبر:

راوی کہتا ہے کہ حارثہ بن سراقہ حوض کی نگہبانی پر مامور تھے آپ کھڑے ہوئے اس کا پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک ان کے سینہ میں ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ ہلاک ہو گئے اور شام تک لوگوں نے وہی خون ملا ہوا پانی پیا ان کی ماں اور بہن مدینہ میں تھیں جب ان کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ تشریف نہیں لاتے میں ہرگز اس کے اوپر نہیں روؤں گی۔ جب آپ تشریف لائیں گے تو آپ سے دریافت کروں گی سو اگر وہ جنت میں ہوگا تو مجھے رونے کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر وہ دوزخ میں ہوگا تو اپنی جان کی قسم پھر اس پر ضرور روؤں گی اور بیان کروں گی کہ وہ یہاں سے بھی مصیبت سے گیا اور وہاں بھی مصیبت میں گرفتار ہے۔

شہید جنت کے اعلیٰ درجے میں:

چنانچہ جس وقت رسول اللہ ﷺ بدر سے تشریف لائے تو ان کی والدہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو تو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کس قدر محبت تھی اسی محبت کے جوش میں جب اس کے قتل کی خبر آئی تو میرا ارادہ اس پر رونے پیٹنے کا ہوا مگر پھر میرے جی میں یہ بات آئی کہ ابھی آپ کے تشریف لانے سے پہلے یہ بات غیر مناسب ہے جب آپ تشریف لے آئیں تو آپ سے اس کا حال دریافت کروں کہ جنت میں ہے یا دوزخ میں اگر آپ جنت میں فرمادیں گے تو پھر رونے کی کیا ضرورت ہے ہاں البتہ اگر آپ دوزخ میں فرمادیں گے تو پھر ضرور اس پر رونا پیٹنا کروں گی لہٰذا آپ اس کے حال کی مجھے اطلاع فرمادیجئے آپ نے فرمایا کہ تو نے یہ کیا بیوقوفی کی بات کہی جنت کوئی ایک جنت نہیں ہے اس کے بہت سے درجے ہیں اور حارثہ کسی معمولی درجے میں نہیں ہے خدا کی قسم! وہ تو سب سے اعلیٰ درجہ (یعنی فردوس) میں ہے یہ سن کر فرمانے لگیں کہ بس اب تو میں اس پر کبھی بھی نہیں روؤں گی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگایا اور اس میں سے ایک چلو لے کر کلی کی اور کلی کا پانی اس میں ڈال دیا پھر وہ پانی آپ نے حارثہ کی ماں کو عنایت

فرمایا کہ تھوڑا سا پی لو۔ جب انہوں نے پی لیا تو پھر حارثہ کی بہن کو دیا اس نے بھی پی لیا تو آپ نے فرمایا کہ باقی کو اپنے سینوں پر چھڑک لو چنانچہ انہوں نے چھڑک لیا اس کی برکت سے ان کا حزن وغم سب دور ہو گیا اور آپ کے پاس سے واپس ہوتے وقت ان کو ایسی خوشی اور مسرت حاصل تھی کہ مدینہ میں کسی عورت کو بھی ایسے خوشی نصیب نہ ہو گی۔

بدر میں قریش کی دہشت کا حال:

کہتے ہیں کہ ہبیرہ بن ابی وہب نے بدر کے روز جنگ کا نقشہ بگڑا ہوا دیکھا اور قریش کو شکست ہو گئی تو اس کے ہوش وحواس بالکل خراب ہو گئے اور دہشت کے مارے اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے آخر بے دم ہو کر زمین پر گر پڑا اور ایسی بری طرح گرا کہ بہت زخمی ہو گیا اور اٹھنے کی طاقت وہمت نہ رہی اسی اثناء میں اتفاق سے اس کا دوست ابو اسامہ جشمی ادھر کو آ گیا اور اس کی حالت دگرگوں دیکھ کر فوراً اس کی زرہ اتار دی کہ اس کا جی ذرا ہلکا ہو جائے پھر اس کو لاد کر لشکر میں لے گیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ابوداود مازنی نے اس پر تلوار سے وار کیا تھا جس سے اس کی زرہ ترچھی کٹ گئی تھی اور یہ خود زمین پر اوندھے منہ گر گیا تھا۔ ابوداؤد اس کی ایسی ابتر حالت دیکھ کر آگے کو تشریف لے گئے اور ان کے بعد زہیر کے دونوں بیٹے ابو اسامہ اور مالک جشمی نے جو اس کے پکے اور سچے دوست تھے اس کی خیر خبر لی اور اس کو میدان میں سے الگ اٹھا کر لے گئے چنانچہ ابو اسامہ نے اس کو اپنی کمر پر لاد کر بحفاظت تمام کسی تنہائی کے موقع میں لے گیا رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابو اسامہ لعنو اور مالک دو کتے کے بچوں نے ہبیرہ بن وہب کی حفاظت کی اور اس کو میدان میں سے بچا کر لے گئے خدا ان کو غارت کرے۔

اللہ کی مدد کا واقعہ حکیم کی زبانی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن یعقوب نے اور ان سے ان کے چچا نے اور ان سے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ مروان بن حکیم بن حزام سے جنگ بدر کے واقعات

دریافت فرمایا کرتے تھے اور حکیم بن حزام کو اس قسم کے تذکرے ذرا ناگوار ہوا کرتے تھے اس لئے اکثر ان کو ٹال دیا کرتے تھے آخر جب مروان ان کے بہت ہی پیچھے لگے اور خوشامد درآمد کرنے لگے تو ایک روز انہوں نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب ہمارا اور مسلمانوں کا لشکر خلط ملط ہو گیا اور لڑائی کی آگ بہت زور وشور سے بھڑک اٹھی تو میں نے ایک آواز آسمان سے اترتی ہوئی سنی جس کی جھنکار ایسی تھی جیسی طشت میں کنکریاں گرنے کی ہوا کرتی ہے سو اس میں واقعی آسمان سے کچھ کنکریاں گریں اور آپ نے اس میں سے ایک مٹھی بھر کر ہمارے لشکر کی طرف پھینک دی جس سے ہمارے پاؤں اکھڑ گئے اور بدحواس ہو کر ہمیں میدان سے بھاگنا پڑا۔

بدر کے روز دہشت سے مشرکوں کا پائخانہ نکل گیا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابواسحاق بن محمد نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد نے اور ان سے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے بیان کیا کہ میں نے نوفل بن معاویہ دیلی سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ بدر کے روز جب ہم میدان سے شکست کھا کر بھاگ نکلے تو بھاگتے بھاگتے بھی ہمیں اپنے آگے پیچھے ایسی جھنکار سی معلوم ہوتی تھی جیسی طشت میں کنکریاں گرنے کے وقت ہوا کرتی ہے اور اس آواز ہم ایسے دہشت زدہ ہو رہے تھے کہ پاخانہ خطا ہوا جاتا تھا۔

حکیم بن حزام کا میدان جنگ سے فرار:

حکیم بن حزام فرماتے تھے کہ بدر کے روز جب ہم شکست کھا کر بھاگے تو میں بہت بے اوسان ہو کر بھاگ رہا تھا اور بھاگتا بھاگتا ابن حنظلیہ کو بددعا دیتا جاتا تھا کہ اس ابن حنظلیہ کا خدا ستیاناس کرے ہمیں تو اس کمبخت نے تباہ کر دیا اب تک یونہی کہتا رہا کہ بس اب تو دن ختم ہونے والا ہے اب کون آتا ہے حالانکہ ابھی تک بہت دن باقی ہے اور دشمن سر پر چڑھا چلا آ رہا ہے بس آج اس کے دھوکہ میں مارے گئے حکیم فرماتے ہیں کہ مجھے رات کے آنے کی اس لئے جلدی ہو رہی تھی کہ کسی طرح رات آ جائے تو ان دشمنوں سے

جان چھوٹ جائے آخر اسی بھاگ دوڑ میں ان کو عوام کے دو بیٹے عبید اللہ اور عبد الرحمٰن راستہ میں مل گئے وہ دونوں ایک اونٹ پر سوار تھے حکیم کو دیکھ کر عبد الرحمٰن نے اپنے بھائی عبید اللہ سے کہا کہ ہم تو اتر جائیں اور ہماری جگہ حکیم بیٹھ لے گا عبید اللہ لنگڑا تھا اور پیدل نہ چل سکتا تھا اس نے کہا بھائی تو تو جانتا ہے میں اپاہج ہوں اور پیدل مجھ سے بالکل نہیں چلا جاتا پھر بھلا نیچے کیسے اتر جاؤں۔ اس پر عبد الرحمٰن نے کہا کہ بھائی یہ تو خدا کی قسم کرنا ہی پڑے گا اور بھلا ایسے آدمی سے کیسے آنکھ چرائی جائے جو ہم پر اس قدر مہربان ہو کہ اگر ہم مر جائیں تو وہ ہمارے پیچھے ہمارے اہل وعیال کی پرورش اور نگہداشت کرے اور زندگی میں ہم سب پر اپنا جان و مال قربان کرے آخر یہ کہہ کر عبد الرحمٰن اونٹ سے کود پڑا اور اس کی وجہ سے اس کے بھائی عبید اللہ لنگڑے کو بھی بادل ناخواستہ کودنا پڑا اور جب حکیم ان کے نزدیک آ گیا تو اس کو نہایت احترام سے اپنے اونٹ پر سوار کر دیا اور خود پیدل چلنے لگے مگر تھکنے کے وقت باری باری سے سوار بھی ہو لیتے تھے اسی طرح اترتے چڑھتے جب مکہ کے قریب پہنچ کر مقام مر الظہران میں گزر ہوا تو حکیم نے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ خدا کی قسم میں نے اس جگہ میں ایسی نجس بات دیکھی تھی کہ جس کو دیکھ کر کوئی سنجیدہ اور ہوشیار آدمی تو ہرگز سفر نہیں کر سکتا اور وہ ابن حنظلیہ کی نحوست تھی کہ اس خدا کے بندے نے یہاں پر اونٹ ایسی بری طرح سے ذبح کئے تھے کہ ان کا خون سب خیموں میں بہتا ہوا پھرتا تھا جو بد قسمتی کی صریح نشانی تھی یہ سن کر وہ دونوں بھائی کہنے لگے کہ جناب ہم تو اس قصہ کو دیکھ کر خود ہی سب سے پہلے دہشت زدہ ہو گئے تھے لیکن جب آپ جیسے بزرگوار اور آپ کی سب قوم کو جاتے ہوئے دیکھا تو آپ لوگوں کی تابعداری کی وجہ سے ہمیں بھی مجبوراً جانا ہی پڑا ورنہ ہماری ذاتی رائے تو اس کے بالکل خلاف تھی۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبد الرحمٰن بن حارث نے اور ان سے مخلد بن خفاف نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز قریش کے پاس زرہیں بہت تھیں اور جس وقت جنگ کا نقشہ ان کے خلاف ہو گیا اور وہ شکست کھا کر بھاگنے لگے تو ہلکے ہونے کے لئے

زرہوں کو راستہ میں پھینکتے جاتے تھے اور مسلمان ان کا تعاقب بھی کر رہے تھے اور جو جو سامان وہ ڈالتے جاتے تھے اس کو بھی اٹھا لیتے تھے چنانچہ منجملہ ان کے میں نے بھی تین زرہیں اٹھالیں اور ان کو لے کر گھر چلا آیا پھر وہ مدت تک میرے پاس رہیں اسی اثناء میں ایک قریشی شخص میرے یہاں مہمان ہوا اتفاق سے اس کی نظر ان زرہوں پر بھی پڑ گئی اس نے ان کو پہچان لیا اور ایک زرہ کی نسبت کہنے لگا یہ زرہ تو حارث بن ہشام کی ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن حمید نے اور ان سے عبداللہ بن عمر بن امیہ نے بیان کیا کہ جو لوگ بدر کے روز شکست کھا کر بھاگے تھے ان کا بیان ہے کہ اس روز ہم پر اس قدر دہشت سوار تھی کہ ہم بھاگتے بھاگتے اپنی جی میں یہ کہہ رہے تھے کہ بس آج جیسا دن مصیبت و آفت کا کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ جس سے سب عام و خاص عورتوں کے سوا بھاگ نکلے۔

قباث بن اشیم کنانی کے مزار کا واقعہ:

کہتے ہیں کہ قباث بن اشیم کنانی اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ بدر کے روز میں بھی قریش کے ساتھ تھا جنگ شروع ہونے سے پہلے مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں میں ہے کیا بس مٹھی بھر تو ہیں اور ہمارا لشکر مقدار سے بھی کہیں زائد معلوم ہو رہا تھا اور ساز و سامان کا انبار نظر آتا تھا اور جب شکست کھا کر ہماری فوج میں بھگدڑ پڑی ہے تو الامان الحفیظ خدا کی پناہ ہم لوگوں پر اس قدر وحشت برستی تھی کہ میں ششدر ہو ہو کر ہر شخص کے منہ کو باؤلوں کی طرح تکتا تھا اور بھاگتا بھاگتا اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ ایسی جنگ کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ جس میں عورتوں کے سوا سب کو بھاگنا پڑ رہا ہے اسی سرگردانی کے عالم میں ایک اور شخص میرے ساتھ ہو گیا تھا ہم دونوں چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں اور آدمی بھی پیچھے سے ہمارے ساتھ آ ملے میں نے ان سے آگے نکلنے کے خیال سے اپنے ساتھی سے کہا کہ کچھ سکت بھی ہے اس نے کہا خدا کی قسم میں تو بھاگتے بھاگتے تھکن سے چکنا چور ہو گیا ہوں مجھ میں تو اب بالکل ہمت نہیں رہی اور اتنا چلنا بھی دشوار ہو رہا

ہے آخر یہ کہہ کر وہ تو پیچھے رہ گیا اور میں ان سے جدا ہو کر آگے نکل گیا اور صبح کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے مقام غیقہ میں (جو مقام سقیا کے بائیں جانب واقع ہے اور مقام فرع اس سے ایک رات کے فاصلہ پر ہے اور مدینہ آٹھ منزل کے فاصلہ پر ہے) پہنچ گیا اگر چہ میں راستہ سے بخوبی واقف تھا مگر چونکہ پیچھے سے دشمن کے آ جانے کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے اصلی راستہ کو ترک کر دیا تھا اور ادھر ادھر سے نکل کر یہاں تک بڑی مشکل سے آیا تھا مگر خیر خدا کا شکر ہے کہ یہاں پر ایک شخص میری قوم کا مل گیا اور مجھ سے دریافت کرنے لگا کہ کہو پیچھے کی کچھ خیر خبر ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ بس کچھ نہ پوچھ تفصیل تو تجھے کیا بتلاؤں خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا تو بالکل ناس ہو گیا قتل کے قتل ہو گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے اور جو کچھ باقی بچے تھے وہ شکست کھا کر سب تتر بتر ہو گئے اب تو یہ بتا کہ تیرے پاس کوئی سواری بھی ہے یا نہیں اس نے کہا ہاں ہے کیوں نہیں غرض کہ وہ میرے واسطے ایک سواری لایا اور کچھ زادراہ بھی میں اس پر سوار ہو کر مقام جحفہ سے سیدھی سڑک پر ہو لیا اور جوں توں کر کے مکہ پہنچا اثناء راہ میں میں نے مقام غنیم کے پاس حیسمان بن حابس خزاعی کو دیکھا تھا اگر میں چاہتا تو اس سے پہلے مکہ میں پہنچ جاتا مگر صرف اس مصلحت سے کہ اچھا ہے مکہ میں جا کر قریش کی شکست وغیرہ کی خبر مجھ سے پہلے یہی پہنچا دے اس سے ذرا الگ ہو کر پیچھے رہ گیا چنانچہ وہ ذرا سے دن چلتے ہوئے مجھ سے پہلے مکہ میں داخل ہو گیا اور ان کو قریش کی سب خبریں پہنچا دیں کہ ان کا یہ حشر ہوا ہے اس پر وہ سب بگڑ گئے اور اس کو لعنت ملامت کرنے لگے کہ جا کمبخت اچھی خبر لے کر آیا ہے سب ہی کے پاؤں اکھاڑ دیئے یہ قصہ درپیش ہی تھا کہ اتنے میں میں پہنچ گیا اور مدت تک وہیں رہا۔

قباث بن اشیم کا قبول اسلام:

جب غزوہ خندق ہو چکا تو اس وقت میرے جی میں اسلام کی ذرا سی جھلک معلوم ہوئی اور یہ بات پیدا ہوئی کہ چلو ذرا مدینہ میں چل کر دیکھو تو سہی محمدؐ کیا کہتا ہے چنانچہ میں مدینہ پہنچا اور آپ کی نسبت دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ

دیکھو یہ مسجد کے نیچے سایہ میں چند صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں خیر میں اس طرف گیا اور مجمع کے قریب جا کر سلام کیا میں آپ سے واقف نہ تھا اور علیٰ ہذا القیاس آپ بھی مجھ سے واقف نہ تھے مگر باوجود اس کے آپ نے میرے سلام کرتے ہی فرمایا کہ اے قباث بن اشیم کیا تو ہی بدر کے روز یہ کہہ رہا تھا کہ آج جیسا منحوس دن کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ عورتوں کے سوا سب بھاگے ہی چلے جا رہے ہیں۔ قباث بن اشیم فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنتے ہی کلمہ پڑھا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ واقعی آپ خدا کے سچے نبی ہیں اور میرے پاس آپ کی سچائی کی یہ علامت ہے کہ جس بات کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کا میں نے کسی سے تذکرہ تک نہیں کیا صرف میرے جی میں یہ بات گذری تھی سو اگر آپ خدا کے سچے نبی نہ ہوتے تو وہ آپ کو اس کی اطلاع ہرگز نہ دیتا بس اب آپ تشریف لایئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں چنانچہ آپ نے میری درخواست منظور فرمالی اور میں مسلمان ہو گیا۔

مال غنیمت کا مسئلہ:

کہتے ہیں کہ جب بدر کے روز دونوں لشکر صف بستہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے لشکر میں یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص کسی مشرک کو قتل کر دے گا اس کو اس کی فلاں فلاں چیز ملے گی اور جو شخص گرفتار کرے گا اس کو فلاں فلاں اس کے بعد جب لڑائی شروع ہوئی اور مشرک شکست کھا کر بھاگ گئے تو مسلمانوں کی تین قسم کی جماعتیں ہو گئیں ایک جماعت تو رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کے لئے آپ کے خیمے کے پاس جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے تعینات رہی اور ایک جماعت نے مشرکوں کے سازو سامان کو لوٹنا شروع کر دیا اور ایک جماعت ان کے تعاقب میں نکل کھڑی ہوئی اور اثناء تعاقب میں ان کو گرفتار بھی کرتے رہے اور حسب موقع جو چیز ہاتھ لگی اس کو اٹھاتے بھی گئے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کے لئے آپ کے خیمہ پر پہرہ دیتے رہے تھے ان میں سے ایک حضرت سعد بن معاذؓ بھی تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ مشرکوں کی شکست کے وقت ہم جو آپ کے خیمہ کا پہرہ دیتے

رہے اور دشمن کے تعاقب میں نہیں گئے کچھ اس کی وجہ یہ تو تھی نہیں کہ خدانخواستہ ہمیں آخرت کے انعام واکرام کی خواہش نہیں ہے اور نہ یہ کہ ہم بزدل ہیں بلکہ اس کی ساری وجہ تھی کہ ہمیں اس بات کا خوف تھا کہ اگر آپ کا خیمہ خالی رہ جائے تو خدانخواستہ کہیں مشرکوں کی کوئی جماعت یا چند آدمی موقع پا کر آپ پر حملہ نہ کردیں اور اس جماعت میں کوئی ایک یا دو معمولی آدمی نہ تھے بلکہ انصار اور مہاجرین کے بہت سے اور بڑے بڑے آدمی تھے اور علیٰ ہذا القیاس دشمنوں کا تعاقب کرنے والے بھی بہت ہیں سو یا رسول اللہ اگر آپ مال غنیمت کو اسی قاعدہ سے جو آپ نے بیان فرمایا ہے تقسیم کریں گے تو آپ کے خیمہ مبارک کے نگہبانوں کو تو کچھ بھی نہیں بچے گا کیونکہ قیدی اور مقتول گو زیادہ ہیں لیکن جو ساز وسامان ہاتھ آیا ہے وہ تو بہ نسبت ان کے بہت کچھ کم ہے یہ سن کر بعض نے ان کے برخلاف رائے پیش کی غرض کہ ہوتے ہوتے صحابہ میں اختلاف ہو گیا کوئی کچھ کہنے لگا اور کوئی کچھ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کے لئے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ ﴾

ترجمہ:- ''اے رسول! یہ لوگ جو آپ سے غنیمتوں کی بابت پوچھ گچھ کر رہے ہیں کہ ان میں کس کس کا حصہ ہے) تو آپ ان سے یہ فرما دیجئے کہ ان میں کسی کا بھی حصہ نہیں بلکہ) یہ تو صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے ہیں چنانچہ اس فیصلہ کے نازل ہوتے ہی سب اختلاف رفع ہو گیا اور سب لوگ چپ چاپ خالی ہاتھ اپنے اپنے مقام پر واپس ہو گئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی اور اس حکم کو بالکل ہلکا کر دیا۔

﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ ﴾

''تم سب آدمی اس بات سے آگاہ ہو جاؤ کہ غنیمتوں میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے صرف پانچواں حصہ ہے) آپ نے سب کو یہ حکم سنا کر مال غنیمت کو حصہ رسد سب پر تقسیم کر دیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اور ان سے یعقوب بن مجاہد ابوجرزہ نے اور ان سے عبادہ بن ولید بن عبادہ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا عبادہ بن صامت نے بیان کیا کہ ہم نے سب غنیمتیں اللہ اور اللہ کے رسول کے سپرد کر دیں تھیں اور جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے پانچ حصے نہیں کئے تھے اس کے بعد جس وقت یہ آیت: "واعلموا ان ما" اتری اس وقت سے آپ نے پانچ حصے کرنے شروع کئے تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمہیمن بن عباس بن سہل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابواسید ساعدی نے گذشتہ جیسی روایت بیان کی۔

کمزور اور بے بس لوگوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کامیابیاں نصیب فرماتا ہے:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ نے اور ان سے سلیمان بن سحیم نے اور ان سے عکرمہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز غنیمت کے بارہ میں لوگوں کا اختلاف ہو گیا تو آپ نے یہ حکم دیا کہ غنیمت کی سب چیزوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے چنانچہ آپ کے حکم کے بموجب سب چیزیں ایک ایک کر کے جمع کر دی گئیں اس پر مسلمانوں میں سے بہادر اور مستعد لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ آپ ہم لوگوں کو بہ نسبت کمزور اور ناتواں آدمیوں کو کچھ زیادہ حصہ عنایت فرمائیں گے مگر جب آپ تقسیم کرنے لگے تو اس کے برخلاف آپ نے سب کو برابر برابر حصہ دینے کا حکم فرمایا حضرت سعدؓ نے یہ ارشاد سن کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ جوانوں اور بوڑھوں کو یکساں حصہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ تجھے خدا سمجھائے جوانوں کو انہیں کمزور اور بے بس لوگوں کی برکت سے کامیابی نصیب ہوتی ہے پھر انہیں کیوں کم دیا جائے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالحمید بن جعفر نے بیان کیا کہ میں نے موسیٰ بن سعد بن زید بن ثابت سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز قیدیوں اور ہتھیاروں وغیرہ اور دیگر

اشیاء کے لئے کیا قاعدہ رکھا تھا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ آپ نے لشکر میں یہ منادی کرادی تھی کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا اس کا سب مال و سامان وغیرہ اس قاتل ہی کو ملے گا اور جو کسی کو قید کرے گا وہ قیدی اس کی ملک ہو جائے گا چنانچہ اسی قانون کے موافق ہر ایک قاتل کو اس کے مقتول کا ساز و سامان ملا باقی جو سامان لشکر میں سے ہاتھ لگا یا وہ سامان جو بغیر لڑائی کے ملا وہ سب کو برابر برابر تقسیم کر دیا گیا اس کے بعد میں نے عبدالحمید بن جعفر سے ابو جہل کے سامان کی نسبت دریافت کیا کہ اس کا سامان کس کو ملا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے متعلق ہمارے نزدیک کوئی بات متعین نہیں ہے بعض کا قول تو یہ ہے کہ اس کا سب سامان معاذ بن عمرو بن جموح نے لیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو عنایت فرما دیا تھا اس پر میں نے عبدالحمید سے دریافت کیا کہ وہ کون کون صاحب ہیں ذرا ان کے نام تو بتلا دیجئے انہوں نے فرمایا کہ پہلا تو خارجہ بن عبداللہ بن کعب سے منقول ہے اور دوسرا سعید بن خالد قارظی سے۔

کہتے ہیں کہ ولید بن عتبہ کی زرہ اور خود وغیرہ حضرت علیؓ نے لے لی تھی اور عتبہ کے ہتھیار حضرت حمزہؓ نے اور شیبہ بن ربیعہ کے ہتھیار اور زرہ وغیرہ حضرت عبید بن حارثؓ نے حتیٰ کہ ان کے بعد ان کے وارثوں کی طرف منتقل ہو گئے۔

ہم سے شیخ ابو بکر بن محمد بن عبدالباقی بن محمد بزاز نے اور ان سے ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے محرم ۴۴۷ھ میں اور ان سے محمد بن حیویہ نے اور ان سے عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے محمد بن یحییٰ بن سہیل نے اور ان سے ان کے چچا محمد بن سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کے قیدی اور ہتھیار اور تمام ساز و سامان وغیرہ ہمارے سامنے حاضر کیا جائے چنانچہ آپ کے فرمان کے موافق جب سب چیزیں آپ کے سامنے حاضر کر دی گئیں تو آپ نے قیدیوں کو تو قرعہ ڈال کر تقسیم فرمایا کہ جو قیدی جس مسلمان کے قرعہ میں نکل آیا اسی کو مل گیا اور مقتول مشرکوں کے سامان کی نسبت یہ حکم نافذ فرمایا کہ ہر مسلمان قاتل اپنے اپنے مقتول مشرک کا سامان لے لے اور جو چیزیں

مشرک پڑاؤ میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ سب مسلمانوں کو برابر برابر تقسیم فرمادیں۔

راوی کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک قابل اعتبار یہی بات ہے کہ لڑائی سے پہلے جو چیز آپ نے کسی کے لئے مقرر فرمادی وہ تو اسی کو عنایت کر دی اور جو چیزیں غیر مقرر تھیں ان کو سب پر برابر برابر تقسیم کر دیا اور غنیمت کے سامان پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن کعب بن عمرو مازنی کو پہرے دار مقرر فرمادیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ یہ تقسیم آپؐ نے مقام سیر (جو مقام صفرا کی گھاٹی کی شاخ ہے) میں فرمائی تھی اور پہریدار خباب بن ارت کو فرمایا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے مسور بن رفاعہ نے اور ان سے عبداللہ بن مکنف حارثی نے اور ان سے حارثہ انصاری نے بیان کیا کہ جب غنیمت کی سب چیزیں جمع ہو چکیں تو ان میں اونٹ اور پالان اور ہتھیار اور کپڑے وغیرہ ہر قسم کا سامان تھا آپ نے سب کو حصہ رسد دیدیا چنانچہ کسی کے حصہ میں ایک اونٹ سامان سمیت آیا اور کسی کے حصہ میں دو اونٹ اور کسی کے حصہ میں صرف ایک کھال آئی چونکہ لشکر میں تین سو تیرہ آدمی تھے اور دو گھوڑے اس لئے آپ نے کل سامان وغیرہ کے تین سو سترہ حصے کئے تھے جس میں سے ہر آدمی کو ایک ایک حصہ دیا اور گھوڑوں کے دو دو اور آٹھ آدمی عذر کی وجہ سے لشکر میں حاضر نہ ہو سکے تھے اس لئے آپ نے ان کے حصے بھی نکالے جن میں سے تین تو بالاتفاق مہاجرین میں سے ہیں ایک تو عثمان بن عفانؓ (جن کو حضور نے اپنی صاحبزادی رقیہ کی تیمارداری پر تعینات کر دیا تھا) مگر آپ کی تشریف آوری سے پہلے (جس روز حضرت زید بن حارثہؓ واپس آئے ہیں) یہ انتقال فرما چکی تھیں۔ دوسرے طلحہ بن عبداللہؓ تیسرے زید بن عمرو بن نفیلؓ جن کو حضور نے قافلہ کی جاسوسی کے لئے مقام حوراء کے جنگل میں بھیجا تھا (مقام حوراء دریا کے کنارہ پر مقام ذی المروہ کے قریب واقع

ہے اور دونوں کے درمیان دوراتیں کا فاصلہ ہے اور مدینہ ذی المروہ سے آٹھ یا کچھ کم منزل کے فاصلہ پر ہے) اور پانچ قبیلہ انصار سے ایک تو ابولبابہ بن عبدالمنذر جن کو آپ نے مدینہ میں نائب بنا دیا تھا اور دوسرے عاصم بن عدی جن کو آپ نے مقام قباء اور اہل عالیہ پر نائب مقرر فرمایا تھا تیسرے حارث بن حاطب جن کو بنی عمرو بن عوف پر مامور کر دیا تھا چوتھے خوات بن جبیر جن کی مقام روحاء میں پہنچ کر کوئی ہڈی وغیرہ ٹوٹ گئی تھی پانچویں حارث بن صمہ ان کی بھی اسی مقام پر کوئی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آٹھ شخص ہمارے نزدیک بالاجماع ایسے ہیں جن کے حصے باوجود غیر حاضر ہونے کے نکالے گئے اور چار شخص ایسے ہیں جن میں اختلاف ہے منجملہ ان کے ایک تو سعد بن عبادہ ہیں جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ان کا حصہ نکالا اور جنگ سے فارغ ہونے کے بعد ان کی نسبت یہ فرمایا کہ اگرچہ سعد جنگ میں حاضر نہیں ہو سکا مگر اس کو جنگ میں آنے کی رغبت ضرور تھی حضور کے اس فرمان کی یہ وجہ تھی کہ جس وقت آپ جنگ بدر کی تیاری کر رہے تھے تو یہ اپنے قبیلہ انصار کے گھروں پر جا جا کر ان کو جہاد میں شریک ہونے کی از حد ترغیب دیتے تھے مگر اتفاق سے وہیں کسی موقع پر گر پڑے اور چوٹ زیادہ آنے کی وجہ سے لشکر میں شامل نہ ہو سکے اس لئے آپ نے ان کا حصہ نکالا اور دوسرے سعد بن مالک ساعدی ہیں جو باوجود تیاری کے مرض کی وجہ سے مدینہ میں رہ گئے اور آپ کے واپس ہونے سے پہلے آپ کے لئے کچھ وصیت فرما کر وفات پا چکے تھے تیسرے ایک اور شخص انصار ہی میں سے ہیں اور چوتھے بھی انہیں میں سے ہیں جن کے لئے آپ نے باوجود جہاد میں شریک نہ ہونے کے حصے نکالے ہیں مگر ان چار پر سب کا اتفاق نہیں ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے یعقوب بن زید نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جو بارہ آدمی بدر میں شہید ہو گئے تھے آپ نے غنیمت میں سے ان کے حصے بھی نکالے تھے چنانچہ زید بن طلحہ سے عبداللہ بن سعد بن خیثمہ نے بیان کیا کہ

رسول اللہ ﷺ نے میرے والد کا جو شہید ہو گئے تھے تقسیم کے وقت حصہ نکالا تھا اور اس کو ہمارے پاس عویم بن ساعدہ لے کر آئے تھے۔

نبی ہر گز ضیافت نہیں کر سکتا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن سبرہ نے اور ان سے مسور بن رفاعہ نے اور ان سے عبداللہ بن مکنف نے اور ان سے سائب بن ابی لبابہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مستر بن عبدالمنذر کے لئے بھی مال غنیمت سے حصہ نکالا تھا اور اس حصہ کو ہمارے پاس معن بن عدی لے کر آیا تھا اور بدر کے روز غنیمت میں ایک سو پچاس اونٹ ہاتھ لگے تھے نیز قریش کے پاس بہت سا سامان چمڑے کا بھی تھا جو قریش تجارت کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے اس کو بھی مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا اس سامان میں ایک سرخ چادر بھی تھی جو کسی شخص نے چرالی تھی مگر بعض نادان لوگوں نے اس کو آپ کی طرف منسوب کر دیا اور کہنے لگے کہ بس آپ کے سوا اور کسی نے نہیں لی اس پر آپ کی برأت کے لئے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿وما کان لنبی ان یغل﴾ الخ۔

"نبی سے خیانت کا صدور ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

اس کے بعد ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع کی کہ یا رسول اللہ! وہ چادر تو فلاں شخص نے چرائی ہے آپ نے اس کو طلب فرما کر اس سے دریافت کیا تو اس نے صاف انکار کر دیا مخبر بھی وہیں موجود تھا اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ بالکل جھوٹا ہے اسی نے چرائی ہے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ اس جگہ کو کھدوایئے اس نے یہاں دبا رکھی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس جگہ کو کھدوایا تو واقعی چادر وہیں سے نکلی اور اس کا چور ہونا ثابت ہو گیا بعد میں ایک شخص نے اس کی سفارش کی اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس سے غلطی ہو گئی آپ معاف فرمایئے اور خدا سے بھی اس کے لئے معافی کی درخواست کر دیجئے آپ نے اس سفارش کو منظور

نہیں فرمایا اور یہ فرمادیا کہ بس اس کی بابت مجھے کچھ نہ کہو۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک تو حضرت مقداد کے پاس جس کا نام (سبحہ) تھا اور ایک حضرت زبیر کے پاس اور بعض کے نزدیک حضرت مرثد کے پاس چنانچہ حضرت مقداد فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے ایک حصہ تو میرا نکالا تھا اور ایک حصہ میرے گھوڑے کا اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے سوار کا ایک حصہ نکالا اور گھوڑے کے دو حصے نکالے۔

ابوجہل کا اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمجید بن ابی عبس نے اور ان سے ابوعفیر محمد بن سہل نے بیان کیا کہ کہ ابو بردہ بن دینار نے بدر کے روز زمعہ بن اسود کا گھوڑا چھین لیا تھا اور تقسیم کے وقت وہ انہیں کے حصہ میں لگا چنانچہ یہ اس کو اپنے گھر لے کر آئے اور بدر کے روز قریش کے دس گھوڑے اور بہت سا مال اور بہت سے ہتھیار مسلمانوں کے ہاتھ لگے غنیمت میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے حصے میں لگا اور مدت تک آپ کے پاس رہا چنانچہ آپ کے خانگی اونٹوں کے ساتھ رہا کرتا تھا اور غزوات میں بھی آیا جایا کرتا تھا پھر آپ نے اس کو حدیبیہ کے روز ہدی بنا کر قربانی کے لئے مکہ معظمہ کو روانہ کر دیا جب قریش نے اس کو دیکھا تو اس کے بدلہ میں سو اونٹ دینے لگے مگر آپ نے منظور نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ اب تو ہم اس کو قربانی کے لئے مقرر کر چکے ہیں اب کیسے تبادلہ ہوسکتا ہے اگر اس سے پہلے کہتے تو ہم ضرور کر لیتے ہمارا اس میں کیا حرج تھا اور غنیمت میں سے تقسیم ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے لئے عمدہ چیز نکال لی جاتی تھی۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ذکوان نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے ابن عباس اور محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری اور سعید بن مسیتب دونوں نے یہ بیان کیا کہ بدر کے روز ایک تلوار جس کا نام

(ذوالفقار) تھا اور منبہ بن حجاج کے حصہ میں لگی تھی بھی آپ نے اپنے لئے زیادہ پسند کی تھی اور بدر تک آپ سعد بن عبادہؓ کی تلوار سے (جس کا نام عضب تھا) اور زرہ سے جس کا نام ذات الفضول تھا جو انہوں نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کر دی تھیں کام لیتے رہے ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت بدر میں تشریف لے گئے تو آپ کے پاس تلوار نہ تھی اور سب سے اول آپ نے منبہ بن حجاج کی تلوار جو بدر کے روز اس کو غنیمت میں سے ملی تھی اپنے جسم مبارک پر باندھی تھی۔

ابو اسید کی حضرت ارقم سے چند شکایات:

واقدی فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالمہیمن بن عباس نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو اسید ساعدی نے بھی صالح بن کیسان کے موافق بیان کیا ہے اور یہ ابو اسید ساعدی جب کبھی ارقم بن ابی ارقم کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے تو ان کی نسبت کچھ گلہ شکوہ کیا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان سے کوئی ایک ہی شکایت نہیں ہے بلکہ کئی شکایتیں ہیں اور جب ان سے ان شکایتوں کو دریافت کیا جاتا تھا کہ جناب وہ کیا شکایتیں ہیں تو یہ تین شکائتیں بیان کیا کرتے تھے ایک تو یہ کہ بدر کے روز رسول اللہ ﷺ نے سب مسلمانوں کو یہ حکم دیدیا تھا کہ غنیمت کی جو چیز کسی کے پاس ہو وہ واپس کر دے اور سب ایک جگہ جمع کر دی جائیں چنانچہ جملہ اور لوگوں کے میں نے بھی ایک تلوار ابن عائذ مخزومی کی جس کا نام مرزبان تھا اور میری چھینی ہوئی تھی اور بڑی قدر و قیمت کی تھی اور مجھے اس کے دوبارہ مل جانے کی آرزو تھی واپس کر دی میرے واپس کرتے ہی ان حضرت نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی درخواست کی اور آپ کی عادت مبارک یہ تھی کہ کسی کی درخواست کو رد نہیں کرتے تھے چنانچہ آپ نے ان کی درخواست منظور کی اور وہ تلوار ان کو دیدی یہ اس کو مزے سے لے کر بیٹھ گئے غرض کہ جان تو میں نے ماری اور مزہ

سے لے لی ان حضرت نے۔ دوسری شکایت یہ ہے کہ ایک روز اتفاق سے میرا چھوٹا لڑکا مسمی (یفعہ) کہیں باہر جارہا تھا راستہ میں اس کو ایک بھوتنی مل گئی اور پکڑ کر کمر پر لادے لئے جارہی تھی۔ (راوی کہتا ہے کہ اثناء گفتگو میں ابواسید سے دریافت کیا گیا کہ اس زمانہ میں بھوتنیاں ہوا کرتی تھیں انہوں نے کہا ہاں ہوا کرتی تھیں لیکن اب سب غارت ہوگئیں) کہ اچانک ابن ارقم مل گیا میرا لڑکا اس کو دیکھ کر بہت چیخا چلایا اور اس سے ہر چند رو رو کر داد و فریاد کی مگر اس نے ایک نہ سنی صرف لڑکے سے یہ دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ اس نے اپنا پورا پتہ بتلایا اور بھوتنی کا قصہ سنایا تو بھوتنی نے یہ بہانہ کردیا کہ میں تو اس کی اناں ہوں یہ شوخی سے ایسی باتیں کررہا ہے آخر اس نے اس بھوتنی کی بات تو تسلیم کرلی مگر لڑکا ہر چند سر پکڑ کر بیٹھ رہا اور اس کی تکذیب کرتا رہا مگر اس نے لڑکے کی ایک نہ سنی۔ تیسری شکایت یہ ہے کہ ایک دفعہ میرا گھوڑا رسا تڑوا کر بھاگ گیا تھا ان کو کہیں جنگل میں مل گیا پکڑ کر اس پر سوار ہوئے اور گھر کا راستہ لیا جب مدینہ کے قریب پہنچے تو وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ گیا آخر میرے پاس عذر و معذرت کرنے لگے کہ وہ گھوڑا مجھ سے چھوٹ کر بھاگ گیا ہے۔ میں نے درگذر کی مگر وہ گھوڑا اب تک نہیں ملا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن اسماعیل بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بدر کے روز عاص بن منبہ کی تلوار کے لئے درخواست کی چنانچہ آپ نے میری گذارش کو منظور فرما کر وہ تلوار مجھے عنایت فرمادی مگر یہ بات اللہ کو ناگوار گذری تو میرے بارہ میں یہ آیت نازل فرمائی جس میں اس قسم کے سوالات کی ممانعت فرمادی (یسئلونک عن الانفال) جو لوگ وقت بے وقت آپ سے غنیمت کی چیزیں مانگتے رہے ہیں ان کو منع کر دیجئے اور ان سے یہ فرمادیجئے کہ غنیمت کا کل ساز و سامان اللہ اور اللہ کے رسول کا ہے کہ حسب موقع اپنی مرضی کے موافق اس کو صرف کریں سو تم موقع بے موقع چیزیں مانگ مانگ کر تنگ نہ کیا کرو۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند غلاموں کو جو بدر میں حاضر ہوئے تھے اپنے لئے لے لیا تھا اور غنیمت میں سے ان کو حصہ نہیں دیا تھا ان میں سے ایک غلام تو حاطب بن ابی بلتعہ کا تھا اور ایک عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا اور ایک سعد بن معاذؓ کا اور قیدیوں کے پہرے پر آپ کا غلام شقران مقرر تھا اس لئے ان سب غلاموں نے مل کر ہر ایک قیدی سے اتنا اتنا مال وصول کر لیا جتنا کہ انکو آزاد ہونے کی صورت میں تقسیم کے وقت غنیمت میں سے ملتا۔

قیدی کے بارے میں مجاہدین کا نزاع:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن اسماعیل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے بدر کے روز سہیل بن عمرو کے ایک تیر تاک کر مارا جس سے اس کی رگ کٹ گئی اور وہ بھاگ لیا میں اس کے پیچھے پیچھے خون کو دیکھتا ہوا گیا آگے جا کر دیکھا تو اس کو مالک بن دخشم پکڑے ہوئے لا رہے ہیں میں نے مالک سے کہا کہ بھائی یہ تو میرا قیدی ہے میں نے اس کے تیر مارا ہے اس نے کہ نہیں میرا قیدی ہے کیونکہ میں نے اس کو پکڑا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب ان دونوں سے آپس میں فیصلہ نہ ہو سکا تو آخر کار آپ کے سامنے معاملہ پیش کیا گیا آپ نے قطع نزع کی غرض سے دونوں کو نہ دیا اور اپنے لئے رکھ لیا اس پر یہ دونوں خوشی سے رضامند ہو گئے پھر آپ نے اس غلام کو مالک بن دخشم کی نگرانی میں چھوڑ دیا وہ ان کے پاس رہتا رہا مگر واپسی کے وقت جب مقام روحاء میں پہنچے تو وہ بھاگ گیا یہ ادھر ادھر لشکر میں بہت چیختے چلاتے پھرے مگر اس کا کہیں پتہ نہ چلا پھر تو یہ بہت حیران ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں گے اور اس کو ڈھونڈھنے کے لیے چل دیئے آپ تک بھی اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ کو اس کی حرکت سخت ناگوار گزری اور آپ نے اس کی نسبت یہ حکم فرمایا کہ جس شخص کو مل جائے اس کو فوراً قتل کر دو مگر حسب اتفاق وہ آپ ہی کو مل گیا تو آپ نے اس کو قتل نہیں فرمایا۔

حضرت عمرؓ کا ایک قیدی کو قتل کرنا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عیسیٰ بن حفص بن عاصم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو بردہ بن دینار کو مشرکوں کا ایک قیدی مل گیا تھا جس کا نام معبد بن وہب تھا اور وہ بنی سعد بن لیث کے کنبہ سے تھا ابو بردہ اس کو لئے ہوئے جا رہے تھے کہ اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی اور حضرت عمر کی عادت یہ تھی کہ جس مسلمان کے پاس کسی قیدی کو دیکھتے تھے اس سے یہی فرمایا کرتے تھے کہ اس کو قتل کر دے مگر ابھی تک وہ ابو بردہ سے یہ بات کہنے نہ پائے تھے کہ یہ غلام ان سے کہنے لگا کہ اے عمر! کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم قریش پر غالب آ گئے اگر تم یہ سمجھ رہے ہو تو لات اور عزیٰ کی قسم یہ بالکل غلط ہے یہ سن کر غلام کی گستاخی پر حضرت عمر کو جوش آ گیا اور آپ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ اس خبیث کے بچے کی منہ زوری تو دیکھو پھر اس سے فرمانے لگے کہ خبیث کے بچے تو ہمارے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر بھی ایسی منہ زوری اور گستاخی کرتا ہے آخر دھمکانے کے بعد اس کو ابو بردہ کے ہاتھ سے لے لیا اور فوراً قتل کر دیا بعض کا قول یہ بھی ہے کہ اس کو ابو بردہ نے ہی قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوبکر بن اسماعیل نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عامر بن سعد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر میں ممانعت فرما دی تھی کہ کوئی شخص سعد کے سامنے اس کے بھائی کے قتل کا ذکر نہ کرے ورنہ وہ سب قیدیوں کو جو تمہارے پاس ہیں قتل کر دے گا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے بنی ہاشم کے ایک غلام خالد بن ہیثم نے اور ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قیدیوں کے قتل کرنے سے ممانعت کر دی تھی اور یہ فرما دیا تھا کہ کوئی شخص اپنے یا دوسرے کے قیدی کو قتل نہ کرے سعد بن معاذ کو یہ حکم

ذرا گراں گزرا چنانچہ آپ نے ان کی حالت کو دیکھ کر فرمایا کہ اے ابوعمرو شاید یہ حکم تجھے گراں معلوم ہوا ہے کہ قیدیوں کی قید پر بس کی جائے اور ان کو قتل نہ کیا جائے سعد نے عرض کیا کہ بے شک یا رسول اللہ! مجھے ناگوار معلوم ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہماری اور کافروں کی پہلی مڈبھیڑ ہے اس میں تو میرا یہی جی چاہتا ہے کہ اللہ ان کو ہر طرح سے ذلیل وخوار کر دیں اور ہم خوب دل کھول کر ان کا خون بہائیں اور نضر بن حارث کو حضرت مقداد نے گرفتار کیا تھا جب بدر سے کوچ ہوا تو ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو ساتھ لئے ہوئے تھا۔

نضر بن حارث کے دل میں رسول خدا کا رعب اور اس کا قتل ہونا:

مقام اثیلہ میں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ سب قیدی ہمارے سامنے پیش کئے جائیں چنانچہ سب نے اپنے اپنے قیدی پیش کئے منجملہ ان کے حضرت مقداد نے بھی اپنے قیدی نضر بن حارث کو پیش کیا اور قیدیوں کو تو آپ نے سرسری نظر سے دیکھا مگر نضر بن حارث کو دیر تک دیکھتے رہے اس سے نضر بن حارث پہچان گیا کہ بس اب تیری خیر نہیں ہے اور ایک شخص سے جو اس کے پہلو میں کھڑا ہوا تھا گھبرا کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد مجھے قتل کرے گا میری طرف ایسی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے جن سے موت ٹپک رہی ہے اس شخص نے اس کی گھبراہٹ کو دیکھ کر ذرا تسلی دی اور کہا کہ نہیں قتل نہیں کریں گے خدا کی قسم تیرے اوپر صرف رعب پڑ گیا ہے اس کے بعد نضر بن حارث مصعب بن عمیر کی خوشامد درآمد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے مصعب! یہاں تو تو ہی میرا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے ذرا مہربانی کر کے محمد سے میری سفارش کر دے کہ مجھے قتل نہ کریں اور دوسرے قیدیوں کی طرح مجھے بھی مدینہ ساتھ لے چلیں وہاں جو سب کا حشر ہوگا وہی میرا ہو جائے گا اور خدا کی قسم اگر تو سفارش نہیں کرے گا تو بس مجھے ایسا معلوم ہو رہا کہ محمد مجھے قتل کرنے ہی والا ہے۔ مصعب نے کہا: کمبخت تجھے یہ بھی یاد ہے کہ تو قرآن کی نسبت کیا کیا کہا کرتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت کیا کیا کہا کرتا تھا اب تیرے لئے سفارش کرنے کو کیا جی چاہے اور تیری سفارش کروں تو

کس منہ سے کروں نضر بن حارث ان کو خفا دیکھ کر اور زیادہ گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ بھائی بس خدا کے واسطے اتنی سفارش کر دے کہ مجھے یہاں قتل نہ کیا جائے اور قیدیوں کے ساتھ مجھے بھی مدینہ لے چلیں اگر وہ وہاں قتل ہوں گے تو بلا سے میں بھی قتل ہو جاؤں گا اور اگر محمد نے ان پر کرم کیا تو مجھ پر بھی کرم ہو جائے گا۔ حضرت مصعب نے فرمایا کہ بتلا اب میں کس طرح کروں تیری ایک حرکت ہوتی تو خیر کچھ پردہ پوشی اور درگذر ہو ہی جاتی جب تیری ہزاروں حرکتیں ہیں تو کس طرح کام چلے ایک تیری حرکت یہی کتنی زبردست ہے کہ تو مسلمانوں کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اس پر وہ کچھ مایوس سا ہو کر کہنے لگا کہ یار تو تو بڑی اکھڑی اکھڑی باتیں کر رہا ہے اور خدا کی قسم اگر تجھے قریش گرفتار کر لیتے تو جب تک میری جان میں جان رہتی تیرا بال بھی بیکا نہ ہونے دیتا۔ حضرت مصعبؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ بالکل سچ اور صحیح ہے مگر میں تو اب تیرے جیسا نہیں ہو سکتا ہوں اسلام نے پہلی تمام راہ رسموں کو توڑ پھوڑ دیا ہے اس لئے اب اس کے مقابلہ میں کسی تعلق کا لحاظ پاس نہیں کیا جا سکتا یہ بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں حضرت مقداد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ میرا قیدی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی گردن مار دے اور پھر ان کو یہ دعا دی کہ اے اللہ! مقداد کو آپ اپنے کرم اور فضل سے غنی کر دیجئے ان کو قتل کرنے میں کسی وجہ سے کچھ دیر ہو گئی تو حضرت علیؓ نے اس کو بندھے بندھائے کو وہیں مقام اثیلہ میں فوراً قتل کر دیا۔

سہیل بن عمرو کے بارے حضور کی پیشین گوئی کا ظہور:

جس وقت سہیل بن عمرو گرفتار ہو کر آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس کے اگلے دانت نکلوا دیجئے جس سے اس کی زبان باہر کو نکلنے لگے اور قابو میں نہ رہے پھر یہ آپ کی نسبت جو بری تقریریں کرتا پھرتا ہے وہ سب بھول جائے گا آپ نے فرمایا کہ نہیں میں کسی آدمی کا مثلہ کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں کسی کا مثلہ کروں گا تو خدا میرا مثلہ کرے گا اگرچہ میں نبی ہوں علاوہ ازیں جیسے اس نے ہمارے خلاف تقریریں کی ہیں شاید کسی وقت ہمارے موافق بھی کرے

چنانچہ حضور کی پیشین گوئی آپ کی وفات کے وقت ظاہر ہوئی کہ جب حضور کی وفات کے بعد مسلمانوں میں عام طریقہ سے ہیجان پیدا ہو گیا اور لوگوں کے خیالات دگرگوں ہونے لگے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تو مدینہ میں ایک پرزور تقریر کر کے لوگوں کی دستگیری کی اور ان کو ہلاکت سے بچا لیا اور حضرت سہیل بن عمرو نے مکہ میں ہو بہو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسی تقریر کر کے اہل مکہ کی تسلی تشفی کی چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سہیل بن عمرو کی اس تقریر کی خبر پہنچی تو آپ نے نہایت خوش ہو کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا کہ واقعی آپ سچے خدا کے رسول تھے کہ جس امر کی آپ نے پیشن گوئی فرمائی وہ بعینہ آج ہمارے سامنے موجود ہے کل یہ شخص اسلام کا کس قدر دشمن تھا اور آج کیسا حامی کار ہو رہا ہے۔

قیدیوں کی رہائی کا فیصلہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے روز حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قیدیوں کے بارے میں خدا کا یہ حکم لائے کہ یا تو آپ ان کو قتل کر دیں یا ان سے مال لے کر چھوڑ دیں مگر دوسری صورت میں اگلے سال میں اتنے ہی آدمی تمہارے قتل ہوں گے اس پر آپ نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور سب کو خدا کا حکم سنا دیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں دوسری صورت منظور ہے اس وجہ سے کہ اس وقت تو مال لینے سے ہمیں تقویت حاصل ہو جائے گی باقی آئندہ سال جو اتنے ہی آدمی ہمارے قتل ہوں گے سو وہ شہید ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے جو ہماری اصل چاہت ہے غرض کہ اس وقت مال لینے میں بہر صورت سہولت و منفعت ہے اور ان کے قتل کرنے میں کوئی مصلحت معلوم نہیں ہوتی آخر آپ نے سب کے کہنے کی وجہ سے ان سے مال لے کر چھوڑ دیا اور جتنے قیدیوں کو چھوڑا تھا اتنے ہی مسلمان اگلے سال جنگ احد میں شہید ہو گئے۔

سیدنا ابو بکرؓ کی قیدیوں کے بارے سفارش:

کہتے ہیں کہ جب بدر میں مشرک گرفتار ہو کر قیدی ہو گئے تو آپ نے ان پر پہرے

کے لیے اپنے ایک غلام شقران کو مقرر فرما دیا اور ان کی نسبت مسلمانوں نے آپس میں قرعے بھی ڈال لئے تھے مگر باوجود اس کے وہ کافر پھر بھی زندگی کی امید میں لگے ہوئے تھے اور آپس میں یہ چرچا کر رہے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلو کیونکہ وہ قریش میں سب سے زیادہ رحم دل ہیں اور قرابت اور رشتہ داری کا سب سے زیادہ خیال کرنے والے ہیں علاوہ ازیں محمدؐ ان کا لحاظ بھی سب مسلمانوں سے زیادہ کرتے ہیں جس سے قوی امید ہے کہ اگر آپ محمد سے ہماری نسبت کچھ سفارش کر دیں گے تو ضرور ہماری جان بچ جائے گی چنانچہ مشورہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا وہ حضرت کو بلا کر لے آیا جب آپ قیدیوں کے پاس پہنچے تو وہ بہت عاجزی سے آپ کی خوشامد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوبکر ذرا تم غور کرو کہ ہماری تمہاری رشتہ داری کا کیا حال ہے؟ بعض لوگ تو ہم میں مسلمانوں کے باپ ہیں اور بعض بیٹے ہیں اور بعض بھائی ہیں اور بعض چچا ہیں اور جو لوگ ہمارے دور کے رشتہ دار ہیں تو وہ تمہارے محمد کے قریبی رشتہ دار ہیں سو بھائی ایسی حالت میں ہمارے حال زار پر کچھ تو رحم کھاؤ اور ذرا اپنے محمد صاحب سے ہماری اتنی سفارش کر دو کہ یا تو وہ ہمیں اپنے مراحم خسروانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں اور اگر بالفرض ایسا نہ کر سکیں تو پھر مال کے بدلے میں ہمیں رہائی دیں غرض جس صورت سے ہو سکے ہماری رہائی کی کوئی سبیل کیجئے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی سب کہانی سن کر وعدہ فرمایا کہ میں ان شاءاللہ تمہاری کوشش میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑوں گا اور ان کے پاس سے رخصت ہو کر فوراً رسول اللہ ﷺ کی طرف تشریف لے گئے۔

بدر کے قیدیوں کے بارے میں صدیق وفاروق کا اختلاف رائے:

اس کے بعد ان قیدیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت آپس میں مشورہ کیا کہ عمر بن خطابؓ ہم سے بہت کار خوردہ ہے اور فی نفسہ مزاج کا بھی سخت ہے لہٰذا اس کو بھی سفارش میں شامل کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ ٹانگ اڑا دے اور یہ سب محنت کی کرائی ضائع ہو جائے غرض کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی ایک شخص کو

بلانے کے لئے بھیجا اس نے جا کران کی طرف سے سلام و پیام پہنچایا تو آپ تشریف لائے ان سب نے آپ کی بھی حضرت ابو بکرؓ کی طرح خوشامد درآمد کی اور وہ سب قصہ جو حضرت ابو بکرؓ کو سنایا تھا ان کے بھی گوش گذار کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سن سنا کر فرمایا کہ ہاں تم خوب امید رکھو میں تمہاری برائی میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کروں گا یہ کہہ کر وہاں سے واپس ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کی خدمت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بہت سے آدمی حاضر ہیں اور ابو بکر رسول اللہ ﷺ کو قیدیوں کی طرف سے نرم کر رہے ہیں اور آپ کے جوش کو ٹھنڈا کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں یہ قیدی تو سب ہمارے ہی رشتہ دار اور عزیز قریب ہیں کوئی باپ ہے کوئی بیٹا ہے کوئی بھائی ہے کوئی چچا ہے سو آپ مہربانی فرما کر بس اب تو ان پر رحم ہی فرما دیجئے اللہ آپ پر بھی رحم فرمادیں گے یا کم از کم ان سے کچھ مال لے کر ان کو چھوڑ دیجئے شاید اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے ان کو دوزخ سے نجات بخش دے کہ یہ چھوٹ جانے کے بعد مسلمان ہو جائیں علاوہ ازیں اس وقت ہمارا غربت کا زمانہ ہے اس مصلحت سے بھی مال لینا مناسب ہے کہ ہمیں اس سے تقویت حاصل ہو جائے گی پھر رسول اللہ ﷺ کو ایک طرف تنہائی میں لے گئے اور وہاں بھی آپ سے سفارش کرتے رہے مگر آپ بالکل خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت ابو بکر کی جگہ بیٹھ گئے پھر آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ سب خبیث ہیں اور اللہ کے سخت دشمن ہیں دیکھئے انہوں نے آپ کی کس شد و مد سے تکذیب کی ہے اور آپ سے کیسی دلیری سے لڑے ہیں اور کس بے حیائی سے آپ کو مکہ سے نکال دیا ہے غرض انہوں نے اپنی کسی مخالفت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی لہذا آپ ان کے متعلق اور کچھ نہ کیجئے بس سب کو بے تامل قتل کرا دیجئے یہ سب کے سب کفر کے سردار اور گمراہی کے پیش رو ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اسلام ہی کے ذریعہ سے رگڑے گا اور ان کے ذریعہ اور مشرکوں کو ذلیل وخوار کرے گا اس پر بھی رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔

اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت ابو بکر پھر وہیں اپنی جگہ آ کر بیٹھے اور حضرت رسول اللہ ﷺ سے ازسر نو پھر سفارش کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں آپ ذرا اس پر دوبارہ توجہ فرمایئے کہ ان میں ہمارے ہر قسم کے رشتے دار ہیں ان سے حماقت کی وجہ سے جو کچھ ہو گیا سو ہو گیا اب آپ ان کی حماقت پر نہ جایئے بلکہ اپنے کرم پر نظر فرما کر یا تو ان کو بالکل معاف فرما دیجئے اور یا کم از کم ان سے مال لے کر ان کو چھوڑ دیجئے اور یا رسول اللہ دیکھئے تو سہی یہ تو آپ ہی کی قوم اور قبیلہ ہے سو آپ ہی کیوں ان کو پہلے پہل اپنے ہاتھ سے غارت کرتے ہیں؟ یہ بات بالکل غیر مناسب ہے اس کے علاوہ ان کے قتل کرنے سے تو یہ بدرجہا بہتر ہے کہ اللہ ان کو ہدایت کر دے اس پر بھی رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا یہ گذارش کرنے کے بعد حضرت ابو بکرؓ وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے تو حضرت عمر پھر آپ کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کیا سوچ و بچار کر رہے ہیں ان کو قتل کیوں نہیں کر دیتے اللہ ان کو اسلام کے ذریعہ سے تو پیسے گا اور ان کے ذریعہ سے باقی مشرکوں کو ذلیل و خوار کرے گا یہ خبیث اللہ کے دشمن ہیں اور آپ کو جھٹلاتے ہیں اور آپ کو کس کس طرح دق کر کے مکہ سے نکالا ہے لہذا اب ان سے درگذر کرنے کا کیا موقع رہا ہے یا رسول اللہ! ان کی طرف سے مسلمانوں کے دل بہت دکھے ہوئے اور جلے ہوئے ہیں آپ ان کو بھی تو ذرا ٹھنڈا کر دیجئے ان کے قتل ہونے سے ان کے کچھ تو آنسو پونچھ جائیں گے اور یا رسول اللہ دیکھئے تو سہی اگر ہم کہیں ان کے قابو میں آ جاتے تو یہ ہرگز ہرگز انتقام میں کسر نہ چھوڑتے اس پر بھی رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور یہ وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے حضرت ابو بکر پھر وہیں تشریف لائے اور تیسری مرتبہ پھر آپ سے پہلے کی طرح سفارش کی مگر آپ نے جواب نہیں دیا یہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے اور اپنی گذشتہ تقریر کی مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا غرض کہ دونوں صاحبوں نے ایک دوسرے کے بالکل برخلاف حضرت کی خدمت میں عرض معروض کی مگر آپ نے دونوں میں سے کسی کو بھی

جواب نہیں دیا آخر دونوں خاموش ہو کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور کچھ دیر تک وہیں رہے۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی شان:

آپ کے بعد یہاں لوگوں میں قیدیوں کی نسبت خوب چہ میگوئیاں ہوئیں بعض نے کہا کہ ان کی بابت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے صائب ہے اور بعض نے کہا نہیں حضرت عمر کی رائے درست ہے یہی چرچا ہو رہا تھا کہ اتنے میں آپ باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کی باتیں سن کر فرمانے لگے کہ تم اپنے ان دونوں دوستوں کو کیا کہہ رہے ہو ان کو چھوڑ دو کچھ نہ کہو میں تمہیں ان دونوں کی مثال بتلاتا ہوں جس سے تمہیں ان کی حالت کا اندازہ ہو جائیگا ابوبکر کی شان مجرموں سے نرمی اور چشم پوشی کرنے میں اور عفو و درگذر کے پیام لے جانے میں ایسی ہے جیسے حضرت میکائیل کی فرشتوں میں سے کہ وہ خدا کی خوشنودی اور معافی کے پیام لے کر نازل ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے حضرت ابراہیم جیسی کہ وہ اپنی قوم پر بہت زیادہ نرم تھے باوجودیکہ ان کی قوم نے ان کے ساتھ حد سے زیادہ شرارت کی کہ ان کے لئے آگ جلا کر ان کو اس میں ڈال دیا مگر انہوں نے اتنی زیادتی پر بھی سوائے اس کے اور کچھ نہ فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے نقل فرمایا ہے:

﴿ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ الخ

"تمہارے اور تمہارے معبودوں پر افسوس ہے۔"

﴿ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

"اے اللہ! جو شخص میرا کہنا مانتا ہے وہ تو میرا ہے ہی باقی جو کہنا نہیں مانتا ہے تو وہ میرا نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے لطف و کرم کا مورد نہ ہو سکے۔ مگر آپ کے دریائے رحمت کی وجہ سے تو ہو سکتا ہے۔"

اور حضرت عیسیٰ جیسے کہ جب ان کے سامنے ان کی امت کے حالات پیش ہوں گے اور دریائے انتقام کے جوش میں ہونے کی وجہ سے ان کو خدشہ ہو گا کہ بس اب امت

سزایاب ہوئی تو فوراً رب العزت کی بارگاہ میں صرف یہ عرض کریں گے۔

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

''اے اللہ! اگر آپ ان کو سزا دینے لگیں تو آپ کو کون روک سکتا ہے کیونکہ یہ تو آپ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔''

سو علاقہ پیدائش کی وجہ سے نہ ان کو دم مارنے کی مجال ہے اور نہ کسی اور کو اور اگر آپ معاف فرمانے لگیں تو اس میں بھی کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کی عزت و حکمت سب سے بڑھی ہوئی ہے اور عمر کی شان فرشتوں میں جبرئیل سے ملتی جلتی ہے کہ وہ خدا کے دشمنوں پر جو نمک حرامی کرتے ہیں خدا کا قہر اور غضب لے کر آتے ہیں کہ وہ اپنی نمک حرامی سے باز آئیں یا اگر حد سے سوا ہو گئی ہو تو ہمیشہ کو اس کا مزہ چکھتے رہیں اور نبیوں میں حضرت نوح علیہا السلام جیسی ہے کہ وہ اپنی قوم پر ان کی شرارتوں کی وجہ سے پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے چنانچہ جب ان کے باز آنے سے بالکل ناامید ہو گئے تو خدا سے یہ دعا کی:

((رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا))

''اے اللہ! زمین پر کافروں میں سے ایک باشندہ بھی بغیر ہلاک کئے نہ چھوڑ۔''

چنانچہ اس دعاء کی وجہ سے اللہ نے ساری زمین کو ڈبو دیا جس سے ایک کافر کو بھی پناہ نہ مل سکی اور حضرت موسیٰ جیسے کہ انہوں نے دشمنوں سے دق ہو کر ان کے لئے یہ بد دعا کی کہ جس سے وہ پھر سرسبز ہی نہ ہو سکے۔

﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴾

''اے ہمارے رب! ان دشمنوں کے مال و دولت کی صورت کو بدل دے اور ان کے دلوں کو ایسا سخت کر دے کہ یہ کسی طرح ایمان نہ لاسکیں جب تک عذاب نہ دیکھ لیں۔ اور عذاب دیکھنے کے بعد ایمان نجات بخش نہیں ہے تو مقصد یہ ہوا کہ ان کو ایمان نجات بخش نصیب نہ ہو۔''

حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو ترجیح:

دونوں حضرات کی حالت کی توضیح سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ یہ دونوں اپنے اپنے درجے میں حق پر ہیں اور صائب الرائے ہیں لہٰذا تم لوگوں کو ان کی بابت کوئی ناقص گفتگو نہ کرنی چاہئے اس کے بعد حضور نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور اس کی ترجیح کے لئے صحابہؓ سے خطاب کر کے یہ فرمایا کہ اس وقت تم لوگوں کو ناداری نے گھیر رکھا ہے اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان قیدیوں سے یا مال لے لیا جائے اور یا ان کی گردن ماردی جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سن کر عرض کیا کہ یارسول اللہ اس حکم سے سہیل بن بیضاء کو مستثنیٰ کردیجئے۔

عمرؓ کی رائے اللہ کو پسند تھی:

ابن واقدی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سہیل بن بیضاء کی سفارش کی تھی چونکہ بدر میں یہی گیا تھا باقی ان کے بھائی سہیل بن بیضاء تو بدر سے پہلے ہی مسلمان ہوکر حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے اس لئے راوی کا سہیل بن بیضاء کہنا بالکل غلط اور وہم ہے) عبداللہ کی سفارش پر رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر تک سکوت فرمایا آپ کے سکوت سے حضرت عبداللہ کو خفگی کا شبہ ہوکر بہت دہشت معلوم ہوئی چنانچہ فرماتے ہیں کہ آپ کی خاموشی کا وقت میرے اوپر ایسا گراں گذرا کہ ایسا کوئی وقت گراں نہ گذرا تھا اور میں ہیبت کی وجہ سے گھڑی گھڑی آسمان کی طرف کو دیکھتا تھا کہ کہیں میرے اوپر آسمان سے کوئی پتھر نہ آ گرے اور اپنے دل میں از حد پشیمان تھا کہ میں نے ایسی گستاخی اور بے ادبی کیوں کی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے گفتگو میں پیش قدمی کی میں اس ادھیڑ بن میں تھا کہ حضور نے اپنا سر اوپر کو اٹھا کر فرمادیا کہ اس حکم سے سہیل بن بیضاء مستثنیٰ ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بس پھر تو مجھے ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ ایسی مدت العمر میں شاید کبھی نہ ہوئی ہو اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی دل کو ایسا سخت کردیتا ہے کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوجاتا ہے اور کبھی ایسا ملائم کردیتا ہے کہ وہ جھاگ سے بھی زیادہ نرم ہوجاتا ہے پھر آپ نے قیدیوں سے مال لے کر ان کو چھوڑ دیا مگر یہ بات

خدا کو ناپسند رہی اور اسی وقت خدا نے اس ناپسندی کی قرآن شریف میں خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اگر بدر کے روز خدا کا عذاب نازل ہوتا تو اس سے عمرؓ کے سوا اور کوئی بھی نہ بچ سکتا کیونکہ عمرؓ کی منشاء کے موافق خدا کا منشاء بھی یہی تھا کہ قیدیوں سے مال نہ لیا جائے اور ان کو قتل ہی کر دیا جائے۔ راوی کہتا ہے کہ سعد بن معاذؓ کی رائے بھی حضرت عمر کے موافق تھی۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر نے اور ان سے زہری نے اور ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کی والدہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز یہ فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا تو میں ان خبیث قیدیوں کو اس کے حوالے کر دیتا۔ راوی کہتا ہے کہ مطعم بن عدی نے آپ کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا تھا کہ جب طائف کے لوگوں سے بدسلوکی دیکھ کر آپ واپس تشریف لا رہے تھے تو اس نے آپ کو پناہ دی تھی اس لئے آپ کے دل میں اس کی بہت قدر و منزلت تھی جیسا کہ آپ نے ظاہر فرمایا۔

عمرو بن عبداللہ جمحی شاعر کی بدعہدی اور اس کی سزا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے اور ان سے سعید بن میتب نے بیان فرمایا کہ بدر کے قیدیوں میں ایک شخص ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن عمیر جمحی شاعر بھی تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی بہت خوشامد درآمد کی اور عرض کیا اے محمد! میری پانچ لڑکیاں ہیں اور ان کے پاس کسی قسم کا اثاثہ نہیں کہ جس سے وہ اپنی اوقات بسر کر سکیں آپ خدا کے واسطے انہیں کے حال زار پر رحم کھا کر مجھے چھوڑ دیجئے کہ میرے سوا ان کا کوئی خبر گیری کرنے والا نہیں اور یہ سمجھ لیجئے کہ گویا آپ نے مجھے ان کو خیرات کر دیا اور میں آپ سے اس بات کا پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی اپ کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے نہیں آؤں گا اور نہ آپ کے متعلق کبھی زبان درازی کروں گا اس پر آپ کو رحم آ گیا اور آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔

مگر یہ اپنے وعدہ کا پابند نہ رہا چنانچہ جب قریش دوسری جنگ کے لئے احد میں آنے لگے تو صفوان بن امیہ اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تو بھی ہمارے ساتھ جنگ میں چل' پہلے تو اس نے انکار کیا کہ میں نے محمد سے پکا وعدہ کر رکھا ہے کہ میں ان کے مقابلہ میں لڑائی کے لئے نہیں جاؤں گا اور ان کی نسبت زبان درازی نہیں کروں گا علاوہ ازیں انہوں نے میرے اوپر بڑا احسان کر رکھا ہے کہ سب قیدیوں کو یا قتل کر دیا ہے اور یا ان سے مال لے کر آزاد کیا ہے مگر مجھے مفت چھوڑ دیا ہے اب اتنے بڑے احسان کو میں کس طرح بھلا دوں اور میرا کیا منہ ہے کہ ان کے سامنے لڑنے کے لئے جاؤں یا کسی اور کو ایسی ترغیب دوں غرض یہ کہ میں نہ خود جا سکتا ہوں اور نہ کسی اور کو ان کے مقابلہ کی تحریک کر سکتا ہوں۔

صفوان اس کا یہ صاف جواب سن کر بہت دنگ ہوا آخر سوچ سمجھ کر اس نے یہ چال چلی کہ ابوعزہ سے یہ کہا کہ میں تیری لڑکیوں کا ذمہ دار ہوں اگر تو جنگ میں قتل ہو گیا تو میں ان کو اپنی لڑکیوں میں رکھ لونگا جیسی میری لڑکیاں ہیں ایسے ہی یہ بھی میرے گھر رہیں گی اور اگر تو زندہ بچ کر آ گیا تو تجھے اس قدر مال و دولت دیدوں گا کہ جس سے تو مدت العمر کے لئے بے پروا ہو جائے گا اس پر ابوعزہ پھسل گیا اور جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گیا اور عرب میں جا بجا پھر کر اپنی قوت بیانی اور تقریر کے زور سے سب لوگوں کو اکسا دیا اور قریش کے جھنڈے کے نیچے ایک جم غفیر کو جمع کر دیا آخر قریش بڑی شان و شوکت کے ساتھ مقام احد میں پہنچے اور وہاں پر بڑے زور و شور کی جنگ ہوئی اثناء جنگ میں اتفاق سے ابوعزہ پھر مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اور گرفتار ہو گیا اور جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تو وہی پہلی سی آہ زاری کرنے لگا کہ اے محمد! خدا کی قسم! مجھے تو یہ لوگ بالکل زبردستی سے کھینچ کر لائے تھے اور میری پانچ لڑکیاں ہیں جن کا میرے سوا کوئی والی وارث نہیں ہے آپ براہ کرام مجھے معاف فرما دیں آپ نے فرمایا کہ تیرے وہ پہلے وعدے وعید کہاں ہیں اس پر یہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا اور آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ خدا کی قسم تجھے اب ہرگز معاف نہیں کیا جا سکتا اور اب تجھے مکہ کی صورت دیکھنا نصیب نہ

ہوگا کیا اب چھوٹ کر تیرے جی میں مذاق اڑانے کی حسرت ہے کہ میں نے محمد کو دو دفعہ دھوکہ دیدیا۔

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسحاق بن حازم نے اور ان سے ربیعہ بن یزید نے اور ان سے زہری نے اور ان سے سعید بن میںب نے بیان کیا کہ ابوعزہ کی دوسری پیشی کے وقت آپ نے اس کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا یعنی ایک مرتبہ تو تیری چاپلوسی کی وجہ سے تیرے دھوکہ میں آ گئے اب دوسری مرتبہ کیسے آسکتے ہیں؟ یہ فرما کر آپ نے عاصم بن ثابت کی طرف اشارہ فرما کر کہا کہ اس کی گردن ماردو چنانچہ انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو قتل کردیا۔

کافروں کی لاشیں کنویں میں ڈالی جاتی تھیں:

بدر کے روز جنگ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے صحابہ کو ایک پرانے خشک کنویں کی بابت حکم دیا کہ اس کو صاف کر کے اس میں سب کافروں کی لاشیں ڈال دو۔ صحابہ نے اس کو صاف کر کے اس میں سب لاشیں آپ کے حکم کے موافق ڈال دیں مگر امیہ بن خلف کی لاش موٹا ہونے کی وجہ سے بہت پھول گئی تھی اور کھینچنے سے گوشت اترنے لگا تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس کو پڑا رہنے دو۔

پھر آپ نے دیکھا کہ مسلمان عتبہ کو کنوئیں کی طرف گھسیٹے ہوئے لئے چلے جارہے ہیں اور یہ موٹا اور چیچک رو ہونے کی وجہ سے بہت بدنما معلوم ہورہا ہے عتبہ کا ایک لڑکا ابوحذیفہ بدر سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا اور جنگ بدر میں شامل تھا وہ بھی اتفاق سے اس وقت وہیں کھڑا تھا اور اس واقعہ کو دیکھ کر تمتمایا جارہا تھا آپ نے اس کو متغیر دیکھ کر استفسار کیا کہ اے ابوحذیفہ! کیا تیرے باپ سے جو سلوک کیا جارہا ہے تو اس سے ناک چڑھا رہا ہے ابوحذیفہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! نہیں خدا کی قسم یہ بات نہیں ہے بلکہ مجھے تو اس بات پر جوش آرہا ہے کہ یہ کمبخت بڑا ہوشیار اور عقلمند تھا اور اسی وجہ سے مجھے اس سے

بڑی قوی امید تھی کہ یہ مسلمان ہو جائے گا مگر اس نے میری امید کے بالکل برخلاف کیا جس سے آج اس ذلت میں مبتلا ہو رہا ہے اس پر مجھے افسوس اور صدمہ ہو رہا ہے کہ نہ یہ ایسا کرتا اور نہ آج اس ذلت میں مبتلا ہوتا اس پر حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! واقعی یہ شخص قریش میں یکتا تھا اور یہ بذات خود آپ کے ساتھ لڑنے سے از حد ناخوش تھا مگر قسمت کو کیا کرے کہ موت اس کے سر پر منڈلا رہی تھی اور یہ جگہ اس کو پکار رہی تھی اس کے بعد آپ نے خدا کا شکر ادا فرمایا اور کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے ابوجہل کو نیچا دکھایا اور ہلاک کر دیا اور ہمارے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

کنویں پر کھڑے ہو کر لاشوں کو خطاب:

جنگ کے بعد رسول اللہ ﷺ میدان میں گھوم رہے تھے جو جو کافر پچھڑے ہوئے پڑے تھے ان کو دیکھ رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ ان کی لاشوں کو پہچان پہچان کر گھسٹوا رہے تھے اور کنوئیں میں ڈلوا رہے تھے جب سب لاشیں ختم ہو چکیں اور کنواں بھی بھر گیا تو آپ نے کنوئیں پر کھڑے ہو کر خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کے موافق کر دکھایا اور دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر مجھے اپنے وعدہ کے موافق فتح دی پھر آپ نے ایک ایک لاش کو آواز دی اور فرمایا کہ اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ اے امیہ بن خلف اے ابوجہل بن ہشام وغیرہ وغیرہ مجھ سے میرے رب نے جو وعدہ کیا تھا میں نے تو اس کو سچا پایا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اب تم بتلاؤ تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا وہ تم نے بھی سچا پایا اور دیکھ لیا ہے یا نہیں اے کم بختو! تم اپنے نبی کے لئے بہت برے نکلے کہ تم نے اپنے ہو کر اس کو جھٹلایا اور غیر آدمیوں نے اس کی تصدیق کی اور تم نے اس کو گھر سے بے گھر کیا اور غیروں نے جگہ دی اور تم اس کے خون کے پیاسے ہو گئے اور غیروں نے اس پر اپنا خون چھڑکا صحابہ کو آپ کی گفتگو سن کر تعجب ہوا کہ آپ مردوں سے کیا باتیں کر رہے ہیں اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو مردے ہیں آپ ان سے کیا فرما رہے ہیں اور یہ آپ کی آواز کیا سنتے ہوں گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ جو خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا وہ

سچا ہے۔

کہتے ہیں کہ بدر کے روز قریش کو دن ڈھلے شکست ہوئی اور ایسے بھاگے کہ سب بے اوسان ہو کر تتر بتر ہو گئے ساز و سامان بھی سب وہیں رہ گیا اور لاشوں کی تو بھلا کون خبر لیتا ان کے بھاگ جانے کے بعد آپ نے وہیں قیام کیا اور عبداللہ بن کعب کی ماتحتی میں چند صحابہ دے کر ان کو حکم فرمایا کہ قریش کا سب سامان جمع کر کے اونٹوں پر لاد دیں چنانچہ انہوں نے عصر کے وقت تک یہ سب کام انجام دیئے اور فراغت کے بعد سب نے بدر میں عصر کی نماز ادا کی نماز کے بعد فوراً آپ نے وہاں سے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور دن چھپنے سے کچھ پہلے مقام اثیل میں پہنچ گئے (اثیل ایک میدان کا نام ہے جس کی لمبائی تین میل کی ہے اور بدر سے مدینہ کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے) اور وہاں پر پڑاؤ کا حکم دیا یہ پڑاؤ بدر سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر ہوا چونکہ اول تو وقت کم تھا دوسرے بعض صحابہ زخمی ہونے کی وجہ سے ذرا معذور سے بھی ہو رہے تھے تو ان کی رعایت بھی کرنی پڑی۔

ذکوانؓ بن عبد قیس کا مرتبہ:

جب رات کو آرام کا وقت ہوا تو آپ نے صحابہ سے دریافت کیا کہ رات کو پہرے پر کون رہے گا اس پر سب لوگ خاموش رہے مگر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں پہرہ دوں گا آپ نے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا نام ذکوان بن عبد قیس ہے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کچھ دیر کے بعد آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ رات کو لشکر کا پہرہ کون دے گا ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں پہرہ دوں گا آپ نے ان کا بھی نام دریافت کیا انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرا نام ابن عبد قیس ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ کچھ عرصہ کے بعد جناب نے تیسری بار پھر فرمایا کہ پہرہ پر کون رہے گا ایک شخص پھر اٹھا اور عرض کیا کہ حضور میں رہوں گا جناب نے نام دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرا نام ابو سبع ہے آپ خاموش ہو گئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر ارشاد فرمایا کہ اچھا تم تینوں شخص

کھڑے ہو جاؤ یہ سن کر صرف حضرت ذکوان بن عبد قیس کھڑے ہو گئے آپ نے ان کو اکیلا دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تمہارے دونوں ساتھی کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو اکیلا ہی جواب دے رہا تھا حضور نے ان کی مستعدی کو دیکھ کر ان کو شاباشی دی اور یہ دعا دی کہ جیسے تم لشکر کی نگہبانی پر دل سے آمادہ ہوا یسے ہی اللہ تعالیٰ تمہاری بھی نگہبانی کرے۔

حضرت جبرائیل وحضرت میکائیل کی دربار رسالت میں حاضری:

چنانچہ انہوں نے رات بھر مسلمانوں کا پہرہ دیا اور آخر رات میں آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا بعض نے اس روایت میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جب آپ اثیل میں عصر کی نماز پڑھ رہے تھے تو ایک رکعت پڑھنے کے بعد آپ کچھ مسکرائے نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ نے سلام پھیرا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ خلاف معمول نماز میں مسکرا کیوں رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے حضرت میکائیل گزر رہے تھے اور ان کے پیروں پر گرد جمی ہوئی تھی اور مجھ سے مسکرا کر یہ فرما رہے تھے کہ میں قریش کا دور تک پیچھا کر کے آ رہا ہوں سو مجھے ان کی بات پر ہنسی آ گئی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ بدر کے روز جب جناب لڑائی سے فارغ ہو گئے اور دشمن سب شکست کھا کر بھاگ گئے تو آپ کی خدمت میں حضرت جبرئیل ایک گھوڑی درخشندہ پیشانی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور اس وقت تک انہوں نے دم نہیں لیا تھا کیونکہ آپ کے دانتوں پر غبار جما ہوا تھا حاضر ہونے کے بعد حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہوئے یہ حکم فرمایا تھا کہ جب تک تمہارے کام سے ہمارے رسول راضی نہ ہو جائیں تب تک تم واپس نہ آنا اور نہ ان سے جدا ہونا اب آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ مجھ سے راضی بھی ہو گئے یا نہیں حضور نے جواب دیا کہ میں بخوبی خوش ہوں۔

عقبہ کے قتل کا حکم:

راوی کہتا ہے کہ حضور نے مقام عرق ظبیہ میں پہنچ کر عاصم بن ثابت بن افلح کو حکم

دیا کہ عقبہ بن ابی معیط کی گردن ماردو (عقبہ کو عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے گرفتار کیا تھا) عقبہ یہ سن کر فریاد کرنے لگا اور صحابہ کی خوشامد کرنے لگا کہ آخر میں نے ایسا ہی کیا قصور کیا ہے کہ جو اتنے قیدیوں میں سے صرف مجھے اکیلے ہی کو قتل کیا جاتا ہے آپ نے جواب دیا کہ تیری عداوت اور شرارت کی وجہ سے کہ تو اللہ اور اللہ کے رسول سے سب سے زیادہ عداوت اور شرارت کیا کرتا تھا عقبہ نے گڑگڑا کر حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمد آپ پر تو احسان ہی جچتا ہے۔ آپ میری کرتوت پر نہ جائیں بلکہ اپنے کرم پر نظر کریں اور مجھے اور قیدیوں کی طرح مدینہ تک براہ کرم مہلت دیں باقی وہاں پہنچ کر جو معاملہ آپ ان سے کریں وہ ہی مجھ سے کریں اگر آپ ان کو قتل ہی کریں تو مجھے بھی قتل کر دیں اور اگر ان پر احسان کریں اور مفت چھوڑ دیں تو مجھ سے بھی ایسا ہی کیا جائے اور اگر ان سے کچھ مال لے کر چھوڑ دیا جائے تو مجھ سے بھی مال لے لیا جائے اور اے محمد میرے بال بچوں کا تو کوئی بھی پرسان حال نہیں ہے آخر حضورؐ نے اس کی درخواست کو منظور نہیں کیا اور حضرت عاصم کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے عاصم! آگے بڑھو اور اس کی گردن ماردو چنانچہ حضرت عاصم آگے بڑھے اور فوراً اس کی گردن ماردی جب وہ قتل ہو چکا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کمبخت تو بہت ہی خبیث آدمی تھا خدا کی قسم کوئی شخص (خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرنے والا اور اس کے نبی کو تکلیف دینے والا) تجھ جیسا میری نظر سے آج تک نہیں گذرا لہذا میں اس ذات پاک کی تعریف کرتا ہوں اور اسی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے تجھے ہلاک کر دیا اور تیری ہلاکت سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا راوی کہتا ہے کہ جب صفر کے مہینہ میں ایک گھاٹی پر جس کا نام (سَیَر) تھا فوج کا پڑاؤ ہوا تو وہاں پر آپ نے کل غنیمت کی چیزوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو اور عبداللہ بن رواحہ

کو مقام اثیل سے خوشخبری کے لئے لشکر کے کوچ کرنے سے پہلے مدینہ کی طرف روانہ کر
دیا تھا کہ تم جلدی مدینہ پہنچ کر لوگوں کی تسلی تشفی کرواور ان کو خوشخبری سناؤ چنانچہ یہ دونوں
حضرات اثیل سے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے مگر مقام عقیق میں پہنچ کر حضرت عبداللہ زید
بن حارثہ سے جدا ہو گئے تھے غرض کہ مدینہ میں خوب دن چڑھے اور بار کے روز پہنچے۔

حضرت عبداللہ کی انصار کو خوشخبری اور عاصم بن عدی کی حیرانگی:

حضرت عبداللہ اسی وقت اپنی سواری پر سوار ہو کر انصار کو مبارکباد اور خوشخبری دینے
کیلئے پہنچے اور کہنے لگے کہ اے انصار! کی جماعت تمہیں مبارک ہو کہ رسول اللہ ﷺ
سلامتی سے واپس تشریف لے آئے اور مشرک کمبخت قتل ہوئے اور گرفتار بھی ہوئے خدا
نے ان کو دونوں طرح سے ذلیل وخوار کر دیا اور ہمیں عزت اور دولت عنایت فرمائی
ربیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور حجاج کے بھی دونوں قتل ہو گئے اور ابوجہل بھی قتل اور
زمعہ بن اسود بھی اور امیہ بن خلف بھی اور سہیل بن عمرو تو اور قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو
گیا ہے۔ عاصم بن عدی فرماتے ہیں کہ مجھے بڑا تعجب ہوا اور ان کا بیان کچھ اچھی طرح
دل میں نہ جچا چنانچہ میں کھڑا ہوا اور ان کو علیحدہ لے جا کر ان سے کہا کہ اے رواحہ کے
بیٹے کیا کیا سچ کہہ رہا ہے یا ویسے ہی بے پر کی اڑا رہا ہے یہ سن کر اس نے کہا سبحان اللہ
کیا آپ کو اس میں کچھ شبہ ہے خدا کی قسم! میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں اور کل کو ان شاء اللہ
رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئیں گے۔ تب دیکھنا کہ آپ کے ساتھ کتنے قیدی
مشکیں بندھے ہوں گے پھر وہ مدینہ سے اس حصہ میں گئے جو عالیہ کے نام سے مشہور ہے
اور اس میں بنی عمرو بن عوف اور خطمہ اور وائل کے مکانات ہیں جو انصار کے قبائل ہیں
وہاں جا کر انصار کے ہر ہر مکان میں خوشخبری سنائی اور لڑکے خوشی کے مارے ان کے
پیچھے پیچھے دوڑتے پھرتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اچھا ہوا ابوجہل بدمعاش قتل ہو گیا
آخر جب سب جگہ منادی کرتے کراتے قبیلہ بنی امیہ بن زید کی طرف پہنچے تو حضرت زید
بن حارثہ بھی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر جس کا نام قصوا تھا چڑھے ہوئے آ گئے اور خوش ہو
ہو کر اہل مدینہ کو خوشخبری سنانے لگے اور جب مقام مصلیٰ کے نزدیک آئے تو اپنی اونٹنی پر

چڑھے ہوئے چیخ مار مار کر کہنے لگے کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے اور حجاج کے دونوں بیٹے بھی قتل ہو گئے اور ابوجہل بدمعاش بھی قتل ہو گیا اور زمعہ بن اسود بھی اور ابو البختری بھی اور سہیل بن عمرو خبیث اور بہت سارے قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا ہے غیر آدمی ان کی باتوں کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ زید ویسے ہی شیخیاں مارتا پھر رہا ہے مسلمانوں کو ان کے جھٹلانے سے تاؤ بھی آتا تھا اور کبھی دل میں خوف بھی ہوتا تھا کہ کہیں انہیں کی بات سچ نہ ہو۔

منافقوں کا پراپیگنڈہ:

اور جب زید بن حارثہؓ تشریف لائے تو حضرت کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کی وفات ہو چکی تھی اور سب آدمی ان کے جنازہ پر بقیع میں جو ایک قبرستان کا نام ہے جمع تھے وہاں پر بھی اس کا چرچا ہونے لگا تو ایک منافق حضرت زید کے صاحبزادے حضرت اسامہ سے کہنے لگا کہ میاں تمہارے محمد تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قتل ہو گئے ہیں اور اپنے ساتھ ساتھ اوروں کو بھی لے ڈوبے ہیں اور ایک دوسرا منافق حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر سے بولا کہ تمہارے آدمی تو بہت بری طرح سے تتر بتر ہو گئے ہیں اور شاید ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک دوسرے کی صورت دیکھنی بھی نصیب نہ ہو گی اور بدر میں تمہارے آدمیوں کی بہت خونریزی ہوئی تمہارے محمد بھی قتل ہو گئے یہ دیکھتے نہیں انہیں کی تو اونٹنی پر زید چڑھا ہوا بکواس کرتا پھر رہا ہے ڈر کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو گیا اور دہشت میں ایسی بہکی بہکی باتیں خلاف قیاس بکتا پھر رہا ہے حضرت ابولبابہؓ نے اس کی ساری گفتگو سن کر طیش میں کہا کہ کمبخت منحوس تو یہ کیا زہر اگل رہا ہے خدا تیری باتوں کو جھوٹا کرے اور تجھے غارت کرے۔

حضرت اسامہؓ کا اطمینان اور منافق کو دھمکی:

ادھر یہود میں بھی اسی قسم کا چرچا ہو رہا تھا اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ان افواہوں سے کچھ وحشت ہوئی تو میں اپنے والد حضرت زیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تنہائی میں آپ سے دریافت کیا کہ ابا جی! یہ خبریں جو آپ دے رہے ہیں واقعی صحیح بھی

ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہاں بیٹا خدا کی قسم! یہ باتیں سب من وعن صحیح ہیں حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ بس پھر تو میرے دل کو بہت اطمینان ہو گیا اور میں جلدی سے واپس اسی منافق کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ خبیث تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی بابت لوگوں میں کیا فتنہ پھیلاتا اور آگ بھڑکاتا پھر رہا ہے تجھے اب عنقریب معلوم ہو جائے گا ذرا رسول ﷺ کو آنے دے تیری گردن نہ مروائی تو تو بھی کیا یاد رکھے گا۔ وہ اس پر خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے ابو محمد! اس میں میری کیا خطا ہے میں تو لوگوں سے سنی سنائی کہہ رہا ہوں کوئی اپنی طرف سے تو نہیں کہتا جو تم میرے اوپر اس قدر خفا ہوئے غرض کہ اتنے میں ہی حضرت شقران قیدیوں کو لئے ہوئے تشریف لے آئے اور وہ انچاس آدمی تھے مگر یہ بعض کا قول ہے متفق علیہ یہی ہے کہ وہ ستر آدمی تھے۔

حضرت شقران رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے اور جب تک آپ نے ان کو آزاد نہیں کیا تھا بطور پہرہ دار کے ان کے ساتھ تھے سب لوگ ان کی پیشوائی کے لئے مقام روحاء تک گئے اور ان کو فتح کی مبارکبادیں دینے لگے ان میں قبیلہ خزرج کے سردار بھی تھے وہ بھی خوشی خوشی مبارکبادیں دے رہے تھے لوگوں کی مبارکبادیں سن کر حضرت سلمہ بن سلامہ وقش ہنس کر فرمانے لگے کہ بھائی تم کس لئے مبارکبادیں دے رہے ہو؟ ہم نے کیا ہی کیا ہے صرف بوڑھی پھونس عورتوں کو قتل کیا ہے سو یہ بھی کوئی مبارکبادی کا کام ہے۔ حضرت سلمہ کی بات پر رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا کہ اے بھتیجے! یہ تو خدا کی قدرت کا کرشمہ تھا جو وہ تمہارے سامنے ایسے ہو گئے ورنہ یہ ایسے رعب داب کا گروہ تھا کہ اگر تو ان کو دیکھتا تو دہشت کھا جاتا اور اگر وہ تجھے کسی بات کا حکم کرتے تو تجھے ان کی تابعداری ہی کرنی پڑتی اور اگر تو اپنی حالت کا انکی حالت سے موازنہ کرتا تو تیری حالت تیری ہی نظروں میں کچھ بھی نہ جچتی مگر یہ باوجود خدا کی اتنی داد و دہش کے بہت ناشکرے نکلے اور اپنے نبیؐ کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آئے تو آخر اپنی سزا کو پہنچے حضرت سلمہؓ نے آپ کو خوش دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں خدا کی خفگی اور آپ کی خفگی سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں (یہ کلمات صحابہ آپ سے گفتگو

کرتے وقت ادب کی وجہ سے کہا کرتے تھے) مجھ سے کیا قصور ہو گیا تھا جو آپ جاتے وقت مقام روحاء میں سے خفا ہو کر اب تک مجھ سے خفا ہی رہے آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری اس بیہودگی پر خفا رہا کہ تم نے اعرابی سے محض بیہودہ پن سے یہ کہا کہ تو نے اپنی اونٹنی سے صحبت کی ہے اور یہ تجھ سے حاملہ ہے۔ بتلاؤ کہیں ایسی بیجا بات بھی کہا کرتے ہیں کہ جس کا سر نہ پاؤں اور باقی اب جو تم نے قریش کی نسبت کہا ہے سو اس میں چونکہ اللہ کی شان اور اس کے انعام و احسان کا بیان ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اس پر حضرت سلمہؓ پشیمان ہوئے اور حضور کی خدمت میں بہت عذر و معذرت کی آپ نے ان کی معذرت کو قبول فرما کے ان کو معاف کر دیا پھر یہ بڑے بڑے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمرہ میں شمار ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھے ابو ہند بیاضی فروہ بن عمرو کے غلام ملے اور آپ کا ایک برتن حیس سے بھرا ہوا تھا (حیس ایک قسم کے حلوہ کا نام ہے جو کھچڑی اور نہاری جیسا ہوتا ہے) آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ابو ہند تو انصار کا آدمی ہے سو تم لوگ اس سے میل جول رکھو۔

اسید بن حضیر کی بدر میں نہ جانے کی معذرت اور آپؐ کی تصدیق:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد ۔ اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے عبداللہ بن ابی سفیان نے بیان کیا کہ اسید بن حضیرؓ بدر سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مبارکباد دینے کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو مشرکوں پر فتح نصیب کی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا مبارکباد دینے کے بعد اپنے بدر میں نہ جانے کی معذرت کرنے لگے کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھے آپ کے تشریف لے جاتے وقت مطلقاً یہ گمان نہ تھا کہ آپ کی دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو جائے گی بلکہ صرف یہ گمان تھا کہ آپ قافلہ کی روک ٹوک کے لئے جا رہے ہیں اور اگر مجھے ذرا بھی یہ گمان

ہو جاتا کہ وہاں جا کر دشمنوں سے پالا پڑ جائے گا تو میں ہرگز پیچھے نہ رہتا رسول اللہ ﷺ ان سے خوش ہوئے اور تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ ہاں تم نے سچ کہا تم سے یہی امید ہے۔

عبداللہ ابنؓ انیس کا عذر اور حضورؐ کی دعا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن نوح نے اور ان سے حبیب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ عبداللہ بن انیس مقام تربان میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو فتح مند کیا اور صحیح سلامت خوش و خرم آپ کو واپس لے آیا اور یا رسول اللہ! میں آپ کے تشریف لے جانے کے وقت بہت سخت بیمار تھا گویا کہ ہلاکت کے قریب تھا اس لئے لشکر میں شامل نہ ہو سکا آخر وہ مرض اب تک ستاتا رہا کل سے ذرا کچھ افاقہ ہوا ہے جس سے یہاں تک آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع مل گیا آپ نے ان کو دعا دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر دے۔

سہیل بن عمرو کا فرار اور گرفتاری:

کہتے ہیں کہ سہیل بن عمرو قیدی حضرت مالک بن دخشم کے ساتھ تھا مقام شنولہ میں (جو مقام سقیا اور ملل کے درمیان واقع ہے) پہنچ کر ایسا موقع ہوا کہ حضرت مالک کو کچھ استنجے کی ضرورت محسوس ہوئی انہوں نے سہیل سے کہا کہ ذرا علیحدہ ہو جا کہ میں استنجے سے فارغ ہو جاؤں اس نے عرض کیا کہ حضور میری تو کچھ طبیعت خراب ہے ذرا آپ ہی الگ کو ہو کر کر لیجئے حضرت مالک اس کی بات کو سچ سمجھ کر خود ہی الگ کو تشریف لے گئے اس قیدی کو تنہائی کا اچھا موقع مل گیا اس نے کسی طرح اپنی مشکیں کھلوا کر اپنا راستہ لیا۔ حضرت مالک جب واپس تشریف لائے تو اس کو موجود نہ پایا سمجھے کہ شاید ادھر ادھر کسی ضرورت کی وجہ سے چلا گیا ہوگا مگر جب انتظار کرتے کرتے بہت دیر ہو گئی تو آپ نے لشکر میں پکار کر اطلاع کی ایسا واقعہ ہو گیا اس پر چند آدمی اس کی تلاش میں ادھر ادھر نکلے

اور نبی ﷺ بھی تشریف لے گئے اور چلتے وقت آپ نے یہ حکم فرمادیا کہ یہ بدمعاش جس شخص کو مل جائے فوراً قتل کر دینا مگر اتفاق سے وہ آپ کو چند کیکروں کے نیچے بیٹھا ہوا مل گیا آپ نے اس کو قتل تو نہیں کیا مگر گرفتار کرالیا اور اس کے ہاتھ گردن پر بندھوا دیئے اور کوچ کے وقت اپنی سواری سے جڑوا دیا کہ وہ سارے رستہ پیدل گھسٹتا آیا اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو اسامہ بن زید نے آپ سے سب پہلے ملاقات کی۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے اسحاق بن حازم نے اوران سے عبداللہ بن مقسم نے اوران سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سامنے اسامہ بن زید آ گئے آپ اپنی قصوا اونٹنی پر سوار تھے انکو بھی آپ نے اپنے آگے بٹھالیا سہیل آپ کی سواری سے جوڑا ہوا تھا اس لئے اسامہ کی اس پر نظر پڑ گئی انہوں نے اس کو مصیبت کی حالت میں دیکھ کر کچھ ترس کے لہجہ میں کہا یا رسول اللہ! یہ تو ابو یزید ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں یہی تو مکہ میں روٹیاں کھلایا کرتا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے اوران سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے اوران سے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ نے بیان کیا کہ جب آپ بدر سے واپس ہو کر مدینہ تشریف لے آئے اور قیدی بھی آچکے تو یہ قصہ ہوا کہ عفراء کی اولاد میں عوف اور معوذ پر جو بدر میں شہید ہو گئے تھے کچھ سوگ سا ہو رہا تھا اور وہاں پر آدمی تعزیت کے واسطے آ جا رہے تھے اور عورتیں بھی چونکہ جب تک پردہ کا حکم نہ ہوا تھا سودہ دختر زمعہ فرماتی ہیں کہ میں بھی وہاں پر موجود تھی کہ ایک دم قیدیوں کے آنے کا شور ہوا اس کے بعد میں اپنی گھر گئی تو وہاں پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور گھر کے ایک کونہ میں ابو یزید سہیل بن عمرو بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے تھے مجھے اس کو اس حالت میں دیکھ کر بہت جوش آیا اور کچھ آپے سے باہر ہو کر اس سے کہنے لگی کہ اے ابو یزید تمہیں ہاتھ بندھواتے ہوئے شرم نہ آئی تم نے ہاتھ تو بندھوا لئے اور جواں مردوں کی

طرح میدان میں تم سے مرا نہ گیا یہ سن کر حضور نے ان کو گھر میں سے ڈانٹا اور فرمایا کہ اے سودہ کیا تو خدا اور خدا کے رسول پر ایسی زبان دراز ہو گئی ہے حضرت سودہ فرماتی ہیں کہ آپ کے ڈانٹنے سے میری آنکھیں کھل گئیں اور مجھے بہت دہشت معلوم ہوئی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے معذرت کی کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم میں اس کو بندھا ہوا دیکھ کر کچھ بے قابوسی ہو گئی تھی اس لئے میرے منہ سے یہ چند کلمات نکل گئے میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا آپ معاف فرمائیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے خالد بن الیاس نے اور ان سے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہم نے بیان کیا کہ خالد بن ہشام بن مغیرہ اور امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ ام سلمہ کے گھر پر عفراء کی اولاد کے پاس عذر خواہی کی وجہ سے تشریف لے گئے تھے اتنے میں کسی نے ان سے آ کر کہا کہ قیدی آ گئے ہیں میں یہ سن کر وہاں سے نکلا اور قیدیوں کے پاس گیا ان سے کچھ گفتگو نہیں کی صرف دیکھ کر واپس چلا آیا اس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان پر تشریف فرماتے میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ حضرت عائشہؓ حضورؐ سے یہ عرض کر رہی ہیں کہ میرے رشتہ داروں نے مجھے بلایا تھا کہ میں بھی ان کے سوگ میں شامل ہوں اور انکی کچھ تسلی تشفی کروں مگر میں نے آپ کے مشورہ کے بغیر جانا مناسب نہیں سمجھا اب جیسے حضور فرمائیں ویسے کیا جائے آپ نے فرمایا کہ مجھے کچھ ناگوار نہیں ہے اس میں جو کچھ تمہارا جی چاہے سو کرو۔

قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں کا حسن سلوک:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو سخت تاکید فرمادی تھی کہ قیدیوں سے کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرنا اور جہاں تک ہو سکے بھلائی سے پیش آنا اس وجہ سے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ قیدیوں سے ہر طرح کا اچھا سلوک کرتے تھے بلکہ بعض دفعہ اپنے نفس پر بھی ان کو ترجیح دی جاتے تھے۔ چنانچہ

ایک قیدی مسمی بہ ابوالعاص بن ربیع کا بیان ہے کہ میں قبیلہ انصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھا خدا ان کو جزائے خیر دے ان کے پاس روٹی بہت کم ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ بعض دفعہ فی کس صرف ایک ایک ٹکڑا آیا کرتا تھا مگر اس تنگی اور کمی میں بھی ان کی یہ حالت تھی کہ اکثر وہ روٹی کا ٹکڑا مجھے دیدیا کرتے تھے اور خود کھجوروں پر اوقات بسر کیا کرتے تھے۔ ولید بن مغیرہ قیدی بھی ایسا ہی بیان کیا کرتا تھا بلکہ وہ اتنی بات اور زیادہ کہا کرتا تھا کہ مسلمان اپنی خوش اخلاقی کی وجہ سے سفر میں خود پیدل چلنے لگتے تھے اور مجھے سواری پر سوار کردیا کرتے تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ قیدی مدینہ میں آپ کے آنے سے ایک روز پہلے آچکے تھے اور بعض کا بیان یہ ہے کہ جس روز آپ تشریف لائے ہیں قیدی بھی اسی روز آئے تھے مگر آپ شروع دن میں آئے ہیں اور قیدی آخر دن میں۔

ایک غیبی آواز اور قریش پر اس کا رعب:

کہتے ہیں کہ جب مشرک تیار ہو کر بدر کی طرف چلے تھے تو راستہ میں چند نوجوان لڑکے قصہ گو پیچھے رہ گئے اور مقام ذی طویٰ میں ٹھہر گئے چاندنی رات میں خوب جشن مناتے تھے اور قصہ گوئی کیا کرتے تھے اور جب ذرا تھوڑی سی رات گذر جاتی تھی تو شعر اشعار پڑھا کرتے تھے اور باتیں کیا کرتے تھے ایک رات حسب عادت ایسا ہی کر رہے تھے کہ اچانک ان کو وہیں قریب سے ایک آواز سنائی دی انہوں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی شخص بولنے والا نظر نہ پڑا پھر وہ زور زور سے یہ شعر گانے لگا۔

ازار الحنیفیون بدرا مصیبۃ   سینفض منا رکن کسریٰ وقیصرا

''حنیفیوں (یعنی مسلمانوں) نے بدر کو ایسا مصیبت کا لباس پہنا دیا ہے کہ جس میں عنقریب قیصر اور کسریٰ کی قوم بھی چھپ جائے گی اور جھک جائے گی۔''

ارنت لھا صم الجبال وافزعت   قبائل ما بین الوتیر فخیبرا

''اس مصیبت کی دہشت سے بڑے بڑے ٹھوس پہاڑ پھٹ کر گرنے لگے ہیں اور مقام وتیرا اور مقام خیبر کے درمیان جتنے قبائل آباد ہیں وہ سب گھبرا اٹھے ہیں۔''

اجازت جبال الاخشبین وجردت حرائر یضربن الترائب حسرا

''اس مصیبت نے گنواروں کے سب پہاڑوں پر چکر کاٹ دیا ہے اور بڑی بڑی شریف عورتوں کو بے پردہ کر دیا ہے کہ وہ عالم حیرت وحسرت میں اپنے اپنے سینوں کو پیٹ رہی ہیں۔''

راوی کہتا ہے کہ یہ شعر مجھے عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے سنائے تھے اور یہ سب آدمی چپ چاپ اس گانے کی آواز کو سنتے رہے مگر جب آواز ختم ہو گئی اور کوئی شخص ان کو نظر نہ پڑا تو یہ اس کے ڈھونڈنے کو ادھر ادھر گئے وہاں بھی کوئی نہ ملا آخر ان کو بڑی دہشت لگی اور وہاں سے گھبرا کر سب بھاگ گئے اور مقام حجر میں آ کر سانس لیا وہاں پر ان کو انہیں کی جماعت کے چند بڑے بڑے آدمی قصہ گو مل گئے انہوں نے اپنی ساری سرگزشت ان کو سنائی انہوں نے سن کر کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا اگر سچ ہے تو اس سے محمد اور اس کے ساتھ مراد ہیں انہیں کی جماعت کا نام حنیفیہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت اس نام کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا یہ سن کر وہ سب لڑکے جو مقام ذی طویٰ میں سے آئے تھے ششدر رہ گئے اور خوف کی وجہ سے ان کو بخار چڑھ آیا۔

اس واقعہ کو دو یا تین ہی راتیں گذری تھیں کہ حیسمان بن حابس خزاعی بدر سے قریش اور انکے مقتولین کی خبر لے کر آ گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ عتبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور حجاج کے دونوں بیٹے اور ابوالبختری اور زمعہ بن اسود یہ سب بڑے بڑے آدمی قتل ہو گئے ہیں صفوان بن امیہ بدر میں نہیں گیا تھا اور یہی مقام حجر میں موجود تھا وہ خزاعی کی باتیں سن کر جل گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ اس کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے اس لئے ایسی دور از قیاس باتیں بک رہا ہے اور اس کو یہ بھی خبر نہیں کہ اس کے منہ سے کیا نکل رہا ہے اور اس کے مبہوت ہونے کی وجہ مجھ سے دریافت کرو تو میں تمہیں خوب بتلا دوں لوگوں نے کہا کیا واقعی آپ کو اس کی نسبت کچھ معلوم ہے؟ امیہ نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے

ساری بات یہ ہے کہ یہ خود بدر میں گیا ہی نہیں یہیں کہیں چھپا ہوگا اوراس کے باپ بھائی وہاں قتل ہو گئے ہیں اس لئے یہ جل ہو کر ایسی ابا ہی تباہی باتیں بکتا پھر رہا ہے خزاعی نے اس کی بکواس کی طرف کچھ خیال نہ کیا اور لوگوں سے کہا کہ سہیل بن عمرو اور نضر بن حارثہ گرفتار ہو گئے ہیں لوگوں نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ میں نے خود ان کی مشکیں بندھی ہوئی دیکھی ہیں۔

حبشہ کے بادشاہ پر مسلمانوں کی فتح کا اثر:

راوی کہتا ہے کہ نجاشی حبشہ کے بادشاہ کو جب قریش کی شکست کی اور رسول اللہ ﷺ کی فتح کی خبر پہنچی تو وہ دو سفید کپڑے پہن کر باہر نکلا اور زمین پر بیٹھ گیا اور جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو طلب کیا اور ان سے دریافت کیا کہ بدر کہاں ہے؟ اس کا کچھ پتہ نشان بتلاؤ انہوں نے جب خوب اچھی طرح بیان کر دیا تو نجاشی نے کہا کہ ہاں میں اس کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہوں میں نے اس کے آس پاس بکریاں چرائی ہیں اور وہ ساحل سے کچھ دن کے فاصلہ پر ہے مگر میں نے احتیاطاً تم سے بھی پوچھ لیا کہ اچھی طرح تصدیق ہو جائے۔ اس کے بعد اس نے حضرات صحابہ کو اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ کو بدر میں اللہ نے فتح دی ہے اور قریش شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں اور میں اس پر اللہ کا ہزار ہزار بار شکریہ ادا کرتا ہوں اور تم لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں اس کے بعد پادریوں نے نجاشی کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ حضور کے ملک اور سلطنت کو دائم و قائم رکھے آپ نے خلاف عادت یہ کیا کیا ہے کہ دو سفید کپڑے پہن کر آپ زمین پر تشریف فرما ہیں اس نے کہا کہ یہ تواضع کی وجہ سے کیا گیا اور اللہ نے مجھے ایسی قوم سے بنا دیا ہے کہ جب ان پر خدا کی رحمت اور نعمت نازل ہونے لگتی ہے تو وہ اپنی خاکساری کو ظاہر کرنے لگتے ہیں اور اتراتے اور اکڑتے نہیں ہیں اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اس نے یہ جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جب خدا کی کوئی نئی نعمت نازل ہوتی تھی تو وہ بھی خدا کے سامنے خاکساری کیا کرتے تھے اس لئے میں نے بھی اپنی عاجزی اور خاکساری ظاہر کی۔

قریش کو ابوسفیان کا دلاسہ:

کہتے ہیں کہ جب قریش بدر سے شکست کھا کر مکہ میں واپس آ گئے اور ابوسفیان بن حرب کو شکست خوردہ لوگوں کی سرگذشت معلوم ہوئی تو اس نے دیکھا کہ قریش کے دل افسوس اور یاس سے لبالب ہو گئے ہیں اور بس اب چھلکنے کو تیار ہیں اس لئے اس نے ایک عام جلسہ کیا اور اس میں سب بڑوں چھوٹوں کو جمع کر کے چند باتوں کی ہدایت کی اور ان کی مصلحت سمجھائی ایک تو یہ کہ جو لوگ بدر میں قتل ہو گئے ہیں ان پر بالکل سوگ نہ کیا جائے اور نہ ان پر کوئی شخص روئے دھوئے دوسرے یہ کہ ان پر کوئی عورت نوحہ نہ کرنے پائے تیسرے یہ کہ کوئی شاعر ان کا مرثیہ نہ کہے کیونکہ ان مصائب پر اگر تم سے تحمل نہ ہو سکا اور بجائے جوانمردی اور بہادری کے تم نے جزع فزع کی تو ایک تو تمہارے دلوں میں بزدلی پیدا ہو جائے گی دوسرے جب تمہارے دلوں میں سے بھڑاس نکل جائے تو محمد اور اس کے ساتھیوں کی عداوت میں سستی پیدا ہو جائے گی تیسرے یہ کہ اگر محمد اور اس کے ساتھیوں کو تمہارے رنج و غم کی خبر پہنچے گی تو وہ تمہارا خوب مذاق اڑائیں گے اور آئندہ کو تم پر اور زیادہ شیر ہو جائیں گے جو سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے اس کے بعد ان کو دلاسا دیا اور ان کی تسلی تشفی کی کہ تم بالکل نہ گھبراؤ جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا اب عنقریب تمہیں اس کا بدلا ملے گا مزید اطمینان کے لئے قسم کھالی کہ مجھے تیل لگانا اور عورتوں سے ملنا حرام ہے جب تک کہ محمد اور اس کے ساتھیوں پر دھاوا کر کے لوٹ مار نہ کر لوں غرض کہ قریش پر اس کی تقریر کا بڑا اثر پڑا اور وہ ایک مہینہ تک بالکل خاموش رہے کہ نہ اپنے مردے کو کوئی رویا اور نہ کسی نے نوحہ کیا اور نہ کسی نے کوئی مرثیہ کہا ادھر مدینہ میں یہ ہوا کہ جب مسلمان بدر سے فتح حاصل کر گئے اور قیدی اور مال غنیمت ساتھ لے گئے تو اس سے سب مشرکوں اور منافقوں اور یہودیوں کی گردنیں ٹوٹ گئیں اور وہ حیرت میں رہ گئے کہ کیا سوچ رہے تھے اور کیا ہو گیا کوئی مشرک اور کوئی منافق اور کوئی یہودی ایسا نہ تھا کہ جو بدر کے واقعہ پر حیرت زدہ اور حسرت زدہ نہ ہو۔

جنگ بدر کے ذریعے حق و باطل میں امتیاز:

راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز ایمان اور کفر میں بڑا زبردست امتیاز پیدا کر دیا تھا کہ جس سے ہر کس و ناکس کو حق و ناحق کا پتہ چل گیا چنانچہ عبداللہ بن تجتل منافق بدر میں نہ جانے پر بہت افسوس کیا کرتا اور کہا کرتا تھا کہ کاش ہم بھی مسلمانوں کے ساتھ چلے جاتے تو آج ہمیں بھی اس مال و دولت اور ساز و سامان میں سے حصہ ملتا اور یہود آپس میں یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تو سچے رسول معلوم ہوتے ہیں ان میں وہ سب نشانیاں پائی جاتی ہیں جو ہماری کتاب میں رسول کی نسبت لکھی ہیں ہو نہ ہو یہ تو وہی رسول ہیں اور خدا کی قسم آج سے جہاں کہیں ان کا جھنڈا بلند کیا جائے گا یہ ضرور جیت جائیں گے۔

کعب بن اشرف کی حسرت اور مرثیے:

کعب بن اشرف منافق مسلمانوں کی فتح اور قریش کی شکست پر رہ رہ کر حسرت کیا کرتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ بس اب زندگی کا کچھ مزہ نہیں رہا اور آجکل تو زمین کا پیٹ زمین کی کمر سے اچھا ہے کیسی حیرت و حسرت کی بات ہے کہ یہ قریش جو تمام آدمیوں سے زیادہ شریف ہیں اور تمام لوگوں کے سردار ہیں اور عرب کے بادشاہ ہیں اور خدا کے گھر کے خدمتگار ہیں آج خود ایسی بے بسی اور بے کسی میں گرفتار ہیں کہ ذرا دم نہیں مار سکتے اور ذرا ذرا سی بات میں دوسروں کے دست نگر ہیں آخر یہ اسی پیچ و تاب میں مدینہ سے نکل کھڑا ہوا اور مکہ جا کر ابو وداعہ بن صبیرہ کافر کے گھر مہمان ہوا اور وہاں جا کر یہ وطیرہ اختیار کیا کہ بدر میں قریش کے جو آدمی قتل ہو گئے تھے ان کے مرثیے کہا کرتا تھا اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور مدینہ میں مسلمانوں کے پاس جلانے کو بھیج دیا کرتا تھا ان میں سے چند شعر یہ ہیں۔

طحنت رحابدر لملهك اهله   ولمثل بدر تستهل وتدمع

''ہائے افسوس! کمبخت بدر کی چکی نے اپنے ہی آدمیوں کو پیس ڈالا اے لوگو! ایسے ہی منحوس مقامات پر دھاڑیں مار کر رویا جاتا ہے۔''

قتلت سراة الناس حول حیاضه لا تبعدوا ان الملوك تصرع

''تمام لوگوں کے سردار اسی کے حوضوں کے آس پاس تو قتل کیے گئے ہیں اے لوگو! تم اس سرداروں کے قتل ہو جانے کو کچھ انوکھا نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ تو ہمیشہ ہی سے قتل ہوتے چلے آئے ہیں۔''

ویقول اقوام اراذل بسخطهم ان ابن اشرف ظل کعب یجزع

''گری پڑی قومیں اپنی جھنجلاہٹ کی وجہ سے کہتی ہیں کہ کعب بن اشرف (تو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے پر) مرا جا رہا ہے اور بہت سوگ مناتا پھرتا ہے۔''

صدقوا فلیت الارض ساعة قتلوا ظلت تسیخ باهلها وتصدع

''میں ان کی اس بات کو کہ (کعب ان کا سوگ مناتا پھرتا ہے) تسلیم کرتا ہوں اور ترقی کر کے کہتا ہوں کہ کاش جس وقت وہ قتل ہوئے تھے زمین پھٹ جاتی اور سب کو نگل جاتی۔''

انبئت ان الحارث ابن هشامهم فی الناس بینی الصالحات ویجمع

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ حارث بن ہشام لوگوں کے ساتھ سلوک کر کر کے (جنگ کی تیاری کے لئے) ان کو ایک مرکز پر جمع کیا کرتا تھا مگر افسوس اس کی سب امیدوں پر پانی پھر گیا۔''

لیزور یثرب بالجموع وانما یسعی علی الحسب القدیم الاروع

''تا کہ مدینہ پر سب کے ساتھ مل کر چڑھائی کرے بس بات تو یہ ہے کہ قدیمی شرافت پر تو کوئی بہادر ہی مرا کرتا ہے۔''

واقدی فرماتے ہیں کہ یہ شعر مجھے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن صالح اور ابن ابی الزناد نے لکھوائے تھے کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی شرارت کی خبر ہوئی تو آپ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو طلب فرمایا اور کعب بن اشرف کی نسبت کہا کہ یہ خبیث مکہ میں ابی وداعہ کے پاس مقیم ہے اور وہاں سے مسلمانوں کی ہجو اور برائی لکھ لکھ کر بھیج رہا

ہے تم بھی ان کی ہجو میں میں کچھ شعر لکھ کر ان کے پاس بھیجو چنانچہ حضرت حسانؓ نے ابی وداعہ کی برائی میں شعر لکھے اور اس کو مجبور ہو کر کعب بن اشرف کو اپنے یہاں سے رخصت کرنا پڑا اور یہ وہاں سے پھٹ کار مارا ہو کر پھر مدینہ آ گیا کعب بن اشرف نے جب یہ مرثیے لکھے تو قریش میں ایک ہیجان پھیل گیا اور وہ سب آپے سے باہر ہو گئے کہ سب نے یہ شعر یاد کر لئے اور قسم قسم کے مرثیے لکھنے لگے اور چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں مکہ کی گلیوں میں ان کو گاتے ہوئے پھرنے لگے پھر چھوٹے بڑے سب اس میں شامل ہو گئے اور قریش ایک مہینہ تک اپنے مقتولوں پر دھاڑیں دے دے کر روتے رہے کوئی گھر مکہ میں ایسا باقی نہیں رہا کہ جس میں عورتوں اور بچوں کا بلبلاہٹ نہ پڑا ہو عورتوں کی تو یہ حالت تھی کہ وہ اپنے آپ کو پیٹتے پیٹتے سر کے بالوں کو نوچ ڈالتی تھیں اور جو لوگ قتل ہو گئے تھے ان کی سواریوں کو مجمع میں کھڑا کرتے تھے اور ان کے آس پاس کھڑے ہو ہو کر دھاڑیں دیتے اور بلبلاتے تھے اور عورتیں گلی کوچوں اور راستوں میں روتی پیٹتی پھرتی تھیں اور سب کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ عاتکہ اور جہیم بن صلت کا خواب سچا تھا۔

مشرکین کا چھپ چھپ کر نوحہ کرنا:

ایک شخص اسود بن مطلب نابینا ہو گیا تھا اس کے بھی چند لڑکے بدر میں قتل ہو گئے تھے اس کے دل میں ان کی طرف سے از حد ولولہ اور جوش تھا اور رو دھو کر اپنی تسکین کرنا چاہتا تھا مگر قریش اس کو روک دیتے تھے آخر مجبور ہو کر اس نے یہ کہا کہ اپنے غلام کو کچھ شراب دی اور اس سے یہ کہا کہ جس راستہ سے میرا بیٹا ابو حکیمہ بدر میں گیا تھا مجھے اسی راستہ پر لے چل چنانچہ وہ شراب سمیت اس کو وہاں لے گیا اور بتلایا کہ اس راستہ سے گیا تھا یہ وہیں بیٹھ گیا اور شراب پی لی جب خوب اچھی طرح شراب کا نشہ چڑھ گیا تو ابو حکیمہ اور اس کے بھائیوں پر خوب دھاڑیں مار مار کر رویا پیٹا اور سر پر مٹی اڑائی اور غلام سے کہا کہ کمبخت کہیں قریش سے نہ کہہ دینا کبھی وہ میرے پیچھے نہ لگ جائیں کیونکہ ابھی ان کی رائے سوگ کرنے کی نہیں ہوئی ہے غرض یہ قریش سے چھپ کر اس طرح اپنا بھڑاس نکالا کرتا تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معصب بن ثابت نے اور ان سے عیسیٰ بن معمر نے اور ان سے عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب قریش کا لشکر بدر سے ہار کر مکہ واپس گیا تو جن لوگوں کے آدمی قتل ہو گئے تھے اور ان کو قریش نے سوگ کرنے کی سخت بندش کر دی اور یہ کہدیا کہ اگر تم سوگ کرو گے اور محمد اور اس کے ساتھیوں کو خبر ہو جائے گی تو وہ لوگوں میں ہم پر ہنستے پھرینگے پھر ہماری کیا آبرو رہ جائے گی اور قیدیوں کی بابت بھی بندش کر دی کہ ان کے چھڑانے کے واسطے بالکل کوشش نہ کی جائے کہ اس سے دشمن زیادہ تنگ کرنے لگیں گے اور ان کا حوصلہ بڑھ جائے گا۔

اسود بن مطلب کا مرثیہ:

اس کے بعد حضرت عائشہ نے اسود بن مطلب کا قصہ بیان فرمایا کہ بدر میں اس کے تین لڑکے (عقیل اور حارث اور زمعہ) قتل ہو گئے تھے اور یہ رات دن ان کے سوگ کی فکر ذکر میں رہتا تھا مگر قریش کی بندش کی وجہ سے مجبور تھا اور دل ہی دل میں گھٹتا رہتا تھا اسی اثناء میں ایک دن رات کو اتفاق سے اس کے کان میں کسی رونے والی عورت کی بھنک پڑی جس سے یہ چونک گیا نابینا ہونے کی وجہ سے خود تو نہ جا سکا اپنے غلام سے کہا کہ ذرا دیکھ تو آ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رونے لگے تا کہ میں بھی اپنے بیٹے زمعہ پر رو کر ذرا اپنا دل ٹھنڈا کر لوں کیونکہ میرا جی اندر سے پھٹا جا رہا ہے چنانچہ وہ غلام فوراً گیا اور واپس آ کر اس سے کہنے لگا کہ یہ تو ایک عورت اپنے اونٹ پر رو رہی ہے جو کھو گیا ہے آخر یہ بیچارہ پھر اپنا دل مار کر رہ گیا اور اسی پریشانی کے عالم میں یہ چند اشعار پڑھے۔

تبکی ان یضل لها البعیر ویمنعها من النوم السهود

''یہ عورت تو اپنے ایک اونٹ گم ہو جانے پر رو رہی ہے اور بیداری نے اس کو سونے سے بھی روک دیا ہے۔''

فلا تبکی علی بکر ولکن علی بدر تصاعرت الخدود

''لیکن ہم تو اونٹ کے گم ہونے پر نہیں روتے پیٹتے بلکہ ایسے چاند کے غائب

ہونے پر روتے پیٹتے ہیں جس کے غائب ہونے کی وجہ سے ہمارے منہ پھٹکار مارے ہوگئے ہیں۔"

فبکی ان بکیت علی عقیل　　وبکی حارثا اسد الاسود

"اے عورت! (تو اس اونٹ پر کیا رو رہی ہے یہ بھی کوئی رونے کی چیز ہے) اگر تجھے رونا ہی ہے تو (میرے بیٹے) عقیل پر رو اور (اس کے بھائی) حارث پر جو شیروں کا شیر تھا (دیکھ یہ ہیں رونے کی چیزیں)۔"

وابکیھم ولا یسمی جمیعا　　وما لابی حکیمة من ندید

"اور میں بھی انہیں کو روتا ہوں اور یہ سب کے سب بیمثل تھے۔ خاص کر ابو حکیمہ (یعنی زمعہ) کی تو کوئی نظیر ہے ہی نہیں۔"

علی بدر سراۃ بنی ھصیص　　ومخزوم ورھط ابی الولید

"اور میں ایسے چاند پر روتا ہوں جو ہصیص اور مخزوم اور ابو ولید جیسے نامی گرامی لوگوں کے کنبہ قبیلہ کا سردار تھا۔"

الاقد ساد بعدھم رجال　　ولولا یوم بدر لم یسودوا

"(ہائے ہائے کیا کہا جائے) دیکھا بھی ان کے بعد ایسے ایسے آدمی سردار بن بیٹھے کہ جن کو اگر بدر کا دن نہ ہوتا تو سرداری تو درکنار سرداری کی صورت دیکھنی بھی نصیب نہ ہوتی۔"

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی الزناد بن ہشام نے بیان کیا کہ میرے والد بھی (تَصَاغُرَتِ الْخُدُود) ہی پڑھا کرتے تھے اور اس کو کچھ منکر نہیں سمجھتے تھے۔

ہند بنت عتبہ کا غم وغصہ:

کہتے ہیں کہ قریش کی چند عورتیں جمع ہو کر ہند بنت عتبہ کے پاس گئیں اور اس سے یہ کہا کہ آ جا تیرے باپ اور بھائی اور چچا اور دیگر رشتہ داروں پر روئیں پیٹیں وہ اس بات پر ان سے جل گئی اور یہ کہا کہ کم بختو! تمہاری عقل ضائع ہو گئی تمہیں اتنا نہیں سوجھتا کہ میں

اگر روؤں پیٹوں گی اور اس کی خبر محمد اور اس کے ساتھیوں کو لگے گی تو وہ ہمارے بارے میں کیا تھو کیں گے اور ہمارا اور بنی خزرج کی عورتوں کا کیا کچھ مذاق نہیں اڑائیں گے خدا کی قسم میں جب تک محمد اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ نہیں لے لوں گی تب تک ہرگز ایسا نہیں کروں گی بلکہ مجھے سر میں تیل ڈالنا بھی حرام ہے جب تک محمد اور ان کے ساتھیوں کی لوٹ مار نہ ہو جائے اور خدا کی قسم! اگر میں یہ جانتی کہ رونے دھونے سے میرا غم ہلکا ہو جائے گا تو میں ضرور ایسا کر لیتی لیکن یہ تو اس سے ہرگز زائل نہیں ہوگا بلکہ یہ تو صرف اس سے دور ہوگا کہ میں اپنی آنکھوں سے اپنے آدمیوں کا بدلہ دیکھ لوں گی چنانچہ وہ اسی روز سے جنگ احد تک اسی حالت میں رہی کہ نہ کسی قسم کی زیب و زینت کرتی تھی اور نہ اپنے شوہر ابوسفیان کے پاس آتی جاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ نوفل بن معاویہ بھی قریش کے ساتھ بدر میں گیا تھا اور وہاں سے واپس ہو کر اپنے گھر میں موجود تھا کہ اس کو قریش کی نسبت یہ خبر پہنچی کہ وہ اپنے مرے مردوں پر رو پیٹ رہے ہیں یہ اسی وقت اپنے گھر سے مکہ میں آیا اور سوگ کرنے پر قریش کو بہت سخت وسست کہا کہ کم بختو! تمہاری عقل کہاں ماری گئی تم نے عورتوں کے کہنے میں آ کر یہ کیا دشمنوں کے ہنسنے اور خوش ہونے کا کام شروع کر دیا بس تم نے اپنے مقتولوں کی اتنی ہی حقیقت سمجھی ہے کہ بیٹھ کر ان پر دو چار آنسو بہا لئے بیوقوفو! ان پر رونے سے کیا ہوتا ہے وہ تو اس سے کہیں بلند رتبہ ہیں علاوہ ازیں اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے دل سرد ہو جائیں گے اور محمد اور اس کے ساتھیوں کی دشمنی پر جو تمہیں غیظ و غضب ہے وہ ایک دم کافور ہو جائے گا اور تمہارے دلوں سے سب غبار نکل جائے گا حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جب تک تم اپنے دشمنوں سے بدلہ نہ لے لو تب تک تمہارے دلوں میں ذرا بھی ٹھنڈک نہ پڑے اور تمہارا جوش و خروش بالکل تازہ رہے ابوسفیان بن حرب کو اس کی تقریر کی خبر پہنچی تو وہ خوش ہوتا ہوا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جناب میں تو ان کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا یہ باز نہیں آتے اور میں نے اپنے کنبے بنی عبدشمس میں تو آج تک نہ کسی عورت کو رونے پیٹنے دیا اور نہ کسی شاعر کو کوئی مرثیہ وغیرہ کہنے دیا اور ان سے یہ کہہ دیا

کہ جب تک ہم اپنے دشمنوں سے اپنے مقتولوں کا بدلہ نہ لے لیں تب تک کوئی شخص دم نہ مارے اور دیکھو تو سہی کہ میرا بیٹا (حنظلہ) اور یہاں کے کیسے کیسے بڑے بڑے سردار مارے گئے کہ جن کے نہ ہونے سے یہ جگہ بالکل سنسان ہوگئی ہے اور غم وحزن میں اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے ہیں تو کیا ہم ان پر صرف رو دھو کر بیٹھ جائیں اور کچھ بھی نہ کریں کیسے افسوس کی بات ہے کہ ان کی تو یہ جانبازی اور ہماری یہ قدر۔

عمیر بن وہب کی خام خیالی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معاذ بن محمد انصاری نے اور ان سے عاصم بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار اور بہادر قتل ہو گئے اور وہ شکست کھا کر مکہ میں واپس گئے تو عمیر بن وہب بن عفیر جمحی مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے پاس گیا ملاقات کے بعد آپس میں گفتگو ہونے لگی اثناء گفتگو میں صفوان نے ایک شخص عیسیٰ کی کچھ مذمت کی اور کہنے لگا کہ بدر کے مقتولوں کے بعد اس عیسیٰ کمبخت کا خدا ناس کرے معلوم نہیں یہ ان کے بعد کیوں زندہ رہ گیا اس پر عمیر بن وہب نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہا بھائی واقعی ان کے بعد کچھ زندگی کا مزہ تو رہا نہیں اور خدا کی قسم اگر میرے پاس اپنا قرضہ اتارنے کی کوئی سبیل ہوتی اور اتنا مال ہوتا کہ جس سے بال بچوں کی اوقات بسر ہو سکتی تو میں ضرور مدینہ میں جا کر محمد کو قتل کر کے اپنا دل ٹھنڈا کر لیتا خدا کی قسم میری آنکھوں میں اس کی طرف سے خون اتر رہا ہے اور امید ہے کہ وہ مجھے مل بھی جائے گا کیونکہ یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اکثر اوقات بازار وغیرہ میں پھرا کرتا ہے اور مجھے وہاں جانے کا ایک بہانہ بھی ہے کہ وہاں میرا ایک لڑکا قیدی ہے اگر بالفرض کسی نے کچھ روک ٹوک کی بھی تو کہہ دوں گا کہ اپنے لڑکے سے ملنے کو آیا ہوں غرض اس کی یہ تقریر سن کر صفوان کی باچھیں کھل گئیں اور خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے ابوامیہ کیا واقعی ایسا کرنے کا ارادہ ہے عمیر نے خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہاں اس گھر کے مالک کی قسم! میرا تو پکا ارادہ ہے صرف ایک ذرا سا یہی اٹکاؤ ہو رہا ہے جو میں نے آپ سے عرض کیا اس پر صفوان نے کہا کہ اچھا پھر

یوں کر کہ تیرا قرضہ میرے ذمہ ہے اور تیرے بال بچوں کا بھی میں ذمہ دار ہوں تو اطمینان رکھ ان کو بالکل اپنے بال بچوں کے برابر رکھوں گا اور دیکھ لے تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مکہ میں اپنے بال بچوں کو سب سے زیادہ خوش عیش رکھتا ہوں اور جب تجھ سے وعدہ ہو چکا ہے تو تیرے بال بچوں کو بھی بالکل ایسا ہی رکھونگا عمیر نے کہا کہ اے ابو وہب تو اس کا کیا ذکر کر رہا ہے یہ تو مجھے سب سے پہلے سے معلوم ہے صفوان نے کہا کہ بس تو میں بھی اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ تیرے بال بچوں کو بالکل اپنے بال بچوں کی طرح رکھوں گا (پھر مزید اطمینان کے لئے کہنے لگا کہ اور تیرا قبیلہ ایسا کون سا بڑا لمبا چوڑا ہے کہ جو مجھ سے سنبھل نہ سکے گا اور اس کی نگرانی سے عاجز ہو جاؤں گا) اور تیرا قرضہ بھی سب کا سب میرے ذمہ ہے میں ایک ایک پائی ادا کر دوں گا آخر اس وعدہ وعید کے بعد صفوان نے اس کو ایک تو اونٹ سواری کے لئے دیا اور ساتھ ساتھ سفر وغیرہ کا سامان بھی دیا اور اسی روز سے اس کے بال بچوں کو سب چیزیں اپنے بال بچوں کی طرح لینی دینی شروع کر دیں ادھر عمیر نے اپنی تلوار سان پر رکھوا کر تیز کروائی اور زہر میں بجھالی اور سب سامان وغیرہ تیار کر کے مدینہ کا راستہ لیا اور چلتے ہوئے صفوان کو اس امر کی تنبیہ اور تاکید کر دی کہ جب تک میں واپس نہ آلوں تب تک میرے جانے کا بھید کسی پر کھلنے نہ پائے آخر سب باتوں کا بندوبست کر کے مکہ سے روانہ ہو گیا اور صفوان نے بھی کسی اپنے بیگانے سے اس کا راز بالکل نہیں کہا اس لئے یہ بے کھٹکے مدینہ پہنچ گیا اور عین مسجد کے دروازہ پر اتر کر سواری کو باندھ دیا اور گلے میں تلوار ڈال کر رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کا ارادہ کیا مگر اتفاق سے وہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور جو نعمتیں اللہ نے بدر کے روز مسلمانوں پر نازل فرمائی تھیں ان کا تذکرہ بھی کر رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر عمیر پر پڑ گئی اس کو گلے میں تلوار ڈالے دیکھ کر آپ گھبرا گئے اور صحابہ کو فرمایا کہ اس خبیث کتے کے بچے کو گرفتار کر لو خدا کا دشمن ہے اور اسی کمبخت نے بدر کے روز ہمارے درمیان لڑائی بھڑکائی تھی اور قریش کو اشتعال دلایا تھا کہ مسلمانوں کا کوئی ایسا معاون اور مددگار نہیں کہ ان کو رسد یا کمک دے گا صحابہؓ

نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور کھڑے ہو کر اس کو گرفتار کر لیا آخر اس کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

عمیر کی گرفتاری اور قبول اسلام:

ہم سے شیخ ابو بکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بزاز نے اور ان سے ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے اور ان سے ابو عمر محمد بن عباس بن محمد بن حیویہ نے اور ان سے ابو القاسم عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر و واقدی نے بیان کیا کہ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عمیر کو حضور کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ باہر عمیر کھڑا ہوا ہے میں اس کو گرفتار کر کے لایا ہوں خبیث مسجد میں ہتھیار سمیت گھس آیا تھا اور بہت لچا اور مکار اور دھوکہ باز آدمی ہے مجھے اس پر ذرا اطمینان اور بھروسہ نہیں ہے اس لئے اس کو پکڑ کر آپ کی خدمت میں لایا ہوں اب جو کچھ حضور کا حکم ہو وہ کیا جائے حضور نے سارا قصہ سن کر فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ چنانچہ ایک ہاتھ سے اس کی تلوار کی پٹی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے اس کی تلوار دستے سے پکڑ لی اور اس کو گھسیٹتے ہوئے حضور کی خدمت میں لے گئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ اے عمر! اس کو چھوڑ دو حضرت عمر نے چھوڑ دیا تو یہ رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر آپ کو دعا دینے لگا کہ اللہ آپ کو خوش و خرم رکھے آپ نے فرمایا کہ بس انی دعا کو

نے سلام مقرر کر دی ہے اور یہی دعا اہل جنت کی ہے عمیر نے اس پر کہا کہ حضور یہ تو نئی

تلوار کو پکڑ کر کہنے لگا کہ خدا اس کمبخت کا ناس کرے کہ بھولے سے میرے ساتھ میان میں رکھی چلی آئی ہے جس سے مجھے آپ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا ورنہ حضور خدانخواستہ مجھے اس کیا ضرورت تھی؟ اور میں حضور کے سامنے اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس سفارش کے سوا میرا اور کچھ خیال نہ تھا حضور نے فرمایا کہ عمیر تو ادھر ادھر کی باتیں نہ بنا سچ بتلا کس ارادہ سے آیا ہے؟ اس نے پھر یہی عرض کیا کہ حضور میں تو بس اپنے قیدی ہی کی سفارش کے لئے حاضر ہوا ہوں حضور نے فرمایا کہ اچھا تو یہ بتلا کہ مقام حجر میں صفوان سے کیا وعدے وعید کر کے آیا ہے یہ سن کر عمیر کے چھکے چھوٹ گئے اور اس کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں پھر تھوڑی سی دیر میں ذرا سنبھل کر عرض کرنے لگا کہ اچھا حضور آپ ہی بتلائیے کہ میں نے کیا وعدے وعید کئے ہیں حضور نے فرمایا کہ تو نے اس سے اپنے قرضہ کی ادائیگی اور بال بچوں کی پرورش کے عوض میں میرے قتل کرنے کی ذمہ داری لی ہے آپ یہ بات ختم نہ کرنے پائے تھے کہ اس نے کلمہ پڑھ لیا اور کہا میں آپ کی نسبت خدا کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور آپ کے سچے ہونے کی بھی اور میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ واقعی خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں پھر اسلام لانے کے بعد اس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اللہ کی طرف سے جو کچھ خبریں دیا کرتے تھے ہم اس میں آپ کو جھوٹا سمجھتے تھے مگر جب آپ نے یہ میرا قصہ سنا دیا کہ جس کی خبر میرے اور صفوان کے سوا کسی کو بھی نہیں اور اللہ نے آپ کو اس کی اطلاع دیدی تو بس مجھے یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں اور خدا کی طرف سے آپ جو کچھ خبریں دیتے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں اور آپ کا دین حق ہے اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اسلام کی توفیق دیدی مسلمانوں کو اس کے اسلام لانے سے بہت مسرت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب عمیر آیا تھا تو میرے نزدیک سور سے بدتر تھا اور اس وقت مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز اور بہتر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے بھائی عمیرؓ کو قرآن سکھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

صفوان کو عمیر کے مسلمان ہونے کی خبر:

حضرت عمیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب تک تو میں خدا کے نور کے بجھانے میں جانبازی کر رہا تھا مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے کرم و فضل سے اس گمراہی سے نجات بخشی اور نیک راستہ کی توفیق دی سو اب میرا یہ جی چاہتا ہے کہ اسلام کے لئے بھی ایسی جانبازی کروں اور آپ اجازت دیں تو میں مکہ میں جا کر قریش کو اسلام کی دعوت دوں اور خدا اور خدا کے رسول کی طرف بلاؤں شاید اللہ اس سے ان کو نیک راستہ کی توفیق دیدے اور ہلاکت سے بچالے آپ نے ان کی درخواست منظور فرما کر ان کو مکہ میں جانے کی اجازت دیدی اور یہ حضورؐ سے رخصت ہو کر مکہ جا پہنچے ان کے پہنچنے سے پہلے صفوان کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی سوار مدینہ سے مکہ کی طرف آیا کرتا یہ دوڑا ہوا اس کے پاس جاتا اور اس سے دریافت کرتا کہ تم مدینہ سے آئے ہو تم نے وہاں کوئی نئی بات تو نہیں سنی اور خوشی خوشی قریش سے کہا کرتا کہ مبارک ہو عنقریب ایک ایسا واقعہ ہونے والا ہے جو تمہیں بدر کا واقعہ بھلا دے گا اور بدر کے صدمہ کو تمہارے دلوں سے دھو دے گا اسی اثناء میں مدینہ سے ایک شخص آ گیا اس نے حسب اتفاق اس سے عمیر کا حال دریافت کر لیا اس نے کہا کہ وہ تو مسلمان وہ گیا بس پھر کیا تھا پاؤں سے سر تک جل بھن گیا اور عمیر کو لعنت ملامت کرنے لگا اس کی دیکھا دیکھی مکہ کے سارے مشرک حضرت عمیر کی برائی بھلائی میں منہمک ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ لو وہ عمیر بھی بددین ہو گیا اور صفوان نے جل کر قسم کھالی کہ میں اس سے کبھی نہ بولوں گا ورنہ اس کو کبھی کسی قسم کا فائدہ پہنچاؤں گا اور اس کے بال بچوں کی پرورش اور خبر گیری یک لخت ترک کر دی۔

حضرت عمیرؓ کی اسلام کی اشاعت کے لیے کوششیں:

اسی اثناء میں حضرت عمیر مکہ تشریف لے آئے اور قریش کو اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا اعلان کیا چنانچہ اللہ نے ان کی برکت سے ان کو توفیق دے دی اور ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ مسلمان ہو گئی۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اور ان سے محمد بن ابی حمید نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن امیہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمیرؓ مکہ تشریف لائے تو سیدھے اپنے گھر جا کر اترے اور صفوان کے پاس نہیں گئے پھر اپنا مسلمان ہو جانا لوگوں سے ظاہر کیا اور ان کو بھی مسلمان ہو جانے کی ترغیب دی آہستہ آہستہ اس کی خبر صفوان تک بھی پہنچی تو اس نے افسردہ ہو کر لوگوں سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو تمہیں تو ابھی معلوم ہو ہے میں تو جب ہی تاڑ گیا تھا جب یہ میرے پاس آنے سے پہلے اپنے گھر چلا گیا تھا کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے اور میرے خیال میں تو یہ پاگل ہو گیا ہے یہ اپنے ہوش میں نہیں تم اس کی باتوں کا کیا خیال کرتے ہو اور میں نے تو یہ عہد کر لیا ہے کہ اس سے جیتے جی کلام نہیں کروں گا اور اس کے بال بچوں کو زندگی بھر کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچاؤں گا خیر جو کچھ پہلے ہو گیا سو ہو گیا اب کیا ہو سکتا ہے آخر اس اثناء میں ایک روز حضرت عمیرؓ اس کے پاس بھی تبلیغ کے لئے مقام حجر میں تشریف لے گئے اور اس کے پاس جا کر اس سے بولے کہ اے ابو وہب مگر اس نے کچھ جواب نہیں دیا اور ناک چڑھا کر ان کی طرف سے منہ پھیر لیا حضرت عمیرؓ نے اس کی حالت دگرگوں دیکھ کر فرمایا کہ اے ابو وہب ویسے تو تو ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار ہے مگر یہ معاملہ دین کا ہے اس میں ناک منہ چڑھانے کی تو کوئی بات نہیں اور نہ یہ مردوں کا کام ہے بس اس میں تو صاف بات یہ ہے کہ یا تو ہم سے سمجھ لے اور یا ہمیں سمجھا دے اور تو کیا سمجھائے گا لے میں ہی کہتا ہوں کہ تو ایمان سے کہہ کہ کیا پتھروں کی پوجا پاٹ اور نذر و نیاز بھی (جیسے ہم پہلے سے کرتے آئے ہیں) کوئی دین ہے حضرت عمیر نے اتنا فرما کر اس کے سامنے ہی کلمہ پڑھا مگر وہ بالکل گم صم بیٹھا رہا اور کچھ نہ کہہ سکا۔

بدر کے راستے میں قریش کے لشکر کو کھانا کھلانے والے:

بدر کے راستے میں قریش کے لشکر کو کھانے کھلانے والوں میں کنبہ (بنی عبد مناف) میں سے ایک تو حارث بن عامر بن نوفل تھا اور ایک عتبہ بن ربیعہ اور ایک شبیہ بن ربیعہ اور کنبہ (بنی اسد) سے ایک تو زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد تھا اور ایک نوفل بن خویلد بن عدویہ اور کنبہ (بنی مخزوم) سے صرف ابو جہل تھا اور کنبہ (بنی جمح) سے صرف امیہ بن

خلف تھا اور کنبہ (بنی سہم) سے ایک نبیہ بن حجاج تھا اور ایک منبہ بن حجاج۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت سعید بن مسیبؒ یہ فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے راستے میں ہر کھانا کھلانے والا ہی قتل کیا گیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ بدر کے راستہ میں کھانا کھلانے والوں کی نسبت ہمارے پاس کئی قسم کی روایتیں پہنچی ہیں مگر سب سے زیادہ مضبوط ہمارے نزدیک یہ پہلی روایت ہے اور بعض نے ان کھانا کھلانے والوں سے کچھ اور آدمی بھی بتلائے ہیں جن میں سے سہیل اور ابوالبختری وغیرہ بھی ہیں۔

قیدیوں کے بارے میں گفت وشنید:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ہشام بن عمارہ نے اور ان سے عثمان بن ابی سلیمان نے اور ان سے نافع بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدیوں کے معاوضہ کی نسبت کچھ گفت وشنید کرنے گیا تھا وہاں ایسا قصہ پیش آیا کہ میں تھکن کی وجہ سے عصر کے بعد مسجد میں لیٹ گیا اور میری آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی نماز کھڑی ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سورہ (طور) پڑھی آپ کی آواز کی وجہ ہٹ سے میری آنکھ کھل گئی اور میں، گھبرایا ہوا اٹھا اور مسجد سے نکلتے تک آپ کا پڑھنا سنتا رہا اور بس اسی روز اول اول میرے دل میں اسلام داخل ہوا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن عثمان بن ابی سلیمان اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ قریش میں سے چودہ آدمیوں کا (وفد) اپنے قیدیوں کا معاوضہ لینے دینے کے لئے آیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے شعیب بن عبادہ اور بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے بیان کیا کہ قیدیوں

کے معاوضہ کی بابت پندرہ آدمی آئے تھے سب سے پہلے مطلب بن ابی وداعہ آیا تھا اور بقیہ چودہ آدمی اس سے تین رات بعد آئے تھے۔ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اوران سے یزید بن نعمان بن بشیر نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قیدی کا معاوضہ چار ہزار روپے قرار دیا تھا۔

قیدیوں کا معاوضہ:

ہم سے محمد نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے اسحاق بن یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے نافع بن جبیر سے دریافت کیا تھا کہ بدر کے قیدیوں کا معاوضہ کتنا کتنا لیا گیا تھا اس پرانہوں نے یہ فرمایا کہ رؤساسے تو چار چار ہزار روپے لئے گئے تھے اور امیر امراء سے کسی سے تین ہزار اور کسی سے دو ہزار اور کسی سے ایک ہزار اور غرباء کو رسول اللہ ﷺ نے مہربانی سے مفت چھوڑ دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابی وداعہ کی بابت تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مکہ میں اس کا ایک لڑکا بڑا ہوشیار اور مالدار ہے سو اس کا معاوضہ بھی انتہائی درجہ کا ہونا چاہیے آخر جب اس کی رہائی کی درخواست کی گئی تو آپ نے اس کا معاوضہ چار ہزار روپیہ لیا اور سب سے پہلے اسی کا معاوضہ دیا گیا تھا اوراس کی رہائی کے وقت عجب قصہ ہوا وہ یہ کہ جب قریش نے اس کے لڑکے مطلب کو اس کے پاس آنے کے لئے تیاری کرتے دیکھا تو انہوں نے اس سے یہ فرمائش کی کہ تو اتنی جلدی نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری وجہ سے ہمارے اور قیدی بھی مصیبت میں پھنس جائیں اور محمد ہماری بے چینی کو دیکھ کر معاوضہ کا زیادہ بوجھ ڈالدے اور ساری قوم کوئی تیرے جیسی تو امیر ہے ہی نہیں کہ جو کچھ ہوگا سب کچھ دے دے گا بلکہ امیر غریب قوم میں ہر قسم کے آدمی ہیں اس لئے سب کی رعایت کی ضرورت ہے یہ سن کر اس نے کہا کہ اچھا میں تم سے پہلے نہیں جاؤں گا جب تم چلو گے میں بھی جب ہی چلوں گا آخران کو یہ دلاسا دیکر جب دیکھا کہ وہ غافل ہو گئے ہیں تو رات ہی رات اپنی سواری پر سوار ہو کر چل دیا

اور چار رات متواتر چل کر مدینہ پہنچ گیا اور اپنے باپ کا چار ہزار روپے معاوضہ دے کر اس کو رہا کرا لایا جب مکہ واپس آیا تو قریش نے اس کو بہت لعنت ملامت کی اس نے ان سے کہا کہ مجھ سے تو یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ ہم تم تو مزہ سے یہاں چین اڑاتے اور میرا باپ وہاں مصیبت میں پڑا رہتا مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا تھا اس لئے میں آزاد کروا لایا آخر اس میں حرج کیا ہے جو تم ایسے آپے سے باہر ہوئے جارہے ہو۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس کو کیا کہتے ہو یہ لڑکا بہت زیادہ خودرائے اور مفسد ہے کسی کی بات کی طرف کان لگاتا ہی نہیں اور خدا کی قسم میرا لڑکا عمرو بن ابی سفیان اگر ایک سال تک بھی قید میں پڑا رہے تو میں ہرگز تم لوگوں کے بغیر اس کا معاوضہ نہ دوں چاہے مار کر محمد اس کو پڑا چھوڑ دے اور یہ تم جانتے ہو کہ میں خدانخواستہ کوئی تنگدست نہیں ہوں مگر مجھے بس یہی خیال ہے کہ کہیں میری وجہ سے تم تنگی میں نہ پڑ جاؤ اور میرا لڑکا تمہارے لئے وبال جان نہ ہو جائے اور اس کی وجہ سے تمہارے اوپر برا راستہ نہ پڑ جائے۔

ان لوگوں کے نام جو قیدیوں کو رہا کرانے کیلئے آئے تھے:

کنبہ (بنی عبدشمس) سے تو ایک ولید بن عقبہ بن ابی معیط (عاص) کا بھائی تھا اور ایک عمرو بن ربیع (عاص) کا دوسرا بھائی اور کنبہ (بنی نوفل بن عبدمناف) سے صرف جبیر بن مطعم تھا اور کنبہ (بنی عبددار) سے صرف طلحہ بن ابی طلحہ تھا اور کنبہ (بنی اسد) سے صرف عثمان بن ابی حبیش تھا اور کنبہ (بنی مخزوم) سے ایک عبداللہ بن ابی ربیعہ تھا اور ایک خالد بن ولید اور ایک ہشام بن ولید بن مغیرہ اور ایک فروہ بن سائب اور ایک عکرمہ بن ابی جہل اور کنبہ (بنی جمح) سے ایک ابی بن خلف تھا اور ایک عمیر بن وہب اور کنبہ (بنی سہم) سے ایک مطلب بن ابی وداعہ تھا اور ایک عمرو بن قیس اور کنبہ (بنی مالک بن حسل) سے صرف مکرز بن حفص بن احنف تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے منذر بن سعد نے اور ان سے عیسیٰ بن معمر نے اور ان سے عبادہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب

اہل مکہ کا وفد اپنے قیدیوں کا معاوضہ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے بھی اپنے خاوند ابوالعاص بن ربیع کا معاوضہ بھیجا تھا جس میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا ایک ہار (مقام ظفار کے موتیوں کا بنا ہوا) بھی شامل تھا (یہ ہار حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضرت زینب کی شب زفاف میں ان کے شوہر ابوالعاص بن ربیع کو سلامی میں دیا تھا) آپ نے اس ہار کو دیکھ کر پہچان لیا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے یاد آنے کی وجہ سے حضور کا دل پریشان ہو گیا اور حضرت زینبؓ پر ترس آ گیا اس پر آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو زینبؓ کا قیدی مفت چھوڑ دو اور اس کا زیور اس کے پاس واپس کر دو صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ ہمیں اس سے کیا انکار ہے (چشم ماروشن دل ماشاد) چنانچہ ابو العاص بن ربیع کو رہا کر دیا گیا اور حضرت زینبؓ کا زیور بھی واپس کر دیا گیا اور چلتے وقت حضور نے ابوالعاص سے حضرت زینب کے چھوڑ دینے کا عہد لے لیا اور یہ وعدہ کر کے وہاں سے رخصت ہو گیا اور اس کا معاوضہ لے کر اس کا بھائی عمرو بن ربیع آیا تھا اور اس کو عبداللہ بن جبیر بن نعمان نے (جن کے بھائی خوات بن جبیر ہیں) گرفتار کیا تھا۔

❀❀❀

سورۂ انفال کی تشریح

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ﴾ الخ

''یہ مسلمان جو گھڑی گھڑی لوٹ کے مالوں کی (تقسیم) کی بابت آپ سے پوچھ گچھ کرتے ہیں ان کو یہ سمجھا دیجئے کہ لوٹ کے مال تو سب کے سب اللہ اور اللہ کے رسول کی ملکیت ہیں اس لئے تمہیں اس میں بالکل سوچنا نہیں چاہئے وہ جس طرح چاہیں تقسیم کردیں اور ہر بے زر بے درک دینے سے خدا کا خوف کرو کہیں وہ اس پر تم سے ناراض نہ ہوجائے اور آپس میں سلوک سے رہو اور ہر کام میں خدا اور خدا کے رسول کے تابعدار رہو دیکھو اگر تم سچے مسلمان ہو (تو بس ایسا ہی کرو جیسا ہم نے کہہ دیا ہے۔)''

راوی کہتا ہے کہ جب بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ قریش کا ساز وسامان لگا تو لڑائی سے فراغت کے بعد اس ساز وسامان کی بابت مسلمانوں میں ایک اختلاف پھیل گیا اور ہر گروہ اس پر اپنا حق جتلانے لگا اس واسطے اللہ نے یہ آیت بھیج کر اس جھگڑے کو ختم کیا۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ الخ

''بس پکے مسلمان تو وہی لوگ ہیں کہ جن کے دل خدا کا نام سنتے ہی سہم جاتے ہیں اور جن کا یقین خدا اور خدا کے رسول کی بات پر خدا کا کلام سنتے ہی زیادہ ہوجاتا ہے اور جو خدا کی بات پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو خدا کے کہنے پر خدا کا کلام سنتے ہی زیادہ ہوجاتا ہے اور جو خدا کی بات پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو خدا کے کہنے کی وجہ

سے نماز پڑھتے ہیں اور خدا کی دی ہوئی چیزوں میں سے تھوڑی (جتنی اس نے بتلادی) اس کے نام اور اس کے کام میں بھی لگاتے رہتے ہیں۔"

راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ (ایمان) سے یقین مراد ہے۔

﴿انما الْمُؤمِنُونَ حَقًّا﴾

"درحقیقت مسلمان تو بس یہی ہیں۔"

پھر دیکھ لو ہم بھی ان کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کریں گے اور ہمارے یہاں ان کو بڑے بڑے رتبے اور درجے ملیں گے اور جو کچھ ان سے خطا قصور ہو گیا ہوگا وہ سب معاف کر دیا جائے گا اور ان کی خاطر تواضع میں کھانے کی چیزیں ایک سے ایک عمدہ پیش کی جائیں گی۔ راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ حق سے یقین مراد ہے۔

﴿ كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ﴾

"اے رسول! تم انہیں سمجھا دو کہ اس ساز و سامان کی بابت بھی خدا کی بات ایسی ہی ٹھیک اور مفید ہے جیسی تیرے گھر سے تجھے نکالنے کی بات ٹھیک اور مفید تھی۔"

راوی کہتا ہے کہ اس نکالنے سے بدر میں جانے کے لئے نکالنا ہے مراد ہے۔

﴿ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴾

حالانکہ کتنے ہی مسلمان اس بات کی حقیقت ظاہر ہونے کے بعد بھی اس سے ایسا ناک منہ چڑھا رہے تھے اور اس کی نسبت تجھ سے ایسے جھگڑ رہے تھے جیسے کوئی وہ دیکھتی آنکھوں موت کے منہ میں دھکا دیئے جا رہے ہوں (سو جیسے اس وقت ان کا جھگڑنا غلط تھا اور ہماری بات ٹھیک تھی جیسا کہ تم سب نے ابھی کھلم کھلا دیکھ لیا ہے ایسے ہی اب بھی ان کا جھگڑنا غلط ہے اور ہماری ہی بات ٹھیک ہے جب اس کو برتو گے تو تمہیں خود بھی پتہ چل جائے گا)

راوی کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر جانے کا ارادہ کیا تو بعض آدمی اس میں بہت ناک منہ چڑھانے لگے تھے اور یہ عذر کرتے تھے کہ ہم تھوڑے سے تو

ہیں، ہم سے کیا ہو سکے گا اس لئے ہمارے خیال میں تو ایسی حالت میں وہاں جانا بالکل نامناسب نہیں' ہوتے ہوتے یہ بات بڑھ گئی اور اس میں بہت اختلاف پھیل گیا سو اللہ نے اس آیت میں اس جھگڑے کی مثال دیکر بتلایا کہ تم تو اس کو بھی بہت نامناسب کہہ رہے تھے مگر دیکھو اس میں آخر کیا ہوا۔

﴿ وَاِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ ﴾

(ترجمہ) اور جب اللہ نے تم سے (قریش کی) دو جماعتوں (یعنی لشکر یا قافلہ) میں سے ایک جماعت کے ہاتھ لگنے کا وعدہ کیا تھا اور تم اسی بات کی چاہت کر رہے تھے کہ کسی طرح شان دار جماعت (یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجاوے (تو دیکھو جب بھی تم غلطی پر تھے اور خدا ہی کی بات ٹھیک رہی تھی)

(راوی) کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے کوچ کر کے چلے اور بدر سے ذرا فاصلہ پر رہ گئے تو آپ کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور قافلہ کی حفاظت کے لئے قریش کے آنے کی اطلاع دی اور یہ کہا کہ اللہ نے آپ سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ قافلہ اور لشکر میں سے کوئی سی ایک جماعت آپ کے ہاتھ لگ جائے گی اور آپ گھبرایئے نہیں اگر بالفرض لشکر سے بھی آپ دوچار ہوئے تو وہ بھی شکست کھا جائے گا اور آپ کے سامنے ڈٹ نہ سکے گا اس پر آپ تو بے فکر ہو گئے مگر بدر میں پہنچ کر جب مسلمانوں کو اس کا پتہ چلا تو وہ ذرا ناک منہ چڑھانے لگے کہ ہم قافلہ کی نیت سے آئے تھے لشکر کا تو وہم گمان بھی نہ تھا یہ یہاں آکر کیا ہونے لگا چنانچہ جب بدر کے چشمہ سے پانی لانیوالوں سے پوچھتے تھے کہ ادھر چشمہ کی طرف قافلہ کہاں پر پڑا ہے؟ اور وہ بجائے قافلہ کے لشکر کی خبر دیتے تھے تو اس سے مسلمانوں کا جی مرسا جاتا تھا اور یہ کہنے لگتے تھے کہ یہ تو بڑی زبردست جماعت ہے ان سے کیسے مقابلہ کر سکیں گے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ سو اللہ نے اس آیت میں مسلمانوں کی اسی بدحواسی کا تذکرہ کیا ہے۔

﴿ وَیُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ لِیُحِقَّ

الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾

(ترجمہ) اور (دیکھو) اللہ کی (اسمیں) یہ نیت تھی کہ (بس اب لوگوں کو) اپنی باتوں سے سچ کو سچ ہی کر کے دکھادے اور کافروں کی جڑ کو کاٹ دے تا کہ حق کو بڑھادے اور ناحق کو گھٹادے (سو ہم نے ایسا ہی کر کے دکھادیا) اور (ہماری بلا سے کہ) لچے اور بدمعاش آدمی سر پٹختے اور ناک رگڑتے رہ گئے۔

بدر کے روز مسلمانوں پر اللہ کے انعامات:

(راوی) کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ (حق) سے دین مراد ہے اور لفظ (دابر بمعنی جڑ) سے قریش کے وہ سردار اور بہادر مراد ہیں جو بدر میں موت کے گھاٹ اتر گئے تھے اور جن کے بھروسہ پر قریش مسلمانوں پر امنڈ آئے تھے اور لفظ باطل سے قریش کا دین مراد ہے جس کی طرفداری میں وہ مسلمانوں پر اتنی دور تک چڑھے چلے آئے تھے اور لفظ مجرم سے قریش مراد ہیں۔

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اِنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴾

"پھر اسی بدحواسی کے عالم میں جب تم اللہ سے فریاد کرنے لگے تو اس نے تمہاری فریاد کو سن لیا اور قبول کر لیا اور یہ کہہ دیا کہ اچھا جاؤ میں تمہاری مدد کروں گا اور ایک ہزار فرشتوں کی فوج قطار بندھی ہوئی تمہارے کمک کے لئے بھیج دوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ لفظ مردفین سے یہ مراد ہے کہ فرشتوں کی فوج بے ڈھنگے طریقہ سے نہیں آئے گی بلکہ ڈھنگ سے آئے گی اور قرینہ سے سب ایک دوسرے کے پیچھے ایک قطار میں آئیں گے جو دستور ہے "وما جعله الله الا بشرى" اور اللہ تعالیٰ نے یہ اتنے فرشتے تو محض تمہاری خوشی اور دلجمعی کے لئے بھیج دیئے تھے ورنہ مدد کچھ ان کے بس میں نہیں ہے بلکہ وہ تو بس اللہ ہی کے بس میں ہے اور واقعی اللہ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اللہ کی اس آیت سے یہ مراد ہے کہ اتنے فرشتوں کا بھیجنا اور خبر

دینا صرف اس لئے کہا گیا کہ تمہارے دل میں یہ بات بیٹھ جائے کہ ہاں واقعی اللہ ہماری پشت پر ہے اور وہ ہماری ضرور مدد کرے گا ورنہ مدد کرنے میں وہ خود کچھ اس ظاہری سامان کا محتاج نہیں بلکہ ویسے بھی کر سکتا ہے مگر یہ بات ذرا انسان کی سمجھ سے باہر ہے اس لئے اللہ نے اس کمزوری کا لحاظ کرتے ہوئے یہ ظاہری سامان بھی کر دیا۔

﴿ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ ﴾

''پھر اسی وقت اللہ نے تمہیں اپنی طرف سے (یعنی بے وقت) نیند کا نشہ چڑھا دیا تا کہ تمہیں ذرا چین آ جائے۔''

راوی کہتا ہے اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس روز بے وقت نیند کو تمہیں چمٹا دیا تھا اور نیند کے نشہ کو تمہارے دلوں میں بھر دیا تھا جس سے تم چور چور ہو کر آخر سو ہی گئے اور یہ کارروائی اس لئے کی گئی کہ تمہیں ذرا سکون اور چین حاصل ہو جائے اور پریشانی اور بے چینی دور ہو جائے۔

﴿ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ ﴾

''اور تمہارے اوپر آسمان سے بارش برسا دی تا کہ اس سے تمہیں پاک صاف کر دے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس روز بعض مسلمان احتلام کی وجہ سے ناپاک ہو گئے تھے اس آیت میں اللہ نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

﴿ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ ﴾

''اور تا کہ تمہارے دلوں سے شیطان کے وسوسہ کو مٹا دے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس وقت شیطان مسلمانوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتا تھا کہ تم کیسے مسلمان ہو جو ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا چاہتے ہو اس لئے اللہ نے بارش برسا دی تا کہ مسلمانوں کے دل سے یہ شیطان کی جھجک اور وسوسہ رفع دفع ہو جائے اور پھر بے فکری سے نماز وغیرہ ادا کر سکیں۔

﴿ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ ﴾

(ترجمہ) اور تا کہ (تمہاری آرزو پوری کر کے) تمہارے دلوں میں مضبوطی پیدا کر دے اور تمہاری ہمت کو بڑھادے

﴿ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴾

(ترجمہ) اور تا کہ بارش کی بدولت (تمہارے) قدموں کو جمادے (راوی) کہتا ہے کہ مسلمانوں کے پڑاؤ کی جگہ ریتلی ہونے کی وجہ سے بہت نرم تھی کہ جس سے مسلمان چلتے پھرتے دھنستے تھے اور بڑی دقت ہو رہی تھی اسوجہ سے اللہ نے بارش برسا کے اسے ذرا سخت کر دیا اور یہ شکل دور ہونے سے چلنے پھرنے میں بہت آسانی ہوگئی چنانچہ اللہ نے اس آیت میں اپنے اسی نعمت کو ظاہر کیا ہے۔

﴿ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾

(ترجمہ) (پھر) اسی وقت تیرے رب نے فرشتوں کو (ان کا دل بڑھانے کے لئے اس بات کی) اطلاع دی کہ (دیکھو) میں (بھی) تمہارے ہی ساتھ ہوں تم (جا کر) مسلمانوں کی ہمت بندھادو۔

(راوی) کہتا ہے کہ بدر کے روز فرشتے آدمیوں کی صورت میں آکر مسلمانوں کو دلاسا دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ڈٹے رہو یہ قریش ہیں کیا چیز یہ تو اب ترپڑ ہوئے جاتے ہیں

﴿ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ ﴾

(اور) میں ابھی (ان) کافروں کے دلوں میں دہشت بٹھائے دیتا ہوں۔

(راوی) کہتا ہے کہ بدر کے روز کافروں کو ایک جھن جھن کی آواز آتی تھی جیسے طشت میں کنکریاں گرنے کے وقت ہوا کرتی ہے اس سے ان کہ یہ حالت ہوگئی تھی کہ ان کے ہاتھ اور دل لرزے جاتے تھے اور بالکل بے قابو ہوئے جاتے تھے جس سے آخر کار ان کو بھاگنا ہی پڑا۔

﴿ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴾

(ترجمہ) (اور ہم نے فرشتوں کو یہ سمجھا دیا تھا کہ) تم ان کی گردنوں پر وار کرنا اور

جوڑوں پر مارنا (راوی) کہتا ہے کہ جوڑوں سے ہاتھ پاوں کے جوڑ مراد ہیں۔

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾

(ترجمہ) کیونکہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے بہت زیادہ پیچھے پڑ رہے ہیں۔اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے پیچھے پڑا کرتا ہو تو اللہ بھی (اس کے پیچھے پڑجایا کرتا ہے اور) اس سے بری طرح بدلہ لیا کرتا ہے (راوی) کہتا ہے کہ اس سے اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور اس کے رسول کی تکذیب کرنا مراد ہے (کیونکہ قریش کی ساری سرگرمی اسی میں تھی)

﴿ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ ﴾

(ترجمہ) (لواب تو) اس (قتل کے مزہ) کو چکھ لو اور (آگے) کافروں کے واسطے آگ کی سزا (تیار) ہے۔

(راوی) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں بدر کے قتل کو فرما رہے ہیں کہ زندگی میں تو اس قتل کا مزہ چکھ لو اور مرنے کے بعد آگ کا مزہ چکھو گے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا ﴾

(ترجمہ) اے مسلمانوں جب تمہاری کافروں سے پالا بندی ہو جائے تو (دیکھو پھر) ان کو پیٹھ نہ دکھانا اور جو شخص اس (عین معرکے کے وقت) وقت جنگی چال یا اپنے لشکر میں ملنے کے (ارادہ کے) سوا (کسی اور وجہ سے) ان کو پیٹھ دکھائے گا تو (بس دیکھ لو) وہ خدا کے غصہ کو (زبردستی اپنے سر) لے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (راوی) کہتا ہے کہ یہ حکم بدر کے روز بہت خصوصیت سے تھا۔

﴿ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ﴾

ترجمہ: (اے مسلمانوں تم کافروں کے مارڈالنے کی شیخی نہ مارو کیونکہ درحقیقت) ان کو تم نے نہیں مارڈالا (بھلا اتنے زبردست آدمی تمہارے بس میں کہاں تھے) بلکہ ان کو تو اللہ نے مارڈالا ہے (سو اس پر تمہارا شیخی مارنا بالکل فضول ہے) اور (اے نبی) جب آپ

نے (کافروں کے لشکر پر کنکریاں بھی) پھینکی تھیں تو (وہ) آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ (وہ تو) اللہ (ہی) نے (اپنی قدرت سے) پھینک دی تھیں (یعنی پہنچادی تھیں ورنہ بھلا اتنی ذراسی کنکریاں اور اتنی دور اور اتنے بڑے جتھے پر صرف آپ سے کیسے پہنچ جاتیں) اور (یہ دونوں حیرت ناک کام جنگ میں اللہ نے اس لئے کئے) تاکہ وہ اپنی قدرت اور شان وشوکت مسلمانوں کو خوب اچھی طرح دکھلا دے اور اس کے ذریعہ سے یہ آئندہ کو اس کی شان سے بخوبی واقف کار ہو جائیں بیشک اللہ بڑا دانا بینا ہے۔

(راوی) کہتا ہے کہ بدر کے روز جب قریش بری طرح شکست کھا کر بھاگے تو مسلمانوں میں اس حیرت ناک نظارہ کی وجہ سے ذرا مروڑ سی پیدا ہوگئی تھی اور شیخی سے اپنے کارنامے جتلاتے پھرتے تھے اس لئے اللہ نے اس آیت میں حقیقت سے آگاہ کر کے اس عجب کی جڑ کاٹ دی کہ کہیں یہ اللہ کی ناراضگی کا باعث نہ ہو جائے۔

﴿ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ﴾ الخ

اے کافرو! اگر تم فیصلہ ہی چاہتے ہو تو لو بس فیصلہ تو یہ تمہارے آگے آ گیا اس کو دیکھ لو اور باقی اگر اب بھی تم اپنی حرکتوں اور شرارتوں سے باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور یاد رکھو اگر تم پھر لڑائی بھڑائی کی کوئی کارروائی کرو گے تو ہم بھی پھر تمہاری سزا کا بندوبست کر دیں گے اور تم اپنے جتھے کے گھمنڈ میں نہ رہنا کیونکہ تمہارا جتھا چاہے کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو تمہارے ذرا سا بھی کام نہیں آئے گا اور اللہ کھلم کھلا مسلمانوں کے ساتھ ہے اس لئے تم ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت اللہ نے ابو جہل کی دعا کے جواب میں بھیجی تھی اس نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ جس نے قریش میں توڑ ڈالا ہو جس نے ان کو ادھر ادھر کی باتیں بتلائی ہوں اس پر تو اچانک غیبی آفت ڈال دے سو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری دعا کے مطابق ہم نے غیب سے آفت بھیج دی اب تم اس سے جانچ کر لو یہ مذکورہ شرارت کی باتیں خدا کے نزدیک کس میں پائی جاتی ہیں مسلمانوں میں یا کافروں میں اور اگر اس سب واہیات قصہ کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاؤ تو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے اور تم اپنی جماعت

کے بھروسہ نہ رہو یہ خدا اور خدا کے رسول کے مقابلہ میں کسی کام کی نہیں جیسا کہ ابھی تمہیں معلوم ہو چکا ہے۔

﴿ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴾

اے مسلمانو تم تو بس ہر وقت اور ہر کام میں اللہ اور اللہ کے رسول ہی کے تابعدار بنے رہو اس میں تمہارا بھلا ہے اور سنتے سناتے خدا اور خدا کے رسول سے منہ نہ موڑ لیا کرو یہ بہت بدتمیزی کی بات ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ جنگ احد کے دن کی بابت ہے وہاں اتفاق سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اور ایک دم بھگدڑ پڑ گئی تھی حضور نے بہت آوازیں دیں مگر بے اوسانی میں مسلمان بھاگتے ہی چلے گئے اس پر اللہ نے یہ ملامت کی ہے:

﴿ وَلَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمَا نَاتِكُمْ ﴾

''اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دھوکہ بازی نہ کرو اور کیا تم جان بوجھ کر اپنے قول وقرار میں بدنیتی کرتے ہو۔''

راوی کہتا ہے کہ اس آیت سے اللہ کی یہ مراد ہے کہ خدا اور خدا کے رسول کے ساتھ کسی قسم کا منافقانہ برتاؤ نہ کرنا چاہئے اور جو چیزیں خدا کی دی ہوئی ہیں ان میں بدنیتی کر کے اپنے وعدے وعید کو توڑنا نہ چاہئے۔

﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ﴾

''اور یاد رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد گمراہی کی چیزیں ہیں۔''

راوی کہتا ہے کہ اللہ کی اس آیت سے یہ مراد ہے کہ جب انسان کا مال زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے بہت زیادہ فخر کرنے لگتا ہے اور اکڑنے لگتا ہے اور جب اولاد زیادہ ہو جاتی ہے تو وہ اپنے آپے سے باہر ہونے لگتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے اور یہی سب باتیں خدا کی ناراضگی کا باعث ہو جاتی ہیں۔

﴿ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ ﴾

''اور اے نبی! جس وقت کافر تیری نسبت آپس میں سازش کر رہے تھے تاکہ تجھے
قید کرلیں یا قتل کر ڈالیں۔''

یا شہر بدر کر دیں تو وہ اپنی کرتوت کر ہی رہے تھے مگر ہم بھی ان کی تاک میں لگے ہوئے تھے اور وہ تو آپ کی فکر میں لگ رہے تھے اللہ ان کی فکر میں لگ رہا تھا اور اللہ سب مدبروں سے بہتر مدبر ہے۔

راوی کہتا ہے یہ قصہ مکہ میں ہوا تھا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کا ارادہ کیا اور کسی طرح یہ قریش کو بھی معلوم ہو گیا تو انہوں نے یہ سب مشورہ کیا جو آیت میں مذکور ہے۔

﴿ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا ﴾ الخ

''اور جس وقت ہماری آیتیں کافروں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ اکڑ کر یوں کہنے لگتے ہیں کہ بس رہنے دو کیوں کان کھائے جاتے ہو ہم نے سن تو لیا اس میں کیا رکھا ہے اگر ہم چاہیں تو کیا بڑی بات ہے ہم اسی جیسا کلام کہہ دیں اور یہ تو صرف پچھلے لوگوں کے قصہ کہانیاں ہیں۔''

﴿ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾

اور جب کافروں نے ہمارے قرآن کی بابت یہ کہا کہ اے اللہ! اگر یہ قرآن ہی حق ہو اور تیرے پاس سے آیا ہو تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا دے اور یا ہم پر کوئی بڑی بھاری مصیبت بھیج دے تو ہم ان کی یہ سب بکواس سن رہے تھے مگر چونکہ یہاں ہر چیز کی سزا اور جزا کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے تو اسی قاعدہ کے موافق ان کی سزا کا بھی ایک وقت مقرر ہے اور ابھی وہ وقت آیا نہیں اس لئے ان کو ڈھیل دی جا رہی ہے اور جس وقت وہ وقت آ جائے گا تو ان کو اپنی کرتوتوں کا مزہ خوب اچھی طرح معلوم ہو جائیگا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں باتیں نضر بن حارث کہا کرتا تھا اور اللہ نے اس کے جواب میں یہ آیت بھیجی تھی:

﴿ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴾

''اے نبی! کیا یہ کافر ہماری سزا کی بابت اتنی جلدی مچار ہے ہیں تو کیا ان کو یہ خبر نہیں ہے کہ جب وہ ان کے میدان میں آپڑے گی (تو ان کے ہوش وحواس اڑ جائیں گے) اور سب سرکشوں اور سرزوروں کی صبح بری ہو جائے گی۔''

راوی کہتا ہے اس آیت سے بدر کا دن مراد ہے کہ اس روز اللہ نے سب کے ''ٹ؟ گھٹا دیئے تھے۔

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾

''اور اے نبی آپ کے ان میں (موجود) ہوتے ہوئے اللہ ان کو سزا نہیں دے سکتا اور ان کے عاجزی کرتے ہوئے بھی اللہ ان کو سزا نہیں دے سکتا۔''

حاصل یہ ہوا کہ باوجود ان کی اتنی سرزوری اور سرکشی اور جلدی مچانے کے جو سزا میں تاخیر ہو رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو آپ ان میں موجود ہیں اور خدا کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک نبی اپنی امت میں موجود رہتا ہے تو اللہ اس کی برکت کی وجہ سے ان پر بھی سزا بھیجنے میں جلدی نہیں کرتا دوسرے یہ کہ خدا سے عاجزی کرتے رہتے ہیں اور اس کے متعلق بھی وہی خدا کا قانون ہے کہ جب تک لوگ خدا کے سامنے عاجزی کرتے رہتے ہیں تو وہ ان کو اپنی سزا کے پنجہ میں گرفتار نہیں کرتا۔

راوی کہتا ہے کہ جب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو اللہ نے اس قانون کو منسوخ فرمایا:

﴿ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾ الخ

اے نبی بس اب انکی سزا کا وقت آ گیا ہے اور مہلت کی مدت ختم ہو چکی ہے اور بھلا اللہ ان کیوں نہ سزا دے جب کہ یہ (ایسے لچے پن پہ اتر رہے ہیں) کہ لوگوں کو بے وجہ اللہ کے گھر میں نہیں جانے دیتے حالانکہ یہ (ہماری طرف سے کوئی) اس کے کار مختار نہیں ہیں جو ان کو یہ حق حاصل ہوتا بلکہ درحقیقت ہماری طرف سے تو

اس کے کارمختار صرف اچھے چال چلن والے آدمی ہیں۔"

راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں عذاب سے بدر کی قتل وغارت اور شکست مراد ہے۔

﴿ فَذُوْقُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴾

"اے کافروۃ لواب تم اپنے کفر کی سزا چکھ لو۔"

راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بھی بدر کے روز کی نسبت فرمار ہے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ الخ

"اے نبی! کافر اپنا مال و دولت لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکنے کے لئے خوب دل کھول کر خرچ کرر ہے ہیں۔"

اور ابھی کیا خرچ کیا ہے ابھی تو اور بہت کچھ مال خرچ کریں گے مگر آخر کار یہ سب انہیں کے مال کو لگے گا آپ ذرا دیکھتے جایئے کہ پھر یہ کیسے ان کے اوپر حسرت اور ندامت ہو جائے گا اور علاوہ ازیں پھر یہی ہاریں گے بھی اور پھر مرنے کے بعد دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے بدر کے روز کی شکست مراد ہے کہ اس روز کافر بڑا مال و دولت خرچ کر کے اور بڑی شان وشوکت سے وہاں گئے مگر آخر نتیجہ یہ نکلا کہ خود ہی قتل بھی ہوئے اور گرفتار بھی اور شکست کھا کر بری طرح سے بھاگے وہ رہا الگ بات کہ سب منصوبے خاک میں مل گئے اور جو کچھ مال و دولت خرچ کیا تھا اس کا خمیازہ خود ہی بھگتا اور مسلمانوں کا بال بھی بیکا نہ ہو سکا۔

﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ ﴾ الخ

اے نبی! آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر اب بھی تم اپنی شرارتوں سے باز آ جاؤ تو جو کچھ تم سے پہلے سرزد ہو چکا ہے وہ سب تمہیں معاف کر دیا جائے گا اور اگر یہ باز نہیں آئیں گے بلکہ پھر ویسا ہی کریں گے تو ان باتوں کے بانی مبانیوں کا قصہ ان کی

آنکھوں کے سامنے گزر ہی چکا ہے۔ سو ان کے ساتھ بھی ہمیں ایسا ہی کرنا پڑے گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں بھی اللہ نے بدر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس روز تم نے دیکھ لیا ہے کہ ہماری مخالفت کرنے والوں کی کیا درگت بنی ہے سو اگر تم بھی ہماری مخالفت اور عداوت پر جمے رہو گے تو یاد رکھو تمہارا بھی آخر یہی حشر ہوگا۔

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾

''اور اے مسلمانو! تم ان سے خوب دھڑلے سے جنگ بازی کرتے رہو یہاں تک کہ شرک و کفر بالکل باقی نہ رہے اور سب دین اللہ ہی کا ہو جائے یعنی اللہ ہی کا دین پھیل جائے اور بتوں وغیرہ کی پوجا پاٹ یک لخت کافور ہو جائے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس سے اساف اور نائلہ وغیرہ بتوں کی پرستش مراد ہے جو قریش نے اپنی عبادت اور نذر و نیاز کے لئے بنا رکھے تھے اور جن سے اپنی آرزوئیں اور مرادیں مانگا کرتے تھے۔

غنیمتوں کے اصل حقدار:

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ الخ

اے مسلمانو! دیکھو جو کچھ تمہیں لڑائی میں سے ملے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اللہ کے رسول اور (رسول کے) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے (مقرر کر دیا گیا) ہے سو اگر تم واقعی خدا پر ایمان لے آئے ہو اور اس چیز پر ابھی جو ہم نے اپنے بندہ یعنی رسول اللہ ﷺ پر حق اور ناحق کے فیصلہ کے دن اور دو جماعتوں یعنی مسلمانوں اور کافروں کی پالا بندی کے دن اتاری تھی (واقعی) ایمان لے آئے ہو تو ہمارے اس حکم مذکورہ بالا کو ضرور مانو اور چیز کی کمی بیشی پر مطلقاً خیال نہ کرو کیونکہ اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے سو اگر تم مانو گے تو کیا خبر ہے کہ وہ تمہیں اس سے بھی زیادہ دیدے اور نہ مانو گے تو کیا خبر وہ اس کو بھی لے لے۔

راوی کہتا ہے کہ اللہ کی مراد (یوم فرقان) سے بدر کا دن ہے کیونکہ اس روز اللہ نے

حق اور باطل میں کھلم کھلا فرق کر دیا تھا کہ جس سے ہر کس وناکس کو معلوم ہو گیا تھا کہ حق پر کون سا فریق ہے اور ناحق پر کون سا اور علیٰ ہذا القیاس پالے بندی کا دن بھی وہی تھا کہ اس روز مسلمانوں اور کافروں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی۔

﴿ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ﴾

اے مسلمانو! جب تم بدر کے میدان کے قریب کنارہ پر پڑے تھے اور وہ یعنی قریش دوسرے کنارے پر پڑے تھے اور قریش کا قافلہ تم سے نیچے کے حصہ میں تھا تو خیال کرو کہ اس وقت ہم نے تمہارے اوپر کیسے کیسے احسان کئے اور کیسے نازک وقت میں تمہاری دستگیری کی سواب چین کے وقت میں تم ہماری بات خوشی خوشی مان لو اور جیسے ہم کہہ رہے ہیں اس غنیمت کے مال کو اسی طرح بانٹ کر لو اس میں کچھ چون و چرا نہ کرو۔

راوی کہتا ہے کہ بدر کے روز مسلمانوں کا پڑاؤ بدر کے میدان کے دوسرے کنارہ پر تھا اور قریش کے لشکر کا پڑاؤ ادھر والے کنارہ پر تھا اور دونوں لشکروں کے درمیان میں ایک ریت کا ٹیلہ آڑ تھا اور قافلہ کو ابوسفیان دریا پر لئے ہوئے تھا جو اس میدان سے ذرا نیچے کے حصہ میں واقع ہے:

﴿ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ﴾

اے مسلمانو! اگر تم خود ایک دوسرے سے جنگ کا وقت مقرر کرتے تو ہرگز جنگ نہ ہو سکتی اور وقت مقررہ میں ضرور کچھ نہ کچھ آگے پیچھے ہو جاتی جس سے اس کام میں روڑا اٹک جاتا)

﴿ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ﴾

''لیکن اللہ کو اپنا مقرر کیا ہوا کام کرنا ہی تھا اس لئے بغیر وعدہ وعید کے اچانک تمہاری مڈبھیڑ کرا دی تا کہ خدا کے حسب منشاء وہ نوشتہ تقدیر پورا ہو جائے۔''

﴿ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ﴾

''تا کہ جو شخص مرے وہ حق کی دلیل دیکھ کر مرے اور جو زندہ رہے وہ حق کی دلیل

دیکھ کر زندہ رہے۔''

راوی کہتا ہے کہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے عہد و پیاں کر کے جنگ کرنا چاہتے تو وقت میں خلل پڑنے سے جنگ نہ ہوسکتی اور ہمارے یہاں چونکہ اتنے لوگوں کا قتل ہونا اور گرفتار ہونا وغیرہ سب پہلے سے مقرر ہو چکا تھا اس لئے اچانک دونوں لشکروں کا مقابلہ کرا دیا تا کہ بات ٹل نہ سکے اور جو کافر قتل ہو گئے ہیں اور جو زندہ ہیں ان سب کو حق اور ناحق کا فرق معلوم ہو جائے پھر کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ ہمیں حق بات کا پتہ نہیں چلا تھا۔

﴿ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِىْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ﴾ الخ

''جب ہی تو اللہ نے آپ کو نیند میں انہیں تھوڑا سا کر کے دکھلا دیا کہ اللہ کو یہ کام کرنا ہی تھا۔''

اور اگر اس کے برخلاف اللہ آپ کو انہیں بہت سا کر کے دکھلا دیتا تو تم ضرور بزدل ہو جاتے اور دہشت کھا جاتے اور آپس میں توڑ ڈال لیتے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا جس سے نتیجہ یہ ہوتا کہ جنگ نہ ہوسکتی لیکن چونکہ اللہ کو ایسا کرنا ہی تھا اسلئے اللہ نے تمہیں خود ہی ان سب باتوں سے بچا لیا کیونکہ وہ تمہاری دلی کمزوریوں سے بخوبی واقف ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴾

اے مسلمانو! جب تم کسی جماعت سے مقابلہ کیا کرو تو خوب ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کو خوب یاد کرتے رہا کرو اس سے امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس ذکر سے تکبیر کہنا مراد ہے کہ جس وقت کسی جماعت سے لڑائی کا موقع ہو جایا کرے تو خوب تکبیر کہتے رہا کرو باقی ایسے موقع پر تکبیر آہستہ کہنی چاہئے زور سے نہ کہنی چاہئے کیونکہ جنگ میں یہ ایک بزدلی کی علامت ہے۔

﴿ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ﴾

اور اے مسلمانو! تم اپنے آپس میں چھیڑ چھاڑ نہ کیا کرو کہ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بھی اکھڑ جائے گی اور لڑائی کے وقت خوب ثابت قدم رہو اللہ

بھی ایسے ہی لوگوں کا ساتھ دیا کرتا ہے۔"

﴿ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَراً وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ﴾

اور اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے بڑے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان و شوکت دکھلاتے ہوئے نکلے تھے اور لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکتے تھے اور اللہ ان کی سب کارروائیوں پر قدرت رکھنے والا ہے اس لئے ان کی یہ کارروائیاں کچھ کارگر نہیں ہونگی صرف اپنا جی خوش کر لو یا نہ کر لو۔"

راوی کہتا ہے کہ اللہ نے اس آیت میں قریش کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دیکھو تم ان کی طرح تکبر اور اکڑ اور فخر اور لوگوں کو دکھلاوے کی وجہ سے ہرگز کوئی دین کا کام نہ کرنا کہ یہ خدا کے یہاں پسند نہیں ہے بلکہ خدا کے کام میں نہایت متانت اور وقار سے رہنا چاہئے اور شیخی وغیرہ کے پاس نہ آنا چاہئے کہ یہ باعث ناراضگی ہو جاتا ہے۔

شیطان کافروں کا دوست ہے:

﴿ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ﴾ الخ

"اے مسلمانو! جب شیطان نے قریش کو حوصلہ دیا اور یہ کہا کہ آج تو تمہاری فوجی قوت اتنی زبردست ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اس کے علاوہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں تمہارا کوئی کر کیا سکتا ہے میرے ہوتے ہوئے ذرا آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا تم بالکل نہ گھبراؤ اور خوب ڈٹ کر کام کرو تو عجب قصہ ہوا اور وہ یہ کہ مقابلہ سے پہلے پہلے تو یہ ان سے باتیں ملاتا رہا اور جب دونوں جماعتوں یعنی قریش اور مسلمانوں کا آمنا سامنا ہوا تو (ڈر) کر الٹے پاؤں بھاگ لیا اور قریش سے کہنے لگا کہ میرا تمہارا کچھ واسطہ نہیں میں تم سے بالکل الگ ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایسی چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اللہ اپنی مخالفت کرنے والوں سے بری طرح بدلہ لیا کرتا ہے سو میں تمہارے ساتھ شریک ہو کر

فضول اپنی جان وبال میں کیوں ڈالوں۔راوی کہتا ہے کہ بدر کے روز شیطان نے اپنی صورت ایک سردار سراقہ بن جعشم کی بنائی تھی اور قریش کی خوب شاباش دے رہا تھا کہ آج تو تمہاری اس قدر شان وشوکت اور طاقت بڑھی ہوئی ہے کہ کوئی تم سے آنکھ نہیں ملا سکتا اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں خوب دل کھول کر حملہ کرو اور اپنی جانبازی کا لوگوں پر سکہ بٹھا دو غرض کہ پہلے پہلے تو ان سے یہ باتیں بناتا رہا اور جب مقابلہ کا وقت آیا تو فرشتوں کی فوج اور ان کی مار دھاڑ کو دیکھ کر دہل گیا اور وہاں سے الٹے پاؤں بے اوسان ہو کر بھاگ لیا اور قریش سے کہنے لگا کہ میرا تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہے آخر قریش اس کو بڑا تھاما مگر اس نے ایک نہ سنی اور بھاگ ہی گیا اللہ نے اس آیت میں یہی قصہ بیان فرمایا ہے۔

﴿ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ﴾ الخ

''اس وقت (یعنی بدر کے روز) منافق بھی اور کافر بھی بڑی باتیں بنا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ان مسلمانوں میں رکھا کیا ہے بس یہ تو اپنے دین کے گھمنڈ میں آ رہے ہیں اور اس سے یہاں کیا ہوتا ہے یہاں تو جنگی ساز وسامان کی ضرورت ہے سو وہ ان کے پاس نہیں آخر اب تھوڑی سی دیر میں اپنا سامنہ لے کر بھاگ جائینگے یا یہیں ختم ہو جائیں گے اور ان کو اس بات کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ جو شخص خدا پر بھروسہ کیا کرتا ہے وہ اس کو کافی ہو جاتا ہے اور اس ظاہری ساز وسامان سے اسے بے پروا کر دیتا ہے کیونکہ وہ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ چند آدمیوں کا ذکر ہے جو بظاہر اسلام لے آئے تھے مگر جب بدر کے روز انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا اور وہ ان کو تھوڑے لگے تو وہ کچھ بددل سے ہو کر آپس میں ایسی باتیں کرنے لگے اور آخر کفر ہی کی حالت میں قتل ہو گئے۔

﴿ وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ الخ

اور اگر اے نبی جس وقت فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں اس وقت آپ ان کو دیکھیں تو ان کی بہت بری درگت بنتے دیکھیں گے کہ فرشتے ان کے چہروں کو پیٹتے ہوتے ہیں اور ان کی پیٹھوں کو چھیدتے ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہوتے ہیں کہ لو اب اس آگ کا وبال چکھو اور یہ سب ان کی اگلی کرتوتوں کی بدولت ہوتا ہے کچھ ہم ان کے اوپر زور ظلم نہیں کرتے اور واقعی اللہ کی عادت تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے کی نہیں ہے۔

کفار قریش اور فرعون کے ساتھی:

﴿ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾

اے نبی قریش کی حرکت فرعون کے ساتھیوں اور ان سے بھی پہلے کافروں جیسی ہے کہ انہوں نے بھی اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلا دیا تھا اور انہوں نے بھی جھٹلا دیا سو ہم ان کو بھی ویسی ہی سخت سزا دیں گے جیسی انکو دی کہ سب کے سب کو ہم نے ایک دم ڈبو دیا اور یہ سب کے سب بہت شریر تھے۔

راوی کہتا ہے کہ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ثوری نے اور ان سے مجاہد نے اور ان سے اسامہ بن زید اور ان سے انکے والد نے اس آیت میں لفظ داب کے معنے حرکت اور کام کے بیان کئے۔

﴿ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَاللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ﴾ الخ

اللہ کے نزدیک واقعی وہ کافر سب جانداروں سے بدتر ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور جن سے آپ نے معاہدہ کیا اور خوشی سے منظور کرنے کے بعد پھر بھی وہ اپنے عہد و پیان کو بار بار توڑتے ہی چلے گئے اور باوجود ان سب شرارتوں کے ڈھیٹ اتنے کہ وہ خدا سے ڈرتے بھی نہیں ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنی قینقاع اور قبیلہ بنی نضیر اور قبیلہ بنی قریظہ کے بارے میں اتری تھی کہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ سے عہد و پیان کر کے بار بار توڑ ڈالتے

تھے۔

﴿ فاما تثقفهم فی الحرب فشربهم من خلفهم ﴾ الخ

لہذا اے نبی اگر یہ لوگ جنگ میں کہیں آپ کے ہتھے چڑھ جائیں تو بس ان کو اور بقیہ آدمیوں کے لئے ایک عبرت کی چیز بنا دیجئے شاید وہ ہی ان کے حال کو دیکھ کر کچھ سمجھ جائیں۔راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر لڑائی میں یہ لوگ کہیں آپ کے قابو میں آ جائیں تو بس قتل کئے بغیر ان کی بات نہ پوچھنا اور خوب دل کھول کر قتل کرنا کہ اور لوگوں کو بھی تنبیہ ہو جائے اور وہ ذرا خوب چوکنے ہو جائیں۔

﴿ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ ﴾ الخ

اور اے نبی! اگر آپ کو ان میں سے کسی فرقہ سے عہد و پیان میں کچھ بدنیتی کا خدشہ ہو تو عہد و پیان کو ان کی طرف کھلم کھلا پھینک دیجئے پھر جو جی چاہے کیجئے باقی جب تک ان کو معاہدہ کے ٹوٹنے کی خبر نہ ہو جائے تب تک معاہدہ کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ آنی چاہئے کہ یہ خیانت ہے اور اللہ خیانت کرنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنی قینقاع کے بارے میں نازل ہوئی تھی چنانچہ حضور اس کو لے کر فوراً ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو بخوبی اطلاع کرنے کے بعد ان سے جو کچھ عہد و پیان ہو رہے تھے وہ سب توڑ دیئے گئے۔

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ ﴾ الخ

اور اے مسلمانو! تم سے جس قدر ہو سکے ان کافروں کے لئے جنگی سامان اور گھوڑے تیار رکھو تا کہ اس کے ذریعہ سے تم خدا کے اور اپنے ان ظاہری دشمنوں کو اور ان کے علاوہ اوروں (چھپے ہوئے دشمنوں) کو جن کو تم نہیں جانتے مگر اللہ انکو خوب جانتا ہے ڈرائے رکھو اور جو چیز ذرا سی بھی تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پوری پوری یعنی کامل ہو کر پھر واپس ہی مل جائے گی اور تمہیں نقصان تو بالکل بھی نہ پہنچایا جائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اللہ کی اس آیت سے یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاس لڑائی کا ہر قسم کا سامان مثلاً تلوار نیزہ وغیرہ سب ہر وقت تیار رکھیں تا کہ اس سے کافر اور

مشرک اور یہود وغیرہ سب دہلتے رہیں اور ان پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ جمارہے اور اپنی سرکشی سے باز رہیں اور چھپے ہوئے دشمن اللہ نے مقام خیبر کے یہودیوں کو فرمایا ہے کہ وہ دل ہی دل میں مسلمانوں سے جلا کرتے تھے اور اس بات کی تمنا کیا کرتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو کچھ نقصان پہنچ جائے۔

﴿ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ﴾ الخ

''اور اے نبی! اگر یہ لوگ صلح کی طرف جھکیں تو اس کے لئے آپ بھی جھک جایئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے بے شک وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس سے قبیلہ بنی قریظہ کی طرف اشارہ ہے کہ اگر یہ لوگ آپ سے صلح خیر کرنا چاہیں تو آپ ان سے صلح خیر کرلیں باقی اس میں اگر ان کی شرارت کا خدشہ ہو کہ شاید صلح کی آڑ میں کچھ کارروائی نہ کر بیٹھیں سو اس کی پروانہ کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے کہ اگر بالفرض یہ شرارت کریں گے بھی تو وہ کارگر نہیں ہونے دے گا۔

﴿ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ﴾

اور اگر یہ قبیلے اس صلح کے معاملہ میں آپ کو کچھ دھوکہ دینا چاہیں گے تو آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کیونکہ اللہ آپ کا نگہبان ہے اور وہ آپ کے لئے بہت کافی ہے اسی نے اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے آپ کی امداد کی ہے اور نیز مسلمانوں کے دلوں میں باہم ایک دوسرے کی محبت اور الفت پیدا کردی ہے اور یہ اتنا مشکل کام تھا کہ اگر آپ ساری زمین کے خزانے خرچ کر کے اس کام کو کرنا چاہتے کہ ان کے دل پاک صاف ہو جائیں اور عداوت کے بجائے ان میں ایک دوسرے کی محبت و الفت بھر جائے تو آپ ہرگز ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتے تھے مگر اللہ نے بآسانی ان کے دلوں میں محبت پیدا کردی واقعی وہ بڑا زبردست اور دانا بینا ہے کہ ہر مشکل سے مشکل کام اس کے لیے آسان ہے۔

راوی کہتا ہے کہ قبیلہ بنی نضیر اور قبیلہ بنی قریظہ نے آپ سے صلح کر کے آپ کا ساتھ دینے کا عہد و پیان کیا تھا مگر یہ سچے دل سے نہ تھا بلکہ اس میں ان کی کچھ چال

بازی تھی اس لئے اللہ نے اس آیت کے ذریعہ سے آپ کو آگاہ کر دیا کہ آپ ان کی طرف سے ہوشیار رہیں۔

اے نبی لوگوں کو جہاد کے لیے ابھاریئے:

﴿ يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ﴾ الخ

''اے نبی! آپ کو تو اللہ اور تابعدار مسلمان ہی کافی ہیں لہذا کسی اور کی طرف آپ نظر ہی نہ کیجئے اور اے نبی! ذرا مسلمانوں کو جنگ بازی کے لئے تحریک تو کیجئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔''

کہ اگر تم میں سے بیس آدمی بھی پکے ہوں گے تو وہ دو سو کافروں پر خدا کی قدرت سے غالب ہو جائینگے اور اگر سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب ہو جائیں گے اس وجہ سے کہ یہ کافر تو آخرت کے کام سے ایک بے سمجھ قوم ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت جنگ بدر کے لئے نازل ہوئی تھی کہ اتنے تھوڑے مسلمان اتنے زیادہ کافروں کا مقابلہ کریں اور بھاگنے نہ پائیں ورنہ سخت سزا دی جائے گی باقی اس کے بعد یہ آیت پہلی آیت سے منسوخ ہوگئی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ ﴾ الخ

بس اب اللہ نے تمہارے اوپر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور اس بات کو جان لیا کہ تمہارے اندر کمزوری ہے لہذا اب یہ حکم ہے کہ اگر تم میں سے سو آدمی پکے ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب ہو جائیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب ہو جائیں گے اور (اسمیں شرط یہ ہے کہ تم پکے رہو اور جم کر کام کرو کیونکہ) اللہ پکے (ہی) آدمیوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس آیت کے بعد سے یہ حکم ہو گیا ہے کہ ایک مسلمان کو کم از کم دو کافروں کے سامنے سے نہ بھاگنا چاہئے اور اگر زیادہ ہوں تو خیر بھاگنے میں بھی کچھ حرج

نہیں خدا کی طرف سے اس میں کوئی سزا نہ دی جائیگی۔

﴿ مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ﴾ الخ

نبی کے لئے کافروں کو قیدی بنانا مناسب نہیں ہے جب تک زمین میں اچھی طرح خون نہ بہالے تمہاری نیت تو بس دنیا کے ساز و سامان میں پڑ رہی ہے اور اللہ آخرت کو اور اس کے بول بالے کو چاہ رہا ہے اور اللہ ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔"

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت بدر کے قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے چونکہ مسلمانوں نے بدر کے قیدیوں سے حسب حیثیت کچھ مال چھوڑ دیا تھا اور قتل نہیں کیا تھا اور اللہ کی رائے ان کے قتل ہونے کی تھی اس لئے اللہ نے اس آیت میں اپنی رائے اور اس رائے کے خلاف کام ہونے پر مسلمانوں کو ملامت کی ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیے تھا بلکہ ان کو قتل کر دینا چاہئے تھا کہ لوگوں پر دین کا سکہ بیٹھ جاتا اور آخرت کا بول بالا ہو جاتا۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ۔۔۔عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

"اے مسلمانو! اگر خدا کا مال غنیمت کے حلال ہونے کا حکم پہلے سے نہ ہوتا تمہیں اس مال کے لینے کی وجہ سے اللہ کی بڑی بھاری آفت آگھیرتی مگر چونکہ ہم پہلے سے مال غنیمت کو حلال کر چکے ہیں اس لئے خیر تم بچ گئے۔"

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾ الخ

"اب تو تم اس غنیمت کے حلال اور پاک صاف مال کو خوب کھاؤ پیو اور آئندہ کو ایسی حرکت کرنے سے خدا سے ڈرتے رہو واقعی اللہ تم پر بڑا مہربان اور تمہاری خطاؤں کو بہت معاف کرنے والا ہے جو اتنی بڑی خطا پر بھی تم سے کچھ مواخذہ نہیں کیا ورنہ یہ موقع چشم پوشی اور درگذر کرنے کا نہ تھا۔"

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ﴾

''دیکھو! جو آدمی مسلمان ہو گئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنی دولتیں اور جانیں حتی الوسع خدا کے راستہ میں خرچ کیں اور وہ کہ جنہوں نے ایسے آدمیوں کو رہنے کی جگہ دی اور ان کی روپے پیسے سے مدد کی یہ سب کے سب آپس میں ہمارے نزدیک ایک دوسرے کے ولی وارث بنا دیئے گئے ہیں۔''

راوی کہتا ہے کہ ہجرت کرنیوالوں سے اللہ کی مراد قریش ہیں جنہوں نے جنگ بدر سے پہلے ہجرت کر لی تھی اور مدد کرنے والوں سے انصار مراد ہیں اور اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے ان کو ایک دوسرے کا رشتہ دار بنا دیا اور ان کے کل میراث وغیرہ کے احکام بالکل اصلی رشتہ داروں جیسے ہوں گے جیسے ان کو ایک دوسرے کی میراث ملتی ہے ایسے ہی ان کو بھی ملے گی۔

﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰى یُهَاجِرُوْا﴾ الخ

''اور جو لوگ مسلمان تو ہو گئے لیکن ابھی تک انہوں نے ہجرت نہیں کی تو ان کو ان مہاجرین کی ملکیت سے کوئی شے نہیں ملے گی جب تک یہ ہجرت نہ کر لیں ایک حکم تو ان کا یہ ہوا اور دوسرا یہ ہے کہ اگر یہ لوگ دین کے معاملہ میں تم سے کسی قسم کی مدد مانگیں تو تمہارے ذمہ ان کی مدد کرنا ضروری ہے مگر ایسی قوم کے مقابلہ میں ضروری نہیں کہ جن سے تمہارا عہد و پیمان ہوا ہو۔''

راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی ان کو مہاجرین کی میراث نہیں ملے گی بلکہ ان کی میراث انصار کو ملے گی مگر یہ آیت پھر اس آیت سے منسوخ ہو چکی ہے۔

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾

''اور اب اللہ کے حکم میں نسبی رشتے ایک دوسرے کے ولی وارث بنا دیئے گئے واقعی اللہ ہر چیز کے نشیب و فراز کو خوب جانتا ہے اس لئے آدمیوں کی مصلحت کے موافق حکم دیتا رہتا ہے۔''

﴿ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی ﴾

"جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے۔"

راوی کہتا ہے کہ اس سے بدر کا دن مراد ہے۔

﴿ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴾

"سو عنقریب فیصلہ ہو جائے گا۔"

راوی کہتا ہے کہ اس سے بدر کا فیصلہ مراد ہے۔

﴿ اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴾

"یا ان کافروں کو بڑے سخت دن کی سزا پکڑ لے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے بدر کے دن کی سزا مراد ہے۔

﴿ حَتّٰى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴾

"جب ہم کافروں کے اوپر بڑے سخت وبال والا دروازہ کھول دیں گے۔"

راوی کہتا ہے کہ اس سے بدر کے دن کا وبال مراد ہے۔

﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴾

"قریش کی فوج عنقریب شکست کھا جائے گی اور سب کے سب الٹے بھاگ جائیں گے۔"

راوی کہتا ہے کہ اس سے بدر کی شکست مراد ہے۔

﴿ وَاَنْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ﴾

"اور شاید ان کافروں کی سزا کی میعاد قریب آ گئی ہو۔"

راوی کہتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے تھوڑے ہی دن کے بعد بدر کا واقعہ ہو گیا تھا۔

﴿ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴾

"اے نبی! آپ مجھے اور ان اپنے جھٹلانے والے رئیسوں کو چھوڑ دیجئے میں ان سے خود نمٹ لوں گا اور ان کو بس ذرا تھوڑے ہی دن مہلت دید یجئے کچھ زیادہ نہیں

اسی میں جو کچھ ہونا ہوگا ہو جائے گا۔''

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت بدر کے واقعہ سے ذرا پہلے اتری تھی بس اس کے اترتے ہی فوراً اللہ نے ان کا مان گمان ڈھیلا کر دیا۔

﴿ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ﴾

''اور اے اللہ! آپ اپنے پاس میرے لئے کوئی قوت اور طاقت میری معین و مدد گار بنا دیجئے۔''

راوی کہتا ہے کہ حضور نے یہ دعا بدر کے لئے کی تھی۔

﴿ وَاصْبِرْ حَتّٰى یَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَیْرُ الْحَاكِمِیْنَ ﴾

''اور اے نبی جب تک اللہ فیصلہ کرے آپ ذرا صبر کیجئے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔''

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت واقعہ بدر سے ذرا پہلے اتری تھی۔

﴿ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ ﴾

''اور جو شخص اس روز کافروں کو پیٹھ دے گا۔''

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت خصوصیت سے بدر کے لئے اتری تھی اور اس کے ذریعہ سے اللہ نے مسلمانوں پر فرض کر دیا تھا کہ بیس مسلمان دو سو کافروں کے مقابلہ میں سے بھاگنے نہ پائیں اور یہ بھی وعدہ فرما لیا تھا کہ جب یہ بیس آدمی ان دو سو آدمیوں کا جم کر مقابلہ کریں گے تو ان پر ضرور غالب آ جائیں گے اس کے بعد پھر اللہ نے اس حکم کو ہلکا کر دیا اور یہ فرما دیا۔

﴿ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ﴾

''پس اگر تم میں سے سو آدمی پکے ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب آ جائیں گے لہٰذا اس سے پہلی آیت منسوخ ہو گئی۔''

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمان دو کافروں کے مقابلہ سے بھاگ جائے گا وہ بھاگا ہوا شمار کیا جائے گا باقی جو تین کافروں کے مقابلہ میں

سے بھاگ جائے گا وہ بھاگا ہوا شمار نہ کیا جائے گا۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾

''اے نبی! کیا آپ نے ایسے بیوقوف آدمیوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت یعنی اسلام سے کفر کو بدل لیا اور اپنی قوم کو دوزخ میں اتار دیا۔''

راوی کہتا ہے کہ اس سے قریش مراد ہیں کہ انہوں نے بدر کے روز اپنی قوم کو قتل کرایا جس سے وہ اسلام سے محروم مرے اور دوزخ میں جا پڑے۔

﴿ حَتّٰى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ ﴾

''یہاں تک کہ جب ہم ان کافروں کے سرکشوں کو وبال میں پھنسا دیں گے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس وبال سے تلواروں کا وبال مراد ہے جس میں کافر بدر کے روز پھنسے تھے۔

﴿ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ ﴾

''اور اے نبی! ہم ان کافروں کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب بھی ضرور چکھا دیں گے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس سے بدر کے روز تلواروں کا مزہ چکھانا مراد ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن ہلال نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ آیت:

﴿ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ ﴾

''میں عذاب سے بدر کے روز کا قتل وقتال مراد ہے۔''

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ثوری نے اور ان سے علقمہ بن مرثد نے اور ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ اس آیت میں عذاب سے بدر کے روز تلواروں کا عذاب مراد ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اور ان سے عمرو بن عثمان مخزومی نے اور ان سے عبدالملک بن عبید نے اور ان سے مجاہد نے اور ان سے ابی بن کعب نے بیان فرمایا کہ اس آیت:

﴿ یأتیھم عذاب یوم عقیم ﴾

''یوم عقیم بدر کے دن کو کہا گیا ہے۔''

مشرکوں کے قیدیوں کا ذکر:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ بدر کے روز قبیلہ بنی ہاشم سے عقیل بن ابی طالب گرفتار ہوا اور اس کو حضرت عبید بن اوس ظفری نے گرفتار کیا تھا اور نوفل بن حارث کو حضرت جبار بن صخر نے گرفتار کیا تھا اور قبیلہ بنی فہر سے صرف عتبہ گرفتار ہوا جو بنی ہاشم کا طرفدار تھا اور قبیلہ بنی مطلب بن عبد مناف سے یہ لوگ گرفتار ہوئے تھے جن کا آگے ذکر آتا ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عائذ بن یحییٰ نے اور ان سے ابوحویرث نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی مطلب بن عبد مناف سے دو شخص گرفتار ہوئے تھے ایک تو سائب بن عبید اور دوسرا عبید بن عمرو بن علقمہ اور ان کو حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش اشہلی نے گرفتار کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن انصاری نے بیان کیا کہ سائب اور عبید کو قریش میں سے کوئی چھڑانے کے لئے نہیں آیا تھا اور نہ ان کے پاس کچھ مال تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو مفت چھوڑ دیا تھا اور ان سے کچھ معاوضہ وغیرہ نہیں لیا تھا اور قبیلہ بنی عبد شمس بن عبد مناف سے ایک تو عقبہ بن ابی معیط گرفتار ہوا اور کچھ روز قید میں رکھ کر صفر کے مہینہ میں قتل کر دیا گیا اور اس کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قتل کیا تھا اور عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے اس کو

گرفتار کیا تھا دوسرا حارث بن ابی وحرہ تھا جس کو سعد بن ابی وقاصؓ نے گرفتار کیا تھا اور اس کی رہائی کے لئے ولید بن عقبہ بن ابی معیط آیا تھا اور چار ہزار روپے کے عوض میں اس کو چھڑا کر لے گیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن سہل نے اور ان سے ابوعفیر نے بیان کیا کہ مجھے سعد بن ابی وقاصؓ نے گرفتار کیا تھا پھر حضور کے حکم سے سب قیدی حضور کے روبرو پیش کئے گئے اور سب پر پانسے ڈالے گئے جو جس کے پانسے میں آ گیا وہ اسی کو مل گیا گرفتار کرنے کی کچھ خصوصیت نہ رہی مگر میں حسب اتفاق قرعہ میں بھی انہیں حضرت سعدؓ کے حصہ میں آیا اور عمرو بن ابی سفیان کو گرفتار تو حضرت علیؓ نے کیا تھا مگر وہ قرعہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آیا اور آپ نے ان کو مالی عوض کے بغیر رہا کر دیا قصہ یہ ہوا کہ ایک صاحب مسلمانوں میں سے حضرت سعد بن نعمان بن کامل جو قبیلہ بنی معاویہ میں سے تھے عمرہ کرنے کے لئے مکہ تشریف لے گئے تھے وہاں اتفاق سے قریش نے ان کو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اس لئے آپ نے حضرت سعدؓ کے عوض میں اس کو مفت رہا فرما دیا تھا اور قریش نے حضرت سعدؓ کو مفت رہا کر دیا تھا۔

واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسحاق بن خارجہ بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابوالعاص بن ربیع کو حضرت خراش بن صمہ نے گرفتار کیا تھا اور اس کے بھائی نے اس کا معاوضہ ادا کر کے اس کو رہا کرا لیا تھا پھر عمرو بن ربیع نے اپنے اپنے رہا ہونے کے بعد اپنے ایک دوست ابوریشہ کا معاوضہ ادا کیا اور اس کو بھی رہا کرا لیا اور اسی عمرو بن ربیع نے حضرت عمرو بن ازرق کو اچانک قتل کر دیا تھا اور یہ وہی عمرو بن ازرق ہیں کہ جن کے حصہ میں خراش بن صمہ کا غلام لگا تھا جس کا نام تمیم تھا اور عقبہ بن حارث بن حضرمی کو عمارہ بن حزم نے گرفتار کیا تھا مگر قرعہ کے وقت یہ حضرت ابی بن کعب کے حصہ میں لگا اور عمرو بن ابی سفیان بن امیہ نے اس کا معاوضہ ادا کر کے اس کو رہا کرا لیا اور ابوالعاص بن نوفل بن عبدشمس کو عمار بن یاسرؓ نے گرفتار کیا تھا اور اس کا چچازاد بھائی اس کا

معاوضہ لے کر آیا تھا اور قبیلہ بنی نوفل بن عبد مناف سے ایک شخص عدی بن خیار کو حضرت
خراش بن صمہ نے گرفتار کیا تھا۔

ایک مسلمان کو سگے بھائی پر فوقیت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی
نے اور ان سے ایوب بن نعمان نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی عبد شمس سے ایک شخص عثمان کو کہ
جو عتبہ بن غزوان کا بھتیجا تھا اور ہمارا طرفدار تھا حضرت حارثہ بن نعمان نے گرفتار کیا تھا
اور ابوثور کو تین شخصوں سمیت ابومرثد غنوی نے گرفتار کیا تھا اور ان کا معاوضہ جبیر بن مطعم
نے ادا کیا تھا اور قبیلہ بنی عبدالدار بن قصی سے ایک شخص ابوعزیز بن عمیر کو حضرت ابو
الیسر نے گرفتار کیا تھا مگر جس وقت پانسے پڑے تو یہ محرز بن فضلہ کے حصہ میں آ گیا
حضرت مصعب بن عمیر اس کے سگے بھائی تھے انہوں نے حضرت محرز سے کہا کہ ذرا اس
کے ہاتھ خوب جکڑ دیجئے اس کی ماں مکہ میں بہت مالدار ہے اس کو خبر لگے گی تو وہ خوب
ڈھیر سارا مال اس کے عوض میں دے گی ابوعزیز نے سن کر حضرت مصعب سے کہا کہ اے
بھائی کیا میرے بارے میں یہ بات کر رہے ہو؟ حضرت مصعب نے فرمایا کہ اب تو کیسا
بھائی؟ میرا بھائی تو یہ محرز ہی ہے چنانچہ اس کی ماں نے چند لڑکوں کی نسبت قریش سے
دریافت کیا کہ تم ان کے عوض میں کتنا کتنا مال دے کر آئے ہو انھوں نے کہا کہ ہم تو فی
کس چار ہزار روپے دے کر آئے ہیں آخر اس نے بھی اپنے لڑکے ابوعزیز کی بابت چار
ہزار روپے حضور کی خدمت میں بھیجے اور اسود بن عامر بن حارث بن سباق کو ایک اور
شخص سمیت حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے گرفتار کیا تھا اور دونوں کا معاوضہ لے کر طلحہ
بن طلحہ آیا تھا اور قبیلہ بن اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ایک شخص بن سائب بن ابی حبیش
بن مطلب بن اسد کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حارث بن عائذ بن اسد کو حضرت
حاطب بن ابی بلتعہ نے اور سالم بن شماخ کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے گرفتار کیا تھا
اور ان تینوں شخصوں کا معاوضہ فی کس چار چار ہزار روپے عثمان بن ابی حبیش لے کر آیا تھا
اور قبیلہ بن تیم سے ایک شخص مالک بن عبداللہ بن عثمان کو حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ

نے گرفتار کیا تھا اس کو رہائی نصیب نہ ہوئی اور اسیری کی حالت میں مدینہ میں انتقال کر گیا اور قبیلہ بنی مخزوم سے ایک شخص خالد بن ہشام بن مغیرہ کو حضرت سواد بن غزمہ نے اور امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت بلال نے گرفتار کیا تھا اور عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ یوم نخلہ یعنی نخلہ کے دن تو چھوٹ کر کہیں غائب ہو گیا تھا مگر بدر کے روز اس کو پھر دوبارہ حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی نے گرفتار کر لیا اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے تو نخلہ کے دن تو غائب ہو گیا تھا مگر پھر اللہ نے مجھے تیرے اوپر قابو دیدیا اور ان کا معاوضہ فی کس چار ہزار روپے قبیلہ بنی ابی ربیعہ سے ایک شخص عبداللہ لے کر آیا اور ولید بن ولید بن مغیرہ کو حضرت عبداللہ بن جحش نے گرفتار کیا تھا اور اس کے معاوضہ کی بابت اس کے دو بھائی خالد بن ولید اور ہشام بن ولید آئے اور حضرت عبداللہ سے گفت وشنید کی حضرت عبداللہ نے چار ہزار روپے پر اصرار کیا اور اس کا بھائی ہشام اتنی زیادہ رقم نہ دینا چاہتا تھا بلکہ اس کا ارادہ تین ہزار روپے تک کا تھا اس لئے وہ کمی پر اصرار کئے گیا اس پر اس کا بھائی خالد پکڑ کر کہنے لگا کہ کیا یہ تیرا بھائی نہیں ہے جو تو اتنی ذرا سی رقم پر معاملہ کو خراب کر رہا ہے اور خدا کی قسم مجھ سے تو اگر وہ دوگنا تگنا بھی مانگتے تو میں اس کے اوپر قربان کر دیتا آخر ہشام نے چار ہزار روپے ادا کر دیئے اور اس کو رہا کرا کر لے چلے جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو وہ ان سے غائب ہو گیا اور واپس حضور کی خدمت میں آ کر مسلمان ہو گیا لوگوں نے اس سے کہا کہ تو معاوضہ دینے سے پہلے کیوں نہ مسلمان ہو گیا اس نے کہا کہ اس میں میری ہتک تھی کہ اپنی قوم کی طرح معاوضہ دیئے بغیر میں مسلمان ہو جاؤں کوئی کیا کہتا کہ معاوضہ دینے کو کچھ روپیہ پیسہ نہ ہوگا اس لئے ہار کر مسلمان ہو گیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یحییٰ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد نے ایسا ہی بیان کیا مگر اتنی بات اور زیادہ کہی کہ اس ولید بن ولید کو حضرت سلیط بن قیس مازنی نے گرفتار کیا تھا اور قیس بن سائب کو عبدہ بن حسحاس نے گرفتار کیا اور اس کو اپنے پاس کچھ مدت تک قید رکھا اس خیال سے کہ شاید اس کے پاس کچھ مال ہو مگر اس کے پاس تو کچھ نہ نکلا لیکن اس کا

بھائی فروہ بن سائب اس کی رہائی کے لئے آیا اور کچھ روز وہیں مدینہ میں ٹھہرا رہا اور آخر اس کے عوض میں چار ہزار روپے کچھ تو نقد اور کچھ کا سامان دے کر اس کو رہا کرایا اور قبیلہ بنی ابی رفاعہ سے ایک شخص صیفی بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم گرفتار ہوا چونکہ اس کے پاس کچھ مال نہ تھا اور نہ اس کا کوئی والی وارث اس کی کوشش میں آیا اس لئے گرفتار کرنے والوں نے چند روز کے بعد اس کو ویسے ہی چھوڑ دیا اور ابوالمنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ کا معاوضہ دو ہزار روپے دیا گیا اور عبداللہ ابوعطاء بن سائب بن عائذ بن عبداللہ کو سعد بن ابی وقاص نے گرفتار کیا تھا اور اس کے معاوضہ میں ایک ہزار روپیہ دیا گیا اور مطلب بن حیطب بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم کو ابوایوب انصاری نے گرفتار کیا تھا اور اس کے پاس مال نہ ہونے کی وجہ سے کچھ دن کے بعد مفت چھوڑ دیا گیا اور خالد بن اعلم عقیلی جوان کا طرفدار تھا اس نے یہ شعر کہا ہے:

لسنا علی الاعقاب تدمیٰ کلومنا ولکن علی اقدامنا تقطر الدماء

''ہمارے زخم ہماری ایڑیوں پر نہیں بہا کرتے بلکہ ہمارا خون تو ہمارے پنجوں پر ٹپکا کرتا ہے۔''

اور اس خالد بن اعلم کو حضرت حباب بن منذر بن جموح شمیہ نے گرفتار کیا تھا اور اس کے معاوضہ کی بابت عکرمہ بن ابی جہل آیا تھا اور قبیلہ بنی جمح سے عبداللہ بن ابی بن خلف کو حضرت فروہ بن عمرو بیاضی نے گرفتار کیا تھا اور اس کے معاوضہ کی بابت اس کا باپ ابی بن خلف آیا تھا مگر حضرت فروہ نے اس کو کچھ دنوں تک روکے رکھا اور ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن وہب قیدی پر آپ نے مہربانی فرما کر مفت چھوڑ دیا تھا اور اپنی برائی نہ کرنے پر اس سے حلف لے لیا تھا مگر یہ اس سے باز نہ آیا اور جنگ احد میں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف کے باپ کو صفوان نے حضور کی خدمت میں وہب کے معاوضہ کی بابت بھیجا تھا مگر یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اس لئے آپ نے اس کے لڑکے کو مفت رہا کر دیا اور اس کو رفاعہ بن رافع زرقی نے گرفتار کیا تھا اور ربیعہ بن دراج بن عنبس بن وہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح

کے پاس کچھ مال نہ تھا اس لئے اس سے کچھ تھوڑی سی چیز لے کر اس کو رہا کر دیا گیا اور امیہ بن خلف کے ایک غلام فاکہہ کو چار آدمیوں سمیت حضرت سعد بن ابی وقاص نے گرفتار کیا تھا اور قبیلہ (بنی سہم بن عمرو) سے ابو وداعہ بن صبیرہ گرفتار کیا گیا اور سب قیدیوں سے پہلے اس کے معاوضہ میں اس کے بیٹے مطلب نے چار ہزار روپے ادا کئے اور فروہ بن حنیس بن حذافہ بن سعید بن سعد بن سہم کو حضرت ثابت بن اقرم نے گرفتار کیا تھا اور عمرو بن قیس نے چار ہزار روپے اس کے معاوضہ میں ادا کر کے اس کو رہا کرایا اور حنظلہ بن قبیضہ بن حذافہ بن سعید بن سعد بن سہم کو حضرت عثمان بن مظعون نے گرفتار کیا تھا اور حجاج بن حارث بن سعد کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے گرفتار کیا تھا یہ ان سے چھوٹ کر غائب ہو گیا پھر اس کو چار آدمیوں سمیت حضرت ابوداود مازنی نے دوبارہ گرفتار کر لیا تھا اور قبیلہ (بنی مالک بن حسل) سے سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن لضر بن مالک کو مالک بن دخشم نے گرفتار کیا اور اس کے معاوضہ کی بابت مکرز بن حفص بن اخیف آیا تھا اور حضرت مالک بن دخشم نے اسی کی بابت یہ شعر فرمائے ہیں۔

(شعر)

اسرت سهیلا فلم ابتغی   به غیره من جمیع الامم

ترجمہ: میں نے تو بس سہیل کو گرفتار کر لیا۔ مجھے اس کے سوا اور کوئی نہیں چاہیئے۔

وخندف تعلم ان الفتیٰ   سهیل فتاها اذا تظلم

اور خندف جانتی ہے کہ جوانمرد تو بس سہیل ہے۔ اور یہ بھی جانتی ہے کہ جب اس کے اوپر ظلم کیا جائے گا تو اس کا حمایتی سہیل ہی ہوگا۔

ضربت بذی السیف حتیٰ افحنا   واکرهت نفسی علی ذی العلم

میں نے تلوار والوں کو یہاں تک مارا کہ ہانپ ہانپ گیا اور جھنڈے والوں پر حملہ کرنے والوں کے لئے میں نے اپنا جی گھونٹ دیا۔

اور حضرت مالک اس کے چھوڑنے پر رضامند نہ تھے مگر مکرز نے ان کو راضی کرنے کی انتہائی کوشش کی اور اس کا معاوضہ بڑھاتے بڑھاتے چار ہزار روپے کر دیئے جب

یہاں تک نوبت پہنچ گئی تو حضرت مالک وغیرہ نے روپیہ طلب کیا اس نے یہ کہا کہ روپیہ تو میں ساتھ لایا نہ تھا آپ ایسا کیجئے کہ اطمینان کے لئے اس کے بدلے ہمارے میں سے کسی آدمی کو رکھ لیجئے ہم مکہ جا کر روپیہ بھیج دیں گے تو آپ اس کو چھوڑ دیجئے گا صحابہ نے اس کی نسبت آپس میں مشورہ کیا کہ اس میں کیا کرنا چاہئے آخر یہی طے ہوا کہ ہاں اس کو چھوڑ دیا جائے اور اس کے بدلے میں ایک اور شخص کو رکھ لیا جائے مگر اس میں محمد بن صالح اور ابن ابی الزناد خلاف رہے کہ یہ اس کے بدلے میں دو آدمیوں کو رکھنا چاہتے تھے غرض کہ اس کو رہا کر دیا گیا اور اس کے بجائے مکرز بن حفص ہی کو رکھ لیا گیا اور جس وقت اس نے مکہ پہنچ کر مال بھیج دیا تب اس کو چھوڑ گیا اور عبد بن زمعہ بن نضر بن مالک کو عمیر بن عوف نے گرفتار کیا تھا اور یہ عمیر سہیل بن عمرو کے غلام تھے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا پہلا نام عبدالعزیٰ تھا حضور نے اس کو بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا تھا اور یہ عبدالرحمٰن بن مشنوء بن وقدان کہلاتے ہیں اور عبدالرحمٰن بن مشنوء بن وقدان بن قیس جو کہلاتا ہے اس کو تین آدمیوں سمیت حضرت نعمان بن مالک نے گرفتار کی تھا اور قبیلہ بنی فہر سے ایک طفیل بن ابی قنیع اور ایک ابن جحدم گرفتار ہوا تھا۔

جنگ بدر میں کل قیدی کتنے تھے:

ہم سے محمد نے اور ان عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عمرو نے اور ان سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے قیدی شمار میں نوے تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عثمان نے اور ان سے عبدالملک بن عبید نے اور ان سے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ بدر کے روز گرفتار بھی ستر ہی آدمی ہوئے تھے اور قتل بھی ستر ہی ہوئے تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے حمزہ بن عبدلواحد نے اور ان سے عمرو بن ابی عمرو نے اور ان سے ابی

عکرمہ نے اوران سے عبداللہ بن عباس نے بھی اسی پہلی روایت جیسا بیان کیا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد نے اوران سے زہری نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں قیدی بھی ستر سے زائد تھے اور مقتول بھی ستر سے زائد تھے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ نے اوران سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ نے بیان کیا کہ بدر کے روز چوہتر کافر گرفتار ہوئے تھے۔

بدر کے راستہ میں قریش کے لشکر کی دعوت کرنیوالوں کے نام:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے محمد بن عثمان یربوعی نے اوران سے عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع نے بیان کیا کہ بدر کے راستہ میں قریش کی دعوت کرنے والے نو آدمی تھے تین تو قبیلہ (بنی عبد مناف) سے تھے ایک تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف اور ایک عتبہ بن ربیعہ اور ایک شیبہ بن ربیعہ اور قبیلہ (بنی اسد) سے دو شخص تھے ایک تو زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد اور ایک نوفل بن خویلد بن عدویہ اور قبیلہ (بنی مخزوم) سے صرف ایک ابوجہل بن ہشام تھا اور قبیلہ (بنی جمح) سے صرف امیہ بن خلف تھا اور قبیلہ (بنی سہم) سے ایک تو نبیہ بن حجاج تھا اور دوسرا منبہ بن حجاج۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے واقدی نے اوران سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے اوران سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے لشکر کے لئے ابوجہل نے مقام مرالظہران میں دس اونٹ ذبح کئے تھے اس کے بعد امیہ بن خلف نے مقام عسفان میں نو اونٹ ذبح کئے پھر سہیل بن عمرو نے مقام قدید میں دس اونٹ ذبح کئے پھر یہ دریا کے پانی کی طرف کو ہوئے مگر راستہ بھول جانے کی وجہ سے ایک روز تک وہیں قیام کیا اور اس پڑاؤ میں شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ ذبح کئے پھر صبح کئے پھر صبح کو مقام جحفہ میں پہنچ کر عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کئے پھر دوسری صبح کو مقام ابوا

میں قیس جمحی نے نو اونٹ ذبح کئے پھر کسی اور نے دس اونٹ ذبح کئے اور حارث بن عامر نے نو اونٹ ذبح کئے پھر ابوالبختری نے بدر کے چشمہ پر دس اونٹ ذبح کئے اس کے بعد مقیس نے بھی بدر کے چشمہ پر نو اونٹ ذبح کئے پھر لڑائی میں مشغول ہو گئے اور جو سامان اپنے اپنے ساتھ لائے تھے اس میں سے کھاتے پیتے رہے ابن ابی الزناد فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میرے خیال میں تو مقیس میں ایک اونٹ کاٹنے کی بھی گنجائش نہ تھی چہ جائیکہ نو اور واقدی قیس جمحی سے بالکل واقف نہیں ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے ام بکر دختر مسور نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ درحقیقت یہ دعوت کسی ایک شخص کی طرف سے نہ ہوئی تھی بلکہ اس میں کئی کئی شخص شریک ہوتے تھے مگر نسبت کسی ایک شخص کی طرف کر دیتے تھے اور باقی شرکاء کا ذکر نہ کرتے تھے۔

بدر کے شہیدوں کے نام:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے بیان کیا کہ میں نے زہری سے دریافت کیا تھا کہ بدر میں مسلمانوں میں سے کتنے آدمی شہید ہوئے تھے اس پر انہوں نے چودہ آدمی شمار کرائے اور یہ وہی آدمی تھے جو میں نے تمہیں بتلائے ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر اور ابن رومان نے بھی ایسا ہی بیان کیا اور ان چودہ آدمیوں میں سے چھ تو مہاجرین میں سے تھے اور آٹھ انصار میں سے قبیلہ (بنی مطلب بن عبد مناف) سے عبیدہ بن حارث تھے جن کو شیبہ بن ربیعہ نے قتل کیا تھا اور حضور نے ان کو مقام (صفراء) میں دفن کر دیا تھا اور قبیلہ (بنی زہرہ) سے عمیر بن ابی وقاص تھے جن کو عمرو بن عبد نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اور ان سے ابو بکر بن اسمٰعیل بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمیر بن عبد عمرو ذوشمالین کو ابو اسامہ جشمی نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی سعد بن بکر) اس قبیلہ کا طرفدار تھا اور مہجع حضرت عمر کے غلام کو عامر بن حضرمی نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حصین نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے حضرت عمر کے غلام حضرت مہجع قتل ہوئے تھے۔ اور قبیلہ بنی حارث بن فہر سے صفوان بن بیضاء کو طیعمہ بن عدی نے قتل کیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت صفوان کی نسبت یہ قصہ مجھ سے محرز بن جعفر بن عمرو نے جعفر بن عمرو سے نقل کیا تھا اور انصار سے یہ آدمی قتل ہوئے ہیں قبیلہ (بنی عمرو بن عوف) سے میسر بن عبدالمنذر ان کو ابو ثور نے قتل کیا تھا اور سعد بن خیثمہ کو عمرو بن عبد نے اور بعض کے نزدیک طیعمہ بن عدی نے اور قبیلہ (بنی عدی بن بخار) سے حارثہ بن سراقہ کو حبان بن عرقہ نے ایک تیر مارا تھا جو ان کے گلے میں جا کر لگا اور یہ اس سے ایسی زخمی ہوئے کہ جانبر نہ ہو سکے واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ وہ ابن عرقہ کے بجائے ابن عرفہ کہتے تھے اور قبیلہ (بنی مالک بن نجار) سے عوف بن عفراء اور معوذ بن عفرا کو ابو جہل نے قتل کیا تھا اور قبیلہ (بنی سلمہ بن حرام) سے عمیر بن صحام بن جموح کو خالد بن اعلم نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے بیان کیا کہ قبیلہ (انصار) کے مسلمان ہونے کے بعد ان میں سے سب سے پہلے حضرت عمیر بن حُمام شہید ہوئے ہیں اور ان کو ابن اعلم نے شہید کیا تھا اور بعض کے نزدیک سب سے پہلے شہید حضرت حارثہ بن سراقہ ہیں جن کو حبان بن عرقہ نے تیر مارا تھا اور قبیلہ (بنی زریق) سے حضرت رافع بن معلٰی عکرمہ ابی جہل کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور قبیلہ (بنی حارث بن خزرج) سے حضرت یزید بن حارث بن

یسحم نوفل بن معاویہ دہلی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی حبیبہ نے اوران سے داود بن حصین نے اوران سے عکرمہ نے اوران سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ حضور کے غلام حضرت انس بھی جنگ بدر ہی میں شہید ہوئے تھے۔

بدر کے شہداء کی نماز جنازہ:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ثوری نے اوران سے زبیر بن عدی نے اوران سے عطاء نے بیان کیا کہ بدر کے شہیدوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے غبدربہ بن عبداللہ نے اوران سے عطاء نے اوران سے عبداللہ بن عباس نے بھی پہلی روایت جیسا بیان کیا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اور ان سے یونس بن محمد ظفری نے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھے مقام (صفراء) کی ایک گھاٹی میں جس کا نام (سیر) ہے چار قبریں دکھلائیں اور یہ فرمایا کہ یہ بدر کے شہیدوں کی قبریں ہیں اور تین قبریں مقام دبہ میں مستجلہ چشمہ سے ذرا نیچے کو دکھلائیں اور حضرت عبیدہ بن حارث کی قبر مقام ذات اجدل میں جدول چشمہ سے ذرا نیچے کو دکھلائی۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یونس بن محمد نے اوراے سے معاذ بن رفاعہ نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن ماعص بدر میں زخمی ہو گئے تھے اوراسی زخم سے مدینہ میں آکر آپ کی وفات ہوگئی اور عبید بن سکن بدر میں بیمار ہو گئے تھے مگر وفات آپ کی مدینہ پہنچ کر ہوئی۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی

نے اور ان سے یحییٰ بن عبدالعزیز نے اور ان سے سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ اسلام میں سب سے پہلا انصاری بدر میں ابن ثابت بن ابی افلح عامر بن حضرمی کے ہاتھ سے شہید ہوا ہے اور مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت مہجع حضرت عمر کے غلام عامر بن حضرمی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بعض کے نزدیک انصار میں سب سے پہلے عمیر بن حمام خالد بن اعلم کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بعض کے نزدیک سب سے پہلے حضرت حارثہ بن سراقہ شہید ہوئے جنہیں حبان بن عرقہ کے ہاتھ سے تیر لگا تھا۔

بدر میں قتل ہونے والے مشرک اور ان کو قتل کرنے والے مسلمانوں کی تفصیل

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی عبدشمس بن عبد مناف سے حنظلہ بن ابی سفیان کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ یونس بن محمد نے اپنے والد سے اور ابن ابی حبیبہ نے داؤد بن حصین سے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور حارث بن حضرمی کو حضرت عمار بن یاسرؓ نے قتل کیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے ابن ابی عون نے بیان کیا کہ عامر بن حضرمی کو حضرت عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا تھا اور عمیر بن ابی عمیر اور ایک اس کا لڑکا اور دو ان کے غلام ایک گھرانہ سے تھے سو ان میں سے عمیر بن ابی عمیر کو حضرت سالم حذیفہ کے غلام نے قتل کیا تھا اور عبیدہ بن سعید بن عاص کو حضرت زبیر بن عوامؓ نے قتل کیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ حضرت زبیر کی روایت مجھ سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابوحمزہ عبدالواحد بن میمون نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کی ہے اور پہلے محمد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک

پرانے نسخہ میں ابوحمزہ عبدالواحد کے بجائے ابوحمزہ عبدالملک دیکھا ہے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ عاص بن سعید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمرو بن رومان نے اور موسیٰ بن محمد سے ان کے والد نے بھی ایسا ہی بیان کیا اور عقبہ بن ابی معیط کو کچھ روز قید رکھ کر حضرت عاصم بن ثابت نے حضور کے حکم سے مقام صفرا میں قتل کر دیا اور عتبہ بن ربیعہ کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا تھا اور شیبہ بن ربیعہ کو حضرت عبید بن حارث نے قتل کیا تھا مگران کے بھی ایک کاری زخم لگ گیا تھا اس لئے ان کو حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ میدان میں سے اٹھا کر لشکر میں لائے اوران کی مرہم پٹی وغیرہ کی اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بنی انمار سے عامر بن عبداللہ کو جو قریش کا طرف دار تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی حبیبہ نے اوران سے داؤد بن حصین نے بیان کیا کہ عامر کو سعد بن معاذ نے قتل کیا اور قبیلہ بنی نوفل بن عبدمناف سے عامر بن نوفل کو حضرت منیب بن یساف نے قتل کیا تھا اور طیمہ بن عدی کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا تھا۔ اور قبیلہ بنی اسد سے ربیعہ بن اسود کو حضرت ابودجانہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے ابن ابی عون نے اوران سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے جعفر بن عمرو نے یہ بیان کیا کہ اس ربیعہ بن اسود کو حضرت ثابت بن حذع نے قتل کیا تھا اور حارث بن ربیعہ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور عقیل بن اسود بن مطلب کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا مگر اس کے قتل میں

حضرت علیؓ بھی شریک ہوئے تھے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابومعشر نے یہ بیان کیا کہ اس عقیل کو اکیلے حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا اور عاص بن ہشام کو جوابوالبختری کی کنیت مشہور ہے حضرت محرز بن زیاد نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے سعید بن محمد نے اوران سے عمارہ بن غزیہ نے اوران سے محمد بن حبان نے یہ بیان کیا کہ ابوالبختری کو حضرت ابوداؤد مازنی نے قتل کیا تھا اور واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن محمد نے اوران سے عمارہ بن غزیہ نے اوران سے عباد بن تمیم نے بھی یہی بیان کیا کہ ابوالبختری کو حضرت ابوداؤد مازنی ہی نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ نے اوران سے ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے بھی یہی بیان کیا کہ ابوالبختری کو ابوداؤد مازنی نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ایوب بن نعمان نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابوالبختری کو حضرت ابن بسر نے قتل کیا تھا اور نوفل بن خویلد بن اسد کو جو ابن عدویہ کہلاتا ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمرو بن رومان نے اور واقدی سے ابن ابی حبیبہ نے اوران سے داؤد بن حصین نے اور واقدی سے عمر بن ابی عاتکہ نے اور ان سے ابوالاسود نے بھی قبیلہ بنی اسد کے پانچ ہی شخص بیان کئے اور قبیلہ بنی عبدالدار بن قصی سے نضر بن حارث بن کلدہ کو کچھ مدت قید رکھنے کے بعد حضور کے حکم سے مقام اثیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی

نے اوران سے ایوب بن نعمان نے اوران سے عکرمہ بن مصعب عبدری نے بیان کیا کہ زید بن ملیص کو جو عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کا غلام تھا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے یعقوب بن عتبہ نے یہ بیان کیا کہ اس زید کو حضرت بلالؓ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بنی تیم بن مرہ سے عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عثمان بن مالک بن عبیداللہ بن عثمان کو حضرت بلالؓ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی تیم بن مرہ سے صرف یہی دو قتل ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی مخزوم بن یقظہ اور قبیلہ بنی مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم سے ابوجہل کو حضرت معاذ بن عمرو بن جموح اور معوذ بن عفراء اور عوف بن عفراء نے قتل کیا تھا اور آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا کام تمام کیا ہے اور عاص بن ہشام بن مغیرہ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابراہیم بن سعد نے اوران سے محمد بن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے اوران سے نافع بن جبیر نے اوران سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمرو بن رومان نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن ابی عبیدہ نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ یزید بن تمیم تمیمی کو جو قریش کا طرفدار تھا عمار بن یاسرؓ نے قتل کیا تھا اور بعض کے نزدیک اس کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور قریش کے طرفدار ابو مسافع

اشعری کو حضرت ابو دجانہ نے قتل کیا تھا اور حرملہ بن عمرو بن ابی عتبہ کو بالاتفاق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور قریش کے طرفدار مسمی ابو مسافع اشعری کو حضرت ابو دجانہ نے قتل کیا تھا اور حرملہ بن عمرو بن ابی عتبہ کو بالاتفاق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے جعفر بن عمرو نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی ولید بن مغیرہ سے ابو قیس بن ولید کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بنی فاکہہ بن مغیرہ سے ابو قیس بن فاکہہ بن مغیرہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسحاق بن خارجہ نے یہ بیان کیا کہ اس ابو قیس کو حضرت حباب بن عمرو بن منذر نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بنی امیہ بن مغیرہ سے مسعود بن ابی امیہ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے شیخ ابو بکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بزاز نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی بن محمد جوہری نے اور ان سے ابو عمر محمد بن عباس نے اور ان سے عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی عائذ بن عبداللہ اور قبیلہ بنی رفاعہ جو امیہ بن عائذ اور رفاعہ بن ابی رفاعہ کی اولاد کہلاتے ہیں ان میں سے عمر بن مخزوم کو حضرت سعد بن ربیع نے قتل کیا تھا اور ابو منذر بن ابی رفاعہ کو حضرت معن بن عدی عجلانی نے قتل کیا تھا اور عبداللہ بن ابی رفاعہ کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا اور زہیر بن ابی رفاعہ کو حضرت ابو اسید ساعدی نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابی بن عباس بن سہل نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ سائب بن ابی رفاعہ کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بنی السائب اور یہ ابو السائب صیفی بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کہلاتا ہے سے سائب بن ابی السائب کو حضرت زبیر بن عوام نے قتل کیا تھا اور اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن

مخزوم کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ گذشتہ روایتوں پر ہمارے اساتذہ متفق ہیں اور قبیلہ بن طے سے قریش کے دو طرفدار تھے ایک تو عمرو بن سفیان جس کو حضرت یزید بن اقیش نے قتل کیا تھا اور ایک اس کا بھائی جبار بن سفیان جس کو حضرت ابو بردہ بن دینار نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بنی عمران بن مخزوم سے حاجز بن سائب بن عویمر بن عائذ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور عویمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو حضرت نعمان بن ابی مالک نے قتل کیا تھا بنی مخزوم بن یقظہ سے لے کر بنی عمران بن مخزوم تک کل انیس آدمی ہوئے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی طوالہ نے اوران سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے اوران سے محمد بن صالح اوران سے عاصم بن عمر اور یزید بن رومان نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی جمح بن عمر بن ہصیص سے امیہ بن خلف کو حضرت خبیب بن یساف نے قتل کیا تھا اوراس میں حضرت بلال بھی شریک تھے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبید بن یحیٰی نے اوران سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے یہ بیان کیا کہ اس امیہ کو ابو رفاعہ بن رافع بن مالک نے قتل کیا تھا اور علی بن امیہ بن خلف کو حضرت عمار بن یاسر نے قتل کیا تھا اور اوس بن معیر بن لوزان کو حضرت عثمان بن مظعون نے قتل کیا تھا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس میں شریک تھے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے قدامہ بن موسیٰ نے اوران سے عائشہ دختر قدامہ نے بیان کیا کہ اس کو صرف عثمان بن مظعون نے قتل کیا تھا اور منبہ بن حجاج کو حضرت ابوالیسر نے قتل کیا تھا اور بعض کے نزدیک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور بعض کے نزدیک حضرت ابواسید ساعدی نے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابی بن عباس نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے ابواسید نے بیان کیا کہ منبہ بن حجاج کو میں نے قتل کیا تھا اور نبیہ بن حجاج کو حضرت بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور عاص بن منبہ کو بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور ابوالعاص بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کو حضرت ابودجانہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابومعشر نے اوران سے ان کے اساتذہ نے بیان کیا کہ اس ابوالعاص کو بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے حفص بن عمر بن عبداللہ بن جبین حضرت علی کے غلام نے اور عاصم بن ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد نے بیان کیا کہ ابوالعاص کو حضرت ابودجانہ نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بنی جمح سے لے کر یہاں تک سات آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی عمار بن لوئی اور قبیلہ بنی مالک بن حسل سے معاویہ بن عبدقیس کو جو قریش کا طرفدار تھا حضرت عکاشہ بن محصن نے قتل کیا تھا اور قبیلہ بن کلب سے معبد بن وہب کو جو قریش کا طرفدار تھا حضرت ابودجانہ نے قتل کیا تھا۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی سبیر نے اوران سے سعد بن سعید یحیٰی کے بھائی نے اور واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے یعقوب بن عتبہ نے اوران سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم نے بیان کیا کہ معبد کو حضرت ابودجانہ نے قتل کیا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ جن جن مشرکوں کا قتل معلوم ہو سکا ہے وہ کل ۴۹ ہوتے ہیں جن میں سے بعض کو حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے مگر ان کے ساتھ بارہ آدمی اور شریک ہوئے ہیں۔

قبیلہ قریش اور انصار کے شہدائے بدر

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن عبداللہ نے اوران سے زہری نے اوران سے عروہ نے اور واقدی سے ابی ابن حبیبہ نے اوران سے داؤد بن حصین نے اوران سے عکرمہ نے اور واقدی سے محمد بن صالح نے اوران سے عاصم بن عمر اور یزید بن رومان نے اور واقدی سے موسیٰ بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جو مسلمان جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور جو شریک تو نہیں ہوئے مگر ان کو مال غنیمت میں سے حصہ ملا یہ سب مل ملا کر تین سو تیرہ آدمی ہیں ان میں سے صرف آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جن کو حصہ تو ملا مگر وہ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے عبداللہ بن حسن نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں مسلمان یا قریشی تھے یا انصاری اور یا ان کے طرفدار یا غلام چنانچہ قبیلہ بنی ہاشم سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت حمزہ اور حضرت علی اور زید بن حارثہ تھے اور وہ حضرت حمزہ کے طرفدار تھے ایک تو ابو مرثد کناز بن حصین غنوی اور ایک مرثد بن ابی مرثد اور دو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے ایک تو انسہ اور ایک ابو کبشہ اور رسول اللہ ﷺ کے ایک تیسرے غلام حضرت شقران جو جنگ بدر میں شریک تھے ان کے لئے مال غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں نکالا گیا مگر چونکہ یہ قیدیوں کے نگہبان تھے اس لئے ہر قیدی کے مالک سے انہوں نے اپنی نگہبانی کے عوض میں کچھ کچھ رقم وصول کر لی تھی جو تمام مل کر مال غنیمت کے حصہ سے زائد ہو گئی تھی یہ حضرت شقران کے سوا کل آٹھ آدمی ہوئے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبدالعزیز بن محمد نے اوران سے جعفر بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب کا حصہ بھی نکالا تھا راوی کہتا ہے کہ جعفر بن ابی طالب کو ہمارے اساتذہ نے بیان نہیں کیا اور نہ شروع کتاب میں ان کا تذکرہ ہے اور قبیلہ بنی عبد مناف سے عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف اور حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف اور طفیل بن حارث بن مطلب بن عبد مناف اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف یہ چار حضرات رضوان اللہ علیہم شریک تھے اور قبیلہ بنی عبد شمس بن عبد مناف سے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے مدینہ میں رہ گئے تھے اس لئے جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے مگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کا حصہ بھی ویسا ہی نکالا جیسا کہ حاضرین کا نکالا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اس روایت پر ساری قوم کا اتفاق ہے اور اس قبیلہ سے صرف ایک شخص حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ شامل ہوئے اور حضرت سالم ابو حذیفہ کے غلام بھی شامل تھے اور اس قبیلہ کے اتنے طرفدار شریک ہوئے کہ قبیلہ بنی غنم بن دودان سے ایک تو عبداللہ بن جحش بن رباب اور ایک عکاشہ بن محصن اور ایک ابوسنان بن محصن اور سنان بن ابی سنان بن محصن اور شجاع بن وہب اور عقبہ بن وہب اور ایک ربیعہ بن اکثم اور ایک یزید بن رقیش اور ایک محرز بن نضلہ بن عبداللہ اور قبیلہ بنی سلیم سے ایک تو مالک بن عمرو اور مدلاج بن عمرو اور ایک ثقاف بن عمرو اور قبیلہ بنی طی سے صرف ایک طرفدار سوید بن مخشی شریک تھا۔ ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابو معشر اور ابن ابی حبیبہ نے اوران سے داؤد بن حصین نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن جعفر زہری نے یقینی طور سے یہ بیان کیا کہ یہ آخر کا طرفدار درحقیقت ارشد بن حمیرہ تھا اور ابو مخشی اصل میں اس کی کنیت ہے اور یہ قبیلہ بنی اسد بن خزیمہ سے تھا۔

راوی کہتا ہے کہ ہمارے بعض اساتذہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عاص کے غلام حضرت صبیح نے بھی بدر جانے کی تیاری کی تھی مگر بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے اور اپنے اونٹ پر حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد کو سوار کر کے بدر میں روانہ کیا مگر اس کے بعد پھر تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت صبیح کے سوا یہ قبیلہ بنی عبد شمس بن عبد مناف کی طرف سے کل سولہ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی نوفل بن عبد مناف سے صرف ایک شخص عتبہ بن غزوان بن جابر بن اہیب بن نسیب بن مالک بن حارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ جن کے بھائی سلیم تھے شریک ہوئے اور قبیلہ بنی مازن سے صرف عتبہ بن غزوان کے غلام حضرت حباب شریک ہوئے اور قبیلہ بنی اسد بن عبدالعزی سے حضرت زبیر بن عوام اور ایک حاطب بن ابی بلتعہ اس قبیلہ کا طرفدار اور ایک حاطب کے غلام حضرت سعد صرف یہ تین شخص شریک ہوئے اور قبیلہ بنی عبد بن قصی سے صرف ایک شخص حضرت طلیب بن عمیر بن وہب شریک ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے اسماعیل بن محمد اور محمد بن عبداللہ بن عمرو نے اور واقدی سے قدامہ بن موسیٰ نے اور ان سے عائشہ دختر قدامہ نے حضرت طلیب کی شرکت کی نسبت بیان کیا اور قبیلہ بنی عبدالدار بن قصی سے صرف دو شخص شریک ہوئے ایک تو حضرت مصعب بن عمیر اور ایک سویبط بن حرملہ بن مالک بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار اور قبیلہ بنی زہرہ بن کلاب سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمیر بن ابی وقاص شریک ہوئے اور ان کے طرفداروں میں سے عبداللہ بن مسعود ھزلی اور مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن زھیر بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن قاس بن ذریم بن قیس بن اھود بن بہرا شریک ہوئے اور یہ وہی مقداد ہیں جن کو مقداد بن اسود بن عبد یغوث بن عبد بن حارث بن زہرہ کہا جاتا ہے اور

خباب بن الارت بن خندلہ بن سعد بن سعد بن خزیمہ بن کعب بن سعد حضرت ام سباع دختر انمار کے غلام شریک ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے واقدی نے بیان کیا کہ حضرت خباب بن ارت کا نسب نامہ مجھ سے موسیٰ بن یعقوب بن عبداللہ بن وہب بن زمعہ نے اور ان سے ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن تمیم بن عروہ نے اور سعود بن ربیع بن القارہ نے اور ذوالیدین بن عمیر بن عبد عمرو بن نھلہ بن غبشان بن سلیم بن مالک بن اقصیٰ خزاعی نے بیان کیا ہے اور قبیلہ بنی عبدالدار سے لے کر یہاں تک آٹھ آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی تیم سے حضرت ابوصدیق رضی اللہ عنہ شریک ہوئے اور اس قبیلہ کا نسب نامہ یہ ہے عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم اور حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جنگ میں شامل نہ تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کا حصہ غنیمت میں سے نکالا تھا اور حضرت بلال بن رباح اور عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام اور صہیب بن سنان اس قبیلہ کی طرف سے کل پانچ آدمی شریک تھے اور قبیلہ بنی مخزوم بن یقظہ سے حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور حضرت شماس بن عثمان بن شرید اور حضرت ارقم بن ابی الارقم اور حضرت عمار بن یاسر اور ایک اس قبیلہ کے طرفدار حضرت محلب بن عوف بن حرا خزاعی یہ کل پانچ آدمی شریک تھے اور قبیلہ بنی عدی بن کعب سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح اور زید بن خطاب شریک ہوئے اور حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو رسول اللہ ﷺ حضرت طلحہؓ کے ساتھ قافلہ کی خیر خبر کے لئے بھیج دیا تھا اس لئے یہ شریک نہیں ہوسکے مگر رسول اللہ ﷺ نے غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا اور حضرت عمرو بن سراقہ بن معتمر بن انس بن ریاح شریک ہوئے اور اس قبیلہ کے طرفداروں میں سے قبیلہ بنی سعد بن لیث سے تو حضرت عاقل بن ابی بکیر جو بدر میں شہید ہوئے اور حضرت خالد بن ابی بکیر جو مقام رجیع میں شہید ہوئے اور اناس بن ابی بکیر اور عامر بن ابی بکیر یہ چار شخص ہیں اور عمر بن یمن دخولی کے غلام حضرت مہجع اور ایک ان کا

لڑکا یہ بھی ان کے طرفدار ہیں اور عامر بن ربیعہ عنزی جو ایک شاخ ہے قبیلہ بنی ربیعہ کی یہ بھی ان کے طرفداروں میں سے ہیں اور واقد بن عبداللہ تمیمی بھی ان کا طرفدار ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ کل تیرہ آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی جمح بن عمرو سے حضرت عثمان بن مظعون اور قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اور سائب بن عثمان بن مظعون اور معمر بن حارث یہ پانچ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی سہم بن عمرو سے صرف حضرت حنیش بن حذافہ بن قیس شریک ہوئے اور قبیلہ بنی مالک بن حسل سے حضرت عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزی اور حضرت عبداللہ بن سہیل بن عمرو شریک ہوئے اور عبداللہ بن سہیل قریش کے ساتھ آئے تھے مگر عین جنگ کے وقت مسلمانوں میں جا ملے اور ایک وہب بن سعد بن ابی سرح شریک ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری اور واقدی سے ابن ابی حبیب نے اور ان سے داؤد بن حصین نے اور ان سے عکرمہ نے اور واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے اسماعیل بن محمد نے بیان کیا کہ وہب بن سعد بن ابی سرح بھی جنگ بدر میں شریک تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے عبدربہ بن سعید نے اور ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ حضرت ابو سبرہ بن ابی رہم اور عمیر بن عوف سہیل بن عمرو کے غلام اور سعد بن خولہ یمانی اس قبیلہ کے طرفدار اور حاطب بن عمرو بن عبدشمس بن عبد ود بھی جنگ بدر میں شریک تھے۔ راوی کہتا ہے کہ حاطب کے سوا یہ کل چھ آدمی ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عطاء بن محمد بن عمرو بن عمرو بن عطار نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن سہیل بدر میں اپنے والد کے ساتھ گئے تھے اور سفر میں خرچ وغیرہ کل کا کل ان کے والد کے ذمہ رہا اور ان کے والد کو ان کی طرف سے دین کے بارے

میں کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی مگر جب بدر کے میدان میں دونوں لشکروں کی صف بندی ہوئی تو یہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے قریش کے لشکر میں سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور یہ دیکھ کر ان کے والد جلتے بھنتے رہ گئے اور انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ اللہ نے اسی میں میرے لئے اور اس کے لئے بہتری کی اور قبیلہ بنی حارث بن فہر سے حضرت ابو عبیدہ جن کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے اور صفوان بن بیضاء اور سہیل بن بیضاء اور عیاض بن زہیر اور معمر بن ابی سرح اور عمرو بن ابی عمرو اور صفوان سے لے کر عمرو تک یہ سب قبیلہ بنی ضبہ کے ہیں غرض ان دونوں قبیلوں کے یہ چھ آدمی بھی جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے نافع بن ابی نافع ابو حصیب اور ابن ابی سبرہ نے اور ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بدر کے روز قریش کے سو حصے نکالے گئے تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے موسیٰ بن محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جنگ بدر میں قریش میں سے چھیاسی آدمی تھے اور انصار میں سے دو سو ستائیس، واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے اور ان سے ابو حویرث نے اور ان سے محمد بن جبیر یہ بیان کیا کہ قریش کے تہتر آدمی تھے اور انصار کے دو سو چالیس اور انصار کے قبیلہ بنی عبدالاشہل سے حضرت سعد بن معاذ بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل اور عمرو بن معاذ بن نعمان اور حارث بن اوس بن معاذ بن نعمان اور حارث بن انس بن رافع بن امری القیس شریک تھے اور قبیلہ بنی عبد بن کعب بن عبدالاشہل بن زعوراء سے سعد بن مالک بن عبید بن کعب اور سلمہ بن سلامہ بن وقش اور عباد بن بشر بن وقش اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور رافع بن یزید بن کرز بن سکن بن زعوراء بن عبدالاشہل اور حارث بن خزمہ بن عدی بن ابی غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف جو قبیلہ بنی رشہ سے ہیں

س قبیلہ کے طرفدار تھے۔ واقدی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بھی اسی قبیلہ سے ہیں اور قبیلہ بنی حارثہ سے محمد بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث اور سلمہ بن اسلم بن جریش بن عدی بن مجدعہ اور ابوالہیثم بن تیہان اور عبید تیہان جو قبیلہ بنی بلی سے ہیں اس قبیلہ کے طرفدار تھے اور حضرت عبداللہ بن سہل یہ کل پندرہ آدمی اس قبیلہ کی طرف سے جنگ بدر میں شامل تھے اور قبیلہ بنی حارثہ بن حارث بن خزوج بن عمرو بن مالک بن اوس سے حضرت مسعود بن عبد بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ اور ابوعبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ شریک تھے اور ان کے طرفداروں میں سے حضرت ابو بردہ بن دینار جو قبیلہ بنی بلی سے ہیں شریک تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے یہ تین آدمی ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمجید بن ابی عبس نے اور اسے ان کے والد نے اور محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمر نے اور ان سے محمود بن لبید نے بھی پہلی روایت کی طرح بیان کیا۔ اور عبدالمجید کا سلسلہ نسب یہ ہے عبدالمجید بن ابی عبس بن محمد بن ابی عبس بن جبیر اور قبیلہ بنی ظفر سے جو ایک شاخ ہے قبیلہ بنی سواد بن کعب کی حضرت قتادہ بن نعمان بن زید شریک ہوئے اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد اور قبیلہ بنی زراح بن کعب سے حضرت نضر بن حارث بن عبد زراح بن ظفر بن کعب شریک ہوئے اور دو شخص ان کے طرفداروں میں سے قبیلہ بنی بلی سے ہیں ایک تو عبداللہ بن طارق بن مالک بن شیم بن شنبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ جو مقام رجیع میں قتل ہوئے اور ایک ان کے سوتیلے بھائی معتب بن عبید بن اناس بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فرا بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ یہ بھی ان کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے راوی کہتا ہے کہ قبیلہ بنی حارثہ بن حارث سے لے کر یہاں تک کل آٹھ آدمی ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمجید بن ابی عبس نے اور ان سے ان کے والد نے اور محمد بن صالح

نے اوران سے عاصم بن عمر نے اوران سے محمود بن لبید نے اور راور واقدی سے ابن حبیبہ نے اوران سے داود بن حصین نے بھی ایسا ہی بیان کیا اور قبیلہ بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف سے حضرت مبشر بن عبدالمنذ ربن زنبیر جنگ بدر میں شہید ہوئے اور رفاعہ بن عبدالمنذ راور سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید بن امیہ اور عویم بن ساعدہ اور رافع بن عنجدہ، عنجدہ ان کی والدہ کا نام ہے اور عبید بن ابی عبید اور ثعلبہ بن حاطب اور حضرت ابوالبابہ بن عبدالمنذ رکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں سے ان کا حصہ نکالا تھا اور اسی طرح حضرت حارث بن حاطب کو بھی مقام روحاء سے واپس کر دیا تھا اوران کا حصہ بھی نکالا تھا راوی کہتا ہے کہ یہ کل نو آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف سے حضرت عاصم بن ثابت بن قیس (یہ وہ قیس ہے جس کی کنیت ابوافلح ہے) بن عصمہ بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ جنگ بدر میں شامل ہوئے اور مقام رجیع میں شہید ہوئے اور اخوص انہیں کی اولاد سے تھا۔ اور حضرت معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن عطاف اور ابوملیل بن ادعر بن زید بن عطاف شریک ہوئے اور ابوملیل کے کوئی اولاد نہ تھی اور عمیر بن معبد بن ازعر بھی شریک ہوئے ان کی بھی اولاد نہ تھی اور سہیل بن حنیف بن واہب بن عکیم بن حارث بن ثعلبہ شریک ہوئے راوی کہتا ہے کہ یہ کل پانچ آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی عبید بن زید بن مالک بن عمرو بن عوف سے حضرت انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید شریک ہوئے اور جنگ احد میں شہید ہوئے اور یہ خنساء دختر خذام کے شوہر تھے اوران کے بھی کچھ اولاد نہ تھی اور اس قبیلہ کے طرفداروں میں سے معن بن عدی بن جد بن عجلان شریک ہوئے اور یوم یمامہ میں شہید ہوئے اور ربعی بن رافع شریک ہوئے اور ثابت بن اقرم شریک ہوئے اور یوم طلیحہ میں شہید ہوئے اور عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن حارث بن عدی بن جد بن عجلان شریک ہوئے اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن جد بن عجلان میں شریک ہوئے اوران کے کوئی اولاد نہ تھی اور عاصم بن عدی بن جد بن عجلان کو حضور نے مسجد ضرار کی نگرانی کے لئے واپس بھیج دیا تھا چونکہ وہاں کے باشندوں کی طرف سے آپ کو کچھ

فساد کی خبر پہنچی تھی اور اثیبتہ دختر یعار کے غلام حضرت سالم بھی شریک ہوئے اور یمامہ کے دن شہید ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے افلح بن سعید نے اور ان سے سعید بن عبدالرحمٰن بن رقیش نے اور ان سے ابوالبداح بن عاصم نے یہ گذشتہ روایت بیان کی راوی کہتا ہے کہ یہ کل آٹھ آدمی ہوئے اور اور قبیلہ بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف سے حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان شریک ہوئے اور حضور نے ان کو جنگ احد میں تیر اندازوں کے دستہ پر نگران بنا دیا تھا اور یہ جنگ احد ہی میں شہید ہوئے ہیں اور عاصم بن قیس اور ابوضیاح بن ثابت اور ابوحیہ راوی کہتا ہے کہ میرے نزدیک بدر میں کوئی شخص ابوحیہ نہ تھا اور حضرت سالم بن عمیر اور حارث بن نعمان بن ابی خزمہ اور خوات بن جبیر بن نعمان جن کا مقام روحاء میں کوئی عضو ٹوٹ گیا تھا شریک ہوئے۔

قبیلہ بنی انیف کے شہداء:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالملک بن سلیمان نے اور ان سے خوات بن صالح نے اور ان سے ان کے والد نے یہ گذشتہ روایت بیان کی راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے کل آٹھ آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی ججبان بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف سے حضرت منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح بن حریش ججبان بن کلفہ شریک ہوئے اور ان کی کنیت ابوعبدہ ہے ان کے کچھ اولاد نہ تھی اور احیحہ جوان کی طرف منسوب ہے وہ کسی اور شخص کی اولاد میں سے ہے اور اس قبیلہ کے طرفداروں میں سے قبیلہ بنی انیف سے ابو عقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن یحان شریک ہوئے اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں ان کا نام کفر کے زمانہ میں عبدالعزی تھا اور حضور نے ان کا نام عبدالرحمٰن عدوالاوثان رکھا جس کے معنی یہ ہوئے خدا کا غلام بتوں کا دشمن اور ان کا نسب نامہ یہ ہے ابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن یحان بن عامر بن انیف بن جشم بن عائذ اللہ بن شیم بن یریلش بن

عامر بن عقیلہ بن قسیل بن قیران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے صرف یہی دو آدمی شریک ہوئے ہیں۔

قبیلہ بنی غنم بن سالم کے شہداء:

قبیلہ بنی غنم بن سالم سے حضرت امری القیس بن مالک بن اوس بن حارثہ اور حضرت سعد بن خیثمہ بدر میں شریک ہوئے اور حضرت سعد بدر ہی میں شہید ہو گئے اور منذر بن قدامہ اور مالک بن قدامہ عرفجہ اور اس قبیلہ کے غلام حضرت تمیم بھی شریک ہوئے اور راوی کہتا ہے کہ یہ کل پانچ آدمی ہوئے اور ان کو اوسی کہا جاتا ہے اور قبیلہ بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف سے حضرت جبر بن عتیک بن حارث بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن معاویہ اور قبیلہ حزینہ سے ان کے طرفدار حضرت مالک بن ثابت بن نمیلہ اور قبیلہ بنی بلی سے ان کے طرفدار حضرت نعمان بن عصر شریک ہوئے اور حارث بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ کا شریک ہونا ثابت نہیں اور قبیلہ بنی مالک بن جار بن عمرو بن خزرج اور قبیلہ بنی غنم بن مالک اور قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم سے حضرت ابو ایوب جن کا نام خالد بن زید بن کلیب ثعلبہ ہے شریک ہوئے اور ان کی وفات ملک روم میں ہوئی ہے اور قبیلہ بنی معاویہ اور قبیلہ بنی عسیرہ بن عبد عوف سے حضرت ثابت بن خالد بن نعمان بن خنسان بن عسیرہ شریک ہوئے اور قبیلہ بنی عمرو بن عبد عوف سے حضرت عمارہ بن حزم بن زید اور حضرت سراقہ بن کعب بن عبد العزی بن غزیہ بن عمرو بن عبد شریک ہوئے اور قبیلہ بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک سے حضرت حارثہ بن نعمان اور سلیم بن قیس بن قہد شریک ہوئے اور قہد کو خالد کہتے ہیں اس کا نسب نامہ یہ ہے خالد بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم اور قبیلہ بنی عائذ بن ثعلبہ بن غنم سے حضرت سہیل بن رافع بن ابو عمرہ بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم اور حضرت عدی بن ابی الزغباء شریک ہوئے اور ابی الزغبا کا نام سنان ہے اور ان کا نسب نامہ یہ ہے سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن بدیل بن عدی بن نصر بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس بن جہینہ راوی کہتا ہے کہ یہ کل آٹھ آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی زید بن ثعلبہ بن غنم

سے حضرت مسعود بن اوس بن زید اور حضرت ابن خزیمہ بن اوس بن اضرم بن زید بن ثعلبہ اور حضرت رافع بن حارث بن سواد بن زید بن ثعلبہ یہ تینوں حضرات شریک ہوئے اور قبیلہ بنی سواد بن مالک بن غنم بن عوف سے حضرت عوف بن حارث اور معوذ بن حارث اور معاذ بن حارث بن رفاعہ بن سواد شریک ہوئے اور یہ سب عفراء کی اولاد ہیں جو عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ کی بیٹی ہے اور حضرت نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد اور عامر بن مخلد بن سواد اور عبید اللہ بن قیس بن خالد بن خالدہ بن حارث بن سواد اور قیس بن عمرو بن قیس بن زید بن سواد اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد شریک ہوئے اور ان کے طرفدار حضرت عصیمہ بھی شریک ہوئے اور ایک شخص قبیلہ جہینہ سے جس کا نام ودیعہ تھا شریک ہوا اس کا سلسلہ نسب یہ ہے ودیعہ بن عمرو بن جراد بن یربوع بن طحیل بن عمرو بن غنم بن الربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

حضرت ابوالحمراء کی بدر میں شرکت:

عبدالوہاب نے ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن ابی عبیدہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ربیع دختر معوذ بن عفراء سے سنا ہے وہ فرماتی تھیں کہ حارث بن رفاعہ کے غلام حضرت ابوالحمراء بھی بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی حبیبہ نے اور ان سے داؤد بن حصین نے بھی ایسا ہی بیان کیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سب ابوالحمراء سمیت بارہ آدمی ہوئے حاصل یہ ہوا کہ قبیلہ بنی غنم بن مالک بن نجار کے ابوالحمراء سمیت کل تیس آدمی بدر میں شریک ہوئے اور قبیلہ بنی عامر بن مالک بن نجار اور قبیلہ بنی عمرو بن مبذول اور قبیلہ بنی عتیک بن نمرہ بن مبذول سے حضرت ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک اور سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک اور حارث بن صمہ بن عمرو بن عتیک یہ تینوں حضرات بدر کی طرف روانہ ہوئے مگر مقام روحاء میں پہنچ کر حضرت حارث کا کوئی عضو ٹوٹ گیا اس لئے یہ شامل تو نہ ہو سکے مگر

غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا گیا اور یہ اس کے بعد بیرٔ معونہ پر شہید ہوئے۔

کل اساتذہ کا مختلف قبائل کے شہداء کے متعلق بیان:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے بیان کیا کہ ہمارے کل اساتذہ نے اسی طرح بیان کیا ہے راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے کل یہی تین آدمی شریک تھے اور قبیلہ بنی عمرو بن مالک سے اور یہ حدیلہ کی اولاد کہلاتے ہیں اور قبیلہ بنی قیس بن عبید بن زید بن رفاعہ بن معاویہ بن عمرو بن مالک ہے حضرت ابی بن کعب بن قیس بن عبید اور انس بن معاذ بن انس بن قیس بن عبید صرف یہ دو شخص شریک ہوئے اور قبیلہ بنی عدی بن عمرو بن مالک بن نجار سے حضرت اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو ہے اور ابوطلحہ شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی عدی بن نجار سے حارثہ بن سراقہ بن حارث بن عدی بن مالک بدر میں شریک ہوئے اور بدر ہی میں شہید ہوئے اور عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی شریک ہوئے اور ان کی کنیت ابوحکیمہ ہے اور سلیطہ جن کا نام اسیرہ بن عمرو بن عامر بن مالک ہے شریک ہوئے اور جنگ احد میں شہید ہوئے اور عمرو کی کنیت ابوخارجہ ہے اور سلسلہ نسب یہ ہے ابوخارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر اور عامر بن امیہ بن زید بن حسحاس بن مالک بن عدی بن عامر اور محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر جو جنگ احد میں شہید ہوئے ہیں اور ایک قبیلہ بنی بلی سے ان کے طرفدار سواد بن غزیہ بن اہیب۔ راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ سے یہ کل آٹھ حضرات جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار سے حضرت قیس بن سکن بن زید بن حرام یہ وہ قیس ہیں جن کی کنیت ابوزید ہے اور ابواعور کعب بن حارث بن جندب بن ظالم بن عبس بن حرام بن جندب اور سلیم بن ملحان اور حرام بن ملحان بن خالد بن زید بن حرام اس قبیلہ سے یہ کل چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی مازن بن نجار اور قبیلہ بنی عوف بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن

مازن سے حضرت قیس بن ابی صعصعہ شریک ہوئے اور ابوصعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول ہے۔

حضرت عصیم اور بعض دیگر کی بدر میں شمولیت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یعقوب بن محمد نے اور ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ حضرت قیس بن ابی صعصعہ کو رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز پیدل فوج پر نگہبان بنایا تھا اور عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن غنم بن مازن بدر کے روز غنیمت پر نگہبان تھے اور قبیلہ بنی اسد سے ان کے طرفدار حضرت عصیم بھی بدر میں شریک تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ بنی اسد سے ان کے طرفدار حضرت عصیم بھی بدر میں شریک تھے راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے کل یہی تین آدمی تھی اور قبیلہ بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن سے حضرت عمیر جن کو ابوداؤد بن عامر بن مالک بن خنساء کہتے ہیں اور سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے یہی دو آدمی شریک تھے اور قبیلہ بنی ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن سے اور قبیلہ بنی دینار بن نجار سے اور قبیلہ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار سے نعمان بن عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل اور ضحاک بن عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل اور سلیم بن حارث بن ثعلبہ جو سوتیلے بھائی ہیں حضرت نعمان اور ضحاک کے اور حضرت کعب بن زید جو غزوہ خندق میں شہید ہوئے ہیں اور غزوہ بیر معونہ میں معرکہ سے لب دم اٹھا کر لائے گئے تھے اور جابر بن خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ اور سعید بن سہیل بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار اور قبیلہ بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار سے کعب بن زید بن مالک اور بجیر بن بجیر ان کے طرفدار راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے یہ کل آٹھ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی حارث بن خزرج سے اور قبیلہ بنی امریء القیس بن ثعلبہ سے سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امری القیس

جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس جو جنگ بنی قریضہ میں شہید ہوئے اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور خارجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سسر تھے ان کی لڑکی حضرت ابوبکرؓ سے منسوب تھی راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ سے یہ کل چار آدمی بدر میں شریک تھے اور قبیلہ بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج سے بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ جنگ عین التمر میں شہید ہوئے اور سبیع بن قیس بن عنسہ بن امیہ بن عامر بن عدی بن کعب بن خزرج اور عبادہ بن قیس بن مالک اور سماک بن سعد اور عبداللہ بن عبس بن عمیر اور یزید بن حارث بن قیس بن مالک بن احمز بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج جن کو فسحم کہا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ سے یہ چھ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی جشم بن حارث بن خزرج سے اور قبیلہ بنی زید بن حارث بن خزرج سے حضرت جشم اور زید دونوں جڑواں بھائی تھے حضرت خبیب بن اساف بن اسف شریک ہوئے اور عتبہ بن حدیف بن عامر بن جشم اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید بن خزرج بن حارث یہ وہ عبداللہ ہیں جن کو خواب میں اذان دکھلائی گئی تھی اور ان کے بھائی حریث بن زید شریک ہوئے۔

حضرت حریث کی بدر میں شمولیت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت حریث بدر میں شریک ہوئے ہیں راوی کہتا ہے کہ ان کے شریک ہونے کو ہمارے سب استادوں نے بیان کیا ہے اور سفیان بن بشیر بھی شریک ہوئے ہیں راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے کل پانچ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی جدارہ اور عبداللہ بن عمیر اور یزید بن مزین اور عبداللہ بن عرطفہ یہ چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی ابجر بن عوف بن حارث بن خزرج سے صرف حضرت عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عباد بن الجبر شریک ہوئے اور قبیلہ بنی عوف بن خزرج سے اور قبیلہ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن خزرج سے اور یہ حاملہ کی اولاد کہلاتے ہیں چونکہ سالم کا پیٹ ذرا بڑھا ہوا

تھا اس لئے اسے حاملہ کہتے تھے عبداللہ بن عبداللہ ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک شریک ہونے اور ابی کی ماں کا نام سلول تھا اور اوس بن حولی بن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک شریک ہوئے راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے صرف یہی دو آدمی تھے اور قبیلہ بنی جزلی سے عدی بن مالک بن سالم بن غنم بن زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزی اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم جن کی کنیت ابو خمیصہ ہے اور عاصم بن عکین ان کے طرفدار شریک ہوئے راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کی طرف سے کل یہ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی سالم بن عمرو بن عوف بن خزرف سے اور قبیلہ بنی عجلان بن غنم بن سالم سے نوفل بن عبداللہ بن نصلہ بن مالک بن عجلان اور غسان بن مالک بن ثعلبہ بن عمرو بن عجلان اور ملیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان اور عصمہ بن حصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان یہ چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی اصرم بن فہر بن غنم بن سالم سے حضرت عبادہ بن صامت بن اصرم اور ایک ان کے بھائی حضرت اوس بن صامت صرف یہ دو آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی رعد بن فہر بن غنم سے صرف نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن رعد شریک ہوئے اور ان کو قوقل کہا جاتا ہے واقدی فرماتے ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنے کسی دشمن کے خوف سے پناہ لینے کے لئے آیا کرتا تھا تو یہ اس کو یہ فرمادیا کرتے تھے۔

(قوقل باعلی یثرب واسفلها فانت آمن)

ترجمہ: مدینہ کی اونچی نیچی جگہ میں جہاں جی چاہے خوب مزہ سے پھر تجھے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے ان کا نام قوقل پڑ گیا اور قبیلہ بنی قریوش بن غنم بن سالم سے صرف حضرت امیہ بن لوذان بن سالم بن ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش بن غنم شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی مرصحہ بن غنم بن مالک سے صرف مالک بن دخشم شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی لوذان بن غنم سے حضرت ربیع بن ایاس اور ان کے بھائی وذفہ بن ایاس بن عمرو بن غنم اور عمرو بن ایاس یمنی ان کے طرفدار اور قبیلہ بنی بلی سے اور قبیلہ بنی عصینہ سے ان کے طرفدار حضرت مجذر بن زیاد بن عمرو بن زمرہ بن عمرو بن مرہ اور عبل بن حسحاس بن

عمرو بن زمرہ اور بحاث بن ثعلبہ بن خزمہ بن عمرو بن عمارہ اوران کے بھائی عبداللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم اور ایک ان کے طرفدار ابن بہراجن کو عتبہ بن ربیعہ بن خلف بن معاویہ کہا جاتا ہے اس قبیلہ کی طرف سے یہ کل آٹھ آدمی شریک ہوئے۔

مختلف قبائل کے شرکاءِ بدر:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے شعیب بن عبادہ نے اوران سے بشیر بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے یہ گذشتہ روایت بیان کی واقدی فرماتے ہیں ہمارے کل اساتذہ نے بیان کیا کہ اس قبیلہ کے طرفدار ابن بہراجن کو عتبہ بن ربیعہ بن خلف بن معاویہ کہا جاتا ہے اس قبیلہ کی طرف سے یہ کل آٹھ آدمی شریک ہوئے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے شعیب بن عبادہ نے اوران سے بشیر بن محمد نے اوران سے ان کے والد نے یہ گذشتہ روایت بیان کی کہ واقدی فرماتے ہیں ہمارے کل اساتذہ نے بیان کیا کہ اس قبیلہ کے طرفدار بھی ان کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج اور قبیلہ بنی زید بن ثعلبہ بن خزرج سے حضرت ابودجانہ شریک ہوئے اوران کا نام یہ ہے سماک بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن ثعلبہ اور یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ہیں اور منذر بن عمرو شریک ہوئے اور جنگ بیر معونہ میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے فوج پر نگہبان بنا دیا تھا اور اسی جنگ میں ان کو شہادت نصیب ہوئی راوی کہتا ہے کہ اس قبیلہ کے صرف یہی دو آدمی تھے اور قبیلہ بنی ساعدہ اور قبیلہ بنی بدی بن عامر بن عوف سے حضرت ابواسید ساعدی جن کا نام مالک بن ربیعہ بن بدی ہے جنگ بدر میں شریک تھے اور مالک بن مسعود بھی شریک تھے۔

حضرت سعد بن مالک کی بدر سے قبل وفات:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابی بن عباس بن سہل نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے ان

کے دادا نے بیان کیا کہ اس قبیلہ سے حضرت سعد بن مالک بھی بدر میں جانے کے لئے تیار ہوئے تھے مگر مریض ہو کر وفات پا گئے اس لئے نہ جا سکے اور ان کی قبر دار ابن فارط کے پاس ہے اور مال غنیمت میں سے رسول اللہ ﷺ ان کا حصہ نکالا تھا۔ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالمہیمن نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ ان کی وفات مقام روحاء میں ہوئی تھی اور غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا گیا تھا اور قبیلہ بنی طریف بن خزرج بن ساعدہ سے مہدرب بن حق بن اوس بن قیس بن ثعلبہ بن طریف اور کعب بن جمان بن مالک ثعلبہ غستانی ان کے طرفدار اور ضمرہ بن عمرو بن کعب بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مردغہ بن عدی بن غنم بن ربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اور زیاد بن کعب بن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مردعہ بن عدی بن عمرو بن ربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ اور بسبس بن عمرو بن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعید بن ذبیان بن رشدان بن قیس بن جہینہ یہ پانچ آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی جشم بن خزرج سے اور قبیلہ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن شاردہ بن یزید بن جشم اور قبیلہ بنی حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ سے خراش بن صمہ بن جموح بن حرام اور حضرت تمیم خراش بن صمہ کے غلام اور عمیر بن حمام بن جموح اور معوذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام جو جنگ احد میں شہید ہوئے اور جن کی کنیت ابو جابر ہے اور معاذ بن جموح اور حباب بن منذر بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن سلمہ اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام اور عمیر بن حارث بن ثعلبہ بن حرام اس قبیلہ سے یہ گیارہ آدمی شریک ہوئے۔

حضرت معاذ کی بدر میں شمولیت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے اور ان سے یحییٰ بن اسامہ نے اور ان سے حضرت جابر کے دونوں لڑکوں نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ

حضرت معاذ بن جموح جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے راوی کہتا ہے کہ ان کے شریک ہونے پر سب کا اتفاق نہیں ہے اور قبیلہ بنی عبید بن عدی بن غنیم بن کعب بن سلمہ سے اور قبیلہ بنی خنساء بن سنان بن عبید سے بشر بن برا ابن معرور بن صحر بن سنان صیفی بن صحر بن خنساء اور عبداللہ بن جد بن قیس بن صحر بن خنساء اور سنان بن صیفی بن صحر بن خنساء اور حمزہ بن حمیر راوی کہتا ہے کہ میں نے یہ سنا کہ یہ خارجہ بن عمر تھے اور عبداللہ بن حمیر یہ دونوں قبیلہ بنی اشجع اور قبیلہ بنی دھمان سے ان کے طرفدار تھے اور قبیلہ بنی نعمان بن سنان بن عبید بن عبید بن عبد بن عدی بن غنم سے عبداللہ بن رباب بن نعمان اور خلیدہ بن قیس بن نعمان بن سنان اور بعض نے لہدہ بن قیس کہا ہے غرض کہ ان دونوں نے یہ چار چار آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی خناس بن سنان بن عبید بن عدی سے یزید بن منذر بن سرح بن خناس اور ان کے بھائی معقل بن منذر بن سرح بن خناس اور عبداللہ بن نعمان بن بلذمہ بن خناس یہ تین شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی خنساء بن عبید سے صرف جبان صحر بن امیہ بن خنساء بن عبید شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبید سے ضحاک بن حارثہ بن غنم بن کعب بن سلمہ سے عبداللہ بن قیس بن صحر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم اور ان کے بھائی معبد بن قیس بن صحر بن حرام بن ربیعہ بن غنم شریک ہوئے اور قبیلہ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ سے اور قبیلہ بنی حدیدہ سے یزید بن عامر بن حدیدہ جن کی کنیت ابو منذر رہے اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ اور قطبہ بن عامر بن عدی بن ثعلبہ بن غنمہ بن عدی اور ثعلبہ بن غنمہ اور ابوالیسر جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد ہے اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن قین جو احد میں شہید ہوئے ہیں اور معاذ بن جبلؓ بن عائذ بن عدی بن کعب اور ثعلبہ اور عبداللہ دونوں انیس کے بیٹے جنہوں نے قبیلہ بنی سلمہ کے بت توڑ دیئے تھے اس قبیلہ کے یہ کل سات آدمی شریک ہوئے۔ اور قبیلہ بنی زریق بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن عضب بن جشم بن خزرج اور قبیلہ بنی مخلد بن عامر بن زریق سے قیس بن محصن

بن خالد بن مخلد اور حارث بن قیس بن خالد بن مخلد اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد اور سعد بن عثمان بن خالد بن مخلد جن کی کنیت ابوعبادہ ہے اور عقبہ بن عثمان بن خالد اور ذکوان بن عبد قیس بن خالد بن مخلد اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد اس قبیلہ سے یہ کل سات آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی خالد بن عامر بن زریق سے صرف عباد بن قیس بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق شریک ہوئے اور قبیلہ بنی خلدہ بن عامر زریق سے اسعد بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر اور فاکہہ بن بشر بن فاکہہ بن زید بن خالدہ اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خالدہ اور ان کے بھائی عائذ بن ماعص اور مسعود بن سعد بن قیس بن خالدہ جو جنگ بیر معونہ میں شہید ہوئے ہیں اس قبیلہ سے یہ کل پانچ آدمی شریک ہوئے ہیں اور قبیلہ بنی عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق سے رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان اور خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان اور عبیدہ بن زید بن عامر بن عجلان اس قبیلہ سے یہ تین آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی خبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن حشم بن خزرج سے رافع بن معلّٰی بن لوذان بن حارثہ بن زید بن حارثہ بن ثعلبہ بن عدی بن مالک اور ایک ان کے بھائی ہلال بن معلّٰی جو بدر میں شہید ہوئے ہیں یہ دو آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عامر بن عبد حارثہ سے زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن زریق بن عامر بن عبد حارثہ سے زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ اور فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن علی بن عامر بن بیاضہ اور رخیلہ بن ثعلبہ بن بیاضہ یہ چار آدمی شریک ہوئے اور قبیلہ بنی امیہ بن بیاضہ سے حلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن عامر بن بیاضہ اور غنام بن اوس بن غنام بن اوس بن عمرو بن مالک بن عامر بن بیاضہ اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ یہ تین آدمی شریک ہوئے۔

غنام اور عطیہ کی بدر میں شمولیت پر اختلاف:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے خالد بن قاسم بن زرعہ بن عبداللہ بن زیاد بن لبید نے بیان کیا کہ غنام اور عطیہ بدر میں شریک ہوئے ہیں واقدی فرماتے ہیں کہ یہ صرف انہیں کے بیان ہے اور سب راوی اس پر متفق نہیں ہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن حارث نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عصما دختر مروان جو قبیلہ بنی امیہ بن زید سے تھی اور یزید بن زید بن حصن خطمی کی بیوی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ ستایا کرتی تھی اور اسلام کی عیب جوئی میں ہمیشہ سرگرم رہتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے لوگوں کو مشتعل کیا کرتی تھی۔ چنانچہ یہ چند شعر مسلمانوں کی ہجو میں اس کے ہیں۔

شعر

فبئست بنو مالك والبنات وعوف وبئست اينو الخرج

ترجمہ: مالک اور عوف کے لڑکے لڑکیاں سب کے سب ڈرپوک ہو گئے اور قبیلہ خزرج بھی سارا کا سارا ڈرپوک ہو گیا۔

اطاعوا اتاوى من غير كم فلا من مراد ولا مذحج

کیونکہ وہ ایسے دوسرے قبیلوں کے مسافروں کے تابعدار ہو گئے کہ جو نہ قبیلہ مراد کے ہیں اور نہ قبیلہ مذحج کے۔

ترجو نه بعد قتل الروس كمايرتجى مرق المضبح

ترجمہ اے لوگو! تم اس محمد کو اپنے سرداروں اور رئیسوں کے قتل ہو جانے کے بعد ایسا چھوڑتے ہو جیسا گدلا شوربا بوٹیاں کھا کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

آہستہ آہستہ اس کے ایسے ایسے شعروں کا بہت زیادہ چرچا ہو گیا اور آخر ایک

صحابی حضرت عمیر بن عدی بن حرشہ بن امیہ خطمی کے کان تک بھی یہ باتیں پہنچیں ان کو سن کر بہت غصہ آیا اور اسی تاؤ میں انہوں نے اللہ سے نذر مانی کہ اے اللہ! اگر رسول اللہ ﷺ کو تو بدر سے مدینہ واپس بھیج دے گا تو میں اس کو ضرور قتل کر دوں گا چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ بدر سے بخیر و خوبی واپس تشریف لے آئے تو یہ راتوں رات عصماء کے گھر پر گئے اندر جا کر دیکھا تو اس کے آس پاس اس کے بہت سارے بال بچے سو رہے ہیں جن میں ایک دودھ پینے والا بھی تھا انہوں نے اندھیرے میں اس کو ٹٹولا کیونکہ یہ نابینا تھے دیکھا تو ایک بچہ کو دودھ پلا رہی ہے انہوں نے آہستہ آہستہ سے اس کو تو چھاتیوں سے الگ کر دیا اور اس کی چھاتی پر تلوار رکھ کر زور سے دبا دی کہ جس سے کمر کے پار ہو گئی جب اس کا کام تمام ہو گیا تو وہاں سے نکل آئے اور رات ہی رات مدینہ پہنچ کر صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہو کر منہ پھیر کر بیٹھے تو آپ کی نظر حضرت عمیر پر پڑی آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا مروان کی لڑکی کو قتل کر آئے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے اچانک دریافت فرمانے سے حضرت عمیر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھے اس میں غلطی نہ ہو گئی ہو اور کام آپ کی مرضی کے خلاف ہو گیا ہو اس لئے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس بارے میں میرا کوئی قصور تو نہیں اور اس کی وجہ سے مجھ پر کچھ گناہ یا بدلہ تو لازم نہیں آئیگا آپ نے فرمایا کہ اس میں تو دو بھیڑیں بھی آپس میں اپنے سینگوں سے نہ لڑیں گی مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ دو بھیڑوں کے لڑنے سے بھی زیادہ بے وقعت ہے نہیں اس میں کچھ حرج نہیں عمیر فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے یہ فرمایا کہ جب تمہارا خدا اور خدا کے رسول کے طرفدار کو دیکھنے کو جی چاہا کرے تو عمیر کو دیکھ لیا کرو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس نابینا کو جس نے خدا کے راستہ میں اپنے آپ کو بیچ دیا ہے دیکھ لو حضور نے فرمایا کہ اس کو اندھا نہ کہو یہ تو بہرا ہے آخر جب عمیر حضور کی زیارت سے فارغ ہو کر گھر کو واپس ہوئے تو راستہ میں دیکھا کہ اسی عورت کو اس کے لڑکے ایک

مجمع کے ساتھ دفن کر رہے ہیں ان کو مدینہ سے آتے ہوئے دیکھ کر وہ سب کے سب کہنے لگے کہ بس عمیر اس کو تو نے ہی قتل کیا ہے حضرت عمیر نے فرمایا کہ ہاں بے شک میں نے قتل کیا ہے تم سے جو کچھ ہو سکے تم بھی کر لو اور خدا کی قسم جیسی جیسی ناشائستہ باتیں اس نے کہیں ہیں اگر تم سب بھی مل کر کہو تو میں تمہیں بھی اس تلوار سے قتل کر ڈالوں پھر چاہے میں خود بھی مر جاؤں۔ راوی کہتا ہے کہ قبیلہ بنی خطمہ میں بہت سارے آدمی اسلام سے بہت خوش تھے مگر وہ اپنی قوم کے ڈر سے ظاہر میں اسلام کو برا بھلا کہا کرتے تھے مگر جب عمیر نے سارے مجمع کے سامنے یہ بات کہہ دی اور وہ سب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے تو پھر اس قبیلہ کے آدمیوں میں بھی کچھ جان سی پڑ گئی اور ان میں اسلام جگمگا اٹھا اور وہ رفتہ رفتہ اپنے اسلام کو ظاہر کرنے لگے۔

حسان بن ثابت کا عصماء کو شاعرانہ جواب:

راوی کہتا ہے کہ اسی قصہ پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد کی تعریف میں چند شعر کہے تھے جو ہمیں عبداللہ بن حارث نے سنائے۔

بنی وائل و بنی واقف　　　وخطمة دون بنی الخزرج

اے قبیلہ بنی وائل اور قبیلہ بنی واقف اور اے قبیلہ بنی خطمہ قبیلہ بنی خزرج کے پڑوسی دیکھو تو یہ کیا ہوا کہ

متی مادعت اختکم ویحها　　　بعولتها والمنا یا تجیء

جب تمہاری بہن عصماء کمبخت کے اپنے شوہروں سے ملنے کی چلبلی اٹھی اور تماشا یہ کہ موتیں اس کے سر پر منڈلا رہی تھیں۔

فهزت فتی ماجدا عرقه　　　کریم المداخل والمخرج

تو اس نے مستی میں ایک نوجوان شریف النفس اور شریف النسب اور شریف الحسب کو چھیڑ دیا۔

فضرجها من نجیع الدمآء　　　قبیل الصباح ولم یحرج

اس پر وہ نوجوان جھنجھلا گیا اور اس نے اس تمہاری بہن کو صبح سے ذرا پہلے قتل کر کے

کالے کالے خون میں لت پت اور رنگین کر دیا اور اس بیچارہ کا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہے بلکہ تمہاری بہن کا قصور ہے کہ اس نے ایسے آدمی کو کیوں چھیڑا۔

فاوردك الله برد الجنان ·جدلان فی نعمة المولج

اے عمیر! بس تجھے خدا جنتوں کی ٹھنڈک اور نعمتوں میں خوش وخرم پہنچادے اور داخل کر دے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن حارث نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہجرت سے انیس مہینے کے بعد جب آپ جنگ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ واپس تشریف لے آئے تو رمضان کی پچیسویں رات کو عصماء کے قتل کا واقعہ ہوا تھا۔

ابوعفک کے شب خون کا ذکر:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اوزان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے سعید بن محمد نے اور ان سے عمارہ بن عزمہ نے اور ان سے ابومصعب اسماعیل بن زین بن ثابت نے اور ان سے ان کے بزرگوں نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں ایک شخص ابوعفک بہت بوڑھا تھا کہ اس کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور یہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ دشمنی رکھتا تھا اور دوسرے لوگوں کو بھی آپ سے دشمنی کرنے کا اشتعال دیا کرتا تھا چنانچہ جب آپ جنگ بدر سے جیت کر تشریف لائے تو اس کے اور بھی زیادہ آگ لگ گئی اور حسد کی وجہ سے مسلمانوں کی جیت اور قریش کی ہار کو دیکھ کر چراغ پا ہو گیا اور کھلم کھلا فساد پر اتر آیا اور اشعار کہہ کہہ کر لوگوں کو مسلمانوں کی مخالفت پر بھڑکانے لگا ذیل کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

قد عشت حینا وما ان اری من الناس دارا ولا مجمعا

میں اب تک زندہ رہا اور میں نے کسی جگہ اور کسی مجمع میں اب جیسے آدمی نہیں دیکھے۔

اجم عقولا وآتی الی مشتت سراعا اذا مادعا

جو عقلوں سے خالی اور پریشان کرنے والے کی طرف اس کے بلاتے ہی جھٹ پٹ دوڑ کر آنے والے ہیں۔

فسلیهم امرهم راکب   حراما حلالا لشی معا

پس اس نے ان کے بدن کو بدل ڈالا اور وہ حرام حلال ہر قسم کے کاموں کا مرتکب ہوا۔

فلو کان بالملك صدقتم   وبالنصر تابعتم تبعا

پس اگر تم نے اس کی بادشاہت کی وجہ سے تصدیق کی ہے اور اس کے دبدبہ کی وجہ سے اس کی تابعداری کی ہے تو برا کیا کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں ہے بلکہ اس کا اہل تو یمن کا بادشاہ ہے سو اگر تمہیں ایسا ہی کرنا تھا تو اس کی تصدیق اور تابعداری کی ہوتی۔

حضرت سالم بن عمیر کا نذر ماننا:

اس کی زبان درازی کی خبر حضرت سالم بن عمیر کو جو قبیلہ بنی نجار سے تھے پہنچی تو ان کو سخت ناگوار گذری اس لئے انہوں نے اس کے قتل کرنے کی نذر مانی اور یہ فرمایا کہ یا میں اس کو قتل کردوں گا یا خود مر جاؤں گا مگر تھوڑے دنوں تک اس کے غافل ہونے کے انتظار میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ایک روز گرمیوں کے موسم میں رات کو گرمی بہت زیادہ ہوگئی تو یہ اس رات کو اپنے اور رشتہ داروں کے پاس باہر میدان میں سو گیا حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس کی تاک میں لگے ہوئے تھے ہی وہ فوراً خبر پاکر وہاں آئے اور سب کو غافل دیکھ کر اس کے پاس پہنچے اور اس کے سینہ پر تلوار رکھ کر اس زور سے ماری کہ وہ نیچے بستر میں بھی جا گھسی اس نے بہت زور سے ایک چیخ ماری اور اسی میں جان دیدی سب آدمی گھبرا کر اٹھے اور اس کی طرف دوڑے ہوئے آئے حضرت عمیر تو نکل ہی چکے تھے یہ اکیلا مرا ہوا پڑا تھا آخر ذرا ادھر ادھر دیکھ بھال کر جب کوئی نہ ملا تو اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گئے اور اس کے کفن دفن وغیرہ کا سامان کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ اس کے قاتل کا سراغ لگاؤ خدا کی قسم اگر ذرا بھی معلوم ہوگیا تو

اس کو اس کے بدلہ میں ضرور قتل کریں گے ایک خاتون حضرت نہدیہ نے اسی کے بارہ میں شعر فرمائے ہیں۔

تکذب دین اللہ و من اسمه احمد　　لعمر الذی افناك اذ بئس ما یمنی

اے ابوعفک! تو خدا کے دین اور اس کے رسول محمد کو جھٹلایا کرتا تھا تیرے قاتل کی قسم! اس جھٹلانے کے وقت تجھے بری موت نے مارا ہے۔

حباك حنیف آخر اللیل طعنة　　ابا عفك خذها علی کبر السن

ایک مسلمان نے تجھے آخری رات میں ایک حملہ میں یہ کہتے ہوئے دبا لیا کہ اے ابوعفک لے بڑھاپے میں اس کو اوٹ۔

فانی ان اعلم بقاتلك الذی　　اباتك حلس اللیل من انس او جنی

میں تیرے اس قاتل کو جس نے تیرا اندھیری رات میں پاپ کاٹا ہے خوب جانتی ہوں کہ وہ انسان ہے یا جن ہے۔

ابوعفک کا قتل:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معن بن عمر نے اور ان سے ابن اقیش نے بیان کیا کہ ابوعفک ہجرت سے بیس مہینے بعد شوال کے مہینہ میں قتل کیا گیا۔

جنگ بنوقینقاع

راوی کہتا ہے کہ قبیلہ بنی قینقاع کی جنگ ہجرت سے بیس مہینے کے بعد نصف شوال میں ہفتہ کے روز شروع ہوئی تھی اور ذیقعدہ تک ان کا محاصرہ کیا گیا۔ ہم سے شیخ ابو بکر محمد بن عبدالباقی نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی جوہری نے محرم ۴۴۷ھ میں اور ان سے ابو عمر محمد بن عباس بن حیویہ نے اور ان سے ابوالقاسم عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے ابوعبداللہ محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے حارث بن فضیل نے اور ان سے ابن کعب قرظی نے بیان کیا کہ جب حضور سرور کائنات ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو کل قوم یہود نے آپ سے معاہدے کئے اور آپ کے اور ان کے درمیان تحریری عہد نامے ہوئے اور آپ نے عہد ناموں میں ہر ایک قوم کے ساتھ اس کے طرفداروں کو بھی شامل کر دیا اس طرح سے آپ نے اپنے اور ان کے درمیان امن وامان قائم کر دیا اور ان سے چند شرائط طے کر لیں جن میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ جن قوموں سے عہد نامے ہوئے ہیں ان میں سے کسی قوم کی یہ مجال نہ ہوگی کہ وہ ہمارے مقابلہ میں ہمارے کسی دشمن کا ساتھ دے یا کسی طرح سے اس کی امداد کرے چنانچہ جنگ بدر سے پہلے پہلے تو یہ سب قومیں ان معاہدوں کی پابند رہیں گی مگر جب آپ جنگ بدر سے جیت کر مدینہ واپس تشریف لائے اور مسلمانوں کو اللہ نے یہ خوشی عنایت فرمائی تو یہود جلن کی وجہ سے فساد پر اتر آئے اور رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ وعدے وعید کئے تھے وہ سب توڑ پھینکے آخر جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے سب یہودیوں کو جمع کرایا اور ان کو سمجھایا کہ اے یہودیو! تمہاری خیر اسی میں ہے کہ بس

تم مسلمان ہو جاؤ اور میرا کہنا مانو میں واقعی خدا کا رسول ہوں اور خدا کی قسم! تمہیں میرا رسول ہونا خوب اچھی طرح معلوم ہے سو تم میرے ساتھ عداوت اور مخالفت کر کے اپنی جانوں کو کیوں وبال میں پھنساتے ہو اور دیکھو خدا کے وبال آنے سے پہلے پہلے آدمی بن جاؤ تو بہتر ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تمہیں بھی قریش کی طرح سخت وبال میں پھنسا دے اور پھر تمہارے ہاتھ سے بیٹھے بٹھائے یہ امن اور عافیت کا موقع نکل جائے اور انجام کار پریشان اور پشیمان ہونا پڑے رسول اللہ ﷺ کی یہ باتیں سن کر یہود اور زیادہ جل بھن گئے اور اکڑ کر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے کہ اے محمد! تو قریش سے جیت کر زیادہ گھمنڈ میں نہ آ وہ تو ایک گنوار قوم تھی ان سے جیتنا کچھ جیتنا نہیں ہے اور خدا کی قسم ہم ایک جنگی اور فوجی قوم ہیں تجھے ابھی ہم سے پالا نہیں پڑا ہے جس دن ہم سے پالا پڑ جائے گا اس دن تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ہم کیسے ہیں اور ہماری کیا حقیقت ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم سے پہلے تجھے ہمارے جیسے بہادر آدمیوں سے کبھی پالا ہی نہیں پڑا ہے بس ان باتوں کو تو آنے جانے دے اور اپنی حقیقت پر رہ اور ہمیں اپنی حقیقت پر رہنے دے ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔

یہودی کی شرارت اور اس کا خمیازہ:

یہود کی عہد شکنی اور اظہار عداوت اور شرارت وغیرہ کا قصہ ہو ہی رہا تھا کہ اتفاق سے اسی اثناء میں ایک عربی شریف خاتون جو کسی انصاری زوجیت میں تھی قبیلہ بنی قینقاع کے بازار میں آ گئی اور کسی سنار کی دوکان پر بیٹھ کر اپنا کچھ زیور وغیرہ بنوانے لگی اس قبیلہ کے ایک یہودی کو یہ شرارت سوجھی کہ وہ اس عورت کے پیچھے دبے پاؤں آ کر بیٹھ گیا اور بے خبری میں اس کی انگیا کے بند پیچھے سے ایک کانٹے سے کھول دیئے اس عورت کو کچھ پتہ نہ چلا بے خبری میں اٹھی تو سارا بدن کھل گیا اس سے سب یہودی جو وہاں پر موجود تھے خوب ٹھٹھے مار مار کر ہنسنے لگے وہاں پر ایک مسلمان بھی موجود تھا اس کو ان کی شرارت پر بہت تاؤ آیا اور وہ جھنجھلا کر اس یہودی کی طرف جس نے یہ شرارت کی تھی جھپٹا مگر وہ یہودی اس کو غصہ میں بھرا ہو دیکھ کر ڈر کے مارے بھاگ گیا یہ بھی جوش

میں اس کے پیچھے پیچھے بھاگ لیا آخر مسلمان نے اس کو پکڑ لیا اور وہیں قتل کر ڈالا اس پر اس قبیلہ کے بہت سے یہودی جمع ہو گئے اور جتھ بندی کی وجہ سے اس مسلمان کو قتل کر ڈالا اور رسول اللہ ﷺ سے عہد شکنی کا عام اعلان کر دیا اور جنگ کے لئے آمادہ ہو کر اپنے قلعہ میں جا گھسے رسول اللہ ﷺ کو اس قصہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فورا مسلمانوں کو لے کر ان کے اوپر چڑھائی کی اور ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا راوی کہتا ہے کہ قوم یہود میں سب سے پہلے اس قبیلہ کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے چھیڑ چھاڑ کی اور یہی سب سے پہلے جلاوطن کئے گئے اور یہودیوں میں سب سے پہلے آپ نے انہیں پر لشکر کشی کی ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے اور ان سے حضرت عروہ نے بیان کیا کہ جس وقت یہ آیت "**واما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیھم علی سواء**" الخ۔ اتری تو حضور اس کو لے کر اس قبیلہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اعلان کر دیا کہ اب ہمارے تمہارے درمیان کسی قسم کا کوئی معاہدہ باقی نہیں رہا جو تمہارا جی چاہے تم کرو جو ہمارا جی چاہے گا ہم کریں گے۔ راوی کہتا ہے کہ اس اعلان کے بعد آپ نے ان یہودیوں کو ان کے قلعہ میں پندرہ روز تک بہت زور شور سے گھیرے رکھا کہ ان کے چھکے چھوٹ گئے اور مرعوب ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خوشامد درآمد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں معاف کر دیں اور نیچے اترنے کی اجازت دیدیں ہم آپ کے تابعدار ہو کر یہاں رہیں گے اور اگر یہاں رہنے کی اجازت نہ ہو تو ہم یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے آپ نے معاف کرنے سے تو انکار کر دیا لیکن یہ فرمایا کہ جیسے میں کہوں ویسے اترو تو اترنے کی اجازت ہو گی ورنہ ہرگز اجازت نہیں ہو گی آخر انہوں نے عاجز ہو کر اسی کو منظور کر لیا کہ اچھا جس طرح آپ فرمائیں ہمیں اسی طرح منظور ہے اس پر آپ نے انکو اترنے کی اجازت دیدی اور جب سب نیچے اتر آئے تو صحابہ کو حکم دیا کہ ان سب کی مشکیں باندھ لیں صحابہ نے آپ کے حکم کے موافق انکی مشکیں باندھ لیں۔

عبداللہ ابن ابی کی منت وسماجت:

آپ نے ان کی نگرانی کے لئے حضرت منذر بن قدامہ سالمی کو متعین فرمادیا آپ ان کو باندھ جوڑ کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ وہاں سے عبداللہ بن ابی کا گذر ہوا اس نے ان کو بندھا ہوا دیکھ کر صحابہ سے کہا کہ ان کو کھول دو یہ سن کر حضرت منذر کو جوش آ گیا اور آپ نے فرمایا کہ جن کو رسول الہ ﷺ نے باندھا ہے ان کو کون کھول سکتا ہے خدا کی قسم! ان کو جو شخص ہاتھ لگادے گا میں اسی کو قتل کر ڈالوں گا عبداللہ بن ابی نے ان سے جب ایسا کرارا جواب سنا تو وہ ان سے مایوس ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگا ہوا گیا اور آپ کے پیچھے سے آپ کی زرہ میں ہاتھ ڈال کر کہنے لگا کہ اے محمد! آپ میرے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے اور ان کو چھوڑ دیجئے آپ نے اس کی حرکت سے غصہ ہو کر اور تمتما کر اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ کمبخت مجھے چھوڑ تو سہی اس نے کہا کہ جب تک آپ ان کو معاف نہیں کریں گے میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا کیونکہ انہوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کر رکھا ہے جس کو میں کبھی مرتے دم تک نہیں بھول سکتا کہ جنگ حدائق اور جنگ یغاث میں انہوں نے میری چار سو زرہ دار جوانوں اور تین سو بے زرہ جوانوں سے مدد کی تھی اور اے محمد! آپ ان کو ایک ہی دن میں غارت کئے دیتے ہیں علاوہ ازیں مجھے آئندہ کو اور بہت سے خطرات نظر آ رہے ہیں سو میں اپنے ایسے رفیقوں اور جان نثاروں کو کیونکر ہلاک ہونے دوں گا بس آپ براہ کرم چھوڑ ہی دیجئے آخر آپ نے اس کے کہنے سننے اور خوشامد درآمد سے صحابہ کو حکم فرمایا کہ ان خبیثوں کو چھوڑ دو خدا ان کو اور ان کے ساتھ اس خبیث ابن ابی کو بھی لعنت کرے غرض کہ آپ نے ان کو قتل کرنے سے چھوڑ دیا مگر جلاوطن ہونے کا حکم فرمادیا اس وقت تو عبداللہ ابن ابی چلا گیا۔

یہود کی بے بسی:

پھر جس وقت وہ سب اپنا سامان وغیرہ لے کر کوچ کرنے کو تیار ہوئے تو عبداللہ اپنے اور طرفداروں کو لے کر آیا تا کہ کسی طرح آپ سے سفارش کر کے ان کو جلاوطن بھی نہ ہونے دے جب آپ کے در دولت پر پہنچا تو وہاں دروازہ پر حضرت عمیر بن ساعدہ

کھڑے تھے انہوں نے اس کو اندر جانے سے روکا اور یہ فرمایا کہ جب تک حضور کی اجازت نہ ہوگی تم اندر نہیں جاسکتے اس لئے پہلے اجازت لے لو پھر اندر جانا اس پر عبداللہ نے ذرا اکڑ میں آ کر حضرت عمیر کو دھکا دیدیا انہوں نے بھی جھنجھلا کر اس کو ایسے زور سے دھکا دیا کہ اس کا منہ دیوار میں جا کر لگا اور چھل کر سب لہولہان ہوگیا یہ دیکھ کر اس کے ساتھ جو یہودی آئے تھے وہ سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اس سے کہنے لگے کہ اے ابوحیاب ہم ایسی منحوس جگہ میں اب ہرگز نہیں ٹھہریں گے کہ جس میں تیری ایسی بے آبروئی اور ہتک ہوئی اور ہم بالکل بے بس ہیں کہ کچھ بھی اس کا تدارک نہیں کرسکتے آخر عبداللہ بھی ان کو دیکھ کر چیخیں مار مار کر رونے لگا اور اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جاتا تھا اور ان سے یہ کہتا جاتا تھا کہ ارے کمبختو! ذرا ٹھہرو تو سہی کہاں بھاگے جاتے ہو تم یہیں رہو کہیں نہ جاؤ مگر وہ روتے روتے یہی کہے جاتے تھے کہ ہم ایسی منحوس جگہ میں ہرگز نہیں ٹھہریں گے جہاں تجھ جیسے سردار کی ایسی ہتک ہو اور ہم بے بس ہو کر تجھے دیکھے جائیں اور کچھ بھی اس کا تدارک نہ کرسکیں غرض یونہی روتے چلاتے چلدیئے۔

عبداللہ کی جلاوطنی:

راوی کہتا ہے کہ یہود میں یہ قبیلہ سب سے زیادہ بہادر تھا مگر اللہ نے ان کے دل میں ایک ہی دفعہ کے محاصرہ سے ایسا رعب ڈال دیا کہ انکو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ سوجھا اور اور یہ عبداللہ بہت مکار تھا اسی نے ان کو یہ کہا تھا کہ تم جنگ کا اعلان کردو اور قلعہ میں بند ہو جاؤ اور خود بھی اس کا خیال ان کے ساتھ شامل ہونے کا تھا مگر یہ کارروائی کرا کے ان کو تو ذلیل وخوار کردیا اور آپ پھر ویسا کا ویسا ہی رہا نہ ان کے پاس قلعہ میں گیا نہ انکی اور کسی طرح خبر لی اور وہ وہیں قلعہ میں محاصرہ کی وجہ سے بند پڑے رہے اور مجبوری کی وجہ سے لڑائی وغیرہ کچھ بھی نہ کرسکے اور بالکل بے بس ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خوشامد درآمد کی اور جب آپ اس سے بھی رضامند نہ ہوئے تو انہوں نے بالکل اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کردیا کہ آپ کا جو جی چاہے وہ کیجئے ہمیں سب منظور ہے چنانچہ پہلے تو آپ نے ان کی مشکیں بندھوالیں اور سب کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر

اسی عبداللہ کی سفارش اور کوشش سے خیر قتل کرنے سے تو درگذر کی مگر وہاں سے جلاوطن ہو جانے کا حکم فرمایا اور سوائے معمولی چیزوں کے ان کی سب چیزیں ضبط کر لیں چنانچہ جب وہ قلعہ سے نیچے اترے اور ان کے مال و دولت پر قبضہ کرنے کے لئے مقرر فرما دیا اور حضور نے ان کی تیر کمانوں میں سے تین تیر کمانیں لیں جن میں سے ایک کا نام کتوم تھا جو جنگ احد میں ٹوٹ گئی تھی اور ایک کا نام روحاء تھا اور ایک کا نام بیضاء تھا اور دو زرہیں لیں جن میں سے ایک کا نام صعدیہ تھا اور دوسری کا نام فضہ اور تین تلواریں لیں جن میں سے ایک کا نام قلعی تھا اور ایک کا نام بیار تھا اور ایک اور تیسری جس کا غالبا کوئی خاص نام نہ تھا اور تین ہی تیر لئے تھے راوی کہتا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے قلعوں میں سے اور بہت سے ہتھیار اور زرگری کے اوزار ملے اور یہ لوگ سنار تھے محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ان کی زرہوں میں سے ایک زرہ رسول اللہ علیہ نے مجھے بھی عنایت فرمائی اور ایک زرہ حضرت سعد بن معاذ کو دی جس کو نحل کہتے تھے راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس کچھ اراضی اور کھیت وغیرہ نہ تھے بلکہ یہ لوگ محض دستکار تھے اور زرگری کا کام کیا کرتے تھے اور جو کچھ ان کا ساز و سامان وغیرہ ملا اس میں سے پانچواں حصہ تو رسول اللہ علیہ نے لے لیا اور باقی سب اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور انکے جلاوطن کرنے پر حضور نے حضرت عبادہ بن صامت کو مقرر کر دیا تھا چنانچہ جب حضرت عبادہ ان کے نکالنے کے واسطے انکے پاس تشریف لے گئے تو یہ ان سے شکوہ و شکایت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابو ولید! آپ تو قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج سے ہیں اور ہمارے رشتہ دار ہیں کیا آپ نے بھی ہمارے ساتھ ایسی بیوفائی کی کہ ہم سے بالکل ہی الگ ہو گئے اس پر حضرت عبادہ نے فرمایا کہ بھائی جب تم مسلمانوں سے بالکل لڑنے پر آمادہ ہو گئے تو مجھے مجبوراً رسول اللہ علیہ کے پاس حاضر ہو کر تمہاری طرف سے بری الذمہ ہونا پڑا اور جو کچھ تم سے عہد ہوا تھا اس کو توڑنا پڑا سو اس میں جو کچھ خطا ہے وہ تمہاری ہی میری کیا خطا ہے میں ایسا نہ کرتا تو اور کیا کرتا جب تم شرارت پر اتر آئے تو مجھے لامحالہ تم سے الگ ہونا پڑا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عبادہ کا ان سے معاہدہ ہو رہا تھا اور عبداللہ اور حضرت عبادہ ان کے

معاہدہ میں شریک تھے اس لئے انہوں نے ان سے گلہ شکوہ کیا اور عبداللہ ابن ابی نے ان کو طعنہ دیا کہ بھائی تو تو اپنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کے عہد سے الگ ہو گیا تجھے یہ مناسب نہ تھا اور ان کو اس قبیلہ کے احسانات یاد دلاتے ہوئے کہا کہ دیکھ تو انہوں نے تیرے ساتھ فلاں فلاں موقعہ پر کیسے کیسے احسان کئے ہیں اور تو نے ان سب کو خاک میں ملا دیا حضرت عبادہ نے عبداللہ کی بات سن کر فرمایا کہ اے ابوحباب ان پرانی باتوں کا کیا ذکر کرتا ہے یہ تو سب آتی جاتی رہیں اور اب وہ دل ہی نہیں رہے اسلام نے سب پرانے وعدے وعید مٹا دیئے اب ان کا ذکر کرنا بالکل بیکار ہے اور اے ابوحباب تو ایسی بات کو چھیڑتا ہے جس کے نتیجہ کو عنقریب کل دیکھ لے گا گھبرا نہیں آخر حضرت عبادہ نے یہ سب باتیں کر کرا کر ان کو کوچ کرنے کو کہا تو وہ ان کی بہت خوشامد درآمد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمیں ذرا سی مہلت دیجئے گا اس پر حضرت عبادہ نے ان کو تہائی دن کی مہلت دیدی اور فرمایا کہ بس اس سے زیادہ مہلت نہیں ہو سکتی یہی رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے بس اس سے زیادہ کا حکم نہیں ہے اور یہ بھی چونکہ میری تمہاری بہت زیادہ راہ و رسم ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ اتنی رعایت کرتا ہوں۔

یہود کی جلاوطنی:

غرض کہ جس وقت تہائی دن گذر چکا تو حضرت عبادہ نے ان سب کو آبادی سے نکال کر باہر کر دیا اور خود بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ یہ ملک شام کے راستہ پر ہو لئے اور حضرت عبادہ راستہ میں ان سے یہ فرماتے جاتے تھے کہ دیکھو دور سے دور جگہ جا کر ٹھہرنا کہیں قریب ہی نہ رک جانا اور ان کو مقام ذباب تک نکال کر واپس آئے اور یہ سب لوگ مقام اذرعات میں پہنچ گئے راوی کہتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ہمارا لوگوں پر کچھ قرضہ ہے ہمیں اس کے وصول کرنے کے لئے کچھ مہلت مل جائے مگر آپ نے اس کو منظور نہیں فرمایا اور یہ فرمایا کہ بس سب چھوڑ چھاڑ کے تم یہاں سے جلد نکل جاؤ راوی کہتا ہے کہ اس (ابن کعب) کی روایت کے سوا ہم نے ان کے جلاوطن ہونے کی نسبت اور طریقہ سے بھی روایت سنی ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اُوران سے محمد نے اور ان سے زہری نے اور ان سے عروہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر سے کامیاب ہو کر مدینہ واپس تشریف لائے تو یہود کو حسد کی وجہ سے بہت جلن پیدا ہوئی اور وہ شرارتیں کرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ان سے معاہدہ کر رکھا تھا اس لئے آپ بدعہدی کے خیال سے خاموش رہے آخر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت "واما تخافن من قوم خیانة" لے کر نازل ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تو بنی قینقاع سے خدشہ ہے اس پر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ بس آپ ان کو یہ آیت سنا کر ان کا عہد واپس کر دیجئے چنانچہ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور یہ آیت سنا کر ان کا معاہدہ فسخ کر دیا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ پھر ان کی شرارتوں کی وجہ سے ان کا محاصرہ کیا گیا اور انہوں نے بے بس ہو کر اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا آپ نے ان کی تو خیر جان بخشی کر دی اور ان کے بال بچے اور عورتیں بھی ان کو دیدی مگر ان کا مال و دولت اور ساز و سامان سب ضبط کر لیا اور ان کو جلاوطن کر دیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن قاسم نے اور ان سے ان کے والد ربیع بن سبرہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں شام کی طرف سے آتا ہوا مقام فلحقین میں تھا کہ میں نے قبیلہ بنی قینقاع کو دیکھا کہ وہ اپنے بال بچوں اور عورتوں کو اونٹوں پر لادے ہوئے لئے جا رہے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا قصہ ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد نے جلاوطن کر دیا ہے اور ہمارا سب مال و دولت اور ساز و سامان ضبط کر لیا ہے میں نے کہا کہ پھر اب کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ملک شام میں جانے کا ارادہ ہے سبرہ نے بیان کیا کہ جب وہ مقام وادی القریٰ میں اترے تو انہوں نے وہاں ایک مہینے تک قیام کیا اور وہاں کے یہودیوں نے ان کی بہت کچھ مدد کی یعنی جو شخص بے سواری تھا اس کو سواری دے دی اور جو شخص خرچ وغیرہ سے تنگ تھا اس کو خرچ بھی دیدیا غرض کہ ان کو خوب اچھی طرح ہر قسم کے ساز و سامان سے مضبوط کر کے روانہ کیا اور یہ

یہاں سے روانہ ہو کر مقام اذرعات کی طرف گئے اور وہاں جا کر کچھ روز قیام کر کے پھر ملک شام کی طرف چلے گئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ کی نگرانی کے لئے تین مرتبہ مقرر کیا تھا ایک دفعہ تو جنگ بدر کے وقت اور ایک دفعہ قبیلہ بنی قینقاع کے محاصرہ کے وقت اور ایک دفعہ غزوہ سویق کے وقت اور یہ غزوہ ہجرت سے بائیس مہینے کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوا تھا چنانچہ جس وقت آپ اس غزوہ کے لئے اتوار کو مدینہ سے روانہ ہوئے تو ذی الحجہ کے ختم ہونے میں پانچ دن باقی تھے۔

❀❀❀

غزوہ سویق

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے محمد بن کعب نے بیان کیا کہ جب مشرک بدر سے ہار کر مکہ واپس گئے تو ابو سفیان نے غصہ کے مارے لوگوں سے یہ کہا کہ میں جب تک محمد اوراس کے ساتھیوں سے بدر کا بدلہ نہیں لے لوں گا اس وقت تک مجھے تیل وغیرہ استعمال کرنا حرام ہے۔ آخر وہ اسی دھن میں لگا رہا اور کچھ عرصہ کے بعد بقول زہری دوسو اور بقول ابن کعب چار سو سوار لے کر مسلمانوں سے بدر کا بدلہ لینے کے واسطے روانہ ہوا اور مقام نجدیہ میں ہوتا ہوا رات کے وقت قبیلہ بنی نضیر میں پہنچ کران کے پاس قیام کیا ضروریات سے فارغ ہو کر رات ہی کو ایک شخص حیی بن اخطب کے پاس گیا اور مسلمانوں کا اور حال چلن دریافت کرنے لگا اس نے بتلانے سے انکار کردیا یہ اس کے پاس سے مایوس ہو کر ایک شخص سلام بن مشکم کے پاس گیا اور وہاں جا کر خاطر خواہ اس کی مراد حاصل ہوگئی کہ اس نے ان کی خوب مہمانی بھی کی اور خاص کر ابوسفیان کو شراب بھی پلائی اور مسلمانوں کی نسبت اس کو جو کچھ معلوم تھا لفظ بلفظ سب کچھ ان سے کہہ سنایا غیر رات کو تو ابوسفیان خوب عیش وعشرت سے رہا اور صبح کو سویرے سے اٹھ کر مقام عریض میں پہنچا وہاں اسے ایک شخص مسلمان قبیلہ انصار سے اپنے کھیت پر ایک مزدور لئے ہوئے مل گیا اس نے ان دونوں کو گرفتار کرا کر قتل کرا دیا اور عریض میں دو ایک مکان بھی جلا دیئے اوران کی کھیتی بھی سب پھونک دی یہ کام کر کے اس نے سمجھا کہ بس اب میرے بدلہ لینے کی قسم تو پوری ہوگئی آگے جانے کی کیا ضرورت ہے اس لئے وہیں سے واپس ہولیا اور مسلمانوں کے پیچھا کرنے کے خوف سے بھاگنا شروع کیا ادھر رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فوراً چند

صحابہ کو لے کر اس کا پیچھا کیا ابوسفیان کو مسلمانوں کے آنے کا پتہ چل گیا بس پھر تو اس کے چھکے چھوٹ گئے اور سب نے اندھے باؤلوں کی طرح بھاگنا شروع کیا اور سواریوں کے ہلکا کرنے کے لئے ان کے پاس جو کچھ ستو وغیرہ کی تھیلیاں تھیں ان کو نیچے پھینکنا شروع کر دیا خیر جوں توں کر کے مکہ پہنچ گئے اور مسلمانوں کے ہاتھ نہ آئے ان کی ستو کی تھیلیاں سب مسلمانوں نے اٹھالیں اور اپنے کام میں لائے اور جب یہ ہاتھ سے نکل گئے تو مدینہ کو واپس چلے گئے۔

غزوہ سویق کے نام کی وجہ تسمیہ:

راوی کہتا ہے کہ اس غزوہ کو غزوہ سویق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ مشرک اس میں سویق یعنی ستو راستے میں پھینکتے ہوئے بھاگے تھے راوی کہتا ہے کہ زہری سے روایت ہے کہ یہ ذیل کے اشعار ابوسفیان نے اسی واقعہ میں کہے ہیں۔

سقانی فروانی کمیتا مدامة　　علیٰ ظماء منی سلام بن مشکم

(سلام بن مشکم) نے مجھے پیاس کے وقت نہایت عمدہ شراب پلائی اور خوب سیراب کر دیا۔

وذاك ابو عمرو یجود وداره　　بیثرب ماوی کل ابیض حصرم

اور اس سلام بن مشکم کو ابوعمرو کہتے ہیں۔(یہ ہمیشہ) سخاوت ہی کرتا رہتا ہے اور اس کا گھر مدینہ ہر شریف تنگ حال کے لئے پناہ کی جگہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت زہری اس کی کنیت ابوعمرو فرمایا کرتے تھے اور ان کے علاوہ اور لوگ ابوالحکم کہتے تھے راوی کہتا ہے کہ اس غزوہ میں جاتے وقت رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو اپنا نائب بنا دیا تھا۔

❀❀❀

غزوہ قرارۃ الکدر

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ غزوہ قرارۃ الکدر ہجرت سے بائیس مہینے کے بعد ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس غزوہ کا نام غزوۃ قرقرۃ الکدر ہے اور یہ ہجرت سے تیئس مہینے کے بعد محرم کے مہینہ میں ہوا تھا اور اس میں قبیلہ بنی سلیم اور قبیلہ بنی غطفان پر دھاوا تھا اور حضور اس میں مصروف رہنے کی وجہ سے پندرہ روز تک مدینہ سے غائب رہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے ابن ابی عون نے اور ان سے یعقوب بن عتبہ نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی غطفان اور قبیلہ بنی سلیم کے کچھ آدمی رسول اللہ ﷺ سے برگشتہ ہو کر شرارت اور بغاوت کی غرض سے مقام قرارۃ الکدر میں جمع ہو گئے تھے اس وجہ سے جب حضور کو اس جتھ بندی کی خبر ہوئی تو آپ نے فوراً چند صحابہ کو لے کر ان کے پراگندہ کرنے کی نیت سے مدینہ سے کوچ کیا اور ان کے سب راستے گھیر لئے اور ان کا سراغ لگا کر خاص اس مقام پر پہنچے کہ جہاں ان کے مویشی آرام کرتے تھے اور پانی پیا کرتے تھے مگر وہاں پر کوئی نہ ملا اس لئے آپ نے صحابہ کے دو حصے کر کے ایک حصہ کو تو یہ حکم دیا کہ تم میدان کے اونچے حصے سے گھومتے ہوئے ادھر کو آؤ اور ہم ادھر درمیان میں سے ادھر کو آتے ہیں چنانچہ ایسا کرنے سے میدان کے بیچ میں آپ کو چند چرواہے مویشیوں کو چراتے ہوئے مل گئے ان میں ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام یسار تھا آپ نے ان سے باغیوں کا حال دریافت کیا کہ بتلاؤ اور آدمی کہاں ہیں؟ اور تو کوئی بولا نہیں مگر

اس لڑکے نے جواب دیا کہ صاحب ہمیں اور تو کچھ خبر نہیں ہاں اتنا معلوم ہے کہ یہاں سے پانچویں چوتھے باری باری سے مویشیوں کو پانی پلانے چشمے کی طرف جایا کرتے ہیں سو پانچویں روز والے تو پلا لائے اب چوتھے روز والے شاید وہیں اوپر پانی پلانے کو گئے ہیں باقی ہم تو چرواہے ہیں کہ ان مویشیوں کو ادھر ادھر سے گھیر کر ایک جگہ چراتے رہتے ہیں آخر آپ نے ان سب مویشیوں کو ہنکوا لیا اور مدینہ کو واپس ہوئے اور ساتھ ساتھ وہ لڑکا بھی لگا چلا آیا چنانچہ جب آپ نے صبح کی نماز کے بعد سلام پھیرا تو دیکھا کہ وہ لڑکا یسار بھی وہیں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے اس کے بعد آپ نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ ان کی چیزیں بھی ہوں ان سب کو آپس میں تقسیم کر لو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں بعض آدمی کمزور بھی ہیں اور سب اپنے حصے کو بذات خود نہیں لے جا سکیں گے اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب کو اکٹھا ہی رہنے دیا جائے تا کہ لے جانے میں یہ دقتیں درپیش نہ ہوں۔ مگر آپ نے اس رائے کو پسند نہیں فرمایا اور تقسیم ہی کر لینے کی رائے دی اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ اچھا یا رسول اللہ! اگر آپ کی خوشی ہو تو ہم اس لڑکے یسار کو جو نماز پڑھ رہا ہے آپ کے حصے میں لگا دیں حضور نے فرمایا تم سب اس پر خوش بھی ہو صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! ہم دل و جان سے خوش ہیں آخر سب کی خوشی سے آپ نے اسے قبول فرما لیا اور پھر ساتھ ہی ساتھ آزاد کر دیا باقی سب مویشیوں کو آپس میں تقسیم کر لیا صحابہ دو سو تھے ہر ایک کے حصے میں سات سات اونٹ آئے تقسیم وغیرہ سے فارغ ہو کر وہاں سے کوچ کیا اور بخیر و خوبی مدینہ پہنچ گئے۔

حضورؐ کا مال غنیمت میں سے حصہ:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالصمد بن محمد سعدی نے اور ان سے حفص بن عمر بن ابی طلحہ نے اور ان سے کسی اور شخص نے اور اس سے ابو اردی دوسری نے بیان کیا کہ میں خود اس غزوہ میں موجود تھا اور تمام اونٹ میری ہی نگرانی میں تھے سب کو میں ہی ہانک رہا تھا چنانچہ جب ہم مقام صرار میں جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے تو یہاں پر ٹھہر کر حضورؐ نے

پانچواں حصہ اونٹوں میں سے نکالا گیا سب اونٹ پانچ سو تھے جن میں سے سو تو حضور کے حصہ میں آئے اور چار سو مسلمانوں پر تقسیم کر دیئے گئے اور ہر شخص کے حصہ میں دو دو اونٹ آئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن نوح نے اور ان سے ابوعفیر نے بیان کیا کہ مقام قرارہ کی طرف جاتے ہوئے آپ نے مدینہ پر اپنا نائب حضرت ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا تھا سو یہ سب آدمیوں کو جمع کر کے حضور کے ممبر کے دائیں جانب کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا ذکر:

راوی کہتا ہے کہ ہجرت سے پچیس مہینے کے بعد ربیع الاول کے مہینہ میں اس کے قتل کا قصہ ہوا تھا۔ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالحمید بن جعفر نے اور ان سے یزید بن رومان نے اور واقدی سے معمر نے اور ان سے زہری نے اور ان سے ابن کعب بن مالک نے اور واقدی سے ابوابراہیم بن جعفر نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے جابر بن عبداللہ نے کعب بن اشرف کا قصہ بیان کیا واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ان تینوں صاحبوں نے اس قصہ کا کچھ کچھ حصہ الگ الگ بیان کیا مگر سب کا حاصل یہ ہے کہ کعب بن اشرف بڑے زور کا شاعر تھا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی بہت ہجو اور مذمت کیا کرتا تھا اور اپنے شعر اشعار کے ذریعہ سے قریش کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فساد اور جھگڑا کرنے کے لئے بھڑکایا کرتا تھا اور جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ کے باشندوں کے کئی فرقے ہو رہے تھے کہ بعض تو مسلمان تھے جن میں سے بعض کے پاس حربی سامان اور قلعے وغیرہ بھی تھے اور بعض مشرک تھے اور بعض یہودی تھے اور پھر ان میں سے ہر ایک فرقہ کے کچھ کچھ طرفدار بھی تھے چنانچہ ان دو قبیلوں اوس اور خزرج کے بہت زیادہ طرفدار تھے غرض کہ آپ نے فرقہ بندی کا رنگ

دیکھ کر اس کو مٹانا چاہا اور سب میں باہمی سمجھوتہ اور سلوک کرنا چاہا چنانچہ کوشش کرنے سے آپ کو اس میں کامیابی ہوئی اور سب فرقوں کے آپس میں باہمی تحریری عہد نامے مرتب ہو گئے مگر چونکہ ہر فرقہ اور ہر قبیلہ میں سے کوئی نہ کوئی مسلمان ہوتا رہتا تھا اور یہ حالت تھی کہ باپ مشرک ہے تو بیٹا مسلمان ہے اور بیٹا یہودی ہے تو باپ مسلمان ہے تو باوجود ان عہد ناموں کے بھی مدینہ کے مشرک اور یہودی مذہبی تعصب اور جلن کی وجہ سے مسلمانوں کو اور رسول اللہ ﷺ کو بہت تکلیف پہنچاتے رہتے تھے جنگ بدر سے پہلے پہلے اس کی نسبت خدا کی طرف سے مسلمانوں کو یہی حکم آتا رہا کہ تم بالکل خاموش رہو اور جو کچھ ان کی طرف سے تمہیں تکلیف پہنچے اسے بالکل خندہ پیشانی سے سہتے رہو اور ان سے حتی المقدور درگذر کرتے رہو چنانچہ انہیں کی بابت یہ آیت اتری تھی:

﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾

"اے مسلمانو! تم یہودیوں اور مشرکوں سے بہت تکلیف دہ باتیں سنو گے مگر اس سے کہیں آپے سے باہر نہ ہو جانا بلکہ نہایت متانت سے سہتے رہنا کیونکہ اگر تم سہتے رہو گے اور خدا سے ڈرتے رہو گے تو یہ خدا کے نزدیک بڑی جواں مردی کے کاموں میں سے شمار ہوگا۔" اور انہیں کے بارے میں یہ دوسری آیت اتری تھی۔

﴿ وَدَّ كَثِيْرٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ ﴾ الخ

"اے مسلمانو! دیکھو بہت سے یہودیوں کو حسد کی وجہ سے یہ دھن لگ رہی ہے کہ کسی طرح تمہیں مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر بنا لیں اور طعن وتشنیع دینے سے بھی ان کی یہی مراد ہے کہ کسی طرح تم جوش میں آ کر صحیح راستہ سے بہک جاؤ ورنہ واقع میں ان کے لئے حق ظاہر ہو چکا ہے بس جب تک خدا کا دوسرا حکم آئے تم ان کو معاف ہی کرتے رہو اور ان سے درگذر کرتے رہو وہ عنقریب ان کا بہت سہولت سے بندوبست کر دے گا کیونکہ واقعی اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ سو یہ

اس کے قبضہ سے نکل کر کہاں جائیں گے مگران میں سب سے زیادہ یہ کعب بن اشرف مسلمانوں کو اذیت پر بہت زیادہ تلا ہوا تھا اور ہر وقت اسی دھن میں لگا رہتا تھا اور کسی طرح سے باز نہ آتا تھا اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بدر میں کامیاب کر دیا اور حضرت زید بن حارثہ قریش کے قتل ہونے اور گرفتار ہونے کی خوشخبری مدینہ میں لے کر آئے اور ان کے بعد وہ قریش کے قیدی بھی مشکیں بندھے ہوئے آئے تو یہ ان کو دیکھ کر اور بھی جل بھن گیا اور اپنی قوم کو کہنے لگا کہ کمبختو! خدا کی قسم! بس اب تو اس کمینہ پن سے مرجانا بہتر ہے دیکھو تو یہ لوگوں کے سردار اور گھرانہ کے کیسے کیسے بڑے ہیں مگر خود ان کی یہ گت ہورہی ہے قتل کے قتل ہوگئے اور یہاں مشکیں بندھے ہوئے پڑے ہیں یہ رہا جدا اب بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے کیا ہونا چاہئے انہوں نے کہا کہ ہم سے کیا پوچھتا ہے ہم نے تو پہلے سے اپنے دل میں یہی ٹھان رکھی ہے کہ زندگی بھر بس ان مسلمانوں سے عداوت اور دشمنی ہی کئے جائیں گے اس نے کہا کہ تم دشمنی کر کے کیا کر سکتے ہو جب انہوں نے اپنی قوم ہی کی یہ گت بنا دی اور ان سے بھی نہیں دبے تو تم سے کیا خاک ہو سکے گا میری رائے تو یہی ہے کہ میں قریش ہی کے پاس جاؤں اور انہیں کو اکساؤں وہیں ان کا کچھ جتن کریں گے جب میں ان کے آدمیوں کے جو بدر میں قتل ہوگئے ہیں۔ مرثیے وغیرہ کہونگا اور ان کو رووں گا تو ضرور ان کا جی بھی بھر آئے گا اور وہ ضرور ان سے لڑنے مرنے پر از سر نو آمادہ ہو جائیں گے بس پھر میں ان کو ساتھ لے کر ان پر چڑھائی کروں گا اس میں ہماری ہر طرح جیت رہے گی کیونکہ دونوں طرف سے انہیں کی قوم کا نقصان ہوگا چنانچہ وہ اس سازش کی غرض سے مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر ابو وداعہ بن صبیرہ سہمی کے پاس جس کی بیوی عاتکہ دختر اسید بن ابی العیص تھی جا کر اترا اور قریش کے مقتولوں کے مرثیے کہنا شروع کئے چنانچہ ایک مرثیہ بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

کعب بن اشرف کا مرثیہ:

طحنت رحابدر لمهلك اهله ولمثل بدر تستهل وتدمع

بدر کی منحوس چکی (یعنی لڑائی) نے اپنے ہی آدمیوں کو پیس کر پھینک دیا بدر ہی جیسے (منحوس) مقاموں پر تو دھاڑ دی جاتی ہے اور زاروقطار رویا جاتا ہے۔

قتلت سراة الناس حول حياضه لا تبعدوا ان الملوك تصرع

اسی بدر کے چشموں کے اردگرد تو لوگوں کے سردار مار ڈالے گئے ہیں۔ اے لوگو! تم اس پر کچھ تعجب نہ کرو کیونکہ بادشاہ تو ہمیشہ سے پچھڑتے آئے ہیں۔

ويقول اقوام اراذل بسخطهم ان ابن اشرف ظل كعب يجزع

حقیر و ذلیل قومیں جل جل کر کہتی ہیں کہ کعب بن اشرف تو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے پر بہت ہی مرا جارہا ہے۔

صدقوا فليت الارض ساعة قتلوا ظلّت تسيخ باهلها وتصدع

ہاں انہوں نے سچ کہا اور دشمن تو یوں کہا ہی کرتے ہیں ارے ظالمو! تم کیا جلتے ہو وہ تو اس قابل تھے کہ کاش جس وقت وہ قتل کئے گئے ہیں اس وقت زمین پھٹ جاتی اور سب کو اپنے اندر سما لیتی۔

كم قد اصيب بها من ابيض ماجد ذى بهجة ياوى اليه الخيّع

اس بدر کے منحوس میدان میں بہت سے ایسے شریف اور خاندانی اور خوش اخلاق آدمی مارے گئے ہیں کہ جن کے زیر سایہ مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ لوگ پناہ لیا کرتے تھے۔

طلق اليدين اذ انكوا كب اخلفت حمال القال يسود و يربع

اور جن کے ہاتھ صبح ہوتے ہی سخاوت میں کھل جاتے تھے واقعی لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے سردار اور رئیس ہی ہوا کرتے ہیں۔

أنبت ان بنى المغيرة كلهم خشعوا لقتل ابى الحكيم و جدعوا

مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ بنی مغیرہ تو کل کا کل ابوحکیم کے قتل ہو جانے سے بالکل ہی

ذلیل وخوار اور نکٹا ہو گیا ہے۔

وابنا ربیعة عنده ومنبه هل نال مثل المهلكين التبع

ربیعہ کے دونوں بیٹے اور منبہ جیسے بہادر بھی اسی ابوحکیم کے پاس سو رہے ہیں اور ان مقتولوں جیسے جوانمردوں پر تو کبھی یمنی بادشاہ کا بھی زور نہیں چلا تھا مگر گردش تقدیر سے عاجز ہو گئے۔

حسان بن ثابتؓ کا جواب:

جب کعب بن اشرف کے ان شعروں کا چرچا ہوا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب جو مندرجہ ذیل ہے نہایت زور شور سے لکھا اور مکہ کو روانہ کر دیا۔

بکت عین کعب ثم عل بعبرة منه وعاش مجدعا لا یسمع

اس بدر کی لڑائی کی وجہ سے کعب بن اشرف کی آنکھ اتنی روئی کہ روتے روتے بیمار بھی ہو گئی اور کعب کو زندگی دوبھر ہو گئی اور وہ نکٹا بھی ہو گیا اور بہرا بھی۔

ولقد رایت ببطن بدر منهم قتلى تسح لها العيون تدمع

اور میں نے بدر کے میدان میں قریش کے ایسے ایسے بہادر قتل کئے ہوئے دیکھے ہیں کہ جن کے لئے آنکھیں روتی ہیں اور آنسو بہاتی ہیں۔

فابكى فقد أبكيت عبدا اراضعاً شبه الكليب للكلیبة يتبع

اے کعب کی آنکھ! تو خوب رو تیری یہی سزا ہے کیونکہ تو نے مرثیوں سے عورتوں کو رلا کر ان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچوں کا اس طرح دل دکھایا اور ان کو ایسا رلایا جیسے کتیا کے پلے اس کے ساتھ رویا کرتے ہیں۔

ولقد شفى الرحمن منهم سيدا واحان قوما قاتلوه وصرعوا

اور ہمارے سردار جناب محمد ﷺ کا دل اللہ نے قریش کی طرف سے ٹھنڈا کر دیا اور جس قوم نے ان سے جھگڑا کیا اللہ نے اسے ہلاک اور تباہ کر دیا اور ایسے لوگ بالکل پچھاڑ دیئے گئے۔

ونجاد أفلت منهم من قلبه شعف يظل لخوفه يتصدع

اوران قریش میں سے وہ شخص بچ گیا اور بھاگ نکلا جس کا دل ایسا ڈرپوک تھا کہ دہشت کی وجہ سے پھٹا جاتا تھا۔

ونجاد وافلت منهم متسرعا　　　فشل فليل هارب يتهرع

اوران قریش میں سے وہ شخص بھی بچ گیا اور بھاگ نکلا جو بہت جلد باز اور بزدل اور بیکار اور بھگوڑا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو بذات خود طلب فرمایا اور ان سے کہا کہ دیکھو کعب بن اشرف فلاں شخص کے پاس ٹھہرا ہوا ہے اس کی خبر لو تا کہ وہ دق ہو کر اس کو نکال دے چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ ذیل کے چند اشعار اس کی برائی میں کہے۔

حضورؐ کے حکم پر حضرت حسان کا شاعری میں جواب:

الا ابلغا عنى اسيدا رسالة　　　فخالك عبد بالسراب مجرب

اے لوگو! میری طرف سے اسید کو یہ پیغام پہنچا دو کہ تیرا ماموں تو غلام اور مکروفریب میں بڑا ہوشیار اور تجربہ کار تھا۔

لعمرك ما اوفیٰ اسيد بجارة　　　ولا خالد ولا المفاضة زينب

تیری عمر کی قسم! اسید اور خالد اور زینب اپنے پاس پڑوس کی ذرا بھی خبر نہ لیتے تھے۔

وعتاب عبد غير موف بذمة　　　كذوب سوء الراس قرد مدرّب

اور عتاب بھی غلام اور بدعہد تھا اور جھوٹا تھا اور الٹی کھوپڑی کا تھا اور ایک سدھا ہوا بندر تھا۔

کعب بن اشرف کی رسوائی اور قتل:

غرض کہ جب ابو وداعہ کی بیوی اور اسید کی لڑکی عاتکہ نے اپنے باپ دادا اور خاندان کے یہ عیب صواب سنے تو اس نے بھی فوراً اس کعب کا سامان اپنے گھر سے نکلوا کر پھینک دیا اور اس کو اپنے گھر سے بھگا دیا اور کہہ دیا کہ یہودی کے بچے یہاں سے چلتا

بن ہمارا تیرا کیا واسطہ ہے آخر یہ وہاں سے نکل کر کسی دوسری جگہ جا کر ٹھہرا آپ نے
حضرت حسانؓ کو طلب فرما کر پھر خبر دی کہ اب وہ فلاں شخص کے پاس جا کر ٹھہرا ہے ذرا
اس کی بھی درگت بناؤ چنانچہ حضرت حسانؓ نے اس کی بھی خوب ہجو کی جب اس کو خبر پہنچی تو
اس نے بھی اس کا سارا سامان نکال کر پھینک دیا اور وہاں سے بھاگ کر اور کسی جگہ ٹھہرا تو
وہاں بھی یہی قصہ پیش آیا غرض کہ جس جگہ ٹھہرتا تھا وہاں یہی قصہ ہوتا تھا اور وہاں سے
اسی طرح ذلیل وخوار کر کے نکالا جاتا تھا آخر مجبور ہو کر الشامدینہ کو بھاگا وہاں پہنچتے ہی اس
کے آنے کی اطلاع حضور کو ہوئی تو آپ نے اس کے حق میں بددعا کی اور اللہ سے یہ
عرض کی کہ اے اللہ! اس کعب بن اشرف کی زبان درازی اور بدزبانی کا بس آپ ہی
اپنی قدرت سے کچھ علاج کر دیجئے اور اس کے بعد پھر صحابہؓ سے فرمایا کہ میں اس کعب
بن اشرف کی طرف سے بہت زیادہ تنگ ہو گیا ہوں تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو اس کا
کچھ بندوبست کر دے اس پر حضرت محمد بن مسلمہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون سی
بڑی بات ہے بس آپ کے اشارہ کی ضرورت تھی میں انشاء اللہ اس کو قتل کر کے اس کا
بالکل ہی قصہ ختم کر دیتا ہوں حضورؐ نے ان کو اجازت دیدی اور یہ وعدہ کر کے اپنے گھر
تشریف لے گئے اور چند روز تک اس کی تاک میں لگے رہے مگر کوئی موقعہ ہاتھ نہ لگا
انہوں نے اسی فکر میں کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا حضور ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے
ان طلب فرما کر دریافت فرمایا کہ تم نے کھانا پینا کیوں چھوڑ دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ
حضور میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا اور میں اسی وقت سے اس کی جستجو میں لگا ہوا ہوں مگر
ابھی تک اس کے پورا ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں پیدا ہوا اس لئے مجھے بہت فکر لگی رہتی ہے
کہ دیکھئے! مجھ سے پورا ہو بھی سکے گا یا نہیں بس اسی فکر میں کچھ کھایا پیا بھی نہیں جاتا۔
آپ نے فرمایا کہ تمہارے ذمہ تو صرف کوشش کرنی ہے پورا کرنا نہ کرنا یہ تو اللہ تعالیٰ کے
قبضہ میں ہے لہٰذا اگر کوشش کرنے کے بعد بالفرض پورا بھی نہ ہو تو تمہارے ذمہ کسی قسم کا
بار نہیں تمہارا جو کچھ فرض تھا وہ تم ادا کر چکے سو پورا ہونے نہ ہونے کی فکر میں پڑ کر کھانا پینا
چھوڑ دینا نہایت نادانی ہے جاؤ خوب اچھی طرح کھاؤ پیو اور اس کام کی بھی کوشش کرتے

رہو بلکہ اس کی بابت سعد بن معاذؓ سے بھی مشورہ کرلو تا کہ آسانی ہو جائے چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ نے حضور کی خدمت میں سے رخصت ہو کر حضرت سعد بن معاذ سے مشورہ کیا اور اس مشورہ میں قبیلہ اوس کے اور چند آدمی بھی شریک ہوئے جن میں حضرت عباد بن بشر اور ابو نائلہ سلکان بن سلامہ اور حارث بن اوس اور ابو عبس بن جبر بھی تھے غرض کہ سب نے ایک جگہ جمع ہو کر مشورہ کیا اور مشورہ کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اس خبیث کو ہم قتل کریں گے مگر اس میں ہمیں ذرا اچھل بازی کرنی پڑیگی اور بغیر اس کے یہ کام ہو نہیں سکتا سو حضور ہمیں اس کی اجازت ضرور دیدیں۔ حضور نے ان کو اس کی بھی اجازت دیدی اور یہ فرمایا کہ اس خبیث کے لئے اس کی بھی اجازت ہے آخر حضرت ابو نائلہ حضور سے اجازت حاصل کر کے اور چند آدمیوں کو ساتھ لے کر کعب بن اشرف کی طرف تشریف لے گئے جب یہ اپنے ساتھیوں سمیت اس کے پاس پہنچے تو وہ ان سب کو دیکھ کر گھبرا گیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ کہیں ان کے پیچھے ان کی مدد کے لئے کچھ اور آدمی نہ گھات میں لگے ہوں اور یہ سب مل کر اچانک کوئی واردات نہ کر بیٹھیں مگر اتنے ہی میں حضرت ابو نائلہ نے ذرا آگے کو بڑھ کر اس سے کہا کہ ہمیں تم سے کچھ کام تھا یہ سن کر اس کا رنگ فق ہو گیا اور دہشت زدہ سا ہو کر کہنے لگا کہ آپ خود قریب آ کر فرمایئے کہ کیا کام ہے؟ یہ اس وقت اپنی قوم کی بڑی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا خیر اس کے اس کہنے پر حضرت ابو نائلہ ہی اس کے پاس مجلس میں جا بیٹھے اور پیچھے اور باقی آدمی بھی وہیں آخر بیٹھ گئے اور چونکہ ابو نائلہ اور محمد بن مسلمہ اس کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے اس لئے کچھ عرصہ تک بیٹھے آپس میں بے تکلفی سے ہنسی اور مذاق کرتے رہے اور شعر اشعار بھی پڑھنے میں لگے رہے کچھ دیر کے بعد اس نے پھر یہی کہا مگر انہوں نے پھر نظر انداز کر دیا اور کچھ جواب نہ دیا صرف یہ کہہ دیا کہ ابھی کیا جلدی ہے کام بھی کہہ دیں گے ذرا شعر اشعار تو پڑھ لیں غرض کئی بار کے تقاضے کے بعد جب اس سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ ان سے کہنے لگا کہ کہیں تم یہ چاہتے ہو کہ جو لوگ میرے پاس ہیں یہ اٹھ جائیں تو تنہائی میں بات چیت کرو یہ اس پر بھی خاموش رہے مگر مجلس

والے یہ بات سن کر آہستہ آہستہ اٹھ کر چل دیئے جب سب چلے گئے تب ابو نائلہ نے
اس سے کہا کہ یہ بات جو مجھے تم سے کہنی ہے ذرا بھید کی ہے اس لئے مجھے یہ گوارا نہ ہوا کہ
اور عام آدمی بھی اس کو سنیں کیونکہ دوست و دشمن سب کے ساتھ لگے ہوتے ہیں معلوم
نہیں ہماری ذاتی باتیں سن کر یہ کیا خیال کرتے اور کس کس سے کہتے اس کے لئے تنہائی
کی ضرورت تھی اس لئے میں تنہائی کے انتظار میں اب تک خاموش رہا اب تنہائی ہو گئی
ہے تو میں تمہیں سناتا ہوں بڑی درد بھری کہانی ہے ذرا غور سے سنو کیا کہوں اس شخص یعنی
محمد کا یہاں مدینہ میں ہمارے پاس آ کر ٹھہرنا تو ہمارے لئے ایک آفت جان ہو گیا کہ
تمام عرب سے تو ہماری جنگ بازی ہو گئی اور تمام عزیز و اقارب ایک دوسرے سے جدا ہو
گئے بلکہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے اور اسی کی وجہ سے ہمارے تمام راستے
بند ہو گئے اور تنگدستی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اہل وعیال بھوک کی وجہ سے مرے
جاتے ہیں کپڑے کھانے اور دیگر سامان کا تو ذکر ہی کیا ہے جو کچھ سرمایہ تھا جب وہ ختم ہو
چکا تو ہم نے خیر خیرات سے گزر کرنا شروع کیا اور عرصہ تک اسی طرح بسر اوقات کرتے
رہے مگر اب وہ بھی حاجت کے لائق میسر نہیں ہوتی اب چاروں طرف سے مجبور ہو کر
تیرے پاس آئے ہیں کہ چلو اسی سے کوئی تدبیر پوچھیں گے شاید اس وبال سے بچنے کی تو
ہی کوئی صورت بتلا دے سو اب تو بتلا کہ اس میں تیری کیا رائے ہے یہ سن کر کعب بہت
خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابن سلامہ خیر یہ تو نے خود ہی ذکر کر دیا ورنہ میں تو یہی کہنے کو
تھا کہ دیکھو جس کام میں تم لگے ہوئے ہو اس کا نتیجہ خراب ہوگا اور تمہیں بعد میں پچھتانا
پڑے گا حضرت ابو نائلہ نے اس طرح ذرا اس کا جی خوش کر کے پھر اس سے کہا کہ اسی
خیال کے اور چند آدمی میرے دوست ہیں میرا ارادہ ہے کہ کسی وقت ان کو بھی تیرے
پاس بلا کر لاؤں اور ہم سب تجھ سے کچھ کھجوریں اور غلہ لیں اور اس کے عوض تیرے پاس
اپنا کچھ سامان رہن رکھ دیں تاکہ تجھے بھی اطمینان رہے اور ہماری بھی کارروائی ہو جائے
اس پر کعب اور بھی زیادہ خوش ہو گیا کہ بس اب تو یہ بالکل ہی قبضہ میں آ گئے اور ان سے
کہنے لگا کہ کیا ڈر کی بات ہے ایسا بھی ہو جائے اور ان کا اور زیادہ جی للچانے کو یہ بھی کہا

کہ میاں اس مرتبہ تو ہماری کھجوریں ایسی شیریں ہو رہی ہیں کہ بس ٹوٹی پڑتی ہیں اور اس مرتبہ پھل بھی بہت نفیس دلدار آیا ہے کہ جس میں دانت بھی گھس جاتے ہیں پھر ذرا منہ سا بنا کر کہنے لگا کہ بھائی کیا کریں تقدیر کے آگے کچھ چارہ نہیں چلتا ورنہ میرا جی تجھے ایسی زحمت اور تنگی میں دیکھنے کو کب چاہتا ہے کیونکہ تو میرا بھائی بھی ہے کہ میں نے تو نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہے اور علاوہ اس کے تو مجھے ویسے بھی سب سے زیادہ عزیز ہے اس کے بعد ابو نائلہ نے اس سے کہا کہ دیکھو یہ محمد کی بات کسی اور سے نہ کہنا کعب نے کہا ہرگز نہیں تم اطمینان رکھو میں اس میں سے ایک حرف بھی کسی سے ذکر نہیں کر سکتا پھر کہنے لگا کہ اے ابو نائلہ تو مجھے اپنے دل کی بات سچ بتا دے کہ محمد کے بارے میں تیرا کیا ارادہ ہے انہوں نے کہا کہ بھائی ہم تو اس سے بہت بیزار ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے یہ ذلیل وخوار ہو جائے اور ہم تو بس اب اس سے الگ ہونا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر کعب بن اشرف خوشی کے مارے پھول گیا اور حضرت ابو نائلہ سے کہنے لگا کہ اے ابو نائلہ! اب تو تو نے میرے دل کو خوشی سے ٹھنڈا کر دیا میری دلی تمنا یہی تھی کہ تم کسی طرح اس شخص کے پھندے سے نکل جاؤ اور اپنی عزت وآبرو اور جان ومال کو خراب وبرباد نہ کرو سو آج اللہ نے میری تمنا حسب دل خواہ پوری کر دی اچھا اب تم یہ بتلاؤ کہ میرے پاس کیا گروی رکھو گے بال بچے یا عورتیں اس پر حضرت نائلہ نے تاؤ میں آ کر کہا کہ کعب کیا تو ہمیں لوگوں میں رسوا کرنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ تمام لوگوں پر ہمارا بھید کھل جائے تو نے دانا ہو کر یہ کیسی نادانی کی بات کہی تیرے جیسے سردار کے منہ پر یہ بات نہیں پھبتی اس سے کعب تو ذرا شرما کر خاموش ہو گیا پھر حضرت ابو نائلہ نے خود ہی فرمایا کہ ہاں ہم تیرے پاس ہتھیار وغیرہ اور دیگر سامان اتنا کافی رکھ دیں گے کہ تو خوش ہو جائے اور تجھے کافی اطمینان ہو جائے کہ تیری چیز کہیں نقصان میں نہیں ہے کعب نے کہا کہ بھائی خدانخواستہ میری نیت تمہیں رسوا اور بے آبرو کرنے کی کیوں ہوتی میری اور تمہاری آبرو تو ایک ہی ہے کوئی دو نہیں میرا مطلب تو اس سے صرف اس قدر ہے کہ کوئی ایسی چیز ہونی چاہئے کہ جس سے اگر کل کو کوئی ایسی ویسی بات ہو جائے تو میرا پورا پڑ جائے سو اب تم ہتھیار وغیرہ

کو کہہ رہے ہو سو بے شک یہ بھی ایسی چیز ہے کہ جس سے پورا پڑ سکتا ہے جاؤ تم یہی لے آؤ مجھے کچھ بال بچوں یا عورتوں ہی کے لانے پر اصرار نہیں۔

دشمن رسولؐ کے قتل کی روداد:

راوی کہتا ہے کہ ہتھیاروں کا ذکر حضرت ابو نائلہ نے پہلے ہی سے اس واسطے کر دیا تھا کہ یہ عین وقت پر ہتھیاروں کو دیکھ کر چونک نہ جائے غرض کہ سب باتیں اس سے طے کر کے اور اس کام کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر کے حضرت ابو نائلہ اس کے پاس سے اپنے ساتھیوں سمیت رخصت ہو کر اپنی جگہ پر آئے اور اپنے دیگر دوستوں سے ساری سرگذشت سنا کر مشورہ لیا سب نے یہی مشورہ دیا کہ بس شام کے وقت حسب وعدہ اس کے پاس چلنا چاہئے اسی میں انشاء اللہ اس کا پاپ کٹ جائے گا یہاں سے فارغ ہو کر یہ سب کے سب عشاء کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ حضور کو سنایا آپ نے پسند فرمایا اور رخصت کی غرض سے مقام بقیع تک آپ خود بھی تشریف لے آئے اور بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ہجرت سے پچیسویں مہینے میں ربیع الاول کی چودھویں تاریخ کو چاندنی رات میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر حضور نے ان کو رخصت کیا تھا آخر یہ مجمع حضور سے رخصت ہو کر کعب بن اشرف کی طرف چل دیا اور جب اس کے محل کے قریب پہنچا تو حضرت ابو نائلہ نے محل کے نیچے کھڑے ہو کر اس کو آواز دی کعب بن اشرف کی شادی نئی نئی ہوئی تھی اور یہ اس وقت اپنی دلہن کے پاس پڑا ہوا اس سے ہنسی مذاق کر رہا تھا کہ اچانک اس کے کان میں حضرت ابو نائلہ کی آواز کی بھنک پہنچی آواز کے سنتے ہی یہ یکایک اپنی نویلی دلہن کے پاس سے اٹھنے لگا تو اس نے فوراً اس کی چادر کا پلہ پکڑ لیا اور کہنے لگی کہ ایسے بے وقت کہاں جاتے ہو دیکھو تم جھگڑالو آدمی ہو اور ایسے آدمی کے دشمن بہت ہوتے ہیں لہٰذا تم جیسے آدمی کو ایسے بے وقت ہرگز باہر نہ نکلنا چاہئے کعب نے کہا نہیں کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے میں نے خود ہی اس وقت کا وعدہ کر رکھا ہے اور یہ تو میرا بھائی ابو نائلہ ہے جو مجھ پر خدا کی قسم ایسا مہربان ہے کہ سوتے ہوئے کو جگانا بھی گوارا نہیں کر سکتا پھر اپنے چادر کو ہاتھ کے جھٹکے سے چھوٹا کر

کے یہ کہتا ہوا باہر کو چل دیا کہ جوانمرد کو تو برچھیوں کے سامنے بھی بلایا جائے تو اس کو بے دھڑک چلا جانا چاہئے پھر باہر آ کر ان سے ملاقات کی اور دعا و سلام کے بعد سب ایک جگہ بیٹھ گئے اور آپس میں ہنسی مذاق کی باتیں کرنے لگے کچھ دیر کے بعد جب کعب ان سے ذرا مانوس ہو گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ میاں جی چاہے تو چلو ذرا آج مقام شرج کی تفریح تو کر آئیں چاندنی رات ہے اس میں سیر کی سیر ہو جائے گی اور رات بھر وہیں تنہائی میں خوب ہنسی مذاق رہے گا کعب کے دل میں کسی قسم کا خوف تو رہا ہی نہ تھا ادھر مزاج بھی شوقین تھا اس لئے اس نے فوراً اس فرمائش کو منظور کر لیا اور سب کے سب وہاں سے ٹہلتے ٹہلتے شرج کی طرف چل دیئے جب اس کے قریب پہنچے تو حضرت ابو نائلہ نے اپنا ہاتھ کعب کے سر میں لگا کر سونگھا پھر پیار سے اس سے کہنے لگے کہ یار تیرا تیل تو بڑے غضب کا ہے اس کی تو مہک ہی مست کئے دیتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ کعب کے تیل میں مشک اور عنبر پانی میں گھس کر ملایا جاتا تھا بلکہ یہ قشقہ کی طرح کچھ کن پٹیوں وغیرہ پر بھی لگایا کرتا تھا اس لئے ہر وقت مہکا رہتا تھا اور اس کی زلفیں گھونگر والی تھیں اور خود بھی نہایت شکیل و جمیل تھا اس کے بعد اور تھوڑی دور آگے بڑھے تو پھر ابو نائلہ نے دوبارہ ایسا ہی کیا کہ اس کی زلفوں میں ذرا ہاتھ لگایا اور خوشبو کی تعریف کی غرض کہ چند بار اسی طرح کرنے سے جب وہ ان کی طرف سے غافل ہو گیا تو ایک دفعہ انہوں نے موقعہ دیکھ کر جھٹ اس کی زلفوں کا اپنے ہاتھ میں لپیٹا دے لیا اور خوب اچھی طرح قبضہ کر کے اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا کہ دیکھتے کیا ہو جلدی سے دوڑو اور اس خبیث خدا کے دشمن کو مار ڈالو چنانچہ دوڑ کر ان سب نے اس پر اپنی تلوار ماری مگر سب ایک ساتھ پڑنے کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں اور وار بالکل خالی گیا اور کعب اتنے میں موقع پا کر ہاتھا پائی کر کے حضرت ابو نائلہ پر لپٹ گیا اور ان کو چٹ گیا حضرت محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ اسی کشمکش میں مجھے اتفاق سے یاد آ گیا کہ میری تلوار کے پرتلے میں ایک پیش قبض بھی تو پڑا ہے چنانچہ یہ یاد آتے ہی میں نے فوراً اس کو کھینچ کر کعب کی ناف پر رکھ کر زور کیا تو وہ اس کے پیڑوں تک اتر گیا بس پھر اس کی جان کو بن گئی اور اس نے

ایسی ہولناک چیخ ماری کہ اس کی دہشت سے یہود نے جو جا بجا ٹیلوں پر رہتے تھے اپنے
اپنے ٹیلے پر آگ روشن کر لی اور کوئی ٹیلہ ایسا باقی نہ رہا کہ جس پر آگ روشن نہ ہوئی ہو
اس سے اس کے قتل کی ہوا آناً فاناً میں دور دور تک پھیل گئی چنانچہ یہود میں قبیلہ بنی حارثہ
سے ایک یہودی مسمی ابن سنینہ تھا جو مقام واردات سے تین میل کے فاصلہ پر رہتا تھا اس
نے وہیں اپنے مقام پر کہا کہ خدا خیر کرے معلوم نہیں کیا بات ہے آج تو مدینہ کی طرف
سے کچھ خونریزی کی بو سی آرہی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ مسلمانوں میں سے صرف حارث
بن اوس زخمی ہو گئے تھے وجہ یہ ہوئی کہ جلدی میں کعب کے تلوار مارتے ہوئے کسی مسلمان
ہی کی تلوار اچٹ کر ان کی پنڈلی پر پڑ گئی تھی غرض پھر اس کے قتل سے فارغ ہو کر چلتے
وقت اس کا سر اتار لیا اور اپنے ساتھ لے کر چل دیئے اور چلنے میں بہت تیزی کی کہ کہیں
یہود کچھ پتہ پا کر روک تھام نہ کریں اور اسی مزاحمت کے خوف سے راستہ بھی بچانا پڑا
چونکہ یہود کی آگ کی روشنی جو انہوں نے جا بجا ٹیلوں پر روشن کر رکھی تھی دور دور تک
جا رہی تھی جس سے اس کے پاس سے جانے میں مزاحمت کا سخت اندیشہ تھا چنانچہ یہ سب
پہلے تو قبیلہ بنی امیہ بن زید کے راستہ کو ہوئے پھر قبیلہ بنی قریظہ کے اس کے بعد یہ مقام
بغاث میں پہنچے آخر اسی طرح ادھر ادھر کو پھرتے پھراتے جب حرۃ العریض کے سنگستان
میں پہنچے تو حضرت حارث بن زید کو خون کی قے آئی یہ تو وہیں بیٹھ گئے اور باقی آدمی
جلدی میں گھبرائے ہوئے آگے نکل گئے جب ذرا اور دور چلے گئے اور ان کی چلنے کی
ہمت نہ پڑی تو انہوں نے زور سے آواز دے کر کہا کہ دیکھو میری طرف سے رسول
اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کر دینا وہ سب ان کی آواز سن کر چونکے اور ان کے
پاس لوٹ کر آئے اور ان کو پشت پر سوار کر کے لے چلے یہاں تک کہ جب مدینہ کے
قبرستان میں بقیع غرقد میں پہنچے تو سب نے ایک تکبیر کا نعرہ مارا حضور اس رات میں نماز
پڑھ رہے تھے جب آپ نے ان کا نعرہ سنا تو آپ نے بھی مسجد ہی میں ایک نعرہ مارا اور
ان کے نعرہ سے آپ نے یہ پہچان لیا کہ یہ ضرور کعب بن اشرف کو قتل کر آئے ہیں ادھر یہ
سب آپ کی تکبیر کو سن کر جلدی جلدی چل کر مسجد تک پہنچ گئے اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ

ان کے انتظار میں مسجد کے دروازہ پر تشریف فرما ہیں ان کو دیکھتے ہی آپ نے دعا دی کہ تم سب ہمیشہ کامیابی سے سرخ رو رہو اس پر ان سب نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! خدا کرے آپ بھی سرخ رو رہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کعب کا سر آپ کے سامنے ڈال دیا حضور نے اس کے قتل پر خدا کا شکر ادا کیا اور بہت خوش ہوئے پھر یہ اپنے ساتھی حضرت حارث بن زید کو آپ کے سامنے لائے اور ان کے زخمی ہونے کا تذکرہ کیا حضور نے ان کے زخم میں ذرا سا اپنا تھوک لگا دیا جس سے ان کی تکلیف بالکل رفع دفع ہو گئی ذیل کی نظم حضرت عباد بن بشر نے اسی واقعہ کی نسبت کہی ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت عباد بن بشر کے اشعار:

صرخت به فلم یحفل بصوتی واوفی طالعا من فوق قصر

میں نے کعب کو چیخ کر پکارا مگر اس نے میری آواز کی کچھ پرواہ کی اور جھانکنے کے واسطے محل پر چڑھ گیا۔

فعدت فقال من هذاالمنادی فقلت اخوك عباد بن بشر

ترجمہ: میں نے دوبارہ پھر پکارا تو اس نے کہا کہ یہ پکارنے والا کون ہے میں نے کہا میں تیرا بھائی عباد بن بشر ہوں۔

فقال محمد اسرع الینا فقد جئنا لتشکر تاوتقری

ترجمہ: پھر محمد بن مسلمہ نے کہا تو ہمارے پاس جلد آ۔ ہم تیرے یہاں اس لئے ہیں کہ تو ہم پر کچھ مہربانی کرے اور ہماری مہمانداری کرے۔

وترفدنا فقد جئنا سغابا بنصف الوسق من حب وتمر

ترجمہ: اور تو مہربانی کر کے ہمیں ایک آدھ بوری غلہ اور کھجوروں کی دے دے۔ کہ ہم تیرے پاس بالکل بھوکے مرتے آئے ہیں۔

وهذادرعنا رهنافخذها لشهر اان وفا اونصف شهر

ترجمہ: اور یہ ہماری زرہ موجود ہے ہم اس کو ایک آدھ مہینہ کے لئے تیرے پاس گروی رکھتے ہیں۔ اگر یہ کافی ہو سکے تو تو اس کو لے لے۔

فقال معاشر سغبوا و جاعوا　　لقد عدموا الغنی من غیر فقر

ترجمہ: یہ سن کر کعب کہنے لگا یا روتم تو اس محمد کے ساتھ ہو کر اپنے آپ بھوکے بن گئے اور بن فقیری کے فقیر ہو گئے۔

واقبل نحونا یهوی سریعا　　وقال لنا لقد جئتم لامر

ترجمہ: پھر ہماری طرف اوپر سے جلدی جلدی اتر آیا اور ہم سے کہنے لگا کہ اچھا تم اس کام کے لئے آ گئے ہو۔

افی ایماننا بیض حداد　　مجربة بها الکفار رنفری

ترجمہ: اور اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ایسی چمکتی ہوئی اور آزمائی ہوئی تلواریں تھیں کہ جن سے ہم کافروں کی دھجیاں اڑایا کرتے تھے۔

فعانقه ابن مسلمة المرادی　　به الکفان کالليث الهزبر

ترجمہ: پھر اچانک محمد بن مسلمہ مرادی نے جس کے ہاتھ شیر ببر جیسے تھے اس کعب بن اشرف کی کولی بھر لی۔

وشد بسیفه صلتا علیه　　فقطره ابو عبس بن جبر

اور اپنی منجھی ہوئی تلوار سے اس پر حملہ کیا پھر ابو عبس بن جبر نے اس کا خون بہا دیا۔

فصلت وصاحبای وکان لما　　قتلناه الخبیث لذبح عنز

اور میں نے اور میرے دونوں یاروں نے بھی تلوار سونت لی پھر جب ہم نے اس کو قتل کیا تو وہ خبیث ایسا پسو ہو گیا جیسے بکری ذبح کرتے وقت ہو جایا کرتی ہے۔

ومر براسه نفر کرام　　هم ناهوك من صدق وبر

اور اس کے سر کو ایسے شریف آدمی اتار کر لے گئے جو سچائی اور نیکوکاری میں سب سے بہتر اور برتر ہیں۔

وکان الله سادسنا فابنا　　بافضل نعمة واعز نصر

ہم سب پانچ آدمی تھے اور چھٹا ہمارا اللہ تھا پس ہم اعلیٰ درجہ کی نعمت اور اول درجہ کی نصرت لے کر پھرے۔

ابن سنینہ یہودی کا قتل:

اور جس رات میں کعب بن اشرف قتل ہوا تھا اس کی صبح کو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں عام اعلان کر دیا کہ جو یہودی تمہارے ہاتھ لگ جائے اور قابو میں آجائے اس کو فوراً قتل کر ڈالو سو اس سے تمام یہودی تھرا گئے اور ان پر ایسا خوف طاری ہوا کہ ان کے رئیسوں میں سے کوئی رئیس بھی گھر سے باہر پاؤں نہ نکالتا تھا اور سب کے سب ایسے خاموش ہو گئے کہ کوئی ذی روح ذرا بھی دم نہ مارتا تھا اور تمام سرداروں کو یہ دہشت سوار ہو گئی کہ کہیں کعب بن اشرف کی طرح ہمارا بھی شب خون نہ کر دیا جائے اسی اثناء میں یہ واقعہ ہوا کہ یہود کے قبیلہ بنی حارثہ میں سے ایک شخص جس کو ابن سنینہ کہتے تھے حویصہ بن مسعود کا طرفدار تھا اس پر اتفاق سے حضرت محیصہ نے حملہ کر دیا اور اس کو جان سے مار ڈالا حویصہ جن کا یہ طرفدار تھا حضرت محیصہ کے بھائی تھے اور ان سے ذرا عمر میں بڑے تھے اس لئے وہ اپنے طرفدار کے عوض میں ان پر بہت بگڑے اور ان کو مارنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ اے خدا کے دشمن تو نے اس بیچارہ کو ناحق کیوں مار ڈالا اور خدا کی قسم یہ تیرا پیٹ تو اسی کے مال سے پھولا ہوا ہے حضرت محیصہ نے فرمایا کہ میں نے اس کو ناحق نہیں مارا بلکہ ایسے شخص کے حکم سے مارا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے مار ڈالنے کا بھی حکم دیدے تو خدا کی قسم میں تجھے بھی مار ڈالوں۔ (حویصہ) اپنے چھوٹے بھائی سے ایسی سخت بات سن کر بہت گھبرائے اور اچنبھے سے کہنے لگا کہ اللہ اللہ کیا واقعی اگر محمد تجھے میرے قتل کرنے کا حکم کر دے تو تو مجھے بھی قتل کر ڈالے حضرت محیصہ نے بیدھڑک کہہ دیا کہ ہاں اس میں شک کیا ہے اس پر اس کے دل میں بھی اسلام کا سکہ جم گیا اور وہ بے ساختہ کہہ اٹھا کہ خدا کی قسم! جو دین آدمی کو اس قدر پختہ کار بنادے اور اپنے حلقہ بگوشوں کا اس درجہ حوصلہ بڑھا دے وہ بے شک پسندیدہ ہے اور اسی روز مشرف باسلام ہو گیا حضرت محیصہ نے ذیل کے اشعار میں اسی سرگزشت کا تذکرہ کیا ہے راوی کہتا ہے کہ:

حضرت محیصہ کے اشعار:

یلوم ابن امی لو امرت بقتله　　لطبقت ذفراه بابیض ماجد

میرا بھائی تو مجھے ایک ناچیز ابن سنینہ ہی کے قتل کرنے پر طعنے تشنے دیتا ہے حالانکہ حضور کے حکم کے سامنے تو خود بھائی کی بھی کوئی حقیقت نہیں چنانچہ اگر مجھے حضور والا کی طرف سے خود اسی بھائی کے قتل پر بھی مقرر کر دیا جائے تو میں اس کے سر کی دونوں طرفوں کو بھی اک کاٹنے والی تلوار سے الگ کر دوں۔

حسام کلون الملح اخلص صقله　　متی ما تصوبه فلیس بکاذب

یہ میری تلوار نہایت صاف شفاف ہے اور اس کا رنگ نمک کی طرح نہایت چمکدار ہے اور ایسے بھروسہ کی ہے کہ جب تو اس کو ٹھیک سر سے سونت لے تو پھر خطا نہیں کرتی۔

وما سرنی انی قتلتك طائعا　　ولو ان لی ما بین بصریٰ ومارب

اور اے میرے بھائی! مجھے یہ بات بھلی معلوم نہیں ہوتی کہ تجھے خوشی خوشی قتل کر دوں اگرچہ مجھے اس کے عوض میں شہر بصریٰ اور مارب کا درمیانی حصہ دیا جائے لیکن باوجود اس بات کے اگر رسول اللہ ﷺ تیرے قتل کا حکم کر دیں تو پھر لامحالہ تجھے قتل کر دوں۔

یہودیوں کی بزدلی اور معاہدہ:

غرض کہ کعب بن اشرف کے قتل تمام یہودی اور مشرک جو اس کے شریک کار اور طرفدار تھے بہت گھبرائے اور سہم گئے اور آخرکار ہر طرف سے عاجز ہو کر صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دادفریاد کے لئے حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضور دیکھئے ہمارا کعب بن اشرف جو ہمارے سرداروں میں سے ایک اولوالعزم سردار تھا آج رات کو کہیں باہر گیا تھا اسے وہیں مکروفریب سے اچانک قتل کر دیا گیا حالانکہ ہمارے خیال میں اس کا کوئی قصور بھی نہ تھا ایسا بھی کیا اندھیر ہے اگر اس کی کوئی خطا وقصور ہوتا تو خیر ہمیں یونہی صبر آ جاتا مگر اب کو بے وجہ ناحق قتل کرنے پر آپ ہی بتلایئے کیسے صبر کیا جائے

آپ نے ان کی ساری رام کہانی سن کر فرمایا کہ دیکھو اگر وہ اپنے اور ہم خیال لوگوں کی طرح آدمی بنا رہتا تو ہرگز اس کو یکا یک قتل نہ کیا جاتا لیکن وہ اپنے آپے سے بالکل باہر ہو رہا تھا کہ ہمیں قسم قسم کی اذیت دیتا تھا اور ہر وقت شعر اشعار میں برائی کر کر کے ہوا خیزی کرتا تھا حالانکہ یہ کام آج تک اس کے علاوہ تم میں کسی ایک شخص نے بھی نہیں کیا اور اگر کرتا تو اس کے لئے بھی تلوار ہی ہوتی مگر خیر اگر کوئی اور کر لیتا تو اس کے لئے ایک درجہ میں عذر تو ہو جاتا لہذا جب وہ ایسا شتر بے مہار ہو گیا تھا اور ہمارے سر پر چڑھنے لگا تھا تو تمہیں انصاف سے کہو کہ اس کارروائی کے سوا کیا چارہ تھا آخر وہ سب کے سب حضور کی یہ تقریر سن کر خاموش ہو گئے اس کے بعد آپ نے ان کو صلح نامہ کا پیام دیا اور یہ فرمایا کہ اس طرح تو روزمرہ کل کل جھک جھک رہے گی مناسب یہ ہے کہ تم ایک عہد نامہ لکھوا لو تاکہ اس سے تمہیں اپنے فرائض معلوم ہو جائیں اور آئندہ کو ان کی پابندی کرتے رہو اور ان سے آگے نہ بڑھ سکو وہ عاجز تو ہو ہی رہے تھے اس پر خوشی سے رضامند ہو گئے اور اصلہ دختر حارث کے گھر میں جمع ہو کر سب ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور جس طرح آپ نے فرمایا اسی طرح سب نے مل کر ایک تحریر لکھ دی اور رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دی غرض کہ جس روز سے کعب بن اشرف کا قتل ہوا تھا اس روز سے یہود کی شان و شوکت اور بہادری سب رفو چکر ہو گئی تھے اور ان کا زور بالکل ٹوٹ گیا تھا اور بے حد ڈرپوک اور بزدل ہو گئے تھے۔

ابن یامین کا دہشت زدہ ہونا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابراہیم بن جعفر نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب مروان بن حکم مدینہ پر حاکم تھا ایک روز اس نے اپنی مجلس میں کعب بن اشرف کے قتل کے تذکرہ میں دریافت کیا کہ وہ کیونکر قتل ہوا تھا اس وقت اتفاقاً اس مجلس میں ایک شخص ابن یامین بھی حاضر تھا اس نے کہا کہ دھوکہ اور فریب سے ناگہانی مرا گیا ہے کیونکہ وہ اس کے علاوہ کیسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ مروان اس پر خاموش ہو گیا وہاں حضرت محمد بن مسلمہ

بھی تشریف فرماتے اور یہ اس وقت بوڑھے ہو رہے تھے ان کو یہ بات سن کر بہت تاؤ آیا اور اسی میں مروان کو پکار کر کہنے لگے کہ اے مروان کیا تیرے خیال میں یہ بات ٹھیک ہے کہ رسول اللہ ﷺ غداری کرتے تھے اور باقی رہے ہم سو ہم نے خدا کی قسم اس کو محض حضور کے حکم کی وجہ سے قتل کیا ہے سو بڑی غیرت کی بات ہے کہ تو ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی ایسی بے توقیری کراتا ہے اور آپ کے حکم کی ہنسی اڑاتا ہے خدا کی قسم! آج سے میں اور تو مسجد کے سوا کسی اور جگہ ہرگز جمع نہیں ہونگے اس کے بعد پھر ابن یامین کو ڈانٹا اور دھمکایا کہ خبیث خدا کی قسم! تو کیا اترا اترا کر باتیں بناتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتا ہے میرے ہاتھ میں تلوار آنے دے تجھے تو میں مرتا مرتا بھی اس کا مزہ چکھاؤں گا اور تجھے قتل کر کے چھوڑونگا۔ راوی کہتا ہے کہ ابن یامین اس روز سے ایسا دہشت زدہ ہوا کہ قبیلہ بنی قریظہ سے کبھی باہر نہ نکلتا تھا اور جب اسے کہیں جانا ہوتا تھا تو پہلے کسی آدمی کو آگے بھیج دیتا تھا کہ وہ محمد بن مسلمہ کو دیکھ لے چنانچہ اگر وہ کہیں اپنے کھیت وغیرہ پر گئے ہوئے ہوتے تھے تو یہ باہر نکلتا تھا اسی عرصہ میں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت محمد بن مسلمہ ایک جنازہ کے ساتھ قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں ابن یامین بھی موجود تھا ان کو اسے دیکھ کر پھر جوش آ گیا اور ادھر ادھر دیکھا کوئی اور چیز تو نظر نہ پڑی مگر ایک عورت کے جنازہ پر جوان کی نظر پڑی تو دیکھا کہ اس پر کھجور کی چند تازہ قمچیاں بندھی ہوئی ہیں یہ جلدی سے اس جنازہ کے پاس گئے اور قمچیاں کھولنے لگے اور لوگ ان کی بزرگی کی وجہ سے ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور ان سے کہنے لگے کہ اے ابوعبدالرحمٰن آپ یہ کیا کرتے ہیں آپ ان کو لے کر ابن یامین کے سر پر جا چڑھے اور اسے قمچیوں ہی قمچیوں پیٹنا شروع کیا یہاں تک کہ پیٹتے پیٹتے ساری قمچیاں ایک ایک کر کے صرف اس کے سر اور منہ پر ٹوٹ گئیں اور اس کے سر اور منہ کا کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہا کہ جو زخمی نہ ہوا ہو آخر جب وہ بالکل بے دم ہو گیا تب کہیں جا کر اسے چھوڑا مگر پھر بھی یہ فرمانے لگے کہ خدا کی قسم اس وقت میرے پاس تلوار نہ ہوئی ورنہ تیرا بالکل ہی پاپ کاٹ دیتا۔

غزوۂ غطفان کی تفصیل

یہ جنگ ہجرت کے پچیسویں مہینے ربیع الاول میں ہوئی تھی چنانچہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جمعرات کے روز آپ اس کے لئے تشریف لے گئے اور گیارہ روز تک مدینہ سے باہر تشریف فرما رہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن زیاد بن ابی ہنیدہ نے اور ان سے زید بن ابی عتاب نے اور واقدی سے عثمان بن ضحاک بن عثمان نے اور عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر نے اور ان دونوں سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا واقدی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی بیان کیا ہے مگر ہر شخص کا بیان ایک دوسرے سے گو کچھ کم و بیش ہے لیکن اتنی بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس جنگ کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خبر پہنچی کہ قبیلہ بنی ثعلبہ اور قبیلہ بنی محارب سے مقام ذوامر میں ایک جماعت نے بڑی بھاری جمعیت تیار کی ہے اور ان کا مصمم ارادہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ہر طرف سے چھاپہ ماریں اور ان سب کو ایک شخص دعثور بن حارث بن محارب نے جمع کیا ہے اس پر آپ نے بھی مسلمانوں کو طلب فرمایا اور جنگ کی تیاری کا حکم دیدیا چنانچہ چار سو آدمی پیدل اور پچاس سوار تیار ہو گئے آپ نے ان سب کو ہمراہ لے کر کوچ فرمایا اور مقام مقاپر پہنچ کر خبیت کی گھاٹی کی طرف ہو گئے اور جب اس کو طے کر کے مقام ذوالقصہ میں پہنچے تو وہاں پر انہیں باغیوں کی ایک جماعت میں سے ایک شخص قبیلہ بنی ثعلبہ کا جس کا نام جبار تھا اتفاقاً مسلمانوں کے سامنے آ گیا انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا ارادہ یثرب یعنی مدینہ کا ہے انہوں نے پھر کہا کہ کیوں وہاں کیا

ضرورت ہے اس نے کہا کہ صاحب میرا ارادہ وہیں رہنے سہنے کا ہے اس لئے وہاں پہلے جگہ دیکھنے کے لئے جا رہا ہوں مسلمانوں نے کہا کہ اچھا یہ تو بتلا کہ تجھے تیری قوم کی کوئی جماعت بھی کہیں ملی ہے یا نہیں اور تجھے کچھ خبر ہو آج کل تیری قوم کا کیا رنگ ڈھنگ ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے اور تو کچھ خبر نہیں اور نہ کوئی جماعت مجھے ملی ہے ہاں اتنی خبر ضرور ہے کہ (دعثور بن حارث) اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لے کر کہیں گوشہ نشین ہے۔

حضورؐ کی حاضر دماغی:

اس سے یہ سب قصہ سن کر مسلمان اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور آپ کو سارا ماجرا سنایا آپ نے سارا حال سن کر اس کو اسلام لانے کی دعوت دی اس نے آپ کی دعوت کو منظور کر لیا اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد اس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمد! یہ لوگ آپ کا سامنا ہرگز نہیں کریں گے اور آپ کا ادھر آنا ان کو ذرا بھی معلوم ہو گیا تو فوراً پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ جائیں گے اور پھر ہرگز آپ کے ہاتھ نہیں لگیں گے مگر آپ ایسا کیجئے کہ مجھے اجازت دید یجئے میں آپ کے ساتھ چل کر ان کے چھپنے کی گھاٹیاں آپ کو بتلا دوں وہاں سے آپ ان کو گرفتار کر لیں۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کی رائے کو پسند کیا اور اس کو ساتھ لے کر چل دیئے پھر جلدی کی وجہ سے حضرت بلالؓ کو لے کر ایسے راستہ کو چلا کہ جس سے ذرا سی دیر میں ایک ٹیلہ کے پار ہو کر بالکل ان کے سر پا جا کھڑے ہوئے وہ لوگ ان کو دیکھ کر جھٹ پٹ وہاں سے بھاگ گئے اور پہاڑوں پر جا چڑھے اور ان سے کچھ پہلے اپنی چرائی کے جانور اور بال بچوں کو بھی وہاں سے الگ کر کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھیج چکے تھے آخر جب وہاں رسول اللہ ﷺ پہنچے تو آپ کو ان میں سے کوئی شخص نہ ملا البتہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر نظر آتے تھے اور وہاں پہنچنے کی کوئی سبیل نہ تھی جس سے وہ گرفتار ہو سکتے اس لئے آپ پھر وہاں سے واپس ہو کر مقام ذاامر میں تشریف لائے اور وہاں پڑاؤ کیا جب لشکر لشکر گاہ میں اتر چکا تو آپ کو استنجے کی حاجت ہوئی اس لئے آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے ابھی آپ فارغ نہ ہونے پائے تھے کہ اتنے میں بہت زور کی بارش آئی جس سے لشکر بھی بھیگ گیا

اور آپ کے کپڑے بھی گیلے ہو گئے کپڑے اتار کر نچوڑے اور خشک ہونے کے لئے ایک درخت پر پھیلا دیئے پھر ذرا آرام لینے کی غرض سے اسی درخت کی ایک جانب میں زمین پر لیٹ گئے آپ کی اس سب کارروائی کو وہ باغی پہاڑوں پر سے دیکھ کر اپنے سردار اور بہادر دعثور کے پاس بھاگے ہوئے گئے اور جا کر اس سے یہ سارا قصہ جو دیکھ کر گئے تھے سنایا اور کہنے لگے کہ بس اب تو محمد بالکل تیرے قابو میں آ گیا ہے جلدی سے چل اور اس کو ہاتھوں ہاتھ لے لے اور وہ اپنے ساتھیوں سے بھی اتنی دور ہے کہ اگر ہمیں دیکھ کر کچھ چیخ پکار بھی کریگا تو ان کے خبر ہونے تک ہم اس کا کام بھی تمام کر چکیں گے چنانچہ دعثور نے بھی یہ سن کر پھڑ پھڑی لی اور اپنی تلواروں میں سے ایک تلوار نہایت تیز آبدار چھانٹ کر لی اور آپ کی طرف چل دیا جب آپ کے بالکل قریب جا پہنچا تو دبے پاؤں آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر اپنی تلوار سونت لی پھر حضرت سے کہنے لگا کہ اے محمد! بتلا آج مجھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے۔

حضورؐ کا خدا پر اعتماد:

اچانک یہ آواز سن کر آپ چونک گئے پھر اس کو دیکھ کر نہایت بے پروائی سے فرمایا کہ اللہ بچا سکتا ہے چنانچہ اسی اثناء میں اس کی چھاتی پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جس سے اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فوراً زمین پر گر پڑی آپ نے جھٹ سے وہی تلوار اٹھا کر اس کے سر پر اٹھائی پھر اس سے کہا کہ اب تو بتلا تجھے میرے ہاتھ سے آج کون بچا سکتا ہے؟ وہ آناً فاناً میں معاملہ کے برعکس ہو جانے سے گھبرا گیا اور عاجز ہو کر کہہ اٹھا کہ واقعی آپ کے ہاتھ سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا یہ کہہ کر اس نے فوراً کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا اس کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگا: حضور اب تک تو مجھ سے جو کچھ خطا قصور ہو چکا سو ہو چکا مگر خدا کی قسم! اب سے میں آپ کے لئے کبھی لوگوں کو جمع نہیں کروں گا تب حضور نے اس کی تلوار اسی کو دیدی اور خود لشکر کی طرف واپس ہو گئے پھر تلوار لینے کے بعد دعثور حضور کے سامنے آ کر عاجزی سے گذارش کرنے لگا کہ حضور خدا کی قسم فی الحقیقت آپ مجھ سے سیاسی امور اور جنگی فنون

میں زیادہ ماہر اور مشاق ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں بے شک میں تجھ سے بہت بہتر ہوں اس کے بعد دعثور اپنی قوم میں آیا اس کو ناکام دیکھ کر سب تعجب سے کہنے لگے کہ وہ باتیں جو تو کہا کرتا تھا اور ایران توران کی ڈینگیں مارا کرتا تھا کیا ہوئیں اس وقت تو اس پر تیرا قابو بھی چل گیا تھا اور تیرے ہاتھ میں تلوار بھی موجود تھی مگر پھر بھی تجھ سے کوئی داؤ پیچ نہ ہوسکا دعثور نے کہا کہ خدا کی قسم جیسا تم کہہ رہے ہو ایسا تو تھا لیکن اس غیبی امداد کو کیا کروں کہ جس سے میں بے بس ہو گیا اور بلکہ ان کا تابعدار بن گیا کہ عین حملہ کے وقت مجھے ایک گورا گورا اور لمبا لمبا آدمی دکھائی دیا جو بڑی شان وشوکت اور آن بان کا تھا اور اس نے میرے سینہ پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جس سے میں فوراً چاروں شانے چت گر پڑا بس اس سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ہو نہ ہو یہ تو ضرور فرشتہ ہے اور محمد کی مدد کے لئے آیا ہے اور یہ ضرور خدا کا رسول ہے اس لئے میں نے ان کا کلمہ پڑھ لیا اور آئندہ کے لئے یہ عہد کرلیا کہ پھر کبھی ان پر چڑھائی کے لئے آدمیوں کو جمع نہ کرونگا اور اپنا سارا ماجرا سنانے کے بعد اس نے اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی۔

قرآن کی شہادت:

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت انہیں کے بارہ میں اتری تھی۔

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ﴾

اے مسلمانو! خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر ایسے آڑے وقت میں کی تھی جب کہ ایک زبردست قوم نے تم پر دست درازی کا بہت زبردست تہیہ کرلیا چنانچہ اللہ نے اپنے فضل وکرم سے انکے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور تمہیں ذرا آنچ نہ آنے دی۔"

راوی کہتا ہے کہ اس قصہ میں حضور مدینہ سے گیارہ روز تک باہر تشریف فرما رہے اور اس عرصہ میں آپ نے مدینہ پر اپنا نائب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا تھا۔

قبیلہ بنی سلیم پر حملہ کا ذکر

راوی کہتا ہے کہ ہجرت کے ستائیسویں مہینے یعنی جمادی الاول کے چند روز گذرے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا اور اس میں رسول اللہ ﷺ دس روز تک مدینہ سے باہر تشریف فرما رہے ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر بن راشد نے اور ان سے زہری نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو قبیلہ بنی سلیم کی جمعیت کی جو مقام بحران میں فساد و بغاوت کے لئے اکٹھی ہو رہی تھی خبر پہنچی تو آپ نے بھی ان کے قلع قمع کرنے کے لئے اس طرف کی تیاری کی اور سب سامان مہیا کر کے ان کی طرف کوچ کیا مگر لوگوں پر یہ ظاہر نہ کیا کہ کدھر جائیں گے روانگی کے وقت تین سو مسلمان آپ کے ہمرکاب تھے نہایت تیزی سے سفر کرنا شروع کیا اور چلتے چلتے جب مقام بحران سے ایک رات کے فاصلہ پر رہ گئے تو اتفاقاً اسی قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی مل گیا آپ نے اس سے اس قوم کا حال دریافت کیا کہ وہ کہاں جمع ہیں اس نے عرض کیا کہ حضور وہ تو سب تتر بتر ہو گئے اور اپنے مقام پر لوٹ گئے ہیں آپ کو اس کی خبر میں کچھ شک ہوا کہ شاید یہ بناوٹ سے کہتا ہے اس لئے آپ نے اس کے قید کر دینے کا حکم دیدیا اور اسی قبیلہ کے ایک مسلمان کی حوالات میں اس کو سپرد کر دیا اس کے بعد یہاں سے کوچ کر کے خاص مقام بحران میں پہنچ گئے تھے آپ نے چند روز وہیں قیام فرمایا اور پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے اس سفر میں آپ کو کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آئی اور واپسی میں آپ نے اس قیدی کو بھی رہا کر دیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن نوح نے اور ان سے محمد بن سہل نے بیان کیا کہ اس سفر میں آپ نے مدینہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔

مقام قردہ کے فوجی دستہ کا تذکرہ

سریہ اس چھوٹے سے لشکر کو کہتے ہیں کہ جس میں حضور خود تشریف نہ لے جاتے تھے بلکہ اپنے بجائے کسی اور کو فوج کا افسر بنا کر بھیجتے تھے چنانچہ اس سریہ میں حضرت زید بن حارثہ افسر بنائے گئے تھے اور ان کے افسر بننے کا یہ سب سے پہلا موقع تھا اور یہ لشکر ہجرت کے ستائیسویں مہینے جمادی الآخر کی پہلی تاریخ کو روانہ ہوا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن حسین بن اسامہ بن زید نے اور ان سے ان کے خاندان والوں نے بیان کیا کہ قریش ایک تجارتی فرقہ تھا اور ان کا گذر اوقات صرف تجارت ہی پر تھا جو اکثر اوقات ملک شام وغیرہ کی طرف ہوا کرتی تھی ان کے قافلے مدینہ کے راستہ سے ملک شام کو نہایت امن وامان سے جاتے تھے۔

قریش کی معاشی پریشانی:

قریش وہاں سے تجارت کے ذریعہ سے خوب مال و دولت کما کر لایا کرتے تھے جس سے بخوبی بسر اوقات ہوتی تھی مگر جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ سے ان لوگوں کی شرارت کی وجہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور مسلمان ان کی شرارتوں اور عداوتوں سے تنگ آ کر ان کے تنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور ان کے قافلوں پر چھاپہ مارنے کی غرض سے ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے تو اس پر قریش بہت زیادہ گھبرائے کہ اب کیا کرنا چاہئے چونکہ ملک شام جانے کا راستہ مدینہ کے سوا ان کو معلوم نہ تھا اور یہ راستہ مسلمانوں کی وجہ سے مخدوش ہو گیا تھا اس لئے ان پر بہت زیادہ زور پڑا اور آخرکار ایک روز مشورہ کے لئے سب ایک جگہ جمع ہوئے اس جلسہ میں سب سے پہلے صفوان بن

امیہ نے ایک مختصری تقریر کرتے ہوئے کہا کہ محمد اوران کے ساتھیوں نے ہماری تجارت کا بالکل ستیاناس کر دیا ہے اور اسے بہت زبردست ٹھیس لگا دی ہے چونکہ شام کے راستوں میں سے لے دے کر صرف ایک یہ ساحل کا راستہ جو مدینہ کے آس پاس ہی ہمارے مصرف کا تھا مگر جب سے ان لوگوں سے عداوت ہوئی ہے تو یہ بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گیا چونکہ یہ لوگ ہمیشہ ساحل کے باشندوں کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں اور ان سے ان کا بہت زیادہ میل جول ہو گیا ہے اور وہاں کے زمیندار اور رعایا سب ایک دوسرے کے شریک حال ہیں اس صورت سے گویا سب کے سب انہیں کی مٹھی میں ہیں ان وجوہات سے اب ہم نہایت متحیر ہیں کہ اپنے آنے جانے کا راستہ کدھر سے کریں اور کدھر سے نہ کریں اور اگر تجارتی سلسلہ کو چھوڑ کر یہیں پڑے رہنے کی نیت کرتے ہیں تو اس میں یہ دقت درپیش ہے کہ اس طرح تو تھوڑے سے دنوں میں اپنے گھر پڑے پڑے یہ سارا سرمایہ جو ہمارے پاس موجود ہے کھا جائیں گے اور اس کے بعد جب خالی ہاتھ رہ جائیں گے تو پھر یہاں بسر اوقات کی کوئی سبیل نہیں چونکہ ہمارے یہاں رہنے کا دارومدار صرف ملک شام اور حبشہ کی تجارت پر ہے کہ گرمیوں سردیوں میں دو دفعہ سفر کر کے وہاں سے کچھ کما لاتے ہیں اور اسی پر یہاں گذر اوقات کرتے ہیں لہذا اگر خدانخواستہ یہی سلسلہ بند ہو گیا تو پھر یہاں ہمارے رہنے کی کیا خاک صورت رہے گی غرض کہ اس کی ساری تقریر سن کر اسود بن مطلب نے اس کے سامنے یہ رائے پیش کی کہ جب اس ساحل کے راستہ میں یہ دقتیں درپیش ہیں تو پھر اس کو اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے اس کو ترک کر دیا جائے اور اس کے بجائے جو راستہ عراق میں ہو کر شام کو جاتا ہے اس کو اختیار کر لینا چاہئے اس پر صفوان نے یہ جواب دیا کہ یہ تو بالکل درست ہے کہ اس راستہ کی تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں مگر دوسرا راستہ تو مجھے معلوم ہی نہیں جو اس کو ترک کر دوں اور اس کو اختیار کر لوں اس جلسہ میں ایک شخص ابوزمعہ بھی موجود تھا اس نے اس اسود سے کہا کہ تو اس کا ذکر نہ کر میں انشاء اللہ تیرے لئے اجرت پر ایک ایسا شخص لا دوں گا جو اس عراقی راستہ کا بخوبی واقف کار اور ماہر ہے وہ تجھے اس راستہ سے باسہولت تمام اور آسانی

سے لے جائے گا یہ سن کر صفوان خوش ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ کون ہے اس نے کہا وہ فرات بن جمان عجلی ہے کہ یہ عراقی راستہ اس کے پاؤں لگا پڑا ہے اور وہ ہمیشہ اسی راستہ کو آتا جاتا ہے صفوان نے کہا کہ بھائی خدا کی قسم تیری یہ تدبیر بہت خوب رہی بس اب تو جلدی سے فرات کو میرے پاس بھیج دے میں اس سے سفر کی بابت خود گفتگو کروں گا چنانچہ وہ ابوزمعہ کا قاصد اس کے پاس آ گیا تو اس نے اس سے کہا کہ میاں میرا ملک شام جانے کا ارادہ ہو رہا ہے اور پہلے سے تو ہم اس ساحلی راستہ کو آیا جایا کرتے تھے مگر اب جب سے محمد سے ہماری دشمنی اور چھیڑ چھاڑ ہو گئی ہے تو اس نے اس راستہ کو ساحل کے باشندوں سے اپنا رسوخ اور میل جول بڑھا کے ہمارے لئے بالکل خراب اور مخدوش کر دیا ہے اس لئے اب میرا ارادہ یہ ہوا ہے کہ اس کو چھوڑ کر عراق کے راستہ کو چلیں اور اس راستہ سے سنا ہے کہ تم بخوبی واقف ہو اس لئے تمہیں بلایا ہے اب جیسا تمہارا مشورہ ہو ویسا کیا جائے فرات نے کہا شوق سے آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو عراق کے ایسے راستے سے لے چلوں گا جس کی محمد اور اس کے ساتھیوں کو ہوا بھی نہیں لگتی اور یہ راستہ زمین کے اونچے حصہ پر نہایت موزوں ہے اور اس میں میدان بھی بکثرت ہیں مگر ان میں ہمیں پانی وغیرہ کی بالکل ضرورت نہیں پڑتی چونکہ ہم سردیوں کے موسم میں سفر کرتے ہیں یہ سن کر صفوان بہت خوش ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ بس بس میری یہی حاجت تھی چنانچہ اس تمام قصہ کے طے ہونے کے بعد صفوان بن امیہ نے ملک شام کے سفر کی تیاری شروع کی تو ابوزمعہ نے اپنا مال تقریباً تین سو روپیہ کا اس کے ساتھ کر دیا جس میں صرف سونا اور پگھلی ہوئی چاندی کے ٹکڑے تھے اور اس کے علاوہ قریش کے اور اکثر آدمیوں نے بھی اپنا اپنا سفر سرمایہ اس کے ساتھ روانہ کیا اور اس قافلہ میں عبداللہ بن ابی ربیعہ اور حویطب بن عبدالعزی اور قریش کے اور بہت سے آدمی اس کے ساتھ ساتھ چلے اور اس کے پاس سب لوگوں کا مال ملا کر جس میں صرف سونا اور چاندی کے ٹکڑے اور برتن وغیرہ تھے وزن میں تقریباً تیس ہزار روپے کے برابر تھا غرض کہ یہ اس قدر کثیر رقم کے مال کو لے کر روانہ ہوا اور یہ سب کے سب مقام ذات عراق کے راستہ کو ہو لئے اسی عرصہ میں اتفاقاً

نعیم بن مسعود اشجعی مکہ سے مدینہ کی طرف چلا گیا اور وہاں قبیلہ بنی نضیر کے محلہ میں ایک شخص کنانہ بن ابی الحقیق کے پاس جا کر ٹھہرا اس نے اس کی خوب خاطر مدارات کی اور اس کی وجہ سے اکثر شراب وغیرہ کا دور چلنے لگا حضرت سلیط بن نعمان بن اسلم قبیلہ بنی نضیر کے محلہ میں اکثر اوقات آیا جایا کرتے تھے اور ان کے ساتھ شراب نوشی کیا کرتے تھے چونکہ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی اپنی قدیمی عادت کے موافق یہ اس کنانہ کی مجلس میں بھی شریک ہوا کرتے تھے ایک روز ان کے سامنے اسی مجمع میں ایسا اتفاق ہوا کہ نعیم بن مسعود نے شراب کے نشہ میں چور ہو کر صفوان کی روانگی کا تمام حال کہہ سنایا کہ وہ اتنا اتنا مال لے کر فلاں فلاں آدمیوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوا ہے یہ سن کر حضرت سلیط وہاں سے فوراً چل دیئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس قافلہ کی خبر سے مطلع کیا آپ نے اسی وقت حضرت زید بن حارثہ کو طلب فرمایا اور ان کو سو سوار دے کر اس قافلہ پر یورش کرنے کا حکم دیدیا چنانچہ وہ سو سواروں سمیت مدینہ سے روانہ ہو کر جھٹ پٹ قافلہ کے سامنے جا ڈٹے اور اس کو گھیر لیا یہ دیکھ کر قافلہ کے سردار تو ادھر ادھر بھاگ گئے اور ایک دو آدمی ان میں سے گرفتار بھی ہو گئے لیکن مال سے لدے لدائے اونٹ سب وہیں رہ گئے چنانچہ حضرت زید بن حارثہ ان سب کو ہانک کر مدینہ میں لائے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے آپ نے کل مال کے پانچ حصے کر دیئے جن میں سے ایک حصہ تو خود رکھ لیا اور باقی چار حصے لشکر پر تقسیم کر دیئے راوی کہتا ہے کہ اس روز پانچویں حصہ میں بیس ہزار روپے آئے تھے اور قیدیوں میں سے وہ فرات بن حیان جو قافلہ کی رہبری کے لئے آیا تھا حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے اس نے منظور کر لیا اور خوشی سے مسلمان ہو کر اپنی جان کو قتل سے بچا لیا۔

❀ ❀ ❀

جنگ اُحد

راوی کہتا ہے کہ یہ جنگ ہجرت کے بتیسویں مہینے میں شوال کی سات تاریخ کو ہفتہ کے روز واقع ہوئی تھی اور اس جنگ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر اپنا نائب حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کو متعین فرمایا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ بن مسلم نے اور موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث نے اور عبداللہ بن جعفر نے اور ابن ابی سبرہ نے اور محمد بن صالح بن دینار نے اور معاذ بن محمد نے اور ابن ابی حبیبہ نے اور محمد بن یحییٰ بن سہل بن حثمہ نے اور عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے اور یحییٰ بن عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور یونس بن محمد ظفری نے اور معمر بن راشد نے اور عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اور ابو معشر نے بیان کیا واقدی فرماتے ہیں کہ ان کے علاوہ اور بہت سارے ایسے آدمیوں نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ جن کے میں نے یہاں نام نہیں لئے مگر سب نے اس حدیث کے مضمون کو مسلسل بیان نہیں کیا بلکہ ہر شخص نے مضمون کے تھوڑے حصہ کو بیان کیا ہے جس کو میں نے خود سلسلہ وار کر دیا ہے اور ان لوگوں میں سے بعض کی قوت حافظہ بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی سو ان سب کے بیانوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب قریش بدر سے ہار کر مکہ کو واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ قافلہ جس کو ابوسفیان بن حرب شام سے لے کر آیا تھا جوں کا توں ایک چوک میں کھڑا ہوا ہے اور ابوسفیان نے مالکان قافلہ کے انتظار میں جو بدر میں گئے ہوئے تھے اس کو بالکل ادھر ادھر نہیں ہونے دیا ہے آخر جب یہ بدر والے پہنچے اور انہوں نے بدر کا سارا ماجرا سنایا تو قریش میں کھلبلی مچ گئی۔

قریش کا ابوسفیان کو جنگ کے لیے تیار کرنا:

قریش کے سارے سردار اور سربرآوردہ لوگ جیسے اسود بن مطلب بن اسد اور جبیر بن مطعم اور صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ اور حویطب بن عبدالعزیٰ اور حجیر بن ابی اہاب وغیرہ جمع ہو کر ابوسفیان بن حرب کے پاس گئے اور اس سے کہنے لگے اے ابوسفیان! دیکھ اس قافلہ میں جس کو تو شام سے اپنی سرکردگی میں لایا ہے اور اب تک تو نے اس کو روک رکھا ہے سب مال وسامان وغیرہ مکہ والوں کا ہے اور قریش کے سوا اس میں کسی کا ذرہ برابر حصہ نہیں ہے جو کسی کو اس میں دخل دینے کی مجال ہوا اور ان سب مالکان کی بطیب خاطر یہ رائے ہے کہ اس مال سے ایک بہتر بھاری لشکر تیار کیا جائے اور پھر دوبارہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے محمد پر دھاوا کیا جائے کیونکہ اس نے ہم سب لوگوں کو برباد کر دیا ہے اور ہمارے جوانوں اور بزرگوں اور عزیز واقرباء کو نہایت بیدردی اور بے رحمی سے قتل وغارت کر دیا ہے بس اب جب تک ہم اس سے اپنے مقتولوں کا پورا پورا بدلہ نہیں لے لیں گے تب تک ہمارے دل ٹھنڈے نہیں ہوں گے یہ سن کر ابوسفیان نے کہا کہ کیا واقعی قریش اس پر رضا مند ہیں سب نے کہا کہ ہاں ان کی یہی مرضی ہے اس کے بعد جب ابوسفیان کو سب کی طرف سے خوب اچھی طرح اطمینان ہو گیا تو اس نے کہا کہ بس تو اس بات کو سب سے پہلے میں ہی منظور کرتا ہوں اور قبیلہ بنی عبد مناف بھی میرے ہی ساتھ ہے اور خدا کی قسم میں اپنے مقتولوں کا ان سے ضرور بالضرور بدلہ لے کر رہوں گا انہوں نے تو میرا لہو پی لیا ہے کہ میرے بیٹے حنظلہ اور میری قوم کے بڑے بڑے سرداروں کو چن چن کر قتل کر ڈالا ہے چنانچہ اس قافلہ کا تمام سامان اسی طرح بدستور لدا لدایا رکھا رہا اور جب سب نے دوسری دفعہ حملہ کرنے کی اور احد کی طرف جانے کی پوری پوری تیار کر لی تو سب نے نقد روپے کے لئے اپنا اپنا سامان فروخت کر ڈالا اور گروی رکھ دیا یعنی یہ شرط کر لی کہ اگر ہم فلاں وقت تک روپیہ ادا کر دیں گے تو اپنا سامان واپس لے لیں گے ورنہ یہ سب سامان اس رقم میں جو ہم نے لی ہے بیچ سمجھا جائے گا چنانچہ یہ سب سامان اسی شرط پر ابوسفیان

کے پاس رکھ دیا گیا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قافلہ کے سب مالکوں نے مل کر ابوسفیان سے تمام سامان کی بابت یہ درخواست کی کہ تو اس کو فروخت کر دے اور جو کچھ اس میں ہمارا اصلی روپیہ ہے اس کو تو ہمیں دیدے اور جو کچھ نفع بچے اس کو فوجی انتظامات میں خرچ کر ڈال۔

قریش کے جنگی اخراجات:

راوی کہتا ہے کہ اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار اشرفیوں کا مال تھا اور ان کی تجارت میں ایک اشرفی پر ایک ہی اشرفی بچتی تھی تو گویا حاصل یہ ہوا کہ پچاس ہزار اشرفیاں تو سردست فوجی ساز و سامان میں خرچ کر دی جائیں اور پچاس ہزار کو آئندہ کے لئے باقی رکھا جائے اور قریش کی تجارت کا مرکز صرف ملک شام کی سرزمین تھی کہ اسی کے گردونواح میں سب کے سب خرید و فروخت کرتے پھرا کرتے تھے اس کے سوا دوسرے ممالک کی سرحدوں میں بالکل نہیں جاتے تھے اور اسی دوران میں یہ قصہ بھی ہو رہا تھا کہ ابوسفیان نے اس قافلہ میں سے قبیلہ بنی زہرہ کا کل سامان ضبط کر لیا تھا اور دریافت کرنے پر ان کا یہ قصور بتلایا کہ ان لوگوں نے قریش سے دھوکہ کیا ہے کہ یہاں سے جنگ بدر میں جانے کے وقت ان کے ساتھ ہو لئے اور پھر بے وجہ راستہ میں سے واپس لوٹ آئے لہذا ان کی اس حرکت کی سزا میں یہ مال ضبط کر لیا گیا ہے ان کو ہرگز نہیں مل سکتا باقی اوروں کا مال دیئے دیتا ہوں چنانچہ اس نے قبیلہ بنی نوفل اور قبیلہ بنی عبد مناف بن زہرہ کا مال ان کے پاس بھجوا دیا مگر قبیلہ بنی نوفل میں سے مخرمہ بن نوفل نے اپنا مال لینے سے انکار کر دیا اور یہ پیغام بھیجا کہ جب تک بنی زہرہ کا مال نہیں دیا جائے گا تب تک میں بھی اپنا مال لینے سے انکار کر دیا اور یہ مخرمہ کے علاوہ اس کے بارہ میں اخنس نے بھی بحث کی اور ابوسفیان سے جا کر یہ کہا کہ ایسی کیا وجہ ہے جو قبیلہ بنی زہرہ کا مال روک لیا گیا اور ان کو نہیں دیا جاتا اور باقی تمام قبائل کے اموال ان کو دیئے جا رہے ہیں اگر روکے جاتے تو سب کے سامان روکے جاتے اور اگر دیئے جاتے تو سب کے دیئے جاتے اس دوہری حکمت عملی کی کیا وجہ ہے کہ سب قبائل میں سے صرف اسی قبیلہ کا مال

روک لیا گیا ہے اور اس کے سوا اور سب کے مال ان کو دیدیئے گئے ہیں اس پر ابوسفیان نے کہا کہ ان سے بڑی بھاری خطا سرزد ہوگئی ہے اس وجہ سے ان کا مال روک لیا گیا ہے اور وہ یہ خطا ہے کہ ان لوگوں نے قریش کا ساتھ دینے سے منہ موڑ لیا اور بدر کے راستہ میں سے واپس بھاگ آئے اس سے زیادہ اور کون سی خطا ہوگی کہ انہوں نے ہمیں عین وقت پر دھوکہ دیا اور ہمیں غارت کرانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اخنس نے کہا کہ اس میں ان کی کیا خطا ہے خطا تو تیری ہے کہ تو نے ہی تو قریش کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ تم لوگ سب واپس چلے جاؤ تمہارے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں چونکہ تم لوگ صرف قافلہ کو بچانے کی غرض سے آرہے ہو سو وہ خود بچائے لاتے ہیں بس جب تو نے قریش کے پاس یہ پیام بھیج دیا اور ان لوگوں نے اس کو سن کر اس کے موافق عمل کر لیا تو پھر ان کا اس میں کیا قصور ہوا اگر یہ خودبخود اپنی خوشی سے ایسا کر لیتے تو خیر ان پر تشدد کرنا روا بھی ہوتا باقی اب تو یہ بالکل بری الذمہ ہیں کوئی الزام ان پر عائد نہیں ہوسکتا اگر اس میں کوئی حرف آسکتا ہے تو وہ صرف تجھ پر آسکتا ہے غرض کہ اخنس کی یہ تقریر سن کر ابو سفیان خاموش ہوگیا اور قبیلہ بنی زہرہ کے مال کی روک ٹوک سے باز آگیا بس پھر تو بنی زہرہ اور مکہ کی ہر قوم نے جو بالکل بے کس و بے بس تھی سب نے اپنا اپنا سامان اور مال جو قافلہ میں تھا لے لیا یا وصول کر لیا راوی کہتا ہے کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اس وقت ہر قوم نے اپنے اپنے منافع کو نکال کر اس فوجی صیغہ میں دیدیا تھا چنانچہ اس مال سے نہایت زبردست فوج تیار کی گئی اور جنگ احد اسی کے بل بوتے پر ہوئی اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی خرچ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾

''کافر اپنے مال خوب خرچ کر رہے ہیں کہ کسی طرح لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روک دیں۔''

کفار کی جنگی حکمت عملی:

الغرض جب سب لوگوں کا احد کی طرف جانے پر اتفاق اور اجتماع ہوگیا تو پھر یہ

مشورہ کرنے لگے کہ آیا اپنے ملک میں پھر کر ہمیں اور لوگوں سے بھی اپنی امداد کی درخواست کرنی چاہئے یا نہیں بعض لوگوں نے اس کی تائید کی اور یہ کہا کہ ضرور تمام ملک میں ایک چکر لگانا چاہئے چونکہ ہم سب آدمی ہم مذہب ہیں اور سب کے سب ایک مناۃ بت کی پوجا کرتے ہیں سو یہ سب لوگ ہمارے ہم خیال ہونے کی وجہ سے ضرور بالضرور ہماری درخواست کو منظور کریں گے اور ہمارا ساتھ دینے کے لئے یقیناً ایک دم سے کھڑے ہو جائیں گے اور اس کے علاوہ جو لوگ ہر قبیلہ اور ہر قوم کے پہلے سے ہمارے طرفدار اور شریک کار چلے آرہے ہیں ان سے بھی ضرور فرمائش کرنی چاہئے وہ بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے یہ سن کر سب اس رائے سے خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہاں ضرور ایسا کرنا چاہئے اور چند آدمیوں کو منتخب کر کے اس کام کے لئے روانہ کر دینا چاہئے چنانچہ پھر سب لوگوں کی رائے سے یہ چار آدمی تجویز کئے گئے ایک تو عمرو بن عاص اور ایک ہبیرہ بن وہب اور ایک ابن زبعری اور ایک ابوعزہ جمحی مگر تجویز کرنے کے بعد جب ان لوگوں کو اس امر کی اطلاع کی گئی کہ تمہیں اس کام کے لئے قوم کی طرف سے چھانٹا گیا ہے تو ان میں سے تین آدمیوں نے اقبال کر لیا کہ ہم ضرور اس کام کو انجام دیں گے اور اپنے قومی فرض کو ادا کریں گے مگر ایک شخص ابوعزہ نے اس کام کے کرنے سے بالکل انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھ پر بدر کے روز محمد نے بڑا احسان کیا تھا اور اس کے عوض میں میری ان سے قسما قسمی ہو گئی تھی کہ میں تم پر کبھی تمہارے دشمن کو اشتعال دے کر چڑھا کر نہ لاؤں گا سو اب میرا کیا منہ ہے کہ میں لوگوں کو ان پر چڑھائی کی ترغیب دوں اور بھڑکا کر ان پر چڑھائی کر لے جاؤں یہ کام شرافت کے بالکل خلاف ہے اس لئے میں اس کو ہرگز نہ کر سکوں گا آخر جب اس نے اس بات کی کسی طرح حامی نہ بھری تو اس کے سمجھانے کے لئے صفوان بن امیہ اس کے پاس گیا اور دو چار باتیں ادھر ادھر کی کر کے اس سے کہنے لگا کہ قریش کی طرف سے جو وفد ملک میں گھومنے اور سب آدمیوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے جا رہا ہے تو کیوں اس کے ساتھ نہیں جاتا آخر بات کیا ہے؟ اس نے جواب کہ دیا کہ سارا قصہ یہ ہے کہ بدر کے روز محمد نے میرے اوپر ایسا احسان کیا

ہے جو کسی اور پر نہیں کیا ہے کہ ہر قیدی کو یا قتل کر ڈالا ہے یا اس سے کچھ مال لے کر چھوڑ
ا ہے مگر مجھ سے نہ تو کچھ مال لیا اور نہ مجھے قتل کیا بلکہ ویسے ہی مفت چھوڑ دیا ہے میں نے
ان کا یہ احسان دیکھ کر یہ عہد کر لیا تھا کہ میں آئندہ کبھی آپ کے اوپر آپ کے دشمن کو
اشتعال دے کر چڑھا کر نہ لاؤں گا سو اب میں نے جو کچھ ان سے عہد و پیمان کر لیا تھا
اس کو ضرور جیتے جی پورا کروں گا اور اس کے خلاف ہرگز نہیں کروں گا یہ سن کر صفوان بن
امیہ نے اس سے کہا کہ تو ادھر ادھر کی باتیں نہ بنا اور بس سیدھا ہمارے ساتھ چل دیکھ اگر
تو ہمارا کہنا مانے گا تو ہم بھی تیرے ساتھ بہت زیادہ سلوک کریں گے کہ جس قدر تو مال
مانگے گا ہم اسی قدر تجھے مال دیں گے اور اگر خدانخواستہ جنگ میں ہمارے ساتھ قتل
ہو جائے گا تو ہم تیرے بال بچوں کی ایسی ہی پرورش کریں گے جیسے اپنے بال بچوں کی
کرتے ہیں اور ان کی بابت کسی قسم کی کوتاہی اور کمی نہیں کریں گے غرض کہ اس نے اپنی
طرف سے سب کچھ کہا مگر ابوعزہ نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنے انکار ہی پر اڑا رہا آخر
جب اس کو نشیب و فراز سمجھاتے دوسرا دن ہو گیا اور ابوعزہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آیا
تو یہ اس سے مایوس ہو کر چلا گیا اور مقام پر جا کر اور لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا اور سب تو
اس کے تذکرہ پر خاموش رہے مگر جبیر بن مطعم کے اس سے بہت زیادہ مراسم تھے اس
لئے اس نے کہا کہ تم اس کی طرف سے کچھ فکر نہ کرو کل میں تمہارے ساتھ چلوں گا
دیکھوں وہ کیسے نہ مانے غرض دوسرے روز صفوان اور جبیر دونوں مل کر اس کے پاس گئے
اور دعا سلام ہونے کے بعد صفوان نے اس سے پھر وہی تذکرہ چھیڑا مگر اس نے بھی پھر
ویسی ہی بے پروائی سے انکار کر دیا اور وہی پہلا عذر بیان کیا اس پر جبیر نے اس سے کہا
کہ اے ابوعزہ! مجھے تو تیرے اوپر بڑا بھروسہ تھا اور مجھے اس بات کا گمان نہ تھا کہ میری
زندگی میں کوئی ایسا نازک وقت بھی آئے گا جس میں تیرے پاس کسی کام کی سفارش کے
لئے آؤں اور تو اس سے انکار کر دے خیر جو کچھ ہونا ہو گا وہ تو ہو گا ہی مگر تیری یہ بات بھی
ہمیں ہمیشہ یاد رہے گی جبیر کے شکوہ شکایت کا اس پر بہت زیادہ اثر پڑا اور آخر کو اسے
مجبوراً کہنا پڑا کہ اچھا تو خفا نہ ہو میں چلتا ہوں غرض یہ تیار ہو کر اپنے گھر سے نکلا اور سب

قبائل کی تنظیم کے لئے عرب میں دورہ کرتا ہوا پھرنے لگا اور رجزیہ شعروں میں لوگوں کے آباء و اجداد کی اور خود ان کی بہادریاں بیان کر کر کے ان کو ابھارنے لگا اور جنگ پر آمادہ کرنے لگا چنانچہ نمونہ کے یہ چند شعر ہیں۔

یا بنی عبد مناة الرزام انتم حماة وابو کم حام

اے عبد مناۃ کی اولاد تم تو خاندانی بہادر ہو اور تم تو ہمیشہ سے بیکسوں اور بے بسوں کے حمایتی ہو اور تمہارا باپ بھی ایسے لوگوں کا حمایتی اور پشت پناہ تھا۔

لا تسلمونی لا یحل اسلام لا تعدونی نصر کم بعد العام

مجھے بے یار و مددگار مت چھوڑ دو کہ ایسے زغہ کے وقت اس طرح چھوڑ دینا درست نہیں۔ تم میری حمایت کرنے سے بالکل درگذر نہ کرو عام لوگوں کی حمایت کرنے کے بعد۔

عورتوں کی شمولیت پر کفار کا اختلاف:

راوی کہتا ہے کہ اس ملکی دورہ میں اس کے ساتھ اور بڑے بڑے آدمی بھی تھے چنانچہ یہ سب کے سب عرب کے باشندوں کے پاس آئے اور سارے ملک میں دورہ کر کے سب کو ایک نقطۂ خیال پر لے آئے اور ایک مرکز پر جمع کر دیا پھر قبیلہ بنی ثقیف میں پہنچے اور ان کو بھی اکٹھا کر دیا غرض کہ جب تمام ملک میں گشت لگا چکے اور عرب کے سارے آدمی جو ان کے طرفدار اور شریک کار تھے گردونواح سے حاضر اور جمع ہو گئے تو اس وقت قریش کا آپس میں اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ عورتوں کو بھی جنگ میں ساتھ لیجانا چاہئے یا نہیں۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ہبیرہ بن مسمار نے اور ان سے حضرت سعد کے غلام زیاد نے اور ان سے نسطاس نے بیان کیا کہ اس اختلاف میں صفوان بن امیہ نے تو یہ رائے دی کہ زنانی سواریوں کو ضرور بالضرور ساتھ لے چلنا چاہئے اور سب سے پہلے میں خود ہی ایسا کرتا ہوں کہ اپنی زنانی سواریوں کو لے چلتا ہوں کیونکہ یہ تمہاری ہر قسم کی نگرانی بھی کریں گی

کہ ہر وقت تمہارے زخمیوں وغیرہ کی مرہم پٹی میں لگی رہیں گی اور سب کو پانی وغیرہ معمولی معمولی چیزیں لیتی دیتی رہیں گی اور اس کے علاوہ رو دھو کر تمہیں بدر کے مقتولوں کو یاد دلاتی رہیں گی جس سے تمہارا جوش بڑھتا رہے گا اور تمہارے زخم ہرے کے ہرے رہیں گے اور ہم لوگ یہاں سے بالکل سر بکف ہو کر لڑنے کے لئے جا رہے ہیں کچھ گھر واپس آنے کے لئے نہیں جا رہے ہیں بس اب دو ہی باتیں ہوں گی کہ یا تو ہم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لینگے اور سرخرو ہو کر آئیں گے اور یا اپنی جانیں بھی کھو دیں گے اور وہیں مر جائیں گے لہذا ایسی صورت میں زنانی سواریاں لے جانے میں کیا پس و پیش ہے کیونکہ اگر ہم نے اپنے دشمن کو دبا لیا تو پھر ان کو کیا آنچ آ سکتی ہے اور اگر خدانخواستہ ہم خود دشمن سے دب گئے اور مر گئے تو پھر یہ ہمارے کس کام کی اور ایسی ہی یہاں ایسی ہی وہاں یہ سن کر عکرمہ بن ابی جہل نے اس کی تائید کی اور یہ کہا کہ سب سے پہلے میں تیرے مدعا کو بسر و چشم قبول کرتا ہوں اس کے بعد عمرو بن عاص نے بھی اسی زور شور سے اس کی تائید کی اور اس کے مدعا کو خاطر خواہ قبول کر لیا مگر نوفل بن معاویہ نے اس بات میں چون و چرا کیا اور یہ کہا کہ اے قریش کی جماعت دیکھو یہ بات کچھ عقل کی بات اور قرین قیاس نہیں ہے کہ تم خود بخود دیدہ و دانستہ ہو نہ ہو اپنی عورتوں کو اپنے ہاتھ ہی سے اپنی عورتوں کو دوسروں کے ہاتھ میں دیئے دیتے ہو اور اپنے آپ ہی اپنی بے آبروئی کے آرزومند ہو رہے ہو کیونکہ ہار جیت کچھ اپنے بس کی بات نہیں بلکہ خدا کے بس کی ہے اس لئے مجھے یہ پورا بھروسہ نہیں ہے کہ خوانخواہ ہمارے دشمنوں ہی کی شکست ہو گی ممکن ہے کہ خدانخواستہ الٹی ہماری ہی شکست ہو جائے سو ایسی صورت میں تم فضول اپنی عورتوں کے بارے میں رسوا اور بے آبرو ہو گے اور خود کردہ را چارہ چیست کے مصداق بن جاؤ گے اور پھر اپنے بیگانے سب تمہارا ہی ٹھٹھا کریں گے اور مذاق اڑائیں گے یہ رہا جدا اس لئے میرے نزدیک یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ تم اپنی زنانی سواریوں کو اپنے ساتھ لے چلو آگے تمہیں اختیار ہے صفوان بن امیہ اس کی رائے سے جل گیا اور کہنے لگا کہ بس تو اپنی خرافات کو رہنے دے اب تو جو بات قرار پا چکی ہے اس کے خلاف کبھی نہ ہو گا نوفل اس

بات کو سن کر اس کی طرف سے تو کچھ مایوس اور نا امید سا ہو گیا اور اس خیال سے کہ شاید یہ بات کچھ ابو سفیان ہی کی سمجھ میں آ جائے اور یہ لوگ اسی کے کہنے سے باز آ جائیں اس کے پاس گیا اور یہی بات جو اور لوگوں کے سامنے پیش کی تھی اس کے سامنے بھی پیش کی وہاں اتفاق سے ابو سفیان کی بیوی ہند دختر عتبہ بھی موجود تھی اس نے اس نوفل کی یہ بات سن کر ایک اودھم مچا دیا اور اس کو طعنے تشنے دینے شروع کر دیئے کہ تو بدر کے روز تو اپنی جان بچا کر اپنی عورتوں کے پاس بھاگ ہی آیا تھا اب کے بھی تیرے جی میں یہی ہو گی اور جن لوگوں نے بدر کے روز اپنی جان خاک میں ملا دی تھی ان کی کیا پروا ہے تو تو خود اچھا بھلا اپنی عورتوں میں موجود ہے اور عیش و عشرت کر رہا ہے اب تیری بلا سے کوئی مرے یا جئے ہاں ہم تو ضرور چلیں گے اور جنگ میں ساتھ رہیں گے تو اپنی بکواس کرتا پھر جا تیری کون سنتا ہے بدر کے روز ہمارے مایہ ناز و فخر آدمی اسی لئے تو تہ و بالا ہو گئے کہ تمہارے جیسے کوتاہ اندیش آدمیوں نے گانیوالیوں کو جن کے گانے سے آدمی بے ساختہ مارنے مرنے کو تیار ہو جایا کرتے ہیں اور لڑائی بھڑک جایا کرتی ہے اپنی بیوقوفی سے مقام جحفہ کے پڑاؤ سے واپس کر دیا تھا ورنہ ان کے ہوتے ہوئے ایسا ہونا بالکل محال تھا کہ ایسے ایسے شہ زور اور بہادر آدمی ایک دم سب کے سب شکست کھا جائیں اور تہ تیغ ہو جائیں اور دشمنوں کو ایسی حیرت انگیز فتح نصیب ہو کہ جس کی نظیر آج تک دنیا میں کہیں نظر نہیں پڑتی غرض کہ ابو سفیان نے بھی اپنی بیوی کے کہنے میں آ کر نوفل کو صاف چٹ جواب دیدیا اور یہ کہہ دیا کہ میں قریش کی مخالفت نہیں کر سکتا کیونکہ میں بھی تو انہیں میں سے ہوں پھر اپنے آدمیوں کی کس طرح مخالفت کروں اور ان کو کیسے چھوڑ دوں جو کچھ انہوں نے طے کر لیا سو کر لیا اب تو لامحالہ مجھے بھی وہی کرنا پڑے گا بالآخر نوفل کی بات کو کسی نے نہ مانا اور زنانی سواریوں کو لشکر کے ساتھ لے چلے چنانچہ ابو سفیان بن حرب نے اپنی دونوں عورتوں کو ساتھ لیا ایک تو ہند دختر عتبہ اور دوسری امیمہ دختر سعد بن وہب بن اشیم جو قبیلہ بنی کنانہ سے تھی اور صفوان بن امیہ نے بھی اپنی دونوں عورتوں کو ساتھ لیا ایک تو برزہ دختر مسعود ثقفی جو صفوان کے بڑے بیٹے عبداللہ کی ماں تھی اور دوسری بغوم

دختر مغدل جو صفوان کے چھوٹے بیٹے عبداللہ کی ماں تھی اور قبیلہ بنی کنانہ سے تھی اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی بیوی سلامہ دختر سعد بن شہید کو ساتھ لیا جو قبیلہ بنی اوس سے تھی اور اس کو ام بنی طلحہ یعنی طلحہ کی اولاد کی ماں کہتے تھے کیونکہ طلحہ کے چاروں بیٹے ایک مسافع ایک حارث ایک کلاب ایک جلاس اسی کے بطن سے تھے اور عکرمہ بن ابی جہل نے اپنی بیوی ام جہیم دختر حارث بن ہشام کو اپنے ساتھ لیا اور حارث بن ہشام نے اپنی بیوی فاطمہ دختر ولید بن مغیرہ کو ساتھ لیا اور عمرو بن عاص نے اپنی بیوی ہند دختر منبہ بن حجاج کو ساتھ لیا اور یہ ام عبداللہ یعنی عبداللہ کی ماں سے مشہور ہے اور خناس دختر مالک بن مضرب اپنے بیٹے ابوعزیز بن عمیر عبدربی کے ساتھ چلی اور حارث بن سفیان بن عبدالاسد اپنی بیوی رملہ دختر طارق بن علقمہ کو ساتھ لے کر چلا اور کنانہ بن علی بن ربیعہ بن عبدالعزی اپنی بیوی ام حکیم دختر طارق کو اپنے ساتھ لے کر چلا اور سفیان بن عویف نے اپنی بیوی قتیلہ دختر عمرو بن ہلال کو اپنے ساتھ لیا اور نعمان بن مسک ذیب اور جابر بن مسک ذیب دونوں کے دونوں اپنی ماں دغینہ کو اپنے ساتھ لے کر چلے اور غراب بن سفیان بن عویف نے اپنی بیوی عمرہ دختر حارث بن علقمہ کو اپنے ساتھ لیا اور یہ عمرہ وہ عورت ہے کہ جس نے قریش کے جھنڈے کو جب شکست کے وقت ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا تھا تو خود دلیرانہ آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا تھا اور جب تک قریش نے اپنے اوسان ٹھیک کر کے واپس آ کر اس کے ہاتھ سے جھنڈا نہ لے لیا تب تک میدان جنگ میں بڑے استقلال سے مردانہ وار ڈٹی رہی کہتے ہیں کہ سفیان بن عویف کے دس بیٹے تھے اور اس نے اس جنگ احد کی روانگی کے وقت دس کے دس اپنے ساتھ لے لئے تھے اور قبیلہ بنی کنانہ کے آدمی بھی سب کے سب جمع ہو گئے تھے اور جس روز قریش مکہ سے روانہ ہونے لگے تو ان کے پاس تین جھنڈے تھے جو ایک چوک میں جس کا نام دارالندوہ تھا تیار کئے گئے تھے اور ان میں سے ایک جھنڈا تو سفیان بن عویف کے پاس تھا اور ایک جھنڈا جو متفرق قبائل کا تھا وہ انہیں میں سے کسی ایک آدمی کے پاس تھا اور ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب قریش مکہ سے روانہ ہوئے تو انہوں نے

تینوں جھنڈوں کو ایک جگہ لپیٹ رکھا تھا اور وہ سب کے سب لپٹے لپٹائے طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس تھے واقدی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ آخری کی بات درست ہے اور جس وقت قریش کے لشکر نے مکہ سے کوچ کیا تو اس وقت اس کی تعداد ان آدمیوں سمیت جو اور قبیلوں کے قریش میں آ ملے تھے تین ہزار تھی جن میں سے ایک سو آدمی تو صرف قبیلہ بنی ثقیف ہی کے تھے اور لشکر کے ساتھ حربی ساز و سامان اور ہتھیار وغیرہ بہت کافی وافی تھا اور اس میں سات سو جوان زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھے اور جس وقت سب چلنے پر آمادہ ہو گئے۔

حضورؐ کو حضرت عباسؓ کی طرف سے اطلاع:

تو اس وقت عباس بن عبدالمطلب نے ایک خط رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لکھا اور اس کو سر بمہر کر کے قبیلہ بنی غفار کے ایک مزدور کے ہاتھ آپ کی خدمت میں ارسال کیا اور اس سے تین رات دن میں آپ کے پاس پہنچ جانے کی شرط کر لی اس خط میں یہ خبر لکھی تھی کہ قریش نے تم سے لڑنے کے لئے ایک بڑا بھاری لشکر تیار کیا ہے اور ان کا ارادہ تم پر حملہ کرنے کا بالکل پختہ ہو گیا ہے چنانچہ اب عنقریب تمہاری طرف کوچ چاہتے ہیں سو دیکھو ان کے آنے پر تم ان کی روک تھام کا جو کچھ بندوبست کرتے ہو وہ ابھی پہلے ہی سے کر لو کہ پھر عین وقت پر کہیں وقت میں نہ پڑ جاؤ اور اس ساری جمعیت میں تین ہزار آدمی ہیں جن میں سے سات سو آدمی زرہ پوش ہیں اور ان کے ساتھ دو سو گھوڑے ہیں اور تین ہزار اونٹ ہیں اور ہتھیار بھی بکثرت ہیں۔ غرض وہ شخص اس خط کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور کوشش کر کے شرط کے موافق تین رات دن میں مدینہ پہنچ گیا اور وہاں جا کر آپ کو تلاش کیا تو آپ اس کو نہ ملے اور یہ پتہ چلا کہ آپ مقام قباء کی طرف تشریف لے گئے ہیں آخر یہ وہیں پہنچا اور ادھر اودھر دیکھتا ہوا اتفاقاً قباء کی مسجد کی طرف بھی پہنچ گیا دیکھا تو وہاں حضورؐ مسجد کے دروازہ کے سامنے موجود ہیں اور اپنی سواری پر سوار ہیں اس نے آگے بڑھ کر حضور کی خدمت میں وہ خط پیش کیا آپ نے اس کے ہاتھ سے لے کر ابی بن کعب کو دیدیا اور ارشاد فرمایا کہ ذرا اس کا مضمون پڑھ کر سنا دو

چنانچہ اس نے سارا خط پڑھ کر سنا دیا آپ نے سن کر اس سے خط تو واپس لے لیا اور اس کو تاکید فرما دی کہ دیکھو اس کا ذکر مذکور اور کسی سے نہ ہونے پائے اس کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہو کر حضرت سعد بن ربیع کے مکان پر تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ اس گھر میں اور کوئی بھی ہے سعد نے عرض کیا نہیں حضور یہاں اور کوئی نہیں ہے اپ اپنا مدعا ارشاد فرمایئے چنانچہ آپ نے ان کو عباس بن عبدالمطلب کے خط کے مضمون سے آگاہ کیا انہوں نے مضمون کو سنتے ہی حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اس میں انشاء اللہ خیر کی امید ہے اور خدا نے چاہا تو یہ ہمارے حق میں بہتر ہی ہوگا۔

مدینہ کے یہود و نصاریٰ کی خوش فہمی:

راوی کہتا ہے کہ ان دنوں میں مدینہ کے یہودی اور منافق آدمی اس بات کی بہت زیادہ کھود کرید کرتے رہتے تھے کہ محمدؐ کے پاس کوئی خوشخبری کی بات تو نہیں آئی سو حضرت سعد نے ان کی اس پوچھ گچھ کو ایک نیک فالی سمجھ کر حضور کی خدمت میں یہ عرض کر دیا کہ اس میں ہو نہ ہو ضرور ہمارے لئے کچھ نہ کچھ بہتری ہے غرض کہ رسول اللہ ﷺ تو حضرت سعد کو اس بات کے پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرما کر ان کے گھر سے باہر تشریف لے آئے اور مدینہ کو واپس چلد یئے ادھر ایسا ہوا کہ حضرت سعد کی بیوی مکان کے ایک گوشہ سے نکل کر ان کے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ تم سے رسول اللہ ﷺ کیا فرما رہے تھے انہوں نے ذرا ناراضگی کے لہجہ میں اس سے کہا کہ کمبخت تجھے ان باتوں سے کیا کام اس نے لاڈ میں آ کر ان سے کہا کہ تم نہ بتاؤ تمہارے نہ بتانے سے کیا ہوتا ہے میں تو کان لگائے تمہاری ساری باتیں سن رہی تھی یہ کہہ کر پھر ساری باتیں ان سے کہہ دیں کہ دیکھو تم یہ یہ باتیں کر رہے تھے حضرت سعد کو اس کے سن لینے سے بہت افسوس ہوا اور وہ اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اس سے کہنے لگے کہ کمبخت مجھے خبر نہیں تھی کہ تو کہیں کھڑی ہوئی ہماری باتیں سن رہی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ گھر میں کوئی نہیں آپ اپنا مدعا بے تامل ارشاد فرمایئے تو نے مجھے خدا اور خدا کے رسول کے سامنے جھوٹا کر دیا یہ کہہ کر انہوں نے جھنجھل میں اس کی چوٹی پکڑ لی اور اس کو کھینچتے ہوئے حضور کی تلاش

میں باہر کو چل دیئے آخر آپ کو بل پر جا کر پکڑا اور وہاں تک جاتے جاتے یہ عورت بہت زیادہ چور چور اور خستہ ہو گئی تھی پھر آپ کی خدمت میں اس کو پیش کر کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جو باتیں آپ نے مجھ سے در پردہ اور پوشیدہ فرمائی تھیں یہ سن رہی تھی آپ کے تشریف لانے کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی اور مجھ سے دریافت کرنے لگی میں نے حضور کے ارشاد کے موافق اس کو نہ بتلائیں اور اس سے چھپائیں اس پر اس نے یہ کہا کہ تم نہ بتلاؤ تمہارے نہ بتلانے سے کیا ہوتا ہے میں نے تو خود رسول اللہ ﷺ کی ساری باتیں اپنے کان سے سن لی ہیں پھر اس نے وہ ساری باتیں بعینہ بیان بھی کر دیں بس یا رسول اللہ! میں بھول گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں سے کوئی خبر ظاہر ہو جائے اور آپ میری جانب گمان کریں کہ میں نے آپ کے بھید کو کھول دیا اس لئے میں فوراً ہی اس کو آپ کی خدمت میں گھسیٹ کر لایا ہوں کہ یہ معاملہ ابھی طے ہو جائے تو اچھا ہے ورنہ کہیں کل کو مجھے آپ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے آپ نے فرمایا خیر جانے دو کچھ حرج نہیں اور اس کو چھوڑ دو راوی کہتا ہے کہ آخر کار قریش کی روانگی کی خبر لوگوں میں پھیل گئی۔

حضورؐ کو کفار کے لشکر کی تفصیلی:

اسی عرصہ میں عمرو بن سالم خزاعی قبیلہ بنی خزاعہ کے اور چند آدمیوں سمیت مکہ سے قریش کی روانگی کے کچھ بعد چلے اور چلنے سے چوتھے روز انہوں نے قریش کے لشکر کو مقام ذی طوریٰ کے پڑاؤ میں جا کر پکڑا پھر ان سے آگے نکل کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو قریش کی اوری کیفیت اور حالت سنا دی اور قریش کے پہنچنے سے پہلے ہی پہلے مدینہ سے واپس لوٹ آئے اور واپسی میں قریش کے لشکر سے مقام بطن رابغ میں ان کی ملاقات ہوئی اور جہاں ان کا پڑاؤ تھا وہیں انہوں نے بھی ایک کنارہ پر قیام کیا مگر ان سے ملے بالکل نہیں بلکہ الگ الگ ہی ہے راوی کہتا ہے کہ مقام رابغ مدینہ سے کئی رات کے فاصلہ پر ہے ہم سے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی جوہری نے محرم ۴۴۴ھ میں اور ان

سے ابوعمر محمد بن عباس نے اور ان سے ابوالقاسم عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر و واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن زہیر نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن ابی حکیمہ اسلمی نے بیان کیا کہ جب دوسرا دن ہوا تو ابوسفیان اس عمرو بن سالم وغیرہ خزائی کو دیکھ کر قریش سے کہنے لگا کہ ہو نہ ہو خدا کی قسم مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ محمد کے پاس گئے تھے اور اسے ہمارے آنے کی خبر دے کر آئے ہیں اور اس کو ڈرا کر ہماری طرف سے خبردار کر آئے ہیں اور ہمارے لشکر کی تعداد وغیرہ سب کچھ اسے بتلا آئے ہیں بس اب وہ اپنی گڑھیوں میں تیار ہو کر بیٹھ جائیں گے اور کیا تعجب ہے کہ ایسی صورت میں ہمیں ان سے کچھ نقصان پہنچ جائے اور ہمارا ان پر کچھ بس نہ چل سکے صفوان نے کہا کہ یہ کچھ فکر کی بات نہیں ہے کیونکہ اگر وہ میدان میں نکل کر ہمارے مقابلہ میں نہیں ڈٹیں گے تو ہم اپنے لشکر کا دھاوا قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے نخلستان پر بول دیں گے اور اس کا تہس نہس اڑا کر ان کو بالکل بے زروبے پر کر دیں گے اور اس سے ان کو اس قدر شدید نقصان پہنچ جائے گا کہ جس کی تلافی ان سے کبھی نہ ہو سکے گی اور اگر وہ میدان میں آ کر ہمارے مقابلے میں ڈٹیں گے تو تب بھی ہمیں کچھ فکر نہیں کیونکہ ہمارا لشکر بھی ان کے لشکر سے زیادہ ہے اور ہمارے ہتھیار بھی ان کے ہتھیاروں سے زیادہ ہیں اور ہمارے پاس بہت گھوڑے ہیں ان کے پاس ایک گھوڑا بھی نہیں اور ان سب باتوں کے علاوہ ہماری دلیری کی ایک بہت بڑی بات یہ بھی ہے کہ ہم ان سے اپنے حق پر لڑتے ہیں اور ہمیں ان پر اپنے خون کا دعویٰ ہے اور وہ ناحق لڑتے ہیں ان کا ہمارے ذمہ میں کوئی دعویٰ نہیں۔

ابوعامر کی شرانگیزیاں:

راوی کہتا ہے کہ قریش اول تو ویسے ہی رسول اللہ ﷺ سے خار خوردہ تھے اور اسی لئے ہمیشہ شور و شر کرتے تھے لیکن اس کے علاوہ بعضے بدمعاش اور شریر آدمی بھی ان کے ساتھ ایسے لگے ہوئے تھے کہ جو ان کو ہمیشہ فتنہ پردازی کی اشتعال دیتے رہتے تھے چنانچہ من جملہ ان کے ایک شخص ابو عامر فاسق بھی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے

مدینہ میں تشریف لاتے ہی فوراً فساد مچانا شروع کر دیا تھا اور لوگوں کو حضور سے برگشتہ کرنے کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیا تھا سو اس نے سب سے پہلے اپنے قبیلہ اوس کو اکسانا شروع کیا اور ان سے یہ کہا کہ دیکھو یہ محمد بہت خطرناک آدمی ہے اور ہم تم اس کے پلہ کے نہیں ہیں اس لئے اگر تمہاری اس سے کبھی کچھ چھیڑ چھاڑ ہوگئی تو یہ ضرور تمہیں دبا لے گا اور تم پر غالب آ جائے گا اور جب تم بے بس ہو جاؤ گے تو پھر کیا خاک بندوبست کرو گے جو کچھ کرنا ہے سو ابھی پہلے پہلے کر لو تاکہ عین وقت پر اس کی روک تھام کر سکو اور اگر تم مانو تو میری رائے تو یہ ہے کہ کسی زبردست قوم کے پاس چل کر اس سے اپنی راہ و رسم بڑھا لو اور اس کو اپنا پشت پناہ بنا لو تاکہ اس کے خطرہ سے بے فکری ہو جائے غرض کہ اس قبیلہ کے آدمی اس کی دور اندیشی سے متفق ہو گئے اور سب نے اتفاق کر کے پچاس آدمی اس کے ساتھ روانہ کر دیئے اور یہ کہا کہ تو ان کو لے کر اس کی قوم کے پاس جا اور جس طرح ہو سکے انھیں کو ان پر چڑھا لا تاکہ یہ بالکل ہی نیست و نابود ہو جائے اور پھر کسی قسم کا فکر ذکر ہی نہ رہے۔

ابو عامر کی خرافانی:

چنانچہ یہ پچاس آدمیوں کو لے کر مدینہ سے روانہ ہوا اور مکہ میں جا کر قریش کے یہاں ٹھہر گیا اور چند روز کے بعد جب ان سے خوب بے تکلفی ہو گئی تو ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھڑکانے لگا اور ابھارنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ میاں حق پر تو تم ہی لوگ ہو اور محمد تو ویسے ہی ایران توران کے قصے کہانیاں اور خرافات کہتا پھرتا ہے میری رائے تو یہ ہے کہ تم ایک دفعہ ہی اس کا پاپ کاٹ دو تاکہ ملک میں سے یہ روزمرہ کی کل کل جھک جھک بالکل ہی رفع دفع ہو جائے۔ آخر بار بار کے کہنے سننے سے قریش کے جی میں یہ بات سما گئی اور وہ جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے جب ساز و سامان مکمل ہو چکا تو وہ اپنا بہت زور و شور کا لشکر لے کر بدر کی طرف بڑھے اور یہ خود اپنے آدمیوں سمیت آگ لگا جمالو دور کھڑی کی طرح مکہ ہی میں پڑا رہا اور وہیں پڑا پڑا ان کا تماشا دیکھتا رہا آ کر وہ وہاں سے اپنے منہ کے بل کی کھا کے آئے مگر اس سے پھر ویسے کے ویسے ہی

ملتے جلتے رہے اور یہ بھی جنگ احد تک وہیں پڑا رہا اور ان سے وہی پہلی سی چلتر بازیاں
کرتا رہا اور ان کو ترغیب دیتا رہا چنانچہ جب قریش دوبارہ تیار ہو کر جنگ احد کے لئے
روانہ ہوئے تو اس وقت یہ بھی مرے مرے جی سے ان کے ساتھ ساتھ ہولیا اور اپنی
سرخروئی کے لئے ان سے یہ کہنے لگا کہ میں کیا کروں میرے بس میں تو میری قوم نہیں ہے
ورنہ میں تمہیں امداد کر کے دکھلاتا کہ ہاں اس طرح کیا کرتے ہیں اور اگر ایسا ہوتا تو بھلا
کسی کی میری قوم میں سے یہ مجال بھی نہ ہوتی کہ وہ بدر میں تمہارے سامنے آ جائے اور
اب تو یہ میری قوم کے پچاس آدمی میرے ساتھ ہیں سو یہی تمہارے پسینہ پر اپنا خون
چھڑکنے کو تیار ہیں قریش کے لوگوں نے اس لالچ میں کہ یہ ہمارا ساتھ دے گا اور ہمارا
طرفدار رہے گا اس کی سب بناوٹی باتوں پر اعتماد کیا اور کہنے لگے کہ ہاں بھائی تو ٹھیک کہتا
ہے اور ہمیں تیری ذات سے یہی امید ہے۔

رسوائی سے بچنے کے لیے مشرکین کی ایک قبیح سازش:

راوی کہتا ہے اس لشکر میں عورتوں کے ساتھ چنگ بھی تھے جن کو ہر پڑاؤ پر بجا بجا
کر اور گا گا کر وہ لوگوں کو ابھارتی تھیں اور ان کو لڑائی کے لئے طیش میں لاتی تھیں اور
زیادہ بھڑکانے کے لئے ان کو بدر کے مقتولوں کی بھی یاد دلاتی تھیں اور قریش ہر پڑاؤ
پر جہاں کہیں چشمہ ہوتا تھا اونٹ ذبح کر کر کے خوب کھاتے پیتے تھے اور بادیہ پیمائی کی
قوت حاصل کرتے تھے اور جو کچھ انکے پاس آگے پیچھے کا کھانے پینے کا سامان جمع تھا
اس سے خوب مزے اڑاتے تھے آخر اسی طرح کرتے کراتے جب مقام ابوا میں پہنچے تو
وہاں آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ میاں دیکھو تو تمہارے ساتھ زنانی
سواریاں ہیں اور اگر خدانخواستہ تمہیں شکست ہوگئی تو پھر ان کی جان تو بہت نرغہ میں
آ جائے گی اور معلوم نہیں پھر دشمن ان کی کیا کیا گت کریں گے اس لئے آؤ ہم پہلے ہی
سے اس کا بندوبست کرلیں کہ یہاں پر محمد کی ماں کی قبر ہے اس کو کھود لیں اور اس کی
ہڈیاں وغیرہ نکال کر اپنے ساتھ لے لیں اور عورتوں کی نگہداشت کی اس لئے زیادہ
ضرورت ہے کہ یہ مردوں کے لئے عزت و آبرو کی چیز ہیں پس اگر وہ تمہاری عورتوں میں

سے کسی پر قابو پالے گا اور اس کو ستائے گا تو تمہیں بھی یہ کہنے کی گنجائش رہے گی کہ دیکھ ہمارے پاس بھی تیری ماں کی پرانی ہڈیاں ہیں سو اس سے ایک تو ہماری بے آبروئی اور رسوائی کا بدلہ اتر جائے گا دوسرے یہ کہ اگر وہ اپنے خیال کے موافق اپنی ماں کے ساتھ نیکو کار ہوگا تو اپنی جان کی قسم وہ اس بات سے شرما کر ضرور اپنی ماں کی ہڈیوں کے بدلہ میں تمہاری عورتوں کے فضیحت کرنے سے درگزر کرے گا اور باز رہے گا اور اگر اس کا تمہاری عورتوں پر قابو نہ چلا تو اپنی جان کی قسم تو بھی اس کی ماں کی پرانی ہڈیاں تمہارے کام آئیں گی کیونکہ اگر وہ اپنی ماں کے ساتھ نیکو کار ہوگا تو ضرور اس کی رسوائی سے شرما کر اور گھبرا کر تم سے اس بات کی درخواست کرے گا کہ براہ کرام یہ ہڈیاں مجھے دیدو اور ان کے بدلہ میں مجھ سے جتنا چاہے مال لے لو بس پھر تم بھی اس کو خوب اچھی طرح شکنجہ میں کس دینا غرض کہ جب قریش کے عام آدمیوں کی یہ رائے ہوگئی تو ابوسفیان بن حرب نے ان سے یہ کہا کہ ابھی ذرا ٹھہر جاؤ میں قریش کے اور بڑے بوڑھوں سے بھی اس بات کو دریافت کرلوں چنانچہ یہ لوگوں سے یہ کہہ کر بڑے بڑے آدمیوں کے پاس گیا اور ان سے سارا قصہ سنا کر کہا کہ آپ لوگوں کی اس میں کیا رائے ہے انہوں نے اس بات سے بالکل انکار کیا اور اس سے یہ کہا کہ اس کارروائی کا کرنا تو درکنار اس کا تو ذکر مذکور بھی نہ کر کیونکہ قبیلہ بنوبکر اور قبیلہ بنوخزاعہ کو اگر اس کا ذرا بھی سراغ لگ گیا تو وہ ابھی ہمارے تمام مردوں کی قبریں اکھیڑ ڈالیں گے۔

قریش کے پڑاؤ کی وجہ سے مسلمانوں کے کھیتوں کی بربادی:

راوی کہتا ہے کہ قریش مکہ سے کوچ کر کے اپنی روانگی سے دسویں روز صبح کے وقت ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال کی پانچویں تاریخ کو جمعرات کے روز مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے اور اس وقت ان کے ساتھ تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے ساز و سامان سمیت تیار تھے اور جس وقت یہ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قبیلہ فرسان ان کی پیشوائی کے لئے آیا اور اس نے ان کو نہایت اعزاز و اکرام سے مقام وطا میں اتارا اور ان کی خوب خاطر و مدارات کی ادھر رسول اللہ ﷺ نے اسی جمعرات کی رات کو حضرت انس بن فضالہ اور

مونس بن فضالہ کو ان کی خیر خبر کے لئے جاسوس بنا کر مدینہ سے روانہ کیا چنانچہ وہ آپ سے رخصت ہو کر مقام عقیق میں قریش کے ساتھ جا ملے اور جب تک وہ مقام وطا میں پہنچے تب تک ان کے ساتھ ساتھ رہے پھر وہاں سے ان سے الگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو قریش کے تمام حالات سے آگاہ کیا مدینہ کے پاس ایک جنگل ہے جس کو عرض کہتے ہیں اور عرض مقام وطا اور احد پہاڑ کے درمیان میں واقع ہے مگر یہ نسبت وطا کے احد کے زیادہ متصل ہے اور اس کے جنگل کے قریب ایک اور میدان ہے جس کو آج کل عرصۃ البقل کہتے ہیں اور اس میدان میں ایک خودرو نالہ بہتا ہے اور اس میدان کا مالک تو صرف قبیلہ بنو مسلمہ اور قبیلہ بنو حارثہ اور قبیلہ بنو ظفر اور قبیلہ بنو عبدالاشہل تھا مگر اس سارے جنگل کی کاشت اور اس میدان کی صفائی نالہ تک عام مسلمانوں نے کر رکھی تھی اس جنگل کی آبپاشی اسی نالہ سے بذریعہ چرس ہوتی تھی مگر پانی بہت اوپر ہونے کی وجہ سے آب کشی میں نہایت سہولت تھی کہ اس کے چرس کو اونٹ مقام مجلس اور احد پہاڑ تک ذرا سی دیر میں کھینچ کھینچ کر لے جاتے تھے اور پھر آنا فانا میں لوٹ آتے تھے مگر پھر جب اس کا پانی نہر غابہ میں جس کو معاویہ بن ابی سفیان نے کھدوایا تھا چلا گیا تو اس میں یہ آسانی نہ رہی آخر سب کاشتکار اسی جمعرات کی رات کو اپنے اپنے اوزار زراعت اپنے گھر مدینہ میں پہنچا نے گئے تھے کہ ان کے بعد میں اچانک مشرکوں کا لشکر وہاں آ پہنچا اور انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو ان کھیتوں میں چھوڑ دیا یہ کھلے مہاران میں خوب لوٹے بیٹھے اور چلے پھرے آخر وہ سب کھیت اسی میں روندے گئے اور اسی جنگل میں اسید بن حضیر کی ملکیت کے بیس اونٹ رہا کرتے تھے جو سب کے سب جو کے کھیت کو پہنچا کرتے تھے اور ان کے علاوہ اور مسلمانوں کی بھی بہت سی چیزیں وہاں پر رہا کرتی تھیں اس لئے مسلمانوں کو اپنے اونٹوں اور چرواہوں اور کھیتی کے اوزاروں پر بہت زیادہ خطرہ تھا اور مشرکوں نے اپنے تمام جانور اسی جنگل میں چرنے کے لئے چھوڑ دیئے تھے کہ وہ شام تک چرتے چراتے پھرتے رہے جب شام ہو گئی تو انہوں نے اپنے سب جانوروں کو ایک جگہ جمع کر کے جمعہ کی رات کے لئے کھیت کاٹ کاٹ کر سب ان

جانوروں پر لا دلائے پھر جب جمعہ کے روز صبح کا وقت ہوا تو انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں اور بیلوں کو پھر کھیتوں میں چھوڑ دیا اوران کو یہاں تک چرایا کہ اس خطہ میں سبزے کا نشان تک باقی نہ رہا۔

حضورؐ کے حکم پر حبابؓ کی لشکر کفار کی جاسوسی:

پھر جب ان لوگوں نے اپنے خیمے وغیرہ سب نصب کر لئے اور سامان کھول دیئے اور اطمینان سے مقیم ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حباب بن منذر بن جموح کو انکا جائزہ لینے کے لئے ان کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ قریش کے لشکر میں جا گھسے اور ان کے آدمیوں اور اونٹوں اور گھوڑوں اور ہتھیاروں وغیرہ کا اندازہ کرنے لگے اور ادھر ادھر پھر پھرا کر سب چیزوں کو بخوبی جانچ لیا پھر وہاں سے لوٹ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چونکہ حضور نے ان کو سب سے خفیہ بھیجا تھا اور یہ تاکید کر دی تھی کہ دیکھو ان کے حالات سے مسلمانوں کو آگاہ نہ کر دینا ہاں البتہ اگر ان کی جمعیت کچھ تھوڑی ہو تو پھر خبر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اس لئے جب یہ لوٹ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو تنہائی میں ان کے تمام حالات سے مطلع کیا چنانچہ حضور نے ان سے تنہائی میں دریافت فرمایا کہ تو نے کیا کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ان کی جمعیت کا جو اندازہ لیا تو مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ کچھ کم و بیش تین ہزار ہیں اور ان کے ساتھ دو سو گھوڑے ہیں اور ایک جگہ سب زرہیں رکھی ہوئی تھیں میں نے ان کو بھی جانچا تو وہ میرے انداز میں سات سو ہوں گی آپ نے فرمایا کہ تو نے ان کے ساتھ عورتوں کو بھی دیکھا یا نہیں انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! میں نے دیکھا تھا ان کے ساتھ عورتیں بھی ہیں اور وہ اپنے ساتھ گانے بجانے کا سامان یعنی چنگ اور باجے اور طبلے وغیرہ بھی لئے ہوئے تھیں آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ مردوں کو بھڑکانے اور ابھارنے کے لئے آئی ہیں اور ان کو بدر کے مقتولوں کو یاد دلا دلا کر طیش میں لائیں گی اور جوش دلائیں گی اس کے بعد حضور نے حباب کو دوبارہ پھر تاکید فرمائی کہ خبردار ان باتوں میں سے جو مجھ سے بیان کیں ہیں ایک حرف بھی کسی دوسرے کے سامنے ذکر نہ کرنا پھر آپ نے یہ

چند کلمے پڑھے:

حسبنا الله ونعم الوكيل اللهم بك أُحُوْلُ وبك أَصُوْلُ

ہمیں اپنی طرفداری کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ سب سے بہتر طرفدار ہے اے اللہ! میری قوت تیری ہی بدولت ہے اور میری زور آوری بھی تیری ہی بدولت ہے۔"

حضرت سلمہ بن سلامہ کی کفار سے مڈھ بھیڑ:

اور اسی جمعہ کے روز یہ قصہ پیش آیا کہ حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش اتفاقاً اپنے کھیت کی طرف جا نکلے اور جب عرض جنگل کے نزدیک پہنچے تو ان کو یکایک مشرکوں کے دس سواروں کی ٹولی مل گئی انہوں نے ان کو دیکھ کر ان کی طرف گھوڑے دوڑائے یہ جان بچانے کی غرض سے بھاگ لئے اور وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے گھوڑے دوڑاتے چلے آئے یہ بھاگتے بھاگتے راستہ میں ایک پتھریلے ٹیلے پر چڑھ گئے اور اوپر کھڑے ہو کر ان کی مدافعت کرنے لگے کبھی تیر اور کبھی پتھر ان کو مارنے لگے آخر کار وہ اسی سے لاچار ہو کر وہاں سے ہٹ گئے اور یہ ان کے جانے کے بعد ٹیلے سے اتر کر پھر اپنے کھیت میں جو عرض جنگل کے قریب تھا آئے اور کھیت کے ایک کونہ میں سے اپنی تلوار اور ایک آہنی زرہ جو زمین میں دبی ہوئی تھیں کھو کر نکالیں اور ان کو لے کر جھٹ پٹ قبیلہ بنی عبدالاشہل کے پاس آئے اور اپنی قوم کو بلا کر ان سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا۔

مدینہ کا پہرہ:

راوی کہتا ہے کہ مشرکوں کا لشکر شوال کی پانچ تاریخ جمعرات کے روز آیا تھا اور شوال کی سات تاریخ کو ہفتہ کے روز سے لڑائی شروع ہو گئی تھی اور جمعہ کی رات کو قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے بڑے بڑے سردار اور سربرآوردہ آدمی جیسے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ چند آدمیوں کو ساتھ لے کر مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر رات بھر مسلح پہرا دیتے رہے کہ کہیں مشرک رات کو بے خبری میں چھاپہ نہ مار بیٹھیں اور اس رات میں مدینہ پر بھی رات بھر مسلح پہرا رہا اور اسی رات میں رسول

اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا پھر جب صبح ہوئی اور سب مسلمان جمع ہو گئے تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن صالح نے اور ان سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے اور ان سے محمود بن لبید نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا میں ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے ہوں اور میری تلوار نوک کے پاس سے ٹوٹ گئی ہے اور ایک گائے ذبح کی جارہی ہے اور میں ایک مینڈھے کے پیچھے بھاگ رہا ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس سے کیا تعبیر لی ہے آپ نے فرمایا کہ زرہ سے مدینہ مراد ہے پس تم لوگ اسی میں ٹھہرے رہو یہ تمہارے لئے زرہ کا کام دے گا اور میری تلوار کی نوک ٹوٹنے سے یہ مراد ہے کہ مجھ پر کوئی مصیبت آنے والی ہے اور گائے کے ذبح ہونے سے یہ مراد ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ آدمی شہید ہوں گے اور میرا مینڈھے کے پیچھے بھاگنا اس سے یہ مراد ہے کہ ہم انشاء اللہ مشرکوں کے سرداروں کو قتل کریں گے۔

تلوار کی نوک کی تعبیر:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عقبہ اور ان سے سعید نے اور ان سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ میری تلوار کی نوک ٹوٹنے سے یہ مراد ہے کہ میرے اہل میں سے کوئی شخص قتل ہوگا۔

مسلمانوں کی جنگی حکمت عملی اور اس میں اختلاف:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے اور ان سے عروہ نے اور ان

سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس خواب میں یہ فرمایا تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میری تلوار جھڑ گئی ہے اور مجھے یہ ناگوار گزرا پھر حضرت مسور نے اس کی خود ہی تعبیر بتلائی کہ اس سے وہ چوٹ مراد ہے جو جنگ احد میں آپ کے چہرہ میں لگ گئی تھی غرض کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ خواب اور اس کی تعبیر بیان فرما کر لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ اب تم بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے اور خود حضور کی مرضی اس خواب کی وجہ سے یہی ہوئی کہ لڑائی کے لئے مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے بلکہ یہی شہر میں سے ان کی مدافعت کی جائے اور آپ کی یہ خوشی تھی کہ اور لوگ بھی اس خواب اور اس تعبیر کی موافقت کریں اور انہیں کے بموجب عمل کریں چنانچہ آپ کے استفسار فرماتے ہی حضرت عبداللہ بن ابی آپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ کی تائید کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں بھی اپنے دشمنوں سے یہیں مدینہ میں رہ کر لڑا کرتے تھے اور یہ ترکیب کیا کرتے تھے کہ بال بچوں اور عورتوں کو ان ہی گڑھیوں میں بٹھا دیتے تھے اور ان کے پاس چھوٹے چھوٹے پتھروں کے ڈھیر لگا دیا کرتے تھے اور خدا کی قسم یہ ترکیب اس قدر کارگر ہوتی تھی کہ اکثر ایک ایک مہینے تک ہمارے بال بچے نہایت اطمینان سے وہ بے شمار پڑے ہوئے پتھر ہمارے دشمنوں کو مارتے رہتے تھے اور انکو اسی سے تنگ کرتے رہتے تھے اور ہم اس شہر مدینہ کے چاروں طرف مٹی کے تودے بھی بنا دیا کرتے تھے کہ جس سے یہ ہر طرف سے قلعہ جیسا ہو جاتا تھا بس لڑکے اور عورتیں تو ان ٹیلوں اور کوٹھوں پر سے دشمنوں پر پتھر برسایا کرتے تھے اور ہم ان سے خوب بے فکری سے گلی کوچوں میں اپنی تلواروں سے لڑا کرتے تھے اور یارسول اللہ! ہمارا یہ شہر مدینہ بالکل باکرہ لڑکی جیسا ہے کہ آج تک اس پر کسی کو دسترس نصیب نہیں ہوئی اور اس میں ہم پر کبھی کوئی آفت نہیں پہنچی اور نہ اس میں رہتے ہوئے ہمیں کبھی شکست ہوئی اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم مدینہ سے دشمن کی طرف باہر نکلے ہوں اور اس نے ہم سے شکست نہ پائی ہو اور ہزیمت نہ اٹھائی ہو اور جب کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ اس میں دشمن خود ہم پر چڑھ آیا ہے تو ہمیں نے اس پر فتح پائی ہے سو یارسول اللہ!

میری رائے تو یہی ہے کہ آپ ان مشرکوں کو بس پڑا ہی رہنے دیجئے اور ان سے خود کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کیجئے کیونکہ اگر یہ لوگ یہاں پر پڑے رہیں گے تو یہ پڑا رہنا انہیں کے حق میں منحوس ثابت ہوگا اور اگر آپ سے ناامید و محروم ہو کر لوٹ جائیں گے تو پھر کبھی ان کو فلاح و بہبودی نصیب نہ ہوگی اور یا رسول اللہ! میں آپ سے نہایت آرزومندی سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اس بات میں میری گذارش کو منظور فرما ہی لیجئے اور یقین جانئے کہ میں اس رائے اور تدبیر کا اپنے آباء و اجداد اور اکابر قوم کی طرف سے وارث ہوں کچھ اپنی طرف سے نہیں کہتا ہوں بلکہ یہ انہیں کی میراث مجھے پہنچی ہے اور وہ لوگ بڑے ہوشیار اور بڑے تجربہ کار اور جنگ کے نشیب و فراز اور اس کے داؤ گھات سے خوب واقف کار تھے لہٰذا آپ اس کو منظور فرما ہی لیجئے چونکہ رسول اللہ ﷺ کی تجویز اور مرضی تو پہلے سے یہی تھی اس لئے آپ ان کی تقریر کو سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کی تدبیر کو فوراً منظور فرما لیا اور سب اکابر صحابہ کی بھی یہی رائے ہوگئی غرض جب بالاتفاق یہ رائے پاس ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں اسی بات کا اعلان کرا دیا کہ سب لوگ یہیں مدینہ میں پناہ گزین رہیں اور بال بچوں اور عورتوں کو ٹیلوں اور کوٹھوں پر چڑھا دیں سو اگر وہ ہم پر چڑھ آئیں گے تو ہم گلی کوچوں کے مورچوں پر ان سے لڑیں گے کیونکہ گلی کوچوں سے ہم بہ نسبت ان کے زیادہ واقف کار ہیں اور ٹیلوں اور کوٹھوں پر سے لڑکے اور عورتیں ان پر پتھر برساتے رہیں گے اور اس اعلان کے ہوتے ہی فوراً بعض مسلمانوں نے تو انتظام کرنا شروع کر دیا چنانچہ مدینہ کے چاروں طرف مٹی کے ڈھیر اور تودے لگا دیئے اور دیواریں چن دیں جس سے وہ قلعہ جیسا محفوظ ہوگیا اور بعض نوجوان جو جنگ بدر میں حاضر نہیں تھے اور شہادت کی رغبت میں سرشار ہو رہے تھے۔

مسلمانوں کی مشاورت:

حضور سے یہ درخواست کرنے لگے کہ آپ ہمیں دشمنوں کے مقابلے میں میدان ہی میں لے چلیں اور یا ہمیں اجازت دیدیجئے کہ ہم خود ان پر پیش قدمی کریں اور اس پر بہت زیادہ زور دیا اور بعضے سن رسیدہ لوگوں نے جن میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور

حضرت سعد بن عبادۃ اور حضرت نعمان بن مالک بن ثعلبہ وغیرہ اور ان کے علاوہ قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج سے اور بڑے بڑے آدمی بھی شامل تھے یہ درخواست کی کہ یارسول اللہ! ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر ہم ان کے مقابلے میں میدان میں نہیں جائیں گے یا ان پر پیش قدمی نہیں کریں گے تو ان کے دل میں ہماری طرف سے یہ بات بیٹھ جائے گی کہ ہم لوگ ڈرپوک اور بزدل ہونے کی وجہ سے ان کے آگے میدان میں نہ بڑھ سکے اور اس خیال کا اثر بہت برا پڑے گا کہ ہمارے مقابلے کے لئے ان کی ہمت و جرأت ہمیشہ کے لئے بڑھ جائے گی اور پھر آئے دن ہمیں ستاتے رہیں گے سو یہاں رہ کر لڑنا ہمارے نزدیک بالکل قرین عقل نہیں اور علاوہ اس کے ایک بات یہ بھی ہے کہ جب ہم بدر میں سارے کے سارے صرف تین سو آدمی تھے اور جب بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پر فتح دی تو اب تو ماشاء اللہ ہم بہت سے آدمی ہیں سو اب اللہ تعالیٰ کیوں نہ فتح دے گا اور یارسول اللہ! ہم تو خود بہت دنوں سے اس دن کی آرزو کر رہے تھے اور اللہ سے اسی روز کی دعا مانگتے تھے سو خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری تمنا پوری کر دی اور ہمیں یہ دن دکھایا اور ہمارے دشمنوں کو خود بخود ہمارے میدان میں اور ہماری زد میں ہانک لایا سو اب ان سے درگزر کرنا اور چشم پوشی کرنا نہ چاہیے غرض کہ یہ لوگ پیش قدمی اور میدان میں جانے پر بہت زیادہ اصرار کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ اس کو پسند نہ فرماتے تھے اور آپ کو یہ بات ناگوار تھی اور ان لوگوں کے شوق کی یہ حالت تھی کہ انہوں نے سب ہتھیار اپنے اپنے بدن پر سجا رکھے تھے اور تلواروں کو سونتے ہوئے نوجوانوں کی طرح اکڑتے ہوئے پھر رہے تھے اور حضرت مالک بن سنان بن ابی سعید خدری نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ خدا کی قسم! ہمیں ان لوگوں سے لڑنے میں کسی قسم کا نقصان نہیں بلکہ ہر طرح نفع ہی نفع ہے اور ہمارے لئے دو خوبیوں میں سے ایک خوبی ضرور ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر فتح یاب کرے گا سو یہ تو ہماری مراد ہی ہے اور اس سے وہ ہمارے آگے بالکل ذلیل و خوار ہو جائیں گے اور یہ جنگ جنگ بدر کی ایک نظیر ہو جائے گی کہ جیسے وہاں ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے مارا تھا یہاں بھی اسی طرح ماریں گے اور ان میں

سے کسی کو باقی نہیں چھوڑیں گے سوائے ان لوگوں کے جو میدان سے جان بچا کر بھاگ جائیں اور یا رسول اللہ دوسری خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت نصیب کردے اور یا رسول اللہ خدا کی قسم ہمیں کچھ پروانہیں ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی ہو کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں خیر وخوبی اور بھلائی ہی بھلائی ہے۔

حضورؐ کا ردّ عمل:

راوی کہتا ہے کہ جو لوگ میدان میں جانے کی اور پیش قدمی کی خواہش کر رہے تھے ان کی نسبت ہمیں یہ خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کسی کی بات کو پھیرا ہو یا رد کیا ہو بلکہ ہر ایک کی بات پر آپ نے سکوت کیا اور خاموش رہے چنانچہ یہی رویہ دیکھ کر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس خدا پاک کی قسم کھاتا ہوں جس نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ میں آج کھانا نہ کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر نکل کر اپنی اس تلوار سے ان مشرکوں کے ساتھ نہ لڑلوں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت حمزہؓ اس قسم کی وجہ سے جمعہ کو بھی روزہ سے رہے اور ہفتہ کو بھی چنانچہ روزہ ہی کی حالت میں جا کر مشرکوں کا مقابلہ کیا اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ نے جو قبیلہ بنی سالم کے عزیز تھے حضور کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے جو خواب میں گائے ذبح ہوتے دیکھی ہے بے شک اس کی تعبیر یہی ہے کہ اس جنگ میں کچھ آپ کے صحابی شہید ہوں گے اور میں بھی انہیں شہیدوں میں سے ہوں سو اب آپ سے یہ گذارش ہے کہ بھلا آپ ہمیں جنت سے کیوں محروم رکھتے ہیں خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ وہ مجھے ضرور جنت میں داخل کرے گا حضور نے فرمایا کہ آخر کیوں داخل کرے گا انہوں نے عرض کیا کہ میں خدا اور خدا کے رسول سے محبت رکھتا ہوں اور جنگ کے روز صف میں سے نکل کر نہ بھاگوں گا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے چنانچہ یہ اسی روز شہید ہو گئے اور اسی طرح ایاس بن اوس بن عتیک نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ عبدالاشہل کی اولاد بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں جو اس سے مذبوحہ گائے سے مراد ہیں اور یا رسول اللہ ہمیں تمنا

ہے کہ ہم اس قوم میں ذبح کئے جائیں اور وہ لوگ ہمارے درمیان ذبح کئے جائیں پھر ہم تو جنت میں داخل ہوں اور وہ دوزخ میں جائیں اور یارسول اللہ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ قریش یہاں سے پھر کر اپنی قوم کے پاس جائیں اور ان سے یہ کہیں کہ ہم نے محمد کو مدینہ کے کوٹھوں اور ٹیلوں پر گھیر لیا تھا اور وہ یہ سن کر اور زیادہ ڈھیٹ اور ہٹ دھرم ہو جائیں اور اس پر بھی غور فرما لیجئے کہ انہوں نے ہمارے تمام کھیتوں کو روند ڈالا ہے سو اگر ہم ان کو اپنے جنگل سے نہ بھگائیں گے تو ہماری کھیتیاں ہرگز ہرگز سر سبز نہیں ہوں گی اور یارسول اللہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں بھی ہمارا یہی دستور رہا ہے کہ عرب کے لوگ اسی قسم کی حرص وطمع کر کے ہمارے یہاں آتے تھے اور ہم سب اپنی اپنی تلواریں سونت سونت کر ان پر جا گرتے تھے بس پھر ان کو بھگا کر ہی چھوڑتے تھے اور یارسول اللہ اب تو ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اپنے دشمنوں کو پل کی پل میں کائی کی طرح پھاڑ ڈالیں کیونکہ آپ کے طفیل سے اللہ کا ہاتھ ہمارے سروں پر ہے اور آپ ہی کے طفیل سے ہم اپنے انجام کار سے بخوبی واقف کار ہو گئے ہیں سو اب ہم اپنے گھروں میں ہرگز ہرگز محاصرہ نہ کئے جائیں گے ان کے بعد پھر اسی طرح حضرت خیثمہ ابو سعد بن خیثمہ حضور کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ ذرا میری گذارش پر غور فرمایئے وہ یہ ہے کہ قریش بدر کے بعد سے لے کر اب تک جس کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے اپنی جمعیت کا بندوبست اور فوجی قوت کو درست کرتے رہے ہیں اور انہوں نے اسی اثناء میں عرب اور ان کی رعایا کو جو قریب قریب ہر قبیلہ سے ہے اپنی سرزمین میں بلا لیا ہے غرض خوب پختگی اور زبردست تیاری کے بعد اب یہ گھوڑوں کی لگامیں تھامے اور اونٹوں کو لادے ہمارے یہاں آئے ہیں بلکہ ہمارے سروں پر آچڑھے ہیں پس اگر اب یہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے کوٹھوں میں بھی گھیر لیں گے اور یہاں سے بے محنت اور بے مشقت بہت سارا مال لے کر جائیں گے تو یہ بات ان کو ضرور ہم پر بہت دلیر کر دیگی اور ان کے ایسے حوصلے بڑھا دیگی کہ پھر ان کو ہمارے اوپر ظلم کرنے کے لئے جمعیت اور گروہ بندی کی بھی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ پھر تو ان کا ایسا

حوصلہ کھل جائے گا کہ ہم پر الگ الگ بھی آ چڑھا کریں گے اور آئے دن ہماری لوٹ مار اور مار دھاڑ کے لئے کھڑے رہا کریں گے اور آہستہ آہستہ ہمارا سب مال ومتاع اور ساز وسامان کھینچ لے جائیں گے اور ہمارے چشموں کو خراب و برباد کر دیں گے اور ہمارے داؤ گھات کے مقامات کو بالکل نیست و نابود کر دیں گے چنانچہ ابھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے کھیتوں کا انہوں نے کیا کچھ حال کیا ہے۔

شہر سے باہر مقابلہ کرنے والوں کے دلائل اور صحابہ کا شوق شہادت:

اس کے علاوہ ایک اور آفت ہے کہ ہمارے گرد و نواح کے آدمی بھی ہم پر دلیر ہو جائیں گے اور ہم سے سینہ زوری کرنے لگیں گے خصوصا جب وہ ہماری یہ حالت دیکھیں گے کہ ہم اپنے دشمنوں کے مقابلہ کرنے کے لئے گھر سے باہر بالکل قدم نہیں رکھتے تو ان کا یہ لالچ اور زیادہ بڑھ جائے گا لہذا اس وقت ہم لوگوں کو یہی مناسب ہے کہ ہم ان پر پیشقدمی کریں اور ان کو اپنی بہادری کے جوہر دکھلائیں اور دم کے دم میں ان کو اپنی کھیتی باڑی سے نکال باہر کریں اور ہمیں یہ قوی امید ہے کہ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر غالب کرے گا اور ان کو ہمارے مقابلہ میں ذلیل وخوار کر دے گا کیونکہ عادۃ اللہ ہمارے ساتھ اسی طرح جاری ہے کہ جب کوئی ہم پر ناحق اس طرح چڑھا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ ہمارے ہاتھوں سے ہی رسوا ہی کر دیتا ہے اور یہ کہ ہمارے مقدر میں اللہ کی طرف سے دوسری بات یعنی شہادت لکھی ہوگی سو وہ بھی ہماری عین مراد ہے اور دلی تمنا ہے اور جنگ بدر تو اتفاقا میرے ہاتھ سے نکل گیا ورنہ میں تو اس کا سخت امیدوار تھا اور بہت زیادہ شائق تھا چنانچہ میرے شوق کی یہ نوبت تھی کہ مجھے وہاں جانے کے بارے میں اپنے لڑکے کے ساتھ قرعہ اندازی کرنی پڑی مگر کیا کرتے جب قرعہ بھی اسی کے نام پر نکلا تو پھر مجھے لامحالہ مجبوراً یہاں رہنا پڑا اور اس کا کام بن گیا کہ اللہ نے اس کو وہاں شہادت عنایت کر دی حالانکہ میرا شوق شہادت اس سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا تھا اب میں نے اپنے لڑکے کو رات خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت پاکیزہ صورت میں جنت کی نہروں اور پھلوں میں آزادی سے جس طرف کو جی چاہے گھومتا ہوا پھر رہا ہے اور وہ مجھ سے کہتا

ہے کہ تم بھی ہمارے پاس ہی آ جاؤ بس ہم سب یہیں جنت میں عیش و آرام میں رہا کریں گے اور اللہ نے جو کچھ مجھ سے وعدہ کیا تھا میں نے اس کو ہو بہو سچا پایا اور یا رسول اللہ خدا کی قسم اس خواب کی وجہ سے آج صبح سے مجھے اس کے ساتھ جنت میں ہونے کا بے حد اشتیاق ہو رہا ہے اور یا رسول اللہ! اب تو میری عمر بھی بہت زیادہ ہو گئی ہے اور ہڈیاں بھی گھل گئی ہیں اور مجھے اپنے پروردگار کی ملاقات محبوب و مرغوب ہے اس لئے آپ بس میرے لئے اللہ سے یہی دعا کر دیجئے کہ وہ مجھے شہادت عنایت فرما دے اور جنت میں سعد کا ساتھ نصیب کرے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے ہی دعا فرمائی اور اور یہ اسی جنگ احد میں شہید ہو گئے۔

حضرت انسؓ کا شوق شہادت اور حضورؐ کا جواب:

اسی طرح حضرت انس بن قتادہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں سے لڑنے میں ہمارے لئے دو خوبیوں میں سے ایک خوبی ضرور ہے کہ یا تو ہمیں شہادت نصیب ہو گی اور یا فتح اور غنیمت ہمارے ہاتھ لگے گی غرض کہ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کی بہت خواہش دیکھی تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے اس خواب کی وجہ سے تمہاری شکست کا خطرہ ہے کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے پیش قدمی اور میدان میں جانے پر بہت ہی زیادہ اصرار کیا اور شہر میں رہ کر لڑنے پر بالکل آمادہ نہ ہوئے تو آپ نے لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھا کر وعظ فرمایا اور لڑائی میں جدوجہد کرنے کی نصیحت کی اور اس بات کی پشین گوئی کی کہ اگر تم لڑائی میں صبر و استقلال سے جم کر کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح و نصرت عنایت فرما دے گا چنانچہ جو لوگ دشمن سے برسرِ میدان مقابلہ کرنے کے اور ان پر پیش قدمی کرنے کے حامی کار اور آرزومند تھے وہ آپ کی اس خوشخبری اور میدان میں جا کر جہاد کی اجازت دیدینے سے بہت خوش ہوئے اور بہت سے صحابہ نے جن کی رائے اس کے خلاف تھی میدان میں جانے کو ناگوار سمجھا۔

مسلم لشکر کی جنگی تیاری:

پھر آپ نے سب لوگوں کو حکم دیدیا کہ دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور کمر

بستہ ہو جائیں اور جس وقت عصر کا وقت ہوا اور آپ لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی تو سب آدمی کمر بستہ اور تیار ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے حتی کہ جو لوگ مدینہ کے دور دراز محلوں میں رہنے والے تھے وہ بھی آ گئے اور عورتوں کو ٹیلوں پر چڑھا دیا اور قبیلہ بنو عمرو بن عوف اور جو لوگ ان کے شریک کار اور طرفدار تھے اور قبیلہ عبیت اور جو لوگ ان کے حامی کار تھے وہ سب کے سب ایک دم جمع ہو گئے اور سب نے اپنے اپنے بدن پر اپنے اپنے ہتھیار سجائے اور رسول اللہ ﷺ بھی تیاری کے لئے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ ساتھ اندر گئے اور دونوں نے آپ کو عمامہ اور لباس وغیرہ پہنایا اور آپ کے بدن مبارک پر سب ہتھیار سجائے ادھر باہر سب آدمی کمر بستہ ہو کر مسجد میں آپ کے حجرہ اور منبر کے درمیان صف بستہ کھڑے ہو گئے اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت سعد کی دور اندیشی:

اتنے میں اچانک ان لوگوں کے پاس حضرت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر پہنچے اور ان سے کہنے لگے کہ دیکھو تم لوگوں نے ادھر ادھر کی باتیں کہہ سن کر حضور کو زبردستی سے آپ کی مرضی کے خلاف برسرِ میدان مقابلہ کرنے پر آمادہ کیا ہے حالانکہ آپ پر سب باتیں آسمان سے اترتی ہیں اور آپ کی مرضی وہ ہوتی ہے جو خدا کی ہوتی ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ تم سب لوگ بلاچون وچرا آپ کی خوشی اور مرضی کے موافق کام کرتے مگر تم اس کے خلاف اپنی مرضی پر اڑے رہے جس سے حضور کو مجبور ہونا پڑا مگر خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب بھی یہی بہتر ہے کہ تم اس بات کو آپ ہی کو سونپ دو اور جس طرح آپ فرمادیں تم اسی طرح عمل کرو اور جس بات میں آپ کی مرضی دیکھو اس کو خوشی خوشی بسر وچشم مان لو راوی کہتا ہے کہ آدمیوں میں یہ گفت وشنید ہو ہی رہی تھی اور بعض کہتے تھے کہ بات وہی ہے جو سعد نے کہی اور بعض لوگوں نے میدان میں نکلنے کے پکے ارادہ سے اپنی زرہ وغیرہ سب پہن لی تھی اور ہتھیار سجائے تھے اور بعض لوگ میدان میں جانے کو نہایت ناگوار سمجھ رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ سے باہر دوہری زرہ پہنے ہوئے تشریف

لے آئے اور آپ کی زرہ پٹی پر سے تلوار کے تلے کے ایک تسمہ سے کسی ہوئی تھی جو آپ نے اپنے ایک غلام ابورافع کو دیدیا تھا چنانچہ یہ نسل در نسل ان کی اولاد میں رہا اور آپ تلوار بھی حمائل کئے ہوئے تھے اور عمامہ بھی باندھے ہوئے تھے چنانچہ جب آپ اس تیاری کے ساتھ لوگوں کے پاس آئے تو اس وقت آدمی اپنے کہنے سننے پر پشیمان ہونے لگے اور جن لوگوں نے میدان میں نکلنے پر اصرار کیا تھا وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہم پر کیا آفت آئی تھی کہ ہم نے آپ پر ایسی بات میں اصرار کیا جو آپ کی مرضی کے خلاف تھی اور جو بڑے بڑے آدمی ہوشیار اور تجربہ کار آپ کی مرضی کے موافق مدینہ میں رہ کر دشمنوں کی مدافعت کے حامی کار تھے وہ بھی ان کو ملامت کرنے لگے اور ندامت دینے لگے کہ یارسول اللہ! ہمیں کیا مار آئی ہے جو ہم آپ کی مخالفت کریں بس ہم کچھ نہیں کہتے سنتے جو آپ کی مرضی ہو وہ کیجئے اور ہمیں آپ پر زبردستی کرنے کا کیا حق ہے اور ہمارے سب کام اول خدا کے اور پھر آپ کے سپرد ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ میں نے پہلے تمہیں اس بات کا مشورہ دیا تھا کہ میدان میں ان کے مقابلہ کے لئے جاؤ اور شہر ہی میں رہ کر ان کی روک تھام کرو اس وقت تم نے اس بات کو سر نہیں دھرا جس سے مجھے بھی تیار ہونا پڑا سو اب تیاری کے بعد کچھ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بات نبی کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ایک دفعہ جہاد کے لئے ہتھیار بند ہو کر بلا اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کردے اپنے ہتھیاروں کو اتار ڈالے اور ان سے جہاد نہ کرے۔

ماضی کے پیغمبروں کا اندازِ جہاد:

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی دستور تھا کہ جب وہ کافروں سے جنگ کی تیاری کے لئے زرہ پہن لیتے تھے اور ہتھیار بند ہو جایا کرتے تھے تو پھر جب تک اللہ ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان بخوبی فیصلہ نہیں کر دیتے تھے تب تک ہتھیار وغیرہ نہیں اتارا کرتے تھے غرض کہ حضورؐ نے تیار ہونے کے بعد اپنے ارادہ کو ملتوی کرنے سے انکار کر دیا اور لوگوں سے خطاب کر کے کہا کہ دیکھو جس

بات کا میں تمہیں حکم دوں اس کو بخوبی تسلیم کرو اور بس اب بسم اللہ کر کے چلو اور اس بات پر خوب غور کر لو کہ جس قدر تم مستقل مزاجی اور ہمت سے جم کر کام کرو گے اسی قدر اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارا ساتھ دے گا۔

حضرت مالک بن عمرو کا انتقال:

ہم سے محمد اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یعقوب بن محمد ظفری نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ اسی جمعہ کو حضرت مالک بن عمرو نجاری کا انتقال ہو گیا تھا چنانچہ جس وقت حضور زرہ وغیرہ پہن کر روانگی کے لئے باہر تشریف لائے تو ان کا جنازہ جنازہ گاہ میں رکھا ہوا تھا سو آپ نے پہلے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی اور پھر اپنی سواری منگوا کر اس پر سوار ہوئے اور احد کی طرف روانہ ہو گئے۔

لشکر اسلام کی احد کی طرف روانگی

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسامہ بن زید نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جعل بن سراقہ نے احد کی طرف جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوگ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ کل تو قتل ہو گا اور ان کا اس بات سے دم گھٹا جاتا تھا یہ سن کر حضور نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور ان کو تسلی دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ کُل زمانہ کل نہیں کہلاتا اس کے بعد آپ نے تین بھالے طلب فرمائے اور ان سے تین جھنڈے تیار کرائے جن میں سے ایک جھنڈا تو آپ نے قبیلہ اوس کا قرار دے کر حضرت اسید بن حضیر کے ہاتھ میں دیا اور ایک جھنڈا قبیلہ خزرج کا قرار دے کر حضرت حباب بن منذر بن جموح کے ہاتھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت سعد بن عبادہ کو دیا اور ایک جھنڈا مہاجرین کا قرار پایا جو حضرت علی بن ابی طالب کو دیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت مصعب بن عمیر کے سپرد کیا گیا غرض کہ جھنڈوں کے تقسیم کرنے کے بعد آپ نے اپنی سواری طلب فرمائی اور اس پر سوار ہو گئے اور آپ کے کندھے پر ایک تیر کمان لگی ہوئی تھی اور ہاتھ میں

ایک چھوٹا نیزہ تھا جس میں پیتل کی گپتی جڑی ہوئی تھی اور سارے مسلمان ہتھیار بند تھے جن میں سے ایک سو آدمی زرہ پوش تھے جو ایک قطار میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے تھے پھر جب رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے تو دونوں سعد یعنی حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت سعد بن معاذ رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے دوڑتے ہوئے چلے اور یہ دونوں کے دونوں بھی زرہ پوش تھے اور ان کے سوا اور سب آدمی آپ کے دائیں بائیں چلے جاتے تھے۔

مقام شیخین:

چنانچہ سب اسی طرح چلتے چلتے مقام بدائع میں پہنچے اور وہاں سے مقام زقات الحسیٰ میں یہاں تک کہ مقام شیخین میں پہنچ گئے اور شیخین دو ٹیلوں کا نام ہے کہ جن پر اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں ایک اندھا بوڑھا اور ایک اندھی بڑھیا رہتی تھی اور دونوں آپس میں باتیں کیا کرتی تھی اسی وجہ سے ان دونوں ٹیلوں کا نام شیخین پڑ گیا۔

یہودیوں کا لشکر:

یہاں سے چل کر جب مقام ثنیہ میں پہنچے تو حضور کو اپنے پیچھے سے ایک شور سا ہوتا ہوا معلوم ہوا چنانچہ آپ پیچھے کو مڑ کر دیکھا تو آپ کو ایک لشکر ہتھیار بند دکھائی دیا آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے اور کیسا شور ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ لوگ یہودی ہیں اور عبداللہ بن ابی کے طرفدار ہیں ان کی حمایت کی وجہ سے ہمارے ساتھ ہماری کمک کو آرہے ہیں یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ کہیں مشرکوں سے بھی مشرکوں پر مدد لے لی جاتی ہے پھر وہاں سے آگے بڑھے اور مقام شیخین پر پہنچ کر پڑاؤ کیا اور اسی پڑاؤ میں حضور کے سامنے نو عمر لڑکے جیسے عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور اسامہ بن زید اور نعمان بن بشیر اور زید بن ارقم اور براء بن عازب اور اسید بن ظہیر اور عزابہ بن اوس اور ابو سعید خدری اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج پیش کئے گئے اور آپ نے ان سب کو دیکھ کر واپس پھیر دیا۔

حضرت رافع بن خدیج کی لشکر اسلام میں شمولیت:

حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر حضرت ظہیر بن نافع نے حضور سے میری سفارش کی اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ لڑکا تو بڑا تیرانداز ہے آپ اس کو کیوں پھیرتے ہیں بس یہ سن کر میں نے بھی ذرا تننا اور ابھرنا شروع کر دیا اور کچھ میں چرمی موزے پہنے ہوئے تھا ان سے بھی ذرا بڑا سا معلوم ہونے لگا چنانچہ حضور نے مجھے پسند فرما لیا اور میدان جنگ میں جانے کی اجازت مرحمت فرمادی پھر جب مجھے اجازت مل گئی تو سمرہ بن جندب نے اپنے مربی حضرت مری بن سنان سے جوان کی والدہ کے دوسرے شوہر بھی تھے جا کر کہا کہ اے ابا دیکھئے رسول اللہ ﷺ نے رافع بن خدیج کو تو میدان جنگ میں جانے کی اجازت دیدی ہے اور مجھے ناپسند فرما کر پھیر دیا ہے حالانکہ وہ میرے برابر کا ہے بھی نہیں کیونکہ میں اس کو کشتی میں گرا دیتا ہوں حضور نے فرمایا کہ اچھا دونوں کشتی کریں دیکھیں کون زورآور رہتا ہے' چنانچہ دونوں کی کشتی ہوئی تو سمرہ نے رافع کو گرا دیا تب حضور نے سمرہ کو بھی اجازت دیدی۔

عبداللہ بن ابی کی سازشیں:

راوی کہتا ہے کہ سمرہ کی ماں قبیلہ بنی اسد سے تھی اور عبداللہ بن ابی اپنے طرفداروں اور ساتھیوں سمیت پڑاؤ میں لشکر سے ذرا ایک طرف کو اترا تھا اور وہاں تنہائی کا موقع دیکھ کر اس کے ساتھ یہودی اور منافق اس کو طعنے تشنے دینے لگے اور کہنے لگے کہ دیکھ تو نے محمد سے اپنی رائے ظاہر کردی اور اس کی خیرخواہی کی اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ یہ میری اکیلے کی ذاتی رائے نہیں بلکہ میرے آباء واجداد کی بھی یہی رائے تھی جو اول درجہ کے فوجی آدمی تھے اور اس کام میں بڑے ہوشیار اور تجربہ کار تھے اور اول اول خود ان کی رائے بھی یہی تھی مگر باوجود ان سب باتوں کے محمد نے تیری رائے تو قبول نہ کی اور بات مانی تو کن کی مانی ان نوجوان لڑکوں کی جو اس کے ساتھ ہیں اور بالکل ناتجربہ کار ہیں بس محمد کی نظر میں تیری یہی حقیقت ہے غرض یہ کہہ سن کر وہ سب کے سب نفاق اور کینہ کی وجہ سے اس سے فرنٹ ہو گئے مگر یہ مقام شیخین کے پڑاؤ میں رات بھر اپنے ساتھیوں ہی کے

ساتھ رہا اور رسول اللہ ﷺ رات بھر لشکر کے ساتھ رہے۔

لشکر اسلام میں پہرے کا نظام:

راوی کہتا ہے کہ جب سر شام رسول اللہ ﷺ سب آدمیوں کا جائزہ لے چکے اور ان کی پیشی سے فارغ ہو چکے اور آفتاب غروب ہو گیا تو حضرت بلالؓ نے مغرب کی اذان دی اور حضورؐ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی اس کے بعد پھر عشاء کے وقت بھی حضرت بلالؓ نے عشاء کی اذان کہی اور آپ نے اپنے ساتھیوں سمیت عشاء کی نماز ادا کی اور رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی نجار میں اترے تھے اور آپ نے رات کو لشکر کا پہرہ دینے پر محمد بن مسلمہ کو پچاس جوانوں کے ساتھ مقرر فرما دیا تھا کہ لشکر کے ارد گرد گھومتے رہیں غرض کہ جب رات شروع ہو گئی اور مشرکوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اول رات سے آ کر مقام شیخین میں پڑاؤ کیا ہے تو انہوں نے بھی اس پر سواروں اور شتر سواروں کو جمع کیا اور رات کی نگہبانی اور نگرانی پر اپنے یہاں عکرمہ بن ابی جہل کو چند گھڑ سواروں سمیت مقرر کیا چنانچہ ان کے گھوڑے رات بھر ہنہناتے رہے اور ذرا آرام نہ کیا اور مشرکوں کے جاسوسوں کی ٹولیاں مقام حررہ تک جو ایک پتھریلی جگہ ہے آ کر رہ جاتی تھیں اور اس کی بلندی پر نہ چڑھ سکتی تھی سوار اس کے نیچے تک آ کر بے نیل و مرام ویسے ہی پھر جاتے تھے اور اس کے اوپر چڑھنے سے بہت زیادہ ہر ہراتے تھے کیونکہ وہاں قریب ہی حضرت محمد بن مسلمہ پچاس سوار لئے گشت کر رہے تھے۔

حضرت ذکوان کا پہرے پر تقرر:

اس رات میں ایسا بھی ہوا تھا کہ حضور نے عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ بتلاؤ آج رات کو ہماری نگہبانی کون کرے گا تو ان میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ یا رسول اللہ میں کروں گا حضور نے فرمایا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اس نے کہا ذکوان بن عبد قیس آپ نے فرمایا: اچھا بیٹھ جا۔ اس کے بعد آپ نے دوبارہ فرمایا کہ آج رات کو ہماری نگہبانی کون کرے گا تو پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ حضور میں کروں گا حضور نے پھر اس مرتبہ بھی فرمایا کہ تو کون ہے اس نے عرض کیا کہ

حضور میں ابوسبع ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جا تیسری مرتبہ آپ نے پھر فرمایا کہ بتلاؤ آج رات کو ہماری نگہبانی کون کرے گا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور میں کروں گا اس سے بھی آپ نے یہی فرمایا کہ تو کون ہے اس نے عرض کیا کہ حضور میں ابن عبد قیس ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جا اس کے بعد آپ نے تھوڑی دیر توقف کر کے فرمایا کہ تم تینوں آدمی کھڑے ہو جاؤ چنانچہ آپ کے ارشاد پر ذکوان بن عبد قیس کھڑے ہوئے آپ نے ان کو اکیلا دیکھ کر فرمایا کہ تیرے دونوں ساتھی کیا ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں تو اکیلا ہی آپ سے نگہبانی کا اقرار کر رہا تھا آپ ان سے خوش ہوئے اور دعا دے کر فرمایا کہ اچھا خدا حافظ جاؤ پہرہ دو چنانچہ انہوں نے اپنی زرہ پہنی اس پر لگائی اور ساری رات لشکر میں گشت کرتے رہے اور بعضے کہتے ہیں کہ صرف رسول اللہ ﷺ کے اردگرد گھومتے رہتے تھے اور آپ سے ایک دم جدا نہ ہوتے تھے غرض حضورؐ نے سب بندوبست کرنے کے بعد آ کر رات تک آرام فرمایا اور سوتے رہے اور جب صبح کا وقت قریب ہوا تو آپ نے بیدار ہو کر فرمایا کہ رہبر لوگ کہاں ہیں؟ اور کون شخص رہبری کرے گا کہ جوان ٹیلوں میں سے ہمیں نکال کر قریب کے راستہ سے اس قوم پر لے چلے چنانچہ یہ سن کر حضرت ابوحثمہ حارثی اٹھے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ میں لے چلوں گا اور کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت اوس بن قیظی تھے اور بعض نے کہ یہ حضرت محیصہ تھے راوی کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہوا ہے کہ یہ حضرت ابوحثمہ ہی تھے چنانچہ جب تیار ہو کر اپنی خواب گاہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے تو حضرت ابوحثمہ حضور کو قبیلہ بنی حارثہ کی طرف لے گئے پھر مقام اموال جا پہنچے یہاں تک کہ مربع بن قیظی کے احاطہ میں گذر ہوا اور مربع اندھا اور منافق تھا اس لئے جب رسول اللہ ﷺ لشکر سمیت اس کے احاطہ میں گھسے تو وہ کھڑا ہو کر سب کے سامنے مٹی اڑانے لگا اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا کہ دیکھ اگر تو واقعی خدا کا رسول ہے تو بس میرے احاطہ میں قدم نہ رکھ اس پر حضرت سعد بن زید اشہلی کو اس پر طیش آ گیا اور یہ اپنی کمان سے جوان کے ہاتھ میں تھی اس اندھے منافق کو مارنے لگے اور مارتے مارتے

اس کے سر کو ایسا زخمی کر دیا کہ خون بہنے لگا یہ معاملہ دیکھ کر قبیلہ بنی حارثہ کے بعض آدمی جو اس اندھے کے ہم خیال تھے حضرت سعد پر غصہ ہونے لگے اور کہنے لگے کہ اے بنی عبدالاشہل یہ تم لوگوں کی عداوت کی باتیں ہیں کہ ان کو تم ہمارے حق میں کبھی نہ چھوڑو گے اس پر حضرت اسید بن حضیر جھنجھلا کر کہنے لگے کہ نہیں خدا کی قسم! تم بالکل جھوٹے ہو ہماری عداوت کی باتیں نہیں بلکہ تمہارے نفاق اور خبث باطنی کی باتیں ہیں اور خدا کی قسم اگر اس معاملہ میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی مرضی اور خوشی سے لاعلمی نہ ہوتی تو میں ضرور اس مرلع اندھے کی اور اس کے ہم خیال لوگوں کی بے ساختہ گردن مار دیتا غرض وہ سب ان کے جوش وخروش کو دیکھ کر اپنا سامنہ لے کر رہ گئے اور خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے کو بڑھ گئے چلتے چلتے ایک جگہ ایسا اتفاق ہوا کہ اچانک حضرت ابو بردہ بن نیار کے گھوڑے نے اپنی دم جھلی تو وہ ان کی تلوار کے نیام پر جا پڑی اور اس میں بجھ گئی جس سے میان اس کے ساتھ کھنچا چلا آیا اور زمین پر گر پڑا اور تلوار ننگی ہو گئی حضور نے یہ دیکھ کر ان کو فرمایا کہ اے تلوار والے اپنی تلوار کو ذرا اونچی رکھ کہ پھر دق نہ ہوا اور مجھے اس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ بس اب تلواریں سونتی گئیں اور بہت زور شور سے سونتی گئیں راوی کہتا ہے کہ حضور نیک فالی کو پسند فرمایا کرتے تھے اور بدفالی سے کراہت کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے مقام شیخین سے روانگی کے وقت تو صرف ایک زرہ پہنی تھی مگر جب احد میں پہنچے تو آپ نے اس زرہ پر ایک اور دوسری زرہ پہن لی تھی اور سر پر ایک آہنی جالی ڈار ٹوپی پہن کر اس پر خود چڑھا لیا تھا اور جس وقت رسول اللہ ﷺ نے مقام شیخین سے کوچ فرمایا تھا اسی وقت مشرکوں نے بھی اپنا لشکر مقام تعبیہ کو روانہ کر دیا تھا چنانچہ ان کا لشکر اسی روز ابن عامر کی اراضی میں سے ایک مقام پر پہنچ گیا تھا ادھر حضور اسی روز مقام احد میں پہنچ گئے اور پھر وہاں سے مقام قنطرہ میں آئے تو صبح کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور یہاں سے مشرک بخوبی نظر آتے تھے چنانچہ حضور نے حضرت بلال ؓ کو اذان کا حکم دیا انہوں نے اذان دی اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت صف بستہ ہو کر صبح کی نماز ادا کی۔

عبداللہ بن ابی کی مع لشکر واپسی:

مقام سے عبداللہ بن ابی منافق اپنے لشکر کو لے کر جدا ہو گیا اور مدینہ کو واپس چل دیا اور شتر مرغ کی طرح اپنے لشکر کے آگے آگے سر اٹھائے چلا جاتا تھا کہ اتنے میں ان کے پیچھے پیچھے حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام دوڑے اور ان کو سمجھاتے ہوئے کہنے لگے کہ کمبختو! تمہیں کیا ہو گیا تم کہاں بھاگے جاتے ہو تمہیں کچھ اپنا خدا اور رسول اور دین بھی یاد ہے کہ نہیں اور تم نے بس اسی منہ سے رسول اللہ ﷺ سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم آپ کی حمایت ایسی ہی کریں گے جیسی اپنی اور اپنے بال بچوں اور اپنی عورتوں کی کرتے ہیں اس پر ابن ابی نے ان کو جواب دیا کہ میری رائے میں یہ بات مناسب نہیں ہے کہ ان کے آپس کی دھینگا مشتی اور لڑائی بھڑائی ہو اور اے ابو جابر اگر تو میرا کہنا مانے تو تو بھی ہمارے ساتھ مدینہ کو پھر چل کیونکہ جو لوگ عقلمند اور ہوشیار اور تجربہ کار ہیں وہ سب مدینہ کو پھر گئے ہیں اور یہ جو حمایت حمایت پکار رہا ہے سو ہم اس سے کب بھاگتے ہیں ہم تو اس پر ضرور تیار ہیں مگر اپنے شہر مدینہ ہی میں تو سارے جہان میں تو نہیں حالانکہ محمد نے ہماری مخالفت کی اور ہر چند ہم نے ان سے اپنی رائے بیان کی مگر انہوں نے ہمارا تو کہنا نہ مانا اور مانا تو کن کا مانا ان نوجوان لڑکوں کا جو بالکل نادان اور ناتجربہ کار ہیں اور جن پر ابھی تک جہاد واجب بھی نہیں پھر جب ابن ابی نے حضرت عبداللہ کے ساتھ لشکر کی طرف لوٹنے سے بالکل انکار ہی کر دیا اور وہ سب مدینہ کی گلیوں میں داخل ہو گئے تو حضرت عبداللہ نے ان سے کہا کہ جاؤ دور ہو جاؤ خدا تمہارا کالا منہ کرے اور تمہیں ہم سے دور ہی رکھے ہمیں تمہاری حمایت کی کچھ ضرورت نہیں بس اب عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور سارے مسلمانوں کو تمہاری حمایت سے بے نیاز و بے پرواہی کئے دیتا ہے جس سے تمہارا یہ سارا گھمنڈ رکھا رہ جائے گا مگر ان کے طعنے تشنے اور لعنت ملامت سے بھی ابن ابی کے کان پر ذرا جوں نہ چلی اور وہ ان کی باتوں کو کانوں پر ڈھالتا ہوا پیچھا کرتے چلا ہی گیا اور یہی کہتا رہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ محمد میرا تو کہنا نہ مانے اور نادان لڑکوں کا کہا کرے اور میں پھر اس کا ویسا کا ویسا ہی تابعدار رہوں۔ آخر حضرت عبداللہ ان سے مایوس

اور ناامید ہو کر وہاں سے پھرے اور دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے آ ملے چنانچہ حضور اس وقت مسلمانوں کی صف بندی کر رہے تھے اور ایسا ہوا کہ جب اس جنگ میں مسلمانوں کو ذرا صدمہ پہنچا تو ابن ابی اس کو سن کر بہت خوش ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی ہنسی اڑانے لگا کہ دیکھا ابھی محمد نے ہمارا کہنا نہ مانا اور نادان لڑکوں کی بات پر چلے تو کیا مزہ آیا۔

مجاہدین کی صف بندی:

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی صف بندی کرتے ہوئے ان میں سے پچاس آدمی تیرانداز مقام عینین کی طرف متعین فرما دیئے تھے اور ان پر حضرت عبداللہ بن جبیر کو نگران بنا دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کو نگران بنایا تھا واقدی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ان پر حضرت عبداللہ بن جبیر ہی کا نگران ہونا ثابت ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے میدان جنگ میں مسلمانوں کی صف بندی اس ہیئت سے کی تھی کہ احد پہاڑ تو لشکر کی پشت پر تھا اور مدینہ سامنے کے رخ پر تھا اور مقام عینین لشکر کے بائیں جانب کو رہ گیا تھا اور مشرکوں نے اپنے لشکر کی یہ ہیئت رکھی کہ مدینہ کو اپنے پس پشت رکھا اور احد کی طرف اپنا رخ کیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام عینین کو پس پشت رکھا تھا کہ جس سے اس کے شرقی جانب ہونے کی وجہ سے آفتاب بھی لشکر پس پشت رہ گیا تھا اور مشرکوں کا رخ شرقی جانب تھا جس سے آفتاب بھی ان کے سامنے تھا واقدی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اول ہی قول ثابت اور صحیح ہے کہ احد حضور کی پس پشت تھا اور آپ کا رخ مدینہ کی طرف تھا۔

حضورؐ کی تاکیدی نصیحت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یعقوب بن محمد ظفری نے اور سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو نے اور ان سے محمود بن عمرو بن یزید بن سکن نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ لشکر سمیت احد میں پہنچ گئے اور مشرکوں کا پڑاؤ مقام عینین میں تھا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے احد

پہاڑ کو پس پشت کر لیا تھا اور سارے لشکر کو اس بات کی تاکید کی کہ دیکھو میری اجازت کے بغیر کوئی شخص حملہ آور نہ ہونے پائے یہ سن کر عمرو بن یزید بن سکن نے کہا کہ کیا میں اپنی دیکھتی آنکھوں اپنے بیٹے کا جس کو ان مشرکوں نے بے وجہ قتل کر ڈالا ہے ان سے لڑائی بھڑائی کئے بغیر کھیت چھوڑ دوں غرض اسی اثناء میں مشرک بھی اپنی صف بندی کرنے لگے اور انہوں نے اپنے لشکر کے دائیں حصہ پر خالد بن ولید کو نگران بنایا اور بائیں حصہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کر دیا اور دو سو سواروں کے دو دستے بنا کر ان پر صفوان بن امیہ کو نگران بنایا اور بعض کہتے ہیں کہ سواروں پر عمرو بن عاص افسر تھے اور تیر اندازوں کے دستہ پر جو سو آدمی تھے عبداللہ بن ربیعہ کو نگران بنایا اور ان کا جھنڈا اس روز طلحہ بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا راوی کہتا ہے کہ ابو طلحہ کا نام اور سلسلہ نسب یہی ہے عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ان سب باتوں سے فارغ ہونے کے بعد ابوسفیان نے پکار کر کہا کہ اے بنی عبدالدار دیکھو ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ تم لوگ علمبرداری کے منصب میں ہم سب سے زیادہ حقدار ہو اور ہم کو تو چند روز کے لئے صرف بدر میں یہ علمبرداری کا منصب قوم کی طرف سے مل گیا تھا باقی تمہارے گھرانے اور خاندان میں تو یہ منصب قدیم سے چلا آ رہا ہے سو تم ذرا اس کی آبرو رکھنا اور اس کو مضبوط پکڑ لینا اور اس کی جان سے زیادہ حفاظت کرنا اگر ایسا کرو تو فبہا ورنہ ہمیں دیدو کیونکہ ہم لوگ بالکل سر بکف اور طالب موت ہیں اور تازہ تازہ خونریزی کا بدلہ لینے کو آئے ہیں جس کے گھاؤ ابھی تک جوں کے توں ہیں اور دیکھو جب جھنڈوں پر زوال آ جائے گا تو پھر لوگوں کا نہ قیام ہوگا اور نہ بقا ہوگی ابو سفیان کی یہ تقریر سن کر بنی عبدالدار اس پر بھڑک اٹھے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے جھنڈے کو تمہارے سپرد کر دیں یہ تو کبھی بھی نہ ہوگا اور باقی رہی اس کی حفاظت سو تو عنقریب دیکھ لے گا غرض ان کی تو تو میں میں دیکھ کر لشکر کے سرداروں نے جھنڈے کو طلحہ کے سپرد کر دیا جب جھنڈا بنو عبدالدار کے ہاتھ میں چلا گیا اور انہوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا تو پھر ابوسفیان پر خوب برسے اور اس کو بہت سخت سست کہا ان کی لعنت ملامت کی یہ ان کی باتیں سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اچھا دیکھو ہم اپنا دوسرا جھنڈا بنا لیتے ہیں انہوں

نے کہا: ہاں بنا لے مگر اس کو بھی ہمارے خاندان کے آدمی کے سوا کوئی اور نہیں اٹھا سکے گا اور تو اس بات کا خوب دھیان کر لے کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس کے سوا کوئی دوسری بات کبھی نہ ہوگی ادھر رسول اللہ ﷺ کا یہ حال تھا کہ آپ پاپیادہ اپنے لشکر کو صف بستہ کرتے پھر رہے تھے اور ہر شخص کو خاص خاص جگہ پر مقرر فرما رہے تھے اور اگر ذرا بھی کوئی آگے پیچھے ہوتا تھا تو اسے فرماتے تھے کہ اے فلاں تو آگے بڑھ اور اے فلاں تو پیچھے ہو جا یہاں تک کہ اگر کسی کا مونڈھا بھی باہر نکلا دیکھتے تھے تو اس کو بھی آگے پیچھے کر دیتے تھے غرض کہ آپ صفوں کو ایسا برابر سرابر کر رہے تھے کہ اگر ان سے تیر کی بھی کان نکالی جائے تو نکل سکے راوی کہتا ہے کہ جب صفیں بالکل برابر ہو چکیں تو حضورؐ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ مشرکوں کا جھنڈا کون شخص اٹھائے ہوئے ہے لوگوں نے عرض کیا کہ قبیلہ بنی عبدالدار اس پر آپ نے فرمایا کہ ہمارے آدمی ان سے وفاداری کے زیادہ اہل اور لائق ہیں اور مصعب بن عمیرؓ کہاں ہے حضرت مصعبؓ نے عرض کیا کہ حضور میں یہ رہا آپ نے فرمایا کہ اچھا جھنڈا تم اٹھاؤ چنانچہ یہ فوراً جھنڈا لے کر حضور کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

معرکہ احد سے قبل حضورؐ کا خطبہ:

اس کے بعد حضور کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور فرمایا کہ اے لوگو دیکھو! میں تمہیں اسی بات کی نصیحت کرتا ہوں جس کی اللہ نے اپنی کتاب میں مجھے نصیحت کی ہے اور وہ اس کی اطاعت میں لگنا اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں سے الگ رہنا ہے اس کے بعد تم یقین جانو کہ آج کے روز تم ایسے مقام میں ہو جس میں بڑا اجر ہے اور خیر کا ذخیرہ ہے مگر یہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا اور پھر اس ذمہ داری کے لئے اپنے نفس کو صبر و استقلال اور اطمینان و یقین اور جدوجہد اور فروحت نشاط پر جما لیا ہو کیونکہ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹنا بہت سخت دشوار ہے اس پر قائم رہنے والے بہت کم ہیں اور وہ صرف وہی ہیں جن کے راہِ حق پر قائم رہنے کو اللہ نے درست کر دیا ہے اور جو کوئی خدا کا فرمانبردار ہے اس کا خدا مددگار ہے اور جو کوئی شیطان

کا تابعدار ہے اس کا شیطان یار ہے بس اب تم جہاد پر جم کر اپنے اعمال کو درست کرلو اور
اس کے ذریعہ سے جو کچھ خدا نے تمہارے حق میں وعدہ کیا ہے اس کو خدا سے طلب کرو
اور اس طلب کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ میں تم کو حکم کرتا ہوں اس کو اپنے نفس پر لازم کرلو
اور خوب دل سے بجالاؤ کیونکہ میں تمہاری درستگی اور راست بازی کا بہت زیادہ حریص
ہوں اور دیکھو آپس میں اختلاف ڈالنا اور تنازع کرنا اور بے پروائی کرنا پستی اور
کمزوری کا موجب ہے اور ایسی باتیں خدا پسند نہیں کرتا ور نہ ایسی باتوں پر خدا نصرت اور
فتح دیتا ہے اے لوگو! اس وقت میرے دل میں ایک تازہ بات آئی ہے کہ جو شخص حرام کام
پر آمادہ اور کاربند ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نبی سے الگ کردے گا اور اس سے بیزار
ہو جائے گا اور جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ
رحمت بھیجیں گے اور جو کوئی نیک کام کرے گا مسلمان ہو یا کافر اس کی جزا خدا کے
نزدیک قرار پا جائیگی پھر خواہ وہ جلدی اسی دنیا کی زندگی میں ملے اور خواہ ذرا دیر کر
آخرت کی زندگی میں ملے اور جو کوئی خدا پر یقین لاتا ہے اور روز حشر کو برحق جانتا ہے اس
پر جمعہ کے روز جمعہ کی نماز واجب ہے مگر اس حکم سے نابالغ لڑکے اور عورتیں اور مریض
اور وہ غلام جو اپنے مالک کے قبضہ میں ہے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کہ ان کے ذمہ یہ نماز
واجب نہیں اور جو کوئی ان باتوں سے بے پروائی کرے گا اس سے خدا بھی بے پروائی
کرے گا اور خدا بڑا بے نیاز اور تعریف میں بے نظیر ہے اور مجھے کوئی کام ایسا معلوم نہیں
جس سے تمہیں دوزخ کی نزدیکی ہوتی ہو مگر میں نے اس سے تمہیں روک دیا ہے اور
واقعی میرے دل میں حضرت جبرئیلؑ نے یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جاندار اس وقت تک
ہرگز نہیں مرے گا کہ جب تک اپنا رزق پورا پورا نہیں پالے گا اور اس رزق میں اس کی
سستی سے کچھ کمی بیشی نہیں پڑے گی سو تم خوف خدا کرو اور رزق کی جستجو میں ذرا شائستگی
کام میں لاؤ یعنی حلال طریقہ سے طلب کرو اور اس کی دیر اور یر سے اس کو خدا کی نافرمانی
کے ذریعہ سے طلب کرنے پر نہ تل جاؤ یعنی حرام طریقہ سے طلب نہ کرو کیونکہ جو چیز خدا
کے پاس ہے کوئی شخص اس کو خدا کی نافرمانی کر کے نہیں پا سکتا اگر پا سکتا ہے تو صرف خدا

کی فرمانبرداری سے پاسکتا ہے اور یاد رکھو کہ خدا نے حلال حرام کو تمہارے لئے بالکل واضح کر دیا ہے ہاں البتہ ان دونوں کے درمیان میں بعض امور ایسے رہ گئے جن کی حلت وحرمت کا اکثر لوگوں کو بخوبی پتہ نہیں چلا سوائے ان لوگوں کے جو خدا کی نافرمانی سے دور رہتے ہیں سو ایسی باتوں کا یہ حکم ہے کہ جو کوئی ان سے الگ رہے گا اور ان کا مرتکب نہیں ہوگا تو وہ اپنی عزت و آبرو اور دین کو محفوظ رکھے گا اور جو کوئی ان کے اندر پڑے گا تو وہ اس چرواہے جیسا ہے جو اپنے گلے کو کسی کھیت کی باڑ کے آس پاس چرا رہا ہو اور کھیت میں گھسنے کے قریب ہو یعنی جیسا اس چرواہے کا کچھ بھروسہ نہیں کہ یہ کھیت میں نہیں گھسے گا ایسا ہی ان امور کے مرتکب کا کچھ بھروسہ نہیں کہ وہ ان میں گھس کر حرام چیزوں میں نہیں پڑے گا اور دیکھو کوئی بادشاہ ایسا نہیں جس کے کچھ حدود نہ ہوں بلکہ ہر ایک کی کچھ نہ کچھ حدود ہیں سو خبردار ہو کہ اللہ کے حدود اور خصوصیات یہی چیزیں ہیں جن سے اس نے منع کیا ہے لہذا اگر تم ان درمیانی چیزوں میں پڑ کر جو مثل باڑ اور احاطہ کے ہیں ان حرام چیزوں کے آس پاس جاؤ گے اور ارد گرد گھومو گے تو کچھ عجب نہیں کہ ایک دن بے پرواہی سے ان میں بھی پڑ جاؤ۔ سو احتیاط اسی میں ہے کہ تم سرے سے ان کے پاس بھی نہ جاؤ کہ ان حرام چیزوں سے پھر باآسانی بچے رہو اور تم میں سے ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمانوں کے نزدیک ایسا ہونے چاہئے جیسا کہ ایک سر بدن پر ہوتا ہے کہ جب سر میں ذرا بھی درد ہو جاتا ہے تو سارے اعضاء اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس کے اچھے ہونے کی فکر میں لگ جاتے ہیں سو ایسا ہی تمہیں بھی ایک دوسرے کی ہمدردی اور رفاقت میں رہنا چاہئے۔ والسلام علیکم

ابو عامر کی پکار اور لڑائی کی ابتداء:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے خالد بن رباح نے اور ان سے مطلب بن عبداللہ نے بیان کیا کہ مشرکوں میں سے جس نے اول لڑائی بھڑکائی وہ وہ ابو عامر تھا کہ اپنی قوم میں سے پچاس آدمی ساتھ لے کر میدان میں اترا اور اس کے ساتھ اکثر قریش

کے غلام تھے اور یہ خود بھی قبیلہ اوس کے ایک شخص عمرو کا غلام تھا چنانچہ اس نے میدان میں آ کر مسلمانوں کو آواز دی اور کہا کہ اے قوم خبردار ہو جاؤ میں ابو عامر ہوں مسلمانوں نے سن کر جواب دیا کہ او بدمعاش خدا تجھے غارت کرے کہ کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ بدر کے دن کو بھول جاؤ وہاں تو میں موجود نہیں تھا اس لئے تم نے قریش کو شکست دے دی تھی۔ اب یہاں میں موجود ہوں تو ذرا میرے سامنے سوچ سنبھل کر آؤ دیکھو میں تمہیں کیا مزہ چکھاتا ہوں راوی کہتا ہے کہ اس کے ساتھ مکہ والوں کے غلام ہی غلام تھے چنانچہ وہ سب مسلمانوں پر پتھر پھینکنے لگے ادھر سے مسلمان بھی ان کو پتھر مارنے لگے اور اسی طرح تھوڑی دیر تک پتھر چلتے رہے یہاں تک کہ ابو عامر اور اس کے ساتھ بھاگ نکلے اور حضرت طلحہ ان کو پکار پکار کر کہنے لگے کہ بھاگے کہاں جاتے ہو میدان میں لڑنے کو آؤ یہی راوی کہتا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قریش کے غلام میدان میں لڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ وہ لشکر کی نگرانی پر مامور تھے اور دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ سے پہلے مشرکوں کی صفوں کے سامنے ان کی عورتیں چنگ اور دائرہ وغیرہ سے گاتی بجاتی پھرتی تھیں اور پھرتی پھرتی صفوں کے پیچھے تک چلی جاتی تھیں پھر جب ان کا لشکر ہمارے بالکل قریب ہو گیا تو وہ عورتیں صفوں کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور جب کوئی شخص ان میں سے پیچھے ہٹتا اور منہ پھیرتا تھا تو یہ اس کو ابھارنا اور غیرت دلانا شروع کر دیتی تھیں اور اس کو بدر کے مقتولوں کی یاد دلاتی تھیں۔

قزمان منافق کا قصہ:

راوی کہتا ہے کہ منافقوں میں سے ایک شخص قزمان تھا اور یہ جنگ احد میں حضور کے ساتھ نہیں گیا تھا لشکر کی روانگی کے وقت ادھر ادھر ہو کر وہیں مدینہ میں رہ گیا تھا چنانچہ جب لشکر کے شام کو روانہ ہو جانے کے بعد صبح کے وقت اس کے قبیلہ بنی ظفر کی عورتوں نے اس کو مدینہ ہی میں چلتا پھرتا دیکھا تو وہ اس کو بہت غیرت دلانے لگیں اور کہنے لگیں کہ اے قزمان! سب آدمی تو احد کی طرف چلے گئے اور تو یہیں رہ گیا تجھے اپنی اس کرتوت سے شرم نہیں آتی بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو مرد نہیں بلکہ عورت ہے کہ تیری قوم

تو ساری چلی گئی اور تو گھر میں بیٹھا رہ گیا آخر وہ سب عورتیں اسی طرح اس کے پیچھے لگی رہیں یہاں تک کہ یہ دق ہو کر اپنے گھر میں گھس گیا اور وہاں سے اپنی کمان اور ترکش اور تلوار لے کر باہر نکلا اور یہ بہادری میں بہت زیادہ مشہور و معروف تھا اور دوڑتا ہوا لشکر کی طرف چلا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور جس وقت یہ حضور کے پاس پہنچا تو اس وقت حضور مسلمانوں کی صفوں کو درست کر رہے تھے یہ صفوں کے پیچھے سے گھس گھسا کے اول صف میں جا پہنچا اور آخر تک اسی صف میں شامل رہا اور مسلمانوں میں سے پہلے پہل اسی نے تیر چلانے چلانے شروع کیے اور مشرکوں پر اس قدر تیر برسائے کہ حد توڑ دی اور اس کے تیر برچھیوں جیسے لگتے تھے اور یہ تیر اندازی کے اثناء میں مارے جوش کے مست اونٹ کی طرح سے بلبلاتا تھا اس کے بعد اس نے تلوار پکڑی اور بڑے بڑے کام کیے مگر آخرکار اس نے خودکشی کر لی اور رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی سچ کر دکھائی کہ اس کی حین حیات میں جب کبھی آپ کے سامنے اس کی بہادری اور کارناموں کا تذکرہ ہوا کرتا تھا تو آپ ہمیشہ اس کی نسبت یہی فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو دوزخیوں میں سے ہے۔

قزمان کا لشکر اسلام کو غیرت دلانا:

دوران جنگ میں ایسا ہوا کہ ایک دفعہ جب مسلمان بیدل ہونے لگے اور ان کے پاؤں اکھڑنے لگے تو قزمان نے اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ میاں بھاگنے سے تو مر جانا بہتر ہے اور اے اوس کی اولاد! آج تم ذرا غیرت سے کام لو اور اپنے باپ دادا کی عزت اور آبرو پر مر مٹو اور دیکھو ایسا کرو جیسا میں کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ یہ لوگوں کو اسی طرح ابھار ابھار کر اپنی تلوار پکڑ کے مشرکوں کے ٹڈی دل لشکر میں گھس گھس جاتا تھا یہاں تک کہ لوگ اس کی نسبت آپس میں یہ کہنے لگتے تھے کہ لو بس اب کے تو وہ ضرور مارا گیا مگر یہ پھر ان میں سے نکلا چلا آتا تھا اور کہتا تھا کہ میں ظفری کا لڑکا ہوں یعنی قبیلہ بنی ظفر سے ہوں جس کی دلاوری اور بہادری زمانہ بھر پر روشن ہے چنانچہ اس نے مشرکوں میں سے سات آدمی قتل کیے اور آپ بھی زخمی ہو گیا اور کثرت زخم لگنے

کی وجہ گر پڑا اسی اثناء میں اس کے پاس کو حضرت قتادہ بن نعمان کا گذر ہوا وہ اس کو دیکھ کر اس کے پاس آئے اور اس کو آواز دی کہ اے ابوالفیداق تیرا کیا حال ہے اس نے کہا کہ کاش تو میری جگہ ہوتا تجھ کو حال معلوم ہو جاتا پھر حضرت قتادہ نے کہا کہ تجھے شہادت مبارک ہو ان کی مبارکبادی کو سن کر قزمان کہنے لگا کہ اے قتادہ خدا کی قسم! میں نے دین کے واسطے جنگ نہیں کی جو تو مجھے یہ مبارکباد دیتا ہے بلکہ میں نے تو صرف اس نظر سے کی ہے کہ اگر قریش ہمارے ہاں پہنچ جائیں گے تو ہمارے نخلستان کو تباہ و برباد کر ڈالیں گے اس کا تذکرہ اتفاقاً رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھی آ گیا کہ کسی نے کہا حضور قزمان تو زخموں سے بالکل چور چور ہو رہا ہے مگر آپ نے اس وقت بھی یہی فرمایا کہ اس کا ذکر کرتے ہو وہ تو دوزخیوں میں سے ہے چنانچہ جب اس کے زخموں نے بہت شدت پکڑی تو اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا اس کی خودکشی کا حال سن کر حضور نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی عجب قدرت ہے کہ وہ اپنے دین کی مدد کبھی بدمعاش آدمی سے بھی کرا دیتا ہے۔

حضورؐ کی جنگ کے بارے میں منصوبہ بندی:

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تیراندازوں کی جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو یہ فرمائش کی کہ دیکھو تم ہماری پچھلی جانب کی بخوبی حفاظت کرتے رہنا کیونکہ مجھے اس کا بہت اندیشہ ہے کہ کہیں دشمن ہم پر پیچھے نہ آ پڑے اور تم خوب مضبوطی سے اپنی جگہ کو پکڑے رہنا اور اس سے بالکل نہ ہٹنا اگرچہ تم ہمیں اس حال میں دیکھو کہ ہم نے انکو بھگا دیا ہے اور ان کے لشکر میں گھس گئے ہیں تو بھی تم اپنی اس جگہ کو نہ چھوڑنا اور اگر تم ہمیں یہ دیکھو کہ ہم قتل ہو گئے ہیں تب بھی تم ہماری کمک کو اور ان کو ہم سے رفع دفع کرنے کو اپنے مقام سے جدا نہ ہونا اس کے بعد پھر حضورؐ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! میں تجھے ان پر حاضر و ناظر کرتا ہوں اور فرمایا کہ دیکھو تم ان کے گھوڑوں کو چوڑے پھال کے تیروں سے مارنا کیونکہ گھوڑے تیروں کی طرف ایک دفعہ چوٹ کھا کر رخ نہیں کیا کرتے اور مشرکوں کے یہاں سواروں کے دو گروہ تھے جن میں سے دائیں رسالے پر تو خالد بن ولید افسر تھے اور بائیں پر عکرمہ بن ابی جہل تھا کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ لشکر کا

دایاں بایاں حصہ مرتب کر چکے تو آپ نے بڑا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کو عنایت فرمایا اور قبیلہ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر کو اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت سعد یا حضرت خباب کے پاس تھا اور تیر اندازوں کی جماعت لشکر کی پچھلی جانب کی حفاظت کرتے ہوئے مشرکوں پر تیر مارتے جاتے تھے چنانچہ اس سے بھگوڑے منہ پھیر کر بھاگنے لگے بعض تیر اندازوں کا بیان ہے کہ ہم اپنے تیروں کو نگاہ کرتے تھے تو جو تیر ہم ان کے سواروں پر چلاتے تھے ان میں سے کسی تیر کو ہم نے نہیں دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہو بلکہ وہ یا تو گھوڑے پر پڑا اور یا سوار کو لگا کہتے ہیں کہ مشرک سب کے سب ایک دوسرے سے مل گئے اور انہوں نے اپنے جھنڈے بردار طلحہ کو آگے کیا اور اپنی تمام صفوں کو درست کیا اور اپنی عورتوں کو مردوں کے پس پشت ان کے مونڈھوں کے قریب کھڑا کیا کہ ہند اور اس کے ساتھ جو عورتیں تھیں دائرے اور چنگ بجا بجا کر اور گا گا کے لشکر کے لوگوں کو جوش میں لاتی تھیں اور ابھارتی تھیں اور بدر کے واقعات اور حالت کو یاد دلاتی تھیں اور یہ اشعار گاتی تھیں۔

نحن بنات طارق نمشی علی النمارق

ہم طارق کی بیٹیاں ہیں اور نرم نرم فرشوں پر چلتی پھرتی ہیں۔

ان تقبلوا نعانق او تدبروا الفارق

اے لوگو! دیکھو اگر تم اس جنگ میں آگے بڑھ بڑھ کر لڑو گے تو ہم تو باہم پھر ملیں گے اور اگر پیٹھ دے دے کر بھاگو گے تو ہم تم ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔

فراق غیر وامق

اور ہمارے تمہارے درمیان میں ایسی جدائی اور فراق ہو جائے گا کہ پھر کبھی ملاقات نہ ہونے پائے گی۔

حضرت علی کی رحم دلی:

غرض کہ جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے بخوبی دوچار ہو گئے تو مشرکوں کی

طرف سے طلحہ علمبردار نے پکار کر کہا کہ تم میں سے کون شخص لڑنے کو نکلتا ہے؟ یہ سن کر ادھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا کہ کیا تو لڑنے کو نکلے گا اس نے کہا ہاں میں نکلوں گا یہ سوال وجواب ہو کر دونوں کے دونوں اپنی اپنی طرف سے دونوں صفوں کے درمیان سے باہر نکلے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ دوہری زرہ اور خود وغیرہ سب پہنے ہوئے جھنڈے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں یہ دونوں ایک دوسرے کے پاس غرا کے پہنچے اور حضرت علیؓ نے اول ہی دفعہ میں آگے بڑھ کر نہایت تیزی سے اس پر وار کیا اور اس کے سر پر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ جس سے تلوار اس کی کھوپڑی میں گھس گئی اور اس کی کھوپڑی کے دونوں جبڑوں تک دو ٹکڑے کر دیئے چنانچہ طلحہ تو زمین گر پڑا اور حضرت علیؓ اپنی صف میں پھر آئے حضرت علیؓ سے لوگوں نے کہا آپ نے اس کو ادھر میں کیوں چھوڑ دیا اور اس کا سر کیوں نہ اتار لیا حضرت علی نے جواب دیا کہ وجہ یہ ہوئی کہ جب وہ زمین گر پڑا تو اس کی شرمگاہ میرے سامنے کھل گئی اس وجہ سے مجھے اس پر ذرا ترس سا آ گیا اور میں اس کے پاس سے ویسے ہی لوٹ کر چلا اور یہ خیال ہوا کہ یہ لشکر کا سردار ہے اس لئے اسے زیادہ ذلیل نہ کرنا چاہئے علاوہ ازیں یہ بھی خیال ہوا کہ بس اب اللہ تو اس کو ہلاک کر ہی دے گا کہ اس کے کاری زخم لگا ہوا ہے میں ہی اس مرے مردے کو مارتا ہوا کیا اچھا لگوں گا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ پہلے پہل طلحہ نے حضرت علی پر وار کیا تھا مگر آپ نے اس کے وار کو اپنے سر پر روکا چنانچہ اس کا وار خالی گیا اور اس کی تلوار نے کچھ کام نہ کیا پھر حضرت علی نے اس پر حملہ کیا تو اس کی زرہ کٹی ہوئی تھی اور نیچے سے پاؤں وغیرہ سب خالی تھے چنانچہ حضرت علیؓ نے تاک کر اس کی پنڈلیوں پر وار کیا اور ایک ہی وار میں اس کے دونوں پاؤں اڑا دیئے وہ گر پڑا تو انہوں نے اس کا سر اتار لینے کا ارادہ کیا مگر وہ گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا خدا کے واسطے میرے اوپر رحم کرو اور ذرا تو ترس کھاؤ غرض حضرت علیؓ کو اس پر ترس آ گیا اور یہ اس کو جوں کا توں چھوڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلے آئے ان کے آنے کے بعد کسی اور مسلمان کا اس کے پاس کو گزر ہوا تو اس نے فوراً اس کا سر اتار لیا اور بعض نے یہی کہا ہے کہ اس کا سر بھی حضرت علیؓ نے اتارا تھا۔

حضورؐ کا اللہ کی تکبیر بلند کرنا:

جس وقت طلحہ کے قتل ہونے کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے اور تکبیر کا نعرہ مارا آپ کے نعرہ پر پھر سارے مسلمانوں نے نعرہ مارا اور جوش میں آ کر مشرکوں پر اس زور شور کا حملہ کیا کہ ان کی صفیں سب الٹ پلٹ ہو گئیں اور اس وقت تک طلحہ کے سوا اور کوئی قتل نہیں ہوا تھا اس کے بعد مشرکوں کا جھنڈا ابو شیبہ عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا اور عورتوں کے جتھہ کے آگے کھڑا ہو کر یہ شعر پڑھنے لگا۔

ان علی اهل اللواء حقا　　ان یخضب الصعدة او تندقا

علمبرداروں پر بس یہ بات لازم ہے کہ یا تو ان کا نیزہ خون میں رنگین ہو جائے اور یا پرزے پرزے ہو جائے۔

مشرکین کا قتل عام:

آخر یہ جھنڈا لئے ہوئے آگے بڑھا اور عورتیں دائرے وغیرہ بجا بجا کر اور گا گا کر لوگوں کو ابھارنے لگیں اور جوش دلانے لگیں ادھر سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے اس پر حملہ کیا اور اس کے کندھے پر ایک تلوار ایسی رسید کی کہ جس سے اس کا ہاتھ مونڈھے سمیت الگ جا پڑا اور تلوار اس کے پہلو کو چیرتی ہوئی کولھے تک پہنچ گئی کہ جس سے اس کا پھیپھڑا تک دکھائی دینے لگا پھر حضرت حمزہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ میں حاجیوں کے پانی پلانیوالے کا بیٹا ہوں۔

ابوسعید بن ابی طلحہ علمبردارِ مشرکین کا قتل:

اس کے بعد مشرکوں کے جھنڈے کو ابوسعید بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس کے ایک تیر رسید کیا جو اس کے حلق میں جا لگا اور یہ ابوسعید زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اور اس کے سر پر خود منڈھا ہوا تھا مگر خود میں جھالر نہ تھا اس لئے اس کا حلق کھلا ہوا تھا چنانچہ حضرت سعد کا تیر وہیں جا کر لگا اور اس کو چھید ڈالا جس سے اس کی زبان کتوں کی طرح باہر لٹک پڑی اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ابوسعید نے جھنڈا اٹھایا تو

عورتیں اس کے پیچھے کھڑی ہوئیں یہ شعر پڑھتی تھیں۔

ضربا بنی عبدالدار ضرب حماۃ الا دیار ضربا بکل بتار

اے عبدالدار کی اولاد! تم اپنے دشمنوں کی پیٹھوں پر تیز تلواریں اس طرح مارو جس طرح غیرت دار حمایتی مارا کرتے ہیں۔

چنانچہ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس کے تلوار ماری اور اس کا دایاں ہاتھ کٹ کر گر پڑا تو پھر اس نے جھنڈا دوسرے بائیں ہاتھ میں لے لیا میں نے اس پر بھی وار کیا اور ایک ہی ہاتھ میں اس کو بھی الگ کر ڈالا پھر اس نے جھنڈے کو اپنے دو بازو ملا کر ان میں تھام لیا اور اپنے سینہ سے لپٹا لیا جس سے وہ ذرا کبڑا سا ہو گیا حضرت سعد فرماتے ہیں کہ تب میں نے اپنی کمان کی نوک اس کی زرہ اور خود کے بیچ میں ڈال کر ایک جھٹکا مارا جس سے اس کا کود اتر آیا چنانچہ میں نے اس خود کو اسی کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے ایک تلوار ماری جس سے وہ قتل ہو گیا اس کے بعد میں اس کی زرہ وغیرہ اتارنے لگا تو اچانک سبیع بن عبد مناف چند آدمیوں سمیت وہاں آ کودا اور اس نے مجھے اس کا سامان نہ اتارنے دیا اور تمام مشرکوں میں سے اس کا سامان زرہ وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کا اور بہت عمدہ تھا کہ زرہ چوری اور چاندی سے جڑاؤ تھی اور خود و تلوار بھی نہایت نفیس تھی لیکن کیا کروں قسمت سے سبیع بیچ میں آ پڑا اس لئے وہ چیزیں میرے ہاتھ نہ لگ سکیں راوی کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات درست ہے کہ سبیع کی وجہ سے حضرت سعد کو وہ سامان نہ مل سکا اور علیٰ ہذا القیاس یہ بات بھی متفق علیہ ہے کہ ابو سعید کو حضرت سعد ہی نے قتل کیا تھا آخر جب عثمان بن ابی طلحہ بھی ختم ہو چکا تو اس کے بعد مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا چنانچہ اس پر حضرت عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے حملہ کیا اور اس کے ایک ایسا تیر رسید کیا جس سے یہ جانبر نہ ہو سکا اور تیر مار کر یہ کہتے ہوئے واپس ہو گئے کہ لے اس کا مزہ چکھ اور میں ابن افلح ہوں اور مشرک اس مسافع کو آخری وقت میں اسکی ماں سلافہ دختر سعد بن شہید کے پاس اٹھا کر لے گئے اور وہ اس وقت سب عورتوں کے ساتھ تھی تو سلافہ نے اس سے کہا کہ تجھ کو کس نے مارا ہے یہ بولا میں اور تو کچھ نہیں جانتا

ہوں مگر میں نے اس کا اتنا کہنا سنا ہے کہ لے اس کا مزہ چکھ اور میں ابن ابی افلح ہوں یہ سن کر سلافہ نے کہا کہ خدا کی قسم! بس وہ تو میرے ہی گروہ سے ہے اور بعض لوگ اس کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے یوں کہا کہ لے اس وار کو اوٹ اور میں ابن کسرہ ہوں راوی کہتا ہے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں ان حضرات عاصم وغیرہ کو لوگ بنی کسر الذہب کہتے تھے چنانچہ جب سلافہ نے اپنے لڑکے مسافع سے دریافت کیا کہ تجھے کس نے مارا ہے تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اور تو کچھ معلوم نہیں میں نے اس سے صرف اس قدر سنا ہے کہ لے اس وار کو اوٹ اور میں ابن کسرہ ہوں یہ سن کر سلافہ نے کہا کہ کسری تو خدا کی قسم! ہمارے ہی خاندان میں سے ایک شخص کا نام ہے چنانچہ اسی روز سے سلافہ نے اس بات کی نذر مانی کہ میں عاصم کی کھوپڑی میں اپنی قوم کو شراب پلاؤں گی اور خود بھی پیونگی اور جو کوئی مجھے اس کا سر لا کر دیگا تو اس کو سو اونٹ دوں گی غرض اس کے بعد اس جھنڈے کو کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھا لیا اس پر حضرت زبیر بن العوام نے حملہ کیا اور ایک ہی وار میں مار ڈالا پھر جھنڈے کو جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے اٹھایا تو اس کو حضرت طلحہ بن عبداللہ نے مار ڈالا اس کے بعد ارطاۃ بن عبد شرحبیل نے جھنڈا اٹھایا اس کو حضرت علی نے قتل کیا پھر شریح بن قارظہ نے اٹھایا واقدی کہتا ہے کہ اس کی بابت ہمیں کچھ پتہ نہیں چلا کہ اس کو کس نے مارا اس کے بعد قبیلہ بنی عبدالدار کے ایک غلام صواب نے جھنڈا اٹھایا راوی کہتا ہے کہ اس کے قاتل میں اختلاف ہے چنانچہ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ اس کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو قزمان منافق نے قتل کیا ہے اور ہمارے نزدیک قزمان کا قتل کرنا معتمد علیہ ہے واقدی کہتا ہے کہ جب قزمان صواب کے پاس پہنچا تو اس پر حملہ کیا اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں لے لیا پھر جب وہ بھی کٹ گیا تو اس نے جھنڈے کو دونوں بازو سے بغل میں دبا لیا اور ذرا سکڑ گیا اور یہ آواز دی کہ اے بنی عبدالدار دیکھو اب تو میرے ذمہ میں کوئی دھبہ نہیں رہا آ کر قزمان نے اس پر پھر آخری حملہ کیا اور اس کو بالکل قتل کر ڈالا۔

تیراندازوں کا حضورؐ کی نصیحت اور تاکید بھول جانا:

واقدی کہتے ہیں کہ صحابہ جو اس جنگ میں شریک تھے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور کسی جگہ بھی ایسی فتح نصیب نہیں کی جیسی کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کو جنگ اُحد میں نصیب کی مگر جب رسول اللہ ﷺ کی انہوں نے نافرمانی کی اور آپس میں حضور کے حکم پر لڑنے بھڑنے لگے تو بالکل کایا پلٹ ہوگئی اور معاملہ برعکس ہوگیا چنانچہ قصہ یہ ہوا کہ جب مشرکوں کے سارے علمبردار قتل ہو چکے اور وہ شکست پا کر ایسی بری طرح بھاگ نکلے کہ پیچھے کو ذرا رخ بھی نہ کرتے تھے اور ان کی عورتیں جنگ شروع ہونے سے پہلے ان سے نہایت خوش و خرم تھیں اور دائرے اور چنگ وغیرہ بجا بجا کر اور گا گا کر ان کو مست کرتی تھیں اور جب یہ میدان سے بھاگ نکلے تو پھر ایسا سما بدل گیا کہ وہی عورتیں ان کو کوس کوس کر میدان میں بلاتی تھیں راوی کہتا کہ خدا کی قسم! میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ہند اور اس کی ساتھی عورتیں سب کی سب بدحواس ہو کر پڑاؤ سے بھاگی جاتی تھیں اور کوئی چیز اپنی خواہش اور حاجت کی وہاں سے اٹھا نہ سکتی تھیں اور جب خالد رسول اللہ ﷺ کی بائیں طرف سے آتا تھا کہ کسی طرح ادھر کو موقع پا کر اپنی جان بچا کر میدان سے نکل بھاگے اور مقام سنج میں جا کر پناہ لے لے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے تیرانداز تیر مار مار کر الٹا بھگا دیتے تھے یہاں تک کہ وہ کئی مرتبہ آیا اور تیراندازوں نے اس کو یونہی بھگا دیا لیکن جب مسلمان تیراندازوں کے پاس سے آگے کو بڑھے اور رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں کے سامنے آ کر مزید تاکید کیلئے انکو فرمانے لگے کہ دیکھو خبردار تم اپنے اسی ناکہ پر کھڑے رہنا اور ہماری پشت کی نگہبانی کرتے رہنا چنانچہ اگر تم ہمیں مال غنیمت لوٹتے دیکھو تو تم اس میں ہرگز شریک نہ ہونا اور اگر تم ہمیں قتل ہوتا دیکھو تو بھی تم ہماری امداد کے لئے نہ آنا یعنی کسی حالت میں تم اپنی جگہ سے نہ سرکنا تو باوجود اس قدر مزید تاکید کے بھی انہوں نے آپ کے حکم کی مخالفت کی تو اپنے آپ سے آفت میں گرفتار ہونا اور اثناء نصرت میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا چنانچہ جب مشرک شکست پا کر بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور جس طرح چاہا ان کو قتل کیا اور میدان جنگ

سے ان کو دور بھگا دیا اور پھر ان کے ساز و سامان کی لوٹ پر مستعد ہو گئے تو اس وقت تیر اندازوں میں سے جو ایک خاص ناکہ پر ڈٹے رہنے پر مامور تھے بعض نے بعض سے کہا کہ اس جگہ جہاں کچھ نہیں ہے تم لوگ فضول کیوں کھڑے ہو کیا تم یہ بات نہیں دیکھتے ہو کہ حق تعالیٰ نے تمہارے دشمنوں کو شکست دیدی ہے اور یہ لوگ تمہارے بھائی برادران کے لشکر کو لوٹ رہے ہیں بس اب تم ہی یہاں کھڑے کیا دیکھتے ہو چلو اور مشرکوں کے لشکر میں داخل ہو کر اپنے بھائیوں کے ساتھ شامل ہو کر تم بھی مال غنیمت حاصل کرو اس پر دوسرے تیر اندازوں نے کہا کہ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اپنی پشت پناہی کے واسطے مامور اور مقرر کر رکھا ہے اور بار بار یہ تاکید فرمادی ہے کہ تم اپنے مقام سے ہرگز نہ ہٹنا یہاں تک کہ اگر ہمیں قتل ہوتے بھی دیکھو تو ہماری امداد کے واسطے نہ آنا اور اگر ہم مال غنیمت کے لوٹنے میں لگ جائیں تو بھی تم ہمارے ساتھ ہرگز شریک نہ ہونا بلکہ تم ہر حال میں ہماری پشت پر نگہبانی کرتے رہو مگر اس پر بھی ان دوسروں نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارادہ نہ تھا جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ یہ حکم تو صرف وقتی ضرورت کے لئے تھا اور اب وہ ضرورت نہیں رہی ہے کیونکہ اللہ نے مشرکوں کو ذلیل وخوار کر دیا اور ان کو شکست دیدی سو اب کیا ضرورت ہے کہ تم یہاں کھڑے فضول لوگوں کا منہ تکتے جاؤ بس اب تو لشکر میں چلو اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر خوب لوٹ مار کرو آخر کار جب لوگوں میں یہ اختلاف ہونے لگا۔

عبداللہ بن جبیر کا خطبہ:

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے جو ان لوگوں پر نگران تھے ان کو فرمائش کی اور ان کے سامنے خطبہ بیان کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جبیر اس روز سفید لباس پہنے ہوئے تھے چنانچہ خدا کی حمد وثنا کے بعد جس کا کہ وہ اہل اور سزاوار ہے اپنے ماتحت لوگوں کو خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کا حکم کیا اور ان کو اس بات کی سخت تحدید و تاکید کی کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت نہ کرنے پائے مگر باوجود ان کی تاکید کے بھی لوگوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور میدان میں لوٹ کے لئے چل دیئے البتہ ان میں

سے صرف دس آدمیوں کے قریب اپنے نگران حضرت عبداللہ بن جبیر ہی کے ساتھ رہ گئے جن میں سے ایک حضرت حارث بن انس رافع بن تھے انہوں نے بھی لوگوں سے بہت کہا کہ اے قوم! دیکھو ذرا تم اپنے وعدہ وعید کو تو یاد کرو کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا کچھ کہہ سن رکھا ہے اور تم اپنے نگران کی اطاعت کرو ان کے کہنے سے منہ نہ موڑو مگر ان لوگوں نے ان کی بھی ایک نہ مانی اور آخر کار مشرکوں کے لشکر میں لوٹ مچانے کے لئے چلے ہی گئے اس ناکہ کو خالی کر دیا اور گھوڑوں کو پہاڑ کی طرف چھوڑ گئے اور میدان میں جا کر لوٹ مچانی شروع کر دی اس وقت میدان کا نقشہ یہ ہو رہا تھا کہ مشرکوں کی صفیں سب درہم و برہم ہو گئی تھیں اور ان کے سب آدمی تتر بتر ہو گئے تھے آندھی چل رہی تھی ذرا دن چڑھا تھا پہلے سے ہوا پروا تھی اور مشرکوں کے رخ پر تھی پھر ایک دم ہوا کا رخ بدل گیا اور پروا سے پچھوا ہو گئی اور مسلمانوں کے رخ پر ہو گئی تو اس وقت مشرک سنبھل سنبھلا کر پھر لوٹ آئے اور مسلمان سب کے سب لوٹ مچانے میں بے حد مشغول تھے مگر عین لوٹ مچانے کے وقت یہ نقشہ بالکل ردوبدل ہو گیا اور ایک آن کی آن میں ایسی کایا پلٹ ہو گئی کہ جو بیان سے باہر ہے۔

قسطاس ؓ کا اس افسوسناک واقعہ کے بارے میں بیان:

چنانچہ صفوان بن امیہ کے ایک غلام قسطاس کا جو آخر میں بوجہ احسن مسلمان ہو گیا تھا بیان ہے کہ میں اس وقت تک صفوان کا مملوک تھا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جو لشکر کے ساز و سامان وغیرہ کی نگرانی کے لئے پڑاؤ میں رہ گئے تھے اور اس جنگ میں غلاموں میں سے صرف دو شخص ایک تو وحشی اور ایک صواب جو بنی عبدالدار کے غلام تھے لڑائی میں شریک ہوئے تھے باقی سب اسباب وغیرہ کی نگرانی کرتے رہے چنانچہ ان سب نے اس کی ہدایت کے بموجب ہمیں سب کو وہیں چھوڑ دیا اور ہم نے سب متفرق اسباب کو ایک جگہ جمع کر دیا اور اونٹوں کو باندھ دیا اور قوم دو حصے ہو کر ایک دایاں اور ایک بایاں لڑنے کو میدان میں چل پڑی تب ہم نے اس سارے سامان کو ڈھک دیا اور اس وقت تک گھمسان کی لڑائی نہیں ہو رہی تھی بلکہ یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کی امداد کو جاتے تھے

چنانچہ تھوڑے عرصہ تک وہ لوگ اسی طرح جنگ کرتے رہے پھر اچانک ہمارے آدمی شکست پا کر بھاگنے لگے اور رسول اللہ علیہ کے ساتھی پڑاؤ میں آ گھسے ہم سب وہیں موجود تھے انہوں نے جھٹ سے ہمیں گھیر لیا اور گرفتار کرلیا۔ چنانچہ انہیں گرفتاروں میں میں بھی موجود تھا اس کے بعد انہوں نے پڑاؤ میں خوب دل کھول کر لوٹ مچائی کی اسی اثناء میں ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ صفوان کا مال کہاں ہے؟ میں نے کہا صاحب وہ مال تو کچھ نہیں لایا تھا جو یہاں موجود ہوتا البتہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں ساتھ لایا تھا جو سب اسی سامان میں موجود ہیں بس پھر وہ الگ ہو کر مجھے گھسیٹنے لگا وہاں تک کہ میں نے ہار کر وہ سب اس کا مال گٹھری سے نکال کر اس کے حوالہ کردیا جو ڈیڑھ سو مثقال کی مالیت کا تھا اور جس وقت ہمارے آدمی بھاگ گئے تھے اور ہم ان سے بالکل مایوس ہو چکے تھے اور عورتیں بھاگ بھاگ کر ادھر ادھر کہیں کہیں گوشوں میں چھپ گئیں تھیں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ان کی تاک میں لگے ہوئے تھے اس طرح چھپ چھپا کر ان کی دست و برد سے مامون ہوگئیں تھیں اور ہمارے سارے مال واسباب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تھا اور ہم اپنی گرفتاری کی حالت میں مبتلا تھے تو میں نے اچانک اپنے سواروں کو دیکھا کہ وہ بیدھڑک چلے آتے ہیں اور پڑاؤ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس وقت مسلمانوں میں سے کوئی شخص ان کی روک تھام کرنے والا نہ تھا کیونکہ وہ سب مورچے اور ناکے جن پر تیرانداز مقرر تھے خالی پڑے تھے اور تیراندازوں کو خالی پڑا چھوڑ کر لوٹنے کے لئے پڑاؤ میں گھس آئے تھے اور لوٹ مچائی میں بے سدھ ہو رہے تھے چنانچہ میں دیکھ رہا تھا کہ انہوں نے اپنی کمانیں اور اپنے ترکش تو بغلوں میں دبا رکھے تھے اور جو لوگ ہم میں سے قید ہو گئے تھے وہ سب بھی ان سے چھوٹ چھوٹ کر پڑاؤ میں آ گئے اور وہ صفوان بن امیہ کی چاندی جو مجھ سے ایک مسلمان نے زبردستی سے لے لی تھی وہ بھی ہمیں وہیں مل گئی اس کے بعد دیکھتا کیا ہوں کہ ایک مسلمان صفوان کو لپٹ گیا اور اس کو دبا بیٹھا جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ بس اب وہ مرا چاہتا ہے آخر میں جلدی سے اس کو چھڑانے کو دوڑا اور جس وقت اس کے پاس پہنچا تو اس وقت اس میں کچھ کچھ جان باقی تھی میرے پاس

اس وقت اتفاق سے ایک خنجر موجود تھا بس میں نے اس سے مسلمان کو ایک طرف سے گھائل کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر گر پڑا پھر میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص تھا کسی نے کہا کہ یہ قبیلہ بنی ساعدہ کا کوئی آدمی تھا اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی توفیق دیدی اور میں مسلمان ہو گیا۔

مال غنیمت کا حال:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے عمر بن حکم نے بیان کیا کہ جس وقت ہمیں مشرکوں نے گھیر لیا اور وہ اچانک ہم پر آ پڑے تو ہمیں معلوم نہیں کہ پھر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے جو کچھ اس کو اس لوٹ مار میں سے ہاتھ لگا تھا اس میں سے کچھ اپنے ساتھ لے کر آیا ہو بلکہ سب کا سب وہیں چھوڑ کر بھاگ آئے تھے البتہ دو شخص اپنی اپنی لوٹی ہوئی چیز ضرور اپنے ساتھ لے کر آئے تھے ایک تو عاصم بن ثابت بن ابی افلح کہ ایک کمر بند جوان کو پڑاؤ میں سے ملا تھا لے آئے تھے اس میں پچاس اشرفیاں تھیں اور انہوں نے اس کو اپنے کپڑوں کے نیچے کولہوں پر باندھ رکھا تھا اور دوسرے عباد بن بشیر کہ وہ ایک تھیلی لائے تھے اس میں تیرہ مثقال خالص سونا تھا اور انہوں نے اس کو اپنی قمیض کی جیب میں ڈال لیا تھا جس پر ایک اور قمیض تھی اور ان دونوں کے اوپر ایک زرہ پہنے ہوئے تھے اور اس تھیلی کو ان سب کے درمیان میں کر کے خوب مضبوط باندھ لیا تھا چنانچہ ان دونوں صاحبوں نے اس مال کو بجنسہ وہیں احد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا مگر حضور نے نہ اس مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ خود لیا اور نہ کسی اور کو اس میں سے کچھ دلا کر اس کو کم کرایا بلکہ بعینہ انہیں دونوں صاحبوں کو واپس دیدیا۔

خالد بن ولید کی جنگی عقل مندی:

ہم سے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد بزار رضی اللہ عنہ نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی جوہری نے اور ان سے ابو عمر محمد بن عباس نے اور ان سے عبدالوہاب بن ابی

حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے رافع بن خدیج
نے بیان کیا کہ جب تیر اندازوں کی جماعت اپنے مقررہ مقام سے جدا ہوگئی اور چلی گئی
اور جو باقی رہ گیا سورہ گیا تو خالد بن ولید نے دیکھا کہ یہ گھاٹی خالی پڑی ہے اور اس پر
بہت کم آدمی رہ گئے ہیں تو وہ سواروں کو لے کر ادھر سے حملہ کر بیٹھا اور عکرمہ بھی سواروں
کو لے کر اس کے ساتھ ہولیا چنانچہ دونوں کے دونوں سواروں سمیت پہلے تو اس مقام پر
پہنچے جہاں کچھ تیر انداز باقی تھے اور اکثر وہاں سے چلے آئے تھے اور ان پر حملہ کیا انہوں
نے بھی ان کے تیر مارنے شروع کئے اور وہ ہی غالب رہے اور حضرت عبداللہ بن جبیر
نے جو تیر اندازوں پر افسر تھے ان مشرکوں پر اتنی تیر باری کی کہ ان کا ترکش بھی تیروں
سے خالی ہوگیا اس کے بعد انہوں نے نیزہ بازی کی یہاں تک کہ ان کا نیزہ بھی ٹوٹ گیا
پھر اپنی تلوار کا میان توڑ پھینکا اور تلوار سے لڑنے لگے یہاں تک کہ آخر کار خود بھی شہید ہو
گئے یہ رنگ دیکھ کر جعال بن سراقہ اور ابو بردہ بن نیار وہاں سے چل دیئے اور یہ دونوں
حضرت عبداللہ بن جبیر کے شہید ہونے تک وہیں موجود تھے مگر جب سب آدمی وہاں
سے چلے آئے تو آخر میں یہ دونوں بھی چل دیئے اور اپنی جماعت میں آملے اس وقت
مشرکوں کا گروہ گھوڑوں پر سوار تھا اور نہایت زبردست تھا آخر جب ان کے حملہ سے
ہماری صفیں الٹ پلٹ ہوگئیں تو شیطان جعال بن سراقہ کی صورت بن کر پکارنے لگا کہ
محمد تو قتل ہوگیا اور اسی طرح تین بار چیخ ماری چونکہ شیطان نے جعال بن سراقہ کی صورت
بنا کر آواز دی تھی اس لئے وہ اس روز بڑے مخمصہ میں پھنس گئے حالانکہ وہ بیچارے
مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکوں سے بڑے زور و شور کی جنگ کر رہے تھے بلکہ خاص
حضرت ابو بردہ بن نیار اور حضرت خوات بن جبیر کے پہلو میں موجود تھے۔

حضورؐ کے قتل (نعوذ باللہ) کی افواہ:

راوی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم نے ایسی جلد تر فتح پلٹتے ہوئے کسی کی نہیں دیکھی
جیسی مشرکوں کی فتح ہم پر کہ اک آن کی آن میں پلٹ آئی غرض کہ سب مسلمان جعال
بن سراقہ پر مارنے کو چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اس نے چیخ مار کر کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ

قتل ہو گئے ہیں انہوں نے بہت انکار کیا مگران کی مانتا کون تھا؟ آخر کار پھران کے لئے حضرت خوات اور حضرت ابو بردہ نے اس بات کی شہادت دی کہ جس وقت وہ پکارنے والا پکار رہا تھا تو وہ اس وقت یہ جعال بن سراقہ ہم دونوں کے پہلو میں موجود تھے اور وہ پکارنے والا کوئی اور تھا۔ حضرت رافع بن خدیج راوی فرماتے ہیں کہ ان کے بعد میں نے بھی اسی کی گواہی دی اور فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ اپنی نفسانیت اور رسول اللہ ﷺ کی معصیت میں مبتلا ہو کر اپنے اپنے ناکوں اور مورچوں سے ہٹ کر مشرکوں کے پڑاؤ میں آ گھسے اور ہمیں غافل پا کر وہ لوگ ہم پر آ کودے اور بری طرح مار دھاڑ ہونے لگی تو مسلمان بے اوسان اور بدحواس ہو کر مشرکوں میں خلط ملط ہو گئے اور ایسے حواس باختہ ہوئے کہ اپنے پرائے کی ان کو کچھ خبر نہ رہی اور آپس میں ایک دوسرے ہی کو عجلت اور دہشت کی وجہ سے قتل کرنے لگے جو سامنے آ جاتا تھا گھبراہٹ کی وجہ سے اس کو پہچانتے نہ تھے کہ کون ہے اور جھٹ سے اسی پر وار کر بیٹھتے تھے چنانچہ اس روز حضرت اسید بن حضیر کے دو زخم لگے جن میں سے ایک تو حضرت ابو بردہ کے ہاتھ سے لگا کہ انہوں نے لاعلمی میں ان کے اوپر وار کر کے کہا کہ لے اس کا مزہ چکھ اور دیکھ میں ایک انصاری لڑکا ہوں اسی طرح اس ردو بدل میں حضرت ابوزغنہ آگے بڑھے اور حضرت ابو بردہ کو دشمن سمجھ کر ان پر دو وار کئے اور کہنے لگے کہ یہ وار اوٹ اور میں ابوزغنہ ہوں وار کرتے وقت تو حضرت ابو بردہ کو کچھ پتہ نہیں چلا تھا کہ کس نے وار کئے ہیں مگر جب ان کی آواز سنی تو ان کو پہچان لیا آخر جب یہ شور وغل رفع دفع ہو گیا اور حضرت ابو بردہ کی حضرت ابوزغنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے شکایت کی کہ دیکھو تم نے میرے ساتھ کیا کیا حضرت ابوزغنہ نے ان سے کہا کہ تم نے بھی تو نادانستہ حضرت اسید بن حضیر پر وار کر دیا تھا مجھ سے بھی غلطی میں ایسا ہو گیا تو کیا مضائقہ ہے اور یہ جو کچھ بھی ہوا سب فی سبیل اللہ ہوا سو اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا آخر اس کا ذکر پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی ہوا تو آپ نے بھی یہی فرمایا یہ سب اللہ ہی کے راستہ میں محسوب ہے اور اے ابو بردہ تیرے لئے اس کا ایسا ہی ثواب ہے جیسا تجھے کوئی مشرک مارتا اور اس کا ثواب ہوتا یہاں تک کہ

اگر کوئی اسی طرح انجان پن میں قتل ہو گیا ہوگا تو وہ بھی شہید شمار کیا جائے گا۔

دو بوڑھے صحابیوں کا جوش اور شہادت:

راوی کہتا ہے اسی ہلچل میں یہ قصہ بھی پیش آیا کہ حضرت یمان جن کو حسیل بن جابر کہتے ہیں اور حضرت رفاعہ بن وقش یہ دونوں بزرگ جو بہت بوڑھے تھے مدینہ کے ٹیلوں اور کوٹھوں پر عورتوں کے ساتھ چڑھا دیئے گئے تھے چنانچہ ان کو وہیں چڑھے چڑھے کچھ جوش سا آ گیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کمبخت ہم تم یہاں دنیا میں کوئی ہمیشہ تو بیٹھے ہی نہیں رہیں گے بلکہ اللہ کی قسم ہم تم تو بس آج کل کے مہمان ہیں اور ہماری تمہاری زندگی کی تو صرف ایک آدھ گھڑی باقی ہے سو کیا اچھا ہو کہ ہم اپنی تلواریں لے کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل کر احد میں تھوڑے سے دن سے بھی مل جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہ دونوں مدینہ سے مشورہ کر کے چل دیئے اور احد میں پہنچ گئے مگر حشر یہ ہوا کہ حضرت رفاعہ کو تو مشرکوں نے قتل کر ڈالا۔

مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے ہی ساتھی کا قتل:

حضرت حسیل بن جابر پر اسی ہلچل اور خلط ملط میں کہ مسلمانوں کی تلوار بیدھڑک چل رہی تھی مسلمانوں کی تلوار نادانستہ جا پڑی حضرت حذیفہ ان کے صاحبزادے یہ دیکھ کر بہت شور و شغب کرتے رہے کہ ارے یہ تو میرا باپ ہے میرا باپ ہے مگر اس تہلکہ میں ان کی کسی نے نہ سنی یہاں تک کہ حضرت حسیل قتل ہی ہو گئے آخر حضرت حذیفہ نے اپنے والد کے قتل کے بعد صبر کیا اور کہنے لگے کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اے مسلمانو! خدا تمہیں معاف کرے بے شک وہی سب سے زیادہ معاف کرنے والا ہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس نے میرے باپ کے درجات اور بھلائی کو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ ہی کیا ہے اس کے بعد جب حضور کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حکم کیا کہ حذیفہ کو اس کے باپ کے خون کے بدلہ میں پورا خون بہا دیا جائے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ حضرت حسیل صرف حضرت عتبہ بن مسعود کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تھے بہر صورت حضرت حذیفہ نے اپنے باپ کا خون بہا نہیں لیا اور سارے مسلمانوں پر معاف کر دیا اور اسی روز

حضرت حباب بن منذر بن جموح نے چیخ مار کر کہا کہ اے سلمہ کی بہادر اولاد! تم ''لبیک داعی اللہ لبیک داعی اللہ'' ''یعنی اے اللہ کے رسول ہم آپ پر جان قربان کرنے کے لئے حاضر ہیں اے اللہ کے رسول ہم آپ پر جان قربان کرنے کے لئے حاضر ہیں۔'' یہ کہتے ہوئے یکبارگی آگے کو بڑھے اور اسی روز حضرت جبار بن صخر نے نادانستہ انہیں حضرت حباب بن منذر کے سر پر ایک زبردست چوٹ کی آخر جب اس ہلچل میں کئی مسلمانوں کا مسلمانوں ہی کے ہاتھوں قتل ہو چکا تو پھر مسلمانوں نے اپنے آدمیوں کی پہچان کے لئے امت امت کہہ کر پکارنا نشانی قرار دی کہ اس لفظ سے اپنے پرائے مسلمان اور غیر مسلمان کی پہچان ہو سکے تب کہیں خدا خدا کر کے آپس میں ایک دوسرے کی مار دھاڑ سے رکی۔

جنگ احد میں فرشتوں کی شرکت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے زبیر بن سعد نے اور ان سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کو دے رکھا تھا جب یہ شہید ہو گئے تو ایک فرشتہ نے ان کی شکل میں ہو کر اس جھنڈے کو اٹھا لیا مگر کسی کو اس کا پتہ نہ چلا لیکن جب شام کے وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اے مصعب آگے کو بڑھ تو اس وقت اس فرشتہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ میں مصعب نہیں ہوں تب حضور نے پہچانا کہ یہ فرشتہ ہے اور ہماری کمک کے لئے آیا ہے واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو معشر کو بھی اسی طرح کہتے سنا ہے۔

اللہ کی غیبی امداد:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبیدہ اخت رنایل نے اور ان سے عائشہ دختر سعد نے اور ان سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ احد کے روز اس ہلچل میں میں اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا کہ میں تیر چلا رہا ہوں اور ایک شخص بہت سرخ و سفید اور خوب صورت میرے

تیر کو میری ہی طرف پھیر دیتا ہے مگر میری پہچان میں نہیں آتا ہے کہ کون ہے غرض اسی طرح دیر تک ہوتا رہا تو مجھے خیال ہوا کہ او ہو یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابراہیم بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے اور ان سے سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ میں نے دو شخصوں کو سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھا کہ ایک تو ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بازو پر کھڑا ہے اور دوسرا بائیں بازو پر کھڑا ہے اور دونوں بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں اور میں نے ان کو اس دن سے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالملک بن سلیم نے اور ان سے قطن بن وہب نے اور ان سے عبید بن عمیر نے بیان کیا کہ جب قریش جنگ احد سے جیت کر مکہ کی طرف واپس پھرے ہیں تو وہ اپنی محفلوں اور مجلسوں میں اپنی فتحیابی کی باتیں کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ معلوم نہیں کیا بات ہے ہم نے وہ ابلق گھوڑے اور سرخ و سفید خوبصورت آدمی جو جنگ بدر میں دیکھے تھے اس جنگ میں نہیں دیکھے حضرت عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں فرشتے لڑائی میں شامل نہیں ہوئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے عبدالمجید بن سہیل نے اور ان سے عمر بن حکم نے بیان کیا کہ جنگ احد میں ایک فرشتہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی تائید اور امداد نہیں کی ہاں البتہ بدر کے روز آپ کی مدد کے لئے فرشتوں کا لشکر ضرور آیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن خدیج نے اور ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے عکرمہ نے بھی ایسا ہی بیان کیا کہ احد میں واقعی فرشتوں نے کچھ امداد نہیں کی تھی۔ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے معمر بن راشد نے اور ان سے

ابن ابی نجیح نے اوران سے مجاہد نے بیان کیا کہ جنگ احد میں فرشتے حاضر تو ضرور ہوئے تھے مگر لڑائی میں بالکل شریک نہیں ہوئے۔

احد میں فرشتوں کی شرکت پر اختلاف:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے سفیان بن سعید نے اوران سے عبداللہ بن عثمان نے اوران سے مجاہد نے بیان کیا کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کہیں جنگ نہیں کی۔ ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی سبرہ نے اوران سے ثور بن زید نے اوران سے ابی الغیث نے اوران سے ابوہریرہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ دیکھو اگر تم میدان جنگ میں صبر واستقلال سے کام کرو گے تو ہم تمہاری ضرور فرشتوں سے مدد کریں گے مگر جب مسلمانوں نے اس کے خلاف کیا اور وہ ناکوں اور مورچوں پر سے ہٹ گئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی امداد نہیں کی اور فرشتے لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے۔

شیطان کا حضورؐ کے قتل کی افواہ کا مقصد:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یعقوب بن محمد بن ابی صصعہ نے اوران سے موسیٰ بن ضمرہ بن سعید نے اوران سے ان کے والد نے اوران سے ابوبشیر مازنی نے بیان کیا کہ جس وقت شیطان نے ایک گھاٹی میں سے پکارا کہ محمد قتل ہو گئے ہیں تو اس بات سے اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ مسلمان اپنی نافرمانی پر پشیمان اور نادم ہوں اور پریشان ہو کر ذرا ادھر ادھر تتر بتر ہو جائیں اور ذرا پہاڑ میں دھکے کھائیں تا کہ ان کو اپنی حکم عدولی کا مزہ معلوم ہو اور پھر آئندہ ایسی حرکت نہ کریں چنانچہ جب یہ ارادۂ خداوندی پورا ہو چکا اور اللہ نے مسلمانوں کے دلوں سے رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی بے چینی کو رفو چکر کرنا چاہا تو یوں ہوا کہ سب سے پہلے مسلمانوں کو حضور کی سلامتی کی خوش خبری کعب بن مالک نے دی چنانچہ کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھ کر چیخنا شروع کر دیا کہ ارے رسول

اللہ ﷺ تو یہ صحیح سلامت موجود ہیں تم کس مغالطہ میں پڑے ہو اور رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر میری طرف اشارہ کر رہے تھے کہ تو چپ رہ۔

حضورؐ کی سلامتی اور حضرت کعبؓ کی جانثاری:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن شیبہ بن عمرو بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اوران سے عمیر دختر عبیداللہ بن کعب بن مالک نے اوران سے انکے والد نے اوران سے کعب بن بیان کیا کہ جب مسلمانوں نے آپ کے حکم سے روگردانی کی گھاٹیوں اور مورچوں الگ ہٹ گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی بے چینی میں مبتلا ہو گئے تھے تو سب سے پہلے میں نے ہی حضور کو پہچان کر مسلمانوں کو خوشخبری دی تھی کہ حضور تو زندہ اور صحیح وسالم ہیں اور حضرت کعب فرماتے ہیں کہ میں اس وقت ایک گھاٹی میں تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب کو اپنے پاس بلایا تھا اوران کی زرہ لے کر آپ پہن لی تھی اور وہ زرہ یا تو کل کی کل مسی تھی اور یا اس کا کچھ حصہ مسی تھا اور کچھ حصہ غیر مسی تھا اور حضور نے اپنی زرہ اتار دی تھی جس کو حضرت کعب نے پہن لیا تھا اور اس روز حضرت کعب نے بڑے زور شور سے لڑائی کی جس سے زخمی بھی ہو گئے یہاں تک کہ ان کے ستر زخم لگے تھے۔

حضورؐ کی شہادت کی افواہ:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے معمر بن راشد نے اوران سے زہری نے اوران سے ابن کعب بن مالک نے اوران سے انکے والد نے بیان کیا کہ احد کے روز سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو میں نے پہچانا تھا چنانچہ میں آپ کے آہنی ٹوپ کے نیچے سے آپ کی آنکھیں پہچان کر یہ آواز دی کہ اے قبیلہ انصار کی جماعت تم خوش ہو جاؤ دیکھو رسول اللہ ﷺ تو یہ موجود ہیں اور حضور نے میری چیخ پکار سن کر میری طرف اشارہ کیا کہ چپ رہ۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی

نے اوران سے ابن ابی سبرہ نے اوران سے خالد بن رباح نے اوران سے اعرج نے بیان کیا کہ جب شیطان نے چیخ ماری کہ محمد تو قتل ہو گیا ہے تو ابوسفیان نے یہ سن کر کہا کہ اے قریش کے گروہ! تم میں سے محمد کو کس نے قتل کیا ہے چنانچہ ان میں سے ابن قمیہ نے کہا کہ اس کو تو میں نے قتل کیا ہے ابوسفیان اس پر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ دیکھ اگر واقعی تو نے اس کو قتل کیا ہوگا تو میں تیرے ہاتھ میں کڑے ڈلوادوں گا جیسے کہ عجم کے سردار اپنے دلاوروں اور بہادروں کے ڈلوادیا کرتے ہیں۔

چنانچہ یہ کہہ کر ابوسفیان ایک شخص ابو عامر فاسق کو اپنے ساتھ لے کر میدان کارزار میں رسول اللہ ﷺ کی لاش کو تلاش کرتا ہوا پھرنے لگا اور اسی اثناء میں اس کا گزر حضرت خارجہ بن زید بن ابی زبیر کے لاشہ پر ہوا ابو عامر نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ اے ابوسفیان تجھے معلوم بھی ہے کہ یہ مقتول کون ہے اس نے کہا مجھے تو معلوم نہیں اس پر اس نے ابوسفیان کو بتلایا کہ یہ خارجہ بن زید بن ابی زہیر خزرجی ہے اور یہ قبیلہ بنی حارث بن خزرج کا سردار ہے اس کے بعد اس کا گزر حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ کی لاش پر ہوا جو حضرت خارجہ کی لاش کے برابر ہی پڑی تھی ابو عامر نے کہا کہ یہ ابن قوقل ہے جو خانہ کعبہ کے شرفاء میں سے تھا اس کے بعد اس کا گذر ذکوان بن عبد قیس کی لاش پر ہوا ابو عامر نے کہا کہ یہ بھی اس قوم کے سرداروں میں سے ہے اس کے بعد اس کا گذر اسی ابو عامر کے لڑکے مسمی حنظلہ کی لاش پر ہوا وہاں ابوسفیان نے خود اس سے دریافت کیا کہ ابو عامر یہ کون ہے؟ ابو عامر نے کہا کہ یہاں پر جتنے آدمی موجود ہیں میرے نزدیک یہ ان سب سے زیادہ عزیز تر اور بہتر و برتر ہے یہ حنظلہ بن ابی عامر ہے یعنی میرا لڑکا حنظلہ ہے پھر ابوسفیان کہنے لگا کہ کیا بات ہے ہمیں محمد کی لاش کہیں نظر نہیں پڑتی اگر ان کو قتل کیا ہوتا تو ضرور ہم ان کو دیکھتے بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن قمیہ جھوٹ کہتا ہے اس کے بعد اس کی ملاقات اسی دوران میں خالد بن ولید سے ہوئی تو اس نے اس سے بھی پوچھا کہ تجھے کچھ محمد کے قتل کا بھی پتہ چلا ہے اس نے کہا کہ میں نے تو ان کو ابھی ابھی دیکھا ہے کہ وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت پہاڑ پر چڑھے جاتے تھے ابوسفیان نے کہا کہ بس تو یہی بات

ٹھیک ہے اور ابن قمیہ بکواس کرتا ہے کہ میں نے اس کو قتل کر ڈالا۔

مسلمانوں کی حالت زار:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے خالد بن رباح نے اور ان سے ابن ابی احمد کے ایک غلام مسمی ابوسفیان نے اور ان سے محمد بن مسلمہ نے بیان کیا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا کہ جنگ احد کے روز جب مسلمان پہاڑ کی طرف ایسے بے تحاشا بھاگے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف رخ بھی نہیں کرتے تھے اور آپ اس وقت دو شخصوں کو یہ فرما رہے تھے کہ اے فلاں ادھر آ رسول اللہ ﷺ تو میں ہوں۔ اے فلاں! ادھر آ رسول اللہ تو میں ہوں مگر وہ دونوں سٹپٹائے ہوئے چلے ہی گئے اور ان میں سے ایک بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ مڑا۔ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے ابو بکر بن عبداللہ بن ابی جہم نے جن کا نام عبید ہے بیان کیا کہ حضرت خالد بن ولید ملک شام میں یہ قصہ بیان کرر ہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سب حمد و ثنا اسی ذات پاک کے لئے ہے جس نے مجھے مسلمان ہونے کی توفیق دی اور ہدایت کی اے لوگو! احد کے روز ایسا قصہ ہوا کہ جب سب مسلمان ہماری وجہ سے گھبرا کر ادھر ادھر کو بھاگ گئے تو میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ وہ تن تنہا چلے جا رہے ہیں اور ان کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے اور اس وقت میرے ساتھ ایک زبردست ہتھیار بند فوجی دستہ تھا مگر حضرت عمرؓ کو میرے سوا میرے ساتھیوں میں سے کسی نے نہیں پہچانا تھا سو میں نے ان کے نہ پہچاننے کو غنیمت سمجھا اور دیدہ و دانستہ ان سے اپنے ساتھیوں سمیت اس خوف سے کترا گیا کہ کہیں یہ میرے ساتھی ان کو سردار سمجھ کر ان کے ساتھ نہ ہولیں آخر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ایک گھاٹی کی طرف کو ہو لئے تب کہیں ذرا میرے جان میں جان آئی۔

حضورؐ کی بہادری:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے

ابن ابی سبرہ نے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ نے اور ان سے ابوحویرث نے اور ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے مہاجرین میں سے ایک شخص سے سنا ہے کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ میں جنگ احد میں حاضر تھا تو میں نے بچشم خود دیکھا کہ ہر طرف سے تیر چل رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی بوچھار کے بیچ میں کھڑے تھے مگر ہر تیر جو آپ کی طرف کو آتا تھا وہ آپ سے کترا کر نکل جاتا تھا اور میں نے اس روز عبداللہ بن شہاب زہری کو بھی یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اے لوگو! ذرا مجھے بتلا تو دو محمد کدھر ہے دیکھو اگر وہ بچا رہا تو پھر بس ہماری تمہاری خیر نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس کے برابر ہی اس کے پہلو میں موجود تھے اور آپ کے ساتھ اس وقت اور کوئی شخص بھی موجود نہ تھے مگر اللہ نے اس کے دماغ کو ایسا مختل کر دیا تھا اور اس کو ایسا اندھا کر دیا تھا کہ باوجود آس پاس ہونے کے پھر آپ کو نہ پہچان سکا آخر اسی طرح چیخ پکار کر اور جھک مار کر وہاں سے چلا گیا اور جا کر صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اس نے اس سے کہا کہ اب تو محمد سے بہت فاصلہ پر چلا آیا اور وہاں تو بالکل اس کے پاس ہی کھڑا تھا تو کیا تجھ سے ایسا نہ ہوا کہ جو تو اس کو قتل کر ڈالتا اور اس سارے بکھیڑے ہی کا پاپ کاٹ دیتا کیونکہ اللہ نے اس کو بالکل تیرے قابو میں کر دیا تھا اس پر عبداللہ چونک کر اس سے پوچھنے لگا کہ کیا واقعی میں نے ان کو دیکھا تھا صفوان نے کہا کہ ہاں تو تو بالکل ان کے پہلو ہی میں کھڑا تھا عبداللہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو ان کو بالکل نہیں دیکھا اور بس اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بے شبہ وہ ہم لوگوں کے بس کا نہیں ہے اور وہ ہمارے قابو میں نہیں آسکتا کیونکہ حد ہوگئی کہ ہم چار آدمی آپس میں ان کے قتل کا قول وقرار اور قسم دھرم کر کے اس کی تلاش میں نکلے تھے پر وہ کسی کو بھی نہیں ملا حالانکہ ہم اس کے آس پاس ہی کو جیسا کہ تمہاری زبانی معلوم ہوا پھرتے پھراتے اور اس کی ڈھونڈ ڈھانڈ کرتے رہے۔

حضورؐ کا تنہا ہوکر بھی ثابت قدم رہنا:

ہم سے محمد نے اور ان عبدالوہاب نے اور ان سے محمدؐ نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے خالد بن رباح نے اور ان سے یعقوب بن عمر

بن قتادہ نے اور ان سے نملہ بن ابی نملہ نے جن کا نام ابو نملہ عبداللہ بن معاذ تھا اور یہ حضرت معاذ حضرت براء بن معرور کے بھائی تھے بیان کیا کہ جس وقت جنگ احد کے دن مسلمان ادھر اُدھر بھاگ گئے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تن تنہا رہ گئے اسی عرصہ میں چند مہاجرین اور انصار کے آدمیوں کی آپ پر نظر پڑ گئی چنانچہ وہ لوگ آپ کو تن تنہا دیکھ کر دوڑے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوئے اور سب نے حلقہ باندھ کر آپ کو حلقہ میں لے لیا اور نہایت حفاظت سے آپ کو پہاڑ کی گھاٹی کی طرف لے چلے اور اس روز مسلمانوں پر کچھ ایسی سستی چھائی تھی کہ ان کا کوئی جھنڈا قائم رہا تھا اور نہ کوئی جماعت اور جمعیت درست رہی تھی اور مشرکوں کی جولانیت کی یہ حالت تھی کہ ان کی فوج کی ٹولیاں کی ٹولیاں میدان میں مسلمانوں کے لشکر میں آ کر ادھم مچاتی پھرتی تھیں کبھی آگے کو بڑھی چلی آتی تھیں اور کبھی پیچھے کو چلی جاتی تھیں اور کبھی آپس میں مل جاتی تھیں اور کبھی پھر الگ الگ ہو جاتی تھیں غرض شتر بے مہار کی طرح جدھر کو چاہتے ادھر ہی کو چلے جاتے تھے اور اس روز مسلمانوں میں سے کوئی شخص ان کو ایسا نظر نہ آتا تھا جو ان کی روک تھام کر سکے یا ان کے حملہ کو روک سکے اور اس وقت میں بھی رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا اور دیکھا جاتا تھا کہ حضور ان چند آدمیوں کے ساتھ آگے آگے تشریف لے جا رہے ہیں غرض کہ مشرک مسلمانوں کے لشکر کو اس طرح روند کر اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہو لئے اور وہاں پہنچ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے آیا مدینہ پر دھاوا کرنا چاہئے یا مسلمانوں کی دیکھ بھال کرنی چاہئے چنانچہ اس بات میں انکا اختلاف ہو گیا اور آپس میں ایک دوسرے سے جھڑپ کرنے لگے کہ اسی اثناء رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی ایک جماعت کو نظر پڑ گئے بس حضور کو دیکھتے ہی ان کی جان میں جان پڑ گئی اور آپ کو صحیح سلامت دیکھ کر ایسے خوش وخرم ہوئے کہ گویا ان کو کوئی صدمہ ہی نہ پہنچا تھا۔

حضرت مصعبؓ کی ثابت قدمی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی

نے اوران سے ابراہیم بن محمد بن شرحبیل عبدری نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ احد کے روز مسلمانوں کا جھنڈا حضرت مصعب کے پاس تھا مگر جب مسلمانوں کے قدم میدان سے اکھڑ گئے تو یہ اکیلے بدستور جھنڈا لئے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے چنانچہ ان کو اکیلا دیکھ کر مشرکوں میں سے ایک سوار ابن قمیہ آگے بڑھا اوران کے دائیں ہاتھ پر ایسی تلوار ماری کہ جس سے ان کا ہاتھ جدا ہو گیا حضرت مصعب نے اسی وقت یہ آیت پڑھی: "وما محمدالا رسول قد خلت من قبله الرسل" الخ۔ "بس محمد تو خدا کے ایک رسول ہی ہیں کوئی خدا تو نہیں ہیں کہ ان پر کسی قسم کا تغیر نہ آسکے اوران سے پہلے بھی بہت سارے رسول گذر چکے ہیں سو اگر کہیں وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا اے مسلمانوں تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے جس سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہم لوگ دین سے کسی حالت میں روگردانی نہیں کر سکتے غرض یہ آیت پڑھ کر انہوں نے جھنڈا اپنے بائیں ہاتھ میں لے لیا اور یہ جھنڈے پر جھک گئے اوراس کو اپنے دونوں بازوں سے سنبھال کر سینہ سے لپٹا لیا اور پھر وہی گذشتہ آیت تلاوت کرنے لگے آخر اس نے پھر تیسری مرتبہ ان پر بڑی تیزی سے حملہ کیا اور خوب زور لگا کر ایسا نیزہ مارا کہ جس سے وہ نیزہ بھی ٹوٹ گیا اور حضرت مصعب زمین پر گر پڑے اور جھنڈا بھی گر پڑا یہ ماجرا دیکھ کر قبیلہ بنی عبدالدار میں سے دو آدمیوں نے اس جھنڈے کو بہت تیزی سے اٹھا لیا جن میں سے ایک کا نام تو سویط بن حرملہ تھا اور ایک کا ابوالروم چنانچہ ابوالروم نے اس کو لے لیا اور پھر بدستور وہ جھنڈا ہمیشہ انہیں کے پاس رہا یہاں تک کہ جس وقت مسلمان جنگ احد سے مدینہ کو واپس پھرے ہیں تو حضرت ابوالروم اس جھنڈے سمیت مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے یعقوب نے اوران سے انکی پھوپھی نے اوران سے انکی ماں نے اوران سے مقداد نے بیان کیا کہ جب ہم نے اپنی صفوں کو لڑائی کے لئے آراستہ کر لیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت مصعب بن عمیر کے جھنڈے کے نیچے تشریف فرماتے پھر

جس وقت مشرکوں کے علمبردار سب کے سب قتل ہو گئے اور کل مشرک پہلے پہل شکست کھا کر ادھر ادھر بھاگ گئے تو مسلمان ایک دم ان کے پڑاؤ پر آ پڑے اور لوٹنے لگے اسی عرصہ میں مشرکوں نے موقع پا کر مسلمانوں پر اچانک پچھلی طرف سے دھاوا کر دیا اور ایسے غفلت کے وقت میں سر پر آ پڑے کہ مسلمان ان کے حملہ کو نہ روک سکے اور ادھر ادھر بھاگنے لگے یہ دیکھ کر حضور نے اپنے علمبرداروں کو آواز دی تو حضرت مصعب بن عمیر نے فوراً حاضر ہو کر جھنڈا اٹھا لیا مگر وہ تھوڑے ہی عرصہ میں شہید ہو گئے اور قبیلہ بنی خزرج کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ نے اٹھایا اس وقت حضور اسی جھنڈے کے نیچے تشریف فرما تھے اور سب مسلمان آپ کے ارد گرد حلقہ باندھے کھڑے تھے اور مہاجرین کا جھنڈا اس روز شام کے وقت آپ نے حضرت ابوالروم عبدری کو عنایت فرما دیا تھا۔

شجاعت نبویؐ:

راوی کہتا ہے کہ قبیلہ اس کا جھنڈا میں نے اس روز حضرت اسید بن حفیر کے ہاتھ میں دیکھا تھا غرض کہ اس وقت پہلے تو مسلمانوں نے مشرکوں پر کچھ دیر تک خوب یورش کی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایسے گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی کہ طرفین کی فوجیں آپس میں خلط ملط ہو گئیں اور صفیں بالکل ٹوٹ پھوٹ گئیں اور مشرکوں نے اپنے لشکری نشان یا للعزی یا للعزی ''عزی بت کی دہائی ہے۔ عزی بت کی دہائی ہے'' کے نعرے مارنے شروع کر دیئے اور اپنے آدمیوں کو آواز دی کہ یا آل ھبل ''اے ھبل بت کی اولاد! دوڑو کہ خدا کی قسم بڑے گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ تمام مشرک اس وقت بہت جان توڑ توڑ کر لڑے اور رسول اللہ ﷺ کو بہت سخت اذیت پہنچائی مگر قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا تھا کہ باوجود اس قدر اذیت کے میں نے آپ کو آپ کی جگہ سے ایک بالشت بھی ہٹتے یا ہٹے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ آپ نہایت استقلال کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ کبھی تو ان کی کوئی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو جاتی تھی اور کبھی پھر متفرق ہو جاتی تھی اور اسی ہیجان کی حالت میں میں نے حضور کو دیکھا کہ آپ اپنی جگہ پر

جمے ہوئے کبھی تو مشرکوں پر اپنی کمان سے تیر چلاتے تھے اور کبھی پتھر مارنے لگ جاتے تھے یہاں تک کہ مشرکوں کا جوش و خروش تھم گیا اور وہ حملہ کرتے کرتے ٹھہر گئے اور رسول اللہ ﷺ جوں کے توں اپنی اسی چھوٹی سی جماعت میں مشرکوں کے مقابلہ میں نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہے اور ڈٹے رہے اور باوجود ایسے زور شور کے حملہ کے آپ کے قدم میدان سے ذرا نہیں ڈگمگائے جو آدمی آپ کے ساتھ ایسے نرغہ کے وقت میں صبر کے ساتھ بدستور ثابت قدم رہے وہ صرف چودہ آدمی تھے سات تو مہاجرین میں سے تھے اور سات انصار میں سے تھے مہاجرین میں سے تو یہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے یہ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور بعض لوگوں نے حضرت اسید بن حضیر اور حضرت سعد بن معاذ کے بجائے حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت محمد بن مسلمہ کو بیان کیا ہے کہ یہ ثابت قدم رہے تھے اور آٹھ آدمیوں نے اس روز رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم جیتے جی میدان میں سے نہیں جائیں گے جن میں سے تین تو مہاجرین میں سے تھے اور پانچ انصار میں سے تھے مہاجرین میں سے تو یہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے یہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حیف رضی اللہ عنہ مگر خدا کے فضل سے ان آٹھوں میں سے ایک بھی وہاں قتل نہیں ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ جب میدان میں سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے تو رسول اللہ ﷺ انکے پیچھے پیچھے پکارتے تھے مگر وہ بے

اوسانی کی وجہ سے کچھ نہ سنتے تھے البتہ بعض آدمی ''مہراس'' مقام کے قریب جا کر تھے اور حضور کے پاس لوٹ آئے۔

احد کے ثابت قدم صحابہؓ کرام:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عتبہ بن جبیرہ نے اور ان سے یعقوب بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے روز رسول اللہ ﷺ کے حضور میں تیس آدمی ثابت قدم رہے تھے اور وہ سب کے سب حضور سے یہی عرض کرتے تھے کہ ہمارا سر آپ کے سر پر فدا رہے اور ہماری جان آپ کی جان پر قربان ہے اور آپ پر ہمارا اسلام ہے مگر یہ سلام کچھ رخصت کیلئے نہیں بلکہ محض برکت کے لئے ہے کہتے ہیں کہ اس روز جس وقت رسول اللہ ﷺ پر لڑائی کا بہت زور پڑ گیا اور سارے مشرک ایک دم آپ ہی پر ٹوٹ پڑے اور حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابودجانہ جان پر کھیل کر حضور کی امداد کو حاضر ہوئے اور دشمنوں کو آپ کے پاس سے دم کے دم میں رفع دفع کر دیا اور خود زخموں سے چور چور ہو گئے تو حضور نے مسلمانوں کو آواز دے کر یہ فرمایا کہ اس وقت کوئی شخص جان فروشی اور جانبازی کر سکتا ہے چنانچہ حضور کی یہ آواز سن کر انصار کی ایک جماعت فوراً خود کر آپ کے سامنے حاضر ہو گئی جس میں پانچ آدمی شامل تھے کہ منجملہ ان کے ایک حضرت عمارہ بن زیاد بن سکن بھی تھے پھر ان سب نے بڑی ثابت قدمی سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور ان کے سامنے سے ذرا نہیں ہٹے مسلمانوں کی ایک اور جماعت پلٹ کر آ گئی اور جان توڑ کر دشمنوں کا مقابلہ کرنے لگی یہاں تک کہ آخر کار ان خدا کے دشمنوں کو بھگا ہی دیا اور اس مقابلہ میں حضرت عمارہ بن زیادہ بن سکن کے چودہ زخم لگے تھے جس سے یہ چور چور ہو گئے تھے جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو خصوصیت سے فرمایا کہ تم میرے پاس کو ہو جاؤ یہ ذرا آگے کو ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اور آگے کو اور آگے کو یہاں تک کہ آپ نے اپنے قدم مبارک کو ان کا تکیہ بنا دیا اور یہ آپ کے قدم ہی پر وفات پا گئے اور اس روز یہ حالت ہو رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تو ادھر سے مسلمانوں کو

جنگ کے لئے تیار کرتے تھے اور ابھارتے تھے اور مشرک ادھر سے تیر مار مار کر پریشان اور بے اوسان کئے دیتے تھے خصوصاً یہ دو آدمی حبان بن العرقہ اور ابو اسامہ جشمی تو بہت لاگ سے حیران کئے دیتے تھے چنانچہ ان کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص سے فرمانے لگے کہ میرے ماں باپ تیرے اوپر فدا ہو جائیں ذرا ان پر خوب تاک تاک کر تیر چلا۔

حبان کی بدتمیزی کا بدلہ:

اسی عرصہ میں ایسا ہوا کہ حبان بن العرقہ مشرک نے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ وہ حضرت ام ایمن کے جو حضور کی بیبیوں میں سے تھیں اور اس روز زخمیوں کے پانی پلانے کو تشریف لائی تھیں دامن میں آ کر لگا اور اس میں الجھ کر اس کو اوپر کو الٹ دیا جس سے وہ ننگی ہو گئیں یہ دیکھ کر حبان بہت کھلکھلایا رسول اللہ ﷺ کو اس کی یہ حرکت بہت شاق گذری اور آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو ایک بے بھال کا تیر دے کر فرمایا کہ تو بھی اس تیر کو تاک کر مار چنانچہ انہوں نے آپ کے حکم کے بموجب وہی تیر تان کر مارا تو وہ حبان کی ہنسلی کے حلقہ میں جا لگا جس سے وہ یکا یک چت گر پڑا اور اس کا عضو تناسل کھل گیا حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں نے اس روز حضور کو حبان کی اس بے پردگی پر اتنا زیادہ ہنستے ہوئے دیکھا کہ جناب کے آگے کے دانت بھی نظر آنے لگے اور فرمانے لگے کہ سعد نے ام ایمن کا خوب بدلہ لیا اور اے سعد! اللہ نے تیری دعا قبول فرمالی اور تیرے تیر کو نشانے پر پہنچا دیا اور اس روز ابو اسامہ جشمی کا بھائی مالک بن زہیر بھی بہت تیر اندازی کر رہا تھا اور یہی مالک بن زہیر اور حبان بن العرقہ دونوں کے دونوں مسلمانوں کی ایذا رسانی میں بہت پیش پیش تھے اور اکثر مسلمانوں کو تیروں سے قتل کر ڈالا تھا چنانچہ یہ دونوں ایسا کرتے تھے کہ پتھروں کی آڑ میں چھپ چھپ کر بیٹھ جاتے تھے اور پھر مسلمانوں پر خوب تیر برساتے تھے جس سے بہت مسلمان ضائع ہو چکے تھے مگر ایک دفعہ اتفاق سے ایسا ہوا کہ یہ دونوں اسی تاک جھانک میں داؤ گھات میں تھے کہ اچانک حضرت سعد بن ابی وقاص نے کسی پتھر کے پیچھے مالک بن زہیر کو دیکھ لیا کہ وہ وہاں بیٹھ

اہوا مزہ سے تیر لگا رہا ہے اور اس کا ذرا سا سر نظر آ رہا ہے بس پھر تو انہوں نے بھی اس کا سرتاک کر ایک ایسا تیر مارا کہ جو اس کی آنکھ میں جا بیٹھا اور اس کو چیرتا ہوا اس کی گدی کے پار نکل گیا اور یہ نظر پڑا کہ وہ قد آدم تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی خدا نے اسے ہلاک کر دیا اور اس روز رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے اتنے زیادہ تیر چلائے کہ اس کے پرخچے اڑ گئے اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے چنانچہ بیکار ہو جانے کے بعد اس کو حضرت قتادہ بن نعمان نے لے لیا اور وہ مرتے دم تک ہمیشہ انہیں کے پاس رہے۔

حضور کی برکت سے آنکھ کا درست ہونا:

اس روز ایسا بھی ہوا کہ حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں مشرکوں کا ایک ایسا تیر آ کر لگا کہ جس سے ان کی آنکھ باہر نکل کر کلے پر لٹک پڑی قتادہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کیا رسول اللہ ﷺ میری زوجیت میں ایک عورت ہے کہ وہ بہت نوجوان اور صاحب حسن و جمال ہے میں خود بھی اس کو بہت چاہتا ہوں اور وہ بھی مجھے بہت چاہتی ہے اس لئے مجھے اس بات کا بہت زیادہ خدشہ اور اندیشہ ہے کہ میری آنکھ کبھی اس کو مکروہ اور نازیبا نہ معلوم ہونے لگے چنانچہ آپ نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنے دست مبارک سے اٹھا کر اس کی آنکھ میں رکھ دیا تو وہ فوراً بینا ہو گئی اور جیسی تھی وہ ویسی کی ویسی ہی ہو گئی اور پھر کبھی اس آنکھ نے ان کو رات دن میں ایک پل بھی ایذا نہیں دی اور بعد میں جب ان کی عمر ذرا دراز ہو گئی تو وہ فرماتے تھے کہ میری یہ آنکھ قوت بینائی میں بہ نسبت دوسری آنکھ کے بہت زیادہ تیز ہے اور اس سے خوشنما بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

ابوطلحہؓ کی سرفروشی:

غرض کہ رسول اللہ ﷺ اس نرغہ کے وقت بھی بدستور لڑائی میں مشغول و معروف رہے اور اس قدر تیر چلائے کہ سارے ختم ہو گئے اور کمان کا ایک گوشہ بھی ٹوٹ گیا اور اس کا چلہ اس سے بھی پہلے ٹوٹ چکا تھا بس آپ کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا رہ گیا تھا جو کمان کے گوشہ میں بقدر ایک بالشت کے لگ سکتا تھا پھر ایک کمان حضرت عکاشہ بن محصن رسول

اللہ ﷺ کے لئے درست کرنے لگے اور اس کی تانت کھینچ کر چڑھانے لگے مگر وہ اتفاق سے چھوٹی رہ گئی تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تانت چھوٹی رہ گئی اور کمان کے دوسرے سرے تک نہیں پہنچ سکتی حضور نے فرمایا کہ کھینچ پہنچ جائے گی حضرت عکاشہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو دین برحق دے کر بھیجا تھا کہ پھر جو میں نے اس تانت کو کھینچا تو وہ اس قدر بڑھی کہ پوری ہو کر اور دو تین پھیر کی زیادہ بچ رہی کہ میں نے اس کو کمان کی نوک پر لپیٹ دیا چنانچہ آپ نے اس کمان کو لیا اور بدستور مشرکوں پر تیر چلانے لگے اور حضرت ابوطلحہ سب لوگوں سے آگے نکل کر آپ کے سامنے سپر لئے ہوئے کھڑے تھے اور حضور کو اپنی آڑ میں لے رکھا تھا یہاں تک کہ میں نے خود دیکھا کہ تیر چلاتے چلاتے حضور کی کمان ٹوٹ گئی اور اس کو حضرت قتادہ بن نعمان نے لے لیا کہتے ہیں کہ احد کے روز حضرت ابوطلحہ نے اپنے سارے تیر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پھیلا دیئے کہ حضور دیکھئے میں اس قدر تیر چلاؤں گا اور یہ بڑے زبردست تیر انداز تھے اور بلند آواز تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لشکر میں اکیلے ابوطلحہ کی للکار چالیس آدمیوں سے بہتر ہے اور ان کے تیردان میں پچاس تیر تھے انہوں نے وہ سب تیر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بکھیر دیئے پھر چیخ مار مار کر کہنے لگے کہ یارسول اللہ! بس میری جان آپ پر قربان ہے اور ایک ایک تیر دمادم چلانے لگے اور رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ان کے کندھے پر سر کو نکالے ہوئے جھانک رہے تھے کہ تیر کہاں جاتے ہیں اور کس کس کے لگتے ہیں آخر جب تک ان کے تیر ختم ہوئے تب تک یہی صورت رہی ختم ہونے کے بعد حضرت ابوطلحہ حضور سے عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ خدا مجھے آپ پر قربان کرے بس اب آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں میرے تیر تو ختم ہو گئے آپ ہٹ جائیں اور آرام فرمائیں غرض حضرت ابوطلحہ تو حضور سے یہ عرض کرتے جاتے اور حضور ان کو ادھر ادھر سے کوئی خشک لکڑی اٹھا دیتے تھے اور فرما دیتے تھے کہ لے ابوطلحہ اس کو مار چنانچہ ابوطلحہ اسی خشک لکڑی کو اپنی کمان پر رکھ کر تیر کی جگہ مارتے تھے تو وہی بہترین تیر ہو جاتی تھی اور مسلمانوں میں سے بہترین تیر انداز یہ حضرات تھے سعد بن ابی

وقاص اور صائب بن عثمان بن مظعون اور مقداد بن عمرو اور زید بن حارثہ اور حاطب بن ابی بلتعہ اور عتبہ بن غزوان اور خراش بن صمہ اور قطبہ بن عامر حدیدہ اور بشر بن براء بن معرور اور ابو نائلہ سلکان بن سلامہ اور ابوطلحہ اور عاصم بن ثابت بن افلح اور قتادہ بن نعمان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی:

اسی روز یہ قصہ پیش آیا کہ حضرت ابورہم غفاری کے سینہ پر کسی مشرک کا ایک تیر آ کر لگ گیا جس سے ان کو بہت زیادہ صدمہ ہوا چنانچہ وہ اسی حالت میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے شکایت عرض کرنے لگے کہ حضور مجھے اس کی وجہ سے بہت تکلیف ہو رہی ہے چنانچہ راوی کہتا ہے کہ جنگ احد میں مشرکوں سے چار آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کرنے پر آپس میں بہت پختہ عہد و پیمان کر لیا تھا اور ان کی اس اولوالعزمی کا مشرکوں میں بہت زیادہ چرچا تھا وہ چار آدمی یہ ہیں: عبداللہ بن شہاب' عتبہ بن ابی وقاص' ابن قمیہ اور ابی بن خلف اور اسی روز عتبہ نے رسول اللہ ﷺ کے چار پتھر مارے تھے جس سے آپ کے داہنی طرف کے نیچے کے دانتوں میں سے ایک دانت ٹوٹ گیا تھا اور آپ کے رخساروں پر بہت سخت صدمہ پہنچا تھا یہاں تک کہ آپ کے آہنی ٹوپ کی کڑیاں آپ کے رخساروں میں گھس گئی تھیں اور آپ کے گھٹنوں پر بھی سخت صدمہ پہنچا تھا کہ دونوں کی کھال پھٹ گئی تھی۔

حضورؐ کا زخمی ہونا:

ابو عامر نے یہ خارستانی کر رکھی تھی کہ مسلمانوں کے لئے کچھ گڑھے خندقوں جیسے کھود رکھے تھے کہ کسی طرح یہ لوگ غفلت سے اس میں گر پڑیں چنانچہ حضور بھی نادانستہ ان میں سے کسی پر جا کھڑے ہوئے مگر خیر خدا نے حضور کو بچا لیا اور آپ ان کے شر سے محفوظ رہے۔ واقدی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جس نے حضور کے رخساروں پر پتھر مارا تھا وہ ابن قمیہ تھا اور جس کا پتھر حضور کے لبوں پر لگا اور اس سے آپ کا ایک دانت بھی ٹوٹ گیا وہ عتبہ بن ابی وقاص تھا اور اسی روز یہ قصہ بھی ہوا کہ ابن قمیہ نے آگے بڑھ کر کہا کہ کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جو مجھے یہ بتلا دے کہ محمد کدھر ہے

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ اگر میں اس کو کہیں دیکھ پاؤں گا تو ضرور بالضرور قتل کر دوں گا یہاں تک کہ اس نے اتفاق سے حضور کو کہیں دیکھ لیا تو فورا اپنی تلوار لے کر آپ کی طرف دوڑا اور آپ پر وار کیا اور ساتھ ہی ساتھ عتبہ بن ابی وقاص نے بھی آپ پر تلوار کا وار کیا اور ایک پتھر یا تیر بھی مارا مگر وار تو دونوں کے خالی گئے البتہ اتنا ضرور ہوا کہ کچھ تو آپ ان دونوں کی تلواروں کے بوجھ اور دباؤ سے اور کچھ اس وجہ سے کہ آپ اس روز دہری زرہ پہنے ہوئے تھے ان کے بوجھ سے سنبھل نہ سکے اور آپ کے سامنے ایک گڑھا تھا صدمہ کی وجہ سے آپ اس میں گر پڑے جس سے آپ کے دونوں گھٹنے چھل گئے اور پھر اس طرح سے نکلے کہ پیچھے سے تو آپ کو حضرت طلحہ نے اٹھایا اور آگے سے حضرت علی نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا یہاں تک کہ آپ خود بخود سیدھے کھڑے ہو گئے۔

حضورؐ کے دندان مبارک کا شہید ہونا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ضحاک بن عثمان نے اور ان سے ضمرہ بن سعید نے اور ان سے ابو بشیر مازنی نے بیان کیا کہ جنگ احد میں میں بھی حاضر تھا اور اس وقت میں لڑکا سا تھا میں نے دوران جنگ میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پر ابن قمیہ مشرک تلوار لے کر آ چڑھا اور بہت زور شور سے آپ پر اپنی تلوار سے حملہ کیا جس کے صدمہ سے حضور گھٹنوں کے بل اپنے آگے کے غار میں گر پڑے یہاں تک کہ بالکل چھپ گئے یہ دیکھ کر مجھ سے لڑکپن کی وجہ سے اور تو کچھ ہو نہ سکا بس میں نے ایک دم شور و غل مچانا شروع کر دیا کہ ارے دوڑو! ارے دوڑو! یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ لوگ ادھر اُدھر سے دوڑے ہوئے آئے اور اس غار میں کود پڑے چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے حضور کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور پھر حضور خود بخود کھڑے ہو گئے اور بعض کا بیان ہے کہ حضور کی پیشانی پر تو ابن شہاب کے پتھر سے چوٹ لگی تھی اور حضور کے لبوں سے خون کا بہنا اور دانت کا ٹوٹنا عتبہ بن وقاص کے ہاتھ سے ہوا تھا اور ابن قمیہ کے پتھر سے آپ کے

رخساروں پر ایسی چوٹ لگی تھی کہ آہنی ٹوپ کی کڑیاں آپ کے رخساروں میں گھس گئی تھیں اوراسی کے ہاتھ سے آپ کی پیشانی پر ایسی چوٹ لگی تھی جس سے پیشانی کٹ گئی تھی اوراس سے خون بہنے لگا تھا یہاں تک کہ آپ کی داڑھی بھی خون سے تر بتر ہوگئی تھی چنانچہ حضرت ابوحذیفہ کے غلام سالمؓ آپ کے چہرۂ مبارک کو دھوتے جاتے تھے۔

حضورؐ کا اپنی قوم کے لیے پریشان ہونا:

رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے کہ وہ قوم کیونکر فلاح پائے گی جو اپنے نبی کے ساتھ اس طرح پیش آئے حالانکہ نبی ان کو خدا کی طرف بلاتا تھا اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"لیس لك من الامر شیء"

"یعنی آپ کو اس بات میں کچھ دخل دینے کی گنجائش نہیں بلکہ یہ ہمارے متعلق ہے کہ چاہے ہم ان کو معاف کردیں اور چاہے ان کو اس پر سزا دیں۔"

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا غضب ایسی قوم پر بہت سخت ہے کہ جس نے اپنے نبی کے چہرہ سے خون بہایا ہے اور ایسا ہی اس شخص پر بھی خدا کا بہت بڑا غضب ہے جس کو خود نبی نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی عتبہ مشرک پر بہت زیادہ تاؤ کھاتا ہوا پھر رہا تھا اوراس تاؤ نے مجھے دیوانہ بنا رکھا تھا مگر جب میں نے حضور کی زبان مبارک سے اپنے ستانے والوں کی نسبت یہ بددعا سن لی تو بس مجھے تسلی اور تسکین ہوگئی کہ بس اب لوگ ضرور کسی نہ کسی آفت ومصیبت میں مبتلا ہوجائیں گے اور حضور کے ستانے کی کسر نکل جائے گی ورنہ میں اس اپنے بھائی کے قتل پر ایسا حریص ہورہا تھا کہ شاید ایسی حرص کسی چیز کی مجھے کبھی نہ ہوئی ہوگی کیونکہ یہ پہلے سے والد صاحب کا بھی نافرمان اور نکالا ہوا تھا اور میں نے اسی کے قتل کی حرص میں مشرکوں کی صفوں کو دو مرتبہ چیرا تھا اور دونوں مرتبہ اس اپنے بھائی عتبہ کو تلاش کرتا رہا کہ کسی طرح یہ مل جائے تو میں اس کو قتل کرکے اپنا جی ٹھنڈا کرلوں مگر یہ ہر بار مجھے ایسا کترا کر نکل جاتا تھا جیسے لومڑی کترا جایا کرتی ہے آخر

جب میں نے تیسری مرتبہ اسی طرح گھس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ براہ شفقت مجھ سے فرمانے لگے کہ اے بندۂ خدا تیرا کیا جان دینے کا اراد ہے چنانچہ میں حضور کے روکنے سے اپنے اس ارادہ سے باز رہا۔

کفار کے لیے حضورؐ کی بددعا:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا پڑھی:

اللهم لا يحولن الحول على احد منهم

''اے اللہ! ان میں سے کسی پر بھی ایک سال پورا ہرگز نہ گزرنے پائے۔''

حضرت سعد فرماتے ہیں کہ عتبہ تو جبھی مر گیا تھا باقی ابن قمیہ میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ وہ اسی جنگ میں قتل ہو گیا تھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جب احد کے روز اس نے تیر چلایا اور وہ تیر اس کا حضرت مصعب بن عمیر کے لگا اور اس نے تیر مارتے ہوئے یہ کہا کہ لے اس تیر کو لے اور دیکھ میں ابن قمیہ ہوں چنانچہ اس تیر نے حضرت مصعب کو قتل کر ڈالا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں بددعا کی اور یہ فرمایا کہ بس اس کے سوا کیا ہے کہ خدا اس کو بھی ذلیل وخوار اور ہلاک وغارت کر دیگا سو اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ اتفاق سے یہ ایک بکری کے پاس گیا اور اس کو دوہنے لگا اسی دوران میں اس بکری نے اس کی کنپٹی پر ایک سینگ مار دیا اور اس نے جل کر اس کی ٹانگیں چیر ڈالیں اور اس کو مار ڈالا مگر اس سینگ کے لگنے کا یہ اثر ہوا کہ اس کے ایک زخم ہو گیا اور پھر پلو دوڑ گئی جس سے آخرکار یہ ہلاک ہی ہو گیا اور ایک پہاڑ میں حضور کی بددعا سے مرا ہوا پڑا دکھائی دیا راوی کہتا ہے کہ ایک بدمعاش نے جو قبیلہ بنی ارزم سے تھا اور یہ قبیلہ بنی فہر کی ایک شاخ ہے اپنے دوستوں کے پاس جا کر ان سے یہ کہدیا کہ میں تو محمد کو قتل کر آیا ہوں یا یہ کہا کہ محمد تو قتل ہو گئے ہیں۔ غرض کہ اسی طرح بے پر کی اڑاتا پھرتا تھا اور لوگوں کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ موٹ اس بات کا چرچا کرتا پھرتا تھا اور اس روز ایسا بھی ہوا کہ عبدالرحمٰن بن حمید بن زہیر مشرک جس وقت رسول اللہ ﷺ کو اس نرغہ کی حالت میں دیکھا تو وہ اپنے گھوڑے کو دبائے ہوئے آپ کی طرف آیا اور سر سے قدم تک لوہے میں

لپٹا ہوا تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں زہیر ہوں ذرا مجھے محمد کے بارے میں بتلا دو خدا کی قسم میں اس کو قتل کر کے چھوڑوں گا اور یا خود اپنی جان کھولوں گا مگر اسی اثناء میں حضرت ابو دجانہ اس کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اے بدمعاش! ان کو کیا کہتا ہے ہمارے مقابلہ میں ڈٹ بھی کہ ہم ان پر اپنی جان فدا کئے پھرتے ہیں پہلے ہم سے تو نمٹ چنانچہ یہ کہہ کر حضرت ابو دجانہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گھوڑے کے کوچ کاٹ ڈالے جس سے گھوڑے نے اپنی دم دونوں رانوں کے نیچے دبالی پھر اپنی تلوار سونت کر ابن زہیر پر چڑھ گئے اور اس کو للکارا کہا لے اس وار کو سنبھال اور دیکھ میں ابن خرشہ ہوں غرض کہ ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے اللہ! تو ابن خرشہ سے ایسا ہی راضی ہو جا جیسا میں اس سے راضی ہوں۔

احد میں حضورؐ کے زخمی ہونے کے متعلق صدیق اکبر کی روایت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے اسحاق بن طلحہ نے نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب احد کا دن ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر پتھر لگا جس سے آہنی ٹوپ کی دو کڑیاں حضور کے رخساروں میں چبھ گئیں تو میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور لوگ مشرق کی طرف سے دوڑتے ہوئے گویا کہ اڑتے ہوئے حضور کی طرف آئے میں نے ان لوگوں کو دیکھ کر اپنے جی میں کہا کہ خدا کرے ان میں طلحہ بن عبداللہ بن آیا ہو پھر جب ہم سب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو اچانک ابو عبیدہ بن جراح میرے پاس دوڑتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے کہ اے ابو بکر! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو مجھے کیوں نہیں چھوڑ دیتا کہ میں حضور کے رخساروں سے جو کچھ ان میں چھبا ہے اس کو نکال ڈالوں حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ اس قسم دینے پر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا کہ تم اپنے ساتھی طلحہ بن عبداللہ کو میرے پاس آنے دو چنانچہ انہوں نے حضور کے پاس جا کر ان دونوں کڑیوں میں سے

ایک کڑی کو اپنے آگے کے دانتوں سے پکڑ کر خوب زور سے کھینچا کہ جس سے وہ کڑی باہر نکل آئی مگر یہ اپنی پیٹھ کے بل گر پڑے اور ان کا ایک دانت بھی آگے نکل پڑا اور پھر دوسری کڑی کو دوسرے سامنے کے دانت سے پکڑ کر کھینچا جس سے وہ بھی نکل پڑی مگر ان کا دانت ٹوٹ گیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جس نے حضور کے رخساروں میں سے وہ دونوں کڑیاں کھینچی تھیں وہ حضرت عقبہ بن وہب بن کلدہ تھے اور بعض نے کہا کہ وہ حضرت ابو الیسر تھے۔ واقدی کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک ٹھیک یہی ہے کہ وہ عقبہ بن وہب بن کلدہ تھے حضرت ابو الخدری بیان کرتے تھے کہ جس وقت احد کے دن حضور کے چہرے پر صدمہ پہنچا کہ دو کڑیاں پتھر سے ٹوٹ کر آپ کے رخساروں میں چبھ گئیں تو جس وقت وہ کڑیاں نکالی گئیں ہیں اس وقت آپ کے رخساروں سے خون ایسا بہتا تھا جیسا پھٹی ہوئی مشک کے سوراخ سے پانی بہتا ہے اور حضرت ابو مالک بن سانان اس خون کو اپنے منہ میں چوس چوس کر گھونٹ گھونٹ پینے لگے اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ جو کوئی ایسے شخص کے دیکھنے کی خواہش کرے کہ جس کے خون میں میرا خون مل گیا ہو تو وہ مالک بن سنان کو دیکھے بعض لوگوں نے حضرت مالک سے تعجبا کہا کہ کیا آپ خون بھی پی لیتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا خون ضرور پی لیتا ہوں کیونکہ حضور نے یہ فرمادیا ہے کہ جس شخص کے خون کو میرا خون چھو جائے گا اس کو دوزخ کی آگ ہرگز نہ پہنچ سکے گی۔

نوعمر صحابہؓ کی دلیری اور حضورؐ کے زخم:

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو حضور نے لڑکپن کی وجہ سے مقام شیخین سے واپس کر دیا تھا اور ان کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دی تھی میں بھی انہیں لوگوں میں سے تھا مگر جب دوسرا دن ہوا تو ہم میدان جنگ میں پہنچ گئے اور ہم نے دیکھا کہ لوگوں میں کھلبلی پڑ رہی تھی میں راستہ میں سے قبیلہ بنی خدرہ کے دولڑکے اور اپنے ساتھ لیتا گیا تھا چنانچہ اس ہلچل میں ہم تینوں نے مل کر رسول اللہ ﷺ کی خوب مدد کی اور کسی دشمن کو آپ کے پاس تک نہیں پھٹکنے دیا اور اسی میں ہم آپ کو سلامت دیکھ کر آپ

کی سلامتی کی خبر اپنی قوم کے پاس بھی پہنچاتے رہتے تھے یہاں تک کہ اس آمد و رفت میں ہمیں وہ لوگ بھی ملے جو مقام قناۃ کے درہ میں پھرے جاتے تھے اور ہم نہایت اولوالعزمی سے رسول اللہ ﷺ کی نگرانی اور نگہبانی میں مصروف و مشغول تھے چنانچہ اتفاقاً آپ کی نظر میرے اوپر پڑ گئی تو آپ نے فرمایا کہ کون سعد بن مالک ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور میں ہی ہوں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں یہ کہہ کر پھر میں حضور کے نزدیک چلا گیا اور آپ کے پاؤں چومنے لگا آپ اس وقت گھوڑے پر سوار تھے آپ نے مجھے دعا دی اور یہ فرمایا کہ اللہ تجھے تیرے باپ کے بارے میں اجر خیر عنایت کرے اس کے بعد میں نے آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف جو نظر کی تو دیکھا کہ حضور کے دونوں رخساروں پر روپے کے برابر گڑھا پڑا ہوا ہے اور حضور کی پیشانی بھی بالوں کی جڑ کے قریب سے پھٹ رہی ہے اور کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے نیچے کے لب مبارک سے بھی خون جاری ہو رہا ہے اور داہنی طرف کے نیچے جبڑے میں سے ایک دانت بھی ٹوٹ گیا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ حضورؐ کے زخموں پر کچھ سیاہ سا بھی لگا ہوا ہے۔

حضورؐ کو زخمی کرنے والے کفار کی تفصیل:

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ حضور کے زخموں پر یہ کالا کالا سا کیا لگا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ جلے ہوئے بورے کی راکھ لگی ہوئی ہے پھر میں نے پوچھا کہ یہ آپ کے رخساروں پر کس نے پتھر مارا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ابن قمیہ نے مارا ہے پھر میں نے کہا کہ اور یہ آپ کی پیشانی پر کس کے ہاتھ سے چوٹ آئی انہوں نے کہا کہ یہ ابن شہاب کے پتھر سے آئی ہے میں نے پھر پوچھا کہ اور یہ آپ کے لب پر کس نے پتھر مارا انہوں نے کہا کہ یہ عتبہ نے مارا ہے بس اس کے بعد میں آپ کی سواری کے آگے آگے دوڑتا ہوا چلا یہاں تک کہ حضور اپنے دولت خانہ پر پہنچ گئے مگر وہاں جا کر خود بخود اپنے گھوڑے سے نہ اتر سکے اس لئے اور لوگوں نے آپ کو اٹھا کر اتارا اور میں حضور کی دونوں رانوں کو دیکھتا تھا کہ ان کی کھال چھلی ہوئی اور سکڑی ہوئی تھی اور حضور دونوں سعد

یعنی سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ پر سہارا لگائے لگائے اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے پھر شام کے وقت جب آفتاب غروب ہوگیا اور حضرت بلال نے اذان دی تو حضور اسی طرح ان دونوں سعد پر سہارا لگائے لگائے باہر تشریف لائے اور پھر دوبارہ اسی طرح اندر تشریف لے گئے اور میں نے یہی دیکھا کہ لوگ مسجد میں بیٹھے آگ جلائے ہوئے اپنے اپنے زخموں کو سینک رہے تھے اور داغ دے رہے تھے یہاں تک کہ جب شفق غائب ہوگئی تو حضرت بلال نے عشاء کی اذان دی مگر دیر تک حضور باہر تشریف نہ لائے اور حضرت بلال آپ کے دروازہ پر بیٹھے رہے جب ایک تہائی رات گزر چکی تو حضرت بلال نے آواز دی کہ حضور جماعت تیار ہے نماز کے لئے تشریف لایئے چنانچہ آپ اس وقت سوتے سے اٹھ کر باہر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپ بہت آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے تھے پھر آپ نے نماز پڑھی اور میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی غرض نماز سے فارغ ہو کر جب آپ گھر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو سب آدمی آپ کے سامنے مصلے تک صف بستہ کھڑے ہوگئے اور آپ بلا کسی کے سہارے کے چلنے لگے یہاں تک کہ آپ اپنے دولت خانہ میں داخل ہوگئے اور میں اپنی اہل وقوم کی طرف واپس لوٹ آیا اور ان کو آپ کی صحت وسلامتی کی خیر خبر دی چنانچہ انہوں نے اس خوشخبری پر خدا کا شکر ادا کیا اور پھر سب آرام سے سو گئے اور اس رات میں قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کی جماعت مسجد میں آپ کے دروازہ پر رات بھر پہرہ دیتے رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش رات کو موقع پا کر آپ پر دھاوا کر بیٹھیں اور اچانک چڑھ آئیں کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چند عورتوں سمیت اپنے گھر سے تشریف لائیں اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے چہرے کے زخموں کو دیکھا تو آپ کے گلے سے لپٹ گئیں اور حضور کے چہرے سے خون پونچھنے لگیں اور حضور یہ فرمانے لگے کہ جس قوم نے خدا کے نبی کے چہرے کو خون سے بھر دیا ہے اس پر خدا کا بہت سخت قہر وغضب نازل ہوگا اور اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام مہراس سے جا کر پانی لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لو ذرا میری تلوار جو بڑے بھروسہ کی ہے تھام لو چنانچہ انہوں نے

لے لی تو آپ نے اس پانی کو اپنے سپر میں بھر لیا چونکہ حضور پیاسے تھے تو آپ نے اس میں سے کچھ پانی پینے کا ارادہ کیا مگر پی نہ سکے علاوہ ازیں وہ پانی ذرا بدبودار بھی تھا اس لئے آپ کو اس سے کراہت بھی آئی اور آپ نے فرمایا کہ یہ پانی تو بدمزہ ہے مگر اس پانی سے صرف کلی کی تاکہ منہ سے خون وغیرہ سب صاف ہو جائے اور حضرت فاطمہ نے اسی پانی سے اپنے باپ کا خون دھو کر صاف کیا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کی تلوار کو خون آلودہ دیکھ کر ان کو شاباش دی اور فرمایا کہ تم نے بہت اچھی لڑائی کی اور عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ اور سہل بن حنیف نے بھی واقع میں خوب لڑائی لڑی اور ابو دجانہ کی تلوار بھی خوب رہی غرض کہ جب حضور حضرت علیؓ کا لایا ہوا پانی نہ پی سکے تو حضرت محمد بن مسلمہ باہر نکلے اور عورتوں کے پاس پانی تلاش کرنے لگے۔

عورتوں کی جنگی مصروفیت کا حال:

اس وقت وہاں چودہ بیبیاں آئی تھیں جن میں سے ایک حضور کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور یہ سب کی سب کھانا اور پانی اپنی اپنی پیٹھوں پر ادھر ادھر لادے لادے پھرتی تھیں اور زخمیوں کو کھلاتی پلاتی تھیں اور ان کی دوادارو کرتی تھیں چنانچہ حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے ام سلیم دختر ملحان اور عائشہ دختر سعد کو احد کے دن دیکھا کہ یہ دونوں اپنی اپنی پیٹھ پر مشک اٹھائے اٹھائے پھر رہ تھیں اور حمنہ دختر جحش پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں اور حضرت ام ایمن بھی زخمیوں کو پانی پلاتی پھرتی تھیں آخر جب حضرت محمد بن مسلمہ کو عورتوں کے پاس پانی نہ ملا اور رسول اللہ ﷺ کو بہت شدت کی پاس لگ رہی تھی تو وہ ایک چشمہ کی طرف مشک لے کر چل دیئے اور اس کے گھاٹ سے اپنی مشک میں پانی بھر لیا۔ راوی کہتا کہ چشمہ اس مقام کے آس پاس ہے جس کو آج کل قصور تیمین کہتے ہیں سو وہاں سے حضرت محمد بن مسلمہ میٹھا پانی بھر کر لائے تب آپ نے اس میں سے پانی پیا اور محمد بن مسلمہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حضورؐ کے زخموں سے خون بند نہ ہوتا:

اور آپ کے خون کی یہ حالت تھی کہ وہ کسی طرح بند ہی نہ ہوتا تھا اور حضور اسی حالت میں یہ فرماتے جاتے تھے کہ یہ مشرک مکہ جانے تک ہم پر اب ایسا غلبہ نہیں پائیں گے جیسا کہ پاچکے ہیں اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضور کے زخم کا خون بند ہی نہیں ہوتا حالانکہ حضرت فاطمہ خود اپنے ہاتھ سے خون دھوتی جاتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سپر سے اس پر پانی ڈالتے جاتے تھے تو انہوں نے بورے کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور جب وہ راکھ ہو گیا تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے زخموں پر چپکا دیا تو جب کہیں جا کر خون بند ہوا اور بعض کا قول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ نے آپ کے زخموں میں پشمینہ جلا کر بھرا تھا اس کے بعد حضور اپنے چہرۂ مبارک کے زخم کا علاج پرانی ہڈی سے کرتے رہے یہاں تک کہ زخم کا نشان بالکل جاتا رہا اور رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر ابن قمیہ کی چوٹ کا صدمہ تقریباً ایک مہینہ یا ایک مہینے سے کچھ زیادہ تک رہا اور اتنی ہی مدت تک آپ اپنے چہرے کے زخم کا علاج پرانی ہڈی سے کرتے رہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے زہری نے اور ان سے سعید بن میسب نے بیان کیا کہ جس وقت احد کے روز ابی بن خلف آگے بڑھا اور اپنے گھوڑے کے ایڑ مار کر اس کو اڑاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے بالکل قریب آ گیا تو مسلمانوں نے اس کا آگا روکا کہ اس کو یہیں قتل کر ڈالیں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ چنانچہ بموجب حضور کے حکم کے سب لوگ رک گئے پھر رسول اللہ ﷺ بذات خود کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت جو ہتھیار تھا آپ نے اسی کو بے تکلف اس کے پھینک کر مارا چنانچہ اس کی نوک خود اور زرہ کے بیچ میں ہو کر ابی کے گلے میں گھس گئی اور یہ گھوڑے سے نیچے زمین پر گر پڑا جس سے اس کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس کا یہ حال دیکھ کر اس کے ساتھی دوڑے ہوئے آئے اور اس کو اس کے سامان سمیت لے بھاگے اور وہاں سے پلٹ گئے یہاں تک کہ راستہ ہی میں مر گیا پھر اسی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى ﴾

''جب آپ نے اس کے ہتھیار پھینک کر مارا تو آپ نے نہیں پھینک کر مارا بلکہ اللہ نے پھینک کر مارا۔''

ہم سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یونس بن محمد ظفری نے اور ان سے عاصم بن عمرو نے اور انسے عبداللہ بن کعب بن مالک نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب جنگ بدر ہو چکی تو ابی بن خلف اپنے لڑکے کے معاملہ میں جو بدر کے روز گرفتار ہو گیا تھا مدینہ میں آیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس ایک گھوڑا ہے میں اس پر ہر روز سوار ہوا کرتا ہوں اور اس کو سدھانے کے لئے خوب ٹہلایا کرتا ہوں کہ اس کی تیزی اور بدمزاجی رفع دفع ہو جائے تو پھر اس کے اوپر سوار ہو کر میں تجھے قتل کروں حضورؐ نے فرمایا کہ تو مجھے کیا قتل کرے گا بلکہ میں ہی انشاء اللہ تجھے اس پر سوار ہوئے کو قتل کر دوں گا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک یہ تھی کہ آپ لڑائی میں پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے اسی وجہ سے لوگوں سے یہ فرما رہے تھے کہ دیکھو! مجھے اس کا بہت اندیشہ ہے کہ کہیں ابی بن خلف میرے پیچھے نہ آ جائے لہٰذا تم خبردار رہنا کہ جب اس کو آتے دیکھو تو مجھے ضرور مطلع کر دینا آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں یکبارگی ابی بن خلف اپنے گھوڑے کے ایڑ لگاتا ہوا اور اس کو دوڑائے ہوئے آ پہنچا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر پہچان لیا اور بلند آواز سے کہنے لگا کہ اے محمد! دیکھو اگر تم بچ گئے تو بس میری خیر نہیں اور میں نہ بچوں گا غرض اس کی ایسی جلی جلی باتیں سن کر مسلمان حضورؐ سے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! دیکھئے اگر وہ آپ کو موقع پا کر دبوچ لے گا تو پھر آپ اس وقت کیا کریں گے اس کا انتظام تو پہلے سے ہونا چاہئے اور اس سے اچھا موقع اور کیا ہوگا کہ وہ خود بخود ہمارے پاس آ گیا ہے سو اگر اجازت ہو تو ہم میں سے کوئی اس پر پہلے پہل حملہ کرے مگر حضور نے اس بات سے انکار کر دیا پھر ابی ذرا جب اور قریب آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حارث بن صمہ کا ہتھیار لیا اور ہماری صفوں کو چیرتے ہوئے آگے میدان میں بڑھے اور ہم سب کائی کی طرح پھٹ گئے اور

ہر کام میں آپ کی مہارت اور مشاقی کی یہ حالت تھی کہ جب آپ کسی کام میں کوشش کرتے تھے تو اس کام میں کوئی شخص آپ کی برابری نہیں کر سکتا تھا غرض کہ حضور نے اسی ہتھیار سے ابی کی گردن پر وار کیا جس سے وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور بیل کی طرح ڈکرانے لگا یہ دیکھ کر اس کے ساتھی اس کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور اس کو تسلی دیتے ہوئے کہنے لگے کہ اے ابو عامر! تو گھبرا نہیں خدا کی قسم تجھے ذرا بھی ضرر نہ ہوگا اور اگر یہ شخص جس نے تجھے صدمہ پہنچایا ہے ہم میں سے کسی کے آگے آ گیا تو دیکھنا کہ کس قدر نقصان اٹھائے گا۔ ابی کہنے لگا کہ لات اور عزیٰ کی قسم! کہ یہ شخص جس کے ہاتھ سے مجھے صدمہ پہنچا ہے اگر اسی طرح جس طرح مجھے پیش آیا ہے مقام ذی المجاز کے کل باشندوں کے ساتھ پیش آئے گا تو یقیناً وہ سب کے سب مارے جائیں گے کیا تم دیکھے نہیں کہ اس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا ذوالمجاز ایک مقام کا نام ہے جو منیٰ میں واقع ہے اور ابی اسی مقام کا باشندہ تھا پھر اس کے ساتھی اس کو اٹھا کر لے گئے اور اس کی تیمارداری میں مشغول ہونے کے باعث وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو تلاش نہ کر سکے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو ادھر اُدھر گھاٹیوں میں تھے جا ملے اور بعض کا قول یہ ہے کہ حضور نے حضرت زبیر بن عوام کا ہتھیار لیا تھا اور اس سے ابی کے اوپر حملہ کیا تھا حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ابی بن خلف رالغ کے میدان میں مر گیا تھا اور میں کچھ رات گزرنے کے بعد اس میدان میں سے جا رہا تھا تو اچانک دیکھتا کیا ہوں کہ میرے سامنے ایک شعلہ چمکا جس سے مجھے کچھ دہشت لگنے لگی اور پھر یکایک اسی شعلہ میں سے ایک شخص زنجیروں میں جکڑا ہوا نکلا اور وہ زنجیریں بھی بالکل آگ کی طرح لال و سرخ تھیں پھر وہ شخص پیاس پیاس کا شور و غل مچانے لگا اور اچانک ایک اور شخص یہ کہنے لگا کہ دیکھ خبردار اس کو ہرگز پانی نہ پلانا یہ تو خبیث رسول اللہ ﷺ کا قتل کیا ہوا ہے اور یہی ابی بن خلف ہے بس یہ سارا واقعہ دیکھ کر اور سن کر میں نے کہا کہ کمبخت دور ہو جا دور ہو جا اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ابی بن خلف مقام سرف میں مر گیا تھا۔

مسلمانوں کی بہادری اور کفار کا قتل:

کہا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام سے ہتھیار لیا تو اسی وقت ابی نے حضور پر حملہ کیا اور تلوار سے وار کرنے لگا مگر جھٹ سے حضرت مصعب بن عمیر اس کے آگے آگے اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ اور اس کے درمیان میں حائل کر دیا پھر اس کے منہ پر ایک تلوار رسید کی اور رسول اللہ ﷺ نے تاک کر اس کے خود کے جھالرہ اور زرہ کے درمیان میں ایک برچھی ماری جو اس کی گردن میں جا کر سما گئی اور وہ اس کے صدمہ سے بیل کی طرح ڈکراتا ہوا زمین پر گر پڑا راوی کہتا ہے کہ اسی عرصہ میں پھر عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی اپنا ابلق گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے بڑھا اور یہ اس وقت اپنی پوری زرہ پہنے ہوئے تھا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت کسی گھاٹی کی طرف جا رہے تھے غرض یہ رسول اللہ ﷺ پر وار کرنے کی غرض سے آپ کی طرف کو جھپٹا اور آگے کو بڑھ کر کہنے لگا کہ اے محمد! اگر تو اس وقت مجھ سے بچ جائے گا تو پھر میں تیرے ہاتھ سے نہ بچ سکوں گا یہ سن کر حضور اس کے مقابلہ کے لئے ٹھہر گئے مگر خدا کی قدرت کہ اس کے گھوڑے کا یکبارگی پاؤں پھسل گیا اور وہ اس کو لے کر ابو عامر کے غاروں میں سے جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے کھود رکھے تھے کسی غار میں منہ کے بل گر گیا پھر گھوڑا تو اس میں سے اچھل کر نکل آیا جس کے آپ کے ساتھیوں نے پکڑ کر کونچ کاٹ ڈالے اور خود وہیں اس غار میں پڑا رہ گیا پھر حضرت حارث بن صمہ اس عثمان پر وہیں غار میں کود کر گئے اور دونوں میں کچھ دیر تک تلوار چلتی رہی آخر کار حضرت حارث نے داؤ دیکھ کر اس کے پاؤں پر تلوار ماری کیونکہ اس وقت اس کی زرہ کا دامن اوپر لپٹا ہوا تھا چنانچہ یہ اس کے صدمہ سے ذرا ڈھیلا ہو گیا تو حضرت حارث نے تیزی سے اس پر پھر دوبارہ وار کیا اور اس کو قتل ہی کر ڈالا اور اس کی زرہ اور خود اور تلوار جو نہایت عمدہ عمدہ اور نفیس تھیں سب اتار لیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز ان کے سوا اور کسی نہیں سنا گیا کہ اس نے کسی مشرک کا ساز و سامان اتارا ہو ان دونوں کے مقابلہ کو رسول اللہ ﷺ بھی ملاحظہ فرما رہے تھے آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے تو اچانک آپ کو معلوم ہوا کہ وہ

عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ ہے اس پر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے عثمان کو ہلاک کر دیا جنگ احد سے پہلے اس عثمان کو حضرت عبداللہ بن جحش نے ایک دفعہ مقام بطن نخلہ میں گرفتار بھی کر لیا تھا مگر جب اس کو حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا تو آپ نے اس سے کچھ تاوان لے کر اس کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ جب تو اس کی جان بچ گئی تھی پھر یہ وہاں سے رہا ہو کر قریش کے پاس واپس چلا گیا اور ان کے ساتھ جنگ احد میں پھر مسلمانوں پر چڑھ آیا اور خوب دل کھول کر لڑا اور آخر کار مارا گیا اس کے مارے جانے کو اتفاق سے عبید بن حاجز عامری بن عامر بن لوی مشرک بھی دیکھ رہا تھا اس لئے وہ اس کے بچھڑ جانے کے بعد آگے بڑھا اور درندوں کی طرح دوڑتا ہوا آیا اور حضرت حارث بن صمہ کے مونڈھے پر تلوار مار کر ان کو ایسا زخمی کر دیا کہ جس سے وہ زمین پر گر پڑے چنانچہ ان کو تو ان کے ساتھی دوڑ کر اٹھا لائے اور ان کے بعد اس عبید کے مقابلہ پر حضرت ابو دجانہ آئے تھوڑی دیر تک ان دونوں میں تلوار بازی ہوتی رہی مگر ہر ایک دوسرے کی تلوار کو اپنے سپر پر روکتا رہا آخر ایک دفعہ داؤ دیکھ کر حضرت ابو دجانہ نے اس پر حملہ کیا اور اس کو گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا اور پھر اس کو بکری کی طرح ذبح کر ڈالا اور فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ احد کے دن حضرت سہل بن حنیف تیر بازی کر رہے تھے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے نرغہ میں پھنس گئے تو یہ اپنی تیر زنی سے ان کو بہت زیادہ پریشان کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہٹا رہے تھے اور حضور لوگوں سے یہ فرماتے جاتے تھے کہ دیکھو سہل کو اور تیر دو اور تیر دو اور ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ بس سہل تو سہل ہی ہے اسی عرصہ میں جب کہ اکثر مسلمان شکست کھا کر جان بچانے کو ہر طرف بھاگ رہے تھے حضور نے ابو درداء کو دیکھا کہ وہ نہایت ثابت قدمی سے وہیں موجود ہیں تب آپ نے فرمایا کہ عویمر یعنی ابو درداء کیا اچھا سوار ہے واقدی کہتا ہے کہ بعض لوگ ان کی نسبت یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جنگ احد میں حاضر ہی نہیں ہوئے۔

حضرت طلحہؓ کی شجاعت:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی سبرہ نے اوران سے محمد بن عبداللہ بن ابی صعصعہ نے اوران سے حارث بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اوران سے ایک ایسے شخص نے جس نے بچشم خود حضرت ابواسیرہ بن حارث بن علقمہ کو قبیلہ بنی عوف کے ایک شخص کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا تھا بیان کیا کہ ان دونوں میں پہلے تو تلوار بازی ہوئی اور ہر ایک دوسرے پر بہت زور شور سے حملہ کرنے لگا گویا کہ وہ دو شیر لڑنے والے ہیں جو کبھی تو آپس میں لڑنے لگتے ہیں اور کبھی تھم جاتے ہیں اور پھر وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو لپٹ گئے اور ہر ایک نے دوسرے کو خوب مضبوط پکڑ لیا اور ذرا سی دیر کے بعد دونوں کے دونوں لپٹے لپٹائے زمین پر گر پڑے اس کے بعد حضرت ابواسیرہ اس پر چڑھ بیٹھے اور اپنی تلوار سے اس کو ذبح کر دیا جیسے بکری کو ذبح کیا کرتے ہیں پھر اس کو اسی طرح چھوڑ کر چلنے لگے کہ اتنے میں اچانک خالد بن ولید اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک لمبا نیزہ ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور حضرت ابواسیرہ کے پاس آ کر ان کی پشت پر نیزہ مارا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے خود دیکھا کہ اس کے نیزہ کی نوک حضرت ابواسیرہ کے سینہ سے باہر نکل آئی تھی چنانچہ حضرت ابواسیرہ اس کے صدمہ سے فوراً زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے اور خالد بن ولید یہ کہتا ہوا واپس لوٹ گیا کہ دیکھ میں ابوسلیمان ہوں کہتے ہیں کہ جنگ احد کے روز حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بہت زور شور سے لڑائی کی تھی چنانچہ حضرت طلحہ خود فرماتے تھے کہ جنگ احد کے روز جب مسلمانوں نے شکست کھائی اور ادھر ادھر کو بھاگنے لگے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بڑے نرغہ میں پھنس گئے اور مشرکوں نے آ کر آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا سو اس وقت میں ایسا پریشان ہوا کہ میری سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ میں آپ کے آگے رہوں یا پیچھے یا داہنے رہوں یا بائیں آخر میں نے یہ کیا کہ کبھی تو تلوار سے حضور کے آگے سے دشمنوں کو رفع دفع کرتا تھا اور کبھی آپ کے پیچھے یہاں تک کہ وہ لوگ مجبور ہو کر بھاگ گئے چنانچہ رسول

اللہ ﷺ بھی ان کی جدوجہد کو دیکھتے ہوئے فرماتے تھے کہ واقعی طلحہ نے بڑی جان توڑ کوشش کی اور حضرت سعد بن ابی وقاص ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ طلحہ پر رحم کرے کہ وہ احد کے روز ہم سب میں رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں بڑھا رہا اس پر لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ اے ابواسحاق یہ کیسے انہوں نے جواب دیا کہ حضرت طلحہ تو حضور کے ساتھ ساتھ برابر لپٹے ہی رہے اور ہم لوگ سب کبھی آپ سے الگ الگ ہو جاتے تھے اور کبھی آپ کے پاس پھر اکٹھے بھی ہو جاتے تھے مگر وہ ہر دم آپ کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ حضور کے اردگرد چاروں طرف پھرتے تھے اور خود کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت طلحہ سے پوچھا کہ حضرت یہ آپ کی انگلی میں کیا ہوا تھا تو انہوں نے یہ قصہ بیان کیا کہ احد کے روز جس وقت مالک بن زہیر جشمی نے رسول اللہ ﷺ کو تاک کر آپ پر تیر چھوڑا اور ایسا نشانہ باز تھا کہ اس کا تیر کبھی خطا نہ کرتا تھا تو میں نے فوراً رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا چنانچہ بفضل خدا آپ تو بچ گئے مگر وہ تیر میری کن انگلی میں آ کر لگا جسے انگلی پھٹ گئی اور بیکار ہو گئی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت طلحہ نے تیر چلاتے ہوئے لفظ حسّ کہا تھا جو عرب کے محاورہ میں تیر چلاتے وقت کہا جاتا ہے حضور نے اس کو سن کر یہ فرمایا کہ اگر طلحہ بسم اللہ کہہ کر تیر چلاتا تو جنت میں اس طرح داخل ہوتا کہ سب لوگ دیکھتے رہ جاتے پھر آپ نے حضرت طلحہؓ کی نسبت جنتی ہونے کی بشارت دی اور بتصریح یہ فرمایا کہ جس کسی کی یہ خواہش ہو کہ وہ جنتی آدمی کو یہیں دنیا میں چلتے پھرتے دیکھ لے تو اس کو چاہئے کہ بس طلحہ کو دیکھ لے کیونکہ یہ بھی انہیں لوگوں میں سے ہے جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی کارگذاری پوری پوری ادا کر دی حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے روز جس وقت مسلمانوں میں زور شور کی مل چل مچ گئی اور وہ بے اوسان ہو کر ادھر اُدھر بھاگ گئے اور اس کے بعد پھر سنبھل سنبھلا کر پھر آئے تو ایک شخص مشرک قبیلہ بنی عامر بن لوی بن مالک بن مضرب سے اپنا نیزہ ہلاتا ہوا اور کمیت گھوڑے پر جس کی پیشانی

سفید تھی سوار اور سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا آگے بڑھا اور چیخ چیخ کر یہ کہتا جاتا تھا کہ دیکھو میں ابوذات الوداع ہوں ذرا مجھے بتادو کہ محمد کدھر ہے پس حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ میں نے دفعتہً اس کے گھوڑے پر حملہ کیا اور اس کے کونچ کاٹ ڈالے جس سے وہ اپنی دم اپنی دونوں رانوں میں دبا کر گر پڑا اور پھر میں نے جھٹ سے اس کا نیزہ چھین لیا اور ایسا تاک کر مارا کہ وار نے ذرا خطا نہیں کی اور نیزہ کی نوک عین اس کی آنکھ کی پتلی میں جا کر پیوست ہوگئی اور وہ بیل کی طرح ڈکرانے لگا اور میں برابر اس کے گلے پر اپنا پاؤں رکھ کر کھڑا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کو موت سے ملا دیا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت طلحہ کے سر میں کسی مشرک کے ہاتھ سے دو گھاؤ ہو رہے تھے کہ ایک دفعہ تو اس نے ان کے مقابلہ کرتے ہوئے تلوار ماری تھی اور ایک دفعہ پھرتے ہوئے اور ان دونوں سے خون بھی بہت سا بہہ گیا تھا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تو نے اپنے چچازاد بھائی کی ملاقات اور عیادت کو جالہذا میں آپ کے حکم کے بموجب طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آیا تو ان کا یہ حال تھا کہ خون تو ان کا سارا بہہ گیا تھا اور وہ بہت ناتواں اور بیہوش ہو رہے تھے اس لئے میں نے ان کے منہ پر پانی چھڑکنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ہوش میں آگئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ بخیریت ہیں اور مجھے حضور ہی نے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ سن کر وہ ذرا خوش ہوئے اور بولے کہ خدا کا شکر ہے ہر مصیبت کے بعد آسانی ہو جاتی ہے حضرت ضرار بن خطاب فہری فرماتے ہیں کہ جب حضرت طلحہ بن عبیداللہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ کو تشریف لے گئے اور مقام مروہ میں جا کر انہوں نے اپنا سر منڈایا تو میں بھی وہیں موجود تھا اتفاق سے میری نظر ان کی کھوپڑی پر پڑ گئی جس میں گھاؤ ہو رہا تھا یہ دیکھ کر میں نے لوگوں سے کہا کہ خدا کی قسم! یہ گھاؤ میرے ہی ہاتھ کے ہیں کیونکہ میں نے ایک تلوار تو ان کے جب ماری تھی جب یہ میرے سامنے آئے تھے اور ایک اس وقت ماری تھی جب یہ لوٹ کر چلنے لگے تھے کہتے ہیں کہ جس روز جنگ جمل ہوا اور حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابلہ کرنے والوں میں سے جس جس کو چاہا قتل کیا اور وہاں سے فراغت پا کر پھر بصرہ میں تشریف لے گئے تو ایک شخص عرب کا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے روبرو گفتگو کرتا ہوا کہنے لگا کہ وہ طلحہ کون صاحب ہیں یہ سن کر حضرت علیؓ اس سے گھڑک کر بولے کہ کیا تو احد کے دن حاضر نہ تھا جب کہ طلحہ مرد میدان بنا ہوا اسلام کی حمایت میں جان توڑ کوشش کر رہا تھا مزید برآں یہ کہ ایسے نرغہ کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے نہایت اولی العزمی سے دشمنوں کے آگے ڈٹا ہوا ان کی مدافعت کر رہا تھا اس پر وہ شخص شرمندہ ہو کر چپ ہو گیا پھر حاضرین میں سے ایک اور شخص نے دریافت کیا کہ جناب ان کی حمایت اور مشقت برداشت کرنے کی داستان ذرا ہمیں تو سنا دیجئے کہ قصہ کیونکر ہوا تھا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہاں میں بتلاتا ہوں یوں ہوا تھا کہ خدا طلحہ پر رحم کرے میں نے خود ان کو بہت نرغہ کے وقت میں دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے سینہ سپر کئے ہوئے کھڑے تھے اور چاروں طرف سے دشمنوں کی تلواروں میں چھپے ہوئے تھے اور گھرے ہوئے تھے اور ان پر ہر طرف سے تیروں کی بوچھار ہو رہی تھی اور یہ اس حالت میں بھی رسول اللہ ﷺ کے لئے سپر بنے ہوئے تھے یہ سن کر وہ بڑا چوکنا ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ قصہ اس روز ہوا ہوگا جس روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھی زخمی ہو گئے تھے اور خود حضور بھی زخمی ہوئے تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے خود حضور کے منہ سے سنا تھا کہ آپ یہ فرما رہے تھے کہ کاش میں بھی اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ ہوتا جن کے ساتھ پہاڑ کی جڑ میں دشمنوں نے غداری کی تھی اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ایک طرف تو میں دشمنوں کے غول کو دھکیل رہا تھا اور دوسری طرف حضرت ابو دجانہ ان کے غول کے غول کو ہانک رہے تھے اور ایک طرف حضرت سعد بن ابی وقاص ان کے گروہ کو بھگا رہا تھا یہاں تک کہ اللہ نے ان سب کو رفع دفع کر دیا اور اس شور وغل سے بخوبی نجات حاصل ہو گئی اور اسی روز میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مشرکوں کے ایک ہتھیار بند غول میں جو ان میں سے الگ رہ گیا تھا اور اس میں عکرمہ بن ابی جہل بھی

موجود تھا ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے بے تحاشہ دوڑتا ہوا اور ان کو مارتا ہوا گھس گیا وہ بھی سب کے سب ایک دم مجھ پر پل پڑے مگر میں ان کی بھیڑ کو چیرتا پھاڑتا مجمع کے آخر تک پہنچ گیا اور ادھر سے دوبارہ پھر ان کو مارتا کاٹتا واپس پھر یہاں تک کہ اپنی پہلی جگہ پر لوٹ آیا لیکن باوجود اس بات کے میرا ذرا بال بھی بیکا نہ ہوا اور جیسا تھا ویسا کا ویسا ہی صحیح سلامت رہا چونکہ اس وقت تک میرے مقدر میں موت نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ جس کام کو چاہتا ہے اس کو بہر صورت پورا کر دیتا ہے۔

حضرت حباب ؓ کی بہادری:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے جابر بن سلیم نے اور ان سے عثمان بن صفوان نے اور ان سے عمارہ بن خزیمہ نے اور ان سے ایک ایسے شخص نے جس نے حباب بن منذر بن جموح کو بچشم خود دیکھا تھا بیان کیا کہ حضرت حباب اس روز مشرکوں کو بکریوں کی طرح ہانکتے تھے کہ اتنے میں وہ موقع پا کر سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے اور لوگوں نے کہا کہ بس وہ قتل ہو گئے مگر دیکھا تو یہ پھر تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے ان کے غول میں سے باہر نکل آئے اور وہ سب ان سے متفرق ہو گئے پھر انہوں نے ان کے ایک فرقہ پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کر اپنے لشکر میں جا ملے اور حضرت حباب ان کو رفع دفع کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس روز حضرت حباب نے ایک سبز پٹی اپنے سر پر نشانی کے لئے باندھ رکھی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ احد کے روز عبدالرحمٰن بن ابی بکر اپنے گھوڑے پر سوار اور دونوں آنکھوں کے سوا سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈھکا ہوا لشکر کے پرے سے باہر نکلا اور آواز دی کہ عبدالرحمٰن بن عتیق سے کون لڑنے کے لئے نکلتا ہے چنانچہ اس کی آواز سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جھٹ پٹ اپنی تلوار سونتے ہوئے اٹھے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! اس سے لڑنے کو میں نکلتا ہوں ان کی درخواست پر حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ بس جاؤ اور اپنی تلوار کو میان میں رکھ لے اور ہمیں اپنی ذات سے منفعت اور فائدہ پہنچا اور رسول اللہ ﷺ حضرت شماس بن عثمان کی بھی

بہت تعریف فرماتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ شماس تو بالکل ڈھال جیسا ہے کیونکہ یہ جنگ احد کے روز رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور حفاظت میں بہت جدوجہد کر رہے تھے اور آپ کی طرف سے نہایت زور شور سے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے دائیں بائیں کو مڑ مڑ کے تیر چلاتے تھے تو حضرت شماس کو اسی طرف دیکھتے تھے کہ یہ دشمنوں کے اپنی تلوار سے پرنچے اڑائے ڈالتے تھے یہاں تک کہ جب دشمنوں کا بہت زیادہ غلبہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ ان کے نرغہ میں پھنس گئے تو حضرت شماس آپ کی طرف سے خوب سینہ سپر ہو کر لڑے اور آخر کار آپ پر جان فدا کر بیٹھے اور شہید ہو گئے اس لئے حضور نے ان کے شہید ہونے کے بعد ان کی نسبت تعریف کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ شماس تو بس ڈھال جیسا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جب احد کے روز مسلمان شکست کھا کر اور بے اوسان ہو کر بھاگ گئے تھے تو ان میں سب سے پہلے حضرت قیس بن محرث قبیلہ بنی حارثہ کے مقام تک جا کر انصار کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر واپس پھر آئے اور آتے ہی مشرکوں کی ایک جماعت پر منڈھ گئے اور دم کے دم میں ان کا منہ پھیر دیا اس کے بعد پھر ایک غول میں گھس گئے اور اس پر اس قدر تلوار برسائی کہ اس کے چھکے چھڑا دیئے اور چند آدمیوں کو قتل بھی کر ڈالا مگر انہوں نے بھی ان کو نیزوں اور تلواروں سے چھلنی کر ڈال دیا چنانچہ فراغت کے بعد جب ان کے گھاؤ دیکھے گئے تو چودہ گھاؤ تو نیزوں کے تھے اور دس گھاؤ تلواروں کے تھے اور یہ سب کے سب بہت گہرے تھے کچھ ایسے ویسے معمولی نہ تھے۔ راوی کہتا ہے کہ احد کے روز حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ اور حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیرہ اور حضرت اوس بن ارقم بن زید یہ سب کے سب اور خصوصاً عباس لوگوں سے بآواز بلند یہ کہتے پھر رہے تھے کہ اے مسلمانوں دیکھو تمہارا خدا اور نبی کیسا سچا ہے کہ ان کی ذرا سی نافرمانی کرنے سے تم پر کیسی آفت آ پڑی انہوں نے تم سے فتح کا وعدہ کیا تھا مگر تم نے اپنی بے صبری کی وجہ سے اسے اپنے ہاتھوں میں ضائع کر دیا اور بجائے اس کے اور الٹے اس مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عباس بن عبادہ نے جوش میں آکر اپنے سر سے

خود کو اتار دیا اور اپنی زرہ کو بھی نکال دیا پھر حضرت خارجہ سے کہنے لگے کہ اگر آپ کو میری زرہ اور میرے خود کی ضرورت ہو تو لے لیجئے حضرت خارجہ نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو کچھ ضرورت نہیں اور جو کچھ آپ کی نیت ہے وہی میری بھی نیت ہے غرض کہ یہ سب کے سب اپنی اپنی زرہ وغیرہ سب چیزیں اتار اتار کر اور سر بکف ہو کر مشرکوں کے ٹڈی دل میں گھس گئے۔

عظیم صحابہ کی بہادری اور شہادت:

حضرت عباس بن عبادہ یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ اگر خدانخواستہ ہماری آنکھوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے تو ہم خدا کو کیا منہ دکھلائیں گے اور اس کے سامنے کیا کہیں گے حضرت خارجہ اس کی تائید کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہاں واقعی ایسی صورت میں ہمیں خدا کو منہ دکھلانے کو بھی جگہ باقی نہ رہے گی آخر یہ کہتے ہوئے کہ ہاں واقعی ایسی صورت میں ہمیں خدا کو منہ دکھلانے کو بھی جگہ باقی نہ رہے گی آخر یہ کہتے ہوئے مشرکوں کے لشکر میں بڑھے چلے گئے اور ان پر خوب وار کئے لیکن کسی موقع پر حضرت عباس اور سفیان بن عبد شمس سلمی کا آمنا سامنا ہو گیا دونوں نے ایک دوسرے پر بہت زور شور سے وار کئے مگر آخر کار سفیان ان پر غالب آ گیا اور ان کو شہید کر ڈالا راوی کہتا ہے کہ حضرت عباس نے بھی اس کے دو ضربیں بڑی کاری لگائی تھیں جس سے اس کے دو گھاؤ بڑے گہرے ہو گئے تھے چنانچہ اس کے آدمی اس کو میدان جنگ میں سے گھائل ہی کو اٹھا کر لے گئے تھے اور بعد میں بھی یہ ایک سال تک زخمی رہا سال بھر کے بعد جا کر کہیں اچھا ہوا اسی طرح حضرت خارجہ بھی مشرکوں کے نیزوں سے بہت مجروح اور چکنا چور ہو گئے تھے کہ ان کے جسم پر دس سے زیادہ زخم لگے تھے سو یہ نڈھال ہو کر وہیں میدان میں گر پڑے چنانچہ ان میں کچھ کچھ جان باقی تھی اسی عرصہ میں ان کے پاس کو کہیں صفوان بن امیہ کا گذر ہو گیا تو اس نے پہچان لیا اور کہنے لگا کہ یہ بھی محمد کے ساتھیوں میں سے ایک بڑا آدمی ہے یہ کہہ کر آخر ان کو شہید کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت اوس بن ارقم بھی اس معرکے میں شہید ہوئے تھے اور صفوان بن امیہ حضرت

خبیب بن یساف کوڈھونڈتا پھرتا تھااورلوگوں سے پوچھتا تھا کہ تم میں سے کسی نے خبیب بن یساف کوبھی دیکھا ہے اوراسی روزمشرکوں نے حضرت خارجہ کا بھی مثلہ کیا تھااور صفوان ان کی اس حالت کودیکھ کر بہت خوش ہوتا اور کہتا تھا یہی وہ شخص ہے جس نے بدر کے روزلوگوں کوورغلا کرمیرے باپ امیہ بن خلف کی بے حرمتی کرائی تھی بس آج میں نے بھی محمد کے بڑے بڑے ساتھیوں کوقتل کر کے اپنے دل کوٹھنڈا کرلیا چنانچہ ابن نوفل کو میں نے قتل کیااورابن ابی زہیر کو میں نے قتل کیااورابن اوس کوبھی میں نے ہی قتل کیا۔

حضورؐ کی تلواراوراس کاحق:

ہم سے شیخ ابوبکرمحمد بن عبدالباقی بن محمد بزاز رضی اللہ عنہ اوران سے شیخ ابومحمد حسن بن علی جوہری نے ماہ صفر ۴۴۷ھ میں اوران سے ابوعمرمحمد بن عباس نے اوران سے ابو القاسم عبدالوہاب بن حیہ نے اوران سے محمد بن شجاع ثلجی نے اوران سے محمد بن عمر واقدی نے بیان کیا کہ احد کے روزرسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کرصحابہ کو فرمایا کہ تم میں سے اس تلوارکوایسی طرح کون لیتا ہے جواس کے لینے کا حق ہے اس پر لوگوں نے حضور سے عرض کیا کہ حضورتلوار پکڑنے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے پکڑنے کا حق دشمنوں کوقتل کرنا ہے حضرت عمررضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بس تواس تلوارکو میں لونگا حضور نے ان کی درخواست کومنظورنہیں فرمایااوران کی طرف سے منہ پھیرلیااس کے بعد حضور نے اس تلوارکو پھراسی شرط پر پیش کیااوراس مرتبہ حضرت زبیررضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکرعرض کیا کہ یہ تلوارتو مجھے مرحمت فرمادیجئے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی اعراض کیااورتیسری مرتبہ پھراس تلوارکوپیش کیا چنانچہ اس دفعہ حضرت ابودجانہ کھڑے ہوئے اورعرض کیا کہ حضور یہ تلوارتو مجھے دیدیجئے میں اس کاحق بخوبی اداروں گا آخرحضور نے وہ تلوارانہیں کوعطا کی چنانچہ انہوں نے وہ تلوار لے کردشمنوں کا مقابلہ کیااوراس تلوارکو لینے کا جوحق تھااس کو بخوبی ادا کردکھایااورحضور کی شرط کو بہت خوش اسلوبی سے پورا کیااوراس تلوارکی خوب داددی۔ راوی کہتا ہے کہ اس پرحضرت عمررضی اللہ عنہ اورحضرت زبیررضی اللہ عنہ میں سے ایک نے یا توحضرت

عمر نے اور یا حضرت زبیر نے لوگوں سے یہ کہا کہ خدا کی قسم! میں بذات خود ابودجانہ کی دیکھ بھال کروں گا کہ آخر ان میں کیا بات ہے جو حضور نے ہمیں تو تلوار دینے سے انکار کر دیا اور ان کو عنایت فرما دی۔ چنانچہ جنگ کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے لگے رہے اور ان کی جانبازی کا نظارہ کرتے رہے آخر لوگوں سے آ کر بیان کیا کہ واقعی آج ابودجانہ سے بہتر کسی نے جنگ نہیں کی اور میں نے دیکھا کہ ان کی وہ تلوار جب دشمنوں پر چلاتے چلاتے کند ہو جاتی تھی اور ان کو خدشہ ہوتا کہ بس اب یہ بیکار ہو گئی تو یہ اس کو پتھر پر رگڑ کر تیز کر لیتے تھے اور پھر دشمنوں پر چلانے لگ جاتے تھے یہاں تک کہ اس کو کھنڈی رانتی کی طرح کر دیا۔

حضرت ابودجانہؓ کی شجاعت و دلیری:

راوی کہتا ہے کہ جس وقت حضور نے حضرت ابودجانہ کو تلوار دی تھی تو یہ طرفین کی صفوں کی درمیان بڑے اترا اترا کر اور اکڑ اکڑ کر ٹہل رہے تھے چنانچہ حضور نے ان کی فاخرانہ چال کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے ناز و انداز کی چال کو اگرچہ ناپسند کرتا ہے مگر اس مقام اور موقع پر یہ بھی پسندیدہ ہے۔ راوی کہتا ہے کہ صحابہ میں سے چار آدمی فوج میں جاتے وقت پہچان کے لئے کچھ نشان لگا لیا کرتے تھے چنانچہ ایک تو ان میں سے حضرت ابودجانہ تھے کہ یہ اپنے سر پر ایک سرخ پٹی باندھ لیا کرتے تھے اور جس وقت یہ نشان لگایا کرتا تھے تو ان کی قوم تاڑ جاتی تھی کہ بس اب یہ نہایت تن دہی سے اور جانفشانی سے جنگ کریں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے موقع پر سفید پشمینہ اپنے سر پر باندھ لیا کرتے تھے اور حصرت زبیر رضی اللہ عنہ کا سر پیچ زرد ہوتا تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شتر مرغ کا پر لگایا کرتے تھے حضرت ابودجانہ فرماتے ہیں کہ میں نے احد کے روز ایک مشرکہ کو دیکھا کہ وہ اپنے لوگوں کو گالیاں دیتی تھی اور کوستی کاٹتی تھی اور بڑی غیرت دلاتی تھی کہ وہ کس طرح آگے بڑھ بڑھ کر خوب لڑیں سو یہ دیکھ کر مجھے اس پر بڑا طیش آیا اور سخت ناگوار معلوم ہوا اس لئے میں نے اس پر تلوار اٹھائی اور میرا خیال اس کی نسبت پہلے سے یہ تھا کہ یہ مرد ہے مگر جب بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مرد نہیں بلکہ عورت ہے تو میں نے

اپنا ہاتھ تھام لیا اور روک لیا اور مجھے یہ بات ذرا گراں سی معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی تلوار سے ایک عورت ذات پر وار کروں اور یہ عورت عمرہ دختر حارث تھی۔ کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں احد کے روز بہت زخمی ہو گیا تھا اور مجھ میں چلنے پھرنے کی ذرا سکت نہیں رہی تھی اس لئے وہیں میدان میں زخمیوں کے ساتھ ایک طرف کو پڑا ہوا تھا پھر جب میں نے مشرکوں کو یہ دیکھا کہ وہ مسلمانوں کا مثلہ بڑے شد و مد اور بری طرح سے کر رہے ہیں تو میں وہاں سے اٹھا اور مقتولوں سے علیحدہ جا کر ایک طرف کو بیٹھ گیا وہاں سے کیا دیکھتا ہوں کہ خالد بن اعلم عقیلی مشرک اپنی زرہ وغیرہ سب حربی سامان پہنے ہوئے اور سراپا لوہے میں غرق آگے بڑھا اور مسلمانوں کو گھیرنے لگا اور اپنے ساتھیوں سے بھی کہنے لگا کہ ان کو گھیر دان کو گھیرو جیسے چرواہے بکریوں کے گلہ کو گھیرا کرتے ہیں اور اپنی قوم کو زور زور سے یہ کہتا تھا کہ اے قریش کی جماعت! دیکھو خبر دار! تو تم محمد کو قتل نہ کرنا بلکہ اس کو قیدیوں کی طرح گرفتار کر لینا کہ پھر ہم اس کو ذرا اچھی طرح بتلا دیں گے کہ اس نے ہمارے ساتھ کیا کیا کرتوتیں کیں ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ وہ یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں اس کے اوپر قزمان منافق دوڑ پڑا اور اس کے پاس جاتے ہی اس کے مونڈھے پر ایک تلوار رسید کی جس سے اس کے سینہ تک چیر پڑتا چلا گیا پھر قزمان نے اس کی تلوار چھین لی اور الٹا لوٹنے لگا مگر اسی اثناء میں ایک اور شخص مشرکوں میں سے اس کے سامنے آڈٹا جس کی آنکھوں کے سوا مجھے کچھ نظر نہ آتا تھا یعنی جنگی ساز و سامان سے وہ ایسا لدا ہوا تھا کہ اس کے سارے بدن میں صرف آنکھیں ہی آنکھیں نظر آ رہی تھیں باقی اور سارا جسم ڈھکا پڑا تھا غرض کہ قزمان نے اس کے بھی تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے حضرت کعب کے شاگردوں میں سے کسی نے ان سے دریافت کیا کہ یہ دوسرا کون شخص تھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ولید بن عاص بن ہشام تھا اس کے بعد حضرت کعب نے فرمایا کہ میں اس روز اس قزمان کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ میں آج تک اس جیسا بہادر اور تلوار پکڑنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا مگر باوجود اس بات کے جو کچھ اس کے حق میں ازل سے لکھا ہوا تھا وہی ہو کر رہا اس پر لوگوں نے ان سے

دریافت کیا کہ حضرت وہ کیا لکھا ہوا تھا انہوں نے فرمایا کہ اس کے حق میں دوزخی ہونا لکھا ہوا تھا چنانچہ اس کا آخر وقت میں ایسا ہی قصہ ہو گیا کہ اس نے اپنے زخموں سے تنگ آ کر خودکشی کر لی حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس روز یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص مشرکوں میں سے اپنی زرہ وغیرہ پہنے ہوئے آیا اور زور زور سے اپنے آدمیوں کو کہنے لگا کہ ان مسلمانوں کو گھیر لو گھیر لو اور سب کو ایسا اکٹھا کر لو جیسا چرواہا اپنی بکریوں کے گلہ کو اکٹھا کر لیا کرتا ہے پس وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک شخص مسلمانوں میں سے جو اپنی زرہ پہنے ہوئے تھا اس کے مقابلہ میں آ ڈٹا چنانچہ میں بھی شوق کی وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پیچھے پہنچ گیا کہ دیکھوں ان دونوں میں سے کون زور در رہتا ہے؟ اور وہاں جا کر کھڑے ہو کر اندازہ کرنے لگا کہ ان دونوں میں سے فوجی سامان کس کے پاس زیادہ ہے اور نیز ان میں سے زیادہ ہیبتناک کون شخص ہے؟ آخر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ ان دونوں چیزوں میں یہ مشرک ہی زیادہ ہے پھر میں ان دونوں کو کھڑا ہوا دیکھتا رہا یہاں تک کہ ان دونوں کی مڈبھیڑ ہو گئی اور مسلمان نے اس کافر کے مونڈھے پر ایک تلوار ایسے زور سے ماری کہ جو اس کے چوتڑوں تک اتر گئی اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے غرض جب اس کافر کا کام تمام ہو چکا تو وہ مسلمان اس سے فارغ ہو کر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے کعب! تو نے یہ کیفیت دیکھی بھی اور مجھے کچھ پہچانا بھی یا نہیں۔ دیکھ میں ابودجانہ ہوں اور قبیلہ بنی معاویہ کے یہ ایک غلام تھے جن کا نام رشید فارسی تھا انہوں نے مشرکوں میں سے ایک شخص پر جو قبیلہ بنی کنانہ میں سے تھا اور سراپا لوہے میں ڈھکا ہوا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میں ابن عویمر ہوں حملہ کیا اور حضرت رشید سے پہلے حضرت سعد جو حضرت حاطب کے غلام تھے اس شخص سے لڑ چکے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اس نے تلوار مار کر حضرت سعد کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے غرض کہ ان کے بعد حضرت رشید اسکے مقابلہ میں گئے اور اس کے مونڈھے پر تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے تلوار مارتے وقت حضرت رشید نے اس سے کہا کہ لے اس وار کو روک اور دیکھ میں غلام فارسی ہوں رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے مقابلہ کو دیکھ رہے تھے ان کی گفتگو کو بھی

سن رہے تھے چنانچہ آپ نے حضرت رشید کا یہ کلمہ سن کر میں ایک غلام فارسی ہوں اس کو ناپسند کیا اور یہ فرمایا کہ تو نے اس کے بجائے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ لے اس کو روک اور میں ایک غلام انصاری ہوں اسی اثناء میں ابن عویمر کا بھائی بھی حضرت رشید کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا اور کتوں کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ دیکھ میں بھی ابن عویمر ہوں آخر کار حضرت نے اس پر بھی حملہ کیا اور اس خود کے سر پر بھی تلوار ماری جس سے اس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور مارتے وقت رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق اس سے کہا کہ لے اس وار کو روک اور دیکھ میں ایک غلام انصاری ہوں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ذرا تبسم فرمایا اور کہنے لگے اے ابو عبداللہ! تجھے شاباش ہے اور تو نے بہت اچھا کیا کہ یہ کہا کہ میں غلام انصاری ہوں راوی کہتا ہے کہ حضرت رشید کے کوئی اولاد نہ تھی کہ جس سے ان کی کنیت ابو عبداللہ ہوتی مگر باوجود اس بات کے کے یہ لاولد تھے پھر بھی آپ نے ان کی کنیت ابو عبداللہ رکھ دی اور حضرت ابو نمر کنانی بیان کرتے ہیں کہ احد کے روز جس وقت مسلمان شکست کھا کر بھاگ پڑے تو میں مشرکوں کے ساتھ ساتھ آگے کو بڑھا اور میں اپنے دس بھائیوں سمیت جنگ احد میں آیا تھا کہ جن میں سے چار قتل بھی ہو چکے تھے اور جس وقت دونوں طرفوں میں سے ہم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے تو پہلے پہلے مسلمانوں ہی کو غلبہ رہا تھا چنانچہ مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے اپ کو بھی مشرکوں کے ساتھ بھاگتے ہوئے دیکھا تھا غرض کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی پہلے پہلے تو خوب جان پر کھیل کر لڑے اور مشرکوں کے لشکر کو خوب دل کھول کر لوٹا اور جب مسلمان ہمارے لشکر کو لوٹنے کے لئے آگے بڑھے تھے تو میں مقام حجا تک پیدل بھاگتا ہوا پہنچ چکا تھا وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ ہمارا گروہ پھر میدان کی طرف لوٹا اس سے مجھے خیال ہوا کہ ان کا لوٹنا ضرور کسی نہ کسی مصلحت سے ہوا ہے چنانچہ میں بھی الٹے پاؤں پھر گیا اور قریب قریب ان کے ساتھ ہو لیا میدان میں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ دونوں جماعتیں آپس میں خلط ملط ہو رہی ہیں اور صفیں بالکل ٹوٹ گئی ہیں اور نہایت زور شور سے گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے لوگوں میں ایسی ہلچل مچ رہی ہے کہ کوئی کسی کو نہیں پہچانتا کہ میں کس کو

مار رہا ہوں اور مسلمانوں کا جھنڈا گرا پڑا ہے اور ہمارا جھنڈا قبیلہ بنی عبدالدار کے ایک شخص کے ہاتھ میں لہلہا رہا ہے اور کیا دیکھتا ہوں کہ مسلمان آپس میں اپنے آدمیوں کی پہچان کے لئے امت امت کہہ رہے ہیں یہ سن کر میں اپنے جی میں کہنے لگا کہ امت امت کیا چیز ہے؟ نیز یہ بھی دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے چاروں طرف مسلمان حلقہ باندھے کھڑے ہیں اور آپ پر تیروں کی ایک بوچھار ہو رہی ہے مگر تیروں کی یہ حالت ہے کہ یا تو آپ کے دائیں بائیں کو کترا جاتے ہیں اور یا آپ کے آگے گر پڑتے ہیں اور یا پیچھے کو نکل جاتا ہیں غرض کہ سب تیر خطا کر رہے ہیں آپ پر کوئی وار نہیں چلتا میں نے بھی اس روز پچاس تیر چلائے تھے جن میں سے بعض تو مسلمانوں کے لگے اور باقی سب خالی گئے راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد اللہ نے مجھے مسلمان ہونے کی توفیق دیدی اور اس خرافات سے مجھے بچالیا۔

حضرت عمرو بن ثابتؓ کا اسلام اور شہادت:

راوی کہتا ہے کہ حضرت عمرو بن ثابت بن وقش کو جنگ احد سے پہلے پہلے اسلام میں شک تھا ان کی قوم کے آدمی اس بارے میں ان سے کچھ گفت وشنید اور بحث ومباحثہ بھی کیا کرتے تھے مگر ان کے جی کو کچھ بات نہ لگتی تھی اور یہ فرمادیا کرتے تھے کہ اگر میں اس دین کو حق جانتا تو اس سے انکار نہ کرتا اور اس کے قبول کرنے میں دیر نہ لگاتا یہاں تک کہ جس روز احد کا دن ہوا تو ان کے دل میں اسلام کا درست ہونا بیٹھ گیا اور وہ مسلمان ہو کر تلوار لئے ہوئے اپنے گھر سے نکلے یہاں تک کہ احد میں جا کر اسلامی فوج میں داخل ہو گئے اور مشرکوں سے خوب جم کر لڑے اور زخموں سے چکنا چور ہو گئے چنانچہ ان کی لاش بھی وہیں مقتولوں میں پائی گئی جس وقت مسلمان ان کے پاس گئے تو یہ لب دم تھے اسی حالت میں لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ اے عمرو! تجھے یہاں کیا چیز کھینچ لائی؟ انہوں نے کہا کہ مجھے تو اسلام کھینچ کر لایا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اپنی تلوار لے کر بس سیدھا یہیں میدان میں چلا آیا یہاں اللہ نے مجھے نصیب کر دی بس یہ کہہ کر ان کا انہیں لوگوں کے سامنے انتقال ہو گیا جب رسول اللہ ﷺ نے ان کا

حال سنا تو فرمایا کہ یہ بے شک جنتی ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان نے اور ان سے داؤد بن حصین نے اور ان سے ابن ابی احمد کے ایک غلام ابوسفیان نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ کے پاس بہت سارا مجمع ہو رہا تھا اور میں بھی اس مجمع میں موجود تھا تو میرے سامنے حضرت ابوہریرہؓ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ تمہیں کوئی ایسا شخص بھی معلوم ہے کہ جس نے خدا کو ایک سجدہ بھی نہ کیا ہو اور پھر بھی وہ جنتی ہو اس کو سن کر سب آدمی خاموش رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکا تب حضرت ابوہریرہؓ نے خود ہی فرمایا کہ یہ قبیلہ بنی عبداشہل کا عزیز حضرت عمرو بن ثابت بن وقش ہے۔

یہودی عالم مخیریق کی شرکت اور موت:

کہتے ہیں کہ فرقۂ یہود کے عالموں میں سے ایک عالم تھا جس کا نام مخیریق تھا اس نے ہفتہ کے دن اپنی جماعت سے کہا اور رسول اللہ ﷺ اس روز احد پر تھے کہ اے یہودیو! خدا کی قسم! دیکھو تم یہ بات بخوبی جانتے ہو کہ محمد سچا نبی ہے اور تمہارے ذمہ اس کی حمایت کرنا لازمی اور ضروری ہے پھر آخر تم ان کی کمک لئے کیوں نہیں چلتے انہوں نے اس کی یہ بات سن کر کہا کہ آج تو ہفتہ کا دن ہے جس میں کچھ بھی کام کاج نہیں کیا جا سکتا پھر آج ہم کیسے جا سکتے ہیں اس نے ان سے کہا کہ ان کی مدد کے مقابلہ میں ہفتہ کوئی چیز نہیں اور پھر اپنے ہتھیار لگا کر احد کی طرف چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر آپ کی طرف سے مشرکوں سے خوب لڑا اور آخر کار قتل ہو گیا اس پر حضور نے اس کی تعریف کی اور فرمایا کہ مخیرق بہت اچھا یہودی تھا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ شخص احد کی طرف جاتے وقت اپنی قوم سے یہ بھی کہتا گیا تھا کہ اگر میں وہاں قتل ہو جاؤں گا تو میرا سب مال محمد کا مال ہے تم اس میں کوئی مزاحمت نہ کرنا وہ اس کو جہاں مناسب سمجھیں گے اور جس طرح خدا ان کو حکم کرے گا خرچ کر دیں گے چنانچہ حضور نے اس کے مال کو رفاہ عام میں خرچ کر دیا۔

حاطب بن امیہ کے طعنے:

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص حاطب بن امیہ منافق تھا مگر اس کا بیٹا یزید بن حاطب سچا مسلمان تھا چنانچہ وہ رسول اللہ علیہ کے ساتھ جنگ احد میں حاضر ہوا اور جب مشرکوں کے ہاتھ سے یہ بہت زیادہ زخمی ہو گیا تو اس کو اس کی قوم میدان سے اٹھا کر اس کے گھر لے گئی گھر والے اس کی خستہ حالت دیکھ کر اس کے آس پاس بیٹھ کر رونے دھونے لگے تو اس وقت اس کا باپ حاطب اپنے گھر والوں کو لعنت ملامت کرنے لگا کہ اب تم اس کے پاس بیٹھ کر روتے ہو حالانکہ تم نے ہی اس کو اس حالت تک پہنچایا ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے کس طرح پہنچایا ہے حاطب نے کہا کہ تم نے اس سے جنت وغیرہ کے وعدے کر کر کے اس کو خبطی بنا دیا اور اس کو ورغلا ورغلا کے اپنے جیسا بنا لیا جس سے یہ بہک کر جنگ میں چلا گیا اور آخر کار وہاں پہ قتل ہو کر آیا اب اس میں تمہارا قصور نہیں تو کس کا قصور ہے؟ رہی تمہاری جنت سو اس میں گھاس پھونس کے سوا کیا رکھا ہے آخر اس کی یہ جلی جلی باتیں سن کر اس کے گھر والے بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ کمبخت تو یہ کیا بکتا ہے؟ خدا تجھے غارت کرے مگر اس کے اس سے بھی کچھ جوں نہ چلی اور نہ اس نے اسلام کی حامی بھری بلکہ الٹا یہ کہنے لگا کہ اچھا یوں ہی سہی۔

قزمان کی بہادری اور خودکشی:

راوی کہتا ہے کہ اسی طرح ایک شخص قزمان بھی منافق تھا اور گو یہ قبیلہ بنی ظفر سے شمار کیا جاتا ہے مگر نسبی طور سے اس کا کچھ صحیح پتہ نہ تھا کہ یہ کون ہے اور اس قبیلہ کا بڑا زبردست حامی کار تھا اس کے اہل وعیال بھی کچھ نہ تھے بڑے زور شور کا بہادر اور عرب کی خانہ جنگیوں میں بہت مشہور و معروف تھا اور جس وقت حضور جنگ احد پر تشریف لے گئے تو یہ بھی وہاں حاضر ہوا اور آپ کی طرف ہو کر مشرکوں سے بڑے شد و مد سے لڑا چنانچہ ان میں سے چھ یا سات آدمیوں کو قتل کر ڈالا مگر بعد میں خود بھی بہت زخمی ہو گیا اس کو زخمی دیکھ کر بعض سچے مسلمانوں نے رسول اللہ علیہ کے سامنے اس کے زخمی ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھی شہید ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ دوزخی ہے اس پر لوگوں کو

اس کی ظاہری حالت اور خدمت دیکھتے ہوئے ذرا تعجب سا معلوم ہوا اور وہ اس کے حالات اور خیالات کی تحقیق کے لئے اس کے پاس جا کر کہنے لگے کہ اے ابو الغیداق تجھے شہادت مبارک ہو اس نے لوگوں کی مبارکباد سن کر کہا کہ تم کاہے کی مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم! میں نے یہ جنگ کوئی شہادت کے لئے نہیں کی ہے بلکہ صرف اپنے باپ دادا اور خاندان کے نام پر کی ہے لوگوں نے کہا کہ میاں ہم تجھے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اس پر یہ کہنے لگا کہ میاں جنت بھی کوئی قابل ذکر شے ہے وہ تو صرف ایک گھاس پھونس کا نام ہے خدا کی قسم ہم نے کسی جنت دوزخ پر بالکل لڑائی نہیں کی بلکہ ہم نے تو صرف اپنی خاندانی شرافت پر اپنی جان قربان کی ہے پھر اس نے اپنے زخموں سے دق ہو کر اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور خودکشی کے ارادہ سے اس کو اپنے گلے پر رگڑنے لگا مگر حسب اتفاق اس نے کچھ وار نہ دیا اور باوجود تیز ہونے کے اس کے گلے کو نہ کاٹ سکا تب اس نے ایسا کیا کہ اپنی تلوار لے کر اس کی نوک تو اپنے سینہ پر رکھ لی اور موٹھ زمین پر رکھ دی اور اس پر ایسا زور دیا کہ وہ اس کی کمر کے پار ہو گئی چنانچہ مسلمانوں نے اس کا ذکر بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا تب بھی آپ نے پہلے کی طرح یہی فرمایا کہ وہ تو دوزخی ہے اس کا کیا ذکر کرتے ہو۔

حضرت عمرو بن جموح کا شوق شہادت:

راوی کہتا ہے کہ حضرت عمرو بن جموح صحابی لنگڑے تھے اور ان کے چار صاحبزادے ایسے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رزمگاہوں میں شیروں کی طرح جایا کرتے تھے مگر احد کے روز ایسا قصہ ہوا کہ حضرت عمرو نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میدان جنگ میں جانے کی نیت کی اس پر ان کے صاحبزادے اس میں حارج ہونے لگے اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کو یہی رائے دی کہ بس تمہارے گھر سے تمہارے لڑکے تو جاتے ہیں اور تم جا کر کیا کرو گے اور کہنے لگے تمہارے ذمہ تو ویسے بھی لڑائی میں جانا ضروری نہیں کیونکہ لنگڑے ہو اور لنگڑے پر جہاد واجب نہیں انہوں نے کہا چہ خوش وہ تو جنت میں چلے جائیں اور میں تمہارے پاس بیٹھا رہ جاؤں ان کی بیوی حضرت ہند دختر

عمرو بن حزام فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے شوہر حضرت عمرو کو دیکھا کہ وہ آخر کار تیار ہو کر اور اپنا سپر لے کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ اے میرے پروردگار! مجھے میری اہل و عیال کی طرف شرمسار کر کے نہ پھیر دیجئے غرض جس وقت اپنے گھر سے باہر نکل لئے تو ان کے لڑکے بھی ان کے ساتھ ساتھ گھر بیٹھے رہنے کی فرمائش کرتے ہوئے چلے مگر انہوں نے ان کی بات کو بھی نہ مانا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول دیکھئے میرے بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں اور ایسی بڑی سعادت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ میں اپنی اسی لنگڑی ٹانگ سے جنگ میں کھیلوں کودوں رسول اللہ ﷺ نے ان کی عرض معروض سن کر ان کو تو یہ فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے معذور بنا رکھا ہے اس لئے تم پر جہاد تو واجب نہیں لیکن ویسے تمہیں اختیار ہے کہ جاؤ یا نہ جاؤ اور ان کے بیٹوں سے یہ فرمایا کہ تمہیں ایسی بات لازم نہیں کہ تم اپنے باپ کو ایسے کار خیر سے روکو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب کر دے سو تم ان کے پیچھے بالکل نہ پڑو بلکہ ان کو ان کی رائے پر چھوڑ دو ان کا جی چاہے جائیں اور نہ چاہے تو نہ جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ آخر یہ جنگ احد میں گئے ہیں اور وہیں شہید ہو گئے چنانچہ حضرت طلحہ نے بیان کیا کہ احد کے روز جس وقت مسلمان شکست کھا کر بھاگنے کے بعد بھی جمع ہو کر آئے تو میں نے حضرت عمرو بن جموح کو دیکھا کہ وہ اول ہی گروہ میں لنگڑاتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آ رہے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے تو بس جنت ہی کا شوق لگ رہا ہے اس کے بعد انہوں نے دشمنوں پر حملہ کیا اور ان کے پیچھے پیچھے ان کا ایک لڑکا بھی دوڑا تب دونوں مل کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور آخر کار دونوں کے دونوں ساتھ ہی ساتھ شہید ہو گئے راوی کہتا ہے کہ اسی روز سر شام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چند عورتوں کو ساتھ لے کر احد کی خیر خبر لینے کے لئے اپنے گھر سے چلیں اور جب تک پردہ کا حکم جاری نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ جب مقام حرہ کے آخری حصہ میں پہنچیں جہاں کو قبیلہ بنی حارثہ کے آدمیوں کا میدان کی طرف آنے جانے کا راستہ ہے تو وہاں ان کو ہند دختر عمرو بن حزام جن کا بھائی عبداللہ بن عمرو بن حزام ہے ملیں

اور اس وقت یہ ایک اونٹ کو ہانکے لا رہی تھیں جس پر ان کے شوہر حضرت عمرو بن جموح اور ان کے بیٹے حضرت کلاد بن عمرو اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزم جن کی کنیت ابو جابر ہے ان سب کی لاشیں لدی ہوئی تھیں۔

اللهم لا تردني الى أهلي۔

غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ملاقات کرنے کے بعد دریافت کیا کہ تمہیں کچھ پیچھے کی بھی خیر خبر ہے کہ وہاں لوگوں کا کیا حال ہے اس پر حضرت ہند نے فرمایا کہ الحمدللہ وہاں خیریت ہے اور رسول اللہ ﷺ خیر و عافیت سے ہیں اور آپ کے خیر و عافیت ہونے کے بعد سب مصیبتیں آسان ہیں پھر حضرت ہند نے چند آیتیں پڑھیں جن کا مضمون یہ ہے کہ اللہ نے بعض مسلمانوں کو شہید بنا لیا اور کافروں کو غیظ و غضب میں بھرے بھراؤں کو بھگا دیا کہ وہ خیر و خوبی کے پاس کو بھی نہیں پھٹک سکے اور مسلمانوں کی طرف سے اللہ نے خود ہی لڑائی کو نمٹا دیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت و شوکت والا ہے اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ اونٹ پر کون لدے ہوئے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میرا بھائی اور میرا بیٹا خلاد اور میرا شوہر عمرو بن جموح ہے حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ اچھا پھر تو ان کو کہاں لئے جاتی ہے انہوں نے کہا کہ ان کو مدینہ میں دفن کرنے کے لئے لے جاتی ہوں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر وہ اپنے اونٹ کو ہانکنے لگی مگر وہ چل نہ سکا اور زمین پر بیٹھ گیا میں نے کہا کہ اس پر بوجھ بہت ہے اس نے کہا کہ یہ کیا بوجھ ہے اس کی تو یہ حالت ہے کہ دو اونٹوں کے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے مگر اس وقت تو معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ یہ اپنی عادت کے برخلاف کر رہا ہے آخر اس نے پھر اس کو جھڑکا تو وہ کھڑا ہو گیا مگر جب اس کو مدینہ کی طرف لے چلی تو وہ پھر بیٹھ گیا اس مرتبہ انہوں نے اس کا رخ احد کی طرف چلنے کے لئے کیا تو وہ بہت جلدی جلدی چلنے لگا آخر یہ اس کو اسی طرف لے گئیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس حاضر ہو کر یہ سارا قصہ سنایا آپ نے فرمایا کہ یہ تو خدا کے حکم کے تابع ہے بھلا تیرے شوہر نے کبھی کچھ کہا تھا انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! عمروؓ نے احد کی طرف چلتے وقت قبلہ کی طرف

منہ کر کے یہ دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار! مجھے میرے اہل وعیال کی طرف خوار و شرمسار کر کے نہ پھیر اور مجھے شہادت نصیب کرنا آپ نے فرمایا کہ بس تو اسی وجہ سے یہ اونٹ نہیں چلتا ہے اس کے بعد حضور نے قبیلہ انصار کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے انصار کی جماعت! تم میں سے بعض لوگ ایسے برگزیدہ اور خدا کے یہاں پسندیدہ ہیں کہ اگر وہ خدا پر کسی بات کی قسم کھا بیٹھیں تو خدا اس کو پورا ہی کر دے اور دیکھو ایسے ہی لوگوں میں سے یہ عمرو بن جموح بھی ہیں پھر حضرت ہند سے فرمانے لگے کہ جب سے تیرا بھائی شہید ہوا ہے اس وقت سے لے کر اب تک اس پر فرشتے سایہ کئے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ یہ کہاں دفن ہوتا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان شہیدوں کے دفن ہونے تک وہیں ٹھہرے رہے اور اسی اثناء میں آپ نے حضرت ہند سے یہ بھی فرمایا کہ اے ہند! تیرا شوہر عمرو بن جموح اور تیرا بیٹا خلاد اور تیرا بھائی عبداللہ سب کے سب جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں حضرت ہند نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ میرے حق میں بھی خدا سے دعا فرمادیجئے کہ وہ مجھے بھی ان کی رفاقت میں پہنچا دے۔

حضرت جابرؓ کے والد کی شہادت:

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ احد کے روز صبح ہی صبح لوگوں نے خوب شراب پی تھی اور ان میں میرے والد بھی شریک تھے اور احد کے روز مسلمانوں میں سب سے پہلے میرے والد ہی شہید ہوئے تھے کہ ان کو سفیان بن عبد شمس ابواعور سلمی مشرک نے قتل کیا تھا اور ان کے جنازہ کی نماز رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی شکست اور ہزیمت سے پہلے ہی پہلے پڑھ لی تھی نیز حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میرے والد شہید ہو چکے تو میری پھوپھی رونے لگیں ان کو روتے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں روتی ہے دیکھ تو سہی اس کو کیسا مرتبہ اور درجہ ملا ہے کہ شہید ہونے سے لے کر دفن ہونے تک اس پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کئے رہے راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام بیان کرتے تھے کہ جنگ احد سے تھوڑے دنوں پہلے میں نے حضرت مبشر بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا تھا کہ وہ مجھ سے یہ کہہ رہے

ہیں کہ تھوڑے دنوں میں تو بھی ہمارے پاس ہی آنیوالا ہے میں نے خواب ہی میں ان سے پوچھا کہ تم کہاں ہو وہ کہنے لگے کہ ہم تو جنت میں ہیں اور نہایت آزادی سے اس میں جہاں جی چاہے چلتے پھرتے ہیں اس پر میں نے کہا کہ تم تو بدر کے روز مر چکے تھے انہوں نے کہا کہ ہاں واقعی مرتو گئے تھے مگر پھر زندہ ہو گئے ہیں غرض بیدار ہونے کے بعد حضرت عبداللہ نے یہ سارا قصہ حضور کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر! یہ تمہیں شہادت کی بشارت ہے۔

وہ تم بن جو نہ جینے کو کہتے تھے ہم

راوی کہتا ہے کہ احد کے روز رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیدیا تھا کہ عبداللہ بن عمرو بن حزام اور عمرو بن جموح کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ جس وقت میدان کارزار میں ان دونوں صاحبوں کی لاشیں ملی ہیں تو ان کا مثلہ بری طرح سے کیا ہوا تھا اور ہر ہر عضو کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا کہ جس سے ان دونوں کی لاشیں ایک دوسرے سے الگ الگ نہ پہچانی جاتی تھیں اس لئے حضور نے یہ حکم فرمادیا تھا کہ ان دونوں کو اکٹھا ایک ہی قبر میں دفن کر دو اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں کے ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم اس لئے دیدیا تھا کہ ان دونوں میں بہت خالص دوستی تھی چنانچہ آپ نے حکم دیتے وقت یہ فرمایا کہ ان دونوں کو جو دنیا میں ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے تم ایک ہی قبر میں دفن کر دو۔

بل احیاء عندالله:

راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں صاحبوں کی قبر ذرا نشیب میں تھی اور وہاں کو سیلاب آیا کرتا تھا چنانچہ ایک دفعہ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبر کی مٹی بھیگ گئی تھی تو ان کی لاشیں دکھلائی دیتی تھیں سو لوگوں نے ان کو دیکھ کر قد وقامت سے پہچان لیا کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام سرخ وسفید پستا قد اور فربہ اندام تھے اور حضرت عمرو بن جموح کا ذرا ان سے لمبا قد تھا اور دیکھا کہ ان کے اوپر دو کمبل پڑے ہوئے ہیں۔

شہدا کے جسد خاکی کی حقیقت:

راوی کہتا ہے جس وقت جنگ میں حضرت عبداللہ کے رخسار پر زخم لگا تھا اس وقت سے ان کا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا اور اسی طرح دفن کر دیئے گئے تھے چنانچہ لوگوں نے اس سیلاب کے وقت اس ہاتھ کو اسی طرح دیکھا اور اس کو رخسار سے ہٹانا چاہا تو فوراً خون جاری ہو گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے پھر اس ہاتھ کو اسی زخم پر رکھ دیا تو جب جا کر خون تھما حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا تھا وہ بالکل ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے سونے والا معلوم ہوا کرتا ہے اور ان کی حالت میں ذرا بھی تغیر و تبدل نہیں ہوا تھا لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے ان کے کفن کو کیسا دیکھا انہوں نے کہا کہ ان کا کفن اونی کپڑے کا تھا سر کی طرف سے تو اسی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے مگر ان کے پاؤں حریل گھانس سے چھپے ہوئے تھے اور اس وقت تک یہ دونوں چیزیں اپنی اصلی صورت اور حالت پر بدستور تھیں ان میں بھی کچھ تغیر پیدا نہیں ہوا تھا حالانکہ اس وقت تک چھیالیس برس کا زمانہ گزر چکا تھا حضرت جابرؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ ان لاشوں میں کچھ مشک وغیرہ خوشبو کے لئے لگا دی جائے یا نہیں اس پر سب صحابہ نے یہی رائے دی کہ نہیں بلکہ ان کو علی حالہ رہنے دیا جائے اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کیا جائے اور نہ ان کے ساتھ کوئی نئی بات کی جائے کہا جاتا ہے کہ جب حضرت معاویہ نے نہر جاری کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت انہوں نے مدینہ میں منادی کرادی کہ جن لوگوں کے احد میں شہید مدفون ہوں وہ وہاں حاضر ہو جائیں کہ اگر ان کی کوئی لاش کھدوائی میں نکل آئے تو اس کو کسی دوسری جگہ دفن کر دیں چنانچہ سب آدمی اپنے اپنے مردوں کی حفاظت کے لئے وہاں گئے اور کھودائی کے وقت دیکھا تو ان کی لاشیں تر و تازہ اور دو دو ایک ایک قبر میں پائی گئیں اور ان شہیدوں میں سے کسی کے اتفاق سے خدال لگ گیا تو اس سے فوراً خون جاری ہو گیا یہ دیکھ کر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بس اب اس کرامت کے دیکھنے کے بعد کسی منکر کو انکار کی گنجائش نہیں رہی اور ایسا ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت عمرو بن جموح ایک ہی قبر میں پائے گئے اور اسی طرح حضرت

خارجہ بن ابی زہیر اور حضرت سعد بن ربیع بھی دونوں کے دونوں ایک ہی قبر میں پائے گئے لیکن حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت عمرو بن جموح کی قبر اس پر سیلاب کے بہنے کی وجہ سے ذرا کھل گئی تھی اور حضرت خارجہ اور حضرت سعد کی قبر سیلاب سے الگ اور ایک گوشہ میں ہونے کی وجہ سے اس کے دست و برد سے محفوظ تھی غرض دونوں قبروں پر مٹی برابر کردی گئی اور مٹی کھودتے وقت جب گرد اڑتی تھی تو لوگوں کو اس گرد میں سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

جو تیرا جی چاہے مانگ؟

راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے جابر! میں تجھے کچھ خوشخبری سناؤں انہوں نے عرض کیا کہ بہت اچھا یا رسول اللہ! سنایئے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان سے کچھ بات چیت کی اور خوش ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ جو کچھ تیرا جی چاہتا ہو وہ اپنے رب سے مانگ اس پر تیرے باپ نے یہ کہا کہ اے میرے پروردگار! بس میری تو یہ تمنا ہے کہ میں پھر دوبارہ دنیا میں جاؤں اور تیرے نبی کے ساتھ ہو کر پھر قتل کیا جاؤں اس کے بعد پھر اسی طرح زندہ کیا جاؤں اور تیرے نبی کے ساتھ ہو کر پھر قتل کیا جاؤں مگر انکی درخواست سن کر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا کہ یہ درخواست منظور نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کی نسبت پہلے سے ہمارا یہ حکم جاری ہو چکا ہے کہ لوگوں کو ایک دفعہ مر جانے کے بعد پھر دنیا میں نہ لوٹایا جائے گا۔

حضرت نسیبہؓ کی بہادری:

کہتے ہیں کہ ایک صحابیہ حضرت نسیبہ تھیں اور ان کے والد یا تو کعب تھے اور یا عمارہ مگر ان کے شوہر حضرت غزیہ بن عمرو تھے چنانچہ یہ حضرت نسیبہ اور ان کے شوہر اور ان کے دو صاحبزادے سب کے سب جنگ احد میں حاضر ہوئے حضرت نسیبہ نے اپنے گھر سے صبح کے وقت کوچ کیا اور زخمیوں کے پانی پلانے کو اپنے ساتھ ایک مشک بھی لے لی غرض میدان جنگ میں جا کر دشمنوں سے خوب لڑیں اور اللہ کے امتحان میں مبتلا ہو گئیں

کہ ان کے برچھوں اور تلواروں کے بارہ زخم لگے حضرت ام سعد دختر سعد بن ربیع فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے عرض کیا کہ خالہ جی! اپنے جنگ میں جانے کا قصہ ذرا مجھے تو سنا دیجئے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں احد میں جانے کے لئے اپنے گھر سے صبح کے وقت نکلی تھی اور اس وقت خوب اچھی چاندنی ہو رہی تھی کہ آدمی اپنا اپنا کاروبار کرتے معلوم ہوتے تھے میرے ساتھ ایک مشک بھی تھی جس میں پانی بھرا ہوا تھا غرض میں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئی اور حضور اس وقت اپنے اصحاب کے ساتھ تھے اور میرے جانے تک مسلمان ہی جیت میں تھے مگر پھر کچھ ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ مسلمان شکست کھا کر بھاگنے لگے یہ رنگ دیکھ کر میں نے بھی اپنی تلوار سونت لی اور حضور کے گرد ہو کر لڑنا شروع کر دیا اس وقت آپ کے آس پاس دشمنوں کا بہت زیادہ ہجوم ہو گیا تھا سو ان کے ہٹانے کے لئے میں اپنی تلوار بھی چلاتی تھی اور تیر بھی مارتی تھی یہاں تک کہ میں خود بھی زخمی ہو گئی حضرت ام سعد فرماتی ہیں کہ میں نے دوران ملاقات ان کے مونڈھے پر ایک گہرا سا گھاؤ بھی دیکھا اور اس کی نسبت ان سے دریافت کیا کہ یہ گھاؤ آپ کے کس کے ہاتھ سے ہوا ہے اس پر فرمانے لگیں کہ اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب مسلمانوں میں بھگی پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی کوئی آدمی بھی نہ رہا تو مشرکوں میں سے ابن قمیہ آگے بڑھا اور زور زور سے کہنے لگا کہ ارے مجھے ذرا محمد کو بتلا دو کہ کدھر ہے؟ اگر وہ آج ہمارے پنجر سے نکل گیا تو پھر ہماری خیر نہیں آخر اس کی بکواس کو سن کر حضرت مصعب بن عمیر اس کی خبر لینے کے لئے آگے بڑھے اور کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے جن میں میں بھی شامل تھی سو یہ گھاؤ اسی کے تلوار مارنے سے ہوا تھا مگر میں نے بھی باوجود زخمی ہو جانے کے اس کے کئی تلواریں ماریں لیکن وہ خدا کا دشمن چونکہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے میرا کوئی وار اس پر کارگر نہ ہوا ام سعد فرماتی ہیں کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اچھا یہ آپ کے ہاتھ پر کیا لگ گیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ چوٹ میرے یمامہ کی جنگ میں لگی تھی قصہ یہ ہوا کہ جس وقت وہاں عرب کے گنواروں نے جو مسیلمہ کذاب کی طرف سے چڑھ کر آئے تھے ہمارے آدمیوں کو

شکست دیدی اور لوگوں میں بھگی پڑ گئی تو قبیلہ انصار کے لوگوں نے اپنے لوگوں کو آواز دی کہ آؤ تم سب ایک جگہ اکٹھے ہو جاؤ چنانچہ ان کے سب آدمی ایک جگہ جمع ہو گئے اور میں بھی انہیں کے ساتھ تھی غرض سب جمع ہو کر چل دیئے یہاں تک کہ جب ہم مقام حدیقۃ الموت کے دروازہ پر پہنچ گئے اور میں اس حدیقہ کے اندر گھس کر اس خدا کے دشمن مسیلمہ کذاب کو تلاش کرتی پھرنے لگی کہ کسی طرح مجھے مل جائے تو میں اس کو قتل کر ڈالوں اور اس کا پاپ کاٹ دوں مگر اسی اثناء میں اتفاق سے اس کے طرفداروں میں سے ایک شخص میرے آگے آ گیا اور اس نے ایک تلوار مار کر میرے ہاتھ کو کاٹ دیا اور خدا کی قسم! میں وہاں سے اپنی جان بچانے کو بھاگ سکتی تھی اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ سرے سے جاتی ہی نہیں مگر مجھے تو اس خبیث مسیلمہ کذاب کے قتل کا شوق لگا ہوا تھا اس لیے میں نہ تو اول جانے سے رک سکی اور نہ جانے کے بعد باوجود ہاتھ کٹ جانے کے بھاگ سکی بلکہ وہیں ڈٹی رہی یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کیا ہوا دیکھ لیا اور اس وقت میرا بیٹا عبداللہ بن زید مازنی اپنی تلوار کپڑے سے صاف کر رہا تھا یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ تو نے اس کو قتل کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے ہی قتل کیا ہے بس یہ سن کر میرے جان میں جان آئی اور میں خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر پڑی۔ حضرت ضمرہ بن سعید اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو پانی پلانے کی غرض سے احد میں تشریف لے گئی تھیں اور یہ فرماتی تھیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج نسیبہؓ کا درجہ فلاں فلاں شخص کے درجے سے بڑھا ہوا ہے اور اس روز حضور ان کو دیکھ رہے تھے کہ یہ اپنے کپڑے سے اپنی پٹی خوب مضبوط باندھے ہوئے بہت زور شور سے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں یہاں تک کہ ان کے خود بھی تیرہ زخم لگ گئے پھر جس وقت انہوں نے وفات پائی ہے تو میں خود بھی ان کے غسل دینے والیوں میں شریک تھی اس وقت میں نے ان کے زخم ایک ایک کر کے گنے تو وہ تیرہ زخم نکلے اور میں ابن قمیہ کو ان کے مونڈھے پر تلوار مارتے ہوئے دیکھ رہی تھی کہ اس نے خوب تول کر ان کے مونڈھے پر ایک تلوار ماری سو یہ زخم ان کے بہت گہرا لگا کہ انہوں نے اس کی سال بھر تک دوا دارو

کی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے منادی نے مقام حمراء الاسد کی طرف کوچ کرنے کی منادی کر دی تو اس وقت اس بی بی نے اس مونڈھے کے زخم کو اپنے کپڑے سے خوب کس کے باندھ لیا مگر خون کے بہنے کی وجہ سے ان میں کچھ قوت وطاقت باقی نہ رہی تھی اور ہم سب رات بھر صبح تک پڑاؤ میں اپنے اپنے زخموں کو سینکتے رہے اور داغ مفارقت دیتے رہے پھر جسوقت حمراء الاسد سے واپسی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دولتخانہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی ان بی بی کے پاس حضرت عبداللہ بن کعب مازنی کو عیادت کے لیے بھیجا چنانچہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی مزاج پرسی کر کے لوٹ آئے اور حضور کو ان کی صحت وسلامتی کی خبر دی جس سے آپ بہت خوش ہوئے۔

ام عمارہ کے خاندان کی حضورؐ پر جانثاری:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالجبار بن عمارہ نے اور ان سے عمارہ بن غزیہ نے اور ان سے ام عمارہ نے بیان کیا کہ جس وقت احد کے مقام پر ہمارے لوگوں میں بھگی پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس دس آدمی بھی باقی نہ رہے تو میں اور میرا شوہر اور میرے دو بیٹے حضور کے آگے کھڑے ہو کر آپ کے پاس سے دشمنوں کے غول کو ہٹانے لگے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ آپ کے سامنے ہی کو بھاگے جاتے تھے اسی اثناء میں حضور کی نظر اچانک میرے اوپر پڑ گئی تو آپ نے دیکھا کہ میرے پاس سپر نہیں ہے اس لئے آپ نے ایک بھاگنے والے سے جس کے پاس سپر تھا یہ فرمایا کہ اے سپر والے! اپنے سپر کو کسی لڑنے والے کو دیتا جا چنانچہ اس نے بھاگتے بھاگتے اپنی سپر زمین پر ڈال دی اور میں نے جھٹ سے اسے اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے روک کر کھڑی ہو گئی اور اس وقت مشرک لوگ ہم پر بہت زیادتیاں کر رہے تھے وجہ تھی کہ وہ سوار تھے اور ہم پیدل اور اگر وہ بھی ہماری طرح کہیں پیدل ہوتے تو ہم انشاء اللہ ان کو ضرور مار لیتے چنانچہ ان میں سے ایک سوار نے آگے بڑھ کر مجھ پر تلوار چلائی تو میں نے اس کو اپنی ڈھال پر روک لیا اس لئے اس کا وار خالی گیا اور وہ لوٹ کر واپس چل دیا بس میں نے موقع پا کر پیچھے سے اس کے گھوڑے

کے کوچ کاٹ دیئے جس سے وہ چاروں خانے چت گر پڑا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے میرے بیٹے کو زور سے آواز دے کر فرمایا کہ اے ام عمارہ کے بیٹے! اپنی ماں کی مدد کے لئے دوڑ اپنی ماں کی مدد کے لئے دوڑ چنانچہ وہ فوراً حضور کی آواز پر دوڑا ہوا آیا اور اس نے اس مشرک پر میری مدد کی جس سے میں نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

عبداللہ بن زید اور ام عمارہ کی جانثاری:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے عمرو بن یحییٰ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زید نے بیان کیا کہ احد کے روز میرا بایاں بازو زخمی ہو گیا تھا جس کا قصہ یہ ہوا کہ ایک شخص نے میرے اوپر تلوار چلائی اور یہ شخص غالباً رقل تھا مگر ایک دفعہ چلا کر بس میرے پاس سے چلا گیا پھر دوبارہ وار نہیں کیا مگر اس کا ایک ہی وار ایسا کاری لگا کہ زخم کا خون بالکل بند نہ ہوتا تھا میرا یہ حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس پر کوئی پٹی باندھ لے آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں میری والدہ میرے پاس آ گئیں اور ان کے پاس ان کے دونوں ڈھنگوں میں کچھ پٹیاں لگی ہوئی تھیں جو انہوں نے پہلے سے زخمیوں ہی کے لئے تیار کر رکھی تھیں چنانچہ میں نے بھی ان سے ایک پٹی لے کر اپنے زخم پر باندھ لی اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کو کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے اس کے بعد میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ بس بیٹے جلدی کھڑا ہو اور مشرکوں پر تلوار چلا اس پر حضور نے فرمایا کہ اے ام عمارہ دیکھ یہی وہ شخص ہے جس نے تیرے بیٹے کے تلوار ماری ہے چنانچہ آپ کے فرمانے کے بعد میں اس کے آگے ہوئی اور اس کی پنڈلی پر ایک تلوار رسید کی جس سے وہ گر پڑا اس وقت میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میری اس واردات کو دیکھ کر خوب ہنسے یہاں تک کہ آپ کے آگے کے دانت بھی کھل گئے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ اے ام عمارہ! آخر تو نے بدلہ لے ہی لیا حضرت ام عمارہ فرماتی ہیں کہ اس کے گرنے کے بعد بس پھر ہم سب کے سب ہتھیار لے کر اس پر جا چڑھے اور آخر کار اس کی جان کو بنا دی حضور اس سے بہت خوش ہوئے اور مبارکباد دیتے ہوئے

فرمانے لگے کہ اے ام عمارہ! خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے تجھے فتح دی اور دشمنوں کے ہلاک کرنے سے تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا اور تیرا بدلہ تجھے اپنی آنکھوں سے دکھا دیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یعقوب بن محمد نے اور ان سے موسیٰ بن ضمر بن سعید نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں آپ کے پاس کہیں سے چند اونی چادریں آئی تھیں جن میں ہر ایک بڑی لمبی چوڑی اور عمدہ بنی ہوئی تھیں اس کو دیکھ کر حاضرین مجلس میں سے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یہ چادریں اتنی اتنی قیمت کی ہیں سو کیا اچھا ہو کہ آپ اس کو صفیہ دختر ابی عبید کے پاس جو آپ کے صاحبزادی حضرت عبداللہ کی بیوی ہیں بھیج دیں کیونکہ وہ ابھی تک نوعمر ہیں اور ان کی رخصتی بھی نہیں ہوئی ہے تو شب زفاف میں ان کی زیب و زینت میں کام آ جائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ میں اس کو ایسے شخص کے پاس بھیجوں گا جو اس کی صفیہ سے بھی زیادہ حقدار ہے اور وہ ام عمارہ نسیبہ دختر کعب ہے کیونکہ میں نے احد کے روز رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ یہ فرما رہے تھے کہ میں نے مشرکوں کے ہجوم کے وقت جب کبھی ادھر اُدھر کو مڑ کر دیکھا ہے تو نسیبہ ہی کو اپنے آس پاس لڑتے بھڑتے دیکھا ہے۔

غزوہ احد میں عورتوں کا کردار:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے سعید بن ابی زید نے اور ان سے مروان بن ابی سعید بن معلیٰ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی نے ام عمارہ سے یہ دریافت کیا کہ اے ام عمارہ! کیا احد کے روز قریش کی عورتیں بھی اپنے شوہروں کے ساتھ ہو کر لڑائی کر رہی تھیں اس پر انہوں نے انکار کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ خدا کی پناہ تم کیا کہتے ہو خدا کی قسم بالکل ایسا نہیں ہوا میں نے ان کی عورتوں میں سے کسی عورت کو تیر چلاتے یا پتھر مارتے نہیں دیکھا ہاں البتہ یہ ضرور دیکھا ہے کہ ان کے ساتھ بہت سارے طبلے اور دائرے وغیرہ ضرور تھے کہ جن کو بجا بجا

کر وہ اپنی قوم کو بدر کے مقتول یاد دلاتی تھیں اور ان کو اکساتی تھیں علاوہ ازیں ان کے پاس سرمہ دانیاں اور سلائیاں بھی تھیں کہ جب کوئی شخص ان کے مردوں میں سے میدان سے بھاگنے لگتا تھا یا لڑنے سے ہمت ہارنے لگتا تھا تو یہ عورتیں اس کو غیرت دلاتی تھیں اور اس کے سامنے سامنے سرمہ دانی اور سلائی پیش کر دیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تو عورت ہے سو عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار کر لے اور میں نے ان عورتوں کا یہ نظارہ بھی دیکھا ہے کہ یہ منہ پھیرے پیدل بھاگی جاتی تھیں اور ان کے دامن لپٹے ہوئے تھے اور ان کے مرد جو گھوڑوں پر سوار تھے وہ الگ اپنی جان بچانے کو ان کے آگے سے منہ چھپا چھپا کر بھاگے جاتے تھے غرض وہ تو گھوڑوں پر اپنی جان بچا لے گئے اور یہ بے چاری ان کے پیچھے پیچھے گرتی پڑتی بھاگی جاتی تھیں مگر عتبہ کی لڑکی ہند کی یہ حالت ہوئی کہ وہ اپنے موٹاپے اور ڈیل ڈول کی وجہ سے بھاگ نہ سکی اور اسلامی سواروں کے خوف سے ایک طرف کو بیٹھ گئی اور اس کو دیکھ کر ایک اور عورت بھی اسی کے پاس جا بیٹھی یہاں تک کہ ان کی قوم بھاگ جانے کے بعد پھر ہم پر لوٹ آئی اور جو کچھ جا بجا انہیں ہمارے ساتھ کرنا تھا وہ انہوں نے خوب دل کھول کر کیا اور اس روز جو کچھ ہمیں صدمہ پہنچا وہ محض تیر اندازوں کی جماعت کی بدولت پہنچا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر کے اپنی گھاٹی کو چھوڑ کر چلے آئے سو اس مصیبت کا اجر و ثواب ہم اللہ سے طلب کرتے ہیں۔

حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خانہ کی بہادری اور حضور کی دعا:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی صعصعہ نے اور ان سے حارث بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن زید بن عاصم نے بیان کیا کہ احد میں میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا تھا وہاں ایسا ہوا کہ جب مسلمانوں میں بھگی پڑ گئی اور حضور کے پاس سے سب آدمی ادھر ادھر چلے گئے تو اس وقت میں حضور کو اکیلا دیکھ کر آپ کے قریب گیا اور دیکھا کہ میری والدہ حضور کے آس پاس سے دشمنوں کو دھکیل رہی ہیں حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے ام عمارہ! تو بھی ان مشرکوں کو مار۔

چنانچہ میں نے حضور کے سامنے ہی مشرکوں میں سے ایک سوار کے پتھر مارا جو اس کے گھوڑے کی آنکھ پر جا کر پڑا جس سے گھوڑا ایسا تڑپا کہ وہ خود بھی گرا اور اس کا سوار بھی گر پڑا بس پھر تو میں اس کے اوپر پتھر لے کر چڑھ گیا اور لگاتار اس کے اتنے پتھر مارے کہ اس کے اوپر پتھروں کا ایک ڈھیر لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس واقعہ کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے کہ اتنے میں آپ کی نظر میری ماں کے زخم پر پڑ گئی جو ان کے مونڈھے پر لگ گیا تھا اس لئے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھ اپنی ماں کی خبر لے اپنی ماں کی خبر لے اور اس کے زخم پر پٹی باندھ اس کے بعد آپ نے ہمیں دعا دی کہ خدا تعالیٰ تم پر اپنی برکت اور رحمت نازل کرے اور یہ بشارت سنائی کہ تیری ماں کا درجہ اور رتبہ فلاں فلاں کے درجہ اور رتبہ سے بہتر ہے اور تیرے سوتیلے باپ کا مرتبہ فلاں فلاں شخص کے مرتبہ سے بہتر ہے اور تیرا مرتبہ فلاں فلاں کے مرتبہ سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ تم پر اس سے بھی زیادہ اپنی رحمت نازل کرے حضور سے یہ بشارت سن کر میری والدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہمارے حق میں یہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں بھی آپ کے ساتھ رکھے چنانچہ آپ نے میری والدہ کی درخواست منظور کر لی اور یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان کو جنت میں بھی میرا ساتھی بنا دے حضور کی دعا سے میری والدہ کا بہت جی خوش ہوا اور فرمانے لگیں کہ بس اب دنیا کی مصیبتوں کی کیا پرواہ ہے؟۔

حضرت حنظلہؓ کی پرعزیمت شہادت:

کہتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن عامر کا نکاح حضرت جمیلہ دختر عبداللہ بن ابی بن سلول سے ہوا تھا اس میں ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز صبح کو جنگ احد کے لئے کوچ ہونے والا تھا اسی رات میں ان کی دلہن کو ان کے گھر لایا گیا تھا۔ آخر ان کی بیوی کے پاس شب باشی کے لئے حضور سے اجازت لینی پڑی آپ نے اجازت دیدی تو یہ رات بھر اپنی بیوی کے پاس رہے اور جب صبح کی نماز پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرنے لگے تو حضرت جمیلہ ان سے لپٹ گئیں اس لئے یہ ذرا ٹھہر گئے اور ان کے پاس رہے اور ان سے ہمبستر بھی ہوئے اس کے بعد پھر روانگی کا ارادہ کرنے

لگے مگر چونکہ حضرت جمیلہ نے ان کی تیاری سے پہلے کسی کو بھیج کر اپنی قوم میں سے چار آدمیوں کو بلا بھیجا تھا چنانچہ وہ آ گئے تو ان کو ذرا اور ٹھہرنا پڑا اور حضرت جمیلہ نے ان کے سامنے ہی ان چاروں آدمیوں کو اس بات پر گواہ بنا لیا کہ حضرت حنظلہ نے مجھ سے ہمبستری کی ہے غرض حضرت حنظلہ تو اس قصہ کے بعد احد پر چلے گئے اور ان کے بعد لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت حنظلہ کیلئے آخر ان لوگوں کو کیوں گواہ بنایا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں یہ فرمایا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ گویا آسمان کھل گیا ہے اور یہ اس میں داخل ہو گئے ہیں اور ان کے داخل ہونے کے بعد آسمان پھر بدستور مل گیا سو میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سے ان کی شہادت مراد ہے اور یہ ضرور شہید ہوں گے اس لئے میں نے لوگوں کو گواہ بنالیا کہ یہ مجھ سے ہمبستر ہوئے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ان کو اسی رات حمل رہ گیا تھا جس سے عبداللہ بن حنظلہ پیدا ہوئے اور حضرت حنظلہؓ کے شہید ہونے کے بعد ان کی بیوی سے حضرت ثاقب بن قیس نے شادی کر لی تھی چنانچہ ان سے محمد بن ثابت بن قیس پیدا ہوئے۔

حضرت حنظلہ کی شہادت:

غرض کہ حضرت حنظلہ اپنے ہتھیار لے کر احد کی طرف روانہ ہو گئے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت آپ مسلمانوں کی صف بندی میں مصروف تھے پھر جس وقت مشرک شکست کھا کر بھاگنے لگے تو حضرت حنظلہ نے ابو سفیان بن حرب مشرک کا سامنا کیا اور اس کے گھوڑے کے کونچ کاٹ ڈالے جس سے وہ گھوڑا تڑپ کر گر پڑا اور ابوسفیان بھی زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر شور کرنے لگا کہ اے قریش کے گروہ! ذرا دیکھو تو میں ابوسفیان بن حرب ہوں مجھے سنبھالو یہ ہر چند لوگوں کو پکار پکار کر اپنی آواز سنانا چاہتا تھا مگر لوگوں میں ایسی بھگی پڑی ہوئی تھی کہ اس کی وجہ سے کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا اور حنظلہ بس اس کو ذبح ہی کرنا چاہ رہے تھے کہ اتنے میں اسود بن شعوب مشرک نے اس کو شور وغل کرتے ہوئے دیکھ لیا اور اس کی مدد کے لئے آ پہنچا آخر حضرت حنظلہ نے ابوسفیان کو چھوڑ کر اس پر حملہ کیا اور اس پر ایسے زور سے

نیزہ مارا کہ جو اس کے آر پار ہو گیا پھر حضرت حنظلہ نیزہ کو پکڑے پکڑے اور اسود کو نیزہ میں بیندھے بیندھے اس کے پاس پہنچ گئے اور اس پر دوسرا وار کر کے اس کو قتل کر ڈالا اور ابوسفیان موقع پا کر وہاں سے پیدل ہی بھاگ گیا اور دوڑتا ہوا قریش سے جاملا اس کے بعد حضرت حنظلہ نے پھر اس کا پیچھا کیا مگر یہ مل نہ سکا اور حضرت حنظلہ کسی کے ہاتھ سے شہید ہو گئے چنانچہ ابوسفیان کا قول ہے کہ جب حنظلہ قتل ہو گیا تو اس کا باپ اس کی لاش کے پاس کو گذرا اور اس وقت اس کی لاش حمزہ بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جحش کے پہلو میں پڑی ہوئی تھی اور اس لاش پر کھڑا ہو کر اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں اس شخص کی طرف سے اس واقعہ سے پہلے اسی بات سے ڈرا کرتا تھا کہ کہیں یہ قتل نہ ہو جائیں سو آخر کار یہی ہو کر رہا پھر اس کی لاش کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ خدا کی قسم! اے حنظلہ تو اپنے باپ کے ساتھ بہت ہی نیکوکار تھا اور اپنی زندگی میں خوش خلق تھا اور اب تیری موت بھی قوم کے شرفا اور بڑے بڑے آدمیوں کے ساتھ ہوئی ہے سو اگر اللہ تعالیٰ حمزہ جیسے آدمی یا کسی اور کو محمد کے ساتھیوں میں سے اس شہادت کی جزائے خیر دے گا تو تجھے بھی ضرور جزائے خیر دے گا اس کے بعد اس نے قریش کو پکار کر کہا کہ اے قریش کی جماعت دیکھو! حنظلہ کا مثلہ نہ کیا جائے اگر چہ وہ ہماری اور تمہاری مخالفت پر ڈٹا رہا اور اسی میں اس نے اپنی جان تک گنوا دی کیونکہ جس کام کو اس نے اچھا سمجھا اس میں اپنی جان کو جان نہیں سمجھا سو جہاں اس میں یہ ہماری مخالفت کا عیب تھا وہیں یہ کمال بھی تھا کہ اپنی جان پر کھیل گیا۔ راوی کہتا ہے کہ بس پھر اور لوگوں کی لاشوں کا تو مثلہ کیا گیا مگر حنظلہ کی لاش اس سے محفوظ رہی اور سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا مثلہ کرنا ہند نے شروع کیا تھا اور اسی نے اور عورتوں کو بھی مثلہ کرنے کا حکم دیدیا تھا چنانچہ اس کے بعد کوئی عورت ایسی باقی نہ رہی کہ جو چوڑیاں اور بازو بند اور پازیب وغیرہ پہنے ہوئے ہو اور اس نے یہ مثلہ کا کام نہ کیا ہو غرض کہ حضرت حنظلہ کے سوا سب شہیدوں کا مثلہ کر دیا گیا۔

حضرت حنظلہؓ کو فرشتوں کا غسل:

اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے یہ فرمایا کہ میں نے فرشتوں

دیکھا ہے کہ وہ حنظلہ کو آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک چاندی کے بڑے طشت میں نہایت صاف ستھرے پانی سے غسل دے رہے تھے حضرت ابواسید ساعدی فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور سے یہ بات سن کر حضرت حنظلہ کی لاش کو جا کر دیکھا تو واقعی ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا چنانچہ ہم نے وہاں سے واپس آ کر حضور کی خدمت میں بھی یہ واقعہ نقل کیا تو آپ نے کسی آدمی کو ان کی بیوی کے پاس بھیج کر ان سے دریافت کرایا کہ یہ کس حالت میں روانہ ہوئے تھے اس پر اس نے کہلا کر بھیجا کہ یہ میرے پاس سے حالت جنابت میں نکلے تھے۔

چچا، بھتیجا کی بہادری کا قصہ:

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ سے احد کی طرف روانگی کے بعد حضرت وہب بن قابوس مزنی اور ان کے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس اپنے ریوڑ ساتھ لئے ہوئے مزینہ کے پہاڑ سے مدینہ کی طرف آئے اور وہاں آ کر دیکھا کہ شہر بالکل خالی اور سنسان پڑا ہوا ہے بال بچے اور عورتیں جو وہاں موجود تھیں ان سے دریافت کرنے لگے کہ سب آدمی کہاں چلے گئے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے مشرکوں سے لڑنے کے لئے احد پر تشریف لے گئے ہیں اور سب آدمی بھی آپ ہی کے ساتھ گئے ہیں یہ سن کر ان دونوں نے آپس میں کہا کہ یہ حال دیکھنے کے بعد اب ہم ہی یہاں رہ کر کیا کریں گے چلو ہم بھی انہیں کے پیچھے چلیں غرض وہ دونوں کے دونوں یہ مشورہ کر کے اپنے گھر سے چل دیئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں احد پر جا پہنچے وہاں جا کر دیکھا کہ طرفین میں بڑے گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمان مشرکوں کو دباتے اور جیتتے چلے جا رہے ہیں چنانچہ یہ دونوں بھی مسلمانوں کے ساتھ قتل و غارت میں شریک ہو گئے جب یہ سب آدمی لوٹنے میں خوب اچھی طرح مشغول و مصروف ہو گیا تو مشرک موقع پا کر ایک دم ان پر پیچھے سے چڑھ آئے اور خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل نے مشرکوں کا ایک غول لے کر ان لوٹنے والوں پر حملہ کر دیا جس سے لوگوں میں بڑی ہلچل مچ گئی اور سب خلط ملط ہو گئے کسی کو اپنے پرائے کی کچھ خیر خبر نہ رہی ان

دونوں نوواردوں نے اس وقت بڑی تندھی اور جانفشانی سے مشرکوں کا مقابلہ کیا اور ان کا منہ پھیر دیا پھر انہوں نے اپنی کئی جماعتیں بنا لیں اور نمبروار ایک ایک جماعت مسلمانوں پر حملہ کرنے لگی چنانچہ جس وقت ایک جماعت مسلمانوں پر حملہ کرنے کو آگے بڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی طرف سے خطاب کر کے فرمایا کہ اس جماعت کا کون مقابلہ کرے گا اس پر حضرت وہب بن قابوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کروں گا۔ چنانچہ یہ اپنی تیر کمان لے کر کھڑے ہو گئے اور اس جماعت پر اتنے تیر برسائے کہ ان کا منہ پھیر دیا اور آخر کار وہ عاجز ہو کر لوٹ گئے اور حضرت وہب اپنی جگہ پر چلے گئے اس کے بعد پھر دوسری جماعت آئی اور اس کے لئے بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا کہ اس کا مقابلہ کون کرے گا اس دفعہ بھی حضرت وہب بن قابوس مزنی نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ یا رسول اللہ! اس سے بھی میں ہی نمٹ لوں گا غرض یہ اپنی تلوار لے کر کھڑے ہوئے اور ان کا قلع قمع کر کے رکھ دیا جس سے انہیں بھاگنا ہی پڑا اور یہ ان کو بھگا کر پھر اپنی جگہ چلے آئے۔ پھر تیسری مرتبہ ایک اور جماعت مشرکوں کی آگے بڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے حسب دستور فرمایا کہ ان کے مقابلہ میں کون ڈٹے گا اس دفعہ بھی حضرت مزنی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ڈٹوں گا اس پر حضور نے فرمایا کہ اچھا اٹھ اور جنت کی بشارت لے چنانچہ یہ نہایت خوشی خوشی یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے کہ خدا کی قسم! بس اب نہ تو میں خود چین سے بیٹھوں گا اور نہ دوسروں کو چین سے بیٹھنے دوں گا اور ایک دم سے مشرکوں کے غول میں ان پر تلوار بجاتے ہوئے گھسے چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی مسلمانوں سمیت کھڑے ہوئے ان کی حالت کو دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ یہ ان کے آخر تک پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! ان کے حال پر اپنا فضل و کرم کر اس کے بعد حضرت وہب لوٹ کر پھر ان میں گھس گئے اور ان کو چیرتے پھاڑتے ان کے آخر تک پہنچ گئے اور دیر تک ان کا برابر یہی حال رہا آخر کار دشمنوں نے موقع پا کر ان کو گھیر لیا اور ان کی تلواریں اور برچھے ان پر ایک دم سے پڑنے لگے جس سے یہ بہت زخمی ہو کر شہید ہو گئے چنانچہ لڑائی فرو ہونے کے بعد جب

ان کے زخم گنے گئے تو وہ کل بیس گھاؤ نکلے جو برچھوں کے تھے اور سب کے سب ایسے نازک موقعوں پر لگے ہوئے تھے کہ جن کے زخمی ہونے کے بعد آدمی کا جانبر ہونا مشکل و محال ہے اور ان کے شہید ہونے کے بعد ان کی لاش کا بہت بری طرح مثلہ کیا گیا ان کے بعد ان کے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس کھڑے ہوئے اور اپنے چچا کی طرح بہت زور شور سے جنگ کی اور آخرکار شہید ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں کی جانبازی مسلمانوں میں بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ فرماتے تھے کہ سب سے بہتر موت جس پر میں اپنا مرنا چاہتا ہوں وہ موت ہے جس پر مزنی مرے اور حضرت بلال بن حارث مزنی فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ہم لوگ قادسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ تھے سو جس وقت ہمیں فتح ہو گئی اور غنیمت کی چیزیں ہم لوگوں کو تقسیم ہونے لگیں تو اتفاق سے مزینہ کے اہل قابوس میں سے ایک نوجوان اپنے حصہ سے محروم رہ گیا تو میں اس کو لے کر حضرت سعد کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ جس وقت ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ سوتے ہوئے اٹھے تھے انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ کون بلال ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور بلال ہے یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ بہت اچھا آیئے آیئے ہم بیٹھ گئے تو پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ساتھ اور کون شخص ہے؟ میں نے عرض کیا جناب یہ شخص میری قوم آل قابوس میں سے ہے یہ سن کر حضرت سعد اس جوان سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اے جوان! تو اس مزنی کا جو احد کے روز شہید ہوا تھا کیا لگتا ہے لڑکے نے جواب میں کہا کہ جناب میں ان کا بھتیجا لگتا ہوں اس پر حضرت سعد بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ بہت اچھا کیا جو تم آئے اور تمہارے آنے سے بہت ہی خوش ہوا خدا تعالیٰ تیرے دیکھنے سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اس کے بعد حضرت وہب بن قابوس مزنی کا قصہ بیان کرنے لگے اور ان کی تعریف کرنے لگے کہ یہ مزنی ایسا شخص تھا کہ میں نے احد کے روز اس جیسی شہادت کسی اور شخص کی نہیں دیکھی چنانچہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ ہم مشرکوں کے نرغہ میں آ گئے اور ان کے ایک غول نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا

رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے بیچ میں موجود تھے اور ہمیں اپنے چاروں طرف مشرکوں کے جتھے کے جتھے نظر آتے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ لوگوں کے چہروں کو دیکھ دیکھ کر ان کے چہروں سے قیافہ شناسی کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس غول سے کون مقابلہ کرتا ہے تو مزنی کہتا تھا کہ حضور اس سے میں لڑوں گا اور ہر بار جب بھی حضور اس ارشاد کا اعادہ کرتے تھے تو مزنی بھی ہر مرتبہ اپنے اسی جواب کو عرض کر دیتے تھے مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ جب وہ آخری مرتبہ کھڑا ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ سدھارو اور جنت کی شادمانی حاصل کرو چنانچہ وہ تیار ہو کر چل دیئے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیا خدا خوب جانتا ہے کہ اس روز جس طرح وہ شہادت کے طالب تھے اسی طرح میں بھی شہادت کا طالب تھا اسی لئے ہم جاتے ہی مشرکوں کے ہجوم میں گھس گئے اور ان پر نہایت زور شور سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تلوار بجاتے چلے گئے مگر وہ تو وہیں دشمنوں میں گھر گئے اور میں نکل آیا چنانچہ جس وقت ہم دوبارہ پھر ان میں اسی طرح مار دھاڑ کرتے ہوئے گئے تو مشرک ان کو شہید کر چکے تھے اور خدا کی قسم! اس روز میری دلی آرزو تھی کہ کسی طرح مجھے بھی اسی کے ساتھ شہادت نصیب ہو جائے مگر کیا کروں میری تقدیر نے میری کچھ مساعدت نہ کی اور میری موت میں کچھ تاخیر نکل آئی پھر حضرت سعد نے فوراً اس جوان کا حصہ دیدیا بلکہ حصہ سے بھی کچھ زائد عنایت فرمایا اور فرمانے لگے کہ اب تمہیں اختیار ہے جی چاہے تو یہاں ہمارے پاس ٹھہرو اور جی چاہے اپنے گھر چلے جاؤ حضرت بلال فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ تو گھر ہی جانا چاہتا ہے چنانچہ ہم دونوں کے دونوں واپس چلے آئے حضرت سعد نے یہ بھی فرمایا کہ میری موجودگی ہی میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت وہب بن قابوس کی لاش پر کھڑے ہو کر یہ بھی فرمایا کہ میں تجھ سے بہت خوش ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا بھی تجھ سے راضی ہو جائے پھر میں نے دیکھا کہ حضور اس کی لاش پر نیچے کھڑے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ اف اس کے کس قدر زخم لگے ہیں اور آپ اس کے دفن ہونے تک وہیں قبر پر کھڑے رہے حالانکہ آپ پر اس وقت کھڑے رہنے سے گرانی ہو رہی تھی سو جس وقت یہ لحد میں

رکھے گئے تو ان پر ایک چادر سرخ تھی جس میں کچھ سرخ نقش و نگار ہو رہے تھے مگر چھوٹے ہونے کی وجہ سے حضور نے اس کو ان کی سر کی طرف کھینچ دیا تو وہ ان کی آدھی پنڈلیوں تک بھر آئی۔ پھر آپ نے ہمیں خرمل گھاس لانے کا حکم فرمایا چنانچہ ہم اس کو جمع کر لائے اور ان کے دونوں پاؤں پر لحد ہی میں پھیلا دی اس کے بعد حضور اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئے راوی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت وہب بن قابوس مزنی کے حال کے سوا کوئی اور حال ایسا پسند نہیں ہے کہ جس پر میں مر کر خدا سے ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہو بلکہ یہی جی چاہتا ہے کہ میں بھی مزنی ہی کے حال پر مر کر خدا سے ملاقات کروں۔

حضورؐ کے قتل کی افواہ اور ابن ام مکتومؓ کی بے تابی:

کہتے ہیں کہ جب شیطان نے احد پر جھوٹ موٹ یہ شور و غل مچانا شروع کر دیا کہ محمد تو قتل ہو گئے ہیں تو مسلمانوں میں ایک دم بھگی پڑ گئی اور بعضے مدینہ کی طرف کو بھاگ لئے چنانچہ سب سے پہلے سعد بن عثمان ابو عبادہ نے مدینہ میں آ کر یہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ تو قتل ہو گئے ہیں اور ان کے بعد اور بہت سارے آدمیوں نے آ کر یہی خبر دی اور پھر جس وقت یہ لوگ اپنی عورتوں کے پاس گئے تو انہوں نے ان کو بہت سرزنش کرنی شروع کی کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے کیوں بھاگ آئے اور حضرت ابن ام مکتوم بھی ان لوگوں کے پیچھے لگ گئے کہ تم حضور کے پاس سے بھاگ آئے ہو مگر چونکہ وقت نکل چکا تھا اس لئے آخر کار خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر کر گئے تھے کہ یہ آپ کے بعد لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے پھر جب ان کا دل نہ مان سکا تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے ذرا احد کے سیدھے راستے پر لگا دو چنانچہ لوگوں نے ان کو سیدھے راستے پر لگا دیا تو یہ وہاں سے چل دیئے اور راستہ میں جو شخص بھی ان کو احد کی طرف سے آتا ہوا ملتا تھا اسی سے رسول اللہ ﷺ کی خیر خبر پوچھتے تھے آخر اسی طرح پوچھتے ہوئے دور تک چلے گئے تب انہیں چند آدمی ایسے ملے کہ جنہوں نے آپ کی سلامتی کی خبر دی اور حضرت ابن ام مکتوم آپ کی سلامتی کی خبر سن کر اس جگہ سے مدینہ کو واپس لوٹ آئے۔

احد سے لوٹنے والوں کے احوال:

راوی کہتا ہے کہ جو لوگ احد پر سے بھاگ آئے تھے ان میں سے ایک تو فلاں تھا اور ایک حارث بن حاطب اور ایک ثعلبہ بن حاطب اور ایک سواد بن غزیہ اور ایک سعد بن عثمان اور ایک عقبہ بن عثمان اور ایک خارجہ بن عامر جو بھاگ کر مقام ملل تک پہنچ گیا تھا اور ایک اوس بن قیظی تھا جو قبیلہ بن حارثہ کے چند آدمیوں سمیت بھاگ کر قبیلہ شقرہ کے یہاں پناہ گزین ہو گیا تھا اور وہاں اتفاق سے ان کو حضرت ام ایمن مل گئیں جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ احد کے میدان سے بھاگ کر آرہے ہیں تو انہوں نے ان کے منہ پر خاک اڑانا شروع کر دیا اور پھر ان میں سے بعض لوگوں سے کہنے لگیں کہ تم وہاں سے بھاگ کر یہاں آئے ہو تو یہاں کیا رکھا ہے یہاں تو بس یہ چرخہ ہے سو تم بھی کاتنے لگو اور اپنی تلوار مجھے دیدو آخر یہ اسی جوش خروش میں چند نوجوان لڑکوں کو اپنے ساتھ لے کر اُحد کی طرف روانہ ہو گئیں اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان اس روز صرف احد پہاڑ تک بھاگے تھے اس سے آگے کہیں نہ گئے بلکہ اسی کی گھاٹیوں وغیرہ میں چھپے رہے اور یہ وہ جماعت ہے جو خاص رسول اللہ ﷺ کی تھی اور آپ کی نگرانی پر ثابت قدم رہی تھی اور کہا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ چشمک ہوئی تھی تو حضرت عبدالرحمٰن نے کسی شخص کو حضرت ولید بن عقبہ کے پاس بھیج کر ان کو بلایا اور ان سے یہ کہا کہ دیکھو! تم اپنے بھائی عثمان کے پاس جاؤ اور جو کچھ میں تم سے کہوں اس کو ان کے پاس پہنچا دو اور میں نے خصوصیت سے تمہیں اس لئے تکلیف دی ہے کہ تمہارے سوا کسی اور شخص سے مجھے امید نہیں ہے کہ وہ یہ پیام ان کے پاس پہنچا دے گا یہ سن کر حضرت ولید بن عقبہ نے کہا کہ بہت اچھا آپ فرمایئے میں ضرور آپ کا پیام ان تک پہنچا دوں گا اس پر حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ تم ان سے جا کر یہ کہنا کہ عبدالرحمٰن تم سے یہ کہہ رہا ہے کہ دیکھو مجھ میں اور تم میں کتنا فرق ہے میں تو جنگ بدر میں حاضر ہوا تھا اور تم حاضر نہیں ہوئے تھے اور میں جنگ احد میں ثابت قدم رہا تھا اور تم وہاں سے بھاگ آئے تھے اور میں بیعت رضوان میں شریک تھا اور تم شریک نہ تھے

چنانچہ حضرت ولید یہ پیام لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے یہ سارا پیام کہہ سنایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ سن کر فرمایا کہ واقعی میرے بھائی نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل ہو بہو سچ ہے مگر یہ تینوں کام مجھ سے بحالت عذر سرزد ہوئے ہیں سوان کی وجہ سے مجھ پر کوئی الزام عائد نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہونا تو اس لئے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی بیمار تھیں سو میں ان کی تیمارداری کی وجہ سے بدر کی حاضر سے معذور رہا یہی وجہ تھی کہ حضور نے بدر کی غنیمت میں سے باوجود حاضر نہ ہونے کے میرا حصہ نکالا تو اس معاملہ میں حاضرین جنگ ہی جیسا ہو گیا باقی جنگ اُحد سے بھاگنا سو اس میں بے شک مجھ سے لغزش ہو گئی تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے میری اس لغزش کو معاف فرمادیا تو پھر اس کے تذکرہ کا کیا موقع رہا رہی بیعت رضوان کی غیر حاضری تو اس کا قصہ یہ ہے کہ میں مکہ والوں کی طرف خود رسول اللہ ﷺ کا قاصد تھا اس لئے آپ نے میری نسبت اس وقت یہ فرمایا تھا کہ عثمان خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت میں جاتا ہے علاوہ ازیں آپ نے میری طرف سے خود بیعت بھی کی تھی کہ اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے ملا کر فرمایا کہ عثمان کی بیعت ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ حضور کا بایاں ہاتھ بھی میرے دائیں ہاتھ سے بدرجہا بہتر ہے سو اس معاملہ میں بھی مجھ پر کوئی حرف نہیں آتا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر جس وقت حضرت ولید نے یہ ساری باتیں حضرت عبدالرحمٰن سے واپس آکر کہیں تو انہوں نے یہی کہا کہ واقعی میرا بھائی سچ کہتا ہے اور ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ یہ بھی انہیں لوگوں کے زمرہ میں سے ہیں کہ جن کو خدا نے معاف فرمادیا ہے اور خدا کی قسم! خدا نے اور کسی چیز سے معاف نہیں فرمایا محض اسی چیز سے معاف فرمایا ہے کہ احد کے روز عین مقابلہ کے وقت بھاگ آئے تھے اور ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے احد کے روز اس قدر بڑی خطا کی کہ وہ عین مقابلہ کے وقت میدان جنگ سے بھاگ لئے مگر باوجود اتنی بڑی خطا کے اللہ تعالیٰ نے ان سے درگذر کیا اور ان کی خطا کو

معاف کر دیا اور تمہاری انہوں نے ذرا سی خطا کر دی تھی سو تم نے یہ غضب کیا کہ اسی ذرا سی خطا پر ان کو قتل کر ڈالا۔

امیہ بن حذیفہ کا قتل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب احد کے روز مسلمانوں میں ہلچل مچ گئی اور بھگی پڑ گئی تو مشرکوں میں سے امیہ بن حذیفہ بن مغیرہ آگے بڑھا اور وہ اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے اور سراپا لوہے میں لپٹا ہوا تھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اور کچھ بھی نظر نہ آتا تھا اور یہ کہتا ہے کہ آج بدر کا بدلہ ہے آخر ایک شخص مسلمانوں میں سے بھی اس کا سامنا کرنے کے لیے آگے بڑھا مگر اس سے امیہ کا کچھ نہ ہو سکا بلکہ الٹا امیہ ہی نے اس کو شہید کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر میں نے اس پر حملہ کیا اور اس کے سر پر تلوار ماری مگر چونکہ اس کے سر پر آہنی ٹوپ اور خود مڈھا ہوا تھا اور علاوہ ازیں میں اس سے ذرا پستہ قد بھی تھا اس لئے میری تلوار نے کچھ کام نہ دیا پھر اس نے میرے تلوار ماری تو میں نے اس کے وار کو اپنے سپر پر اٹھا لیا چنانچہ اس کی زرہ ذرا اوپر کو چڑھی ہوئی تھی اور دونوں پاؤں کھلے ہوئے تھے اس لئے میں نے اس کے دونوں پاؤں پر ایسی تاک کر تلوار ماری جس سے دونوں پاؤں کٹ کر الگ ہو گئے اور وہ خود زمین پر گر پڑا اور اپنی تلوار میرے سپر سے کھینچنے لگا غرض جب وہ نکل آئی تو پھر وہ مجھ پر گھٹنے ٹیک کر وار کرنے لگا مگر اسی اثناء میں اتفاق سے مجھے اس کی بغل کے نیچے ذرا سی جگہ کھلی ہوئی نظر پڑ گئی بس میں نے جھٹ سے وہیں تلوار ماردی جس سے وہ مر گیا اور میں اس کا پاپ کاٹ کر اپنی جگہ پھر آ گیا۔

حضورؐ کی بہادری اور صحابہؓ کی جانفروشی:

راوی کہتا ہے کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ اس نرغہ کی حالت میں نہایت اولی العزمی سے مشرکوں کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے اور جوش میں بھرے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ میں عواتک کا بیٹا ہوں عواتک عاتکہ کی جمع ہے اور عاتکہ حضور کی ددھیال میں بیبیوں کا نام تھا اور یہ بھی فرما رہے تھے کہ دیکھو میں نبی ہوں اس میں کچھ بناوٹ نہیں اور

میں عبدالمطلب جیسے بہادر کا بیٹا ہوں سو میدان سے ایک انچ بھی ہٹنے والا نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ احد کے روز جب مسلمان شکست کھا کر بھاگنے لگے تو ہم چند آدمی حضرت عمر بن خطاب کے پاس آئے اور وہ اس وقت ایک مجلس میں مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اسی عرصہ میں اتفاق سے اس مجلس کے پاس کو حضرت انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن ضر بن ضمضم بھی گزرے اور ہمیں سب کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمانے لگے کہ تم جنگ سے کیوں بیٹھ رہے لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو شہید ہی ہو گئے اب ہم ہی لڑ کر کیا کریں گے یہ سن کر حضرت انس بن نضر فرمانے لگے کہ پھر حضور کے بعد تم زندہ ہی رہ کر کیا کرو گے بس اٹھ کھڑے ہو اور جس بات پر رسول اللہ ﷺ مرمٹے ہیں تم بھی لڑ کر اسی بات پر مرمٹو اور اپنی جان کھو دو یہ فرما کر انہوں نے جلدی سے اپنی تلوار اٹھالی اور مشرکوں پر بجانی شروع کر دی یہاں تک کہ آخر کار خود بھی شہید ہو گئے اس وقت ان کی حالت کو دیکھ کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ قیامت کے روز ان کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ مجاہدوں کا پیشوا بنا کر اٹھائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ ان کے چہرے پر ستر زخم آئے تھے جس سے یہ پہچانے بھی نہ جاتے تھے آخر ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کی خوبصورتی یا ان کے دانتوں کی خوبصورتی سے پہچانا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت خارجہ بن زید بن ابی زبیر کے احد کے روز تیرہ زخم ایسے لگے ہوئے تھے کہ جن سے جانبر ہونا مشکل ہوتا ہے اور وہ ایسی حالت میں اپنے چند خادموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان کے پاس کو حضرت مالک بن دخشم کا گزر ہوا اور حضرت مالک ان کو دیکھ کر ان سے فرمانے لگے کہ کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو چکے ہیں حضرت خارجہ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے تو کیا ہوا خدا تو زندہ ہے جس کو کبھی موت آ ہی نہیں سکتی اور ہم خدا ہی کے نام پر لڑ رہے ہیں سو جب وہ زندہ ہے تو ہمیں لڑنے سے کیوں رکنا چاہئے۔ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کا کام خدا کے احکام کی تبلیغ کر دینا تھا سو وہ آپ پورا کر چکے اب تو اپنے دین کی حمایت میں جانبازی کرو اور اسی طرح حضرت مالک کا گزر حضرت سعد بن

ربیع کی طرف ہو گیا اور ان کے بدن میں بھی اس وقت بارہ زخم بہت کاری لگے ہوئے تھے غرض انہوں نے ان سے بھی ایسا ہی کہا کہ آپ کو معلوم بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو شہید ہو چکے ہیں اس پر حضرت سعد نے بھی ان کو یہی جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا کام تبلیغ رسالت کا تھا سو وہ آپ پورا کر چکے ہیں اب ہمیں تمہیں اپنے دین کی حمایت میں لڑنا مرنا چاہئے کیونکہ جس کا یہ دین ہے یعنی خدا وہ تو ہمیشہ ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے اور اس پر تو کبھی کوئی زوال آ ہی نہیں سکتا۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز ایک منافق بھی بڑی باتیں بناتا پھرتا تھا اور لوگوں سے کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تو قتل ہو گئے ہیں بس اب تم یہاں کیا کرتے ہو اپنی قوم کے پاس پھر چلو وہ تو سب کے سب یہاں سے دیر ہوئی اپنے اپنے گھر چلے بھی گئے۔

ثابت بن دحداحہؓ کی شہادت:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن عمار نے اور ان سے حارث بن فضیل خطمی نے بیان کیا کہ احد کے روز جس وقت مسلمانوں کی حالت خراب ہو گئی اور سب کے سب گھبرا کر بے اوسانی کی حالت میں تتر بتر ہو گئے تو اس وقت حضرت ثابت بن دحداحہ آگے بڑھے اور زور زور سے کہنے لگے کہ انصار کی جماعت! تم کدھر بھاگے جاتے ہو؟ دیکھو میری طرف دیکھو میں ثابت بن دحداحہ ہوں اور میرے پاس آ جاؤ اگر محمد ﷺ شہید ہو گئے تو کیا ہوا خدا تو زندہ ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے جس کے لئے تم لڑنے کو آئے ہو سو تم اپنے دین کی حمایت میں جانبازی کرو خدا ضرور تمہاری مدد کرے گا اور دشمنوں پر تمہیں فتح دے گا چنانچہ چند آدمی انصار میں سے ان کی آواز سن کر انکے پاس آ گئے اور یہ انہیں چند آدمیوں کو لے مشرکوں پر حملہ کرنے کو تیار ہو گئے اور مشرکوں کی طرف سے بھی ان کے مقابلہ کے واسطے ایک ہتھیار بند فرقہ آ گیا جس میں ان کے بڑے بڑے سردار شامل تھے جیسے خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور عکرمہ بن ابی جہل اور ضرار بن خطاب اور سب مل کر ان چند مسلمانوں پر دست درازی کرنے لگے چنانچہ خالد بن ولید نے حضرت ثابت

بن دحداحہ پر اپنے نیزہ سے حملہ کیا اور ایسا نیزہ مارا کہ پار ہو گیا اور یہ بے جان ہو کر زمین پر گر پڑے اور جو جو آدمی ان کے ساتھ تھے وہ بھی سب کے سب شہید ہو گئے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ سب سے آخر میں شہید ہوئے تھے بس ان کے بعد احد میں کوئی شہید نہیں ہوا چونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے موجودہ ساتھیوں کو لے کر پہاڑ کی ایک گھاٹی میں تشریف لے گئے تھے اُدھر وہاں احد کے میدان میں کوئی لڑانیوالا باقی نہ رہا تھا۔

جنت کی کھجوریں:

راوی کہتا ہے کہ جنگ احد سے پہلے ایسا قصہ ہوا تھا کہ انصار میں سے ایک یتیم لڑکے کا حضرت ابولبابہ سے ایک کھجور کے درخت پر جوان دونوں کے شاملات تھا کچھ جھگڑا ہو گیا تھا چنانچہ اس لڑکے نے یہ معاملہ حضور کے یہاں پیش کیا تو بہت واویلا کرنے لگا تو آپ نے ابولبابہ سے اس کھجور کو طلب فرمایا اور یہ کہا کہ یہ کھجور اسی لڑکے کو دیدو مگر ابو لبابہ نے دینے سے انکار کر دیا اس کے بعد حضور نے ابولبابہ کو بہت ترغیب بھی دی اور فرمایا تمہیں اس کھجور کے عوض جنت ملے گی مگر پھر بھی انکی سمجھ میں نہ آیا اور وہ برابر انکار ہی کئے چلے گئے یہ دیکھ کر حضرت ثابت بن دحداحہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں یہ کھجور اس یتیم کو دلوادوں تو میرے لئے اس کا کیا عوض ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں بھی جنت میں کھجور ملے گی غرض یہ حضور سے ایسی خوشخبری سن کر ابو لبابہ بن عبدالمنذر کے پاس گئے اور ان سے اس کھجور کو اپنا ایک چھوٹا سا باغیچہ دے کر خرید لیا اور پھر وہی کھجور اس لڑکے کے مدعی کے حوالہ کر دی تب حضور نے اسی وقت ان کی نسبت یہ فرمایا کہ ابن دحداحہ کے لئے جنت میں بہت ساری کھجوریں تیار کر دی گئیں۔
راوی کہتا ہے کہ حضور کے اس فرمان کی وجہ سے اسی وقت سے لوگوں کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ حضرت ابن دحداحہ ضرور شہید ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ احد کے روز شہید ہی ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ضرار بن خطاب احد کے روز اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک لمبا برچھا ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور حضرت عمرو بن معاذ کے اس نیزہ کی بھال ایسی تول کر ماری کہ پار ہو گئی مگر حضرت عمرو نے اس کے وار کو کچھ گردانا نہیں اور اس کی طرف کو برابر

بڑھے چلے گئے یہاں تک کہ اس کے اوپر غالب آ گئے اور اس کو زیر کر لیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا اور انکی خوشامد کرتا ہوا کہنے لگا: کہ ارے یار! ایسے شخص کو کیوں کھوتا ہے جس نے تیری شادی جنت کی حوروں سے کرادی۔ راوی کہتا ہے کہ ضرار لوگوں سے یہی کہا کرتا تھا کہ میں نے محمد کے ساتھیوں میں سے دس آدمیوں کی شادی جنت کی حوروں سے کرادی ہے۔ واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ابن جعفر سے دریافت کیا تھا کہ کیا واقعی ضرار نے دس صحابیوں کو شہید کیا تھا سو انہوں نے اس کی نسبت یہ فرمایا کہ ہمیں تو یہ خبر نہیں پہنچی ہاں البتہ اتنی خبر ضرور پہنچی ہے کہ اس نے صرف تین آدمیوں کو شہید کیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی روز اس ضرار نے جب مسلمانوں میں بھگی پڑ گئی تھی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھی ایک برچھا مارا تھا اور مارتے وقت یہ بھی کہا تھا کہ اے ابن خطاب یہ برچھا ایک نعمت غیر مترقبہ ہے کہ تو اس سے شہداء کے زمرہ میں داخل ہو جائے گا اور خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے کہ میں تجھے کچھ قتل کرنا چاہتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر جس وقت یہ ضرار بن خطاب مشرف بہ اسلام ہو گئے تو اکثر اُحد کے واقعات کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور جس وقت انصار کا ذکر چھیڑتے تھے تو ان پر بہت زیادہ رقت طاری ہو جاتی تھی اور انصار کو بہت زیادہ دعائیں دیا کرتے تھے اور اسلام میں ان لوگوں کی مالی خدمت اور میدان جنگ میں شجاعت اور موت پر پیش قدمی کرنے کو یاد کیا کرتے تھے اس کے بعد پھر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت بدر میں ہماری قوم کے بڑے بڑے آدمی اور سردار مارے گئے تھے تو میں لوگوں سے یہ پوچھتا پھرتا تھا کہ ابوالحکم کس نے قتل کیا ہے لوگوں نے کہا کہ اس کو تو ابن عفراء نے مارا ہے اور عقبہ بن ابی معیط کو کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا ہے اور فلاں کو کس نے مارا ہے انہوں نے اس کے قاتل کا نام بھی مجھے بتلا دیا پھر میں نے کہا کہ اچھا سہیل بن عمرو کو کس نے گرفتار کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ اس کو مالک بن دخشم نے پکڑا تھا پھر جس وقت ہمارے لشکر کا احد کی طرف کوچ ہوا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر وہ لوگ یعنی مسلمان اپنے حصاروں میں ٹھہرے رہے اور میدان میں باہر نہ نکلے تو ان کے حصار تو

بہت بلند ہیں اس لئے ہمیں ان کی طرف ذرا بھی رسائی نہیں ہونے کی اور اس صورت میں سوائے اس کے اور کیا ہوگا کہ ہم چند روز وہاں ٹھہر کر پھر واپس چلے آئیں گے اور اگر وہ اپنے حصاروں سے باہر نکل کر ہمارے مقابلہ میں میدان میں آجائیگی تو پھر ہم خاطر خواہ ان پر غالب آجائیں گے کیونکہ ہمارے ساتھ بہت بڑی جمعیت ہے جو ان کی جمعیت سے کہیں زائد ہے اور اس کے علاوہ ہماری قوم کی انہوں نے خونریزی کر رکھی ہے جس کا عوض اور بدلہ قوم کو اب تک نہیں ملا اس لئے جتنے ہمارے جذبات بھڑک رہے اور ہم بالکل سربکف ہیں اتنے وہ ہرگز نہ ہوں گے اور ہم اپنے ساتھ زنانی سواریاں بھی لے کر نکلے ہیں جو ہمیں بدر کے مقتولوں کو یاد دلا دلا کر بھڑکاتی رہیں گی اور ذرا ٹھنڈا نہ ہونے دیں گی اور ہمارے ساتھ گھوڑے بھی ہیں اور ان کے پاس یہ بھی نہیں اور ہمارے پاس ہتھیار بھی ان کے ہتھیاروں سے زیادہ ہیں غرض کہ میں یہ سوچ بچار کرتا چلا ہی آرہا تھا کہ میدان میں پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ ان کے یہاں بالآخر یہی امر قرار پایا ہے کہ وہ میدان میں نکل کر ہمارا مقابلہ کریں۔ چنانچہ جس وقت ہمارا اور ان کا برسر میدان مقابلہ ہوا تو میرے یہ سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور خدا کی قسم! ہم ان کے سامنے ذرا بھی نہ ٹھہر سکے یہاں تک کہ شکست کھا کر پسپا ہوئے اور ایسے بے اوسان ہو کر بھاگے کہ کسی نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا یہ ماجرا دیکھ کر میں اپنے جی میں کہنے لگا کہ یہ جنگ تو جنگ بدر سے بھی زیادہ سخت ہے آخر جب ذرا ہمارے اوسان ٹھیک ہوئے تو میں خالد بن ولید سے کہنے لگا کہ ان مسلمانوں پر پلٹ کر حملہ کرو بھی اس نے کہا کہ تجھے کس سمت ایسا موقع بھی نظر آتا ہے کہ جس طرف کو پلٹ کر حملہ کریں چنانچہ اس وقت میں نے اس پہاڑ کی طرف نگاہ کی جس پر اسلامی تیر اندازوں کی جماعت مقرر تھی تو وہ خالی پڑا ہوا تھا تب میں خالد سے کہا کہ اے ابو سلیمان ذرا اپنے پیچھے کو دیکھو اس نے دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑے کی باگ اسی طرف کو پھیر دی اور چل دیا اور ہم بھی اسی کے ساتھ چل دیئے یہاں تک کہ ہم پہاڑ پر پہنچ گئے مگر وہاں ہمیں کوئی زوردار آدمی نہیں ملا کہ جس سے ہمیں کچھ خطرہ ہوتا البتہ چند معمولی سے آدمی ملے جن کو ہم نے آسانی سے گرفتار کر لیا اس کے

بعد جب ہم اپنے لشکر میں پہنچے تو دیکھا کہ مسلمان خوب لوٹ مچائی کر رہے ہیں اور بے فکری سے لشکر کو لوٹ رہے ہیں غرض یہ دیکھ کر ہم نے ایک دم ان پر اپنے گھوڑے ڈال دیئے اور حملہ کر دیا جس سے وہ گھبرا کر ہر طرف کو بھاگنے لگے اور ہم نے بیدھڑک ہو کر ان پر جس طرح چاہا تلوار چلانی شروع کر دی اور میں اوس اور خزرج کے ان سرداروں کو ڈھونڈھتا پھرنے لگا کہ جنہوں نے ہمارے بزرگوں کو اور عزیزوں کو جنگ بدر میں قتل کر ڈالا تھا مگر چونکہ وہ بھاگ گئے تھے اس لئے ان میں سے ہمیں کوئی شخص بھی نہ ملا مگر ہماری اس کر وفر کو ایک اونٹنی کے دودھ دوہنے جتنا عرصہ بھی نہ ہوا تھا کہ اتنے میں قبیلہ انصار کے آدمی ایک دوسرے کو بلا کر جمع ہو گئے اور پھر آگے بڑھ کر ہم پر آ پڑے اور ہم میں خلط ملط ہو گئے اور ہمارے آدمی اگرچہ سوار تھے مگر وہ ہمارے سامنے نہایت ثابت قدم ہو کر ڈٹے رہے اور بڑی کوشش اور جانبازی کی یہاں تک کہ انہوں نے میرے گھوڑے کے کونچ کاٹ ڈالے اور میں پیدل ہو گیا آخر پیدل ہو کر میں نے بھی ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک دم دس آدمیوں کو قتل کر دیا پر ان میں سے ایک آدمی کے ہاتھ سے میں بھی موت سے دوچار ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ مجھے خون کی بو آنے لگی تھی اور وہ مجھے ایسا زور کے لپٹا ہوا تھا کہ کسی طرح چھوڑتا ہی نہ تھا مگر یہ خیر ہوگئی کہ اسی اثناء میں ہمارے آدمیوں نے اسے ہر طرف سے نیزوں سے چھید دیا اور وہ بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا سو خدا کا شکر ہے کہ اس نے ان لوگوں میرے ہاتھ سے ذی عزت بنا دیا کہ وہ شہید ہو گئے اور مجھے ان کے ہاتھ سے ذلیل وخوار نہ کیا کہ میں سلامت رہ کر مسلمان ہو گیا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے روز اپنے ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کسی کو ذکوان بن عبد قیس کا بھی حال معلوم ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے مشرکوں میں سے ایک سوار کو ذکوان کی طرف گھوڑا دوڑاتے ہوئے دیکھا تھا سو جب وہ ان کے پاس پہنچ گیا تو کہنے لگا کہ اگر تو بچ گیا تو پھر میں نہ بچوں گا اور یہ کہہ کر اس نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ذکوان پر حملہ کیا اور یہ اس وقت پیدل تھے اور جب اس نے ان کے تلوار ماری تو یہ کہا کہ لے اس وار کو روک اور دیکھ میں ابن علاج ہوں تب میں اس

سوار کی طرف دوڑا اور میں نے اس کے پاؤں پر ایک ایسی تلوار ماری کہ جسے اس کا پاؤں آدھی ران سے جدا ہو گیا پھر میں نے اس کو گھوڑے سے نیچے گرالیا اور اس کے اوپر چڑھ بیٹھا اور اس کا کام تمام کر دیا اس کے بعد اچانک معلوم ہوا کہ وہ ابوالحکم بن اخنس بن شریق علاج بن عمرو بن وہب ثقفی ہے۔

افراتفری کے بعد مسلمانوں کی دوبارہ صف بندی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے صالح بن خوات نے اور ان سے یزید بن رومان نے اور ان سے خوات بن جبیر نے بیان کیا کہ جس وقت مشرک پسپا ہونے کے بعد دوبارہ حملہ کر کے ہم پر چڑھ آئے اور پہاڑ تک پہنچ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ مورچہ بالکل خالی پڑا ہے اور وہاں صرف حضرت عبداللہ بن جبیر دس آدمیوں کو لئے ہوئے باقی ہیں اور مقام عینین کی بلندی پر ڈٹے ہوئے ہیں پھر آپ حضرت عبداللہ بن جبیر کو خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل سواروں سمیت آتے ہوئے دکھلائی دینے لگے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم جدا جدا پھیل جاؤ تا کہ یہ لوگ آگے کو نقل و حرکت نہ کر سکیں اور ہمیں زیادہ دیکھ کر وہیں ٹھٹک جائیں مگر جس وقت یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی اور مشرکوں کی جماعت ان کے بالکل ہی قریب آ گئی تو انہوں نے ان کے مقابلہ میں اپنے آدمیوں کی صف بندی کی اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے اور اس وقت حضرت عبداللہ کی جماعت کا رخ مشرق کی طرف تھا چنانچہ یہ لوگ تھوڑی دیر تک ان کے ساتھ لڑائی کرنے پر سرگرم رہے یہاں تک کہ ان مشرکوں کے ہاتھ سے ان کے نگران حضرت عبداللہ بن جبیر شہید ہو گئے اور سب آدمی بھی زخمی ہو گئے غرض جس وقت حضرت عبداللہ بن جبیر زمین پر گر پڑے تو مشرکوں نے ان کے بدن پر سے کل سامان اتار لیا اور ان کا مثلہ بھی بہت بری طرح کیا۔ راوی کہتا ہے کہ ان کے پیٹ میں نیزہ بالکل پار ہو گیا تھا اور ان کا پیٹ ناف سے لے کر کوکھ تک اور اوپر مونڈھے تک پھٹ گیا تھا اور ساری انتڑیاں باہر نکل پڑی تھیں پھر جس وقت مسلمانوں میں بھگی پڑ گئی تو میں اسی حالت میں ان کے پاس گیا اور وہاں میری عجب حالت ہوئی کہ

ایک تو مجھے ایسے موقع پر ہنسی آئی کہ اس موقع پر کسی کو نہیں آتی دوسرے یہ کہ مجھے ایک ایسے مقام پر نیند آئی کہ اس مقام پر کسی کو نہیں آتی تیسرے یہ کہ میں نے ایک ایسی جگہ میں جانبازی کی کہ جہاں کوئی نہیں کر سکتا یہ سن کر لوگوں نے ان سے کہا کہ آخر یہ کیا بات تھی؟ تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ جب میں حضرت عبداللہ کو اٹھانے لگا تو میں نے ان کے دونوں بازو پکڑ لئے اور ابو حنہ نے دونوں پاؤں پکڑے اور میں نے اپنے دوپٹے سے انکے زخم کو باندھ لیا چنانچہ اسی اثناء میں کہ ہم ان کو اٹھائے لئے جاتے تھے اور مشرکوں کا گروہ ایک طرف کو کھڑا تھا تو اتفاق سے میرا دوپٹہ ان کے زخم سے کھل پڑا اور ان کی انتڑیاں پھر باہر نکل آئیں سو اس وقت میرا ساتھی ابو حنہ گھبرا گیا اور گھڑی گھڑی پیچھے پھر پھر کے دیکھنے لگا کہ کہیں پیچھے سے کوئی دشمن تو نہیں آ گیا سو مجھے اس کی اس حرکت پر بہت ہنسی آئی پھر ایک شخص نے میرے سینہ کے مقابل نیزہ مارا تو اس حالت میں دفعتہً مجھ پر نیند غالب ہوگئی اور وہ نیزہ دور ہو گیا پھر جس وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ ہم اس جگہ جا پہنچے ہیں جہاں حضرت عبداللہ کی قبر کھودنی منظور تھی چنانچہ میرے پاس میری کمان موجود تھی سو ہم نے ان کی قبر اس سے کھودنی چاہی مگر کنکریلی جگہ ہونے کی وجہ سے ہمیں کھودنا سخت دشوار ہوا تب ہم ان کو لے کر نیچے میدان میں اتر آئے اور کمان کی نوک سے قبر کھودنے لگے مگر چونکہ اس میں زرہ چڑھی ہوئی تھی اس لئے مجھے یہ خیال ہوا کہ کہیں یہ خراب نہ ہو جائے چنانچہ میں نے اس زرہ کو تو اتار لیا اور پھر کمان کی نوک سے قبر کھودنے لگا یہاں تک کہ ہم نے قبر کو خوب اچھی طرح کھود لیا اور ان کی لاش کو دفن کر دیا اور پھر وہاں سے اپنی جگہ کی طرف پھر آئے اس وقت مشرکوں کی جماعت ہم سے ایک طرف کو دور کھڑی ہوئی تھی اور ہم ان کی روک تھام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو لڑنے کی ہمت نہ ہوئی اور لوٹ کر واپس چلے گئے۔

حضرت حمزہؓ کی دردناک شہادت:

کہتے ہیں کہ حارث بن عامر بن نوفل کی لڑکی کا غلام تھا جس کا نام وحشی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا بہر صورت حارث کی لڑکی نے اس غلام سے یہ

فرمائش کی کہ میرا باپ جنگ بدر میں قتل ہو گیا ہے سو اگر اس کے عوض میں تو تین شخصوں میں سے کسی ایک کو قتل کر دے تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گی اور وہ تین شخص یہ ہیں ایک تو محمد اور ایک حمزہ بن عبدالمطلب اور ایک علی بن ابی طالب اور ان تینوں کی شرط اس لئے کرتی ہوں کہ ان تینوں کے سوا اس قوم میں سے کوئی اور شخص میرے باپ کے برابر نظر نہیں پڑتا تب وحشی نے اس کو یہ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو مجھے یقین ہے کہ میں ان پر قادر نہ ہوسکوں گا کیونکہ ان کے ساتھی ان کو ذرا بھی اکیلا نہیں چھوڑتے ہیں اور حمزہ سو ان کے رعب و دبدبہ کی یہ حالت ہے کہ خدا کی قسم اگر میں ان کو سوتا ہوا پاؤں تو ہیبت کی وجہ سے جگا بھی نہیں سکتا باقی رہے علیؓ سو ان کا قصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میں ان کی تاک میں لگا ہوا ان کو لوگوں میں دیکھتا بھالتا ہوا پھر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخ میرے سامنے سے آتا ہوا نظر آیا میں نے جانا کہ بس علی یہی ہے مگر پھر غور سے جو دیکھا تو وہ سہا ہوا اور وحشت زدہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا نظر پڑا چنانچہ میں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ وہ میرا حریف نہیں ہے جس کی مجھے تلاش جستجو ہے اس کے بعد میں نے اچانک دیکھا کہ حمزہ لوگوں کی بھیڑ چیرتا ہوا آ پہنچا بس میں ان کو دیکھ کر جلدی سے ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا اور میں نے ان کی صورت دیکھی تو وہ بہت وجیہ نظر آئے کہ ان کا سر بہت بڑا تھا اور داڑھی بھی بہت گنجان تھی پھر اسی وقت سباع بن ام انمار نے ان کا سامنا کیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص شریق بن علاج بن عمرو بن وہب ثقفی کی ایک باندی تھی جس کا نام ام انمار تھا اور یہ مکہ میں عورتوں کی ختنہ کرنے کا پیشہ کیا کرتی تھی سو یہ سباع اسی عورت کا لڑکا تھا اور اس کی کنیت ابو انمار تھی غرض جب یہ حمزہ کے مقابلہ میں آیا تو حمزہ نے اس کو ڈانٹ کر کہا کہ اے ختنہ کرنے والی عورت کے بیٹے کیا تو بھی انہیں لوگوں میں سے ہے جو ہم پر چڑھ کر آئے ہیں اور حملہ کرتے ہیں ذرا میرے پاس کو آ تو میں تجھے بتلاؤں آخر یہ کہہ کر حمزہ نے اس کو کولی بھر کر اٹھا لیا اور جب زمین سے اس کے دونوں پاؤں کھڑ گئے تو اس کو زمین پر دے مارا اور اس کو پیروں تلے دبا لیا کہ جس سے وہ ایسا

تڑپنے لگا جیسے بکری ذبح ہوتے وقت تڑپا کرتی ہے پھر جب انہوں نے سر بلند کرتے ہوئے مجھے دیکھ لیا تو وہ میری طرف بھکار کر آئے مگر میرے اور ان کے درمیان ایک نالی تھی جب وہ اس نالی پر پہنچے اور اس کے کنارہ سے کود کر آنے لگے تو اتفاق سے ان کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر پڑے تب میری جان میں جان آئی اور میں خوشی خوشی اپنا نیزہ ہلاتا ہوا ان کی طرف بڑھا اور ان کی کوکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ انکے مثانہ سے بھی پار ہو گیا یہ کر کے میں تو ایک طرف کو ہو گیا اور پھر جبھی ان کے ساتھیوں میں سے کچھ آدمی ان کے پاس آ گئے میں سنتا تھا کہ وہ لوگ ان کو ابو عمارہ ابو عمارہ کہہ کر پکارتے تھے مگر یہ جواب نہ دیتے تھے تب میں نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ شخص تو مر گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ مجھے ہند اور اس کا صدمہ جو اس نے اپنے باپ اور چچا اور بھائی کی بابت حمزہ کے ہاتھ سے اٹھایا تھا یاد آ گیا ادھر یہ ہوا کہ جب ان کے ساتھیوں کو ان کے مر جانے کا یقین ہو گیا تو وہ لوگ ان کی لاش کے پاس سے چلے گئے اور میں ایسی جگہ چھپا ہوا تھا کہ وہ مجھے نہیں دیکھتے تھے غرض جب وہ ذرا دور چلے گئے تو میں پھر ان کی لاش کے پاس آیا اور ان کا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکال لیا اور اس کو لے کر مسماۃ ہند کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا کہ اگر میں تیرے باپ کے قاتل کو قتل کر دوں تو بتلا تو مجھے کیا انعام دے گی اس نے کہا کہ اگر تو ایسا کر دے گا تو جو کچھ میں پہنے ہوئے ہوں یہ سب تیرے لئے حاضر ہے تب میں نے اس کو کہا کہ لے یہ حمزہ کا کلیجہ ہے بس اس نے اس کو لیتے ہی فوراً چبانا شروع کر دیا اور چبا کر اگل دیا مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس کو پھینک کیوں دیا آیا نگل نہ سکی اس لئے اس کو اگل دیا یا گھن کھا کر اگل دیا اس کے بعد اس نے اپنا سارا زیور اور لباس اتار کر میرے حوالہ کر دیا اور یہ وعدہ کیا کہ جب تو مکہ میں چلے گا تو تجھے دس اشرفیاں بھی دونگی پھر کہنے لگی کہ ذرا مجھے اس کی لاش بھی دکھا دے چنانچہ میں نے اس کو ان کی لاش بھی بتا دی تو اس نے ان کا عضو تناسل اور فوطے کاٹ لئے اور ناک کان بھی کاٹ لئے جب یہ کر چکی تو اس نے اپنے دونوں کڑے اور بازو بند اور پازیب بھی اتار کر مجھے دیدی چنانچہ میں اس کے سارے سامان کو لے کر مکہ میں آ گیا اور وہ ان کا کلیجہ وغیرہ اپنے

ساتھ لائی۔

حمزہؓ کی کہانی، وحشی کی زبانی:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے ابن ابی عون نے اوران سے زہری نے اوران سے عروہ نے اوران سے عبیداللہ بن عدی بن خیار نے بیان کیا کہ جب ہم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ملک شام پر چڑھائی کرنے کیلئے گئے تو عصر کے بعد ہمارا گذر مقام حمص میں ہوا ہم نے وہاں لوگوں سے پوچھا کہ یہاں وحشی کہاں رہتے ہیں لوگوں نے کہا کہ تم لوگ اس وقت اس کے پاس نہیں جاسکتے ہو کیونکہ وہ اس وقت شراب پی رہا ہے اور نشہ میں ہے اور پھر صبح تک یونہی رہے گا یہ سن کر ہم سب آدمی اس کی وجہ سے رات بھر وہیں رہے اور ہم کل اسی آدمی تھے پھر جب ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اس کے مکان پر گئے اور دیکھا کہ وہ ایک بہت بوڑھا آدمی ہے اوراس کے نیچے ایک چھوٹا سا قالین بچھا ہوا ہے جس پر صرف وہی بیٹھ سکتا ہے ہم نے اس سے کہا کہ ذرا ہمیں حمزہ اور مسیلمہ کے قتل کا حال تو سنایئے اول تو اس کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ اس سے ناک منہ چڑھانے لگا مگر جب ہم نے اس سے یہ ظاہر کیا کہ صاحب ہم رات بھر آپ ہی کی وجہ سے یہاں پڑے رہے ہیں تب وہ ذرا رضامند ہوا اور کہنے لگا کہ اس وقت میں جبیر بن مطعم بن عدی کا غلام تھا اور جب لوگوں نے احد کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو جبیر بن مطعم نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو نے طعیمہ بن عدی کا مقتل دیکھا ہے کہ اس کو بدر کے روز حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا تھا اوراس وقت سے لے کر آج تک ہماری عورتیں اس کی وجہ سے نہایت ہی حزن وملال میں ہیں سو اب مجھے تجھ سے یہ کہنا ہے کہ اگر تو حمزہ کو قتل کردے گا تو میں اس کے عوض میں تجھے اپنی غلامی سے آزاد کردوں گا غرض یہ سن کر میں بھی اپنی آزادی کے لالچ میں لوگوں کے ساتھ چلدیا اوراس وقت میرے پاس کئی نیزے تھے اوراثناء سفر میں جب کبھی میں ہند دختر عتبہ کے پاس کو جاتا تھا اوراس سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا تھا تو وہ مجھ سے یہ کہہ دیتی

تھی کہ اے ابو دسمہ بس خاموش رہ اور میرے غمگین دل کو تسلی دے اور کچھ جانفشانی کر کے دکھلا آخر جب ہم احد پر پہنچ گئے اور جنگ ہونے لگی تو میں نے دیکھا کہ حمزہ نے ہمارے آدمیوں کو ایک دم آگے دھر لیا ہے اور سب کو آگے آگے بھگائے لئے جا رہا ہے اور اسی عرصہ میں اس نے مجھے بھی دیکھ لیا تو وہ میری طرف کو لوٹ لیا میں تو اس کو دیکھ کر ایک درخت کے نیچے چھپ گیا اور ہمارے لوگوں میں سے سباع خزاعی اس کا مقابلہ کرنے کو آگے بڑھا اور حمزہ نے اس کو ڈانٹ کر کہا کہ اے ختنہ کرنیوالی عورت کے بیٹے کیا تو بھی ان لوگوں کے ساتھ آیا ہے جو ہم پر زیادتی کرتے ہیں ذرا آگے کو تو میرے پاس تو آ یہ کہہ کر حمزہ نے آگر بڑھ کر اس کی کولی بھر لی اور اس کو اٹھا لیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں زمین سے اکھڑ گئے اور اس کے تلووں کی سفیدی نظر آنے لگی اور پھر اس کو زمین پر ٹپک دیا اور جلدی سے قتل کر دیا اس کے بعد وہ پھرتی سے میری طرف بڑھا مگر اچانک اس کے سامنے ایک گڑھا آ گیا جس میں جلدی کی وجہ سے وہ گر پڑا بس پھر تو میرا داؤ لگ گیا اور میں نے جھٹ پٹ اس کے ایک برچھی ماری جو اس کی ناف کے نیچے جا لگی اور دونوں کی رانوں تک چیرتی چلی گئی جس سے وہ مر گئے اور میں ہند دختر عتبہ کے پاس چلا گیا اور اس سے سارا قصہ سنایا جس پر اس نے مجھے اپنا سارا لباس اور زیور اتار کر انعام میں دیدا اور میرا دل خوش کر دیا۔

مسیلمہ کی موت:

ہم سے شیخ محمد بن عبدالباقی بن محمد نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن حسن جوہری نے جمعہ کے روز پانچ صفر ۴۴۷ھ میں اور ان سے ابو عمر و محمد بن عباس بن محمد بن زکریا جب حیویہ نے اور ان سے عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے بیان کیا کہ وحشی نے مسیلمہ کا قصہ اس طرح بیان کیا کہ جب ہم اس کے باغ حدیقۃ الموت میں پہنچے تو وہ میری نظر پڑ گیا اور میں نے فوراً اس کے ایک نیزہ مارا اور انصار میں سے بھی ایک شخص نے اس کے تلوار ماری اب یہ خدا ہی کو بہتر معلوم ہے کہ وہ ہم دونوں میں سے کس کے ہاتھ سے مرا البتہ اتنا ضرور ہوا

کہ میں نے ایک عورت کو کلیسا سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے مار ڈالا عبیداللہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے وحشی سے پوچھا کہ تو مجھے بھی پہچانتا ہے تو اس نے میری طرف نگاہ کر کے کہا کہ تو تو عدی کا اور عاتکہ دختر ابوالعیص کا بیٹا ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ خدا کی قسم! مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے اور یہ تو گویا آج ہی کی بات ہے کہ میں تجھے تیری ماں کے پاس کجاوہ میں جس میں وہ تجھے دودھ پلایا کرتا تھا یہاں تک کہ تو اب جیسا کچھ ہے سو موجود ہے پھر کہنے لگا کہ مسماۃ ہند کے پاؤں میں دو پازیب تھیں جس میں یمانی نگینے جڑے ہوئے تھے اور اس کے ہاتھوں میں دو کڑے چاندی کے تھے اور کچھ چاندی کے چھلے بھی اس کی پاؤں کی انگلیوں میں تھے غرض اس نے یہ سب چیزیں اتار کر میرے حوالے کر دیں۔

حضرت صفیہؓ کی بہادری:

راوی کہتا ہے کہ حضرت صفیہ دختر عبدالمطلب فرماتی تھیں کہ جب ہمیں ٹیلوں پر چڑھا دیا گیا تھا اور ہماری نگرانی کے لئے حضرت حسان بن ثابت کو مقرر کر دیا گیا تھا تو ہم اس کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہاں چند یہودی آ گئے اور ہمارے اوپر تیر چلانے لگے تب میں نے حضرت حسان سے کہا کہ کیا آپ میں ان کے مقابلہ کرنے کی کچھ ہمت ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھ میں اس بات کی طاقت نہیں ہے ورنہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احد ہی میں نہ چلا جاتا حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ آخر کار اسی کہنے سننے میں ایک یہودی ہمارے حصار پر چڑھ آیا یہ دیکھ کر میں نے حضرت حسان سے کہا کہ اچھا تم میرے ہاتھ میں تلوار کو خوب مضبوط باندھ دو اور پھر تم الگ ہو جاؤ بس میں ان سے نمٹ لونگی چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا کہ میرے ہاتھ میں تلوار باندھ کر الگ ہو گئے اور میں نے اس یہودی کے ایک ایسی تلوار ماری کہ جس سے اس کی گردن الگ جا پڑی اور اس کے بعد میں نے اس کے سر کو لے کر اس کے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا سو جب انہوں نے اس کے سر کو دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں ذرا دن چڑھے اپنے حصار کی چوٹی پر چڑھ کر لشکر کی طرف دیکھنے لگی

تو میں نے مشرکوں کے پاس نیزے دیکھے جن سے وہ وار کر رہے تھے یہ دیکھ کر میں اپنے جی میں کہنے لگی کہ او ہو ان کے پاس تو نیزے بھی ہیں مگر افسوس مجھے یہ خبر نہ تھی کہ یہ نیزے میرے بھائی حمزہ ہی پر چل رہے ہیں پھر میں شام کے وقت وہاں سے نکلی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت صفیہ یہ بھی فرماتی تھیں کہ جب ہم ٹیلوں پر تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو شکست ہو گئی تو حضرت حسان خوف کی وجہ سے بالکل ٹیلوں کے آخر میں چلے گئے اور پھر جس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دیدی تو یہ ٹیلوں پر بالکل لشکر کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے نیز یہ بھی فرماتی تھی کہ میں لشکر کی طرف جانے کی غرض سے ان ٹیلوں پر سے اتری اور اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر چل دی یہاں تک کہ جس وقت میں قبیلہ بنی حارثہ میں پہنچی تو مجھے قبیلہ انصار کی چند عورتیں ملیں اور ان کے ساتھ ام ایمن بھی تھیں غرض ہم سب مل جل کر تیزی سے چلے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس وقت آپ کے اصحاب مشرکوں سے شکست کھا کر الگ الگ ہو رہے تھے سو وہاں جا کر مجھے سب سے پہلے میرے بھتیجے حضرت علیؓ ملے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اے پھوپھی تم یہاں کیوں چلی آئیں اور خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم واپس چلی جاؤ کیونکہ یہاں تو ہمارے آدمیوں میں بہت تفرقہ پڑا ہوا ہے اور سب الگ الگ ہو رہے ہیں میں نے کہا اچھا یہ تو بتلاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ الحمدللہ حضور تو خیریت سے ہیں میں نے کہا اچھا ذرا مجھے بتلا دو کہ آپ کہاں ہیں تا کہ میں بھی ان کو دیکھ لوں چنانچہ انہوں نے مشرکوں کی نگاہ بچا کر مجھے اشارہ سے بتلایا کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ وہ رہے تب میں وہیں حضور کے پاس گئی اور جا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ یہ فرمانے لگے کہ میرے چچا حمزہ کیا ہوا؟ میرے چچا حمزہ کیا ہوا؟ اس پر حضرت حارث بن صمہ آپ کی بے تابی کو دیکھ کر حضرت حمزہ کی تلاش میں گئے اور جب ان کو آنے میں دیر لگ گئی تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ذیل کے اشعار پڑھتے ہوئے اسی تلاش میں گئے۔

شعر:

یا رب ان الحارث ابن صمه　　کان رفیقا بنا ذا ذمه

''اے پروردگار! حارث بن صمہ تو ہمارا بڑا وفادار ساتھی ہے۔''

قد ضل فی مهامة مهمه　　یلتمس الجنة فیما نمه

''اور وہ ایسے میدان میں گم ہوگیا ہے جو بڑا پر آفت اور سخت ہے سو ایسی نازک حالت میں تو ہی اس کا محافظ اور نگہبان ہے اور وہ جنت کا طالب ہے جہاں کہیں بھی مل جائے۔''

واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ روایت حضرت اصبغ بن عبدالعزیز سے سنی تھی اور اس وقت میں تو لڑکا سا تھا اور وہ حضرت ابوزناد کے ہم عمر تھے غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھتے ہوئے حضرت حارث تک پہنچ گئے اور دیکھا کہ حضرت حمزہ شہید ہو چکے ہیں تب یہ وہیں سے واپس ہولئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا چنانچہ آپ یہ خبر سن کر وہاں سے چل دیئے اور حضرت حمزہ کی لاش پر پہنچ کر فرمانے لگے کہ مجھے جیسا آج اس جگہ طیش آ رہا ہے ایسا کبھی کسی جگہ نہیں آیا۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر غمگین دلوں کا حال:

راوی کہتا ہے کہ پھر اسی وقت وہاں حضرت صفیہ بھی آ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر سے فرمایا کہ اے زبیر! دیکھو تم اپنی ماں کو میرے پاس آنے سے روک دو اور اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی جاتی تھی چنانچہ حضرت زبیر نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ اماں جی اس وقت ہمارے لوگوں میں تفرقہ پڑا ہوا ہے اس لئے مناسب ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں یہ سن کر حضرت صفیہ نے جواب دیا کہ میں جب تک رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ لونگی تب تک ایسا نہیں کرونگی پھر جس وقت انہوں نے حضور کی زیارت کی تو کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! میرا بھائی حمزہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ یہیں آدمیوں میں ہیں حضرت صفیہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں یہاں سے ان کو دیکھے بغیر نہ جاؤنگی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں اپنی والدہ کو

ایک اونچی زمین کی آڑ میں رو کے رہا یہاں تک کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دفن ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ کے دفن ہونے کے وقت فرمانے لگے کہ اگر ہمیں اپنی عورتوں کے غمگین ہونے کا کھٹکا نہ ہوتا تو ہم اپنے چچا حمزہ کی لاش کو درندوں اور پرندوں کے کھانے کیلئے بلا دفن کئے چھوڑ دیتے تا کہ یہ قیامت کے روز درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے اٹھائے جاتے راوی کہتا ہے کہ احد کے روز صفوان بن امیہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ پر جہاں وہ تھے دیکھا کہ وہ بڑی سرگرمی سے مشرکوں کو دھکیل رہے ہیں تو لوگوں سے کہنے لگا کہ یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ حمزہ بن مطلب ہے اس پر صفوان تعجب سے کہنے لگا کہ آج تو یہ بڑے شدومد اور جانفشانی سے کام کر رہے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز حضرت حمزہ نے گدھ کے پر کا نشان لگا رکھا تھا کہا جاتا ہے کہ جب حضرت حمزہ شہید ہو گئے تو ان کی بہن حضرت صفیہ میدان میں آ کر ان کو تلاش کرنے لگیں اور قبیلہ انصار کے کچھ آدمی حضرت حمزہ کی لاش کے اور حضرت صفیہ کے درمیان کھڑے ہو گئے کہ کسی طرح حضرت حمزہ کی لاش یہ نہ دیکھ سکیں تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انصار کو کہا کہ صفیہ کو چھوڑ دو اور لاش کے پاس آنے دو چنانچہ وہ سب آدمی ان کے آگے سے ہٹ گئے اور وہ حضرت حمزہ کی لاش کے پاس آ کر بیٹھ گئیں اور رونے لگیں اور جب وہ روتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ بھی روتے تھے۔ اور جب وہ شدت سے روتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ بھی شدت سے روتے تھے اور حضور کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی روتی تھیں اور جب یہ روتی تھیں تو حضور بھی روتے تھے اور حضور یہ بھی فرماتے تھے کہ اے حمزہ! جیسا مجھے تمہارا صدمہ ہوا ہے ایسا کسی کا کبھی نہیں ہو گا۔

حضرت حمزہؓ کا رتبہ:

اس کے بعد حضور حضرت صفیہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمانے لگے کہ بس تم غمگین نہ ہو اور خوش ہو جاؤ کیونکہ میرے پاس حضرت جبرئیل ابھی یہ خوش خبری لے کر آئے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام ساتوں آسمانوں کے رہنے والوں کے

یہاں اس طرح درج کیا گیا ہے حمزہ بن عبدالمطلب اسد اللہ و اسد رسولہ یعنی حمزہ عبدالمطلب کے بیٹے خدا اور خدا کے رسول کے شیر ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھا کہ حضرت حمزہ کا بہت سختی سے مثلہ کیا گیا ہے تو آپ کو اس سے بہت زیادہ ملال ہوا اور آپ نے اسی ملال کی وجہ سے یہ فرمایا کہ اگر قریش پر ہماری فتح ہوگئی تو میں بھی ان کے تیس آدمیوں کا ایسا ہی مثلہ کر کے رہوں گا تب اس پر یہ آیت اتری:

﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصّٰبِرِيْنَ ﴾

''اے مسلمانو! اگر تم کسی کو سزا دینے لگو تو اسی قدر سزا دو کہ جس قدر تمہیں سزا دی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو گے تو یہ صبر کرنا تمہارے حق میں اور بھی زیادہ بہتر ہوگا۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے آجانے کے بعد اس بات سے بالکل درگذر کیا اور کسی کا مثلہ نہیں کیا راوی کہتا ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حمزہ کے قتل اور ان کے مثلہ ہونے کی وجہ سے بہت غمگین ہو رہے ہیں تو وہ دو تین مرتبہ قریش سے ان کا بدلہ لینے پر تل گئے مگر ہر دفعہ حضور نے اشارہ کر دیا کہ بیٹھ جاؤ اور اس کے بدلے کی اللہ سے امید رکھو اور اے ابوقتادہ! یہ یاد رکھ کہ قریش اللہ کے امانتدار ہیں سو جو شخص ان سے ان کی لغزشوں پر بغاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر دے گا اور اوندھے منہ ڈال دے گا اور تیری عمر کتنی ہی دراز ہو جائے مگر پھر بھی تیرے عمل اور تیرے کام قریش کے عمل اور کام کے مقابلہ میں بالکل ہیچ معلوم ہونگے اور اگر قریش میں اکڑ اور مروڑ کا مرض نہ ہوتا تو میں ان کو خبر دیتا کہ اللہ نے ان کے لئے کیا کیا چیزیں تیار اور مہیا کر رکھی ہیں اس پر ابوقتادہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کی قسم! یا رسول اللہ میں تو صرف خدا اور خدا کے رسول کے واسطے قریش پر اس قدر طیش کھا رہا ہوں اور مجھے صرف اسی بات پر جوش ہے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ ایسے ایسے بے جا کام کیوں کئے ہیں؟ باقی اس کے علاوہ میری اور کوئی

ذاتی غرض اس میں شامل نہیں ہے حضور نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو واقعی یہ قوم اپنے نبی کے لئے بہت بری نکلی۔

عبداللہ بن جحشؓ کی دعا:

حضرت عبداللہ بن جحش نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہے کہ یہ قوم ہمارے ساتھ کس بری طرح سے پیش آئی ہے بس اب خدا اور رسول سے میری ایک گذارش ہے اللہ سے تو یہ ہے کہ اے اللہ! میں تجھے تیری ہی ذات پاک کی قسم دیتا ہوں کہ کل کو میری ضرور دشمنوں سے اس طرح مڈبھیڑ ہو جائے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں اور پھر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور میرا مثلہ بھی کر دیں غرض پھر میں اس طرح مقتول ہو کر اور یہ ساری سختیاں جھیل کر تیری ملاقات سے مشرف ہوں اور اس وقت تو مجھ سے پوچھے کہ یہ ساری کارروائی تیرے ساتھ کیوں ہوئی ہے تو اس پر میں یہ عرض کروں کہ اے میرے پروردگار! یہ سب باتیں میرے ساتھ محض تیری وجہ سے ہوئی ہیں اور آپ سے یہ گذارش ہے کہ میرے بعد میرے ترکہ کے مالک اور وارث آپ ہوں چنانچہ حضور نے ان کی درخواست کو منظور فرمالیا اور فرمایا کہ بہت اچھا جیسی تمہاری تمنا ہے ایسا ہی ہو جائے گا آخر حضرت عبداللہ میدان کارزار میں نکلے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور ان کی اور لاش کا بہت سختی سے مثلہ کیا گیا اور حضرت عبداللہ اور حضرت حمزہ دونوں کے دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے اور رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ کی وصیت کے بموجب ان کے ترکہ کے والی وارث ہو گئے اور ان کی والدہ کے لئے آپ نے خیبر سے کچھ مال خرید لیا۔

حضرت حمنہؓ کا دلخراش غم:

جس وقت حضور کی خدمت میں حضرت عبداللہ کی بہن حمنہ دختر جحش حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ اے حمنہ تو صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کس کے ثواب کی آپ نے فرمایا کہ اپنے ماموں حمزہ کی تب حضرت حمنہ نے کہا

انا للہ وانا الیہ راجعون غفر اللہ لہ ورحمہ ھنیا لہ الشھادۃ

''ہم سب خدا ہی کے ہیں اور آخر کار اسی کے پاس چلے جائیں گے خدا ان کی بخشش کرے اور ان پر رحم کرے اور ان کو شہادت مبارک کرے۔''

آپ نے پھر فرمایا کہ اے حمنہ صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ کس کیلئے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مصعب بن عمیر کے لئے اس پر حضرت حمنہ نے کہا کہ ہائے افسوس اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے یوں کہا کہ ہائے رے تباہی اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ واقعی شوہر کا بیوی پر اتنا بڑا حق ہے کہ کسی اور کا نہیں ہے مگر تو نے ایسا کلمہ کیوں کہا اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے اس کے بچوں کی یتیمی یاد آ گئی تھی جس سے میں پریشان ہو گئی اور پریشانی کی حالت میں یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا یہ سن کر حضور نے حضرت مصعب کی اولاد کے حق میں یہ دعا کہ اے اللہ ان کے سرپرست اور بزرگ ان پر شفقت اور مہربانی کریں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں چنانچہ اس کے بعد حضرت حمنہ کی شادی حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے ہوئی اور ان سے حضرت محمد بن طلحہ پیدا ہوئے اور حضرت طلحہ ان کی پہلی اولاد پر جو حضرت مصعب سے تھی بہت ہی زیادہ شفقت اور عنایت فرمایا کرتے تھے راوی کہتا ہے کہ حضرت حمنہ احد کے روز ان عورتوں کے ساتھ تشریف لے گئی تھیں جو لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔

قبیلہ بنی دینار کی عورت کی ہمت وشجاعت:

ان میں ایک عورت حضرت سمیرا دختر قیس بھی موجود تھیں جو قبیلہ بنی دینار کی عورتوں میں سے ایک عورت تھیں اور ان کے دونوں لڑکے حضرت نعمان بن عمرو اور سلیم بن حارث جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احد میں شریک تھے شہید ہو چکے تھے سو جس وقت ان کے پاس ان کے لڑکوں کی تعزیت کے لئے آدمی جمع ہوئے تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے ان کی تسلی کی اور یہ کہا کہ الحمدللہ آپ بخیر وعافیت ہیں اور جیسے تمہارا جی چاہتا ہے ویسے ہی ہیں اس کے بعد حضرت سمیرا فرمانے لگیں کہ ذرا مجھے بتادو کہ میں آپ کو اپنی نظر سے بھی دیکھ لوں اس پر لوگوں نے ان کو اشارہ سے بتلایا کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ وہ

موجود ہیں چنانچہ اس وقت انہوں نے حضور کو دیکھ کر فرمایا کہ بس آپ سلامت رہیں پھر تو ہر مصیبت آسان ہے راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد یہ اپنے دونوں بیٹوں کی لاشوں کو ایک اونٹ پر لاد کر اس کو مدینہ ہانکے لئے جا رہی تھیں کہ اتنے میں ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راستہ میں مل گئیں اور ان سے دریافت کرنے لگیں کہ کچھ پچھلوں کی بھی خبر ہے انہوں نے فرمایا کہ الحمدللہ رسول اللہ ﷺ تو بخیر وعافیت زندہ ہیں اور باقی مسلمانوں کی یہ حالت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کی ہے:

﴿ وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَآءَ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ﴾

''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے بعض لوگوں کو شہید بنا لیا اور اللہ نے کافروں کو غصہ میں بھرے بھراؤں کو بھگا دیا کہ جو حسب منشا خیر وخوبی کو نہ پہنچ سکے اور مسلمانوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے لڑائی بھڑائی کو نمٹا دیا۔''

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ یہ تمہارے ساتھ اونٹ پر کون لدے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ میرے دونوں بیٹے ہیں اور یہ کہہ کر اونٹ کو ہانک دیا۔

حضرت سعدؓ کی المناک شہادت:

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہے جو سعد بن ربیع کی خبر لا دے اور میدان کی ایک جانب کو اشارہ کر کے فرمایا کہ دیکھو! میں نے اس کو ادھر دیکھا تھا اور اس کے بارہ زخم لگے ہوئے تھے چنانچہ محمد بن مسلمہ ان کی خیر خبر لینے کے لئے چل دیئے اور بعض نے کہا ہے کہ ابی بن کعب گئے تھے غرض جب وہ میدان کی اس جانب کو گئے تو فرماتے ہیں کہ میں ان کو مقتولوں میں ڈھونڈھتا ہوا اور پہچانتا ہوا پھر رہا تھا کہ ان میں سے سعد کون سا ہے؟ سو اچانک میں ان کے پاس پہنچ گیا اور دیکھا کہ وہ میدان میں پڑے ہوئے ہیں تب میں نے ان کو آواز دی مگر وہ میرے آواز دینے پر کچھ نہ بولے پھر میں نے آواز دے کر کہا کہ مجھے

آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا یہ سن کر وہ ذرا ذرا ایسے سانس لینے لگے جیسے لوہاروں کی دھونکنی سانس لیا کرتی ہے اور اسی حال میں مجھ سے پوچھنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ تو سلامت ہیں میں نے کہا: کہ ہاں! آپ خوب اچھی طرح سلامت ہیں اور آپ ہی نے ہم لوگوں کو تمہاری نسبت یہ خبر دی تھی کہ ان کے بارہ زخم بہت کاری لگے ہیں اس کے بعد وہ خود فرمانے لگے کہ ہاں واقعی میرے بارہ زخم برچھوں کے ایسے لگے ہیں جو بدن کے بالکل آر پار ہو گئے ہیں اور دیکھو میری طرف سے اپنی قوم انصار کو سلام پہنچا دینا اور یہ کہہ دینا کہ دیکھو تم نے کچھ لیلۃ العقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے عہد و پیان کیا تھا اس میں ذرا خدا سے بھی ڈرتے رہنا اور اس کو بخوبی ادا کرنا اور خدا کی قسم! اگر تمہاری دیکھتی آنکھوں تمہارے نبی کو کچھ ایذا پہنچا دی گئی تو پھر تمہیں خدا کے سامنے منہ دکھانے کو جگہ نہ رہے گی اور نہ تمہارا اس میں کوئی عذر چل سکے گا حضرت محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی تک ان کے پاس سے ہٹنے نہ پایا تھا کہ اتنے میں ان کا دم آخر ہو گیا اور وہ مر گئے پھر میں نے وہاں سے آ کر سارا قصہ حضور کی خدمت میں عرض کر دیا اور میں نے دیکھا کہ آپ یہ قصہ سن کر قبلہ رخ ہو گئے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر ان کے حق میں یہ دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! جب سعد آپ کے حضور میں حاضر ہو تو آپ اس سے خوشی خوشی ملیے کہتے ہیں جس وقت شیطان نے مسلمانوں کے غمگین کرنے کو اور میدان سے ان کے پاؤں اکھاڑنے کو یہ شور و غل مچا دیا کہ محمد تو قتل ہو گئے ہیں تو مسلمانوں میں بھگی پڑ گئی اور بے اوسان ہو کر ہر طرف کو بھاگنے لگے اور یہ حالت ہو گئی کہ لوگ خاص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگتے جاتے تھے اور حضور ان کو ان کے پیچھے سے پکارتے بھی تھے مگر کچھ ایسی بدحواسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی ذرا بھی نہ سنتا تھا یہاں تک کہ جب بعض لوگ بھاگتے ہوئے مقام مہراس تک پہنچ گئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ ان کو لے کر اپنے لوگوں کی دیکھ بھال کیلئے گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ضحاک بن عثمان نے اور ان سے ضمرہ بن سعید نے بیان کیا کہ جب

رسول اللہ ﷺ مہراس والوں کے پاس پہنچے تو وہ چند آدمی تھے آپ ان کو ساتھ لے کر پہاڑ کی گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں پہاڑ میں اس وقت مسلمانوں کی الگ الگ ٹولیاں بیٹھی ہوئی تھی اور سب کے اپنے اپنے مقتولوں کا تذکرہ کر رہے تھے اور حضور کی بابت جو خبر سنی تھی کہ آپ قتل ہو گئے ہیں اس کا بھی آپس میں چرچا کر رہے تھے حضرت کعب فرماتے ہیں کہ وہاں سب سے پہلے حضور کو میں نے پہچانا اور اس وقت آپ آہنی ٹوپ پہنے ہوئے تھے اور پہچانتے ہی میں نے شور رنا شروع کر دیا کہ ارے رسول اللہ ﷺ تو یہ زندہ ہیں اور صحیح سلامت موجود ہیں اور میں اس وقت گھاٹی میں تھا اور رسول اللہ ﷺ اپنے لب مبارک پر انگلی رکھ کر میری طرف اشارہ کرنے لگے کہ خاموش رہ اس کے بعد آپ نے میری زرہ مانگی اور وہ ساری یا کچھ پیتل کی تھی اور اس کو لے کر پہن لیا اور اپنی زرہ اتار ڈالی۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضور دو سعد یعنی سعد بن عباد اور سعد بن معاذ کے درمیان میں ہو کر جو لوگ گھاٹی میں تھے ان کے سامنے تشریف لے گئے اور اس وقت آپ زرہ پہنے ہوئے نہایت وقار سے چلتے تھے اور ہمیشہ سے آپ کی عادت یہی تھی کہ آپ چلتے وقت نہایت وقار سے چلتے تھے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ اس وقت حضرت طلحہ بن عبید اللہ پر سہارا لگائے چلتے تھے کیونکہ اس روز آپ زخمی بہت زیادہ ہو گئے تھے یہاں تک کہ آپ نے ظہر کی نماز بھی بیٹھ کر پڑھی تھی چنانچہ حضرت طلحہؓ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ میں اتنی قوت ہے کہ میں آپ کو اٹھا کر اوپر پہاڑ تک لے جا سکوں گا آپ نے ان کی درخواست کو منظور فرما لیا اور یہ حضور کو اٹھا کر اول ہی مرتبہ مقام صخر تک لے گئے جو احد کے راستہ میں مقام شعب الجزارین کو جاتے ہوئے ملتا ہے پھر حضور وہاں کچھ دیر تک ٹھہرے رہے اور اس کے بعد حضرت طلحہؓ نے آپ کو دوبارہ اٹھا کر مقام صخر کی چوٹی تک پہنچا دیا پھر وہاں سے آپ مسلمانوں کی طرف تشریف لے چلے اس وقت آپ کے ساتھ صرف وہی چند آدمی تھے کہ جو میدان کارزار میں آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے۔

حضورؐ کی کفار پر دہشت:

مگر جس وقت حضور اپنے ساتھیوں سمیت ان کو دکھائی دینے لگے تو ان کو یہ خیال ہوا کہ یہ مشرک ہیں اور ہماری ماردھاڑ کو آ رہے ہیں سو اس خیال سے وہ ان کو دیکھتے ہی فوراً اندر گھاٹی کی طرف کو بھاگ لئے پھر جب حضرت ابو دجانہ نے اپنا سرخ دوپٹہ ہلا کر ان کو دکھایا اور انہوں نے ان کو پہچان لیا تب کہیں جا کر سب کے سب یا بعض واپس لوٹے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضور اپنے ساتھیوں سمیت جو جنگ میں آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے اور یہ چودہ شخص تھے سات تو مہاجرین میں سے تھے اور سات انصار میں سے ان مسلمانوں کو نظر آنے لگے جو بھاگ کر پہاڑ میں پناہ گزین ہو گئے تھے تو وہ ان کو دیکھ کر دہشت کی وجہ سے پہاڑ کے اندر بھاگنے لگے اور حضور ان کی اس حرکت پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر جو آپ کے پہلو میں تھے مسکرانے لگے اور فرمایا کہ تم اپنے آپ کو ان پر ظاہر کرنے لگے مگر وہ اس پر بھی بھاگے ہی چلے گئے اور ذرا بھی توقف نہ کیا یہاں تک کہ حضرت ابو دجانہ نے اپنی سرخ پٹی اپنے سر سے کھول کر اور پہاڑ پر چڑھ کر ان کو دکھلائی اور بہت زیادہ شور وغل کیا تب جا کر وہ لوگ تھمے اور ان کو پہچان کر واپس آئے اور حضور کے ساتھ آ ملے۔

راوی کہتا ہے کہ ان بھاگنے والوں میں سے حضرت ابو بردہ بن دینار نے تو اپنی کمان کھینچ لی تھی اور حضور کے ساتھیوں کو مشرک سمجھ کر ان پر تیر چلانے کو ہو گئے تھے مگر جب ان لوگوں نے بات چیت کی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو آواز دی تب انہوں نے ان کو پہچانا اور وار کرنے سے رکے اور جس وقت انہوں نے حضور کو اچھی طرح دیکھ لیا اور پہچان لیا تو وہ بالکل ایسے اچھے خاصے ہو گئے کہ گویا ان کو کوئی صدمہ یا مصیبت پیش ہی نہ آئی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز شیطان نے اپنے وسوسہ اور مکر کا مسلمانوں پر ایسا جال ڈالا کہ وہ اپنے دشمنوں کو دیکھتے ہی ایک دم سے بھاگ پڑے اور ان کو ہر چند روکا گیا مگر بالکل نہ تھم سکے چنانچہ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت مسعود انصاری کے پہلو میں تھا اور وہ اپنی قوم کے مقتولوں کا ذکر اذکار کر رہے تھے ا

جب اور آدمی ان سے پوچھتے تھے کہ کون کون قتل ہوا ہے؟ تو یہ ان شہیدوں کی خبر بیان کرتے تھے کہ جن میں سے حضرت سعد بن ربیع اور خارجہ بن زہیر بھی تھے اور پھر انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگتے تھے اور ان پر بہت ترس کھاتے تھے اور دیگر آدمی بھی ایک دوسرے سے اپنے اپنے دوست احباب کی خیر خبر پوچھ رہے تھے اور جو کچھ کسی کو معلوم تھا وہ ایک دوسرے سے کہہ سن رہے تھے غرض کہ مسلمان انہیں باتوں کے چرچے میں مصروف و منہمک تھے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر مشرکوں کو پھیر دیا اور لا چڑھایا تا کہ ان کا دھیان بٹنے سے انکا غم غلط کر دے اور ان کے دل سے رنج و ملال کو دھو دے سو اچانک ان کے دشمن پہاڑ کی بلندی پر پہنچ گئے گویا ان کے سر پر آ پہنچے اور مشرکوں کے لشکر کے غول کے غول نظر آنے لگے چنانچہ مسلمان یہ حال دیکھ کر جن باتوں کے ذکر و فکر میں لگے ہوئے تھے وہ سب تو بھول بھال گئے اور بجائے ان کے سب کو اپنی اپنی پڑ گئی حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے سب مسلمانوں کو طلب فرمایا اور دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹنے کے لئے آمادہ اور تیار کرنے لگے اور اسی اثناء میں میں دیکھ رہا تھا کہ فلاں فلاں آدمی پہاڑ کی چوٹی کی طرف چڑھے جاتے تھے اور ادھر شیطان نے رسول اللہ ﷺ کے قتل ہو جانے کا شور و غل کر کے مسلمانوں کے اور بھی زیادہ پاؤں اکھاڑ دیئے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں بھی آگے کو بڑھا اور پہاڑ پر پہاڑی بکرے کی طرح چڑھ گیا پھر جس وقت میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ اس وقت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ﴾ الخ

''محمد خدا کے رسول ہی تو ہیں کوئی خدا تو نہیں ان سے پہلے اور بھی بہت سارے رسول گزر چکے ہیں سو اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم لوگ دین سے پھر جاؤ گے۔''

اور ابو سفیان اس وقت دامن کوہ میں کھڑا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! ان کو ہم پر غلبہ نہ ہو اور یہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں چنانچہ آپ کی دعا کی برکت

سے وہ مشرک وہاں سے بھاگ گئے۔

مسلمانوں پر نیند کا غلبہ:

حضرت ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کو نیند نہ آتی تھی حالانکہ ہم دشمنوں سے محفوظ تھے مگر ہم پر حزن و ملال اس قدر چھایا ہوا تھا کہ جس سے نیند ہمارے پاس کو بالکل نہ آتی تھی پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ ہمیں بے ساختہ نیند آنے لگی اور ہم ایسے محو غفلت ہوئے کہ ہمارے سر ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے اور ہمیں بالکل خبر نہ رہی کہ ہم کہاں ہیں اور ہم پر کیا گزر رہی ہے آخر جب خوب سو چکے تو پھر ہم جاگ گئے اور ہمیں ایسا چین آ گیا کہ گویا اس سے پہلے ہمیں کوئی تکلیف پہنچی ہی نہ تھی اور گویا ہم نے کوئی زحمت اٹھائی ہی نہ تھی اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ بھی ایسا ہی فرماتے تھے کہ ہم پر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ کوئی شخص ہم میں ایسا نہ تھا جس کی تھوڑی نیند کی شدت کی وجہ سے بار بار سینہ سے نہ مل گئی ہو اور میں اونگھ سا رہا تھا کہ میں نے معتب بن قشیر کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"لو كان لنا من الامر شيء ما قتلنا ههنا"

اگر ہمارا کچھ بس چلتا اور ہماری کوئی بات مانتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل کی اور ان کی غلط خیالی پر متنبہ کیا۔"

اور حضرت ابو الیسر فرماتے ہیں کہ میں اس روز اپنی قوم کے چودہ آدمیوں سمیت رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں موجود تھا تو اس وقت چین کی وجہ سے ہم پر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ ہر شخص نیند کے غلبہ کی وجہ سے خراٹے لینے لگا یہاں تک کہ ہمارے سر آپس میں ٹکرانے لگے اور میں نے دیکھا کہ حضرت بشر بن براء بن معرور کی تلوار اس کے ہاتھ سے نیند کے غلبہ کی وجہ سے نیچے گر پڑی اور اس کو ذرا خبر نہ ہوئی آخر جب وہ نیچے گر کر جھڑ گئی تو جب [illegible] انہوں نے اٹھائی اور اس وقت مشرک ہم سے [illegible] رہے تھے اور حضرت ابو طلحہ فرماتے تھے کہ اس روز ہم لوگوں پر نیند کا بے حد غلبہ تھا اور میں [illegible]

سے زیادہ اونگھتا تھا یہاں تک کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے گر گر پڑتی تھی اور اس روز یہ عجب بات تھی کہ یہ نیند اہل نفاق اور اہل شک کو نہ آتی تھی تو اس وجہ سے ہر منافق اپنی اپنی دلی بات کو خوب کہہ سن رہا تھا اور اس نیند کا غلبہ فقط اہل یقین اور اہل ایمان پر تھا کہتے ہیں کہ جب مسلمان جنگ کرنے سے رک گئے تو ابوسفیان نے مسلمانوں پر پھر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اپنی چتکبری گھوڑی پر سوار ہو کر آگے بڑھا اور مسلمانوں سے اوپر پہاڑ پر چڑھ کر زور زور سے اُعل ھبل اُعل ھُبل کے نعرے مارنے لگا جس کا حاصل یہ ہے کہ اے ھبل بت! ہمارے معبود تیری بڑی شان ہے اور تیرا رتبہ بہت بلند ہے اس کے بعد چیخ ماری کر کہنے لگا آج ابن ابی کبشہ یعنی محمد کہاں ہے؟ اور ابن ابی قحافہ یعنی ابو بکر کہاں ہے؟ اور ابن خطاب یعنی عمر کہاں ہے؟ کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور ذرا دیکھو زمانہ یوں گردش کرتا ہے جیسا تم نے دیکھ لیا اور لڑائی تو ڈول کی طرح ہے کہ کبھی تو خالی ہو جاتا ہے اور کبھی بھر جاتا ہے اور حنظلہ کا بدلہ حنظلہ سے اتر گیا یعنی جیسا تم نے میرے بیٹے حنظلہ کو بدر میں قتل کیا تھا ایسا ہی ہم نے آج تمہارے آدمی حنظلہ بن مالک کو قتل کر دیا غرض اس کی یہ ساری باتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سے عرض کیا کہ حضور میں اس کا جواب دیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا تم ہی جواب دو چنانچہ جب پھر ابوسفیان نے اعل ھبل کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا: اللہ اعلی واجل اس پر ابوسفیان کھسیانہ سا ہو کر کہنے لگا کہ یہ ہمارا ھبل بھی بلند ہے کہ اس نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور تمہارے مقابلہ میں دیکھو ہمیں کیسا جتا دیا ہے پھر کہنے لگا کہ محمد اور ابو بکر اور عمر آج کہاں ہیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھ یہ رہے رسول اللہ ﷺ اور یہ رہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور یہ رہا میں عمر بھی پھر ابو سفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور یاد رکھو کہ زمانہ اسی طرح گردش کرتا رہتا ہے جیسا تم نے بھگت لیا اور جنگ تو ایک ڈول کے مثل ہے جو کبھی خالی ہو جاتا ہے اور کبھی بھر جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں بے شک ڈول تو ضرور ہے مگر سب کے حق میں برابر نہیں ہے کیونکہ تمہارے مقتول تو دوزخ کی آگ میں ہیں ا

ور ہمارے شہداء جنت کے عیش و آرام میں ہیں ابوسفیان کہنے لگا کہ یہ تو سب تمہارے
بنانے کی باتیں ہیں اگر ایسا ہو تو پھر ہم تو بالکل ہی ٹوٹے اور گھاٹے میں رہیں اس کے
بعد پھر ابوسفیان کہنے لگا کہ دیکھو ہمیں تمہارے اوپر یہ بھی فضیلت ہے کہ ہمارا حامی اور
مددگار تو عزیٰ بت ہے اور تمہارا مددگار اور حمایتی نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
ہمارا پشت پناہ اللہ تعالیٰ ہے اور تمہارا کوئی بھی پشت پناہ نہیں ابوسفیان نے کہا کہ اے
خطاب کے بیٹے! ہمیں ہمارے عزیٰ بت نے دیکھ کیسی عزت و نعمت بخشی کہ تم پر غالب کر
دیا اس لئے یہ بھی بلند مرتبہ اور ذی رتبہ ہے غرض جب اس طریقہ سے خوب دوبدو ہو چکی
تو ابوسفیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ اے ابن خطاب ذرا وہاں سے اٹھ کر
میرے پاس کو آ جا میں تجھ سے کچھ بات چیت کروں گا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی
جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب تشریف لے گئے تو اس نے کہا کہ دیکھ میں تجھے تیرے دین
کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تو مجھے یہ بات سچ سچ بتا دے کہ ہم نے محمد کو قتل کر دیا یا نہیں
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا اللہ! یہ لوگ کس خبط میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز ایسا
نہیں ہوا بلکہ وہ تو اس وقت تیری یہ سب باتیں سن رہے ہیں ابوسفیان نے تمہارا بس مجھے
تمہارا یقین ہے ضرور ایسا ہی ہوگا اور میرے نزدیک تم ابن قمیہ سے زیادہ سچے ہو وہی
جھوٹ بکتا ہوگا کہ محمد قتل ہو گیا پھر زور سے کہنے لگا کہ بھائی دیکھو یہ جو تم اپنے مردوں میں
ذلت و خواری اور مثلہ پاتے ہو تو یہ بات کچھ ہمارے سرداروں اور بڑے آدمیوں کی
رائے سے نہیں ہوئی بلکہ ہمہ شما نے اپنی خود رائی میں ایسا کر دیا ہے پھر ذرا تھم کر جاہلیت
کی اکڑ میں آ کر کہنے لگا کہ ساتھ ساتھ یہ بھی بات ہے کہ جب ایسا ہو گیا ہے تو اب ہم اس
کو کچھ برا بھی نہیں سمجھتے ہیں پھر آواز دے کر کہا کہ دیکھو اب ہماری تمہاری جنگ شروع
سال میں مقام بدر الصفر اء میں ہوگی صفراء ایک مقام کا نام ہے جو بدر میں واقعہ ہے یہ
سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذرا جواب دینے میں توقف کیا اس انتظار میں کہ حضور
کیا فرماتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کو حکم فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہاں
ہمیں منظور ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو آواز دے کر کہہ دیا کہ ہاں ہمیں

منظور ہے ہماری تمہاری لڑائی رہی۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ابو سفیان اپنے آدمیوں کی طرف چلا گیا اور وہاں جا کر وہ سب کوچ کرنے پر آمادہ ہو گئے اس پر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اس کا بہت زیادہ کھٹکا ہو گیا کہ کہیں یہ دھوکہ دے کر مدینہ پر نہ چڑھائی کر بیٹھیں اور وہاں عورتوں اور بچوں کو اکیلا دیکھ کر غارت کر ڈالیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے یہ فرمایا کہ ذرا تم جا کر ان کی خبر لاؤ کہ یہ کوچ کرتے ہیں یا ہمیں دھوکہ دے کر کوچ کے بہانہ سے مدینہ پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں اور ان دونوں باتوں کی نشانی یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اونٹوں پر سوار ہونگے اور گھوڑوں کو خالی رکھیں گے تو ان کا ارادہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ہوگا اور اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ لوگ مدینہ پر دھاوا کریں گے تو میں ان کے مقابلہ میں ضرور جاؤنگا اور ان کی شرارت کا بدلہ ان کو ابھی ہاتھوں ہاتھ چکھا دوں گا حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے حکم کے بموجب ان کی طرف دوڑتا ہوا چل دیا اور میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ اگر مجھے ان کی طرف سے کوئی اندیشناک بات معلوم ہوگی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑتا ہوا آ کر فوراً آپ کو اس سے مطلع کرونگا اور میں نے اول ہی سے دوڑنا شروع کر دیا اور ان کے پیچھے پیچھے ہولیا یہاں تک کہ وہ مقام عقیق میں پہنچ گئے اور میں ان کو جہاں سے دیکھ رہا تھا تو خوب غور سے دیکھ رہا تھا کہ دیکھوں یہ کیا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں آخر وہ اونٹوں پر سوار ہو لئے اور گھوڑوں کو خالی چھوڑ دیا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ بس ان کا ارادہ اپنے گھر کی طرف کوچ ہی کرنے کا ہے مگر پھر وہ تھوڑی دیر تک وہیں عقیق میں ٹھہرے رہے اور آپس میں مدینہ پر دھاوا کرنے کی نسبت مشورہ کرنے لگے تو صفوان بن امیہ نے اس بات سے انکار کیا اور یہ کہا کہ دیکھو تم اب تک تو ان سے جیت کر آ رہے ہو اور آگے کی خبر نہیں کہ کیا حشر ہوگا سو اس وقت یہی بہت ہے کہ تم اس سرخروئی ہی میں اپنے گھر چلے چلو اور دوبارہ ان پر حملہ نہ کرو کیونکہ تم اس وقت سست بھی ہو گئے ہو اور تھک گئے ہو اور علاوہ ازیں ان پر فتح بھی پا چکے ہو اور اس پر غور کرو کہ تم بدر کے روز جب پسپا ہو گئے تھے اور شکست کھا کر بھاگنے

لگے تھے تو انہوں نے باوجود تم پر فتح یاب ہونے کے تمہارا پیچھا نہیں کیا تھا اور سرخروئی سے اپنے گھر واپس چلے گئے تھے سو اب تم بھی ایسا ہی کرو کہ جو کچھ تمہیں سرخروئی حاصل ہو گئی ہے اسی پر بس کر کے اپنے گھر چلے چلو۔

لشکر کفار کی واپسی:

راوی کہتا ہے کہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ کے خبر لانے سے پہلے ہی مسلمانوں سے کہہ دیا کہ ان کو صفوان نے مدینہ پر حملہ کرنے سے روک دیا چنانچہ جب حضرت سعد نے ان کو اس حال پر دیکھا کہ وہ سب کے سب کوچ کر کے چل دیئے اور مقام ملیمن میں جا پہنچے تو وہ وہاں سے واپس ہو لئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ اس وقت ذرا افسردہ خاطر سے ہو رہے تھے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ تو سب مکہ کو واپس چلے گئے ہیں اور وہ اونٹوں پر سوار ہو رہے تھے اور گھوڑوں کو خالی چھوڑ رکھا تھا یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ اور وہ آپس میں کیا کہتے تھے میں نے عرض کیا کہ یہ یہ کہہ رہے تھے اس کے بعد آپ مجھے تنہائی میں لے گئے اور فرمانے لگے کہ دیکھ جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ سچ بھی ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! بالکل سچ ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا پھر تو افسردہ کیوں ہو رہا ہے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے یہ بات ناگوار معلوم ہو رہی ہے کہ مسلمان ان کے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جانے سے کیوں خوش ہو رہے ہیں اور ان سے لڑنے پر کیوں آمادہ نہیں رہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ان سے بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ سعد تو بہت تجربہ کار نکلا اور بعض یہ بھی کہتے ہیں جب حضرت سعد مشرکوں کا حال دیکھ کر اپنے لشکر کی طرف واپس آئے تو چلا چلا کر کہنے لگے کہ وہ لوگ تو اپنے گھوڑوں کو خالی لے گئے ہیں اور اونٹ پر سوار ہو کر گئے ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو اپنی آواز کو پست کر کہ جنگ داؤ پیچ کا نام ہے اور تم لوگوں کو ان کے پھر جانے سے خوش نہ ہونا چاہئے کیونکہ ان کو تو اس وقت صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پھیر دیا ہے اس میں تمہاری کارروائی کو کوئی دخل نہیں ہے جس پر خوشی کی جائے۔

حضورؐ کی زبردست جنگی حکمت عملی:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے یحییٰ بن شبل نے اور ان سے ابوجعفر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو روانہ کرتے وقت یہ تاکید کر دی تھی کہ دیکھو اگر تم ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے دیکھو تو مجھے تنہائی میں خاموشی سے آ کر اطلاع کر دینا اور لوگوں میں شور وغل کر کے کہیں ان کی قوت اور ہمت کو فوت نہ کر دینا چنانچہ حضرت سعد یہاں سے روانہ ہو کر ان کے پاس پہنچے اور ان کو دیکھا کہ وہ اونٹوں پر سوار ہوئے ہیں تو وہاں سے بہت جلد واپس لوٹ آئے اور ان کے لوٹ جانے سے ایسے خوش ہوئے کہ خوشی کے مارے ان کے لوٹ جانے کی خوشخبری کو ضبط نہ کر سکے اور اپنے لشکر میں پہنچ کر ان کے چلے جانے کا ایک شور وغل مچا دیا۔

جنگ کا خاتمہ:

ادھر ابوسفیان کا یہ قصہ ہوا کہ جب وہ قریش کے پاس مکہ میں پہنچ گیا تو پہلے اپنے گھر نہ گیا بلکہ ھبل بت کے پاس گیا جس کی قریش پوجا پاٹ کیا کرتے تھے اور اس سے کہنے لگا کہ اے ھبل! تو نے ہمیں بڑی نعمت دی اور ہماری بہت نصرت کی اور بس تو نے محمد اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے میرے دل کو بالکل تشفی اور تسکین بخش دی اور یہ تمام عرض معروض کرنے کے بعد پھر اپنا سر بھی منڈا دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ بعض لوگوں نے حضرت عمرو بن عاص سے یہ سوال کیا کہ حضرت احد کے روز مسلمان اور مشرک ایک دوسرے سے کس طرح جدا ہوئے تھے اور جنگ کا خاتمہ کس صورت سے ہوا تھا؟ انہوں نے ان سے ڈانٹ کر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کا بول بالا کر دیا اور کفر اور کافروں کو ردی کر کے دور کر دیا تو پھر تمہاری اس قسم کی باتوں کی کھود کرید کرنے سے کیا مراد ہے غرض اس تنبیہ کے بعد ان کی دلجوئی کے لئے فرمانے لگے کہ جب ہم نے مشرکوں پر حملہ کیا اور ہمیں غلبہ حاصل ہو گیا اور ان میں سے جو جو ہمارے ہاتھ لگے ان کو ہم نے قتل کر دیا اور بچے کھچے ادھر ادھر کو بھاگ گئے اور اس کے بعد پھر ایسی کایا پلٹ

ہوئی کہ ان کے سب گروہ ایک جگہ جمع ہو گئے اور ان کو غلبہ حاصل ہو گیا تو اس وقت قریش نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اب ہم جیت تو گئے ہیں اس لئے اب ہمارے لئے یہی مناسب ہے کہ ہم اپنے گھر واپس چلے چلیں اور علاوہ اس کے ہمیں یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ مسلمانوں میں سے ابن ابی تہائی آدمی لے کر واپس چلا گیا ہے اور کچھ لوگ قبیلہ اوس اور خزرج کے ابھی تک یہیں باقی ہیں سو ان کی طرف سے یہ خدشہ ہے کہ کہیں وہ پھر ہم پر حملہ نہ کر بیٹھیں اور ہم ان کے حملہ کی برداشت نہ کر سکیں کیونکہ ہمارے آدمی بھی زخمی ہو رہے ہیں اور گھوڑے بھی تیروں سے چھنے پڑے ہیں چنانچہ یہ مشورہ کر کے اور سوچ سمجھ کر اپنے گھر کی طرف واپس چل دیئے پھر ہم لوگ مقام روحاء تک پہنچنے نہ پائے تھے کچھ لوگ ان میں سے پھر ہمارے سامنے جنگ کے لئے آمادہ ہو کر آئے مگر ہم نے ان سے کچھ تعرض نہ کیا اور کترائے ہوئے سیدھے نکلے چلے گئے۔

●●●

اُحد کے شہداء کا ذکر

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے سلیمان بن بلال نے اوران سے یحییٰ بن سعید نے اوران سے سعید بن میسّب نے بیان کیا کہ جنگ اُحد میں قبیلہ انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے ابن ابی سبرہ نے اوران سے ربیع بن عبدالرحمٰن نے اوران سے ان کے والد نے اور ان سے ابوسعید خدری نے نے بھی اس پہلی روایت جیسا بیان کیا کہ احد میں قبیلہ انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عمر بن عثمان نے اوران سے عبدالملک بن عبید نے اوران سے مجاہد نے بھی اسی پچھلی روایت جیسا بیان کیا مگراس میں اتنی تفصیل اور ہے کہ ان میں چار آدمی قریش کے بھی شامل تھے اور باقی سب آدمی قبیلہ انصار کے تھے کہ مزنی اوران کے بھتیجے اور حبیت کے دونوں لڑکے ملا کر سب چوہتر آدمی ہوتے ہیں اور شہداء کی اس تعداد پر سب راویوں کا اجماع ہے کسی کا اختلاف نہیں چنانچہ قبیلہ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے کہ جن کو وحشی نے شہید کیا تھا اور ہمارے نزدیک اس بات میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور قبیلہ بنی امیہ سے حضرت عبداللہ بن جحش بن رباب کو ابوالحکم بن اخنس بن شریق نے شہید کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ قریش سے پانچ آدمی شہید ہوئے ہیں چنانچہ قبیلہ بنی اسد سے حضرت حاطب کے غلام شہید ہوئے اور قبیلہ بنی مخزوم سے حضرت شماس بن عثمان بن شرید کو ابی بن خلف نے شہید کیا اور کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد اُحد میں زخمی ہو گئے تھے اور زندگی بھر زخمی رہے یہاں

تک کہ انہوں نے پھر اسی حالت میں وفات پائی اور قبیلہ بنی امیہ میں مقام عالیہ میں اس کنوئیں کی دو شاخوں کے درمیان جس کو آج کل بیر عبدالصمد علی کہتے ہیں ان کو غسل دیا گیا اور قبیلہ بنی عبدالدار سے حضرت مصعب بن عمیر کو ابن قمیہ نے شہید کیا اور قبیلہ بنی سعد بن لیث سے عبداللہ بن ھبیت اور عبدالرحمٰن بھی شہید ہوئے اور قبیلہ مزینہ سے بھی دو آدمی شہید ہوئے ایک تو حضرت وہب بن قابوس اور ایک ان کے بھتیجے حضرت حارث بن عقبہ بن قابوس اور قبیلہ انصار کے کنبہ بنی عبدالاشہل میں سے بارہ آدمی شہید ہوئے ایک تو حضرت عمرو بن معاذ بن نعمان جن کو ضرار بن خطاب نے شہید کیا تھا اور ایک حارث بن انس بن رافع اور ایک عمارہ بن زیادہ بن سکن اور ایک سلمہ بن ثابت بن وقش جن کو ابوسفیان بن حرب نے شہید کیا تھا اور ایک عمرو بن ثابت بن وقش جن کو ضرار بن خطاب نے شہید کیا تھا اور ایک رفاعہ بن وقش جن کو خالد بن ولید نے شہید کیا تھا اور ایک ایما ابوحذیفہ جن کو خود مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو حضرت عتبہ بن مسعود نے غلطی سے شہید کر دیا تھا اور ایک صیفی بن قیظی جن کو ضرار بن خطاب نے شہید کیا تھا اور ایک حباب بن قیظی شہید ہوئے اور ایک عباد بن سہل جن کو صفوان بن امیہ نے شہید کیا اور اہل راتج میں سے کہ یہ بھی قبیلہ بنی عبدالاشہل کی طرف منسوب ہیں ایک تو ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعورا ابن حشم شہید ہوئے اور ان کو ضرار بن خطاب نے شہید کیا اور ایک عبید بن تیہان کہ جن کو عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا اور ایک خبیب بن قیم شہید ہوئے اور قبیلہ بنی ضبیعہ بن زید سے جو ایک شاخ ہے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی حضرت ابوسفیان بن حارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ جن کی کنیت ابوالبنات ہے شہید ہوئے اور یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا تھا کہ حضور میں مشرکوں کا مقابلہ کرتا ہوں اور پھر اپنی لڑکیوں کی طرف جاتا ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے سچ کہا ہے اور قبیلہ بنی امیہ بن زید بن ضبیعہ سے حضرت حنظلہ بن ابی عامر کو اسود بن شعوب نے شہید کیا اور قبیلہ بنی عبید بن زید سے انیس بن قتادہ کو ابوالحکم بن اخنس بن شریق نے شہید کیا اور حضرت عبداللہ بن

جبیر بن نعمان کو جو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تیر اندازوں کی جماعت پر نگہبان مقرر تھے عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا اور قبیلہ بنی غنم بن سلام بن مالک بن اوس سے خیثمہ ابو سعد جن کو ہبیر بن ابی وہب نے شہید کیا اور قبیلہ بنی عجلان سے عبداللہ بن سلمہ جن کو ابن الزبعرا نے شہید کیا اور قبیلہ بنی معاویہ سے سبیق بن حاطب بن حارث بن ہلبشہ جن کو ضرار بن خطاب نے شہید کیا یہ ان بارہ کے علاوہ آٹھ آدمی اور ہوئے اور قبیلہ بنی بلحرث بن خزرج سے خارجہ بن زید بن ابی زہیر جن کو صفوان بن امیہ نے شہید کیا اور سعد بن ربیع بھی شہید ہوئے اور یہ دونوں کے دونوں ایک قبر میں دفن کئے گئے اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن ثعلبہ بن کعب شہید ہوئے یہ تین آدمی اور ہوئے اور قبیلہ بنی الجر سے جسے بنو حدارہ بھی کہتے ہیں مالک بن سنان بن عبید بن الجر جن کو ابو سعید خدری کہتے ہیں غراب بن سفیان کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور سعد بن سوید بن قیس بن عامر بن عمار بن الجر شہید ہوئے اور عتبہ بن ربیع بن معاویہ بن جنید بن ثعلبہ شہید ہوئے اس قبیلے کے صرف یہی تین آدمی تھے اور قبیلہ بنی ساعدہ سے ثعلبہ بن سعد بن مالک نمیلہ شہید ہوئے اور حارثہ بن عمرو اور نفث بن فروہ بن ہیدی شہید ہوئے یہ بھی تین شخص ہوئے اور قبیلہ بنی طریف سے عبداللہ بن ثعلبہ اور قیس بن ثعلبہ شہید ہوئے اور ان کے ساتھ طریف اور ضمرہ جو اس قبیلہ کے طرفدار تھے اور قبیلہ جہینہ سے تھے یہ بھی شہید ہوئے اور قبیلہ بنی عوف بن خزرج سے جو لوگ بنی سالم کہلاتے تھے یا بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم کہلاتے تھے یہ سب کے سب شہید ہو گئے اور حضرت نوفل بن عبداللہ کو سفیان بن عوف نے شہید کیا اور عباس بن عبادہ بن فضلہ کو سفیان بن عبد شمس سلمی نے شہید کیا اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن غنم کو صفوان بن امیہ نے شہید کیا اور عبدہ بن حسحاس بھی شہید ہوئے اور یہ دونوں کے دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے اور جذر بن زیاد کو حارث بن سوید نے ناگہانی دغابازی سے شہید کر دیا تھا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یمان بن معن نے اور ان سے ابی وجرہ نے بیان کیا کہ احد کے روز یہ

تین آدمی یعنی نعمان بن مالک اور مجذر بن زیاد اور عبدہ بن حسحاس ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے تھے۔

مجذر بن زیادؓ کی شہادت:

مجذر بن زیاد کے شہید ہونے کا قصہ یہ ہوا کہ ایک شخص حنیر الکتائب قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے یہاں آیا اور سوید بن صامت اور خوات بن جبیر اور ابولبابہ بن عبدالمنذر سے اور بعض کہتے ہیں سہل بن حنیف سے بھی گفتگو کرنے لگا اور دوران گفتگو میں کہنے لگا کہ اگر آپ صاحبان بھی میرے یہاں تشریف لائیں تو میرے اوپر از حد نوازش ہو اور میں دل و جان سے آپ لوگوں کی خاطر و مدارات کروں کہ آپ کو شراب بھی خوب پلاؤں اور آپ کے لئے اونٹ بھی ذبح کروں اور آپ چند روز تک اسی طرح میرے یہاں مہمان رہیں تو میرے دل کی تمنا پوری ہو جائے غرض کہ ان لوگوں نے اس کی محبت کی باتیں سن کر اس کی فرمائش کو منظور کر لیا اور اس سے یہ کہہ دیا کہ بہت اچھا ہم فلاں فلاں روز تمہارے یہاں ضرور آئیں گے چنانچہ جب وہ دن آ گیا تو یہ سب لوگ حسب وعدہ اس کے یہاں گئے اور اس نے ان کے لئے ایک اونٹ کا بچہ ذبح کیا اور ان کو شراب بھی خوب پلائی اور یہ لوگ تین روز تک اس کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ وہ اونٹ کا گوشت متغیر ہو گیا اور سوید اس وقت بہت بوڑھے ہو رہے تھے غرض جب تین دن گزر گئے تو یہ لوگ اپنے میزبان حنیر سے کہنے لگے کہ بس بھائی اب ہم اپنے گھر جاتے ہیں حنیر نے کہا کہ جو تمہاری خوشی ہو وہی مجھے منظور ہے اگر جی چاہے تو اور ٹھہریئے اور جی چاہے تو تشریف لے جایئے اس کے بعد وہ لوگ چلنے پر آمادہ ہو گئے مگر چونکہ سوید کو نشہ بہت چڑھا ہوا تھا اور وہ چل نہ سکتا تھا اس لئے ان کے دونوں ساتھیوں نے ان کو چلتے وقت اپنے اوپر لاد لیا اور مقام حرہ کے پاس پاس کو چل دیئے یہاں تک کہ جب یہ قبیلہ بنی غصینہ کے قریب پہنچے جو مشرق کی طرف قبیلہ بنی سالم کے مقابل ہے تو سوید وہاں پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ گیا اور یہ اس وقت تک نشہ میں چور تھا سو وہاں ایک آدمی قبیلہ خزرج سے آ نکلا اور اس کو مارنے لگا پھر وہاں سے اس کو مار پیٹ کے چل دیا اور مجذر بن

زیاد کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اس سے کہنے لگا کہ ایک بڑا اچھا شکار پھنس گیا ہے کیا تجھے چاہئے؟ مجذر نے کہا کہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ سوید ایک جگہ خالی ہاتھ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے یہ سن کر مجذر اپنی تلوار سونت کر اس کی طرف چل دیا اور سوید کے دونوں ساتھیوں نے جب اس کو ننگی تلوار سونتتے ہوئے آتے دیکھا تو اپنے نہتے ہونے اور قبیلہ اوس اور خزرج میں دشمنی ہونے کی وجہ سے وہاں سے چھپتے ہوئے الٹے چل دیئے اور یہ بڑھا وہیں بیٹھا رہ گیا اور ذرا بھی ادھر ادھر کو نہ سرک سکا یہاں تک کہ مجذر بن زیاد اس کے سر پر جا پہنچا اور اس سے کہنے لگا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے بہت دنوں میں مجھے تیرے اوپر قدرت دی ہے یہ سن کر بڈھا کہنے لگا کہ اچھا پھر اب کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ بس اب تو تجھے قتل ہی کر کے چھوڑوں گا بڈھے نے کہا کہ اچھا جب تیرا یہی ارادہ ہے تو ہڈی چھوڑ کر اور دماغ بچا کر اور جہاں تیرا جی چاہے تلوار مار اور دیکھ جب تو مجھے قتل کر کے اپنی ماں کے پاس لوٹ جائے گا تو اس سے بھی ذرا اپنی بہادری کا ذکر دینا اور یہ کہہ دینا کہ میں بڈھے نہتے سوید بن صامت کو قتل کر کے آیا ہوں یہ اس نے طنزاً کہا کہ ایسے آدمی کو قتل کرنا کوئی جوانمردی نہیں ہے پر عورتوں میں شیخی مارنے کو یہ بھی کافی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ آخر کار مجذر نے اس کو قتل کر دیا اور اسی کے قتل کی وجہ سے قبیلہ اوس اور خزرج میں پھر چھیڑ چھاڑ ہو گئی یہاں تک کہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تو وہاں پر حارث اپنے باپ کے بدلہ میں مجذر کے قتل کے درپے ہو گیا اور ان کی تاک میں لگا رہا کہ کسی طرح موقع مل جائے تو ان کو قتل کر ڈالوں مگر وہاں اتفاق سے کوئی موقع نہ ملا اور اس کا کچھ بس نہ چل سکا آخر جب احد کا دن ہوا اور مسلمانوں میں بھگی پڑ گئی تو حارث نے موقع دیکھ کر مجذر کے پیچھے آ کر اس پر وار کیا اور اس کی گردن ماردی۔

حارث بن سوید کا بطور قصاص قتل:

اس وقت اس کی کارروائی کا کسی کو کچھ پتہ نہ چلا اور رسول اللہ ﷺ جنگ سے فارغ ہو کر مدینہ کو واپس تشریف لے آئے اس کے بعد آپ نے پھر مقام حمراء الاسد پر چڑھائی کی اور جب وہاں سے بھی پھر آئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بات سے اطلاع دی کہ مجذر بن زیاد کو تو حارث بن سوید نے دغابازی سے قتل کیا ہے اور اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ آپ حارث کو اس کے بدلہ میں قتل کر دیں چنانچہ جس روز جبرئیل علیہ السلام نے حضور کو اس امر کی اطلاع کی اسی روز آپ قبا کی طرف سوار ہو کر تشریف لے گئے حالانکہ اس روز بہت زیادہ گرمی ہو رہی تھی اور اس روز آپ کی قباء جانے کی پہلے سے عادت بھی نہ تھی کیونکہ جب آپ کو قبا جانا ہوتا تھا آپ ہفتہ یا پیر کو جایا کرتے تھے اور یہ دن ان دونوں میں سے کوئی سا بھی نہ تھا غرض آپ جس وقت قباء کی مسجد میں پہنچے تو وہاں آپ نے نماز پڑھی کہ جتنی اللہ کو منظور تھی اور انصار حضور کی تشریف آوری کی خبر سن کر حضور کی خدمت میں سلام کر کر کے حاضر ہونے لگے اور ان کو اس بات بہت حیرت ہوئی کہ آج آپ خلاف معمول ایسی گرمی کے وقت اور ایسے دن میں کہ جس میں آپ کی تشریف آوری کا دستور نہ تھا کیسے تشریف لے آئے اور رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر وہیں مسجد میں بیٹھ گئے اور لوگوں سے باتیں کرنے لگے اور ان میں غور و خوض بھی کرتے رہے کہ اتنے میں حارث بن سوید سامنے سے نظر آیا اور وہ اس وقت زرد رنگ چادر میں لپٹا ہوا تھا چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو حضرت عویم بن ساعدہ کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ دیکھو حارث کو مسجد کے دروازہ پر لے جا کر مجذر بن زیاد کے قصاص میں قتل کر دے چونکہ اسے مجذر کو اُحد کے روز اچانک مار ڈالا ہے پس حضرت عویم نے آپ کے حکم موافق حارث کو جا کر پکڑ لیا اور اس کو حضور کا حکم سنایا تو اس نے کہا کہ اچھا ذرا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں آپ سے کچھ بات چیت کر لوں مگر حضرت عویم نے اس کی بات کو نہ مانا اور چھوڑنے سے انکار کر دیا اس پر وہ ان سے کھینچا تانی کرنے لگا کہ کسی طرح رسول اللہ ﷺ سے کچھ گفتگو کرے اور اسی اثناء میں آپ نے وہاں سے روانہ ہونے کے قصد سے اپنی سواری مسجد کے دروازہ پر منگا لی اور آپ کھڑے ہو گئے تو حارث اس وقت یہ کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! میں نے اس کو قتل تو ضرور کیا ہے مگر میرا یہ قتل کرنا خدا کی قسم کچھ اس لئے نہ تھا کہ میں اسلام سے برگشتہ ہو گیا ہوں یا مجھے اسلام میں کچھ شک پیدا ہو گیا ہے بلکہ محض شیطانی وسوسہ اور نفسانیت

سے مغلوب ہو کر مجھ سے یہ کام سرزد ہو گیا ہے اور اب میں اپنی اس خطا سے خدا اور خدا کے رسول کے آگے توبہ کرتا ہوں اور میں اس کا خون بہا دیدوں گا اور پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ کر اس کا کفارہ ادا کر دوں گا اور ایک غلام بھی آزاد کر دونگا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دوں گا اور میں سچے دل سے خدا اور خدا کے رسول کے سامنے توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی حرکت پھر کبھی نہ کروں گا اور یہ کہہ کر پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامنے لگا اور مجذر کی اولاد بھی وہاں حاضر تھی مگر حضور نے خون بہا وغیرہ لینے کی اور قصاص معاف کر دینے کی نسبت ان سے کچھ نہیں فرمایا یہاں تک کہ جب حارث کی ساری بات ختم ہو چکی تو آپ نے حضرت عویم کو حکم دیا کہ اس کے آگے ہو اور اس کو قتل کر دے اور حضور خود اپنی سواری پر سوار ہو گئے تب حضرت عویم نے اس کو مسجد کے دروازے پر لا کر قتل کر دیا اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت مجذر کو حارث نے قتل کیا تو حضرت خبیب بن یساف ان کو کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے چنانچہ انہوں نے دیکھ کر جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر کی تو آپ سوار ہو کر ان لوگوں کی طرف اس کی تحقیق کے لئے تشریف لائے مگر آپ ابھی تک ان کے پاس پہنچنے نہ پائے تھے کہ اتنے میں راستہ ہی میں آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور اس سارے قصہ کی آپ کو پوری پوری خبر کر دی تب حضور نے حضرت عویم کو قتل کا حکم دیا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت حسان بن ثابت نے یہ شعر اسی قصہ پر کہا:

یا حار فی سنة من نوم اوّلکم　　　ام کنت ویلك مغترا بجبریل

"اے حارث! کمبخت کیا تو نیند کے شروع شروع میں اونگھ رہا تھا یا حضرت جبرئیل کے آنے ہی سے غافل تھا کہ جو ایسی نالائق حرکت کر بیٹھا۔"

راوی کہتا ہے کہ مجھ سے مجمع بن یعقوب اور ان کے استادوں نے بیان کیا کہ سوید بن صامت نے اپنے قتل ہونے کے وقت یہ شعر کہے تھے:

ابلغ جلاسا وعبدالله مالکه　　　وان کبرت فلا تخذ لهما حار

"اے میرے بیٹے حارث! تو جلاس اور اس کے مالک عبداللہ کو جو میرے

دوست ہیں میرے قتل ہو جانے کی ضرور خبر کر دینا اور تو بڑا ہو کر بھی ان کے ساتھ بدلحاظی سے پیش نہ آنا۔"

اقتل جدارة اما کنت لا قیها　　والحی عوفا علی عرف والکار

"اور جب کبھی تجھے بنی جدارہ اور بنی عوف کا کوئی آدمی مل جائے تو تو اس کو بے تامل مار ڈالنا چاہے وہ تیری جان پہچان کا ہو اور چاہے جان پہچان کا نہ ہو۔"

حضرت عنترہ کی اور دیگر صحابہ کی شہادت:

اور قبیلہ بنی سلمہ سے سلمہ کے غلام حضرت عنترہ کو نوفل بن معاویہ دیلی نے شہید کیا تھا اور قبیلہ بلحبلی سے رفاعہ بن عمرو شہید ہوئے تھے اور قبیلہ بنی حرام سے عبداللہ بن عمرو بن حرام کو سفیان بن عبد شمس نے شہید کیا تھا اور عمرو بن جموح بھی شہید ہوئے تھے خلاد بن عمرو بن جموح کو اسود بن جعونہ نے شہید کیا تھا قبیلہ بنی حرام کے یہ کل تین آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی ضیب جن عبد حارثہ سے معلی بن لوذان بن حارثہ بن رستم بن ثعلبہ کو عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا تھا اور قبیلہ بنی نجار کی ایک شاخ ہے عمرو بن قیس کو نفل بن معاویہ دیلی نے شہید کیا تھا اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو اور سلیط بن عمرو اور عامر بن مجلہ بھی شہید ہوئے اور قبیلہ بنی عمرو بن مبذول سے ابو اسیرہ بن حارث بن علقمہ بن عمرو بن مالک کو خالد بن ولید نے شہید کیا اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو بھی شہید ہوئے اور قبیلہ بنی عمرو بن مالک سے جن کو بنو مغالہ بھی کہتے ہیں اوس بن حرام شہید ہوئے اور قبیلہ بنی عدی بن نجار سے انس بن نضر بن ضمضم کو سفیان بن عویف نے شہید کیا اور قبیلہ بنی مازن بن نجار سے قیس بن مخلد اور ایک اس قبیلہ کا آزاد کردہ غلام کیسان اور بعض نے کہا ہے کہ آزاد کردہ نہ تھا یہ دو شخص ہوئے اور قبیلہ بنی دینار سے سلیم بن حارث اور نعمان بن عمرو شہید ہوئے اور یہ دونوں سمیرا اور دختر قیس کے لڑکے تھے غرض قبیلہ نجار سے کل بارہ آدمی شہید ہوئے۔

مشرکوں کے مقتولوں کے نام

قبیلہ بنی اسد سے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد کو حضرت ابو دجانہ نے قتل کیا اور قبیلہ بنی عبدالدار سے طلحہ بن طلحہ کو جو مشرکوں کا علمبردار تھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور ابو سعید بن ابی طلحہ کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا اور مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا اور حارث بن طلحہ کو عاصم بن ثابت نے قتل کیا اور کلاب بن طلحہ کو حضرت زبیر بن العوام نے قتل کیا اور جلاس بن طلحہ کو طلحہ بن عبید اللہ نے قتل کیا اور ارطاۃ بن عبد شرحبیل کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کی اور فارط بن شریح بن عثمان بھی قتل ہوا پھر جس وقت صواب غلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو کہا جاتا ہے کہ اس کو قزمان نے قتل کر ڈالا اور ابو عزیز بن عمیر کو بھی قزمان نے ہی قتل کیا اور قبیلہ بنی زہرہ سے ابو الحکم بن الغنس بن شریق کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور سباع بن عبدالعزی خزاعی کو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا اور عبدالعزی کا نام عبدالعزی بن عمرو بن نعلہ بن عباس بن سلیم ہے اور یہ ام انمار کا لڑکا ہے اور قبیلہ بنی مخزوم سے ہشام بن ابی امیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا اور ولید بن عاص بن ہشام کو بھی قزمان ہی نے قتل کیا اور امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور خالد بن اعلم عقیلی کو قزمان نے قتل کیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے یونس بن محمد ظفری نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ احد کے روز جس وقت حضرت قزمان آگے بڑھے اور مشرکوں پر نہایت شد و مد سے حملہ کرنے لگے تو اس وقت خالد بن اعلم ان کے سامنے آیا اور یہ دونوں کے دونوں پیدل تھے غرض دونوں میں خوب تلوار بازی ہونے لگی اور اسی دوران میں ان کے پاس کو خالد بن ولید کا بھی گزر ہو گیا تو اس نے بھی حضرت قزمان کے ایک نیزہ نہایت زور سے مارا مگر وہ نیزہ

اتفاق سے کہیں بے موقع نہیں لگا اور خالد بن ولید اپنے جی میں یہ سمجھ کر بس اب تو یہ مر گیا ہے وہاں سے چل دیا اس کے بعد پھر وہاں کو عمرو بن عاص آیا تو اس نے دیکھا کہ قزمان اور خالد بن اعلم میں اس وقت بھی بدستور لڑائی ہو رہی ہے چنانچہ اس نے بھی حضرت قزمان پر دوسری مرتبہ اپنا نیزہ چلایا مگر اس کا وار بھی ان پر کچھ کارگر نہ ہوا اور وہ دونوں برابر بدستور لڑتے رہے یہاں تک کہ حضرت قزمان نے خالد بن اعلم کو مار ہی ڈالا اور پھر خود بھی اپنے زخم کی شدت کی وجہ سے اسی وقت وفات پا گئے اور عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ کو حضرت حارث بن صمہ نے قتل کیا یہ قبیلہ بنی مخزوم کے کل پانچ آدمی ہوئے اور قبیلہ بنی عامر بن لوی سے عبید بن حاجز کو حضرت ابو دجانہ نے قتل کیا اور شیبہ بن مالک بن المضرب کو طلحہ بن عبیداللہ نے قتل کیا اور قبیلہ بنی جمح سے ابی بن خلف کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا اور عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جو ابو عزہ کے نام سے مشہور ہے اس کو رسول اللہ ﷺ نے احد میں گرفتار کر لیا تھا اور اس روز یہ اکیلا ہی گرفتار ہوا تھا اس کے سوا اور کوئی شخص گرفتار نہ تھا سو اس نے گرفتار ہو جانے کے بعد حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اے محمد! آپ براہ کرم مجھے مفت چھوڑ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: کہ تو کس خبط میں پڑا ہوا ہے مومن دو مرتبہ دھوکہ نہیں کھا سکتا یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ ایک مرتبہ اس کو بدر میں خوشامد درآمد کی وجہ سے مفت چھوڑ دیا گیا تھا مگر یہ پھر اپنی حرکت سے باز نہ آیا اور احد میں پھر چڑھ کر چلا آیا اور تو بے فکر رہ اب تجھے یہ بات نصیب نہیں ہونے کی نہیں تو سرخروئی سے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہوا مکہ میں جائے اور یہ کہے کہ میں نے محمد کو دو مرتبہ دھوکہ دیدیا اس کے بعد آپ نے عاصم بن ثابت کو اس کے مار ڈالنے کا حکم دیدیا اور انہوں نے اس کو مار ڈالا ابو عبداللہ واقدی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کی گرفتاری کا قصہ اور طرح سے سنا ہے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدلوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے بکیر بن مسمار نے بیان کیا کہ مشرکوں نے احد سے لوٹتے ہوئے مقام حمراء الاسد میں اول شب تھوڑی دیر ٹھہر کر کوچ کیا تو ابو عزہ کو بھول کر وہی سوتا ہوا چھوڑ گئے

یہاں تک کہ جب ذرادن چڑھ گیا اور مسلمان بھی وہاں آ گئے تو یہ اس وقت بیدار ہوا اور گھبرا کرادھرادھر کو تکنے لگا چنانچہ اسی حالت میں اس کو حضرت عاصم بن ثابت نے گرفتار کرلیا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے فوراً مار ڈالا اور قبیلہ بنی عبد مناۃ بن کنانہ سے خالد بن سفیان بن عویف اور ابو الشعثا بن سفیان بن عویف اور ابو الحمراء بن سفیان بن عویف اور غراب بن سفیان بن عویف یہ چار شخص قتل کئے گئے۔

شہداء کی نمازِ جنازہ:

کہتے ہیں کہ جب مشرک احد کے میدان میں سے لوٹ کر واپس چل دیئے تو مسلمان اپنے مردوں کے پاس آئے اور سب سے پہلے حضرت حمزہ کی لاش کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے چنانچہ آپ نے ان کے جنازہ پر نماز پڑھی اور فرمانے لگے کہ میں نے ایک عجب بات دیکھی ہے کہ فرشتے حضرت حمزہ کو غسل دیتے تھے کیونکہ حضرت حمزہ اس روز ناپاکی کی حالت میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اس روز شہیدوں کو غسل نہیں دلایا تھا بلکہ یہ فرمایا کہ ان کو خون اور زخموں سمیت ویسے ہی لپیٹ دو کیونکہ جو شخص بھی خدا کی راہ میں زخمی ہو جائے گا وہ قیامت میں اسی حالت سے اٹھایا جائے گا اور اس وقت اس کے خون کا رنگ تو خون کا رنگ ہوگا مگر اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ لاؤ ان کو سامنے رکھو کہ ان پر نماز پڑھ لیں اور میں قیامت میں ان کی گواہی دونگا کہ واقع میں انہوں نے خدا ہی کے راستہ میں اپنے جان و مال کو قربان کیا تھا اور آپ نے سب سے پہلے حضرت حمزہ کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اس میں چار تکبیریں کہیں پھر آپ کے پاس اور شہیدوں کو جمع کیا گیا چنانچہ جب کسی شہید کو لوگ اٹھا کر لاتے تھے تو حضرت حمزہ کے پہلو میں رکھتے جاتے تھے اور ہر بار رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ اور اس شہید پر نماز جنازہ پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر ستر بار نماز پڑھی گئی کیونکہ شہید بھی ستر ہی تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لوگ نو نو شہیدوں کو لاتے تھے اور دسویں حضرت حمزہ ہوتے تھے تب ان پر جنازہ کی نماز پڑھی جاتی تھی اور نماز کے بعد یہ نو جنازے تو وہاں سے اٹھا دیئے جاتے

تھے مگر حضرت حمزہ کی لاش وہیں اپنی جگہ بدستور رکھی رہتی تھی اور اسی کے پہلو میں اور دوسری نو لاشیں لا کر رکھ دی جاتی تھیں اور آپ ان حضرت حمزہ سمیت پھر نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح سات مرتبہ کیا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور نے ان پر نو نو اور سات سات اور پانچ پانچ مرتبہ تکبیر کہی اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور عبد اللہ بن عباس اور جابر بن عبد اللہ یہ فرماتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہیدوں پر جنازہ کی نماز پڑھی تو آپ نے یہ فرمایا کہ میں قیامت میں ان لوگوں کا گواہ ہونگا اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ تو ہمارے ہی بھائی ہیں کہ جیسے ہم اسلام لائے ایسے ہی یہ بھی اسلام لائے اور جیسے ہم نے جہاد کیا ایسے ہی انہوں نے بھی جہاد کیا پھر اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے کہ آپ صرف انہیں لوگوں کے گواہ ہونگے اور ہم آپ کی اس عنایت سے محروم رہیں گے اس پر حضور نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا یہ تو بالکل درست ہے مگر ان میں اور تم میں ایک فرق ہے کہ جس سے یہ اس خصوصیت کے مستحق ہیں اور تم نہیں اور وہ فرق یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی جانفشانی کا یہاں کچھ بھی نتیجہ نہیں پایا ہے اور نہ اس کا کچھ ثمرہ دیکھا ہے اور اس کے سوا یہ بھی بات ہے کہ میرے سامنے ہی ختم ہو گئے ہیں سو ان کی طرف سے مجھے کچھ کھٹکا نہیں رہا بخلاف تم لوگوں کے کہ تمہاری نسبت مجھے یہ معلوم نہیں کہ تم میرے بعد کیا کچھ کرو گے یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور یہ فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔

شہداء احد کی اجتماعی تدفین:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسامہ بن زید نے اور ان سے زہری نے اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ احد کے شہیدوں کے جنازہ کی نماز حضور نہیں پڑھی تھی۔ ہم سے محمد نے اور ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عمر بن عثمان نے اور ان سے عبد الملک بن عبید نے اور ان سے سعید بن مسیب نے بھی یہی بیان کیا کہ احد کے شہیدوں کے جنازہ کی نماز رسول اللہ ﷺ نے نہیں پڑھی نیز حضرت سعید بن

میتب نے یہ بھی فرمایا کہ حضور نے احد کے روز مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ تم شہیدوں کیلئے خوب اچھی لمبی چوڑی قبریں کھودو اور ان کو صاف ستھرا کر کے ایک ایک قبر میں دو دو تین تین شہیدوں کو دفن کر دو اور ان میں سے جو شخص قرآن پاک زیادہ جانتا ہو اس کو قبلہ کی طرف مقدم کرو چنانچہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا کہ شہیدوں میں سے جو شخص قرآن پاک کا زیادہ ماہر ہوتا تھا اس کو دفن کرتے وقت قبلہ کی طرف مقدم کر دیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام اور عمرو بن جموح اور خارجہ بن زید اور سعد بن ربیع اور نعمان بن مالک اور عبدہ بن حسحاس اور ان چھ حضرات کی نسبت یہ مشہور ہے کہ یہ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے تھے۔

حضرت حمزہؓ کا کفن اور مسلمانوں کی کسمپرسی:

جس وقت حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو قبر میں اتارا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم فرمایا کہ قبر میں ان پر ایک چادر بھی ڈالی جائے چنانچہ آپ کے حکم کے موافق ایک چادر ڈالی گئی مگر وہ چادر اتفاق سے چھوٹی نکلی کہ جب اس سے حضرت حمزہ کے سر کو ڈھکنا چاہتے تھے تو چہرہ کھلا رہ جاتا تھا تب حضور نے یہ فرمایا کہ چادر سے تو ان کے چہرہ کو ڈھانک دو اور پاؤں کو حرمل گھاس سے چھپا دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس وقت یہ حالت دیکھ کر مسلمانوں کا دل بھر آیا اور سب کے سب رونے لگے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمیں آپ سے بہت شرمندگی ہے کہ یہ آپ کے چچا ہیں اور ہمارے پاس کوئی ایسا کپڑا نہیں کہ جس سے ان کو اچھی طرح کفنا سکیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی تسلی کی اور یہ فرمایا کہ عنقریب تمہارے فتوحات میں ایسے ایسے سرسبز میدان اور فضادار شہر آئیں کہ یہاں سے لوگ نکل نکل کر وہاں جائیں گے اور پھر اپنے اہل وعیال کو بھی وہیں بلا بھیجیں گے اور ان سے یہ کہلا بھیجیں گے کہ تم تو حجاز کے چٹیل میدان میں پڑے ہو وہاں کیا رکھا ہے یہاں چلے آؤ اور حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا کاش کہ ان کو بھی یہ بات معلوم ہو جاتی اس ذات پاک کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو شخص مدینہ کی سختی اور شدت پر صبر کرے گا میں اس کا قیامت

کے روز سفارشی ہوں گا یا یہ فرمایا کہ میں اس کا گواہ ہوں گا۔

شہداء کی تجہیز و تکفین:

کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس اسی اثناء میں کھانا لایا گیا تو اس وقت انہوں نے کھانا ناگوار سمجھ کر یہ فرمایا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے یا کسی اور شخص کا نام لیا کہ اس کیلئے تو ابھی کفن بھی میسر نہیں ہوا اور تم میرے لئے کھانا لے آئے اور حضرت مصعب بن عمیر بھی شہید ہو چکے ہیں اور ان کے لئے بھی ایک چادر کے سوا کفن میسر نہیں آیا حالانکہ وہ مجھ سے بہتر ہیں راوی کہتا ہے کہ جس وقت حضرت مصعب بن عمیر شہید ہو چکے اور وہ ایک چادر میں لپٹے ہوئے پڑے تھے تو ان کے پاس کو رسول اللہ ﷺ کا گذر ہوا اور آپ ان کو اس حالت میں دیکھ کر فرمانے لگے کہ مکہ میں جب میں تجھے دیکھتا تھا تو تو سب سے زیادہ خوش پوشاک اور خوبصورت ہوتا تھا مگر اس وقت تو پریشان حال ایک چادر میں لپٹا ہوا پڑا ہے خدا تجھے اس کی جزائے خیر دے کہ اسی کے لئے تو نے اپنی یہ حالت بنالی ہے اس کے بعد آپ نے ان کو قبر میں رکھنے کا حکم کیا اور ان کو قبر میں اتارنے کے لئے ان کے بھائی ابوالروم اور عامر بن ربیعہ اور سویط بن عمرو بن حرملہ اترے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر میں حضرت علی اور حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم اترے اور رسول اللہ ﷺ ان کی قبر کے کنارہ پر اوپر بیٹھے ہوئے تھے اور باقی عام آدمی اپنے اپنے شہیدوں کی لاشیں اٹھا کر مدینہ میں لے گئے چنانچہ ان میں سے چند آدمی تو مقام بقیع الجمل میں زید بن ثابت کے مکان کے پاس جہاں آج کل ایک بازار ہے جس کو سوق الظہر کہتے ہیں دفن کئے گئے اور قبیلہ بنی سلمہ کے بعض آدمی اور حضرت مالک بن سنان ایک مقام اصحاب العباد میں جو دار نخلہ کے متصل واقع ہے دفن کئے گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک شخص نے یہ منادی کی کہ تم سب اپنے اپنے شہیدوں کی لاشیں وہیں احد میں لے چلو مگر چونکہ اس وقت لوگ سب شہیدوں کو دفن کر چکے تھے اس لئے اس حکم کی تعمیل نہ ہو سکی اور کسی شہید کی لاش وہاں واپس نہ جا سکی البتہ ایک شخص کہ جن کی لاش اس منادی کے وقت تک دفن نہیں کی گئی تھی سو

ان کو وہیں احد میں واپس لے جا کر دفن کیا گیا اور یہ حضرت شماس بن مخزومی ہیں کہ ان کو لوگ مدینہ میں ایسے وقت اٹھا لائے تھے جب کہ ان میں کچھ کچھ جان باقی تھی اور وہاں لا کر رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ کے گھر میں رکھ دیا اس پر حضور کی دوسری بیوی حضرت ام سلمہ نے اعتراض کیا کہ میرے چچازاد بھائی کو میرے سوا اور کسی کے گھر میں کیوں رکھا گیا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ام سلمہ ہی کے پاس اٹھا لے جاؤ چنانچہ آدمی ان کو حضرت ام سلمہ ہی کے پاس اٹھا لائے اور انہوں نے انہیں کے پاس وفات پائی اس کے بعد آپ نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم ان کو احد ہی میں پھر واپس لے جائیں اور جن کپڑوں میں وہ مرے ہیں انہیں میں ان کو وہیں احد میں دفن کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ ایک رات دن تک بلا دفن کے رہے مگر ان میں کسی قسم کا تغیر پیدا نہیں ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے نہ ان کے جنازہ پر نماز پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ وہاں احد میں دفن کئے گئے وہ پہاڑی حصہ سے الگ میدان میں دفن کئے گئے تھے اور ایک دفعہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ قبریں جو آج کل احد کے میدان میں دکھلائی دیتی ہیں کیا یہی شہیدوں کی قبریں ہیں اس پر انہوں نے انکار فرمایا اور یہ فرمایا کہ یہ قبریں شہیدوں کی نہیں ہیں بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قحط سالی میں یہاں ایک جنگلی قوم رہا کرتی تھی سو یہ قبریں انہیں کے مردوں کی ہیں اور اسی طرح حضرت عباد بن تمیم مازنی بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ یہ قبریں جو آج کل احد کے میدان میں نظر آتی ہیں یہ شہیدوں کی نہیں ہیں بلکہ قحط سالی کے زمانہ میں یہاں ایک قوم آ کر آباد ہوگئی تھی سو یہ ان کے مردوں کی قبریں ہیں اور ابن ابی ذیب اور عبدالعزیز بن محمد بھی ایسا ہی فرماتے تھے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ قبریں احد کے شہیدوں کی نہیں ہیں بلکہ یہ بادیہ نشینوں کی ہیں جو یہاں رہا کرتے تھے جو قبریں شہیدوں کی پہلے کسی وقت میں یہاں ظاہر تھیں وہ اب مٹ چکی ہیں سو ان کی قبروں کو نہ اب ہم یہاں پہچان سکتے ہیں اور نہ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں جو قبریں تھی ان کو پہچان سکتے ہیں البتہ صرف حضرت

حمزہ بن عبدالمطلب کی قبر کو اور سہل بن قیس کی قبر کو اور عبداللہ بن حرام کی قبر کو اور عمرو بن جموح کی قبر کو ہم ضرور پہچانتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال احد کے شہیدوں کی زیارت کرنے کے لئے احد پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور جب وہاں داخل ہوتے تھے تو احد کی گھاٹی کی طرف رخ کر کے بآواز بلند یہ فرمایا کرتے تھے:

السلام علیکم "بما صبرتم فنعم عقبی الدار"

اے شہیدو! تم اپنے صبر و استقامت کے بدلہ میں خدا کرے ہمیشہ سلامت رہو اور دار آخرت تمہیں مبارک ہو۔"

مزارِ شہداء کی زیارت:

اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان کی ہر سال اسی طرح زیارت کیا کرتے تھے اور اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہر سال ان کی زیارت کیا کرتے تھے پھر ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کہ جب وہ حج یا عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے تو ان شہیدوں کی زیارت کرنے کے لئے بھی ضرور جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ جس وقت ان احد کے شہیدوں کی زیارت کرنے کو تشریف لے جایا کرتے تھے تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش اس پہاڑ کی جڑ میں دبے ہوؤں کے ساتھ ہی ساتھ میرے ساتھ بھی غداری کر دی جاتی اور رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دوسرے تیسرے روز ان شہیدوں کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتی تھیں اور وہاں رو رو کر ان کے حق میں دعا کیا کرتی تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مقام غابہ میں اپنی ملکیت کی طرف جایا کرتے تھے تو لوٹتے ہوئے ان شہیدوں کی قبروں پر ضرور جایا کرتے تھے اور ان کو تین مرتبہ سلام کیا کرتے تھے پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کرتے تھے کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ایسے لوگوں یعنی شہیدوں کو سلام نہیں کرتے کہ جو تمہارے سلام کا ضرور ہی جواب دیتے ہیں اور تم ہی کیا بلکہ جو کوئی بھی قیامت تک ان کو سلام کرے گا اس کو یہ لازمی طور پر جواب دیں گے اور ایک دفعہ رسول

اللہ علیہ حضرت مصعب بن عمیر کی قبر پر گزرے تو آپ وہاں کچھ دیر تک ٹھہرے اور ان کے حق میں دعا فرمائی اور اس وقت یہ آیت بھی تلاوت کی:

﴿ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴾

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے عہد و پیمان کو سچ کر دکھایا اور اس کو ذرا بھی اولا بدلا نہیں اور بعض تو اپنی ذمہ داری کو پورا کر چکے ہیں اور بعض عنقریب پورا کرنے والے ہیں۔''

مزارِ شہداء کی زیارت کی تاکید:

اس کے بعد حضور نے فرمایا: کہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ لوگ قیامت کے روز خدا کے یہاں شہید ہی شمار کئے جائیں گے سو تم لوگ ضرور ان کی قبروں پر آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو اور ان کو سلام کیا کرو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو شخص بھی ان کو قیامت تک سلام کرے گا تو یہ ضرور اس کے سلام کا جواب دیں گے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جس وقت حضرت حمزہ کی قبر پر تشریف لے جایا کرتے تھے تو وہاں کچھ دیر تک ٹھہرتے تھے اور ان کے حق میں مغفرت کی دعا کیا کرتے تھے اور جو کوئی ان کے ساتھ ہوتا تھا اس سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی ان پر سلام بھیجتا ہے تو یہ بھی اس کے سلام کا ضرور جواب دیتے ہیں لہٰذا تم لوگ ان پر سلام کرنے کو اور ان کی زیارت کرنے کو نہ چھوڑو اور ابن ابی احمد کے غلام حضرت ابو سفیان کا بیان ہے کہ میں حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش کے ساتھ کئی مہینے تک احد میں رہا تو میں نے دیکھا کہ یہ دونوں حضرات سب شہیدوں کی قبروں سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان پر سلام بھیجا کرتے تھے اور حضرت حمزہ کی قبر کے پاس اور حضرت عبداللہ بن عمر بن حرام کی قبر کے پاس اور ان کے علاوہ جو اور لوگ وہاں مدفون تھے ان کی قبروں کے پاس کچھ کچھ دیر ٹھہرا کرتے تھے اور رسول اللہ علیہ کی زوجہ حضرت ام سلمہ بھی وہاں ہر مہینہ تشریف لے جایا

کرتی تھیں اوران پرسلام بھیجا کرتی تھیں اوراس روز وہاں بہت دیر تک ٹھہرا کرتی تھیں چنانچہ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ وہ جو وہاں تشریف لائیں تو ان کے ساتھ ان کا غلام تیہان بھی تھا سو اس غلام نے ان شہیدوں پرسلام نہ بھیجا اس پر حضرت ام سلمہ اس سے ناراض ہو کر فرمانے لگیں کہ اے منحوس! تو ان پرسلام کیوں نہیں بھیجتا؟ خدا کی قسم! یہ تو ایسے لوگ ہیں کہ جو کوئی بھی ان پرسلام بھیجتا ہے یہ اس کا ضرور جواب دیتے ہیں اور قیامت تک ان کا یہی رویہ رہے گا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف اکثر آیا جایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر جب مقام غابہ کی طرف سوار ہو کر تشریف لے جایا کرتے تھے تو مقام ذباب میں پہنچ کر ان شہیدوں کی قبروں کی طرف پھر جایا کرتے تھے اور وہاں جا کر پھر غابہ کے راستہ پڑتے تھے اور وہ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ شہیدوں کے راستہ پر پڑ کر بلا واپس ہوئے کسی اور دوسرے راستہ پر پڑلیں اور حضرت فاطمہ خزاعیہ اپنے آخر زمانہ میں فرمایا کرتی تھیں کہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ احد کے قبرستان میں مجھے ذرا دیر لگ گئی یہاں تک کہ شام ہوگئی اور سورج ڈوب گیا اور اس وقت میرے ساتھ میری ایک بہن بھی تھی میں نے اس سے کہا کہ آؤ ذرا پہلے حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرتے آئیں اور ان پرسلام کرتے آئیں پھر یہاں سے چلیں گے اس نے کہا بہت اچھا چنانچہ ہم دونوں حضرت حمزہ کی قبر پر گئے اور وہاں کھڑے ہو کر ہم نے کہا: السلام علیکم یا عم رسول اللہ تو اس وقت ہمیں اپنے سلام کے جواب میں یہ کلام سنائی دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور حالانکہ ہمارے آس پاس وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔

حضورؐ کی واپسی اور دعا:

کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے دفن کرنے سے فارغ ہو چکے تو آپ نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور اس پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے اور مسلمان آپ کے اردگرد چلتے تھے اور ان میں سے اکثر زخمی ہو رہے تھے اور قبیلہ بنی سلمہ اور قبیلہ بنی عبدالاشہل کے آدمی تو بہت ہی زیادہ زخمی ہو رہے تھے اور اس وقت آپ کے ساتھ چودہ عورتیں بھی تھیں اور جس وقت لوگ مقام حرہ کی سرحد پر پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ تم

سب آدمی صف باندھ کر کھڑے ہو جاؤ ہم یہاں کچھ خدا کی حمد و ثنا کریں گے چنانچہ آدمیوں نے دو صفیں تو مردوں کی کر لیں اور عورتوں کو پیچھے کھڑا کر دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی جس کے کلمات یہ ہیں:

اللهم لك الحمد كله اللهم لا قابض لما بسطت ولا باسط لما قبضت ولا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا هادى لمن اضللت ولا مضل لمن هديت ولا مقرب لما باعدت ولا مباعدا لما قربت اللهم انى اسئلك من بركتك ورحمتك وفضلك وعافيتك اللهم انى اسئلك النعيم المقيم الذى لا يحول ولا يزول اللهم انى اسئلك الا من يوم الخوف والغناء يوم الفاقة عائذا بك اللهم من شر ما اعطيتنا ومن شر ما منعت منا اللهم توفنا مسلمين اللهم حبب الينا الايمان وزينه فى قلوبنا وكره الينا الكفر والفسوق والعصيان واجعلنا من الراشدين اللهم عذب كفرة اهل الكتاب الذين يكذبون رسولك ويصدون عن سبيلك اللهم انزل عليهم رجسك وعذابك اله الحق۔ (امين)

''اے اللہ! تمام حمد و ثنا تیرے ہی لئے ہیں اے اللہ جس چیز کو تو نے کھول دیا اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس چیز کو تو نے بند کر اس کا کوئی کھولنے والا نہیں اور جو چیز تو نے دیدی اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو نے روک دی اس کا کوئی دینے والا نہیں اور جس پر تو نے گمراہی کو مسلط کر دیا اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جس شخص کو تو نے ہدایت کی اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس چیز کو تو نے دور کر دیا اس کا کوئی نزدیک کرنے والا نہیں اور جس چیز کو تو نے نزدیک کر دیا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اے خدا! میں تجھ سے تیری برکت اور تیری رحمت اور تیری عافیت اور تیرا فضل مانگتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے ایسی پائدار نعمتیں مانگتا ہوں جو

متغیر بھی نہ ہوسکیں اور زائل بھی نہ ہوسکیں اے خدا! میں تجھ سے خوف کے
دن امن وامان مانگتا ہوں اور فاقہ کے روز سیر چشمی مانگتا ہوں اے اللہ جو
چیز تو نے ہمیں دی ہے میں اس کے شر سے خاص تیری ذات سے پناہ مانگتا
ہوں اور جو چیز تو نے ہم سے روک رکھی ہے میں اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا
ہوں اے اللہ! ہمیں آخری دم تک مسلمان رکھ اے اللہ! ایمان کو ہمارے
لئے مرغوب بنا دے اور اس کو ہمارے دلوں میں مزین مشین کر دے اور
ہماری طبیعتوں میں سے کفر اور نافرمانی اور بدمعاشی کو مٹا دے اور ہمیں
فلاح پانے والوں کی جماعت میں سے کر دے۔ اے اللہ! تو اہل کتاب
کے کافروں کو جو تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے سیدھے راستہ سے
لوگوں کو روکتے ہیں سزا دے۔ اے اللہ! ان پر اپنا قہر وغضب اتار اے
خدائے برحق! تو اس درخواست کو منظور فرما۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور قبیلہ بنی حارثہ کے داہنی جانب کو اترے پھر قبیلہ بنی عبدالاشہل کے یہاں جا پہنچے اور اس وقت وہ لوگ اپنے شہیدوں کو رو دھو رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی حمزہ پر رونے دھونے والا نہیں؟ اس کے بعد عورتیں آپ کو دیکھنے کے لئے نکلیں کہ آپ صحیح سلامت ہیں چنانچہ ام عامر اشہلیہ فرماتی ہیں کہ جس وقت ہم اپنے شہیدوں کے ماتم میں مصروف تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے آئے تو ہم باہر نکلے اور میں نے دیکھا کہ حضور زرہ بجنسہ ویسی کی ویسی پہنے ہوئے تھے تب میں حضرت کو دیکھ کر بولی کہ آپ کے دیکھنے کے بعد تو ہر مصیبت گرد ہے۔

ہم سے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی جوہری نے صفر ۴۴۲ھ میں اور ان سے ابو عمر محمد نب عباس بن محمد بن زکریا بن حیویہ نے اور ان سے عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر و واقدی نے بیان کیا کہ حضرت ام سعد جن کو کبشہ دختر عبید بن ملجرث بن کزرج کہتے ہیں دوڑتی ہوئیں رسول اللہ ﷺ کی طرف گئیں اور اس وقت آپ

اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت سعد بن معاذ آپ کے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے تھے سوانہوں نے اپنی ماں کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ماں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہیں یہ سن کر حضور نے ان کی ماں کے حق میں دعا کی اور یہ فرمایا کہ خدا اس کو خوش رکھے پھر ان کی ماں رسول اللہ ﷺ کے بالکل قریب آ گئیں اور آپ کو غور سے دیکھ کر عرض کرنے لگیں کہ یا رسول اللہ! آپ کو صحیح سلامت دیکھ کر میری سب مصیبتیں مٹ گئیں اس کے بعد حضور نے عمرو بن معاذ شہید کا دلاسا دیا اور یہ فرمایا کہ اے ام سعد! تو خوش ہو اور اپنے قبیلہ خزرج کے لوگوں کو بھی خوشخبری دے کہ ان کے شہید سب کے سب جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں اور وہ بارہ مرد ہیں اور سب اپنے اپنے آدمیوں کے لئے خدا سے سفارش کرتے ہیں یہ سن کر حضرت ام سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! بس اب ہم سب راضی ہیں اور اس کے بعد اب ہم میں سے کوئی شخص اپنے شہیدوں پر نہیں روئے گا۔ پھر عرض کرنے لگیں کہ یا رسول اللہ آپ ان شہیدوں کی اولاد کے حق میں تو کچھ دعا فرما دیجئے چنانچہ آپ نے ان کی درخواست منظور فرما لی اور یہ دعا فرمائی:

((اللھم اذھب حزون قلوبھم واجبر مصیبتھم واحسن الخلف علی من خلفوا))

"اے اللہ! ان کے دلوں سے غم کو دور کر دے اور ان کی مصیبت کا بدلہ دے اور ان شہیدوں کے جانشین کو ان کی اولاد پر مہربان کر دے۔"

اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اے ابو عمرو میری سواری کو چھوڑ دے چنانچہ انہوں نے آپ کے گھوڑے کی بھاگ چھوڑ دی اور آپ وہاں سے روانہ ہو گئے اور لوگ بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیئے اور روانہ ہوتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اے ابو عمرو! تیرے گھر والوں میں بہت سے آدمی زخمی ہیں سو تسلی رکھ کہ ان میں سے ہر زخمی قیامت کے روز زخمی حالت میں خدا کے سامنے پیش ہوگا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون کے رنگ جیسا ہوگا باقی اس کی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی لہذا جو کوئی زخمی ہوا اس کو چاہئے کہ وہ

اپنے گھر ٹھہر جائے اور زخموں کا علاج معالجہ کرے اور میرے ساتھ میرے گھر نہ جائے میری طرف سے اس بات کی سخت تاکید ہے چنانچہ حضرت سعدؓ نے لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ سخت تاکید سے یہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی عبدالاشہل کا کوئی زخمی میرے ساتھ نہ جائے یہ اعلان سن کر سارے زخمی وہیں ٹھہر گئے اور آگ جلا جلا کر زخموں کا علاج کرنے لگے اور یہ تیس زخمی تھے۔

حضرت حمزہؓ کا ماتم:

حضرت سعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ کے گھر تک تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس آ کر پھر اپنے قبیلہ کی عورتوں کے پاس جا کر ان سب کو گھروں سے نکالا کہ کوئی عورت باقی نہ رہی اور سب کو جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے گھر پہنچا دیا یہ سب وہاں آپ کے مکان پر مغرب اور عشاء کے درمیان بطور ماتم کے روتی دھوتی رہیں پھر جس وقت تہائی رات گزر چکی اور آپ نیند سے فارغ ہو کر بیدار ہوئے تو اس وقت رونے کی آواز سن کر آپ نے فرمایا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور یہ قبیلہ انصار کی عورتیں ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ماتم کر رہی ہیں اس پر حضور نے ان کو دعا دی اور یہ فرمایا کہ خدا تم سے اور تمہاری اولاد سے خوش ہو حضرت ام سعد فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم فرما دیا کہ تم اپنے مکانوں کو واپس چلے جائیں چنانچہ ہم کچھ رات گزرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے مرد بھی تھے اور جب سے اب تک جب کبھی ہم میں سے کوئی بی بی اپنے مردے کو روتی دھوتی ہے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ابتدا کرتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل قبیلہ بنی سلمہ کی عورتوں کو اور حضرت عبداللہ بن رواحہ قبیلہ بنی الحرث بن خزرج کی عورتوں کو ماتم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے گھر بلا کر لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کے جمع کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا تم میرے کہے بغیر کیسے بلا لائے پھر ان عورتوں کو دوسرے روز ماتم کرنے سے بہت سختی کے ساتھ منع کیا اور احد سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ میں شام کے وقت تشریف لائے اور مغرب کی نماز

مدینہ میں پڑھی۔

منافقوں کی سازشیں:

چونکہ احد میں آپ کواور آپ کے ساتھیوں کو بہت صدمہ ہوا تھا تو آپ واپسی کے وقت اس صدمہ کی وجہ سے ذرا آزردہ خاطر ہو رہے تھے اس پر عبداللہ بن ابی منافق اور دیگر منافق جو اس کے ساتھ تھے وہ سب کے سب آپ اور آپ کے ساتھیوں کا خوب مذاق اڑاتے تھے اور مسلمانوں کی مصیبت پر بہت خوش ہوتے تھے اور ان کو بری بری باتیں کہتے تھے اور واپسی کے وقت جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تھے ان میں سے اکثر آدمی زخمی ہو رہے تھے منجملہ ان کے ایک حضرت عبداللہ بھی تھے جو اس عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے تھے کہ وہ بہت زیادہ زخمی ہو رہے تھے چنانچہ جب وہ اپنے گھر تشریف لے گئے تو اپنے زخموں کو آگ سے داغ دینے لگے یہاں تک کہ قریب قریب ساری رات اسی میں گزر گئی اور ان کا باپ ان سے گھڑی گھڑی کہتا تھا کہ اس جنگ میں تیرا محمد کے ساتھ جانا میری رائے کے موافق نہ تھا اور تو میری رائے کے بالکل خلاف کر کے گیا تھا سو دیکھ تو نے کیا مزہ چکھا اور محمد نے بھی میری رائے نہ مانی اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کا کہنا مانا اور خدا کی قسم مجھے تو پہلے ہی سے نظر آ رہا تھا کہ ایسا ہوگا کہ اس لئے میں تمہیں روک رہا تھا مگر تمہاری کچھ سمجھ میں ہی نہ آیا یہ سن کر حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ اللہ نے جو کچھ اپنے رسول اور مسلمانوں کے حق میں کیا ہے وہی بہتر ہے اور یہود بھی مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ بس معلوم ہو گیا کہ محمد نبی نہیں ہے بلکہ یہ تو جو کچھ کر رہا ہے صرف ملک گیری کی ہوس میں کر رہا ہے کیونکہ نبی کو کبھی ایسی مصیبت نہیں پہنچتی جیسی کہ ان کی ذات خاص اور ان کے ساتھیوں کو پہنچی ہے ادھر منافقوں نے آپ کے ساتھیوں کو ورغلانا اور اشتعال دینا شروع کیا اور یہ مشورہ دینے لگے کہ تم ان سے بالکل الگ تھلگ ہو جاؤ اور یہ بھی کہتے تھے کہ دیکھو جو لوگ تم میں سے قتل ہو گئے ہیں اگر کاش وہ ہمارے پاس ہوتے تو کیوں قتل ہوتے یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی ان باتوں کو سنا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

یہ سب باتیں آپ سے عرض کرنے کے بعد یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان یہودیوں اور منافقوں کو کہ جن سے میں نے یہ سب باتیں سنی ہیں قتل کر ڈالوں اس پر حضور نے فرمایا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ خود اپنے دین کو غلبہ دینے والا ہے اور اپنے نبی کو غالب کرنے والا ہے اور اس کے علاوہ یہود تو ذمی بھی ہیں سو تو ان کو قتل نہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ تو منافق ہیں کہ مسلمان ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں اور پھر مسلمانوں کی ایسی بدگوئی بھی کرتے پھرتے ہیں سو ان کے قتل کر دینے میں کیا حرج ہے اس پر حضور نے فرمایا کہ کیا یہ لوگ اللہ کے ایک ہونے کا اقرار نہیں کرتے ہیں اور میرے رسول ہونے کو ظاہر نہیں کرتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان دونوں باتوں کا اقرار تو ضرور کرتے ہیں مگر یہ دل سے اس کے قائل نہیں ہیں صرف زبان زبان سے کہتے ہیں تا کہ مسلمانوں کی تلوار سے بچے رہیں سو اب اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کی وقت ان کے دل کے کھوٹ کو ظاہر کر دیا اور ہم لوگوں کو ان کی حالت بخوبی ظاہر ہو گئی کہ یہ ہم سے اپنے دل میں بے حد عداوت اور کینہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہر صورت مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے قتل کرنے سے روک دیا ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہو اور اے خطاب کے بیٹے! تو اس بات سے اطمینان رکھ کہ اب کبھی قریش آج جیسے ہم پر فتح یاب نہ ہونگے یہاں تک کہ ہم مکہ میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارا ان پر حسب منشاء غلبہ اور تسلط ہو جائے گا کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کے لئے مسجد میں ایک خاص جگہ ایسی مقرر تھی کہ جس میں وہ ہر جمعہ کو کھڑا ہو کر لوگوں کو کچھ وعظ و نصیحت کیا کرتا تھا اور اس کام کو اپنے لئے ایک باعث عزت و شرافت سمجھ کر کبھی اس جگہ کو اور اس معمول کو ترک نہ کرنا چاہتا تھا چنانچہ جس وقت رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے فارغ ہو کر مدینہ میں واپس تشریف لائے اور جمعہ کے روز ممبر پر رونق افروز ہوئے تو اس وقت حسب دستور عبداللہ بن ابی پھر اپنی قدیمی جگہ کھڑا ہو کر بیان کرنے لگا کہ اے لوگو! دیکھو یہ رسول اللہ جو تمہارے سامنے موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں کے طفیل سے تمہاری اتنی عزت و آبرو

بڑھادی ہے کہ جو تمہیں معلوم ہے ورنہ تم اس قابل نہ تھے سو اب تم بھی ان کی خوب اچھی طرح مدد کرو اور دل سے اطاعت کرو مگر چونکہ احد میں اس سے یہ شرارت سرزد ہو چکی تھی کہ عین مقابلہ کے وقت میدان جنگ سے بھاگ آیا تھا اس لئے جب یہ حسب دستور اپنی جگہ کھڑا ہو کر یہ بات بیان کرنے لگا تو تمام مسلمان اس پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ کمبخت خدا کے دشمن تو یہاں سے الگ ہو اور بیٹھ جا خاص کر حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت عبادہ بن صامت تو اس پر بہت ہی شد و مد سے چڑھ گئے مگر یہ سب لوگ انصار ہی میں سے تھے مہاجرین میں سے کوئی شخص اس پر نہیں اٹھا چنانچہ حضرت ابوایوب نے تو اس کی داڑھی پکڑ لی اور حضرت عبادہ بن صامت اس کی گردن میں ہاتھ دے کر دونوں کے دونوں اس سے کہنے لگے کہ تو اس مقام کے لائق نہیں ہے اور اس کو وہاں سے کھینچ کر الگ کر دیا پھر وہ ان سے چھوٹ کر لوگوں پر اچکتا ہوا چل دیا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں نے کیا کوئی بیجا بات کہی تھی جو تم نے میرے ساتھ ایسی بات کی میں تو صرف تمہارے رسول کی جڑ جمانے ہی کو کھڑا ہوا تھا اس کے بعد اس کو حضرت معوذ بن عفراء مل گئے اور اس کو پریشان دیکھ کر فرمانے لگے کیوں کیا بات ہے تو ایسا کیوں ہو رہا ہے اس نے کہا کہ میں آج اس مقام پر کھڑا ہوا تھا جس پر پہلے ہمیشہ کھڑا ہوا کرتا تھا اس پر میری قوم کے آدمی مجھ پر چڑھ گئے اور میرے ساتھ بہت بری طرح پیش آئے اور عبادہ اور خالد بن زید کا تو بس کچھ ٹھکانہ ہی نہ رہا حضرت معوذ بن عفراء نے اس کا سارا قصہ سن کر اس نے کہا کہ تو پھر وہیں چل اور رسول اللہ ﷺ تیری خطا و قصور کی اللہ سے معافی مانگ دیں گے اس پر یہ عبداللہ بن ابی اکڑ کر کہنے لگا کہ خدا کی قسم! مجھے تو اس کے معافی مانگنے نہ مانگنے کی ذرا بھی پروا نہیں ہے چنانچہ اسی کی بابت یہ آیت اتری:

﴿ واذا قیل لھم تعالو یستغفرلکم رسول اللہ ﴾ الخ

''جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے حق میں دعائے مغفرت کریں گے تو یہ لوگ سر ہلانے لگتے ہیں یعنی انکار سے۔''

راوی کہتا ہے کہ میں اس کے بیٹے کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ بھی وہیں لوگوں میں

بیٹھا ہوا تھا مگر اس کی طرف کو ذرا آنکھ بھر کر نہ دیکھتا تھا اور عبداللہ بن ابی وہاں سے نکلتا ہوا کہتا تھا کہ بس مجھے محمد نے سہل اور سہیل کے موضع مربد سے نکالا مربد ایک موضع کا نام ہے جو مدینہ کے متصل تھا اور سہل اور سہیل دو شخص تھے جن کا وہ موضع تھا۔

قرآن شریف کی اُن آیتوں کا ذکر جو غزوہ اُحد کے بارے نازل ہوئیں

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے ام بکر دختر مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے باپ مسور بن مخرمہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ ذرا اُحد کا حال تو بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ اے بھتیجے! تو سورۂ آل عمران میں ایک سو بیس آیتوں کے بعد شمار کر تو احد کے حال پر ایسا مطلع ہو جائے گا کہ گویا تو وہاں ہمارے ساتھ ہی حاضر تھا۔

﴿ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ الخ

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کو احد کی طرف روانہ ہوئے تو وہاں جا کر میدان جنگ میں مسلمانوں کی صفوں کو لڑائی کے وقت اس طرح درست کر رہے تھے کہ ان صفوں سے تیر بھی سیدھے ہو سکتے تھے یہاں تک کہ اگر آپ کو کسی کا ذرا سا سینہ بھی نکلا ہوا نظر آتا تھا تو آپ اسی کو فرماتے تھے کہ پیچھے ہٹ جا۔

﴿ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ﴾ الخ

حضرت عبدالرحمٰن نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے بنو سلمہ اور بنو حارثہ کی دونوں جماعتیں مراد ہیں کہ ان کا ارادہ پہلے پہل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُحد میں جانے کا نہ تھا مگر پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمت دیدی جس سے یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آخر کار گئے ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ یعنی تم بہت تھوڑے سے تھے کہ صرف تین سو دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے۔ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ یعنی تم اس بات کا شکر کرو کہ ہم نے تمہیں ایسی حالت میں بھی جنگ بدر میں فتح دیدی۔

﴿ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ اَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا ﴾

مسلمانوں کے صبر واستقلال کا بدل:

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ احد کے روز احد پر جانے سے پہلے یہ آیت اتری تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر تم صبر واستقلال سے کام کرو گے تو ہم تمہاری تین سو یا پانچ سو فرشتوں سے مدد کریں گے مگر چونکہ لوگوں نے صبر واستقلال کو چھوڑ دیا اور بھاگ گئے اس لئے احد کے روز رسول اللہ ﷺ کی ایک فرشتہ سے بھی مدد نہیں کی گئی۔ راوی کہتا ہے کہ مسومین کے معنی یہ ہیں کہ حضرات ملائکہ جب مسلمانوں کی امداد کے لئے تشریف لائے تھے تو وہ فوجیوں کی طرح نشان لگائے ہوئے تھے ''وماجعلہ اللہ الا بشری'' یعنی یہ فرشتوں کے بھیجنے کی خوشخبری ہم نے تمہیں اس لئے سنا دی ہے کہ اس سے تمہارے جی خوش ہو جائیں اور تمہارے دلوں کو اطمینان اور تسلی ہو جائے اور نہ کچھ ہماری امداد اسی طریقہ پر موقوف نہیں ہے:

﴿ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴾

''یعنی اے مسلمانو! تم گھبراؤ نہیں ہم انہیں مشرکوں کو احد میں بھی تمہارے ہاتھ سے زک پہنچادیں گے اور آخر کار یہ پسپا ہو کر واپس بھاگ جائیں گے۔''

جنگ احد سے فرار ہونے والوں کا بیان:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴾

راوی کہتا ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو جنگ احد میں فرار ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں اتری تھی کہ رسول

اللہ ﷺ نے ان کے زخمی ہونے کی حالت اوران کے مثلہ ہونے کی کیفیت کو دیکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ میں بھی ان مشرکوں کا ایسا ہی مثلہ کر کے چھوڑوں گا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جس وقت احد کے روز رسول اللہ ﷺ کے تیر لگ گیا تو آپ نے مشرکوں کی نسبت بطور بددعاء کے یہ فرمایا کہ جس قوم نے اپنے نبی کے ساتھ ایسی بدمعاملگی کی وہ کیسے فلاح پاسکتی ہے؟ سو یہ آیت اسی کی نسبت اتری غرض تینوں قولوں کا حاصل یہ ہے کہ آپ کو ان تینوں قسموں کی لوگوں کی نسبت رائے زنی کرنے سے روک دیا گیا اوران کا معاملہ اللہ نے خاص اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

وصولی قرض کے جاہلانہ طریقہ کی بندش:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوْا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ﴾

راوی کہتا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں اسلام سے پہلے لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کسی قرض خواہ کے قرض کی مدت پوری ہو جاتی تھی اور قرضدار کے پاس قرض ادا کرنے کی کوئی سبیل نہ ہوتی تھی تو ایسے موقع پر قرض خواہ اس قرضدار کو کچھ مہلت دیدیا کرتا تھا مگر اس مہلت کے بدلہ میں قرضدار سے یہ شرط کر لیتا تھا کہ اس مہلت کے بعد میں تجھ سے دوگنے دام لوں گا سو اللہ تعالیٰ نے اس رواج کی بندش کردی اور مسلمانوں کو حکم دیدیا کہ ایسا مت کیا کرو۔

﴿ وَسَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾

راوی کہتا ہے کہ اس مغفرت سے مراد امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ میں شامل ہونا ہے۔

﴿ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ ﴾

کہا جاتا ہے کہ ایک جنت چوتھے آسمان میں ایسی ہے کہ اس کا لمبائی چوڑائی کل آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے۔

﴿ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ ﴾

راوی کہتا ہے کہ سرا فراخ دستی کو کہتے ہیں اور ضراء تنگدستی کو کہتے ہیں۔

﴿ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ ﴾

یعنی جو لوگ اپنے غصہ کو پی جاتے ہیں اور جو لوگ ان کو ستاتے ہیں ان سے درگذر کر جاتے ہیں۔"وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ" یعنی جو لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْهُ فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفِرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ﴾

''اور جن لوگوں سے غلطی سے کوئی چھوٹی یا بڑی خطا ہو جاتی ہے اور پھر خدا کا دھیان آ جاتا ہے تو وہ فوراً اللہ سے اپنے قصوروں کی معافی مانگنے لگتے ہیں۔''

﴿ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا ﴾

''یعنی اپنی خطاؤں پر اڑا نہیں کرتے ہیں۔''

راوی کہتا ہے کہ یہ مسئلہ مشہور ہے کہ توبہ کر لینے سے گناہ کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا اور کسی صغیرہ گناہ پر اڑ جانے سے وہ گناہ گناہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔

﴿ هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾

''یعنی یہ لوگوں کی جہالت رفع کرنے کو بیان کیا گیا ہے اور ان کو ضلالت سے بچا کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے۔''

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾

یعنی تم اس احد میں ذرا زک کھانے کی وجہ سے سست نہ پڑ جاؤ اور نہ اس پر کچھ غمگین و حزین ہو کیونکہ اب تک تو تم ان سے جیت ہی میں تھے کہ بدر میں تم نے ان سے دوہرا پالا جیت رکھا ہے۔

﴿ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ﴾

یعنی اگر تم احد میں زخمی ہو گئے ہو تو وہ مشرک بھی ایسے ہی بدر میں زخمی ہو چکے ہیں پھر اس پر پست ہمت ہونے کی کیا وجہ ہے۔

﴿ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بين الناس ﴾

یعنی یہ دنیا کے دن تو یوں ہی الٹ پھیر ہوتے رہتے ہیں کہ کبھی کسی کے موافق ہو گئے اور کبھی کسی کے لیکن آخرت کی مدت سب تمہارے ہی موافق ہو گئی سو تم اس زمانہ کی گردش سے گھبراؤ نہیں اس کا تو ہم نے قدیم سے دستور ہی یہ رکھا ہے۔

﴿ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَآءَ ﴾

''یعنی یہ جہاد کا قانون اللہ نے اس لئے بنا دیا کہ اس کے ذریعہ سے سچے مسلمانوں کو دیکھ لے اور تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ سے شہادت کے درجات دے۔''

﴿ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِيْنَ ﴾

یعنی تاکہ اس جہاد کے قانون سے سچے مسلمانوں کو جھوٹے مسلمانوں سے الگ الگ کر دے اور مشرکوں کو غارت کر دے۔

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِيْنَ ﴾

یعنی کیا تمہاری یہ نیت ہے کہ تم ویسے ہی جنت میں چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ یہ بات نہ دیکھے کہ تم میں سے کون کون لوگ ایسے ہیں کہ جو اللہ کے راستہ میں جہاد کی آفت و مصیبت کو جھیلتے ہیں اور اس میں ثابت قدم رہتے ہیں۔

﴿ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴾

یعنی تم تو موت کو دیکھنے سے پہلے اس کے بہت ہی زیادہ شوقین ہو رہے تھے بس اب تم نے اس کو دیکھ کر خوب جانچ بھی لیا کہ یہ کیسے مزہ کی چیز ہے۔''

موت کو دیکھنا دراصل موت کے اسباب دیکھنا ہے:

راوی کہتا ہے کہ موت کے دیکھنے سے اس کے اسباب کو دیکھنا مراد ہے کہ وہ مشرکوں کی تلواریں تھیں جن کو وہ مقابلہ کے وقت سونتے ہوئے کھڑے تھے اور مسلمانوں

کے شوقین ہونے کا قصہ یہ ہے کہ جو لوگ جنگ بدر میں نہ جا سکے تھے وہ اس جنگ احد کے موقع پر بہت حریص ہو رہے تھے کہ کسی طرح مشرکوں سے ہمارا مقابلہ ہو ہی جائے تاکہ ہمیں بھی غنیمت کا مال مل جائے اور ثواب بھی ہو اور رسول اللہ ﷺ کا یہ منشا تھا کہ کسی طرح سے ان مشرکوں کی صرف مدافعت کر دی جائے اور ان سے لڑنے کی نوبت نہ آئے مگر یہ لوگ اس کو بالکل نہ مانتے تھے اور اسی پر اڑے رہے تھے کہ نہیں ان سے برسر میدان جنگ بازی ہونا چاہئے آ کر آپ مجبور ہو کر اسی پر رضامند ہو گئے اور جب مقابلہ ہوا تو پھر لوگوں میں بھگدڑ پڑ گئی اور سب کو اپنی اپنی جان کے لالے پڑ گئے سو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی بات جتلائی کہ یا تو تمہیں اتنا جوش و خروش ہو رہا تھا کہ تھامے نہ تھمتے تھے اور یا جب اس تمنا کے پورا ہونے کا وقت آیا تو یہ مستی ساری کافور ہو گئی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کی نسبت نہیں جو بدر سے رہ گئے تھے بلکہ یہ اور چند آدمیوں کی نسبت ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے احد میں جانے سے پہلے پہلے اپنے آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ کسی طرح مشرکوں سے ہمارا مقابلہ ہو جائے تو بہت اچھا ہو کیونکہ یا تو ہمیں ان پر فتح نصیب ہو جائے گی اور یا ان کے ہاتھ سے شہادت نصیب ہو جائے گی سو یہ دونوں صورتیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں مگر جس وقت احد میں مقابلہ ہوا اور موت نظر آنے لگی تو وہاں سے بھاگنے لگے اور وہ سب منصوبے بھول بھال گئے: "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" الخ۔ یعنی محمد تو صرف صرف ایک انسان ہیں کوئی خدا تو نہیں ہیں کہ جو ان میں کسی قسم کا تغیر اور زوال نہ ہو سکے چنانچہ ان سے پہلے اور بہت سارے رسول ہو ہو کر گذر چکے ہیں جس سے بھدی سے بھدی عقل والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ رسولوں میں کچھ الوہیت کا شائبہ نہیں ہوتا ہے سو اب تم یہ بتلاؤ کہ کیا اگر یہ محمد ﷺ وفات پا گئے یا شہید ہو گئے تو تم بس اپنے دین سے پھر جاؤ گے۔ راوی کہتا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ احد کے روز شیطان نے جعال بن سراقہ ثعلبی سردار کی صورت بن کر میدان جنگ میں یہ شور مچا دیا کہ محمد ﷺ تو قتل ہو گئے ہیں مسلمان یہ سن کر بالکل بددل اور پست ہمت ہو گئے کہ جب سالار جنگ

ہی ختم ہو چکے ہیں تو پھر ہم ہی لڑ مر کر کیا کریں گے اور ان کے ایک دم سے میدان سے پاؤں اکھڑ گئے اور ایسی بھگدڑ پڑی کہ بے اوسان ہو کر جدھر کو منہ اٹھا ادھر ہی کو ہو لئے۔

عبداللہ بن ابی کی تردید میں اترنے والی آیت:

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی پہاڑی بکری کی طرح پہاڑ پر چڑھ گیا اور پھر جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پر یہ آیتیں اتر رہی تھیں:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ﴾

''یعنی کسی شخص کا یہ مقدور نہیں ہے کہ بدون اپنی موت کے آئے ہوئے مر جائے۔''

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن ابی منافق کی تردید میں نازل کی تھی کہ جب وہ جنگ احد سے اپنے ساتھیوں کو بے لڑے لے کر بھاگ آیا تھا اور اس کے بعد جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور کچھ آدمی شہید ہو گئے تو یہ لوگوں میں بہت باتیں بناتا پھرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ دیکھو اگر یہ لوگ جو وہاں مارے گئے ہیں اگر ہمارے ساتھ ہوتے تو کیوں مارے جاتے سو اللہ نے اس آیت میں تنبیہ کی کہ موت کسی کے بس کی نہیں ہے اور اپنے مقررہ وقت سے ذرا آگے پیچھے نہیں ہو سکتی "ومن یرد ثواب الدنیا نؤته منها" یعنی جو شخص کوئی عمل کر کے صرف دنیا ہی میں اس کے بدلہ کی خواہش کرے گا تو ہم بھی اس کا بدلہ سارا یہیں پورا کر دیں گے اور جو شخص آخرت کا بدلہ چاہے گا اس کو آخرت کا بدلہ دیں گے۔

﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴾

یعنی بہت سے نبی پہلے ایسے گزر چکے ہیں کہ جن کے ساتھ ہو ہو کر بہت سی جماعتوں نے کافروں سے قتل و قتال کیا ہے مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ اللہ کے راستہ سے مصیبتوں اور آفتوں کے پہنچنے سے گھبرا کر سست ہو گئے ہوں یا بددل اور کم ہمت ہو گئے ہوں یا دشمن کے تابعدار بن گئے ہوں بلکہ وہ

نہایت بلند ہمتی سے سب باتوں کو جھیلتے رہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے راستہ میں سختیاں جھیلنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔ سو دیکھو تم بھی ان کے قدم بقدم چلو تا کہ اللہ تمہیں بھی پسند کرنے لگے اور کبھی کبھی پسپا ہو جانے سے ہمارے کام سے اکتا نہ جاؤ۔

﴿ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا (الی قوله) حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ﴾

یعنی باوجود ایسا اہم کام کرنے اور ہمارے کام میں اپنی جانثاری کے پھر بھی ہم سے یہی درخواست کرتے رہتے تھے کہ اے ہمارے رب! ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اور جو کچھ ہم سے تیرے کام کرنے میں کمی بیشی ہو جاتی ہو اس کو بھی بخش دے اور ہمیں اپنے کام میں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں کی قوم پر فتحیابی نصیب کر۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو دنیا اور آخرت میں عمدہ عمدہ چیزیں عطا کر دیں کہ دنیا میں ان کو دشمنوں پر فتح دی اور غالب کر دیا اور آخرت میں ان کے لئے لازمی طور سے جنت مقرر کر دی۔

﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خَاسِرِيْنَ ﴾

یعنی اے مسلمانو! اگر تم یہودیوں اور منافقوں کے سکھانے بہکانے میں آ جاؤ گے جیسا وہ تم سے کہہ سن رہے ہیں تو وہ تمہیں تمہارے دین سے بالکل پھیر دیں گے جس سے تم سراسر نقصان میں پڑ جاؤ گے۔

﴿ بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ ﴾

یعنی اے مسلمانو! دیکھو خدا تو تمہارا حمایتی ہے سو تم اس کے بارہ میں کسی کی بات کی طرف کان نہ لگاؤ۔

﴿ وَسَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الرُّعْبَ ﴾

یعنی ہم کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب داب جما دیں گے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رعب چاروں طرف ملک میں اتنی اتنی دور ڈال دیا کہ جتنی دور آدمی ایک مہینہ میں جا سکتا ہے بس اسی سے مجھے فتح نصیب ہوگئی۔

﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ نے تو اپنے وعدہ کو کہ اگر تم جنگ میں خوب جم کر کام کرو گے تو ہم تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے امداد کریں گے سچا کر دیا تھا جبھی تو تم اس کی مرضی سے مشرکوں کی خونریزی کر رہے تھے اور اس کی بلا مرضی کے تم سے یہ کام کب ہو سکتا ہے۔

﴿ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ﴾

یعنی جب تم نے بزدلی کے کام کرنے شروع کر دیئے اور رسول ﷺ کی قرار داد میں آپس میں ردو کد کرنے لگے بلکہ اپنی امیدوں کو پورا ہوتا ہوا دیکھ کر ان کا حکم بھی توڑ بیٹھے تو لامحالہ ہم نے بھی جنگ کا نقشہ پلٹ دیا اور اپنی امداد کو روک لیا راوی کہتا ہے کہ اس تنازع سے تیر اندازوں کے دستہ کا تنازع مراد ہے جو پہاڑ کی گھاٹی پر مامور تھے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کے شروع ہونے سے پہلے بار بار اس امر کی تاکید کر دی تھی کہ دیکھو خواہ ہم لڑائی میں جیتیں اور ان کا ساز و سامان لوٹنے لگیں اور خواہ ہم ہار جائیں اور وہ ہمیں مار دھاڑ کرنے لگیں مگر تم ہرگز اپنی اس جگہ سے نہ ہلنا نہ ٹلنا مگر انہوں نے اس کے برخلاف یہ کیا کہ جب مشرکوں کو پسپا ہوتا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ لیئے اور مسلمان ان کی چیزوں کی لوٹ مچائی میں مصروف ہو گئے ہیں تو بس پھر کیا تھا وہ خود بھی چیزوں کے لالچ میں آ گئے اور جو بعض لوگ روکنے والے ان سے اختلاف کر کے جھٹ سے خود بھی اپنا ناکہ چھوڑ کر میدان میں آ کودے اور مشرکوں کے سامان کے لوٹنے میں مشغول ہو گئے جس سے مشرک موقع پا کر اسی ناکہ سے ان کے سروں پر آ کودے اور پھر بری طرح سے جنگ کا نقشہ پلٹ گیا۔

پہاڑی مورچہ پر تعینات مجاہدوں کا ذکر:

﴿ مِنكُمْ مَّن يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنكُمْ مَّن يُّرِيْدُ الْآخِرَةَ ﴾

یعنی تم میں سے بعض آدمی تو دنیا کے لالچ میں پڑے ہوئے ہیں اور بعض آخرت کے شیدائی ہیں سب یکساں نہیں ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ دنیا کے لالچی اللہ نے ان لوگوں کو کہا ہے کہ جو پہاڑی مورچہ سے مشرکوں کے لشکر کو لوٹنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے برخلاف چلے آئے تھے اور آخرت کے شیدائیوں سے حضرت عبداللہ بن جبیر جو اس تیر اندازوں کی جماعت کے افسر تھے اور ان کے ساتھی مراد ہیں جو ان کے ساتھ ساتھ وہیں ڈٹے رہے اور آخر کار مشرکوں کی روک تھام میں اپنی جانوں کو وہیں قربان کر دیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے اترنے اور سننے سے پہلے میرا یہ گمان نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں کوئی شخص دنیا کا لالچ بھی رکھتا ہے مگر اس کے اترنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہاں بعض آدمی ایسے بھی ہیں۔ ''ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ'' یعنی پھر اللہ نے تمہیں مشرکوں سے روک دیا اور تمہاری توجہ کو ان کی مار دھاڑ سے بدل کر لوٹ مچائی کی طرف لگا دیا تا کہ اس پہلو سے بھی تمہارا امتحان کر کے دیکھ لے کہ مشرک پھر تم پر چڑھ آئیں اور غالب ہو جائیں اور جن جن کے مقدر میں شہادت لکھی ہے ان کو وہ شہید کر دیں اور جن کے مقدر میں زخمی ہونا لکھا ہے ان کو وہ زخمی کر دیں: ''وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ'' یعنی خیر اس میں جو کچھ تم سے فروگذاشت ہو گئی ہے کہ ان کے دوبارہ حملہ کرنے کے وقت تم بھاگ گئے اور پہاڑی مورچہ کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے حکم کے برخلاف مال غنیمت کی لوٹ پر پڑ گئے یہ سب ہم نے معاف کر دیا ''اِذْ تُصْعِدُوْنَ'' یعنی جب بھاگنے کے وقت تم بھاگ بھاگ کر پہاڑ میں چڑھے جاتے تھے ''وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرَاكُمْ'' یعنی جب تم کسی کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ تمہیں تمہارے پیچھے سے پکارتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ مسلمانوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ شکست کھا کھا کر بھاگے بھاگے پہاڑ میں

چڑھے جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کو بار بار آواز دیتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے کہ اے مسلمانو! تم کہاں بھاگے جاتے ہو دیکھو رسول تو میں ہوں تم ادھر میری طرف آؤ مگر آپ کے اس کلام کی طرف کوئی توجہ نہ کرتا تھا سو اللہ نے ان کے اس قصور کو معاف فرما دیا۔

دوھرا غم:

"فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ" یعنی اللہ نے تمہیں دوہرے غم میں مبتلا کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ اول غم سے تو مسلمانوں کا قتل ہونا اور زخمی ہونا مراد ہے اور دوسرے غم سے رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر سننا مراد ہے کہ اس سے مسلمانوں کو اس قدر پریشانی ہوگئی تھی کہ وہ اپنے زخمی ہونے اور قتل ہونے کو بالکل بھول گئے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اول غم سے مسلمانوں کا بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ جانا اور رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دینا مراد ہے اور دوسرے غم سے مشرکوں کا گھاٹی کی طرف سے چڑھ آنا اور غالب ہو جانا مراد ہے کہ جس نے اول غم بالکل بھول گئے تھے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ آزمائش پر آزمائش اور امتحان پر امتحان مراد ہے یعنی ہم نے تمہاری بار بار آزمائش کی اور طریقہ طریقہ سے تمہارا امتحان لیا "لِکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ" یعنی ہم نے اس لئے کیا کہ تم مشرکوں کی چیزوں کے اپنے ہاتھ سے نکل جانے پر افسوس نہ کرو اور نہ ان کی طرف اپنا دھیان لگاؤ "وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ" یعنی نہ اپنے زخمی ہونے اور قتل ہونے کا کچھ سوچ بچار کرو۔ "ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا (الی قوله) مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا" یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تمہارا غم غلط کرنے کو تمہارے اوپر نیند کو مسلط کر دیا چنانچہ اس وقت تمہاری ایک جماعت تو نیند کی وجہ سے چور چور ہو رہی تھی اور ایک جماعت کے دل ڈانواں ڈول اور سخت بے کل و بے چین ہو رہے تھے اور ان کے دلوں میں اللہ کی طرف سے قسم قسم کے اباہی تباہی خیالات آ جا رہے تھے اور یہ سب ان کی جہالت کے کرشمے تھے مثلاً یوں کہہ رہے تھے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں اس طرح غارت ہی کیوں ہوتے راوی کہتا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے

تھے کہ میں تو اس وقت نیند میں سخت محو ہو رہا تھا اس لئے میں نے خود تو نہیں سنا لیکن کسی اور آدمی سے میں نے سنا ہے کہ یہ اسی قسم کی فاسد باتیں معتب بن قشیر کہہ رہا تھا حالانکہ اس بات پر سب لوگوں کا اتفاق ہے کہ واقعی یہ کلام اس معتب بن قشیر ہی کا ہے۔

﴿ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی کہ اگر ہمارا بس چلتا اور ہم اپنے گھر رہتے تو اس طرح کیوں قتل و غارت ہوتے تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ جن لوگوں کے حق میں قتل ہونا ہمارے یہاں لکھا جا چکا ہے اگر وہ اپنے گھروں میں بھی ہوتے تب بھی ان سے وہاں صبر نہ ہو سکتا بلکہ جب ان کے قتل کا وقت آ جاتا تو وہ فوراً بے تحاشا اپنے قتل ہونے کی جگہوں میں آ کودتے۔

﴿ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾

یعنی یہ فتح و شکست کا کام اللہ نے تمہارے دلوں کے عیب و صواب کے کھلم کھلا دیکھنے کو کیا ہے ورنہ ویسے تو وہ پہلے ہی سے تمہارے عیب و صواب سے بخوبی واقف کار ہے۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ﴾

یعنی تم میں سے جو لوگ احد میں پسپا ہو گئے اور پھر اتنی آفت و مصیبت میں گرفتار ہوئے سو اس کی وجہ محض یہ ہوئی کہ شیطان نے ان کے بعض اعمال کی شامت سے ان کے پاؤں اکھاڑ دیئے مگر خیر اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خطا کو معاف کر دیا اور اس سے درگذر کیا۔

عبداللہ بن ابی فاسد خیالات کا چرچا کرتا تھا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ

(الیٰ قولہ) مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ﴾
یعنی اے مسلمانو! تم اپنے دلوں میں ایسے کچے خیالات پیدا نہ کرو کہ جیسے کافروں نے پیدا کر رکھے ہیں کہ وہ اپنے مسافر اور غازی بھائیوں کو یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہی ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری ہے کہ وہی ایسے ایسے فاسد خیالات کا چرچا کیا کرتا تھا سو اللہ نے مسلمانوں کو اس کے خیالات فاسدہ میں شرکت کرنے سے روک دیا ہے کہ تم ہرگز ہرگز ایسی بات زبان سے نہ نکالنا اور نہ ایسی بات کو اپنے دل میں جگہ دینا۔

﴿ یَجْعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِہِمْ وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ﴾
یعنی یہ بات تو اللہ نے ان کے دلوں میں ان کی شرارتوں کی وجہ سے محض اس لئے ڈال دی ہے کہ وہ اس سے ہمیشہ حسرت کھاتے رہیں اور کڑھتے رہیں اور ان کو یہ گھن لگا رہے ورنہ موت اور حیات تو صرف خدا کے بس میں ہے کہیں آنے جانے یا رہنے سہنے پر موقوف نہیں اور نہ اس میں سوائے اللہ کے کسی اور چیز کو دخل ہے۔

﴿ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ ﴾ الخ
یعنی علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ اگر بالفرض تم خدا کے راستہ میں قتل ہو جاؤ یا خود بخود مر جاؤ تو یہ بھی تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں اللہ کی مغفرت اور رحمت تم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اور یہ دونوں چیزیں دنیوی چیزوں سے جن کو تم اپنی زندگی میں جوڑتے جمع کرتے ہو یقیناً بہر صورت بہتر ہیں کہ خدا کے یہاں یہی دونوں چیزیں کام آئیں گی اور یہ دنیا کی چیزیں کام نہ آئیں گی اور جانا وہاں لازمی ہی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ قتل سے تلوار وغیرہ سے مرنا مراد ہے اور مرنے سے یہ مراد ہے کہ بلا کسی کے مارے ویسے ہی اپنی طبعی موت سے میدان جنگ میں یا سرحد پر مر جائے۔

جنگی امور کے لیے حضورؐ کو خدا کا مشورہ:

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ ﴾

یعنی اے رسول اللہ ﷺ! اللہ نے آپ کو اپنی رحمت سے ان لوگوں کے لئے نرم مزاج اور خوشخو بنا دیا کہ آپ ان سے نرم مزاجی سے پیش آتے ہیں اور یہ آپ کے اس درجہ گلوگیر ہیں ورنہ اگر کہیں آپ میں ترش روئی اور بدخوئی کا مادہ ہوتا تو پھر ان میں سے ایک بھی آپ کے پاس نہ پھٹکتا اور جو پاس ہوتے وہ سب چمپت ہو جاتے سو آپ ان کی لغزشوں سے درگزر اور چشم پوشی کرتے رہئے اور اللہ سے بھی یہی درخواست کرتے رہئے کہ وہ بھی ان کی خطاؤں کو نظر انداز کرتے رہیں اور ان کی مزید دلجوئی کے لئے ان سے جنگی امور میں مشورہ کر لیا کیجئے اور جب ایک بات طے ہو کر آپ کا ارادہ پختہ ہو جایا کرے تو پھر اللہ کے بھروسہ پر اس کو بے دھڑک کر لیا کیجئے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ مشورہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف جنگی امور میں دیا تھا چنانچہ آپ کی یہی عادت تھی کہ آپ ان امور میں اپنے اصحاب سے ضرور مشورہ لیتے تھے باقی ان امور کے سوا اور کسی امر میں آپ کسی سے مشورہ نہ کرتے تھے۔

﴿ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾

یعنی کسی چیز میں خیانت کرنا نبی کی شان کے بالکل برخلاف ہے اور نبی سے یہ بات ہرگز صادر نہیں ہو سکتی کیونکہ جس سے یہ بات سرزد ہو گی وہ تو قیامت کے دن اس چیز کو سب لوگوں کے سامنے لئے آئے گا اور رسوا ہوگا کہ اس کا یہ راز سب پر کھل جائے گا اور انبیاء کی بابت یہ طے ہو چکا ہے کہ ان کو قیامت میں کسی قسم کی رسوائی نہ ہو گی سو ان سے اس قسم کی رسوائی کی چیز کیسے سرزد ہو سکتی ہے؟ راوی کہتا ہے کہ بدر کے روز غنیمت کے مال میں ایک سرخ چادرہ آیا تھا جب لوگ اس سامان کو تقسیم کرنے لگے تو وہ چادرہ اس میں نہ ملا اس پر لوگوں کے دلوں میں بدخیالی پیدا ہو گئی اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ بس وہ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خفیہ خفیہ لے لیا ہے سو اس بدگمانی کے ازالہ کیلئے اللہ نے یہ آیت بھیجی اور بتلا دیا کہ یہ محض تمہاری سوءظنی ہے نبی سے نہ یہ بات ہوئی ہے

اور نہ ہو سکتی ہے تا کہ آئندہ لوگ احتیاط کریں اور اس قسم کے فاسد خیالات سے کہیں وبال میں نہ پھنس جائیں۔

مسلمان اور کافر اللہ کے ہاں برابر نہیں ہو سکتے:

﴿ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ ﴾

یعنی جو شخص اللہ کی خوشنودی کا تابعدار بن گیا ہو وہ اس جیسا نہیں ہو سکتا جو عتاب خداوندی کا حامل ہو اور خدا کے غضب میں آ گیا ہو۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے اللہ کی مراد یہ ہے کہ مسلمان اور کافر خدا کے نزدیک یکساں نہیں ہو سکتا۔

﴿ لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾

یعنی اللہ کے یہاں مومنوں کے بڑے بڑے درجے مقرر ہیں اور کافروں کے لئے کچھ بھی نہیں پھر کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ﴾

یعنی اللہ نے مسلمانوں پر بڑا بھاری احسان کر دیا کہ انہیں میں سے ایک آدمی کو رسول بنا دیا جو ان کو خدا کی آیتیں سناتا ہے اور ان کو گمراہی سے پاک صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب سکھلاتا ہے اور ان کو حکمت اور عقلمندی کی باتیں بتلاتا ہے جو ان کو پہلے نصیب بھی نہ تھیں بلکہ پہلے تو بالکل ہی بیہودہ اور لغو باتوں میں پڑے ہوئے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ مراد ہیں اور آیات اور کتاب سے قرآن شریف مراد ہے اور حکمت سے عقلمندی اور ہوشیاری کی باتیں مراد ہیں۔

﴿ اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ﴾

یعنی اے مسلمانو! کیا جب تمہیں مشرکوں کے ہاتھ سے مصیبت پہنچی

حالانکہ تم ان کو اس سے پہلے دوگنی پہنچا چکے تھے تو تم جب بھی یہ کہنے لگے کہ یہ مصیبت کہاں سے آ گئی؟ اے رسول! کہہ دیجئے کہ یہ بھی تمہاری ہی بدولت آئی ہے۔

احد کے شہداء کی تعداد پر بعض مسلمانوں کی پریشانی:

راوی کہتا ہے کہ یہ جنگ احد کا تذکرہ ہے کہ جب وہاں ستر مسلمان شہید ہو گئے تو اس وقت بعض مسلمانوں نے آپس میں یہ ذکر کیا کہ جب خدا اور خدا کے رسول ہمارے ساتھ ہیں تو پھر یہ مصیبت ہم پر کیسے اور کہاں سے آ گئی سو اللہ تعالیٰ نے اس کا راز بتلایا کہ یہ محض تمہاری نافرمانی کی بدولت آئی کہ تیر اندازوں کے دستہ نے اپنے ناکے کو رسول کے حکم کے برعکس چھوڑ دیا اور لشکر میں آ گھسے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بار بار تاکید کر دی تھی کہ خواہ ہم جیتیں اور خواہ ہاریں مگر تم اس مورچہ سے ہرگز نہ ہلنا آخر کار جب انہوں نے اس کے خلاف کیا تو آپ ہی مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ مشرکوں کو دوگنی مصیبت مسلمانوں کے ہاتھ سے یہ پہنچ چکی تھی کہ جنگ احد سے پہلے جنگ بدر میں ان کے ستر ہی آدمی قتل ہو چکے تھے اور ستر ہی آدمی گرفتار ہو چکے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی کو اس آیت میں جتلایا ہے کہ مسلمانوں کا غم غلط ہو جائے اور ذرا کچھ تسلی ہو جائے۔

﴿ وَمَا اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَا الْجَمْعَانِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ﴾

یعنی اے مسلمانو! اُحد کی لڑائی کے وقت تم لوگوں کو جو کچھ مصیبت پہنچی ہے سو وہ بھی اللہ ہی کی اجازت سے پہنچی ہے اور اللہ نے اس کی اجازت اس مصلحت سے دی کہ اس کو خالص مسلمانوں اور دوغلے مسلمانوں کا دیکھنا منظور تھا سو جو لوگ اس میں خود بھی مرے اور انہوں نے دوسروں کو بھی مارا وہ سچے رہے اور جنہوں نے حیلے بہانے کئے وہ دوغلے شمار کئے گئے۔

دشمن کو خوفزدہ کرنا:

﴿ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالاً لَا تَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ﴾

یعنی جن لوگوں کو جنگ احد کے لئے دعوت دی گئی اور یہ کہا گیا کہ بھائی آؤ خدا کے راستہ میں لڑو یا کم از کم خدا اور خدا کے رسول کے دشمنوں کو رفع دفع ہی کرو تو انہوں نے یہ بہانہ کر دیا کہ یہ لوگ تو سب ایک قبیلہ کنبہ کے ہیں ان میں لڑائی بھڑائی کچھ نہیں ہونے کی اور نہ اس کی وہاں نوبت آئے گی یہ تو ایک دوسرے سے یونہی فضول ضدا ضدی کر رہے ہیں اس لئے ہم ایسی جگہ کیا جائیں اگر واقعی وہاں کچھ قتل وقتال ہوتا ہوا ہمیں معلوم ہوتا تو خیر ہم چلتے بھی اب فضول جا کر کیا کریں گے سو وہ اس بہانہ کی وجہ سے کچھ سبکدوش نہیں ہو گئے بلکہ وہ ایمان کی حد سے نکل کر بالکل کفر کی سرحد میں جا گھسے۔

راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں عبداللہ بن ابی منافق کا قصہ مذکور ہے اور دشمنوں کے رفع دفع کرنے سے یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو کر ان کی جمعیت کو زیادہ کر دو کہ دشمن خوفزدہ ہو کر یورش کرنے سے باز رہ جائے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اس رفع دفع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر بالفرض تم لڑائی میں شامل نہیں ہوتے ہو تو کم از کم اور ہی لوگوں کو جنگ میں شامل ہونے کی دعوت اور ترغیب دو غرض کچھ تو ایسے نازک موقع پر امداد کرو۔

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ﴾

یعنی اے رسول! جن لوگوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت یہ کہا کہ اگر وہ ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ ہوتے ذرا آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ اگر واقعی تم اس بات میں سچے ہو اور تم میں کوئی ایسا کرشمہ ہے کہ تمہارے پاس رہنے سے

آدمی کو موت نہیں آتی تو ذرا تم اپنی ہی موت کو ٹال کے دکھا دو اور ان سے تو خیر کیا ٹالتے اس سے ان کا سچا جھوٹا ہونا معلوم ہو جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ آیت بھی عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں ہے:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا (الیٰ قوله) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

یعنی اے مسلمانو! تم شہیدوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں چنانچہ کھاتے پیتے ہیں اور اللہ نے جو کچھ انہیں اپنے فضل و کرم سے عنایت کیا ہے اس سے بہت خوش و خرم ہیں اور جو لوگ ابھی تک ان کے پاس نہیں پہنچے ہیں ان کی نسبت بہت خوشیاں مناتے ہیں کہ ان کو بھی یہاں کسی قسم کا ڈر و دہشت نہ ہو گا اور اسی طرح اللہ کے فضل سے اور اس کی نعمتوں سے خوشیاں کرتے ہیں اور اس بات سے بھی کہ اللہ تعالیٰ نیک آدمیوں کے بدلہ کو ضائع نہیں کرتا ہے۔

احد کے شہدا کا مرتبہ:

راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہو گئے تو ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل کر دی گئیں اور وہ پرندے جنت کی نہروں پر پانی پینے کے لئے آتے جاتے ہیں اور اس کے میوے کھاتے ہیں پھر وہاں سے آ کر عرش کے سایہ میں سونے کے قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں سو جب انہوں نے اپنے کھانے پینے کی یہ عمدگی دیکھی اور اسی طرح اپنے رہنے سہنے کی جگہ کی خوبیاں دیکھیں تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ کاش ہمارے بھائیوں کو بھی ان باتوں کی اور ان چیزوں کی خبر ہو جاتی کہ جن سے اللہ نے ہمارا اعزاز و اکرام کیا ہے تا کہ پھر وہ جہاد سے کنارہ نہ کرتے اور لڑائی کے وقت سستی نہ کرتے چنانچہ اللہ نے ان کی یہ تمنا دیکھ کر فرمایا کہ اچھا میں تمہارا پیغام تمہارے بھائیوں کو پہنچائے دیتا ہوں سو اس پر اللہ نے یہ آیت بھیجی:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ الخ

احد کے شہدا کا مقام:

راوی کہتا ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ شہیدوں کا مقام جنت کی نہر کے کنارہ پر ایک سبز گنبد میں ہے کہ ان کی خوراک صبح وشام وہیں تیار ہو کر آتی رہتی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ شہیدوں کی روحیں اللہ کے یہاں سبز پرندوں جیسی بنی ہوئی ہیں اور ان کے بسیرے کے لئے عرش میں قندیلیں لٹکتی رہتی ہیں اور جس جنت میں ان کا جی چاہتا ہے اسی میں سیر کرتے پھرتے ہیں ایک مرتبہ اللہ نے ان پر تجلی فرمائی اور یہ کہا کہ تمہیں کسی اور چیز کی خواہش ہو تو وہ بھی بتلا دو کہ میں اس کا اور اضافہ کر دوں اور وہ تمہارے لئے تیار کر دی جائے انہوں نے جواب میں یہ عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار بس ہمیں تو یہی کافی ہے کہ ہم جنت میں عیش و آرام کرتے ہیں اور اس میں جہاں جی چاہے سیر و تفریح کرتے پھرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ تجلی فرما کر اسی طرح فرمایا کہ اگر کسی چیز کی اور خواہش ہو تو تم ظاہر کر دو کہ میں اس کو تمہارے لئے اضافہ کر دوں اور وہ تیار کر دی جائے اس پر انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! ہماری ایک درخواست تو ضرور ہے اگر منظور ہو جائے وہ یہ کہ ہماری روحیں دوبارہ ہمارے جسموں میں لوٹا دی جائیں تا کہ ہم پھر تیری راہ میں قتل کیے جائیں۔

﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ﴾ الخ

یعنی جن لوگوں نے اپنے زخمی ہو جانے کے بعد بھی اللہ اور اللہ کے رسول کی بات مان لی تو ان کے لئے بہت بڑے بڑے درجے اور مرتبے ہیں۔

مقام حمراء الاسد کے مجاہدین:

راوی کہتا ہے کہ اس سے مقام حمراء الاسد کے مجاہدین مراد ہیں۔ ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے

عبدالحمید بن جعفر نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ محرم کے مہینہ میں یکشنبہ کی رات کو دفعتہً حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور اس وقت حضور کے دروازہ پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور اذان دے کر حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو حضرت مزنی جھٹ سے حضور کے پاس جا کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! میں اپنے گھر سے چلا آ رہا تھا یہاں تک کہ جب میں مقام ملل میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہاں تو قریش اترے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر میں نے اپنے جی میں سوچا کہ لاؤ میں بھی ذرا ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتیں سنتا چلوں چنانچہ میں اسی خیال سے ان کے پاس جا بیٹھا تو میں نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی باتیں سنیں وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے تم نے خاک بھی نہیں کیا کیونکہ ان کی ساری سختیاں بھی جھیلیں اور ان کی تیزی بھی اٹھائی اور اتنی مصیبت اٹھانے کے بعد بھی وہ باقی کے باقی رہ گئے سو اب ہماری رائے تو یہ ہے کہ تم سب کے سب پھر لوٹ کر واپس چلو اور جو کچھ ان میں سے باقی رہ گئے ہیں ان کا بھی پاپ کاٹتے چلو مگر صفوان ان کو اس بات سے روک رہا تھا غرض رسول اللہ ﷺ نے حضرت مزنی کی یہ سب باتیں ذکر کیں انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کا پیچھا کرنا چاہئے ورنہ یہ ضرور ہمارے بال بچوں اور عورتوں پر آ پڑیں گے اور تہس نہس اڑا دیں گے چنانچہ حضور نے یہ مشورہ قبول فرمالیا اور جو لوگ ادھر ادھر چلے گئے تھے وہ پھر واپس آ کر جمع ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اس بات کی منادی کر دو کہ پھر دشمن پر دھاوا کریں اور ان کا پیچھا کریں کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یکشنبہ کی صبح کو لوگوں کو حکم دیا کہ پھر دشمن کا پیچھا کرو تو سب آدمی باوجود زخمی ہونے کے ان کی تلاش میں نکل پڑے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ (الیٰ قوله) وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ﴾

یعنی جن مسلمانوں کو لوگوں نے ڈرایا اور یہ کہا کہ قریش نے تمہارے لئے

بڑی بھاری جمعیت تیار کر رکھی ہے سوتم ان سے ڈرو اور ان کے مقابلہ کے
لئے نہ جاؤ تو وہ لوگوں کی یہ باتیں بنانے سے کچھ خوفزدہ نہیں ہوئے بلکہ ان
باتوں سے ان کے ایمان اور بھی زیادہ پختہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کیا ڈر
ہے اگر انہوں نے جمعیت تیار کر رکھی ہے تو ہمیں بھی خدا کی حمایت اور
حفاظت کافی ہے اور اس سے اچھا اور کون نگہبان ہوگا وہ تو سب سے بہتر
نگرانی کرنے والا ہے۔

چنانچہ یہ کہہ کر وہ وہاں گئے اور وہاں سے خدا کی نعمت اور اس کا فضل لے کر آئے
اور ان کو وہاں ذرا بھی کوئی دقت پیش نہ آئی اور وہ خدا ہی کی خوشی کے تابعدار رہے اور
ان بہکانے والے لوگوں کے کہنے پر نہ چلے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کی بابت
اتری تھی کہ اس نے احد کے روز رسول اللہ ﷺ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم شروع سال
میں پھر تم سے لڑینگے اور ہماری تمہاری یہ جنگ بدر کے مقام صفراء میں ہوگی مگر وہ اپنے
وعدے کے موافق وقت مقررہ پر نہ آسکا اور جب لوگوں نے اس سے کہا کہ جو کچھ تو
وعدہ کر آیا تھا اس کو پورا کیوں نہیں کرتا تو اس نے جھیپ اتارنے کیلئے یہ ترکیب کی کہ کسی
طرح وہاں مسلمان ہی نہ آئیں تو اچھا ہے کہ اس میں ہم جنگبازی کی زحمت سے بھی بچ
جائیں گے اور ہماری آبرو بھی رہ جائے گی چنانچہ اس نے ایک شخص مسمی نعیم بن مسعود
اشجعی کو مدینہ کی طرف بھیجا اور اس سے یہ کہا کہ اگر تو کسی ترکیب سے مسلمانوں کو وہاں
مقام صفراء میں آنے سے روک دے گا تو میں تجھے دس اونٹ انعام میں دوں گا اور ساتھ
ساتھ اس کو یہ ترکیب بھی بتلائی کہ ان سے جا کر یہ کہہ دینا کہ قریش نے تمہارے لئے
بڑی زبردست فوج جمع کر رکھی ہے اور وہ عنقریب تمہارے گھروں پر چڑھائی کرنے
والے ہیں اور اگر تم ان کی طرف جاؤ گے تو وہ تمہیں بالکل نیست و نابود کر دیں گے چنانچہ
اس نے مدینہ جا کر یہی تدبیر کی کہ مسلمانوں کو قریش کی فوجی قوت سے بہت زیادہ ڈرایا
دھمکایا اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ اکثر یا بعض مسلمان پس و پیش کرنے کو ہو گئے مگر اسی
وقت اتفاق سے اس کی خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی اور آپ نے یہ فرمایا کہ اس ذات

پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں میں سے میرے ساتھ ایک شخص بھی نہیں جائے گا تو میں تنہا اپنے وعدہ کے موافق میدان میں جاؤں گا اور ان کا مقابلہ کروں گا رسول اللہ ﷺ کا یہ اشارہ سن کر مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ سب چلنے پر آمادہ ہو گئے اور چونکہ اس وقت بدر میں میلہ لگا کرتا تھا اس لئے اپنے ساتھ تجارت کا مال بھی لیتے گئے چنانچہ وہاں تجارت سے بہت سا نفع بھی ہوا اور قتل وقتال کی نوبت پہنچی اور آٹھ روز تک وہاں مقام کر کے بخیر وخوبی واپس چلے آئے۔

﴿ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ ﴾

یعنی یہ شیطان جو اپنے دوستوں کو ڈرایا کرتا ہے تمہارے دلوں میں بھی وسوسہ ڈالتا ہے سو تم اس سے بالکل ہیبت نہ کھاؤ اور مجھ سے ڈرتے رہو۔

﴿ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ ﴾

یعنی اے نبی! آپ ان لوگوں کے کفر کی طرف دوڑنے سے گھبرائیے نہیں یہ خدا کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور اپنی سزا کو بھی خوب بھگتیں گے اور ایسے ہی جو لوگ بہ نسبت ایمان کے کفر کو زیادہ پسند کرتے ہیں وہ بھی خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو بھی ان کی باتوں کا بخوبی تدارک مل جائے گا۔

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا ﴾

یعنی کافر اپنے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ یہ جو ہم ان کو ڈھیل دے رہے ہیں یہ کچھ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ تو صرف اس لئے ہے کہ ان کی سرکشی اور زیادہ ہو جائے اور پھر خوب اچھی طرح درگت بنے۔

مہلت کا سامان:

راوی کہتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ ان کو جو تندرستی دی جاتی ہے اور روزی رزق ملتا ہے اور مال و دولت دیا جاتا ہے اور دشمنوں پر فتح ونصرت دکھائی جاتی ہے

تو یہ سب مہلت کا سامان ہے تا کہ اس کو دیکھ کر اور سرکشی زیادہ کرنے لگیں کچھ خوشی اور رضامندی سے یہ کام نہیں ہو رہا ہے کہ موجب خیر و خوبی ہو۔

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ابتری کی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا کہ ان میں سب سے برے اچھے اور منافق مخلص ملے جلے رہیں اور نہ اپنے بھیدوں کی نبیوں کے سوا کسی اور کو خبر دے سکتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس غیب کے لفظ سے اللہ نے ان باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو احد میں پیش آئی تھیں کہ یہ باتیں ہر کس و ناکس کو بتلانے کی نہیں ہیں۔

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ (الی قوله) يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾

یعنی جو آدمی اللہ کی دی ہوئی چیزوں میں بخل کرتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں وہ اپنی اس کارروائی کو یہ نہ سمجھیں کہ یہ کچھ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ تو نہایت مضر ہے کیونکہ یہ سب چیزیں قیامت کے روز ان کے گلوں میں طوق بنا کر ڈال دی جائیں گی۔

راوی کہتا ہے کہ جس مال میں سے خدا کا حق ادا نہیں کیا جاتا وہ قیامت کے روز اژدھا بن کر آئے گا اور مال والے کی گردن میں لپٹ کر اس کی دونوں ہنسلیوں کو ڈسنے لگے گا اور یہ کہے گا کہ دیکھ میں تیرا مال ہوں سو اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

﴿ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ﴾

اللہ نے ان لوگوں کی بات بھی سن لی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تو محتاج ہے اور ہم غنی ہیں۔

اللہ کے لیے قرض حسنہ کا مطلب:

راوی کہتا ہے کہ جب یہ آیت اتری "من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا" یعنی کون ایسا شخص ہے کہ جو اللہ کو قرض حسنہ دے اس پر ایک یہودی نے جس کا نام فنکاص تھا خدا کی شان میں گستاخانہ یہ الفاظ کہے کہ اللہ تو محتاج ہے اور دیکھو ہم امیر ہیں جبھی تو وہ ہم سے قرضہ مانگتا ہے سو اللہ نے اس آیت میں اسی کے قول کو نقل کیا ہے:

﴿ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنقول ذُوْقُوا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ ﴾

یعنی ان کی ان سب گستاخانہ باتوں کو اور نبیوں کے ناحق قتل کرنے کی شرارتوں کو ہم اپنے یہاں لکھ لیتے ہیں تا کہ قیامت کے دن ان کو یہ دکھلا کر آگ میں جھونک دیں اور ان سے یہ کہیں کہ دیکھو اس کا مزہ چکھو اور یہ سب تمہاری ہی کرتوتوں کی بدولت ہے ورنہ ہماری عادت تو کسی پر ابتدا ظلم وستم کرنے کی اور ناحق سزا دینے کی نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ کرتوتوں سے ان کا کفر کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنا مراد ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَا اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ﴾

یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ہم سے یہ عہد و پیمان ہو رہا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہیں لانے کے جب تک اس کے پاس یہ نشانی نہیں ہوگی کہ اس کی قربانی کی چیز کو آسمانی آگ کھا لے۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے یہود کا فرقہ مراد ہے۔

﴿ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا ﴾

یعنی جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور جو لوگ شرک کرتے ہیں

ان سے تمہیں زبانی تکلیف بہت اٹھانی پڑے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں قوم یہود اور عرب کے مشرکوں کا تذکرہ ہے اور یہ جنگی حکم کے نازل ہونے سے پہلے کی آیت ہے۔

یہود کے علماء کا عہد و پیمان:

﴿ وَاِذَا اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّه (الى قوله) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾

یعنی اللہ نے یہود سے یہ عہد و پیمان لے رکھا ہے کہ نبی آخر الزماں کی جو جو نشانیاں ہم نے تم سے بتلا دی ہیں ان کو لوگوں سے بتلا دینا اور چھپانا نہیں مگر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ اس کو نظر انداز کر کے اور پس پشت ڈال کے میری آیتوں کو ایک ذرا سے مال کے عوض میں بیچ ڈالا اور یہ معاملہ انہوں نے نہایت ہی برا کیا اور جو لوگ اپنے مال و دولت پر خوش و خرم ہوتے پھر رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ جو کام وہ نہیں کرتے ہیں ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے تو ایسے لوگوں کو آپ کچھ ہماری سزا سے بچا ہوا نہ خیال کیجئے بلکہ ان کے لئے تو بڑی بھاری سزا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس آیت میں یہود کے علماء کے عہد و پیمان کا ذکر ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کے بیان کرنے کا جو توراۃ میں مذکور ہے عہد لے لیا گیا تھا مگر انہوں نے اس عہد کو توڑ ڈالا اور کچھ منافقوں کا ذکر ہے کہ جو یہ کارروائی کیا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی جنگ میں تشریف لے جاتے تھے اور پھر وہاں سے واپس آتے تھے تو یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کرتے تھے کہ حضور اس مرتبہ ہم بھی آپ کے ساتھ جنگ میں چلیں گے مگر جب پھر آپ اس کے بعد کسی جنگ میں جاتے تھے تو یہ نہ جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کارروائی بھی یہودی کیا کرتے تھے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ﴾

یعنی جو لوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے اور زمین و آسمان کی

بناوٹ میں سوچ بچار کرتے ہیں۔

مناوی کرنے والا:

﴿ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ آمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا﴾

یعنی اے ہمارے پروردگار! ہم نے آپ کی طرف سے ایک منادی کرنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کی منادی کر رہا تھا سو اس منادی کو سن کر ہم ایمان لے آئے۔

راوی کہتا ہے کہ اس منادی کرنے والے سے قرآن شریف مراد ہے کہ جو ہر زمانہ میں اس امر کی منادی کرتا رہتا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ ہر وقت موجود نہیں ہیں اور نہ آپ کو ہر شخص نے منادی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

﴿ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوْا ﴾

یعنی جن لوگوں نے ہجرت کی اور ان کو زبردستی ان کے گھروں سے نکال دیا گیا اور انہوں نے ہمارے راستہ میں مصیبت جھیلی اور ہمارے دشمنوں سے لڑے بھڑے اور اسی میں قتل بھی ہو گئے۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے مکہ کے مہاجرین مراد ہیں جو زبردستی مکہ سے نکال دیئے گئے تھے۔

﴿ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ﴾

یعنی اے رسول! آپ ان کافروں کے کثرت کاروبار کی وجہ سے شہروں میں آنے جانے سے آپ مغالطہ میں نہ پڑ جایئے کہ یہ کاروبار تو ان کا تھوڑے سے دنوں کے لئے ہے۔

راوی کہتا ہے کہ کاروبار سے کافروں کے تجارتی کاروبار اور حرفت وغیرہ مراد ہے۔

﴿ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَا اُنْزِلَ

اِلَیۡہِمۡ﴾

یعنی بعض یہودی ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ پر اور تمہاری کتاب پر اور اپنی کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور ان سب کو سچا مانتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ مراد ہیں۔

دین کے لیے تیار رہنا:

﴿یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اصۡبِرُوۡا وَصَابِرُوۡا وَرَابِطُوۡا﴾

یعنی اے مسلمانو! تم خود بھی مستقل مزاج رہو اور دوسروں کو بھی مستقل مزاج بناؤ اور اپنے دین کے لئے ہر وقت تیار رہو اور اس کے کاموں کو لگا تار کرتے رہو۔

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ تیاری صرف نماز کے اندر منحصر تھی کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے تیار رہنا چاہئے اور سب نمازوں کو لگا تار ادا کرنا چاہئے یہ نہ ہو کہ کوئی نماز بیچ میں چھوٹ جائے حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ جب سعد بن ربیعؓ احد میں شہید ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لے آئے اور وہاں سے پھر مقام حمراء الاسد کی مہم پر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت سعد بن ربیعؓ کے بھائی نے ان کے گھر آ کر ان کا سارا مال میراث میں لے لیا اور بھائی کے سوا ان کی دو بیٹیاں اور ایک حاملہ بیوی بھی تھیں سو ان کے لئے حضرت سعدؓ کے ترکہ میں سے کچھ بھی نہ بچا کیونکہ اس وقت تک میراث کی بابت وہی دستور چلا آ رہا تھا کہ جو زمانہ جاہلیت کا تھا آخر جب یہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی شہادت کا قصہ پیش آیا اور ان کے بھائی نے ان کی لڑکیوں سے رواج کے موافق سارا مال لے لیا اور خدا کی طرف سے جب تک میراث کی نسبت کوئی حکم نہیں آیا تھا کہ کس طرح تقسیم کی جائے اور حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیوی نہایت سمجھدار اور ہوشیار عورت تھیں تو انہوں نے اپنے سارے ماحول پر نظر کر کے یہ کیا کہ کچھ کھانا وغیرہ تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی اور آپ کو بلا بھیجا۔ یہ بی بی اس وقت مقام سواف میں تھیں اور اس روز ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

حاضر تھے اور بیٹھے ہوئے احد کی لڑائی کا ذکر کر رہے تھے کہ وہاں کون کون شہید ہوئے ہیں اور منجملہ ان کے حضرت سعد بن ربیعؓ کا ذکر بھی ہو رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تم سب اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو چنانچہ ہم سب کے سب اٹھ کر آپ کے ساتھ ساتھ چل دیئے اور ہم بیس آدمی تھے یہاں تک کہ ہم مقام اسواف میں پہنچ گئے اور جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت سعدؓ کی بیوی کے گھر میں گئے تو ہم نے دیکھا کہ اس بی بی نے کھجور کے دو درختوں کے درمیان میں پانی کا چھڑکاؤ کر رکھا ہے اور وہاں ایک چٹائی بھی کھجور ہی کی بچھا رکھی ہے حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! وہاں چٹائی کے سوا اور کوئی فرش یا گدا یا گاؤ تکیہ وغیرہ کچھ نہ تھا آخر ہم سب وہیں بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کی باتیں کرنے لگے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ میں نے اس روز یہ دیکھا تھا کہ اس کے بدن میں تیروں کی کھپتیاں بالکل آر پار ہو گئی تھیں یہاں تک کہ وہ انہیں کے صدمہ سے شہید ہو گئے حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ تذکرہ سن کر حضرت سعد بن ربیعؓ کے گھر کی عورتیں رونے لگیں اور حضور کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپکنے لگے اور آپ نے ان عورتوں کو رونے دھونے سے کچھ بھی منع نہیں کیا۔

جنت کی بشارت:

پھر اسی عرصہ میں آپ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارے سامنے سے ایک جنتی شخص آئے گا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اس پر ہم لوگ دیکھنے لگے کہ دیکھیں ہمارے سامنے سے کون آتا ہے چنانچہ ہم اس انتظار ہی میں تھے کہ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آتے ہوئے نظر پڑے ان کو دیکھ کر ہم خوشی خوشی ان کے پاس گئے اور ان کو خوشخبری دی کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے حق میں ایسا فرمایا ہے اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور اہل مجلس کو سلام کیا سب لوگوں نے ان کے سلام کا جواب دیا اور پھر وہ وہیں مجلس میں بیٹھ گئے اس کے بعد آپ نے پھر دوبارہ ایسا ہی فرمایا کہ تمہارے سامنے سے ایک جنتی شخص آئے گا لہٰذا ہم نے پھر لوگوں کے درمیان شگاف میں دیکھنا شروع کیا کہ

دیکھیں اب کے کون آتا ہے آخر اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سامنے سے آتے ہوئے نظر پڑے تب ہم اٹھے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا تھا اس سے ان کو خوشخبری دی پھر وہ آئے اور سلام کر بیٹھ گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا کہ ایک شخص جنتی تمہارے سامنے آئے گا اس پر ہم پھر شگافوں میں دیکھنے لگے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے سے نمودار ہوئے ان کو دیکھ کر ہم اٹھے اور آگے بڑھ کر ان کو جنت کی بشارت دی پھر وہ مجلس تک آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اس کے بعد فوراً ہی کھانا آ گیا اور وہ صرف اس قدر تھا کہ جس کو ایک آدمی یا اس سے زیادہ دو آدمی کھا سکتے تھے چنانچہ آپؐ نے اس کھانے میں اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں سے کہا کہ کھاؤ بسم اللہ غرض ہم لوگوں نے اس میں سے کھانا شروع کیا یہاں تک کہ ہم خوب سیر ہو گئے اور خدا کی قسم ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کھانے سے کچھ بھی کم نہیں ہوا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اچھا اس کھانے کو اٹھا لو چنانچہ لوگوں نے اس کھانے کو اٹھا لیا اس کے بعد ایک طباق میں کچھ کھجوریں جو تازہ ٹوٹی ہوئی تھیں یا کچھ دیر کی ٹوٹی ہوئی تھیں ہمارے سامنے لائی گئیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا بسم اللہ کر کے کھاؤ چنانچہ ہم نے اس میں سے بھی کھانا شروع کیا یہاں تک کہ ہم خوب سیر ہو گئے اور اس طباق میں جتنی کھجوریں تھیں اتنی کی اتنی ہی باقی رہ گئیں پھر ظہر کا وقت آ گیا تو آپؐ نے ہمیں نماز پڑھائی اور پانی کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا اس کے بعد آپ پھر اپنے مقام پر آ کر بیٹھ گئے اور لوگوں سے باتیں کرنے لگے پھر جس وقت عصر کا وقت ہو گیا تو وہ دوپہر کا بچا ہوا کھانا پھر لایا گیا چنانچہ اس وقت بھی سب آدمی اس سے خوب سیر ہو گئے اور کھانے سے فارغ ہو کر آپؐ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور اس وقت بھی پانی کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا (غالباً اس وقت تک وضو کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) اس کے بعد حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیوی اپنی جگہ سے اٹھ کر حضور کے سامنے آئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! سعد بن ربیعؓ تو احد میں شہید ہو گئے اور جو کچھ اس کا ترکہ تھا وہ سب اس کا بھائی آ کر لے گیا ہے حالانکہ سعد اپنی دو بیٹیاں چھوڑ گیا ہے سو اب ان کے پاس کچھ بھی مال نہیں رہا اور یا رسول

اللہ! دیکھئے عورتیں تو صرف مال ہی کی بدولت بیاہی جاتی ہیں اب میری سمجھ میں نہیں آتا
کہ ان کی شادی کی کیا سبیل ہوگی یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
اللہ! سعد کے پیچھے اس کے ترکہ میں اچھا معاملہ کر اور پھر ان بی بی سے فرمانے لگے کہ
بہن اس معاملے میں ابھی تک مجھ پر کوئی حکم نہیں آیا ہے اور جب میں یہاں سے مدینہ کو
واپس جاؤں تو تو وہاں میرے پاس پھر آ ؤ۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے دولتخانہ پر
تشریف لائے تو دروازہ پر جلوس فرمایا اور ہم لوگ بھی حضور کے پاس ہی بیٹھ گئے کہ اتنے
میں آپ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی یہاں تک کہ ہم لوگ جان گئے کہ آپ پر وحی
نازل ہو رہی ہے اس کے بعد آپ تھوڑی دیر میں جب اس حالت سے فارغ ہو گئے اور
اس وقت آپ کی پیشانی سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا تو آپؐ نے یہ فرمایا کہ
سعد کی بیوی کو میرے پاس حاضر کرو اس پر حضرت ابو مسعود بن عقبہ بن عمروؓ یہاں سے
ان کے مکان پر گئے اور ان کو حضورؐ کی خدمت میں بلا لائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ یہ بی بی بڑی ہوشیار اور تیز طبع تھیں چنانچہ جب یہ حضور کی خدمت میں
حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا کہ تیری لڑکیوں کا چچا کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ
یارسول اللہ! وہ تو اپنے گھر میں ہوگا آپؐ نے فرمایا کہ اچھا اس کو میرے پاس بلا لا پھر
فرمانے لگے کہ تو بیٹھ جا اور ایک اور شخص کو فرمایا کہ ذرا تو دوڑ کر اس کو بلا لا چنانچہ وہ شخص
گیا اور اس کو بلا لایا اور وہ اس وقت قبیلہ بلحرث بن خزرج میں تھا اور جس وقت وہ آیا تھا
تو راستہ میں دوڑنے کی وجہ سے تھکا ہوا تھا غرض جب وہ آ گیا تو آپؐ نے اس سے فرمایا
کہ تو اپنے بھائی کے ترکہ میں سے دو تہائی مال اپنی بھتیجیوں کو دیدے یہ سن کر حضرت سعدؓ
کی بیوی نے تکبیر کا نعرہ ایسے زور سے مارا کہ جس کو تمام مسجد والوں نے سنا پھر حضورؐ نے
فرمایا کہ اور اس ترکہ میں سے آٹھواں حصہ اپنے بھائی کی بیوی یعنی اپنی بھاوج کو دیدے
اور جو کچھ تیرے پاس باقی رہ جائے وہ سب تیرا ہے اس کو جو کچھ تیرا جی چاہے سو کر۔

حضرت سعدؓ کی وراثت کا معاملہ:

راوی کہتا ہے کہ اس وقت تک بچہ وارث نہیں ہوا کرتا تھا اور حضرت سعد کی بیوی

سے مسماۃ ام سعد دختر سعد بن ربیع پیدا ہوئیں جن کی شادی حضرت زید بن ثابتؓ سے ہوئی اوران کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خارجہ بن زید تھا پھر جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا اور اس وقت حضرت ام سعد دختر سعد بن ربیع کی شادی حضرت زید بن ثابت سے ہو چکی تھی تو اس وقت حضرت زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حمل کے بچے کو بھی میراث دینے لگے ہیں اگر تمہارا جی چاہے تو تم بھی اپنے والد کے ترکہ کی نسبت حضرت امیر المؤمنین سے کچھ گفتگو کرلو کیونکہ اپنے والد کی شہادت کے وقت تم بھی حمل میں تھیں مگر انہوں نے اپنے والد کی نسبت کچھ کلام کرنا نہ چاہا اور نہ ان کے ترکہ میں سے کچھ لینا چاہا بلکہ یہ فرمایا کہ میں اپنے بھائی سے کچھ بھی چیز لینا گوارا نہیں کرتی ہوں اور مجھے اپنے بھائی سے اب کچھ مطالبہ نہیں ہے جو ہولیا سو ہولیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب احد میں مشرک لوگ شکست پا کر بھاگ گئے تھے تو سب سے پہلے ان کے بھاگنے کی خبر عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ لایا تھا کہ اس نے غیرت کی وجہ سے مکہ میں جانا تو ناپسند کیا اور سیدھا طائف میں چلا گیا وہاں جا کر لوگوں سے کہا کہ محمد ﷺ کے ساتھیوں کی فتح ہوگئی اور ہم لوگ پسپا ہو گئے اور پہلے پہل میں ہی تمہارے پاس آیا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب اول اول مشرکوں کو ہزیمت ہوگئی تھی اور اس کے بعد جب پھر مشرک لوٹ کر مسلمانوں پر آپڑے اور بہت شدومد سے حملہ کیا کہ جس سے مسلمانوں کو شکست ہوگئی تو اس وقت سب سے پہلے جس شخص نے قریش کو مکہ میں جا کر مسلمانوں کے ہار جانے کی اور قریش کے جیت جانے کی خبر دی تھی وہ وحشی غلام تھا۔

وحشی کا قریش کو احد کی خبر دینا:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے موسیٰ بن ابی شیبہ نے اوران سے قطر بن وہب لیثی نے بیان کیا کہ جب

وحشی رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی شکست کی خبر لے کر مکہ والوں کے پاس آیا تو وہ اپنی سواری پر چار روز کے اندر اندر آ گیا اور جب مکہ میں پہنچا تو وہ ایک ایسے ٹیلہ پر چڑھ گیا جو جون پہاڑ سے بھی بلند تھا اور پھر بآواز بلند قریش کو پکارنے لگا کہ اے قریش! اے قریش! یہاں تک کہ قریش کے سب آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ اس وقت دہشت زدہ ہو رہے تھے کہ کہیں یہ کوئی بری خبر نہ لایا ہو آخر جب وحشی ان کے جمع ہونے سے خوش ہو گیا تو کہنے لگا کہ میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ ہم نے محمدؐ کے لوگوں کو قتل کیا ہے اور ایسی بری طرح سے قتل کیا ہے کہ ایسا قتل شاید کبھی کسی جنگ میں نہ ہوا ہو گا اور خاص محمدؐ کو بھی بہت بری طرح زخمی کر دیا ہے اور میں ان کو زخمی ہی چھوڑ کر آیا ہوں اور میں نے ان کے لشکر کے بڑے سردار حمزہؓ کو بھی قتل کر ڈالا ہے چنانچہ سب لوگ تو یہ خوشخبری سن کر ادھر ادھر چل دیئے اور مسلمانوں کے قتل ہو جانے پر خوشیاں منانے لگے اور ان کا مذاق اڑا اڑا کر آپس میں دل لگی کرنے لگے اور جبیر بن مطعم وحشی کو تنہائی میں لے جا کر کہنے لگے کہ دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے ذرا سوچ سمجھ کر کہہ یہ سچ بھی ہے یا ویسے ہی جھوٹ موٹ بے پر کی اڑا رہا ہے اس پر وحشی نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ سچ کہہ رہا ہوں اس میں کوئی بات بناوٹ کی اور خلاف واقع نہیں ہے جبیر نے کہا کہ اچھا کیا تو نے حمزہ کو سچ مچ قتل کر دیا ہے اس نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم میں نے اس کے پیٹ میں ایسے نیزے مارے ہیں کہ جو اس کی دونوں رانوں کے پار نکل گئے ہیں پھر جب اس کے آدمی اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے آواز دی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا جسے وہ لوگ اس کو وہیں چھوڑ کر چلے گئے تو میں نے اس وقت اس کا کلیجہ بھی نکال لیا تھا جس کو میں تیرے پاس لے کر آیا ہوں تا کہ تو بھی اس کو دیکھ لے یہ سن کر جبیر کو بھی یقین ہو گیا اور وہ خوش ہو کر اس سے کہنے لگا کہ بس اب تو نے ہماری لڑکیوں اور عورتوں کے حزن و ملال کو ان کے دلوں سے دور کر دیا اور دھو دیا اور ان کے مارے جانے سے ہم لوگوں کو بڑی بھاری تقویت حاصل ہو گئی پھر جبیر نے اپنے گھر جا کر عورتوں کو حکم دیدیا کہ تم نے جو خوشبو اور تیل وغیرہ استعمال کرنا چھوڑ دیا تھا اس کو اب

استعمال کرنے لگو۔

معاویہ بن مغیرہ کا ذکر:

اور معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص احد کے روز جب اول مرتبہ کی شکست میں پسپا ہو کر بھاگا تو وہ سیدھا مدینہ کی طرف منہ اٹھائے چلا گیا اور مدینہ کے قریب جا کر شہر میں گیا تو نہیں بلکہ کہیں باہر ہی پڑ کر سو گیا پھر جب صبح ہوئی تو شہر میں گیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان پر جا کر ان کا دروازہ کھٹکھٹایا اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اندر سے یہ فرمایا کہ وہ تو یہاں نہیں ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ سن کر معاویہ نے کہا کہ آپ کسی آدمی کو بھیج کر ان کو بلوا لیجئے مجھے ان سے بہت ضروری ملنا ہے اس لئے کہ میں نے ان سے شروع سال میں ایک اونٹ خریدا تھا جس کی قیمت اب تک میرے ذمہ باقی ہے اب میں وہ قیمت لے کر ان کے دینے کے لئے آیا ہوں سو اگر وہ نہیں ملیں گے تو میں واپس چلا جاؤں گا اور پھر معلوم نہیں کب ملنا ہو غرض حضرت ام کلثومؓ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ ذرا تو جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا لا وہ گیا اور ان کو بلا لایا اور جب وہ مکان پر تشریف لائے تو معاویہ کو دیکھ فرمانے لگے کہ جا کمبخت تو نے مجھے بھی مارا اور تو خود بھی مرا ایسے موقع پر یہاں کیوں آ گیا معاویہ نے کہا: اے میرے چچا زاد بھائی! میرا تجھ سے زیادہ کوئی قریب کا رشتہ تو نہیں اور نہ تجھ سے زیادہ میری حفاظت اور حمایت کا کوئی حقدار ہے بس اس لئے اب میں تیرے پاس دوڑا ہوا آیا ہوں یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے مکان کے ایک کونہ میں بٹھا دیا اور پھر خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے کہ اس کے لئے حضور سے امان حاصل کریں مگر اتفاق سے رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے لوگوں کو یہ حکم دے چکے تھے کہ معاویہ آج صبح کو مدینہ میں آ گیا تم بھی اس کی دیکھ بھال میں رہو اور مل جائے تو اس کو گرفتار کر لو چنانچہ لوگوں نے اس کو سب جگہ تلاش کر لیا مگر وہ کسی کو نہیں ملا پھر انہیں ڈھونڈنے والوں میں سے کسی شخص نے یہ کہا کہ اس کو ذرا حضرت عثمان بن عفان کے گھر

میں تو دیکھو کہیں وہاں نہ ہو یہ سن کر وہ سب کے سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور حضرت ام کلثومؓ سے دریافت کیا کہ کیا یہاں معاویہ آیا ہے؟ انہوں نے لوگوں سے اشارہ سے کہا کہ ہاں آیا ہے اور دیکھو وہ چھپا ہوا ہے تب وہ لوگ وہیں کونے میں گئے اور اس کو بوریئے کے نیچے سے باہر نکالا اور پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ جب انہوں نے اس کو دیکھا کہ وہ گرفتار ہو گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں تو اس وقت آپ کی خدمت میں صرف اسی کے امان حاصل کرنے کیلئے آیا تھا سو آپ مہربانی فرما کر بس اب تو اس کو مجھے بخش دیجئے غرض حضور نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور فرمالی اور اس کو تین دن کی مہلت دی کہ اتنی مدت میں کہیں اور چلا جائے اور یہ فرمادیا کہ اتنی مدت کے بعد اگر پھر کسی کے ہاتھ آجائے تو قتل کر دیا جائے۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیئے اور جا کر فوراً اس کے لئے ایک اونٹ خریدا اور اس کو سفر کا سب سامان دے کر کہا کہ بس اب تو یہاں سے چلا جا چنانچہ وہ اونٹ اور سفر کا سامان لے کر وہاں سے چل دیا اور رسول اللہ ﷺ اسی وقت مقام حمراء الاسد کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کے ساتھ حمراء الاسد کی طرف تشریف لے گئے تھے اتفاق سے ایسا ہوا کہ یہ معاویہ بھی یہاں مدینہ سے جا کر وہیں حمراء الاسد میں ٹھہرا ہوا تھا اور جب تیسرا دن ہوا تو یہ وہاں سے اپنی سواری پر سوار ہو کر چل دیا یہاں تک کہ جب یہ مقام عقیق کی سرحد میں پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ یہاں سے کہیں قریب ہی ہے ذرا اس کو تلاش کرو چنانچہ لوگ اس کی تلاش میں نکلے اور یہ اچانک راستہ بھول گیا آخر لوگ اس کا پتہ چلا کر اس کے پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ چوتھے روز اس کو پکڑ ہی لیا اور ان تلاش کرنے والوں میں سے حضرت زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر اس کی تلاش میں بہت زیادہ سرگرم تھے اسی لئے وہ سب سے آگے نکل گئے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقام جما میں پہنچے تو معاویہ ان کو وہاں مل گیا بس حضرت

زید بن حارثہ نے اس کو دیکھ کر اس کے تلوار ماری اور حضرت عمار بن یاسر نے یہ فرمایا کہ اس کے قتل میں میرا بھی حق ہے اس کے ایک تیر مارا اور تیر و تلوار سے دونوں نے اس کو قتل کر ڈالا اس کے بعد یہ دونوں حضرات وہاں سے لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کے قتل کی خبر دی اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر مقام ثنیۃ الشرید میں مل گیا تھا کیونکہ وہ راستہ بھول گیا تھا غرض جب وہ ان دونوں یعنی حضرت زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر کو مل گیا تو انہوں نے اس کے لگاتار تیر مارنے شروع کر دیئے اور اس کو بالکل نشانہ بنالیا یہاں تک کہ آخر کار وہ مر ہی گیا۔

●●●

مقام حمراء الاسد کا غزوہ

یہ غزوہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال کی آٹھویں تاریخ کو اتوار کے روز واقع ہوا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کل پانچ روز باہر رہے اور جمعہ کے روز مدینہ میں داخل ہو گئے تھے کہتے ہیں کہ جب حضور نے اتوار کو صبح کی نماز پڑھی اور اس نماز میں آپ کے ساتھ قبیلہ اوس اور خزرج کے بڑے بڑے سردار اور سربراہ لوگ شامل تھے اور اس روز رات بھر مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے دروازہ پر حضرت سعد بن عبادہ اور حباب بن منذر اور سعد بن معاذ اور اوس بن خولی اور قتادہ بن نعمان اور عبید بن اوس وغیرہ اور چند آدمیوں سمیت جو انہیں لوگوں میں سے تھے حاضر رہے پھر جس وقت رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ تم لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ حضور تم لوگوں کو دشمن کے پیچھا کرنے کا حکم فرما رہے ہیں اور اس دھاوے میں ہمارے ساتھ صرف وہی آدمی چلیں جو کل جنگ احد میں شریک تھے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ بھی اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے کہ اپنی قوم کو چلنے کا حکم کریں اور جب تک احد کے مجاہدوں کے زخم ہرے تھے خصوصا قبیلہ بنی عبد الاشہل کے آدمی تو بہت ہی زخمی ہو رہے تھے بلکہ کل کے کل ہی زخمی تھے چنانچہ حضرت سعد بن معاذ اپنی قوم کے پاس پہنچے اور ان سے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو پھر دشمن پر دھاوا کرنے کا حکم دیا ہے اس پر حضرت اسید بن حضیر نے کہا کہ ہمیں بسر و چشم منظور ہے حالانکہ ان کے سات زخم لگے ہوئے تھے اور یہ ان کی دوا دارو کرنا چاہ رہے تھے غرض یہ اسی وقت اپنے ہتھیار لے کر چل دیئے اور زخموں کے علاج کی کچھ بھی پروا نہ کی اور اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا کر شریک ہو گئے اور اسی

طرح حضرت عبادہ اپنی قوم بنی ساعدہ کے پاس تشریف لے گئے اوران کو دشمن پر دھاوا کرنے کے لئے نکلنے کو کہا چنانچہ وہ بخوشی اس پر آمادہ ہو گئے اور سب نے فوجی لباس پہنا اور ہتھیار لگائے اور جا کر حضور کے ساتھ شریک ہو گئے اوراسی طرح حضرت ابوقتادہ اہل خربا کے پاس گئے اور وہ اس وقت اپنے زخموں کی دوا دارو کر رہے تھے اوران سے کہنے لگے کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ کا منادی آیا ہے اور تمہیں اس بات کا حکم کرتا ہے کہ دشمن کی تلاش کرو غرض وہ لوگ بھی یہ سن کر بے تحاشا اپنے ہتھیاروں پر جا پڑے اوراپنے زخموں کی طرف کچھ بھی خیال نہ کیا چنانچہ قبیلہ بنی سلمہ کے چالیس آدمی زخمی چلے کہ جن میں سے حضرت طفیل بن نعمان کے بدن پر تیرہ زخم تھے اور خراش بن صمہ کے دس زخم تھے اور کعب بن مالک کے کچھ اوپر دس زخم تھے اور قطبیہ بن عامر بن حدیدہ کے نو زخم تھے غرض یہ سب آدمی اپنے اپنے ہتھیار لگا کر چل دیئے یہاں تک کہ ابوعبیدہ کے کنوئیں کے قریب مقام ثنیہ کے قدیمی راستہ پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا ملے اور سب کے سب ہتھیار بند آپ کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے پھر جس وقت حضور نے ان کی طرف دیکھا اور یہ زخموں سے چور چور ہو رہے تھے تو آپ نے ان کے حق میں دعا کی اور یہ فرمایا کہ اے میرے پروردگار! تو بنی سلمہ پر اپنی رحمت نازل کر۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عتبہ بن جبیرہ نے اوران سے ان کی قوم کے بہت سارے آدمیوں نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن سہل اور رافع بن سہل بن عبدالاشہل جنگ احد سے واپس آئے تو یہ دونوں بہت زخمی ہو رہے تھے اور خصوصا عبداللہ کے تو بہت ہی زیادہ زخم لگ رہے تھے پس جس وقت صبح ہوئی اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس رسول اللہ ﷺ کا یہ پیام لے کر آئے کہ پھر دشمن کی تلاش میں چلو تو یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں نہ جائیں تو اس میں بھی ہمارا نقصان ہے اور اگر جائیں تو جانے کے لئے کوئی سواری نہیں جس پر سوار ہو کر چلے جائیں اور زخموں کی وجہ سے پیدل جا نہیں سکتے سو اب کیا کریں

اس پر حضرت عبداللہ حضرت رافع سے کہنے لگے کہ تم ہمارے ساتھ چلے چلو حضرت رافع نے کہا کہ خدا کی قسم مجھ میں تو پیدل چلنے کی ذرا بھی طاقت نہیں پھر حضرت رافع کے بھائی نے ان سے کہا کہ اچھا آپ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کے ساتھ ساتھ چلیں گے تیزی سے نہیں چلیں گے اور راستہ میں آپ کو کچھ سہارا بھی لگاتے رہیں گے آخر یہ دونوں بھائی چل نکلے مگر راستہ میں کمزور اور زخمی ہونے کی وجہ سے لڑکھڑاتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت رافع اسی طرح کچھ دور چل کر چلنے سے بالکل مجبور ہو گئے تو حضرت عبداللہ اور ان کے بھائی نے ان کو باری باری اپنی پیٹھ پر سوار کرنا شروع کیا اور اسی طرح جوں توں کر کے عشاء کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس وقت لشکر میں آدمی آگ جلا رہے تھے چنانچہ ان کو اسی حالت میں حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اس رات کو حضرت عباد بن بشر رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دے رہے تھے چونکہ یہ ذرا دیر سے حاضر ہوئے تھے اس لئے حضور نے ان سے دریافت کیا کہ اتنی دیر لگا کر کیوں آئے اس پر انہوں نے اپنی معذوری بیان کی تو آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر کی اور یہ فرمایا کہ اگر تم کچھ دنوں اور زندہ رہے تو تمہارے لئے اونٹ اور گھوڑوں اور خچروں کی بہت سی سواریاں ہو جائیں گی مگر یہ بات تمہارے حق میں کچھ بہتر نہ ہوگی۔

حضرت جابر بن عبداللہ کا قصہ:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے عبدالعزیز بن محمد نے اور ان سے یعقوب بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ یہ دونوں شخص جن کا پہلے تذکرہ ہوا ہے حضرت عبداللہ اور حضرت رافع نہیں تھے بلکہ حضرت انس اور حضرت مونس تھے اور یہ سارا قصہ انہیں دونوں شخصوں کا ہے اور حضرت جابر بن عبداللہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ حضور آپ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اس حمراء الاسد کے غزوہ میں ہمارے ساتھ صرف وہی آدمی چلیں کہ جو جنگ احد میں شریک تھے اور میرا قصہ یہ ہے کہ میں جنگ احد میں جانے کا بہت زیادہ مشتاق تھا لیکن اس وقت میرے باپ نے مجھے میری بہنوں کے

پاس چھوڑ دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ بھائی مجھے اور تجھے یہ بات کچھ زیبا نہیں ہے کہ ہم دونوں تو جنگ میں چلے جائیں اور ان لڑکیوں کو تن تنہا چھوڑ جائیں کہ ان کے ساتھ کوئی بھی مرد نہ ہو اور مجھے ان کی تکلیف و دقت وغیرہ کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ یہ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اور بالکل ناتواں ہیں اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کر دے سو کم از کم تجھے یہاں ان کے پاس رہنا لازمی ہے کہ ان کی ہر قسم کی خیر خبر لیتا رہے اور نگرانی کرتا رہے آخر مجھے مجبور ہو کر ان کے پاس رہنا پڑا اور اسی میں میرے باپ مجھ سے شہادت میں بازی لے گئے حالانکہ مجھے شہادت کا بہت زیادہ شوق لگ رہا تھا لہذا اس وقت اگر آپ براہ کرم مجھے اجازت دیدیں تو میں بھی حضور کے ساتھ چلا چلوں اس پر حضور نے ان کی درخواست کو منظور فرمالیا اور ان کو اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیدی حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ میں ان لوگوں میں سے جو جنگ احد میں حاضر نہیں ہوئے تھے میرے سوا ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ نہیں جا سکا اور انہیں لوگوں میں سے میرے سوا اور بہت سے آدمیوں نے آپ کے ساتھ جانا چاہا مگر آپ نے کسی کو اجازت نہیں دی اور انکار کر دیا اس کے بعد آپ نے اپنا جھنڈا طلب کیا اور وہ جنگ احد کی واپسی سے لپٹا ہوا رکھا تھا کھولا نہیں گیا تھا چنانچہ آپ نے اس کو لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیدیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا اور اس غزوہ کی روانگی کے وقت آپ کی حالت بھی بہت خستہ ہو رہی تھی کہ آپ کے رخسار پر تو زرہ کی دو کڑیوں کا نشان ہو رہا تھا اور آپ کی پیشانی بھی بالوں کی جڑ میں سے زخمی ہو رہی تھی اور آپ کے دانت بھی ٹوٹ رہے تھے اور ہونٹ بھی اندر کی طرف سے چر رہا تھا اور آپ کا دایاں مونڈھا ابن قمیہ کے تلوار مارنے کی وجہ سے بالکل کمزور ہو رہا تھا اور آپ کے دونوں گھٹنے بھی چھل رہے تھے غرض اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور اس وقت سب لوگ جمع ہو چکے تھے یہاں تک کہ مدینہ کے بلند حصوں پر رہنے والے بھی منادی سن کر نیچے اتر آئے تھے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے اس

کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنا گھوڑا مسجد کے دروازہ پر طلب فرمایا اور حضرت طلحہ بھی منادی سن کر وہیں آ گئے تھے اور منتظر کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کب چلتے ہیں غرض اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے سامنے اسی طرح رونق افروز ہوئے کہ آپ زرہ اور خود وغیرہ سب جنگی سامان پہنے ہوئے تھے اور آنکھوں کے سوا آپ کا سارا جسم ڈھکا ہوا تھا اور حضرت طلحہ کو نہتا دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے طلحہ! تیرا ہتھیار کہاں ہے حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہیں قریب ہی ہے اور پھر میں نے جھپٹ کے اپنی زرہ پہن لی اور اپنی تلوار لے لی اور اپنا سپر اپنے گلے میں ڈال لیا اور اس وقت میرے نو زخم لگے ہوئے تھے مگر مجھے اپنے زخموں کی تو کچھ ایسی پروانہ تھی باقی رسول اللہ ﷺ کے زخموں پر میرا بہت جی کڑھ رہا تھا اس کے بعد حضور حضرت طلحہ کے سامنے تشریف لائے اور ان سے فرمانے لگے کہ اس وقت دشمنوں کی فوج تمہارے خیال میں کہاں ہوگی حضرت طلحہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقام سیالہ میں معلوم ہوتی ہے حضور نے فرمایا کہ ہاں میرا گمان بھی یہی ہے اور اے طلحہ اب یہ لوگ ہم پر احد کی طرح ہرگز غالب نہیں آسکتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مکہ فتح کرادے گا اس کے بعد آپ نے تین آدمیوں کو جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے مشرکوں کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا کہ ان کا سراغ لگاؤ وہ کہاں ہیں جن میں سے دو تو قبیلہ بنی سہم سے سفیان بن خالد بن عوف بن دارم کے لڑکے تھے ایک سلیط اور ایک نعمان اور ایک شخص ان کے ساتھ قبیلہ بنی عویم میں سے تھا جس کا نام ہمیں معلوم نہیں ہو سکا چنانچہ یہ تینوں کے تینوں یہاں سے روانہ ہو گئے مگر راستہ میں ان میں سے ایک تو پیچھے رہ گیا اور دو جھپٹ کر آگے نکل گئے اور آگے جا کر ان میں یہ قصہ ہوا کہ اتفاق سے ایک کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا اس نے دوسرے کہا کہ تو اپنی جوتی مجھے دیدے اس پر اس نے انکار کیا اور یہ کہا کہ خدا کی قسم! میں تو ہرگز ایسا نہیں کروں گا آخر اسی طرح تکرار ہو کر مانگنے والے نے اس نہ دینے والے کی چھاتی پر ایک لات ماری جس سے وہ تو چت گر پڑا اور یہ اس کی جوتی پہن کر چل دیا اور مقام حمراء الاسد میں مشرکوں کی فوج کے

پاس پہنچ گیا چنانچہ اس وقت ان کی ایک جماعت تو مسلمانوں پر پھر دوبارہ حملہ کرنے پر زور دے رہی تھی اور صفوان ان کو اس بات سے روک رہتا تھا غرض اسی اثناء میں اتفاق سے ان کی نظر ان دونوں آدمیوں پر جا پڑی جو جاسوسی کر رہے تھے چنانچہ وہ فوراً ان دونوں کے اوپر پل پڑے اور ان کو قتل کر ڈالا آخر جب مسلمان مقام حمراء الاسد میں ان دونوں کی لاش پر پہنچے تو ان کو اپنے لشکر میں اٹھا لے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرا دیا اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ یہ قبر انہیں دونوں شخصوں کی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے دوست تھے پھر وہاں سے رسول اللہ ﷺ اپنی فوج سمیت روانہ ہوئے اور حمراء الاسد میں پہنچ کر پڑاؤ کیا حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اس سفر میں ہماری خوراک زیادہ تر کھجوریں تھیں کیونکہ مدینہ سے روانہ ہوتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ نے تیس اونٹ کھجوروں کے لدوائے تھے کہ مقام حمراء الاسد تک کافی ہو جائیں اور چند اونٹ کھانے کے قابل بھی ساتھ لے لئے تھے چنانچہ ان میں سے ایک روز تو دو اونٹ ذبح ہوتے تھے اور ایک روز تین اونٹ ذبح ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ دن میں ہمیں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور جب شام ہو جاتی تھی تو پھر آگ جلانے کا حکم دیدیا کرتے تھے پس ہر ایک آدمی اپنی اپنی الگ الگ آگ جلایا کرتا تھا جس سے پانچ سو جگہ آگ سلگ جاتی تھی اور بہت دور دور سے دکھائی دیتی تھی یہاں تک کہ ہمارے لشکر اور ہماری آگ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کی ہمت کو پست اور ان کو ڈھیلا کر دیا۔

معبد بن خزاعی کا واقعہ:

پھر ایک روز ایسا ہوا کہ وہاں کو معبد بن ابی معبد خزاعی بھی آ گیا اور وہ جب تک مشرک ہی تھا مگر چونکہ اس کے قبیلہ بنی خزاعہ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مصالحت تھی اس لئے اس نے ہمارے پاس آنے سے کچھ پرہیز نہ کیا غرض رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اس نے کہا کہ اے محمد اس لڑائی میں جو کچھ آپ کی ذات خاص کو صدمہ پہنچا

ہے اور اسی طرح جو کچھ آپ کے اصحاب کو زک پہنچی ہے اس سے ہمیں بہت زیادہ افسوس ہو رہا ہے اور یہ ہمیں بہت زیادہ شاق گزر رہا ہے ہماری دلی تمنا تو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نیزہ کو بلند کرے اور آپ کے دشمنوں کو پامال کرے مگر خیر جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا بس اتنی بات کر کے وہ وہاں سے جھٹ پٹ چل دیا یہاں تک کہ اس نے قریش اور ابوسفیان کو مقام روحاء میں جا پکڑا اور وہ سب اس وقت آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ جب تم نے محمد کو قتل نہ کیا اور نہ مسلمانوں کی چھاتیاں ابھری ہوئی نوجوان لڑکیوں سے کچھ لیئے لپٹے تو یہ کام تم سے بہت نکما ہو گیا اور مسلمانوں پر پھر دوبارہ حملہ کرنے پر آمادہ ہو رہے تھے کہ اتنے میں ایک اور شخص انہیں میں سے اس بات کی تائید کرتا ہوا بول پڑا کہ ہاں واقعی ہم نے کیا تو بیوقوفی ہی کا کام کہ ان کے بڑے بڑے سرداروں کو تو قتل کر دیا مگر ان کا بالکل پاپ کاٹے بغیر چلے آئے اور ان کے پاس مال اور کچھ آدمیوں کی جمعیت بھی چھوڑ آئے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ تائید کرنے والا عکرمہ بن ابی جہل تھا پھر جب معبد ابوسفیان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگا کہ لو دیکھو یہ تو معبد بھی آ گیا ہے بس اس کو ضرور ان کی خبر ہو گی پھر معبد سے کہنے لگا کہ اے معبد تو ان کو اپنے پیچھے کیونکر چھوڑ آیا ہے اس نے کہا کہ محمد اور اس کے اصحاب تو تمہارے اوپر آگ بگولہ ہو رہے ہیں اور بہت دانت پیس رہے ہیں اور قبیلہ اوس اور خزرج کے جو جو آدمی جنگ احد میں شریک نہ ہو سکے تھے وہ سب بھی ان کے ساتھ جمع ہو رہے ہیں اور ان سب نے آپس میں یہ عہد و پیمان کر لیا ہے کہ وہ جب تک تم سے مقابلہ کر کے اپنے خون کا بدلہ نہ لے لینگے تب تک واپس اپنے گھر کو نہ جائیں گے اور اپنی قوم اور اپنے سرداروں کی خونریزی پر بہت زیادہ غضبناک ہو رہے ہیں یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ کمبخت تو یہ کیا کہہ رہا ہے معبد نے کہا کہ خدا کی قسم تم لوگوں کی عقلوں پر تو پردہ پڑ گیا ہے اور جب تک تم ان کے گھوڑوں کی چوٹیوں کو نہ دیکھ لو گے اس وقت تک تمہیں ان کے آنے کا یقین نہیں آئے گا اس کے بعد معبد نے کہا کہ میں نے تو ان کی ایسی شان و شوکت دیکھی ہے کہ اس کو دیکھ کر میں یہ شعر کہنے پر مجبور ہو گیا اور مجھے بے ساختہ یہی کہنا پڑا اب آ گے

تمہیں اختیار ہے کہ تم اس کو جھوٹ سمجھو یا سچ سمجھو۔

معبد بن خزاعی کے مسلمانوں کی تعریف میں اشعار:

کادت تھد من الاصوات راحلتی

اذا سالت الارض بالجرد الا بابیل

میری اونٹنی گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے گرنے کو ہوگئی جب وہ ابابیل جیسے گھوڑے میدان میں سیلاب کی طرح آ گئے۔

تعدوا باسد کرام لا تنابلة عند اللقاء ولا میل مغازیل

اور وہ ایسے شیر مردوں کو لئے دوڑے پھرتے تھے جو اپنے دشمن کے مقابلہ کے وقت ذرا سستی نہیں کرتے اور نہ کوتاہی کرتے ہیں اور نہ میدان میں ہتھیار چھوڑ کر بھاگتے ہیں۔

فقلت ویل لابن حرب من لقائھم اذا تفطمطت البطماء بالجیل

یہ دیکھ کر میں نے اپنے جی میں کہا کہ بس ان سے مقابلہ کرنے میں ابوسفیان بن حرب کی خیر نہیں جب بطحاء کا میدان ان کی فوج کی آواز سے گونج اٹھے گا۔

معبد کا قول اور قریش کا لشکر:

راوی کہتا ہے کہ قریش کے لشکر پر معبد کے قول کا تو خیر کچھ ایسا اثر نہیں ہوا اور نہ یہ اس کے کہنے سننے سے لوٹے بلکہ اس کے آنے سے پہلے صفوان بن امیہ ان کو لوٹنے کی بہت ترغیب دے رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اے قوم! دیکھو تم اب مسلمانوں کا پیچھا کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ تم ان سے ابھی لڑ کر آ رہے ہو اور وہ تم سے ہار گئے ہیں اور اس وقت ان کے ساتھ قبیلہ خزرج کے تمام آدمی نہ تھے اس لئے اس وقت مجھے سخت اندیشہ ہے کہ اگر کہیں تم ان پر لوٹ کر جاؤ اور ان کے وہ باقی ماندہ آدمی ان کے ساتھ آ ملیں اور تازہ دم ہونے کی وجہ سے تمہیں زک پہنچا دیں تو پھر تمہیں گھر تک جانا بھی مشکل ہو جائے گا لہذا میرے خیال میں اب یہی مناسب ہے کہ تم اپنے گھر ہی لوٹ چلو کیونکہ اب تک

تمہی جیت میں ہو اور ہر طرح سے سرخرو ہو چنانچہ ابوسفیان وغیرہ اس صفوان ہی کے کہنے کی وجہ سے مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کرنے سے باز رہے اور صفوان کی اس دانشمندی پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ صفوان اگرچہ بے راہ ہے مگر اس نے قریش کو راہ پر لگادیا اور اسی میں قریش کی خیر ہوگئی کہ انہوں نے اس کی بات مان لی ورنہ خدا کی قسم! ان سب کی موت پتھروں سے لکھی ہوئی تھی اور جس پتھر سے جس کی موت مقدر تھی اسی پتھر اس کا نام کندہ تھا سو اگر یہ اب ہم پر لوٹ کر آتے تو زمانہ گذشتہ کی طرح بے نام ونشان ہو جاتے غرض قریش کا لشکر خوفزدہ ہو کر اپنے شہر کی طرف لوٹ گیا اور راستہ میں بہت گھبراتا جاتا تھا کہ کہیں پیچھے سے مسلمان نہ آجائیں اور اسی اثناء میں اتفاق سے چند آدمی قبیلہ بنی عبدالقیس کے جو مدینہ کو جارہے تھے وہاں کو گزرے تو ابوسفیان نے ان سے کہا کہ اگر تم میرا پیام محمد اور اس کے ساتھیوں کو پہنچادو گے تو میں تمہیں بڑا انعام دوں گا کہ جب تم عکاظ کے میلہ میں آؤ گے تو میں تمہارے اونٹوں کو کھجوروں سے بھر دوں گا انہوں نے کہا بہت اچھا جو کچھ تم کہو گے ہم ضرور ان کے پاس پہنچادیں گے آخر جب یہ بات طے ہوگئی تو ابوسفیان نے ان سے یہ کہا کہ جب تم محمد اور اس کے ساتھیوں سے ملو تو ان سے یہ کہہ دینا کہ قریش کے سب آدمی تمہارے اوپر دوبارہ حملہ کرنے کو تیار ہو رہے ہیں اور اس بات پر ان کے سب آدمیوں کا اتفاق ہو گیا ہے اور وہ ہم سے یہ کہتے تھے کہ تم چلو ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں چنانچہ ان سے یہ کہہ کر ابوسفیان تو اپنے لشکر کی طرف چلا گیا اور یہ قافلہ وہاں سے روانہ ہو کر مقام حمراء الاسد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ اور آپ کے سب لوگوں کو ابوسفیان کا پیام سنادیا اس پر وہ لوگ ذرا بھی نہیں گھبرائے اور سب کے سب نے یہ کہا کہ ہمیں تو خدا کا سہارا کافی ہے اور وہی بہتر حمایتی ہے اور ایسے نازک وقت میں ان کا اللہ کے اوپر بھروسہ کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا تو اللہ نے ان کی تعریف میں یہ آیتیں اتاردیں۔

﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ

فَاخۡشَوۡهُمۡ﴾

یعنی جب لوگوں نے آ کر مسلمانوں کو خبر دی کہ دیکھو مشرک تم لوگوں پر حملہ کرنے پر تلے ہوئے بیٹھے ہیں سو تم ان سے ڈرو اور کچھ اپنا بندوبست کرو تو وہ اسے گھبرائے نہیں اور ڈرے نہیں بلکہ ان کا اس سے اور ایمان زیادہ ہو گیا اور وہ یہ کہنے لگے کہ بس ہمیں تو خدا کا سہارا کافی ہے اور وہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔

﴿اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ﴾الخ

یعنی انہوں نے باوجود زخمی اور خستہ حال ہونے کے اللہ اور اللہ کے رسول ہی کا کہنا مانا اور اپنی شکستہ حالی کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔

اور معبد نے قریش سے الگ ہو کر یہ کارروائی کی کہ اپنے قبیلہ خزاعہ سے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ خبر لے کر بھیجا کہ قریش تم سے ڈرتے ہوئے اور گھبراتے ہوئے اپنے مقام کی طرف واپس چلے گئے ہیں چنانچہ یہ خبر پا کر رسول اللہ ﷺ بھی وہاں سے تین روز قیام کرنے کے بعد مدینہ کو واپس تشریف لے آئے۔

❀❀❀

ابوسلمہ بن عبدالاسد کے فوجی دستہ کا ذکر

یہ دستہ محرم کے مہینے میں جو ہجرت کا پینتیسواں مہینہ ہے مقام قطن میں قبیلہ بنی اسد کی طرف گیا تھا ہم سے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی رضی اللہ عنہ نے اور ان سے شیخ ابومحمد حسن بن علی بن محمد بن حسن جوہری نے صفر کے مہینے ۴۴۷ھ میں اور ان سے ابوعمر محمد بن عباس بن محمد بن زکریا بن حیویہ نے اور ان سے عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر واقدی نے اور ان سے عمر بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع نے اور ان سے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد نے (واقدی) فرماتے ہیں کہ یہ روایت مجھ سے ان کے سوا اور لوگوں نے بھی بیان کی ہے اور ایک بڑے پایہ کے محدث نے مجھ سے بیان کیا اور ان سے عمر بن عثمان نے اور ان سے خاص حضرت سلمہ نے غرض ان سب نے بیان کیا کہ جب حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد جنگ احد میں جانے کے لئے مقام قبا سے واپس ہوتے ہوئے مدینہ میں آئے تو قبیلہ بنی امیہ بن زید کے یہاں محلہ عالیہ میں اترے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی حضرت ام سلمہ دختر ابوامیہ بھی تھیں چنانچہ یہ جنگ احد میں تشریف لے گئے اور وہاں لڑائی میں زخمی ہو گئے کہ ان کے بازو پر زخم لگا اس کے بعد جب یہ زخمی ہو کر اپنے مکان پر تشریف لائے تو ان کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مقام حمراء الاسد کی طرف روانہ ہوئے ہیں اس وجہ سے انہوں نے بھی فوراً اپنا گدھا منگایا اور اس پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہو گئے یہاں تک کہ جس وقت آپ مقام عصبہ کے ڈھلان سے مقام عقیق میں اتر رہے تھے تو یہ اس وقت آپ سے جا ملے اور وہاں سے آپ کے ساتھ ساتھ حمراء الاسد کی طرف چل دیئے پھر جس وقت رسول اللہ ﷺ

مدینہ کو واپس ہوئے تو یہ بھی سب مسلمانوں کے ساتھ ساتھ آئے اور آتے ہوئے بھی عصبہ ہی کے راستہ کو آئے پھر مدینہ میں ایک مہینہ تک قیام کیا اور اپنے زخموں کی دوادارو کرتے رہے یہاں تک کہ یہ اچھے ہو گئے اور زخم بھر آئے مگر صرف کھال ہی کھال پر کچھ غیر معلوم سا اثر باقی رہ گیا پھر جس وقت ہجرت کے پینتیسویں مہینے محرم کا چاند نظر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے طلب کیا اور یہ فرمایا کہ دیکھو تم اس دستہ کو ساتھ لے کر چلے جاؤ ہم نے تمہیں اس دستہ کا امیر اور افسر بنا دیا ہے اور آپ نے ان کے لئے ایک ہی جھنڈا تیار کرایا اور فرمایا کہ لو اس کو لے کر یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور دیکھو جب قبیلہ بنی اسد کی زمین پر پہنچو تو حملہ کرنے میں تم ہی پہل کرنا اور ان پر پہلے پہل چھاپہ مارنا اس کی نوبت نہ آنے دینا کہ وہ اپنی جماعتوں کو لے کر تم پر چڑھ آئیں پھر آپ نے حضرت ابو سلمہ کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کی اور رخصت کر دیا چنانچہ ان کے ساتھ اس لشکر میں ایک سو پچاس آدمی روانہ ہوئے جن میں سے ایک تو حضرت ابو سبرہ بن ابی رحم تھے اور یہ حضرت ابو سلمہ کے ماں شریک بھائی تھے اور ان دونوں کی والدہ حضرت بردہ دختر عبدالمطلب تھیں اور ایک عبداللہ بن سہیل بن عمرو تھے ایک عبداللہ بن مخرمہ عامری تھے اور قبیلہ بنی مخزوم سے معتب بن فضل بن حراء خزاعی تھا جو ان کا طرف دار تھا اور ایک ارقم بن ابی ارقم تھے اور قبیلہ بنی فہر سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح تھے اور سہیل بن بیضاء بھی تھے اور انصار میں سے اسید بن حضیر اور عباد بن بشر اور ابو نائلہ اور ابو عبس اور قتادہ بن نعمان اور نضر بن حارث ظفری اور ابو قتادہ اور ابو عیاش زرقی اور عبداللہ بن زید اور خبیب بن یساف تھے اور ان کے سوا اور لوگ بھی تھے جن کے نام ہمیں معلوم نہیں ہو سکے۔

اس لڑائی کا سبب:

اس غزوہ کے برپا ہونے کا یہ قصہ ہوا کہ ایک شخص قبیلہ طے کا کسی عورت کے پاس جو اس کی رشتہ دار اور قبیلہ طے کی تھی اس سے ملنے کے لئے مدینہ میں آیا اور یہ عورت کسی صحابی کی بیوی تھیں چنانچہ یہ شخص انہیں صحابی کے یہاں جو اس کے رشتہ دار تھے آ کر ٹھہرا

اوران سے یہ کہا کہ میں خویلد کے دونوں بیٹے طلحہ اور سلمہ کو ان کی قوم میں اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ ان کی قوم اور جو لوگ ان کے تابعدار اور فرمانبردار ہیں وہ ان کے سر پر ہو رہے ہیں کہ مدینہ میں چل کر محمد سے جنگ کرو اور ان کا ارادہ ہے کہ مدینہ میں آ کر خاص محمد کے گھر پر چھاپہ ماریں اور جو لوگ ان کے آس پاس بستے ہیں ان کے ساز و سامان کو بھی لوٹ لیں اور ان کے مویشی جو مدینہ کے اردگرد چرتے پھرتے ہیں ان کو بھی ساتھ ساتھ ہانکتے لے جائیں اور وہ آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ ہم اپنے تیز رفتار اور شائستہ گھوڑوں اور تجربہ کار اونٹوں پر سوار ہو کر چلیں گے سو اگر ہم نے ان کی چیزوں کو لوٹ لیا اور اپنی مراد پوری کر کے وہاں سے لوٹنا چاہا تو تب بھی وہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتے کہ ہم ان کے ہاتھ نہیں آئیں گے اور اگر اتفاق سے ہمارا ان کا مقابلہ ہو گیا تو تب بھی ہم ہی غالب رہیں گے کیونکہ ہم نے تمام جنگی سامان تیار کر لیا ہے اور لڑائی کا پورا پورا بندوبست کر لیا ہے مزید برآں یہ کہ ہمارے پاس گھوڑے ہیں اور ان کے پاس گھوڑے نہیں ہیں اور ہمارے تو اونٹ بھی گھوڑوں ہی جیسے تیز رو ہیں اور وہ لوگ ہارے تھکے ہوئے ہیں کہ ابھی قریش سے جنگ احد میں ہار کر آ رہے ہیں اس لئے مدت تک تو ابھی ان کے اوسان ویسے ہی ٹھیک نہیں ہو سکتے اور نہ ان کی فوج جمع ہو سکے گی اس پر انہیں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا جس کا نام قیس بن حارث بن عمیر ہے اور کھڑا ہو کر ان سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم اے قوم! یہ بات جو تم نے تجویز کی ہے میری رائے کے تو بالکل برخلاف ہے کیونکہ اول تو ان پر حملہ کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے ہمارا کوئی خون نہیں کر رکھا ہے کہ جس کے عوض میں ہم ان کا خون کریں اور نہ انہوں نے ہمارے اوپر کوئی چھاپہ مارا ہے کہ جس کے عوض میں ہم ان کے اوپر چھاپہ ماریں اور اس کے علاوہ ہماری جگہ بھی مدینہ سے بہت دور ہے اور اتنی دور جانے کا بندوبست کرنا کچھ آسان نہیں ہے اور ہمارے پاس قریش جتنی فوج بھی نہیں ہے کیونکہ وہ تو ایک مدت تک عرب کے سارے ملک میں گشت لگاتے اور دورہ کرتے پھرتے رہے اور تمام ملک سے اپنی امداد کی درخواست کی تب کہیں جا کر ان کے پاس اتنی جمعیت ہوئی تھی کہ اس کو

لے کر مسلمانوں کے مقابلہ میں گئے اور پھر بھی اپنے خون کا مطالبہ کرنے کو گئے تھے کوئی پہلے پہل حملہ کرنے کو نہیں گئے تھے اور ان کے جنگی ساز و سامان کی یہ حالت تھی کہ جس وقت وہ روانہ ہونے لگے ان کے اونٹ سامان سے لدے ہوئے تھے اور سواری کے اونٹ بھی بہت تھے اور ان کی پیشوائی میں بہت سارے گھوڑے بھی تھے جو خالی ساتھ ساتھ چلتے تھے اور ہتھیار تو ڈھیر کے ڈھیر لدے ہوئے تھے اور آدمیوں کے ہجوم کی یہ حالت تھی کہ تین ہزار آدمی تو صرف لڑنے ہی لڑنے والے تھے اور ان کے سوا دوسرے کاروبار کرنے والے رہے جدا اور تم بہت جدو جہد کرو گے تو زیادہ سے زیادہ تین سو آدمی لے کر نکلو گے اور اتنے بھی ہو جائیں تو بہت غنیمت ہے ورنہ امید اس کی بھی نہیں سو ایسی حالت میں تم اپنے آپ کو کیوں مصیبت میں ڈالتے ہو اور چین سے بیٹھے بٹھائے اپنے گھروں سے اتنی دور کیوں جا کر لڑتے ہو ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے جیتنا تو رہا جدا مجھے اس بات کا بھی کچھ پکا بھروسہ نہیں کہ تمہیں شکست نہیں ہوگی پس قیس کی یہ باتیں سن کر وہ لوگ مدینہ کی طرف کوچ کرنے میں ذرا کچھ مذبذب سے ہو جاتے تھے اور میرے آنے تک وہ اسی شش و پنج میں پڑے ہوئے تھے کوئی بات طے ہونے نہ پائی تھی آخر وہ اس کے رشتہ دار صحابی اس کو اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ اس شخص نے بیان کیا تھا وہ سب من و عن حضور سے کہہ سنایا تب حضور نے ان کی گوشمالی کیلئے حضرت ابو سلمہ کو چند آدمی دے کر روانہ کیا اور وہ شخص بھی رہبری کے لئے انکے ساتھ ساتھ گیا اور مسلمان اس سفر میں بہت جلدی جلدی چلے اور اس کے علاوہ مخبران کو عام راستہ سے بچا کر دوسرے مختصر راستہ کو لے گیا اور رات دن لئے چلا گیا چنانچہ یہ مقام اجناد سے گزر کر قبیلہ بنی اسد کے ایک چشمہ کے نزدیک جس کا نام قطن تھا پہنچ گئے اور اسی چشمہ پر ان لوگوں کا لشکر جمع تھا وہاں پر مسلمانوں کو ان کے مویشی چرتے ہوئے مل گئے چنانچہ انہوں نے انکے مویشیوں پر چھاپہ مارا اور ان کو لوٹ کر اپنے قابو میں کر لیا اس کے بعد ان کے چرواہوں پر جو غلام تھے حملہ کیا اور ان میں سے تین شخص تو ہاتھ آ گئے اور باقی سب بھاگ گئے اور اپنے لشکر میں آ کر اس قصہ کو بیان کیا اور حضرت

ابوسلمہ کے لشکر کی جمعیت سے اپنے لوگوں کو ڈرایا اور ان سے یہ ظاہر کیا کہ ابوسلمہ کے ساتھ بڑی زبردست جمعیت ہے چنانچہ وہ لوگ اپنے آدمیوں سے یہ بات سن کر سب کے سب متفرق ہو گئے اور ہر طرف کو بھاگ گئے اس کے بعد حضرت ابوسلمہ آگے بڑھے اور خاص اسی چشمہ پر جہاں وہ لوگ جمع تھے پہنچے تو دیکھا کہ وہ سب لوگ وہاں سے واقعی بھاگ چکے تھے اور ادھر ادھر کو منتشر ہو گئے تب انہوں نے وہاں پر اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا او رپھر اپنے آدمیوں کو ان کے اونٹوں اور گھوڑوں اور بکریوں کی تلاش میں روانہ کرنا چاہا کہ جہاں کہیں ان کو باغیوں کی یہ چیزیں مل جائیں ان کو لوٹ کر لے آئیں چنانچہ اپنے لشکر کے تین حصے کر کے ایک حصہ کو تو اپنے ساتھ رکھا اور دو جماعتوں کو لوٹ مار کے لئے دو مختلف طرفوں میں روانہ کر دیا اور دونوں جماعتوں کو یہ تاکید کر دی کہ دیکھو ان کی تلاش میں کہیں بہت دور نہ نکل جانا اور صحیح سلامت رہو تو رات کو میرے پاس ہی آ کر آرام کرنا کہیں اور نہ ٹھہر جانا نیز یہ بھی حکم دیا کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے الگ الگ نہ ہو جانا اور ہر ایک جماعت پر انہیں میں سے ایک ایک آدمی کو امیر بنا دیا غرض یہ دونوں جماعتیں ان سے رخصت ہو کر روانہ ہو گئیں اور ان کو لوٹ کر پھر حضرت ابوسلمہ کے پاس صحیح سلامت ہی آ گئیں اور لوٹ میں اونٹ اور بکریاں آئیں اور کسی سے مقابلہ کی نوبت نہ پہنچی اس کے بعد حضرت ابوسلمہ یہ سب کچھ ساتھ لے کر مدینہ کو واپس ہوئے اور وہ مخبر شخص بھی آپ کے ساتھ ساتھ واپس آیا چنانچہ جب رات کو وہاں سے لشکر کا کوچ ہونے لگا تو حضرت ابوسلمہ نے لوگوں سے کہا کہ تم اپنے لوٹ مار کے مال کو آپس میں تقسیم کر لو اس پر انہوں نے امیر ہونے کی حیثیت سے یہ کام انہیں کے سپرد کر دیا تب انہوں نے سب سے پہلے تو اس غنیمت کے مال میں سے جو جو چیزیں اس رہبر اور مخبر کو پسند اور درکار تھیں وہ اس کو دیدیں اس کے بعد جو چیز اس بقیہ مال میں سب سے زیادہ عمدہ اور اچھی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے الگ کر لی اور وہ ایک غلام تھا پھر بقیہ مال میں سے پانچواں حصہ نکالا اور اس کے بعد پھر جو کچھ مال باقی رہ گیا تو اس کو اپنے ساتھیوں کو بانٹ دیا پھر جب لوگوں نے اپنا اپنا حصہ خوب اچھی طرح پہچان لیا تو ان اونٹوں اور بکریوں کو

ایک جگہ جمع کر کے ہانکتے ہوئے چل دیئے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

حضرت ابو سلمہؓ کی وفات اور ام سلمہؓ کا حضورؐ سے نکاح:

(واقدی نے) عمر بن عثمان سے اور ان سے عبدالملک بن عبید نے اور ان سے عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع نے اور ان سے عمر بن ابی سلمہ نے بیان کیا کہ جس نے حضرت ابوسلمہ کو جنگ احد میں زخمی کیا تھا وہ اسامہ جشمی تھا کہ اس نے احد کے روز ایک چوڑے بھال کا تیر ان کے بازو میں مارا جس کا علاج یہ ایک مہینے تک کرتے رہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ گھاؤ علاج کرنے سے اچھا ہو گیا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہجرت کے پینتیسویں مہینے محرم میں لشکر کے ساتھ مقام قطن کی طرف بھیجا جس میں یہ کچھ اوپر دس روز باہر رہے پھر جس وقت یہ لوٹ کر مدینہ میں واپس تشریف لائے تو اس گھاؤ کا منہ پھر کھل گیا اور جمادی الثانی کی ستائیسویں تاریخ کو یہ اس میں وفات پا گئے اور قبیلہ بنوامیہ کے کنوئیں کے دونوں مناروں کے بیچ میں ان کی میت کو غسل دیا گیا اور اس کنویں کا نام جاہلیت کے زمانہ میں عبیر تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو بدل کر اس کا نام یسیرہ رکھ دیا تھا اس کے بعد ان کی لاش قبیلہ بنوامیہ کے یہاں سے اٹھا کر مدینہ میں لائی گئی اور یہیں دفن کر دی گئی حضرت عمر بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت ابوسلمہ کی وفات کے بعد میری والدہ حضرت ام سلمہ عدت میں رہیں اور جب ان کی عدت کی مدت چار مہینے دس دن ختم ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی عرصہ میں کہ شوال کی کچھ راتیں باقی رہ گئی تھیں آپ ان سے ہمبستر بھی ہوئے چنانچہ میری والدہ فرمایا کرتی تھیں کہ شوال کے مہینے میں شادی کرنا اور اسی مہینہ میں ہمبستر ہونا کچھ حرج کی بات نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اسی مہینہ میں نکاح کیا تھا اور اسی مہینے میں آپ نے مجھ سے ہمبستری کی تھی راوی کہتا ہے کہ حضرت ام سلمہ کی وفات ذیقعد ۵۹ھ میں ہوئی تھی حضرت ابوعبداللہ واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو حضرت عمر بن عثمان جحشی کے سامنے بھی بیان کیا تھا کہ انہوں نے اس لشکر کے قطن کی طرف جانے اور اس کے ساتھ حضرت ابوسلمہ کے روانہ ہونے کی تصدیق کی

اوراس روایت کی صحت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھے اس مخبراور رہبر کا نام بھی کچھ معلوم ہوا تھا میں نے کہا کہ نہیں اس کا نام تو مجھے معلوم نہیں ہوا تب انہوں نے فرمایا کہ اس کا نام ولید بن زہیر بن طریف تھا اور یہ حضرت طلیب بن عمیر کی بیوی حضرت زینب طائیہ کا چچا تھا چنانچہ یہ انہیں کے یہاں آ کر اترا اوران سے یہ سارا قصہ بیان کیا اس پر حضرت طلیب اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اوراس نے حضور کے سامنے بھی پھر وہی بنی اسد کا سارا قصہ دہرایا اور مدینہ کی طرف آنے کے ان کے جو کچھ ارادے تھے وہ سب حضور کے سامنے بیان کر دیئے اس کے بعد پھر یہی لشکر کا رہبر بن کر لشکر کے آگے آگے چلا اوران کو چار روز کے عرصہ میں مقام قطن تک لے گیا اور دوسرے راستہ کو لے گیا تا کہ ان باغیوں کو پتہ نہ چلے چنانچہ یہ لوگ ان کے سروں پر ایسے وقت میں جا پہنچے کہ وہ نہایت بے پروائی سے اپنے اونٹوں کے گلہ کے چرانے میں مشغول و مصروف تھے غرض مسلمانوں نے ان کو غفلت کے وقت میں جالیا تو پہلے پہل تو وہ ان سے ذرا جھجک گئے مگر پھر مستعد ہو کر مسلمانوں کے سامنے ڈٹ گئے اوران سے لڑنے لگے یہاں تک کہ آخر کار زخمی ہو کر پسپا ہو گئے اور سب منتشر ہو گئے اس کے بعد قبیلہ طے کے آدمیوں نے قبیلہ بنی اسد پر رات کو چھاپہ مارا جس میں یہ خود بھی زخمی ہوئے مگر ان کے اونٹ اور بکریاں پکڑ لائے۔

قبیلہ بنی اسد کا اسلام قبول کرنا:

آخر کار جب قبیلہ بنی اسد کو مسلمانوں سے کچھ چارہ نہ رہا تو وہ ہار کر مسلمان ہو گئے (واقدی) فرماتے ہیں کہ ہمارے اساتذہ یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوسلمہ احد ہی کے شہیدوں میں شمار ہیں کیونکہ ان کی وفات کے وقت وہ زخم کہ جوان کے احد میں لگا تھا اور دوا دارو کرنے سے اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ پھوٹ پڑا تھا جس سے پھر یہ جانبر نہ ہو سکے اور یہی حال بعینہ حضرت ابوخالد زرقی کا ہوا جو اہل عقبہ میں سے ہیں کہ جنگ یمامہ میں ان کے بہت سارے زخم لگے اور اچھا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں پھوٹ پڑے اور یہ اسی میں وفات پا گئے چنانچہ حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے ان کی جنازہ پر نماز پڑھی اور یہ فرمایا کہ یہ بھی یمامہ کے شہیدوں میں سے ہیں کیونکہ ان کے یہ زخم وہیں لگا تھا حضرت واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حضرت ابو سلمہ کا سارا واقعہ یعقوب بن محمد بن ابی صصعہ کو سنایا تھا انہوں نے اس کو سن کر یہ فرمایا کہ مجھ سے تو ایوب بن عبدالرحمٰن بن ابی صصعہ نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سلمہ کو ہجرت کے چونتیسویں مہینے محرم میں ایک سو پچیس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا کہ جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور ابو حذیفہ بن عتبہ اور ابو حذیفہ کے غلام سالم بن تھے چنانچہ یہ لوگ راتوں کو تو چلتے تھے اور دنوں میں چھپے رہتے تھے یہاں تک کہ یہ قطن چشمہ پر پہنچ گئے اور جن لوگوں نے وہاں فوج جمع کر رکھی تھی ان کو جا پکڑا اور حضرت ابو سلمہ نے صبح ہی صبح اندھیرے میں ان کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد پھر اپنے لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگے چنانچہ اول تو ان کو اللہ سے ڈرتے رہنے اور بری باتوں سے بچنے کا حکم کیا اور پھر ان کو جہاد کرنے کی ترغیب دی اور لڑائی کے لئے خوب مستعد کر دیا اور دشمن کے پیچھا کرنے کی بخوبی تاکید کر دی اور دو دو آدمیوں کی الگ الگ جوڑی مقرر کر دی کہ ایک دوسرے کا شامل حال اور شریک کار رہے غرض کہ ان کے لشکر کے سب آدمی دشمن کے حملہ کرنے سے پہلے خوب بیدار اور ہوشیار ہو گئے اور کل نے یا بعض نے جنگ کے لئے آمادہ ہو کر اپنے اپنے ہتھیار بھی لگا لئے اور لڑائی کے لئے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے غرض جب ہر طریقہ سے تیاری ہو چکی تو حضرت ابو سلمہ نے بذات خود دشمنوں کے ایک شخص پر تلوار سے حملہ کیا اور اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور پھر ساتھ ہی ساتھ مار بھی ڈالا اس کے بعد باغیوں کی طرف سے ایک گنوار نے حضرت مسعود بن عروہ پر حملہ کیا اور نیزہ سے ایسا وار کیا کہ جس سے ان کو بالکل مار ہی ڈالا اس پر مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اب یہ گنوار ان کے کپڑے وغیرہ نہ اتار لے اس لئے انہوں نے اس گنوار کو گھیر کر اس کی جماعت کی طرف بھگا دیا۔

عام لڑائی:

پھر حضرت سعد نے مسلمانوں کو للکار کر کہا کہ اب کیا کھڑے دیکھتے ہو بس ایک دم

حملہ کر کے ان پر چڑھ جاؤ چنانچہ حضرت ابوسلمہ نے ان پر ایک دم ہلہ بول دیا جس سے وہ دائیں بائیں کو بھاگ گئے اور مسلمان ان کا تعاقب کرنے کی غرض سے ان کے پیچھے پیچھے ہوئے غرض جب وہ لوگ ہر طرف کو منتشر ہو گئے تو حضرت ابوسلمہ ان کا پیچھا کرنے سے رک گئے اور اپنے سب آدمیوں کو لئے اپنے پڑاؤ کی طرف چلے آئے اور وہاں آ کر حضرت مسعود رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور جو چیزیں مشرک چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ان میں سے ہلکی ہلکی چیزوں کو اونٹوں پر لدوا دیا اور وہاں پر مشرکوں کی صرف یہ چیزیں ہی تھیں ان کے سوا اور کچھ بال بچے یا عورتیں نہ تھیں اس کے بعد مسلمان وہاں سے مدینہ کی طرف واپس ہو لئے یہاں تک کہ جب قطن چشمہ سے ایک رات کی مسافت کے فاصلہ پر پہنچے تو اتفاق سے راستہ بھول گئے اور اچانک انہیں مشرکوں کے اونٹوں کے گلہ پر جو ایک جگہ چر رہے تھے جا پہنچے اور وہاں ان کے چرواہے تو تھے مگر وہ بھی راستوں سے ہٹے ہوئے تھے اس لئے مسلمانوں نے وہ سب اونٹ ہانک لئے اور ان کے چرواہوں کو بھی پکڑ لیا پھر جس وقت مسلمانوں نے اس غنیمت کے مال کو آپس میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصے میں سات سات اونٹ آئے۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے ابن ابی سبرہ نے اور ان سے حارث بن فضیل نے اور ان سے سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ جب ہم راستہ بھول گئے تو ہم نے ایک گنوار کو رہبری کے لئے مزدوری پر مقرر کر لیا تاکہ وہ ہمیں راستہ بتلائے غرض جب وہ مقرر ہو چکا تو ہم سے کہنے لگا کہ اچھا اگر میں تمہیں مشرکوں کے اونٹوں کے گلے پر لے جاؤں تو بتلاؤ تم مجھے اس میں سے کیا حصہ دو گے لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم تجھے پانچواں حصہ دیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر وہ مسلمانوں کو مشرکوں کے اونٹوں کے گلہ پر لے گیا اور آخر اس نے بھی اپنا پانچواں حصہ لیا۔

غزوہ بیر معونہ

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز اور معمر بن راشد اور افلح بن سعید اور ابن ابی سبرہ اور ابو معشر اور عبداللہ بن جعفر نے بیان کیا (واقدی) فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص نے اس حدیث کا کچھ کچھ حصہ بیان کیا ہے اور یہ سب ایک ہی درجہ کے نہ تھے بلکہ بعض اس حدیث کا کچھ کچھ حصہ بیان کیا ہے اور یہ سب ایک ہی درجہ کے نہ تھے بلکہ بعض نے اس حدیث کے بڑے اعلیٰ درجہ کے حافظ اور ضابط تھے اور بعض ذرا ان سے کم درجہ کے تھے اور ان لوگوں کے سوا جن کے نام ذکر کئے گئے ہیں اور بھی اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں اور میں نے ان سب لوگوں کے بیانات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے چنانچہ ان سب لوگوں کا بیان ہے کہ عامر بن مالک بن جعفر ابوالبراء جو بڑا نیزہ باز تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دو گھوڑے اور دو اونٹ حضور کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کئے مگر حضور نے اس کے ہدیہ کو منظور نہیں فرمایا اور یہ فرما دیا کہ ہم مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کر سکتے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی مگر اس پر اس نے نہ تو کچھ اقرار ہی کیا اور نہ کچھ انکار کیا بلکہ حضور سے یہ کہنے لگا کہ اے محمد! میں تمہاری اس بات کو بہت بہتر اور برتر سمجھتا ہوں لیکن میرے پیچھے میری قوم بھی ہے سو میں ان کے بغیر اس میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں اس لئے اگر آپ میرے ساتھ اپنا ایک وفد بھیج دیں تو مجھے قوی امید ہے کہ وہ آپ کی دعوت کو ضرور قبول کر لیں گے اور آپ کے اس کام کی پیروی کرنے لگیں گے پس اگر وہ میری امید کے موافق آپ کے دین کا اتباع کرنے لگے گے تو اس کا کیا ہی خوب بول بالا ہو جائے گا یہ سن کر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم وفد تو ضرور بھیج دیں گے مگر ہمیں نجدیوں کی طرف سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہمارے وفد پر کچھ دست درازی نہ کربیٹھیں اس پر عامر نے عرض کیا کہ آپ اپنے آدمیوں کی بابت نجدیوں کا کچھ فکر نہ کیجئے کیونکہ اگر وہ آپ کے آدمیوں سے کچھ چھیڑ چھاڑ کریں گے تو میں ہر طرح آپ کے آدمیوں کا شریک کار اور مددگار ہونگا ادھر قبیلہ انصار میں سے ستر آدمی نوجوان ایسے تھے جن کو قراء یعنی زیادہ قرآن شریف پڑھنے والے کہا جاتا تھا اور ان کا یہ معمول تھا کہ جب شام ہوتی تھی تو یہ مدینہ سے باہر ایک گوشہ میں چلے جاتے تھے اور وہاں جاکر قرآن شریف کا دور وغیرہ کیا کرتے تھے اور وہاں سے لوٹتے ہوئے لکڑیاں چن کر لاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں پہنچا دیتے تھے ان کے گھر والے تو یہ جانتے تھے کہ یہ رات بھر مسجد میں رہتے ہیں اور مسجد والے یہ جانتے تھے کہ یہ سب رات بھر اپنے گھروں میں رہتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسی جماعت کو عامر کے ساتھ مقام بیر معونہ کی طرف روانہ کیا اور یہ سب آپ کے حکم کے بموجب وہاں گئے اور سب کے سب وہیں شہید ہو گئے اس پر رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا اور آپ نے پندرہ روز تک ان کے قاتلوں پر بددعا اور لعنت ملامت کی۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ یہ سب ستر آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ صرف چالیس آدمی تھے۔ واقدی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک درست یہی ہے کہ وہ چالیس آدمی تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو روانہ کرتے ہوئے اپنا ایک خط بھی دیدیا تھا اور حضرت منذر بن عمرو ساعدی کو ان پر امیر مقرر کردیا تھا چنانچہ یہ لوگ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مقام بیر معونہ پر پہنچ گئے اور بیر معونہ قبیلہ بنی سلیم کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے جو ارض بنی عامر اور ارض بنی سلیم کے درمیان واقع ہے اور یہ دونوں یعنی ارض بنی عامر اور ارض بنی سلیم اس بیر معونہ کے دو شہر شمار کئے جاتے ہیں۔

حضورؐ کے ایلچی کا قتل:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے مصعب بن ثابت نے اور ان سے ابوالاسود نے اور ان سے عروہ نے

بیان کیا کہ حضرت منذر اس رہبر کے ساتھ جو قبیلہ بنی سلیم سے تھا اور اس کا نام مطالب تھا مقام بیر معونہ کو روانہ ہوئے اور وہاں جا کر اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا اور اپنی سواری اور بار برداری کے جانوروں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور ان کی چرائی کے لئے حضرت حارث بن صمہ اور عمرو بن امیہ کو تعینات کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کا گرامی نامہ حضرت حرام بن ملحان کے ہاتھ قبیلہ بنی عامر کے لوگوں میں عامر بن طفیل کے پاس بھیجا چنانچہ جب حضرت حرام ان لوگوں کے پاس پہنچے اور ان کو حضور کا گرامی نامہ پہنچا تو انہوں نے آپ کے گرامی نامہ کو نہیں پڑھا اور عامر بن طفیل نے کود کر حضرت حرام کو قتل کر ڈالا اور پھر بنی عامر کو للکار کر کہنے لگا کہ تم سب مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جمع ہو جاؤ مگر ان لوگوں نے اس بات کے منظور کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ عامر بن مالک ابو براء مسلمانوں کے وہاں آنے سے پہلے ملک نجد کے اطراف میں جا کر یہ اعلان کرا آیا تھا کہ دیکھو! میں نے محمد کے آدمیوں کو پناہ دیدی ہے تم ان سے بالکل کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا اس وجہ سے ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم تو ابو براء کے امان کی پابندی کریں گے اور اس کے علاوہ عہد و پیمان کو ہرگز نہیں توڑیں گے چنانچہ قبیلہ بنی عامر نے اس عامر بن طفیل کے ساتھ جانے سے بالکل انکار کر دیا پھر جب انہوں نے انکار کر دیا تو عامر نے دوسرے قبیلوں سے مدد مانگی جو سلیم اور عصیہ اور رعل وغیرہ تھے غرض یہ سب قبیلے اس کے ساتھ ساتھ چل دیئے اور اس کو اپنا سردار بنالیا اور عامر بن طفیل نے لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ کوئی شخص ادھر کو الگ الگ نہ جائے آخر لوگوں نے اس کا یہ کہنا بھی مان لیا اور سب اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں کو اپنے سردار اور افسر کے پاس ٹھہرا ہوا پایا تب یہ اپنے امیر عامر بن طفیل کے پیچھے پیچھے آگے بڑھے اور مسلمانوں کے پاس جا پہنچے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے امیر حضرت منذر بھی تھے پس قبیلہ بنو عامر نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور ان پر چڑھائی کر دی یہ دیکھ کر مسلمانوں نے بھی لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سارے کے سارے شہید ہو گئے اور صرف حضرت منذر بن عمرو باقی رہ گئے تب بنو عامر نے ان سے کہا کہ اگر تیرا جی چاہتا ہو تو ہم تجھے پناہ دیدیں حضرت

منذر نے کہا کہ میں اپنا ہاتھ تمہارے قابو میں نہیں دینا چاہتا ہوں اور نہ تمہاری پناہ منظور کرتا ہوں مگر ہاں صرف اتنی دیر امن چاہتا ہوں کہ میں حضرت حرام کے مقتل تک پہنچ جاؤں اس کے بعد پھر تمہارا امن مجھ سے الگ ہوجائے گا غرض ان لوگوں نے حضرت منذر کو اسی شرط پر امن دیدیا یہاں تک کہ یہ ان کے مقتل تک پہنچ گئے اس کے بعد انہوں نے اپنے امان کو ان سے جدا کرلیا اور یہ ان سے بخوبی لڑے یہاں تک کہ آخرکار شہید ہو گئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول میں جو آپ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ منذر نے موت کی طرف جلدی کی اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور حضرت حارث بن صمہ اور عمرو بن امیہ جو جانوروں کو چرائی کے لئے لے گئے تھے تو وہ ان جانوروں کو واپس لانے لگے اور اتفاق سے ایک بلندی پر جو نظر کی تو اپنے پڑاؤ کی طرف پرندوں کو اڑتے اور متوجہ ہوتے دیکھا اس پر وہ دونوں آپس میں کہنے لگے کہ خدا کی قسم! بس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آدمی قتل ہوگئے ہیں اور ہمارے آدمیوں کو سوائے نجدیوں کے اور کسی نے قتل نہیں کیا غرض وہ دونوں یہی ذکر و فکر کرتے ہوئے ایک ٹیلے پر چڑھ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سب آدمی قتل ہوئے پڑے ہیں اور انکی سواریاں وہیں کھڑی ہیں تب حضرت حارث بن صمہ نے عمرو بن امیہ سے کہا کہ بتلا اب تیری کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ سارا ماجرا آپ سے بیان کروں اس پر حضرت حارث نے کہا کہ جس جگہ حضرت منذر قتل ہو گئے ہیں میں تو ایسی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا آخر یہ دونوں آگے بڑھے اور دشمنوں کے مقابلہ میں جا ڈٹے پھر حضرت حارث نے ان پر حملہ کیا اور ان کے دو آدمیوں کو قتل کر ڈالا اس کے بعد وہ غالب آگئے اور انہوں نے حضرت حارث اور عمرو بن امیہ دونوں کو پکڑ لیا اس کے بعد حضرت حارث سے کہنے لگے کہ جو کچھ تیرا جی چاہے ہم وہی تیرے ساتھ کریں کیونکہ ہمیں تیرا قتل کرنا منظور نہیں ہے انہوں نے کہا اچھا تم ایسا کرو کہ مجھے اپنی ذمہ داری میں حضرت منذر اور حضرت حرام کے مقتل تک پہنچا دو اور جب میں وہاں پہنچ جاؤں تو بس تم اپنی ذمہ داری کو مجھ سے الگ کرلو انہوں نے کہا اچھا ہم ایسا ہی کرتے ہیں

چنانچہ انہوں نے ان کو وہاں پہنچا دیا اور پہنچا کر قید سے چھوڑ دیا اس کے بعد حضرت حارث نے ان سے لڑائی کی اور ان میں سے دو آدمیوں کو قتل کر دیا اور پھر خود بھی وہیں شہید ہو گئے اور دشمنوں نے ان کو آسانی سے قتل نہیں کیا بلکہ بہت سختی سے مارا کہ ان کے بھالا مارا یہاں تک کہ ان کو اسی میں باندھ لیا اور تڑپا تڑپا کر مارا۔

عامر بن فہیرہ کی لاش کا آسمانوں کی طرف اٹھایا جانا:

حضرت عمرو بن امیہ سے جو ان کی قید میں تھے اور وہ ان سے لڑے نہ تھے سو عامر بن طفیل نے ان سے کہا کہ میری ماں نے ایک قیدی کے آزاد کرنے کی منت مان رکھی تھی لہٰذا تو اس کی طرف سے آزاد ہے اور یہ کہہ کر ان کی پیشانی کے بال کاٹ لئے اور ان کو چھوڑ دیا پھر ان سے عامر بن طفیل کہنے لگا کہ اچھا تو اپنے ساتھیوں کو بھی پہچانتا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں خوب اچھی طرح جانتا ہوں تب وہ ان کو لے کر شہیدوں میں گھومنے لگا اور ان سے ان کے حسب ونسب دریافت کرنے لگا اس کے بعد عامر ان سے کہنے لگا کہ اچھا یہ تو بتلا کہ ان میں سے کوئی آدمی گم بھی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ان میں حضرت ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ مجھے نظر نہیں پڑتے عامر نے کہا کہ یہ شخص تم میں کیسا تھا؟ عمرو نے جواب دیا کہ یہ شخص ہم میں سب سے بہتر تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں اول درجہ کا تھا عامر نے کہا کہ اچھا میں تجھے اس کا قصہ سناتا ہوں پھر ایک آدمی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ دیکھ اس شخص نے اس کے بھالا مارا تھا اور جب اس نے اپنا بھالا اس سے کھینچ لیا تو اس کو ایک شخص آسمان کی بلندی کی طرف لے کر چڑھ گیا یہاں تک کہ خدا کی قسم! پھر وہ مجھ کو نظر نہ پڑا حضرت عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے یہ قصہ سن کر کہا کہ ہاں واقعی عامر بن فہیرہ ایسا ہی تھا اور ان کا قاتل جو قبیلہ بنی کلاب سے تھا اور اس کو جبار بن سلمی کہتے تھے وہ ذکر کرتا تھا کہ جب میں نے ان کے بھالا مارا تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم! بس میں تو کامیاب ہو گیا جبار کہتا ہے کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس نے خلاف قیاس قتل ہوتے وقت یہ کیا بات کہی کہ میں کامیاب ہو گیا پھر میں حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور ان کو یہ سارا قصہ سنا کر ان سے دریافت

کیا کہ قتل ہوتے وقت ان کے یہ کہنے سے کامیاب ہوگیا کیا مراد تھی انہوں نے جواب دیا کہ اس سے جنت مراد تھی اس کے بعد حضرت ضحاک نے مجھ پر اسلام پیش کیا تو میں نے اسلام قبول کرلیا اور میرے نزدیک میرے مسلمان ہونے کی اطلاع اور حضرت عامر بن فہیرہ کے قصہ کی کیفیت جو میں نے ان کے قتل کرنے کے وقت دیکھی تھی درج کی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتوں نے ان کی لاش کو لوگوں کی نظروں سے چھپا دیا تھا اور وہ جنت کے مقام اعلیٰ علیین میں داخل کر دیا گیا اور جس وقت رسول اللہ ﷺ کو بیر معونہ کے واقعہ کی اطلاع پہنچی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اسی رات میں اور بھی چند مصیبتیں جمع ہوگئیں چنانچہ ایک تو یہی بیر معونہ کے شہیدوں کی مصیبت اور ایک مرثد بن ابی مرثد کی مصیبت اور محمد بن مسلمہ کی روانگی کی خبر تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ یہ ساری خرابی ابوالبراء کے عمل کی ہے کیونکہ یہ بات مجھے بالکل ناپسند تھی اور سخت ناگوار تھی اور اسی رات کی صبح کو آپ نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد بیر معونہ کے شہیدوں کے قاتلوں پر بددعا کی چنانچہ جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو یہ دعا پڑھی:

اللهم اشدد وطاتك على مضر اللهم عليك ببني لحيان وزعب ورعل وذكوان وعصية فانهم عصوالله ورسوله اللهم عليك ببني لحيان وغصل والقارة اللهم انج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام وعياش بن ابى ربيعة والمستضعفين من المؤمنين غفار غفر الله له واسلم سالمها الله۔

یعنی اے اللہ تو قبیلہ مضر پر اپنی سخت مصیبت ڈال دے اور قبیلہ بنی لحیان اور بنی رغب اور بنی رعل اور بنی ذکوان اور بنی عصیہ سے بخوبی بدلہ لے کیونکہ ان سب قبیلوں نے خدا اور خدا کے رسول کی سخت نافرمانی کی ہے اور قبیلہ بنی لحیان اور قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ سے بھی واجبی بدلہ لے اور ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور سب کمزور مسلمانوں کو دشمنوں کے ہاتھوں سے نجات دیدے اور رہا کر دے اور قبیلہ غفار کی مغفرت کر دے اور قبیلہ اسلم کو

سلامت رکھا اس کے بعد آپ نے سجدہ کیا اور پندرہ روز تک یہ دعا برابر پڑھتے رہے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ چالیس روز تک پڑھتے رہے یہاں تک کہ اس کی ممانعت کے لئے یہ آیت آ گئی:

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴾

یعنی آپ کو ان لوگوں کے بارے میں رائے دینے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ ان کا معاملہ صرف خدا کے سپرد ہے چاہے وہ ان کو معاف کر دے اور چاہے سزا دیدے کیونکہ یہ نہایت جفا کار اور بدکار ہیں۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ بیر معونہ کی جنگ میں قبیلہ انصار کے زیادہ سے زیادہ ستر آدمی تھے اور حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ قبیلہ انصار کے کئی جگہ ستر ستر آدمی شہید ہوئے ہیں چنانچہ ستر آدمی تو جنگ احد میں شہید ہوئے اور ستر ہی بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور ستر ہی یمامہ کی جنگ میں اور ستر ہی آدمی مقام جسر ابی عبید میں شہید ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو جس قدر بیر معونہ کے شہیدوں پر صدمہ اور افسوس ہوا تھا اس قدر اور کہیں کے شہیدوں پر نہیں ہوا تھا اور حضرت انسؓ یہ بھی فرماتے تھے کہ بیر معونہ کے شہیدوں کے حق میں اللہ نے چند آیتیں اتاری تھیں اور ہم انکو پڑھا کرتے تھے مگر پھر وہ منسوخ ہو گئیں منجملہ ان کے دو آیتیں یہ بھی ہیں:

﴿ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا انا لقينا ربنا فرضی منا و رضينا عنه ﴾

یعنی ہماری قوم مشرک کو یہ خبر پہنچاؤ شاید ان کو اس سے کچھ عبرت حاصل ہو جائے کہ ہم شہید ہو کر اپنے رب سے جا ملے ہیں اور وہ ہم سے راضی خوشی ہے اور ہم اس سے راضی خوشی ہیں۔

حضورؐ کا مشرک کا ہدیہ واپس کر دینا:

کہتے ہیں کہ ابو البراء ادھر ادھر گھومتا ہوا مقام عیص میں پہنچا اور یہ اپنے قبیلہ میں بہت بوڑھا اور بزرگ تھا اور اس نے وہاں سے اپنے بھتیجے لبید بن ربیعہ کے ہاتھ ایک

گھوڑا بطور ہدیہ کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا مگر جس وقت اس نے یہ ہدیہ حضور کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اس کے ہدیہ کو واپس کر دیا اور یہ فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کر سکتا اس پر لبید نے بڑے تعجب سے کہا کہ آج تک میرا یہ گمان نہ تھا کہ مضر کے خاندان میں سے بھی کوئی شخص ابوالبراء کے ہدیہ کو واپس کر دے گا س پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں پہلے سے کسی مشرک کا ہدیہ لیا کرتا تو ابوالبراء کا بھی ہدیہ لے لیتا لبید نے کہا کہ حضور اس نے مجھے آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ ذرا اس کے حق میں دعا فرما دیں کہ وہ اپنے درد سے شفایاب ہو جائے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے پیٹ میں پھوڑا ہو رہا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زیر زمین سے ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور اس پر تھوک کر اس کو دیدیا کہ یہ پانی میں گھول کر اس کو پلا دو چنانچہ لبید نے جا کر ایسا ہی کیا تو ابوالبراء اس مرض سے بالکل شفا پا گیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لبید کے ہاتھ ایک شہد کی شیشی بھیجی تھی سو ابوالبراء اس کو برابر چاٹتا رہا یہاں تک کہ اچھا ہو گیا پھر اسی روز ابوالبراء اپنی قوم میں پھرتا ہوا قبیلہ بنی کی سرزمین میں جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اسی دوران میں اس کا گزر مقام عیص میں ہوا تب اس نے وہاں سے اپنے بیٹے ربیعہ کو اور لبید بھتیجے کو غلہ دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ دونوں اس غلہ کو لدوا کر حضور کی خدمت میں پہنچے تب حضور نے اس ربیعہ سے کہا کہ تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ تیرے باپ کی ذمہ داری کا کیا حشر ہوا اس نے عرض کیا کہ حضور جب قبیلہ نے تلوار چلا دی اور نیزہ بازی کر دی تو پھر وہ عہد و پیمان اور ذمہ داری کیا باقی رہ گئی سب ٹوٹ گئی اس پر حضور نے فرمایا کہ ہاں واقعی سچ ہے اس کے بعد یہ یہاں سے رخصت ہو کر چلا اور جا کر سارا واقعہ اپنے باپ کو سنایا چنانچہ جو کچھ عامر بن طفیل نے کیا تھا اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ کے آدمیوں پر واردات ہوئی وہ اس کو بہت سخت ناگوار اور شاق گزری اور اس وقت اس کی ایسی حالت ہو رہی تھی کہ بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے اس میں ذرا حس و حرکت کی تاب نہ تھی غرض اس حالت میں بھی وہ طیش کھا کر یہ کہنے لگا کہ کیا بنی عامر سے میرے بھتیجے عامر بن طفیل ہی نے میرے امان کو توڑ ڈالا یہ کہہ

کر ابوالبراء وہاں سے روانہ ہو گیا یہاں تک کہ قبیلہ بلی کے چشموں میں سے ایک چشمہ پر پہنچ گیا جس کو ہذم کہتے تھے اور یہاں سے اس کا لڑکا ربیعہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیا اور اس نے عامر بن طفیل کو جالیا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھا چنانچہ اس نے سواری کی حالت میں اس کے بھالا مارا مگر وار خطا کر گیا اور بھالا اس کے کہیں بے موقع نہیں لگا اور بنو عامر اس واردات کو دیکھ کر ایک شور وغل مچانے لگے عامر ان کے شور وغل کو دیکھ کر کہنے لگا کہ ارے مجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا مجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا تم چپ رہو پھر ربیعہ نے کہا کہ میں نے ابوالبراء کی ذمہ داری کا حق پورا کر دیا اب تو بچ گیا تو تیری تقدیر اور عامر نے کہا کہ میں نے اپنے چچا کی حرکت کو معاف کر دیا کیونکہ یہ فعل گویا اسی کا ہے۔

رسول ؐ کی دعا:

رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی:

((اللھم اھد بنی عامر واطلب خفرتی من عامر بن طفیل))

یعنی اے اللہ! بنی عامر کو ہدایت کر دے اور عامر بن طفیل سے میرے عہد و پیمان توڑ ڈالنے کا بدلہ لے۔

دو عامریوں کا قتل اور حضور ؐ کا خون بہا دینا:

اور جس وقت حضرت عمرو بن امیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بیر معونہ سے چلے تو چار روز تک برابر پیدل چلتے رہے اور جب یہ اپنے سفر میں مقام قناۃ کے درمیان پہنچے تو ان کی ملاقات قبیلہ بنی کلاب کے دو آدمیوں سے ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس آ رہے تھے اور حضور نے ان کو لباس پہنایا تھا اور اپنی طرف سے ان دونوں کو امان بھی دیدیا تھا مگر اس امر کی حضرت عمرو کو اطلاع نہ تھی غرض یہ سب دو پہر کو آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے پھر جب حضرت عمرو نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب سو گئے ہیں تو ان کو قتل کر ڈالا اور یہ اس لئے کیا کہ بنو عامر نے بیر معونہ کے مقام پر مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا سو اس کے بدلہ میں انہوں نے بھی ان کے آدمیوں کے ساتھ ایسا ہی کیا اس کے بعد یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیر معونہ

پر جو کچھ واردات گزری تھی وہ سب حضور سے عرض کر دی اس پر حضور نے فرمایا کہ تو بھی انہیں شہیدوں میں شمار ہے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن امیہ کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص بھی لوٹ کر آئے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب کبھی میں تجھے کہیں بھیجتا ہوں تو تو اپنے ساتھیوں میں سے لوٹ کر پھر میرے پاس آ ہی جاتا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بیر معونہ کے مجاہدوں میں نہ تھے اور اس لشکر میں انصاریوں کے سوا اور کوئی نہ تھا اور ہمارے نزدیک بھی یہی بات ٹھیک ہے اور جس وقت حضرت عمرو بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں عامریوں کے قتل کرنے کی خبر دی تو حضور نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کام کیا ایسے دو آدمیوں کو قتل کر دیا جن کو میری طرف سے بطور احسان کے امان مل چکا تھا اور پناہ دی جا چکی تھی اور قبیلہ بنی عامر کی طرف سے عامر بن طفیل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اپنے قبیلہ کے ایک وفد کے ہاتھ اس عریضہ کو آپ کے پاس روانہ کیا اس کا حاصل یہ تھا کہ آپ کے آدمیوں میں سے ایک آدمی نے ہمارے دو آدمیوں کو قتل کر ڈالا حالانکہ ان دونوں کو آپ کی جانب سے پناہ مل چکی تھی اور امان دیا جا چکا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں شخصوں کا خون بہا ویسا ہی نکالا جیسا کہ دو آزاد مسلمانوں کا ہوتا ہے اور اس کو قبیلہ بنی عامر کے پاس بھیج دیا۔

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے مصعب نے اور ان سے ابوالاسود نے اور ان سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عروہ بن صلت کو مشرک بہت امان پکڑ بیٹھ رہے ہے کیونکہ حضرت عروہ کا عامر بن طفیل سے بڑا دوستانہ تھا لیکن انہوں نے بالکل قبول نہیں کیا حالانکہ ان کی قوم بنی سلیم نے بھی ان کے امان دینے کی خواہش کی مگر یہ انکار ہی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ میں تمہارا امان بالکل قبول نہیں کروں گا اور نہ اپنی جان کو اپنے ساتھیوں کے مقتل سے بچا کر لے جاؤں گا۔ راوی کہتا ہے کہ جب بیر معونہ پر مسلمان گھر گئے تو انہوں نے اللہ سے یہ دعا کہ اے اللہ! اس وقت ہمیں تیرے سوا کوئی ایسا نظر نہیں آتا کہ جو ہمارا اسلام تیرے

رسول کو پہنچا دے اس لئے اب تجھی سے درخواست ہے کہ تو ہی ہمارا اسلام ان کو پہنچا دے چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ خبر پہنچادی۔

بیر معونہ کے شہیدوں کے نام:

قریش میں قبیلہ بنی تیم سے حضرت عامر بن فہیرہ شہید ہوئے اور قبیلہ بنی مخزوم سے حضرت حاکم بن کیسان شہید ہوئے اور یہ اس قبیلہ کے طرفدار تھے اور قبیلہ بنی سہم سے حضرت رافع بن ہدیل بن ورقاء شہید ہوئے اور قبیلہ انصار سے حضرت منذر بن عمرو شہید ہوئے اور لشکر کے امیر یہی تھے اور قبیلہ بنی زریق سے حضرت معاذ بن ماعص شہید ہوئے اور قبیلہ بنی نجار سے حضرت حرام بن ملحان اور سلیمان بن ملحان شہید ہوئے اور قبیلہ بنی عمرو بن مبذول سے حضرت حارث بن صمہ اور سہل بن عامر بن سعد بن عمرو شہید ہوئے اور حضرت کعب بن زید بن قیس مقتولوں میں سے زخمی اٹھالائے گئے تھے اور پھر جنگ خندق میں شہید ہوئے اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے حضرت عروہ بن صلت شہید ہوئے اور یہ اس قبیلہ کے طرفدار تھے اور جب کہ تھے وہ قبیلہ بنی سلیم سے اور قبیلہ عیت سے حضرت مالک بن ثابت اور سفیان بن ثابت راوی کہتا ہے کہ یہ سب سولہ کے سولہ آدمی شہید ہوئے جن کے نام محفوظ ہیں اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کا مرثیہ جو کہ انہوں نے حضرت نافع بن ہدیل کی شان میں کہا تھا میں نے اپنے استادوں کو اس مرثیہ کو پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا مرثیہ:

رحم الله نافع بن بديل　　رحمة المبتغی ثواب الجهاد

نافع بن ہدیل پر خدا ان لوگوں جیسی رحمت کرے جو جہاد کے ثواب کے طالب ہیں۔

صارمه صادق اللقاء اذا ما　　اکثر الناس قال قول السداد

یہ بڑا تلوار باز تھا اور مقابلہ کا بڑا سچا تھا اور بات کا بھی بڑا سچا تھا کہ جب لوگ بہت باتیں کیا کرتے تھے تو اسی کی بات ٹھیک اور درست ہوتی تھی۔

انس بن عباس سلمی کہتا ہے کہ میرا ماموں طیمہ بن عدی جس کی کنیت ابوالریان ہے بیر معونہ کے جنگ میں اپنے بھتیجے کے خون کے عوض میں اپنی قوم کولڑائی کے لئے ورغلانے اور ابھارنے لگا اور خود بھی بڑے شدومد سے لڑنے لگا یہاں تک کہ اس نے نافع بن بدیل کوقتل کرڈالا اور پھر خوشی خوشی یہ شعر پڑھنے لگا۔

طیمہ بن عدی کے شعر:

ترکت ابن ورقا الخزاعی ثادیا   بمعترك تسفىٰ عليه الاعاصر

میں نے ابن ورقا خزائی کو میدان جنگ میں ایسا کر چھوڑا کہ وہ وہاں پڑا ہوا ہے اور اس پر ہواؤں کا گردوغبار اڑتا ہے۔

ذکرت ابا الريان لما عرفته   و ايقنت انی يوم ذلك ثائر

جب میں نے اس کو دیکھا اور پہچانا تو مجھے ابوریان یعنی انس یاد آ گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے آج اپنے خون کا بدلہ لے لیا ہے۔

واقدی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ شعر اپنے استادوں سے سنے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ یہ اشعار ہمارے نزدیک بالکل صحیح اور ثابت ہیں اور حضرت حسان بن ثابت نے حضرت منذر بن عمرو کے مرثیہ میں یہ شعر کہے تھے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار:

صلی الا له علی ابن عمر وانه   صدق اللقاء وصدق ذلك اوفق

خدا منذر بن عمرو پر رحمت نازل کرے کہ وہ مقابلہ کا بڑا سچا تھا اور مقابلہ کا سچا ہونا بہت بری بات ہے۔

قالوا له امرين فاختر فيهما   فاختار فی الرای الذی هو رفق

دشمنوں نے ان کو دو باتوں کی بابت یہ کہا کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک سی اختیار کر لے سوانہوں نے وہی بات پسند کی جو پسند کرنی چاہیے تھی۔

واقدی فرماتے ہیں کہ ابن جعفر نے میرے سامنے حضرت حسان کا وہ قصیدہ جس کا مطلع ''سحا غیر نذر'' ہے پڑھا تھا۔

گیا چنانچہ حضرت خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق نے تو گرفتار ہونا منظور کر لیا اور حضرت خبیب نے یہ فرمایا کہ مجھے ان لوگوں کا امان منظور ہے لیکن حضرت عاصم بن ثابت اور مرثد اور خالد بن ابی بکیر اور معتب بن عبید نے ان کی پناہ اور ذمہ داری میں آنے سے انکار کر دیا اور حضرت عاصم نے فرمایا کہ میں نے اس بات کی منت مان رکھی ہے کہ میں کبھی مشرک کی پناہ اور ذمہ داری میں نہیں آؤں گا اور ان کے امان کو قبول نہیں کروں گا آخر حضرت عاصم ان سے لڑنے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے۔

ما علتی و انا جلد نابل　　　النبل و القوس لها بلا بل

جب میں بہادر اور تیر باز ہوں تو مجھے دشمن سے لڑنے میں کیا جھجک ہے اور میرا تیر اور کمان دونوں کڑک دار ہیں۔

تنزل عن صفحتها المعابل　　　الموت حق و الحیاۃ باطل

جب وہ تیر کمان سے تھراتے ہوئے نکلتے ہیں اور موت ایک واقعی چیز ہے اور دنیا کی زندگی ناپائدار ہے۔

و کل ما حم الالہ نازل　　　بالمرء و المرء الیہ آئل

اور جو چیز اللہ نے مقدر میں لکھ دی ہے وہ انسان پر ضرور آنے والی ہے اور انسان اس کی طرف ضرور آنے والا ہے۔

ان لم اقتلکم فامی ھابل

اگر میں تم سے لڑائی نہ کروں تو بس میری ماں اپنی اولاد ہی کا ماتم کرے۔

حضرت عاصم کی دعا اور نصرت الٰہی:

واقدی فرماتے ہیں کہ ہمارے سب استاد اس حضرت عاصم کی روایت کو اور ان کے اشعار صحیح اور درست مانتے تھے اور کوئی شخص اس سے انکار نہ کرتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ آخر کار حضرت عاصم نے ان لوگوں پر تیر باری شروع کر دی اور جب ان کے تیر ختم ہو گئے تو پھر نیزہ بازی کرنے لگے یہاں تک کہ ان کا نیزہ ٹوٹ گیا اور ان کے پاس صرف تلوار باقی رہ گئی تب حضرت عاصم نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! میں نے صبح ہی

صبح تیرے دین کی حمایت کی ہے سواب تو شام کو میرے گوشت پوست کی حمایت کر۔

راوی کہتا ہے کہ کافر جب کسی کو شہید کرتے تھے تو اس کے کپڑے اتار لیتے تھے اور اس کو ننگا کر دیتے تھے چنانچہ حضرت عاصم نے اسی رسوائی اور ذلت سے بچانے کی اللہ سے درخواست کی اور پھر اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور ان سے لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے خود بھی شہید ہو گئے اور ان میں سے دو آدمیوں کو زخمی کر دیا اور ایک کو مار ڈالا اور لڑتے ہوئے یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

انا ابو سلیمان ومثلی راما ورثت مجدا معشر اکراما

میں ابوسلیمان ہوں اور کیا میرے جیسے تیر باز کے ہوتے ہوئے کہ جو ایک بڑی باوجاہت جماعت کی شرافت اور بزرگی کا وارث ہے۔

اصیب مرثد وخالد قیاما

مرثد اور خالد کھڑے کھڑے قتل ہو جائیں۔

حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت:

آخر اس کے بعد دشمنوں نے ان کو گھیر لیا اور بڑے زور شور سے ان کے برچھے مارے یہاں تک کہ یہ شہید ہو گئے راوی کہتا ہے کہ مشرکوں میں سعد بن شہید کی ایک لڑکی تھی جس کا نام سلافہ تھا اور اس کا شوہر اور اس کے چار لڑکے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے جن میں سے دو لڑکے یعنی حارث اور مسافع صرف حضرت عاصم کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے اس لئے اس نے یہ منت مان رکھی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ عاصم کو میرے قابو میں کر دے گا تو میں اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی اور جو کوئی اس کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دوں گی اور اس کی اس منت کا سارے عرب میں چرچا تھا اور قبیلہ بنولحیان کو بھی پتہ تھا اس لئے انہوں نے حضرت عاصم کی شہادت کے بعد خیال کیا کہ لاؤ ان کا سر کاٹ کر سلافہ دختر سعد کے پاس لے چلیں اور اس سے سو اونٹ لے لیں مگر اللہ نے ان کی اس شرارت کو پورا نہ ہونے دیا اور حضرت عاصم کی حفاظت کے لئے ان کی لاش پر شہد کی مکھیوں کو مسلط کر دیا چنانچہ وہ مکھیاں ان کی لاش کی اس طرح حفاظت

کرتی رہیں کہ جو کوئی ان کی طرف کو آتا تھا اس کے منہ کو ڈنک مار مار کر چھید دیتی تھیں اور اس کے علاوہ ان مکھیوں سے اور بھی بہت ساری ایسی باتیں پیش آئیں کہ جس سے حضرت عاصم کے پاس کسی شخص کے جانے کی مجال نہ رہی تب ان کافروں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اب تو ان کو رات تک اسی طرح رہنے دو پھر جب رات ہو جائے گی اور یہ مکھیاں ان کے پاس سے چلی جائیں گی تو ہم اپنی کارروائی کر لیں گے لیکن پھر جب رات ہوئی اور وہ مکھیاں ان کے پاس سے چلی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش پر ایک سیلاب جاری کر دیا حالانکہ اس وقت آسمان میں بادل کا کہیں نام ونشان بھی نہ تھا غرض وہ سیلاب ان کی لاش کو بجنہ بہا لے گیا اور مشرکوں کو ان پر دسترس نہ ہو سکی اور نہ ان کی کسی قسم کی توہین کر سکے چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عاصم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس بات کی نذر کر رکھی تھی کہ نہ میں خود کسی مشرک کو ہاتھ لگاؤں گا اور نہ کسی مشرک کو اپنے آپ کو ہاتھ لگانے دوں گا اس خوف سے کہ کہیں ناپاک نہ ہو جاؤں یعنی حضرت عاصم مشرکوں کو ایسا نجس جانتے تھے کہ ان کے چھونے سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واقعی اللہ تعالیٰ مومنوں کی بڑی حفاظت کرتا ہے چنانچہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو اللہ نے کافروں کو چھونے سے ان کی وفات کے بعد ایسا ہی محفوظ رکھا جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں ان سے پرہیز کرتے تھے۔

حضرت خبیبؓ المناک کی شہادت:

راوی کہتا ہے کہ حضرت معتب بن عبید لڑتے ہوئے مشرکوں میں گھس گئے اور ان پر خوب وار کئے پھر وہ سب ان پر ایک دم ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر دیا اور حضرت خبیب اور عبداللہ بن طارق اور زید بن دثنہ کو وہاں سے لے کر چل دیئے اور یہ سب کے سب کمانوں کی تانتوں سے بندھے ہوئے تھے آخر جب یہ اسی حالت سے مقام مرالظہران میں پہنچے تو حضرت عبداللہ بن طارق نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو انہوں نے تو پہلے پہل ہی ہمارے ساتھ بدعہدی کر دی اور آگے کو ان سے کیا امید ہے

کہ یہ عہد و پیمان پر قائم رہیں گے بس خدا کی قسم! اب میں ان کے ساتھ ہر گز نہ جاؤں گا اور میں تو اب وہی کرتا ہوں جو ہمارے ان شہیدوں نے کیا ہے یہ سن کر ان کے ساتھیوں نے ان کو روکا اور اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا مگر یہ نہ مانے اور اپنے ہاتھ کو زبردستی سے کمان کی تانت سے نکال لیا پھر اپنی تلوار لے کر ان کافروں پر حملہ کرنا چاہا مگر وہ ان سے الگ ہو گئے لیکن یہ دوڑ کر ان میں گھس ہی گئے اور ان پر نہایت زور و شور سے حملہ کرنے لگے غرض وہ پھر بھی ان سے ہٹ ہٹ کر علیحدہ ہو گئے اور ان پر پتھر برسانے لگے یہاں تک کہ آخر ان کو شہید کر ہی دیا چنانچہ ان کی قبر یہیں مقام مرالظہر ان میں ہے اس کے بعد وہ کافر حضرت خبیب بن عدی اور زید بن ثابت کو لے کر آگے چلے اور آخر کار ان کو لئے لئے مکہ میں پہنچ گئے چنانچہ وہاں حضرت خبیب کو تو حجیر بن ابی اہاب نے اسی اشرفیاں دے کر خرید لیا اور بعض کہتے ہیں کہ پچاس اونٹ یا پچاس گھوڑے دے کر خریدا اور بعض کہتے ہیں کہ ان کو حارث بن عامر بن نوفل کی لڑکی نے سو اونٹ دے کر خریدا تھا اور حجیر نے ان کو اپنے بھتیجے عقبہ بن حارث کے لئے خریدا تھا تا کہ وہ ان کو اپنے باپ کے بدلے میں جو بدر میں مارا گیا تھا قتل کر کے اپنے دل کو تسلی دے لے اور حضرت زید بن دشنہ کو صفوان بن امیہ نے خریدا اور اپنے باپ کے بدلے میں ان کو شہید کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ ان حضرات کو کسی ایک شخص نے نہیں خریدا تھا بلکہ اس میں قریش کے کئی آدمی شریک تھے اور جس وقت ان دونوں صاحبوں کو مکہ میں لے گئے تو اس وقت ذیقعد کا مہینہ تھا اور اس مہینے میں اس کے احترام کی وجہ سے قریش کسی کو قتل وغیرہ نہیں کیا کرتے تھے اس لئے حجیر نے حضرت خبیب کو ایک عورت کے مکان میں قید کر دیا جس کا نام ماویہ تھا اور یہ قبیلہ بنی عبد مناف کی باندی تھی اور صفوان بن امیہ نے حضرت زید بن دشنہ کو قبیلہ بنی جمح کے چند آدمیوں کے پاس قید کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ صفوان نے اپنے ایک غلام کے پاس جس کا نام نسطاس تھا قید کر دیا تھا۔

حضرت خبیبؓ کے قید کے حالات:

اور یہ ماویہ عورت اس واقعہ کے بعد سچی اور پکی مسلمان ہو گئی تھی سو یہ کہا کرتی تھی

کہ خدا کی قسم میں نے حضرت خبیب سے کسی شخص کو بہتر نہیں دیکھا کہ میں ان کو قید کے زمانہ میں دروازہ کی درازوں سے جھانکا کرتی تھی حالانکہ وہ زنجیروں میں جوڑے ہوئے ہوتے تھے اور اس زمانہ میں انگور کا کہیں نام ونشان بھی نہ ہوتا تھا مگر باوجود اس کے میں دیکھتی تھی کہ ان کے پاس انگور کا خوشہ ہوتا تھا اور وہ بھی اتنا بڑا کہ جیسا آدمی کا سر ہوتا ہے اور یہ اس میں سے مزہ سے کھاتے رہے تھے بس اللہ ہی ان کو یہ روزی پہنچاتا تھا اور یہ حضرت خبیب راتوں کو تہجد میں قرآن شریف پڑھا کرتے تھے اور عورتیں ان کا پڑھنا سن کر رویا کرتی تھیں اور ان پر بہت ترس کھایا کرتی تھیں حضرت ماویہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت خبیب سے دریافت کیا کہ اگر آپ کو حاجت یا ضرورت ہو آپ مجھ سے بتلا دیجئے کہ میں اسے پوری کر دوں اس پر انہوں نے یہ جواب دیا کہ مجھے اور تو کچھ ضرورت نہیں صرف یہ ضرورت ہے کہ ایک تو مجھے میٹھا پانی پلا دے اور ایک یہ کہ جو جانور بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے اس کا گوشت مجھے نہ کھلانا اور ایک یہ کہ جب یہ لوگ میرے قتل کرنے کا ارادہ کریں تو ذرا مجھے خبر کر دینا۔

ماویہ کا وسوسہ اور خبیبؓ کا ایمان:

پھر حضرت ماویہ فرماتی ہیں کہ جب یہ حرمت کے مہینے گزر گئے اور کافروں نے ان کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا تو میں نے ان کے پاس جا کر ان کو اس بات کی اطلاع کر دی مگر میں نے دیکھا کہ خدا کی قسم! ان کو اس بات کی ذرا بھی کچھ پروا نہ ہوئی اور مجھے کہتے تھے کہ اچھا ذرا مجھے ایک استرہ دیدے کہ میں اپنی حجامت بنالوں چنانچہ میں نے ایک استرہ ان کے پاس اپنے بیٹے ابی حسین کے ہاتھ بھیج دیا اور جس وقت میرا لڑکا استرہ لے کر میرے پاس سے چلا گیا تو میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ خدا کی قسم! بس اب یہ شخص میرے لڑکے کو اپنے بدلے میں مار ڈالے گا میں نے یہ کام کیا کہ اس لڑکے کو ایسے مخدوش آدمی کے پاس استرہ لے کر بھیج دیا کہ جو خود موت کے منہ میں ہے اور اس وجہ سے وہ اس کے مار ڈالنے میں ذرا بھی باک نہیں کریگا اور بے دریغ اس کو قتل کر دے گا اور یہ کہہ دے گا کہ بس آدمی کا بدلہ آدمی سے ہو گیا غرض جب میرا لڑکا ان کے پاس استرہ

لے گیا تو انہوں نے اس سے استرہ لے لیا اور پھر اس سے ہنسی سے کہنے لگے کہ تیرے باپ کی قسم تو بڑا بہادر ہے کیا تیری ماں میری بد عہدی سے نہیں ڈری کہ اس نے بے تکلف تیرے ہاتھ استرہ بھیج دیا حالانکہ تمہارے آدمیوں کا ارادہ میرے قتل کرنے کا ہے حضرت ماویہ فرماتی ہیں کہ میں بھی ان کی یہ ساری بات چیت سن رہی تھی چنانچہ میں نے ان سے یہ سن کر کہا کہ اے خبیب! میں نے تو اس کو خدا کے بھروسہ اور تیرے اطمینان پر تیرے پاس بھیج دیا ہے اور میں نے یہ استرہ بھی تجھے محض خدا ہی کے واسطے دیا ہے کچھ اس واسطے نہیں دیا کہ تو اس سے خاص میرے ہی بیٹے کو قتل کر ڈالے اس پر حضرت خبیبؓ فرمانے لگے کہ نہیں نہیں تو اطمینان رکھ میں اس کو ہرگز قتل نہیں کرسکتا ہوں اور ہمارے دین میں تو کسی طرح بھی بدعہدی درست نہیں اس کے بعد میں نے ان کو اطلاع دی کہ یہ لوگ آپ کو کل نکالیں گے اور قتل کریں گے۔ راوی کہتا ہے کہ آخر وہ لوگ ان کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے باہر لے گئے یہاں تک کہ مقام تنعیم میں پہنچے اور ان کے ساتھ عورتیں اور لڑکے اور غلام اور مکہ کے اور بہت سے آدمی نکلے یہاں تک کہ کوئی پیچھے نہیں رہا اور یہ نکلنے والے دو قسم کے آدمی تھے یا تو وہ تھے کہ جن کو اپنے مقتولوں کا بدلہ نہیں ملا تھا سو یہ اس خیال سے گئے کہ ان کو قتل ہوتا ہوا دیکھ کر خوب خوش ہوں اور ان کے قتل کو اپنا خون بہا اور اپنے مقتولوں کا بدلہ سمجھیں اور یا وہ لوگ تھے جن کے مقتولوں کا بدلہ تو مل چکا تھا مگر ان کو اسلام اور مسلمانوں سے دلی مخالفت اور عداوت تھی سو یہ محض تماشا دیکھنے کے لئے گئے غرض جب ان کو کافر مقام تنعیم تک لے گئے اور ان کے ساتھ ساتھ حضرت زید بن دثنہ بھی تھے۔

حضرت خبیبؓ کا دو رکعت پڑھنا:

تو انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ان کے سولی دینے کیلئے ایک لمبی سی لکڑی گاڑ دو چنانچہ انہوں نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں ایک لکڑی گاڑ دی اس کے بعد جب وہ حضرت خبیب کو اس لکڑی کے پاس لے گئے تو انہوں نے ان سے کہا کہ تم مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دیدو گے انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور ہماری طرف سے اجازت ہے

تم شوق سے پڑھ لو چنانچہ حضرت خبیب نے دو رکعت بہت اچھی طرح پڑھی مگران کو بہت لمبانہیں کیا۔

ہم سے محمد نے اوران سے معمر نے اوران سے زہری نے اوران سے عمرو بن سفیان بن ابی سفیان بن اسید بن العلا نے اوران سے ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ سب سے پہلے حضرت خبیب نے نکالا ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت خبیب دو رکعت نماز پڑھ چکے تو یہ فرمایا کہ اگر ان لوگوں کا گمان یہ نہ ہوتا کہ میں نے موت کے ڈر سے نماز کو دراز کر دیا ہے تو میں آج بہت لمبی نماز پڑھتا۔

حضرت خبیبؓ کی دعا:

اس کے بعد حضرت خبیب نے یہ دعا کی:

اللهم احصهم عددا واقتلهم بددا ولا تغادر هم احدا۔

یعنی اے اللہ! ان سب کو ایک ایک کر کے گن لے اوران کو الگ الگ کر کے ہلاک کر اوران میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔

چنانچہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کی دعا کے وقت موجود تھا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میرا باپ ابوسفیان ان کی دعا کے خوف سے مجھے زمین پر لٹاتا تھا اوراس روز ابوسفیان نے مجھے مجمع میں سے ایسی بری طرح گھسیٹا کہ میں چوتڑوں کے بل جا گرا اس گرنے کی چوٹ سے میں ایک مدت دراز تک دردمند رہا اور حویطب بن عبدالعزیٰ کہتے تھے کہ میں نے اس روز اپنے آپ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ میں اپنے کانوں میں انگلیاں دے کر دوڑتا ہوا بھاگا اس خوف سے کہ کسی طرح حضرت خبیب کی دعا کو نہ سنوں اوراسی طرح حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن یزید نے اوران سے سعید بن عمرو نے اوران سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں نے بھی اس روز اپنے آپ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ میں لوگوں میں چھپتا ہوا پھرتا تھا کہ کسی طرح میرا سامنا حضرت خبیب کی دعا سے نہ ہو جائے اور حارث بن برصاء کہتے تھے کہ خدا کی قسم! اس روز میرا یہ گمان بالکل نہ تھا کہ حضرت خبیب کی دعا ان لوگوں میں

سے کسی کو بھی باقی چھوڑے گی۔

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے عبداللہ بن جعفر نے اوران سے عثمان بن محمد اخنسی نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر بن حذیم بن جمحی کو مقام حمص پر عامل مقرر کر دیا تھا اوران کی کچھ ایسی حالت تھی کہ ان کو لوگوں میں اچھے خاصے بیٹھے ہوئے غش آ جایا کرتا تھا سو ایک دفعہ اس بات کا تذکرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی ہو گیا اور حضرت سعید مقام حمص سے اکثر اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ ایک پھیرے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ اے سعید! یہ تجھے بے ہوشی سے کیا ہو جایا کرتی ہے کیا تجھ پر کوئی جن سوار ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضور نہیں یہ بات تو نہیں ہے بلکہ یہ بات ہے کہ حضرت خبیب کے قتل کے وقت میں بھی وہاں لوگوں میں موجود تھا اور میں نے ان کی دعا سنی تھی سو خدا کی قسم! اس وقت سے میری یہ کیفیت ہے کہ جب کبھی مجھے ان کی دعا یاد آ جاتی ہے اور میرے دل میں اس کا خیال گزر جاتا ہے تو میں کسی مجلس اور مجمع میں ہوں بس میرے اوپر فوراً غشی طاری ہو جاتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت سعید کی اس بات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جی میں حضرت خبیب کی اور بھی بہت زیادہ وقعت اور قدر و منزلت پیدا ہو گئی۔

حضرت خبیب کی دعا کا خوف اور چرچا:

ہم سے محمد نے اوران سے عبدالوہاب نے اوران سے محمد نے اوران سے واقدی نے اوران سے قدامہ بن موسیٰ نے اوران سے عبدالعزیز بن رمانہ نے اوران سے عروہ بن زبیر نے اوران سے نوفل بن معاویہ دیلی نے بیان کیا کہ میں بھی اس روز حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی دعا کے وقت حاضر تھا سو میرے خیال میں تو جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں سے کوئی شخص ان کی بددعا کے ضرر سے نہیں بچ سکا اور میں کھڑا ہوا تھا لیکن جس وقت یہ دعا کرنے لگے تو میں ان کی دعا کے خوف سے زمین کی طرف جھک گیا اور

قریش کی ایک مہینہ یا ایک مہینے سے بھی کچھ زائد یہ حالت رہی کہ ان کی مجلسوں اور محفلوں میں حضرت خبیب ہی کی دعا کا چرچا رہتا تھا کہتے ہیں کہ جب حضرت خبیب دو رکعت نماز پڑھ چکے تو کافروں کو سولی کے پاس لے گئے اور ان کا رخ مدینہ کی طرف کر کے ان کو رسی سے خوب کس دیا اس کے بعد ان سے کہنے لگے کہ دیکھ اگر تو اب بھی اسلام سے پھر جائے گا تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے یہ سن کر حضرت خبیب نے ان کو جواب دیا کہ ا کی قسم اگر مجھے تمام روئے زمین کی دولت مل جائے تو میں تب بھی اسلام سے پھر جانا گوارا نہیں کروں گا پھر انہوں نے کہا کہ اچھا یہ تو بتلا کہ اگر تیری جگہ محمد ہو اور تو اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہو تو تجھے یہ بھی گوارا ہے یا نہیں انہوں کہا کہ خدا کی قسم! ان کی نسبت تو مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ ان کے جسم میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں اس کے بعد وہ ان سے بار بار کہنے لگے کہ اے خبیب لے تو اسلام سے پھر ہی جا مگر یہ ہر دفعہ ان کے جواب میں یہی کہتے رہے کہ میں اسلام سے ہرگز نہیں پھر سکتا آخر وہ ان سے ہار کر یہ کہنے لگے کہ دیکھ لات اور عزیٰ کی قسم! اگر تو ایسا نہ کرے گا اور ہمارے کہنے کو نہ مانے گا تو ہم تجھے ضرور قتل کر دیں گے انہوں نے کہا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانا میرے نزدیک کچھ بڑی بات نہیں بلکہ ایک معمولی سی بات ہے غرض یہ ان کی بات ماننے سے انکار ہی کرتے رہے اور چونکہ انہوں نے ان کا رخ قبلہ کی طرف سے پھیر کر مدینہ کی طرف کر رکھا تھا اس لئے انہوں نے ان سے کہا کہ تمہارا میرے منہ کو قبلہ کی طرف سے پھیر دینا مجھے کچھ معز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا ہے:

فاینما تولوا فثم وجه الله۔

یعنی تم جس طرف کو رخ کرو اسی طرف خدا موجود ہے یہ کہہ کر حضرت خبیب نے یہ دعا کی:

اللهم انی لا اری الا وجه عدو اللهم انه لیس ههنا احد یبلغ رسولك عنی السلام فبلغه عنی السلام۔

یعنی اے اللہ! یہاں مجھے سارے دشمن ہی دشمن نظر آتے ہیں اور کوئی شخص ایسا

نہیں ہے جو تیرے نبی کو میرا سلام پہنچادے اس لئے اب تجھ سے میری یہ درخواست ہے کہ تو ہی اپنے نبی کو میرا سلام پہنچادے۔

حضرت خبیبؓ کی شہادت کی حضورؐ کو خبر:

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب نے اور ان سے محمد نے اور ان سے واقدی نے اور ان سے اسامہ بن زید نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ پر ایک بیہوشی کی سی حالت طاری ہوگئی جیسے وحی اترنے کے وقت ہوا کرتی تھی آخر جب اس سے آپ کو افاقہ ہوا تو ہم نے آپ کو علیہ السلام ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے سنا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل آئے ہیں اور مجھے خبیب کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں اس کے بعد ان کافروں نے ایسے لوگوں کے لڑکوں کو طلب کیا جو بدر میں قتل ہو چکے تھے چنانچہ ایسے چالیس لڑکے نکلے پھر انہوں نے ان میں سے ہر ایک لڑکے کے ہاتھ میں ایک ایک نیزہ دیا اور ان سے یہ کہا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے جس نے تمہارے باپوں کو مارا ہے یہ سن کر ان لڑکوں نے حضرت خبیب کے ہلکے ہلکے نیزے مارے جس سے یہ تڑپنے لگے اور تڑپتے تڑپتے ان کا منہ قبلہ کی طرف کو ہو گیا اس پر حضرت خبیب نے خدا کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں کہ جس نے میرے منہ کو اس قبلہ کی طرف کر دیا کہ جس کو اپنے لئے اور اپنے نبی کے لئے اور کل مومنوں کے لئے پسند کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خبیب کے قتل کرنے پر لوگوں کو آمادہ اور جمع کر دیا تھا وہ یہ چند آدمی تھے ایک تو عکرمہ بن ابی جہل اور ایک سعید بن عبداللہ بن قیس اور ایک اخنس بن شریق اور ایک عبیدہ بن حکیم بن امیہ بن اوقص سلمی۔

جان کنی میں خبیبؓ کا عزم:

اور ان لوگوں میں جو حضرت خبیبؓ کے پھانسی دینے کے وقت حاضر تھے ایک شخص عقبہ بن حارث بن عامر بھی حاضر تھا سو اس کا بیان یہ ہے کہ خدا کی قسم میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا کیونکہ میں اس وقت بالکل بچہ سا تھا لیکن قبیلہ بنی عبدالدار میں سے ایک شخص

نے جس کا نام ابو میسرہ بن عوف بن سیاق تھا میرا ہاتھ پکڑ کر زبردستی سے برچھی پر رکھ دیا اور پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ سے تھامے رہا اور اپنے ہاتھ سے زور زور سے برچھی مارنے لگا یہاں تک کہ خبیب قتل ہو گئے آخر جب یہ برچھی مار چکا تو وہ برچھی خبیب سے جدا ہو گئی اس پر کافروں نے ایک دوسرے شخص کو جس کا نام ابو سروعہ تھا چلا کر کہا کہ اے ابو سروعہ اس ابو میسرہ نے تو بہت بری برچھی ماری اس پر ابو سروعہ نے خبیب کے ایسے زور سے نیزہ مارا کہ ان کی کمر سے پار کر دیا اور پھر اس نیزہ کو اسی طرح چبھوئے کھڑا رہا جب تک کہ خبیب خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے رہے اور محمد کی رسالت کی شہادت دیتے رہے آخر جب یہ بالکل ختم ہو گئے تب اس نے اپنے نیزہ کو نکالا چنانچہ یہ دیکھ کر اخنس بن شریق کہنے لگا کہ اگر خبیب کسی حال میں محمد کے ذکر کو چھوڑ سکتا تو ایسی نازک حالت میں کہ جب اس پر نیزوں کی بوچھار ہو رہی تھی ضرور ان کی یاد کو چھوڑ دیتا اور ہم نے آج تک کبھی کسی والد کو اپنی اولاد کے ساتھ ایسی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ جیسی محمد کے آدمیوں کو محمد کے ساتھ ہے۔

حضرت زیدؓ کی قید میں حالت اور شہادت:

حضرت زید بن دثنہ صفوان بن امیہ کے خاندان میں زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور رات بھر تہجد کی نماز پڑھتے رہتے تھے اور پھر دن بھر روزہ رکھتے تھے اور جو چیزیں کھانے کی ان کے سامنے لائی جاتی تھیں اس میں سے کافروں کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت بالکل نہ کھاتے تھے چنانچہ یہ بات صفوان کو بہت بہت گراں گذری کیونکہ قریش کے اور آدمیوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو بہت اچھے سلوک سے رکھا تھا غرض اس نے ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم ہمارے کھانوں میں سے کیا چیز کھایا کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ جو جانور خدا کے نام کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے میں اس کے گوشت کو تو بالکل نہیں کھاتا ہوں ہاں البتہ صرف دودھ ضرور پی لیتا ہوں اور اسی دوران میں یہ روزہ بھی رکھا کرتے تھے اس لئے صفوان نے ان کے لئے یہ حکم دیا کہ ان کو روزہ کے افطار کے وقت ایک بڑا پیالہ بھر کر دودھ دے دیا جایا کرے

چنانچہ ایسا ہی ہونے لگا کہ شام کے وقت ان کو ایک بڑا پیالہ بھر کر دودھ کا مل جاتا تھا اور یہ اس کو پی لیا کرتے تھے پھر دوسرے روز ایسا ہی ہوتا تھا۔

حضرت زیدؓ کی شہادت:

آخر جب ان دونوں حضرات کو ایک ہی روز قتل کے میدان میں لائے اور یہ ایک دوسرے سے ملے اور اس وقت ان کے ساتھ کافروں کے غول تھے تو یہ دونوں ملاقات کے وقت آپس میں لپٹ گئے اور ہر ایک نے دوسرے کو اس بات کی وصیت اور تاکید کر دی کہ وہ اپنی مصیبت پر صبر کرے اور مستقل اور ثابت رہے اس کے بعد پھر دونوں الگ الگ ہو گئے اور حضرت زید کے قتل کرنے کیلئے صفوان کا ایک غلام مقرر ہوا تھا جس کا نام نسطاس تھا چنانچہ وہ ان کو لے کر مقام تنعیم میں آیا اور لوگوں نے ان کے سولی دینے کے لئے ایک لکڑی گاڑ دی تب حضرت زید نے ان سے کہا کہ اچھا ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں چنانچہ وہ ٹھہر گئے اور جب یہ نماز پڑھ کر فارغ ہو چکے تو انہوں نے ان کو سولی پر ٹانگ دیا اور ان سے یہ کہنے لگے کہ دیکھ اگر تو اپنے اس نئے دین سے پھر جائے اور ہمارے دین کی پیروی کرنے لگے تو ہم تجھے چھوڑ دیں اور قتل نہ کریں انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم! ایسا ہر گز نہ ہوگا اور میں اپنے اس دین سے ہر گز جدا نہیں ہو سکتا پھر کافران سے کہنے لگے کہ اچھا تجھے یہ بھی گوارا ہے کہ تیرے بجائے ہمارے ہاتھوں میں محمد گرفتا ہو اور تو چین سے اپنے گھر بیٹھا ہو حضرت زید نے فرمایا کہ گرفتار ہونا تو بڑی بات ہے ان کی تکلیف تو مجھے اتنی بھی گوارا اور پسند نہیں ہے کہ ان کے جسم میں کوئی کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں۔

ابوسفیان کا صحابہ کی حضورؐ سے محبت کا اقرار:

راوی کہتا ہے کہ ابوسفیان بن حرب لوگوں سے یہ کہا کرتا تھا کہ ہم نے کسی شخص کے دوستوں میں ایسی شدید محبت نہیں دیکھی جیسی کہ محمد کے دوستوں میں محمد کے ساتھ ہے اور اسی وقت حضرت خبیب کی شان میں حضرت حسان بن ثابت نے یہ ذیل کے اشعار کہے تھے۔

حضرت خبیبؓ کی شان میں حسان بن ثابتؓ کے اشعار:

لیت خبیبا لم تخنه امانة وليت خبيبا كان بالقوم عالما

کاش کہ حضرت خبیب کے ساتھ امان دے کر بدعہدی نہ کی جاتی اور کاش کہ حضرت خبیب کافروں کی بدعہدی سے واقف کار ہوتے۔

شراه زهير بن الاغر وجامع وكانا قديما يركبان المحارما

ان کو زہیر بن اغر اور جامع نے خرید لیا اور یہ تو دونوں ہمیشہ کے بدکار اور حرامکار تھے۔

اجرتم فلما ان اجرتم غدرتم وكنتم باكناف الرجيع اللهازما

اے کافرو! تم نے پہلے تو پناہ دیدی اور پھر پناہ دینے کے بعد تم بدعہدی کر بیٹھے اور مقام رجیع کے اطراف میں نیزہ بازی کرنے لگے۔

اور حضرت حسان بن ثابت کے قدیم دیوان میں یہ ذیل کے شعر بھی پائے گئے ہیں

لو كان فى الدار قوم ذو محافظة حامى الحقيقة ماض ماله انس

اگر مکہ کے گھروں میں حفاظت کرنے والے ہوتے اور سچی بات کی حمایت کرنے والے ہوتے اور سچی باتوں کی پیروی اور ان میں پیش قدمی کرنے والے ہوتے اور ان کو اپنی کسی چیز کے ساتھ محبت نہ ہوتی۔

اذا حللت خبيب منزلا فسحا ولم يشد عليك الليل والحرس

تو اے خبیب! تو اس وقت ایک دلکشا جگہ میں ہوتا اور تجھ پر قید کی سختی اور پہریداروں کی درشتی نہ ہوتی۔

ولم تقدك الى التنعيم زعنفة من المعاشر ممن قد نضن عدس

اور مقام تنعیم کی طرف تجھے وہ کمینہ غلام نسطاس کھینچ کر نہ لے جاتا کہ جوان لوگوں میں سے ہے کہ جو مسود کا ایک ایک دانہ چنتے پھرا کرتے ہیں۔

فاصبر خبيب فان القتل مكرمة الى جنان نعيم ترجع النفس

بس اب اے خبیب! تو صبر کر کیونکہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانا بڑی

عزت کی بات ہے۔

ولوك غدرا وهم فيها اولو خلف
وانت ضيف لهم فى الدار محتبس

یہ لوگ غداری سے تیرے اوپر قابو یافتہ ہو گئے اور یہ لوگ تو قریش میں پہلے ہی سے بدعہد ہیں حالانکہ تو ان کا مہمان تھا اور ان کے گھر میں قید تھا۔

غزوہ قبیلہ بنی نضیر

جو ہجرت کے سینتیسویں مہینے ربیع الاول میں واقع ہوا

ہم سے محمد نے اور ان سے عبدالوہاب بن حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع نے اور ان سے محمد بن عمرو واقدی نے اور ان سے محمد بن عبداللہ نے اور عبداللہ بن جعفر نے اور محمد بن صالح نے اور محمد بن یحییٰ بن سہل نے اور ابن ابی حبیبہ نے اور معمر بن راشد نے (واقدی) فرماتے ہیں کہ ان کے سوا اور بہت سے آدمیوں نے بیان کیا مگر مجھے ان کے نام معلوم نہیں ہو سکے اور سب نے اس روایت کا ذرا ذرا سا ٹکڑا بیان کیا ہے اور ان میں سے بعض بعض راوی بڑے حافظ اور ضابط تھے پھر میں نے ان سب کے بیانات کو قلمبند کر دیا ہے غرض ان سب نے یہ بیان کیا کہ جب حضرت عمرو بن امیہ بیر معونہ سے چل کر مقام قناۃ میں پہنچے تو وہاں ان کو قبیلہ بنی عامر کے دو آدمی ملے انہوں نے ان دونوں سے ان کا حسب ونسب دریافت کیا اس پر انہوں نے اپنا سارا حسب ونسب ان سے بیان کر دیا پھر حضرت عمرو نے ان دونوں کو دوپہر میں آرام کرنے کی ترغیب دی اور جب وہ خوب سو گئے تو ان پر حملہ کر کے دونوں کے دونوں کو قتل کر ڈالا پھر وہاں سے چل دیئے اور بہت جلدی کی کہ جتنی دیر میں بکری دھوئی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو ان دونوں کا قصہ سنایا۔

حضورؐ کی سرزنش:

اس پر حضور نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کام کیا ان دونوں کے لئے تو ہماری طرف سے امان ہو چکا تھا اور ہم نے ان سے عہد و پیمان کر لیا تھا حضرت عمرو نے عرض کیا کہ

حضور مجھے تو یہ بات معلوم نہ تھی بلکہ میں تو ان کو مشرک جانتا تھا اور علاوہ اس کے ان کی قوم ہمارے لوگوں کو قتل کر کے ہم سے پہلے بدعہدی کر چکی ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامان وغیرہ کی بابت جو حضرت عمرو نکال لائے تھے یہ حکم دیا کہ اس کو علیحدہ رکھا جائے چنانچہ آپ نے اس اسباب کو پھر ان کی دیت کا انتظام کر کے ان کی قوم کے پاس واپس بھجوا دیا اور اس کا قصہ یہ ہوا کہ عامر بن طفیل نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ کہلا کر بھیجا کہ آپ کے ایک آدمی نے ہماری قوم میں سے دو آدمیوں کو مار ڈالا ہے حالانکہ ان کو آپ کی طرف سے امان مل چکا تھا اور آپ نے ان سے عہد و پیان بھی کر لیا تھا لہٰذا آپ ان کا خون بہا ہمارے پاس بھجوا دیجئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی نضیر کے پاس تشریف لے گئے کہ وہ بھی ان دونوں کے خون بہا میں مدد کریں اور قبیلہ بنی نضیر اور قبیلہ بنی عامر میں باہمی معاہدہ بھی ہو رہا تھا غرض حضور ہفتہ کے روز روانہ ہوئے اور مسجد قبا میں جا کر نماز پڑھی آپ کے ساتھ اس وقت مہاجرین اور انصار کے بھی کچھ آدمی تھے پھر آپ قبیلہ بنی نضیر کے یہاں تشریف لے گئے تو ان کو دیکھا کہ وہ سب اپنی مجلس میں جمع ہیں چنانچہ آپ بھی وہاں اپنے ساتھیوں سمیت بیٹھ گئے اور ان لوگوں سے گفتگو کرنے لگے کہ وہ ان دونوں آدمیوں کی دیت میں جن کو حضرت عمرو بن امیہ نے قتل کر دیا تھا مدد کریں اس پر وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم! جو کچھ آپ چاہتے ہیں ہم وہی کریں گے ہم آپ پر قربان ہو جائیں کہ آپ ہماری ملاقات کے لئے آئے ہیں اور ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں آپ آرام سے بیٹھ جائیے تاکہ ہم آپ کے لیے کھانا حاضر کریں اور رسول اللہ ﷺ اس وقت ان کے مکانوں میں سے ایک مکان کی دیوار سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔

کفار کی سازش:

پھر وہ وہاں مجلس سے ذرا الگ کو ہو کر ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے اور حی بن اخطب نے ان سے یہ کہا کہ اے یہود کی جماعت! اس وقت محمد صرف اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آئے ہیں کہ وہ سب پورے دس بھی نہ ہونگے۔ راوی کہتا ہے کہ اس

وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف ابوبکر اور عمر اور علی اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے چنانچہ اس نے یہ کہا کہ ان کے ساتھ صرف یہی چند آدمی ہیں سوتم ایسا کرو کہ جس مکان کے نیچے یہ محمد بیٹھا ہے اس کے اوپر سے ایک پتھر ان پر ڈال دو اور ان کا بالکل خاتمہ کر دو کیونکہ پھر کبھی تم ایسا موقع نہ پاؤ گے کہ وہ تنہا ہو اور اس کے ساتھ اس کے دوستوں میں سے کوئی بھی نہ ہو اور جب یہ قتل ہو جائے گا تو اس کے سب آدمی متفرق ہو جائیں گے چنانچہ قریش کے آدمی تو قریش میں جا ملیں گے اور وہاں صرف اوس اور خزرج کے آدمی باقی رہ جائیں گے جو تمہارے پہلے سے طرفدار اور دستدار ہیں اور دیکھو جو کچھ تمہیں پھر کبھی کرنا ہو بس اس کو ابھی کر گزرو کہ اس سے بہتر موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں لگے گا یہ سن کر عمرو بن حجاش نے کہا کہ اچھا میں ابھی اس مکان کی چھت پر چڑھتا ہوں اور اس کے اوپر ایک بھاری پتھر گرائے دیتا ہوں اس پر سلام بن مشکم نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تم اس دفعہ میری بات مان لو پھر چاہے آئندہ کبھی میرا کہنا نہ ماننا اور خدا کی قسم! اگر تم ایسا کرو گے تو ضرور محمد کو یہ خبر ہو جائے گی کہ ہم نے ان کے ساتھ غداری کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو کچھ ہمارے اور ان کے درمیان عہد و پیمان ہو رہا ہے وہ سب ٹوٹ جائے گا سوتم ایسا کام ہرگز نہ کرو اور دیکھو خدا کی قسم جس بات کا تم ارادہ کر رہے ہو اگر وہ کرو گے تو یہ جان لو کہ اس سے تمہارا مقصد پورا نہ ہوگا اور ان میں سے کوئی نہ کوئی قائم ضرور رہے گا اور وہی اس دین کو قیامت تک جاری رکھے گا پھر وہ یہود کی جڑ اور بنیاد کھود ڈالے اور اپنے دین کو ظاہر اور غالب کرے گا اور یہ سب گفت و شنید اس وقت ہوئی کہ جب ابن حجاش بڑا بھاری پتھر تیار کر چکا تھا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے اوپر گرا دے اور لڑھکا دے آخر جب اس کو لے کر وہ چھت پر چڑھ گیا۔

حضورؐ کو کفار کے ناپاک ارادہ کی خبر:

تو اسی وقت حضور کو اس کے ارادہ کی خبر ہو گئی اور آپ وہاں سے بہت جلد اٹھ کھڑے ہوئے کہ گویا آپ قضائے حاجت کا ارادہ رکھتے ہیں پھر وہاں سے مدینہ کی

طرف کو چلدیئے اور آپ کے ساتھی وہیں بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے اور اس خیال میں رہے کہ آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہیں آخر جب بہت دیر ہو گئی اور وہ لوگ اس بات سے مایوس ہو گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اب ہمارا یہاں ٹھہرنا بیکار ہے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ قضائے حاجت کے لئے نہیں بلکہ کسی اور کام کے لئے تشریف لے گئے ہیں غرض یہ سب لوگ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور حی بن اخطب بولا کہ ابو القاسم نے بہت جلدی کی ہم تو بس اب اس ارادہ اور فکر میں تھے کہ ان کی حاجت کو روا کر دیں اور ان کو ناشتہ کا کھانا کھلا دیں غرض یہود اپنی کارروائی پر بہت پشیمان ہوئے۔

کنانہ بن صوریہ کی حقیقت پسندی:

اور اس کے بعد کنانہ بن صوریہ نے ان یہودیوں سے کہا کہ تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ محمد یہاں سے کیوں اٹھ کر چلے گئے انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم! ہمیں تو کچھ معلوم نہیں اگر تجھے کچھ خبر ہو تو بیان کر اس نے کہا کہ ہاں! توریت کی قسم! مجھے خبر ہے اور وہ یہ ہے کہ تم جو کچھ ان کے ساتھ بدعہدی کرنا چاہتے تھے اس کی ان کو اطلاع ہو گئی ہے اس لئے وہ اٹھ کر چلے گئے ہیں اور دیکھو میں تمہیں اب بھی خیر خواہی کی بات بتلاتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالو خدا کی قسم وہ بے شبہ خدا کے رسول ہیں اور وہ یہاں سے محض اسی لئے اٹھ کر چلے گئے ہیں کہ ان کو تمہاری بدعہدی کے ارادہ خبر ہو گئی ہے اور وہ واقعی خاتم الانبیاء اور آخر الانبیاء ہیں اگرچہ تم لوگ ہمیشہ سے یہ تمنا کر رہے ہو کہ سب سے آخر کا نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی کے موافق اس کو جہاں اس کا جی چاہا وہیں اس کو ظاہر کر دیا اس میں آپ کا کچھ بس نہیں چلتا اور دیکھو ہماری سب کتابوں میں اور خاص کر توریت میں جس کو ہم نے خود پڑھا ہے اور اس میں کچھ تغیر و تبدل بھی واقع نہیں ہوا ہے یہی لکھا ہوا ہے کہ اس آخری نبی کی پیدائش اور ولادت کی جگہ تو مکہ ہو گی اور ان کی ہجرت کی جگہ یثرب ہو گی اور جو علامتیں ہماری کتابوں میں لکھی ہیں وہ بعینہ ان میں سب کی سب پائی جاتی ہیں ایک حرف کا بھی خلاف

نہیں اور اس میں کچھ یہی خلاف نہیں کہ ان تحریروں کے موافق جو کچھ تمہیں پیش آئے گا وہ اول اسی کی جنگ ہوگی یعنی یہی پہلے پہل تم سے لڑنے کو آئے گا اور مجھے اس جنگ کا نقشہ ابھی سے صاف یہ نظر آ رہا ہے کہ گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کوچ کئے جاتے ہو اور تمہارے بال بچے بھوک کے مارے چلاتے اور بلبلاتے ہیں اور تم اپنے مال و دولت اور اپنے اہل و عیال کو اپنے گھروں میں چھوڑے جاتے ہو حالانکہ یہی دو چیزیں تمہاری عزت و شرافت کا باعث ہیں سو میری رائے میں اس وقت لوگوں کے لئے یہ بات مناسب ہے کہ تم دو باتوں میں میرا کہنا مان لو اور دیکھو ان دو باتوں کے سوا تیسری بات میں تمہاری خیر نہیں ہے اس پر ان لوگوں نے پوچھا کہ وہ دو باتیں کون سی ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ دو باتیں یہ ہیں اول تو یہ ہے کہ تم اسلام قبول کر لو اور محمد کے ساتھ شامل ہو جاؤ کہ اس سے تمہیں اپنی اولادوں اور مالوں پر امان حاصل ہو جائے گا اور تم ان کے بڑے بڑے دوستوں میں شمار ہونے لگو گے اور تمہارا مال و متاع بھی سب تمہارے ہاتھوں میں باقی رہ جائے گا اور نہ جلاوطن کئے جاؤ گے اس پر بنونضیر نے یہ جواب دیا کہ کیا ہم توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہرگز باہر نہ ہوں گے چاہے کچھ بھی ہو پھر کنانہ نے کہا کہ اچھا دوسری صورت یہ ہے کہ جب محمد تمہارے پاس کسی کو یہ پیغام دے کر بھیجیں کہ تم ہمارے ملک اور شہر سے نکل جاؤ تم ان کی بات کو لڑائی جھگڑے بغیر منظور کر لینا اور یہ کہہ دینا بہت اچھا ہم ایسا ہی کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہاری خونریزی اور تمہارے مال و دولت کی لوٹ مار کو حلال نہ سمجھیں گے جس سے تمہارا سارا مال تمہارے ہی پاس باقی رہ جائے گا پھر چاہے تم اس کی فروخت کر دینا اور چاہے اپنے پاس باقی رکھنا اس پر بنونضیر نے کہا کہ اچھا اگر تیری یہی رائے ہے تو ہم ایسا ہی کر لیں گے کنانہ نے کہا کہ خیر جو کچھ تمہارا جی چاہے کرو مگر میرے نزدیک تو وہ پہلی صورت زیادہ بہتر ہے کہ تم اسلام ہی قبول کر لو اور دیکھو خدا کی قسم! اگر مجھے تمہاری رسوائی اور بدنامی کا خوف نہ ہوتا تو میں ضرور مسلمان ہو جاتا لیکن میں اپنے مسلمان ہونے کی بدولت اپنی بیٹی شعثاء کو لوگوں کی لعنت ملامت میں اور طعن و تشنیع میں پھنسانا نہیں چاہتا ہوں یہاں تک کہ میں اسی

خوف سے تمہارا شامل حال رہوں گا اور جو کچھ تمہارا حال ہوگا وہی میرا حال ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ شعثاء کنانہ کی وہ بیٹی ہے کہ جس کے حسن و جمال کی تعریف حضرت حسان اپنے اشعار میں کیا کرتے ہیں اس کے بعد سلام بن مشکم نے بنی نضیر سے کہا کہ دیکھو جو کچھ تم نے کارروائی کی ہے میں تو اس سے پہلے ہی ناخوش تھا مگر خیر جو کچھ ہوگیا سو ہوگیا اب یہ کرو کہ جب محمد ہمارے پاس کسی آدمی کو یہ پیام دے کر بھیجے کہ تم ہمارے ملک سے نکل جاؤ تو تم سب اس کو منظور کر لینا اور اے حی تو اس حکم کے بعد کچھ بول نہ پڑنا اور اس نکلنے کے حکم پر بس یہی کہہ دینا کہ بہت اچھا ہمیں منظور ہے اور منظور کرنے کے بعد ان کے ملک سے نکل بھی جانا اس پر حی نے کہا کہ بہت اچھا میں ایسا ہی کرتا ہوں اور نکلا جاتا ہوں۔

قبیلہ بنی نضیر کی مدینہ بدری کا حکم:

ہم سے شیخ ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد نے اور ان سے شیخ ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن حسن جوہری نے صفر کے مہینے ۴۴۷ھ میں اور ان سے ابو عمر محمد بن عباس بن محمد بن زکریا بن حیویہ نے اور ان سے عبدالوہاب بن ابی حیہ نے اور ان سے محمد بن شجاع ثلجی نے اور ان سے محمد بن عمر و واقدی نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے مدینہ کی طرف تشریف لے آئے تو آپ کا انتظار کر کے آپ کے ساتھی بھی وہاں سے چل دیئے چلتے ہوئے راستہ میں ایک شخص سے ان کی ملاقات ہوئی جو مدینہ سے آ رہا تھا سب نے اس سے پوچھا کہ ادھر کہیں تجھے رسول اللہ ﷺ بھی ملے ہیں اس نے کہا کہ ہاں مجھے حضور پل سے پار مدینہ کی طرف ملے تھے اس کے بعد جب یہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو طلب فرمایا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ بنو نضیر کے یہاں سے ایسے طریقے سے اٹھ آئے کہ ہم لوگوں کو خبر بھی نہ ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہود نے میرے ساتھ دھوکہ کرنا چاہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کے ہونے سے پہلے ہی خبر کر دی اس لئے میں وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اس کے بعد محمد بن مسلمہ حاضر ہوئے تو رسول

اللہ ﷺ ان سے فرمانے لگے کہ تم قبیلہ بنی نضیر کے یہود کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تم لوگ میرے شہر اور ملک سے نکل جاؤ چنانچہ جب حضرت محمد بن مسلمہ ان کے پاس پہنچے تو ان سے کہنے لگے کہ مجھے حضور نے تمہارے پاس ایک پیام دے کر بھیجا ہے مگر میں اس کو ابھی تمہارے سامنے ذکر نہیں کروں گا جب تک کہ تمہیں ایک گذشتہ واقعہ جو تمہیں بھی یاد ہے نہ جتلا دوں اور وہ یہ ہے کہ میں تمہیں اس توریت کی قسم دے کر جس کو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا ہے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں یہ بات یاد نہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے تمہارے پاس آیا تھا اور اس وقت تمہارے درمیان میں توریت رکھی ہوئی تھی سو اس وقت تم نے مجھ سے اسی جگہ اپنی مجلس میں یہ کہا تھا کہ اے محمد بن مسلمہ! اگر تو صبح کا ناشتہ کرنا چاہے تو ہم تجھے ناشتہ کرا دیں اور اگر تو یہودی بننا چاہے تو ہم تجھے یہودی بنا دیں تب میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ تم مجھے ناشتہ ہی کرا دو یہودی نہ بناؤ کہ خدا کی قسم! میں یہودی کبھی نہ بنوں گا پھر تم نے مجھے اپنی ایک قاب میں کھانا دیا اور میں خدا کی قسم! اس قاب کو اس وقت خوب اچھی طرح دیکھ رہا تھا کہ وہ موتی کی طرح نہایت صاف شفاف تھی پھر تم نے مجھ سے کہا کہ آخر تجھے ہمارے دین میں داخل ہونے سے کیا چیز روکتی ہے اور دیکھ سب دینوں میں دین تو دین یہود ہی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین حنیفیہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے کہ جس کو تو نے آج کل سنا ہوگا دین حنیفیہ اسلام کو کہتے ہیں اور اے ابن مسلمہ! دیکھ ابو عامر اس دین حنیفیہ سے بالکل بیزار ہے اور وہ اس دین پر نہیں ہے کیونکہ جو شخص اس دین حنیفیہ کو لے کر تمہارے پاس آئے گا اس کی شان یہ ہوگی کہ وہ نہایت خندہ پیشانی اور ہنس مکھ ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہوگی اور وہ ملک یمن کی طرف سے آئے گا اور اونٹنی پر سوار ہوگا اور کمبل پوش ہوگا اور روٹی کے ٹکڑے پر قناعت کرنے والا ہوگا اور اس کی تلوار اس کے کندھے پر ہوگی اور وہ کسی کو دھمکائے یا ڈرائے گا نہیں اور نہ اپنی مجلس میں کسی کو چپ چاپ بیٹھے رہنے کو کہے گا بلکہ سب کی بات بغور سنے گا اور اس کا کلام حکمت ہی ہوگا اور گویا کہ وہ تمہاری

سنگلاخ زمین پر اترے گا اور خدا کی قسم! تمہارے اس شہر میں لوٹ مار ہوگی اور خونریزی ہوگی اور لوگوں کا مثلہ بھی کیا جائے گا آخر بنونضیر نے ان کی یہ سب گفتگو سن کر کہا کہ ہاں خدا کی قسم یہ سب سچ ہے اور ہم نے یہ بات کہی تو تھی ضرور لیکن یہ شخص یعنی محمد ﷺ تو دین حنیفیہ والا نہیں ہے پھر حضرت محمد بن مسلمہ نے ان سے کہا کہ اچھا میں اپنی بات سے تو فارغ ہو چکا ہوں اب یہ بات سنو کہ دیکھو مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تم سے یہ کہا ہے کہ تم نے میرے ساتھ بدعہدی کا ارادہ کر کے اپنے اس عہد و پیان کو توڑ ڈالا ہے جو ہم نے تمہارے لئے مقرر کر دیا تھا۔

حضورؐ کا حکم اور یہود کی ملک چھوڑنے کی تیاری:

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت محمد بن مسلمہ نے ان کے سارے پروپیگنڈہ اور پتھر گرانے کیلئے عمرو بن جحاش کے چھت پر چڑھنے کی خبر دی تو یہ یہودی ان کی بات کو سن کر سب کے سب چپ رہ گئے اور ایک حرف نہ بولے پھر حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا کہ اور رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں کو یہ حکم دیا ہے کہ تم سب ہمارے شہر سے نکل جاؤ صرف دس دن کی تمہیں مہلت ہے کہ اس میں اپنا سامان واسباب وغیرہ درست کر لو باقی اس مدت کے بعد جو شخص تم میں سے نظر پڑے گا میں اس کی فوراً گردن ماردوں گا یہ حکم سن کر وہ یہودی کہنے لگے کہ اے محمد بن مسلمہ! ہمیں یہ امید نہ تھی کہ قبیلہ اوس سے کوئی شخص ہمارے لئے ایسا سخت حکم لے کر آئے گا حضرت محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم سن کر ان لوگوں کے دل متغیر ہو گئے اور ان کے دلوں میں یہ بات خوب اچھی طرح سے جم گئی کہ بس اب خواہ مخواہ ہمیں اپنا وطن چھوڑنا پڑے گا چنانچہ اس کے بعد وہ لوگ چند روز تک وہیں ٹھہرے رہے اور اپنے سامان وغیرہ کی تیاری کوچ کے لئے کرتے رہے اور جو جانور ان کے سواری اور باربرداری کے مقام ذی الحدر میں چرائی کے لئے گئے ہوئے تھے ان کے ہانک لانے کے لئے آدمیوں کو روانہ کر دیا اور قبیلہ اشجع کے چند آدمیوں کو اجرت اور کرایہ مقرر کر لیا اور سفر کی تیاری میں بہت جلدی کر رہے تھے۔

عبداللہ بن ابی کی کارستانی:

چنانچہ وہ لوگ اپنے سامان وغیرہ کے بندوبست اور درست کرنے میں مصروف و مشغول تھے کہ اسی عرصہ میں ان کے پاس اچانک ابن ابی کے قاصد آ گئے اور وہ قاصد سوید اور واعس دو آدمی تھے غرض انہوں نے کہا کہ ابن ابی نے ہمیں تمہارے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم اپنے شہروں اور مالوں سے ہرگز نہ نکلو اور حصاروں میں ٹھہرے رہو اور محمد کی دھمکی میں بالکل نہ آؤ کیونکہ میرے ساتھ میری قوم کے دو ہزار آدمی ہیں اور ان کے سوا عرب کے اور بہت سے آدمی میرے ساتھ ہیں کہ جو تمہارے ساتھ تمہارے قلعوں میں داخل ہو جائیں گے اور جب تک وہ اول سے لے کر آخر تک خود ختم نہ ہو جائیں گے تب تک تم لوگوں کو ذرا آنچ نہیں آنے دیں گے اور قبیلہ قریظہ بھی تمہارا ساتھ دے گا کیونکہ وہ تم لوگوں کو ذلیل نہیں سمجھتے اور قبیلہ غطفان کے جو آدمی تمہارے طرفدار ہیں وہ بھی ضرور تمہاری مدد کریں گے اس کے بعد ابی نے کعب بن اسد کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ وہ اس سے بنونضیر کے مدد دینے کے لئے گفتگو کرے مگر اس نے صفا چٹ جواب دیدیا اور یہ کہہ دیا کہ ہمارا تو محمد سے عہد و پیمان ہو رہا ہے اس لئے ہمارے قبیلہ بنو قریظہ سے کوئی آدمی عہد شکنی نہیں کر سکتا آخر جب یہ ابن ابی بنو قریظہ کی طرف سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ لاؤ بنونضیر اور محمد ہی میں لڑائی ڈال دو چنانچہ یہ اسی خیال سے حی بن اخطب یہودی کے پاس اپنے قاصدوں کو برابر بھیجتا رہا اور اس کو رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کی اشتعال دیتا رہا یہاں تک کہ حی اپنی قوم سے کہنے لگا کہ میں محمد کے پاس اپنا قاصد بھیج کر ان کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم آپ کا حکم نہیں مانتے اور ہم اپنے ملک سے اور اپنے مالوں سے نہیں نکلتے اس میں جو کچھ ان سے ہمارا ہو سکے سو کر لیں اور حی کو ان باتوں کی طمع ہو گئی جو ابن ابی نے اس سے کہی تھیں کہ اتنے اتنے آدمی تمہارے اوپر جان قربان کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور وہ سب تمہارے قلعوں میں داخل ہو کر تمہاری طرف سے خوب لڑینگے چنانچہ حی نے بھی ان لوگوں کی آمد کی امید میں لوگوں سے کہا کہ بس اب ہم اپنے قلعوں کی مرمت وغیرہ کر کے ان کو

درست کئے دیتے ہیں اور اپنے سب ضروریات کو ان میں داخل کئے دیتے ہیں اور باہر سے سنگریزہ اٹھوا کر اندر قلعوں میں بھجوائے دیتے ہیں تا کہ دشمنوں کے مارنے میں کام آئیں اور ہمارے پاس غلہ اس قدر جمع ہے کہ ہمیں ایک سال تک خوب اچھی طرح کافی ہو جائے اور ہمارے قلعوں میں پانی کے چشمے بھی ہمیشہ جاری رہتے ہیں کہ جن کے بند ہو جانے اور ختم ہو جانے کا ہمیں خوف نہیں اور ایک سال تک تو محمد سے ہمارا محاصرہ ہو بھی نہیں سکتا یہ سن کر سلام بن مشکم نے اس سے کہا کہ اے حی! یہ سب تیری آرزو ہی آرزو ہے اس کی حقیقت کچھ نہیں اور خدا کی قسم! یہ تیرا خیال بالکل باطل ہے اور خدا کی قسم! اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ تجھے بے وقوف اور احمق کہنے لگیں گے اور حقیر جانے لگیں گے تو میں یہود میں سے ان لوگوں کو لے کر جو میری بات مانتے ہیں تجھ سے الگ ہو جاتا سو اب بھی تجھے اے حی سمجھاتا ہوں کہ تو ایسا نہ کر کیونکہ خدا کی قسم! تو خوب جانتا ہے اور تیرے ساتھ ساتھ ہم بھی جانتے ہیں کہ محمد واقعی خدا کا رسول ہے اور دیکھ ان کی صفت ہمارے نزدیک ثابت ہو چکی ہے سو اب ہمیں کم از کم ایسا کرنا چاہئے کہ اگر ان کا اتباع نہ کریں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے نبوت نکل جانے پر ان سے حسد کرنے لگیں تو جس قدر وہ ہمیں امن دینا چاہتے ہیں ہم اسی قدر قبول کر لیں اور ان کی مرضی کے موافق ان کے ملک سے خارج ہو جائیں اور ان سے عہد شکنی کرنے میں جو تو نے میری مخالفت کی تھی سو اس کا نتیجہ بھی تجھے بخوبی معلوم ہو چکا ہے لہذا اب میری رائے یہی ہے کہ تم سب ان کے حکم کے موافق یہاں سے اپنا سب ساز و سامان لے کر نکل چلو اور باقی رہے یہ باغ وغیرہ سو ان کا انتظام یہ کر دیا جائے گا کہ جب ان کے پھل پھول کا موسم آ جائے تب یا تو ہم خود آ کر یا اپنی طرف سے کسی آدمی کو بھیج کر ان کے پھلوں کو فروخت کر دیں گے یا اور جو کچھ مناسب ہوگا وہ کر دیا جائے گا غرض وہ آدمی بھی یہاں کے کاروبار سے فارغ ہو کر پھر ہمارے پاس آ جائے گا اور جب ہمارے سب مال وغیرہ ہمارے قبضہ میں رہیں گے تو گویا ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلے اور ہماری بزرگی اور بڑائی اپنی قوم پر ساری اسی مال و دولت اور داد و دہش کی بدولت ہے پھر جب ہمارا

مال ہمارے قبضہ سے نکل جائے گا تو ہم بھی حشل اور یہود کے ذلیل وخوار اور نادار رہ جائیں گے اور دیکھو جس وقت محمد ہمارے اوپر چڑھائی کر کے آ جائیں گے اور ہماری گڑھیوں کا محاصرہ کرلیں گے تو اگر پھر ہم اسی امر کو ان کے سامنے پیش کریں گے اور منظور کریں گے جو انہوں نے محمد بن مسلمہ کی زبانی ہمارے پاس کہلا کر بھیجا ہے تو اس وقت وہ اس کو بالکل نہ مانیں گے اور ہمارے قول وقرار کا اعتبار نہ کریں گے اس پر حی نے کہا کہ محمد اول تو ہمارا محاصرہ کر نہیں سکتا کیونکہ ان کو تو ہم سے جان ہی بچا لینا غنیمت ہے اور اگر بالفرض ایسا ہوا بھی تو دیکھ لینا کہ وہ بے نیل ومرام ہی واپس پھر کر چلا جائے گا اس لئے کہ ابن ابی نے جو کچھ مجھ سے عہد وپیان کیا ہے وہ تجھ کو بخوبی معلوم ہے اس پر سلام بن مشکم نے کہا کہ ابن ابی کی بات چیت تو کوئی چیز نہیں وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح تجھ کو ورطۂ ہلاکت میں ڈال دے کہ ہم تو محمد سے جنگ بازی کرنے لگیں اور وہ مزہ سے اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور تجھے چھوڑ دے یعنی وہ تجھ سے دغا بازی کرنا چاہتا ہے اور دیکھ اس نے کعب سے امداد کی درخواست کی تھی مگر اس نے بالکل انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ قبیلہ بنی قریظہ میں سے میرے جیتے جی کوئی شخص بدعہدی اور عہد شکنی نہیں کر سکتا باقی ابن ابی کا قول وقرار تو ایسا ہے کہ اس نے تیری طرح قبیلہ بنی قینقاع کے لوگوں سے عہد وپیان کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس کی اشتعال میں آ کر لڑ پڑے اور عہد شکنی کر بیٹھے اور اپنے آپ کو اپنی گڑھیوں میں بند کر لیا اور پھر ابن ابی کی مدد کے منتظر رہے مگر ابن ابی ذرا ٹس سے مس بھی نہیں ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر میں بیٹھا رہا اور محمد نے ان کے اوپر چڑھائی کر دی اور ان کو ان کی گڑھیوں میں گھیر لیا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر آخر کار محمد ہی کے حکم پر راضی ہو گئے اور اتر آئے سو ابن ابی کی تو بس یہ حالت ہے کہ وہ جن سے عہد وپیان کرتا ہے نہ تو ان کی مدد کرتا ہے اور نہ اس شخص کی مدد کرتا ہے کہ جو اس کو لوگوں سے بچاتا ہے اور وہ ہمیشہ قبیلہ اوس کی لڑائیوں میں ہمارے ہاتھوں سے مار کھاتا رہا ہے یہاں تک کہ ان کی لڑائیاں محمد کے بیچ میں پڑ جانے کی وجہ سے ختم ہو گئیں اور یہ ابن ابی ایسا شریر ہے کہ نہ تو یہودی ہے کہ جو دین یہود پر ہو اور نہ ہی وہ دین محمد پر ہے اور نہ اپنی قوم

کے دین پر ہے سوائے حیی اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تو ایسے بدمعاش آدمی کی بات کو کیسے قبول کرتا ہے اس پر حیی نے کہا کہ میرا دل اور تو سب باتوں سے پھر سکتا ہے مگر محمد کی عداوت اور اس کی مقابلہ بندی سے نہیں پھر سکتا سلام بن مشکم نے اس کی ضد کو دیکھ کر کہا کہ بس یہ سب باتیں ہم لوگوں کے اپنے وطن سے آوارہ ہو جانے کی ہیں کہ ہم اپنے وطن سے بے وطن ہو جائیں گے اور جو کچھ ہمارا مال و دولت ہے وہ سب تلف اور ضائع ہو جائے گا اور جو کچھ ہماری عزت و آبرو ہے وہ سب آتی جاتی رہے گی اور جو کچھ ہمارے بال بچے اور عورتیں ہیں وہ سب ہمارے ہاتھوں سے نکل کر دشمنوں کے پنجوں میں چلے جائیں گے اور گرفتار ہو جائیں گے اور جو لوگ ہماری قوم میں بہادر اور مرد میدان ہیں وہ بھی سب لڑ بھڑ کر ختم ہو جائیں گے غرض حیی نے کسی طرح نہ مانا اور رسول اللہ ﷺ سے لڑنے اور جنگ کرنے پر اڑا ہی رہا تو آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بنی نضیر پر دھاوا کرنے کا حکم دیدیا کہ ان کو مدینہ کی سرحد سے نکال دیں ادھر منافقوں نے بنی نضیر سے خفیہ خفیہ یہ کہلا بھیجا کہ دیکھو تم محمد کے کہنے سے کہیں واقعی نہ نکل جانا بلکہ ان کو ویسے ہی ٹالنے کی غرض سے کہہ دینا کہ ہاں ہم نکلے جاتے ہیں اور اپنی ناکہ بندی اور کوچہ بندی بخوبی کر لینا اور اپنے حصاروں کو بھی خوب مضبوط بنا لینا چنانچہ اگر محمد لڑائی کے بدون مانے ہی گا نہیں تو پھر ہم تمہارا ساتھ دیں گے چنانچہ یہود ان کی اشتعال میں آ گئے اور انہوں نے ایسا ہی کیا کہ سب چیزیں درست کر لیں اور یہاں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ بنو نضیر پر چڑھائی کے لئے چلیں چنانچہ منادی ہوتے ہی مسلمان ہتھیار لگا لگا کر بنو نضیر کی طرف روانہ ہو گئے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچے تو ان کو کعب کے پاس روتے دھوتے ہوئے پایا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ اے محمد کیا ایسی بات ہے کہ ہمارے لئے مصیبت پر مصیبت اور رونے پر رونا ہوا کرے گا آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہوتا رہے گا اس پر انہوں نے کہا کہ اچھا ہمیں کچھ مہلت دیدیجئے کہ ہم اپنی مصیبت پر رو پیٹ لیں پھر ہم آپ کے حکم کی تعمیل کر لیں گے۔

بنی نضیر کی حکم عدولی اور لڑائی:

چنانچہ آپ نے ان کو مدینہ کی حدود سے نکل جانے کا حکم دیا مگر انہوں نے اس کے منظور کرنے سے انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ آپ کے اس حکم کے قبول کرنے سے تو ہمیں موت ہی بہت آسان اور اچھی ہے آخر اسی ردو کد میں دونوں طرف سے لڑائی چھڑ گئی اور بیس رات تک طرفین کے سب آدمی لڑتے رہے اور اس عرصہ میں جب رسول اللہ ﷺ ان کے کسی مورچہ یا کسی گڑھی پر حملہ کرتے تھے اور غالب آ جاتے تھے تو وہ پسپا ہو کر پیچھے ہٹ جاتے تھے اس طرح سے کہ اس سے اس گڑھی سے پچھلی گڑھی میں پچھواڑے سے نقب دے کر گھس جاتے تھے اور پھر اس کو خوب مضبوطی سے بند کر کے لڑنا شروع کر دیتے اور مسلمان یہ کر رہے تھے کہ ان کے جس جس مکان اور گڑھی پر قبضہ پاتے جاتے اسی کو مسمار کر دیتے تھے اور کھود کر برابر کر دیتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے یہی مراد ہے:

﴿ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِى الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِى الْاَبْصَارِ ﴾

یعنی وہ کافر اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے خود بخود خراب و برباد کرتے تھے۔ اے ہوشیار آدمیو! دیکھو اور اس سے عبرت حاصل کرو۔

بنی نضیر کو معاشی نقصان:

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی حکم دے دیا کہ ان کے کچھ کھجوروں کے درخت بھی کاٹ ڈالے جائیں تا کہ اس بات سے ان کو خوب غصہ بھی آئے اور اس سے اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل و خوار بھی کر دے اور ان کے نخلستان میں کھجور کی ایک بڑی اچھی قسم تھی کہ جس کو یہ لوز اصفر کہتے تھے اس کا رنگ بہت زیادہ زرد تھا اور اس کی لطافت اور نفاست کی یہ حالت تھی کہ اس کی گٹھلی گودے میں سے صاف دکھائی دیتی تھی اور کھجور کی یہ قسم ان کو وصیف سے بہت زیادہ مرغوب و محبوب تھی چنانچہ جب ان خدا کے دشمنوں نے اس عمدہ

قسم کو اپنے نخلستان میں سے کٹتے ہوئے دیکھا تو بلبلا گئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے کہ اے محمد! یہ کتاب جو تمہارے اوپر اتاری گئی ہے اس میں تم نے زمین پر فساد کرنے کا حکم پایا ہے یا اصلاح کرنے کا اور اس بات میں انہوں نے بہت زیادہ مبالغہ کیا آخر جب ان کی یہ بات کچھ کارگر نہ ہوئی اور وہ منافقوں کی امداد سے بھی مایوس ہو گئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈال دی تو انہوں نے مجبور ہو کر آخر کار رسول اللہ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ ہم مدینہ کے حدود سے باہر ہوتے ہیں مگر اس میں یہ شرط ہے کہ آپ ہمیں اور ہماری اولاد اور ہمارے مال و دولت کو امن دے دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس طرح مصالحت کی کہ وہ مدینہ کی سرحد سے نکل جائیں اور تین تین آدمیوں کے پاس ایک ایک اونٹ ہو کر اسی پر جو کچھ جی چاہے مال و دولت اور کھانے پینے کی چیزیں لاد لے جائے اور اس کے سوا جو کچھ باقی رہ جائے گا وہ ان کی ملکیت شمار نہیں کیا جائے گا آخر کار وہ لوگ اسی قول و قرار پر شہر بدر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان درختوں کی نسبت جو کاٹے گئے تھے یہ آیت نازل کی:

﴿ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ ﴾

یعنی جو کچھ کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو ان کی جڑوں پر قائم رہنے دیا تو یہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوا اور اللہ تعالیٰ نے یہ اس لئے کرایا تا کہ فاسقوں کو رسوا اور ذلیل کر دے اور انہیں لوگوں کے جلاوطن ہونے کے بارے میں یہ آیت اتری:

﴿ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴾

یعنی اور اللہ تعالیٰ پہلے ان کے لئے جلاوطنی مقرر نہ کر چکا ہوتا تو ان کو دنیا ہی میں بڑا سخت عذاب کرتا اور ان کے لئے آخرت میں بس دوزخ کی آگ کا عذاب ہے۔

بنی نضیر کا مدینہ سے نکل جانا:

غرض کہ وہ لوگ وہاں سے چل دیئے یہاں تک کہ مدینہ کی سرحد سے نکل کر ملک شام کے دو موضعوں میں جن کو اذرعات اور اریحا کہتے ہیں چلے گئے لیکن حیی بن اخطب ان کے ساتھ نہیں گیا بلکہ وہ اپنے اہل وعیال اور اپنے بھائی کی اولاد کو لے کر خیبر کی طرف چلا گیا اور پھر ان سب کو وہاں چھوڑ کر خود مکہ کی طرف آیا تو ان کو دیکھا کہ وہ مکہ سے نکل رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس سال قحط بہت زیادہ پڑ رہا تھا چنانچہ وہ لوگ مکہ سے باہر نکل کر ٹھہر گئے اور آپس میں بطور مشورہ کہنے لگے کہ ہمارے لئے ایسے سخت اور شدت کے سال میں جنگ کیلئے نکلنا کچھ مناسب نہیں بلکہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ذرا فراخ سالی ہو جائے گی اس وقت نکلیں گے کہ اس وقت سبز درخت بھی خوب چرانے میں آئیں گے اور دودھ بھی خوب کھانے پینے میں آئے گا اور انہوں نے اس غزوہ میں زادراہ کے طور پر ستو بہت زیادہ لے لیا تھا اس لئے اس لشکر کا نام جیش السویق یعنی ستو والا لشکر پڑ گیا غرض جس وقت وہ لوگ آپس میں مشورہ کر رہے تھے اور ان کے مشورہ میں یہی بات قرار پائی کہ مکہ ہی کو واپس پھر جانا چاہیئے تو اچانک ان کے پاس حیی بن اخطب پہنچ گیا تب انہوں نے اس سے اس کی قوم کا حال پوچھا اس نے کہا کہ میں ان کو مقام خیبر اور مدینہ کے درمیان چلتا پھرتا چھوڑ آیا ہوں یہاں تک کہ جب تم ان تک پہنچو گے تو ان کو اپنے ساتھ محمد اور اصحاب محمد کی طرف لیتے جانا اس کے بعد انہوں نے قبیلہ بنی قریظہ کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ وہ تو محمد سے مکر وحیلہ کر کے مدینہ ہی میں مقیم ہیں اور جب تم ان کے پاس پہنچ گے تو تمہارے شامل حال ہو جائیں گے آخر مکہ والوں نے ایک سال تک اور توقف کیا یہ بنی نضیر کا قصہ تھا۔

❁❁❁

غزوہ خندق

اور جب ایک سال تمام ہو چکا تو قریش نے بڑی جماعتیں جمع کیں اور عرب کے بہت سے قبائل کو ملازم رکھ لیا جیسے قبیلہ غطفان اور قبیلہ اسد اور قبیلہ سلیم اور قریش اور جو ان کی رعایا تھے چنانچہ یہ سب قبیلے مل کر بہت زبردست گروہ جمع ہو گیا اور سب اکٹھے ہو کر روانہ ہو گئے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ نے مدینہ کے اردگرد خندق کھدوانی شروع کر دی اور خندق کے بارہ میں آپ کے اہتمام اور انہاک کو دیکھ کر صحابہ بھی سمجھ گئے کہ ان پر مشرک حملہ کرنا چاہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو تجویز کر دیا کہ جو لوگ ایک باپ کی اولاد ہوں وہ گروہ در گروہ ہو جائیں اور ہر ایک گروہ کے لئے خندق کی ایک حد مقرر کر دی کہ ہر گروہ اپنا اپنا حصہ کھودے حضرت سلیمان چونکہ بہت شہ زور آدمی تھے اس لئے ہر گروہ نے ان کو اپنے ساتھ شامل کرنا چاہا یہاں تک کہ ان کی بابت انصار اور مہاجرین کی جماعتوں میں نزاع تک کی نوبت پہنچ گئی آخر رسول اللہ ﷺ نے اس تکرار کے مٹانے کو یہ فرما دیا کہ اچھا سلمان ہمارے ساتھ رہیں۔

یمن، مدائن اور روم پر فتح کی خوشخبری:

غرض اس کے بعد جب سب لوگ خندق کے کھودنے میں مشغول ہو گئے تو ان کے سامنے ایک ایسا پتھر آ گیا کہ جس کا نکالنا اس کے آس پاس کے آدمیوں کو بہت دشوار ہو گیا اور حضرت سلمان نے اس پر کدال کی کئی ضربیں لگائیں مگر ایک نے بھی اثر نہ کیا آخر پھر رسول اللہ ﷺ خندق میں دفعتہً کود پڑے اور حضرت سلمان کے ہاتھ سے کدال لے کر اس پر تین ضربیں ایسی لگائیں کہ جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس وقت اس پتھر سے حضرت سلمان نے ایسے امر کا مشاہدہ کیا کہ جس کو ان کے اور رسول اللہ ﷺ

کے سوا کسی اور شخص نے نہیں دیکھا تھا چنانچہ جب لوگوں نے اس پتھر کو باہر نکالا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ہم اس پتھر پر چوٹ لگا رہے تھے تو اس وقت ہم نے اس پتھر سے ایک عجیب وغریب بات دیکھی پھر آپ نے حضرت سلمان سے کہا کہ اے سلمان! تو نے بھی اس بات کو دیکھا اس پر سلمان نے کہا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے ہاں میں نے بھی وہ بات دیکھی ہے اس کے بعد حضورؐ فرمانے لگے کہ میں نے پہلی چوٹ میں تو اس کے اندر ملک یمن کے مواضعات کو دیکھا اور دوسری چوٹ میں شہر مدائن کے محلات کو دیکھا اور تیسری چوٹ میں ملک روم کے شہر نظر آئے پھر اسی وقت مجھے وحی کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی کہ یہ سب ممالک تمہارے ہاتھ پر فتح ہو جائیں گے لہذا تم لوگ سب خوش ہو جاؤ چنانچہ سب لوگ حضور کی خوشخبری دینے سے خوش ہو گئے اس کے بعد جب حضور خندق کے کھدوانے سے فارغ تو اسی اثناء میں فوراً مشرک وہاں آ پہنچے اور انہوں نے مدینہ کی چاروں طرف پڑاؤ کیا اور نہایت زور وشور سے مسلمانوں کا محاصرہ بہت سختی سے کیا تو منافقوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بدگمانی ہونے لگی اور وہ سب آپ کی شان میں شک کرنے لگے اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ وہ لوگ ناشائستہ کلمات سے حضور کی بے ادبی بھی کرنے لگے چنانچہ قبیلہ انصار سے ایک شخص جس کا نام مغیث بن بشیر تھا کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ محمد تو ہم سے یہ وعدہ وعید کر رہا تھا کہ ہم ملک فارس اور روم اور یمن کے محلوں فتح کریں گے مگر یہاں یہ حالت ہو رہی ہے کہ کوئی شخص ہم میں سے اپنی جگہ سے باہر پاخانہ کو بھی نہیں جا سکتا۔

منافقوں کی بدگمانی کا ذکر:

بس خدا کی قسم! یہ سب ان کی دھوکہ بازی کی باتیں ہیں اور اس کی ایسی ایسی بیہودی باتوں میں منافقوں کی ایک بڑی جماعت شریک ہو گئی چنانچہ انہیں لوگوں کے بارہ میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾

یعنی منافق آدمی اور وہ آدمی کہ جن کے دلوں میں بدگمانی کا مرض ہے یہ کہتے ہیں کہ خدا اور خدا کے رسول نے ہم سے وعدہ کرنے میں مکروفریب کیا۔

کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی حارثہ بن حارث اور قبیلہ بنی سلمہ کہ جو انصار کی قوم میں سے تھے ان دونوں قبیلوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے مورچوں کو خالی کر کے چلے جائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمارے گھر بالکل کھلے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں اندیشہ ہے کہ ان میں کوئی چور نہ آ پڑے چنانچہ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴾

یعنی وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مکانات کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے ہوئے نہیں بلکہ یہ اس بہانہ سے بھاگنا چاہتے ہیں اور اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے سورت میں اس طرح بیان کیا ہے:

﴿ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴾

یعنی جس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی اور نامردی کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ ان کا مددگار تھا کہ ان کو اس سے بچا لیا سو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر کام میں اللہ ہی کے اوپر بھروسہ رکھا کریں۔

آخر ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ نے باوجود ہماری اس بری روش کے ہم سے کچھ مواخذہ نہیں کیا بلکہ اور مواخذہ کے برخلاف ہمارے حمایتی ہونے کا اظہار کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ بس اب ہم بھی وہ اپنا پہلا سا ارادہ نہیں کرنا چاہتے ہیں کہ ہم میدان جنگ سے پہلے چلے جائیں۔

بنو قریظہ کی معیت کے لیے حی بن اخطب کی کوششیں:

غرض ادھر قریش نے حیی بن اخطب سے کہا کہ تو نے ہم سے اپنی سمیت مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا اب بتلا کہ وہ ہماری مدد کریں گے یا نہیں اس نے ان سے کہا کہ میں بدستور

اپنے اسی قول پر قائم ہوں اور میری قوم بالکل میرے کہنے میں ہے وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے چنانچہ حیی جمعہ کے روز شام کے وقت سورج غروب ہونے کے قریب اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا اور جب یہ قبیلہ بنی قریظہ کے پاس پہنچا تو ان کو اس حال میں پایا کہ وہ اس کو نہایت منحوس سمجھ رہے تھے اور آپس میں یہ کہتے تھے کہ دیکھو اگر حیی تمہارے پاس آئے تو تم اس کو اپنے یہاں نہ آنے دینا کہ کہیں اس کی نحوست اور شامت تمہیں بھی نہ لگ جائے جس طرح کہ اس کی نحوست خود اس کی قوم کو لگ چکی ہے آخر جب حیی ان کے پاس تیار ہو کر گیا تو انہوں نے اس کو دیکھ اپنے مکانوں کے دروازے بند کر لئے اور کہنے لگے کہ تو یہاں سے دور ہو جا اور جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جا کیونکہ تو ایک منحوس آدمی ہے کہ تو نے اپنے قبیلے کو ہلاک کر دیا ہے اور ہمیں تیری اور جو خبر تو لے کر آیا ہے اس کی کچھ حاجت نہیں ہے مگر ایسا اتفاق ہوا کہ اس روز انہوں نے ہفتہ کے دن کی تعظیم کی وجہ سے کچھ کھانا دانہ کر رکھا تھا اس لئے حیی کو بہانہ مل گیا اور یہ ان سے کہنے لگا کہ اچھا تم نے اس ڈر سے دروازے بند کر لئے ہیں کہیں مجھے کھانا کھلانا نہ پڑے اور جب تم لوگ مہمانوں کے حق میں ایسے بدنیت ہو تو خدا تمہارے کھانے کو برباد کرے غرض جب اس نے کھانے کا ذکر کر کے ان کو غیرت دلائی تو وہ لوگ اس سے شرمندہ ہو گئے اور دروازہ کھول دیا چنانچہ جب یہ ان کے پاس اندر داخل ہو گیا تو بس شیطان کو ان کے بہکانے کا بہت اچھا موقع مل گیا اور یہ ان سے اندر جا کر کہنے لگا کہ اے بنی قریظہ! تم پر بڑا افسوس ہے کہ تم اب تک غفلت میں پڑے ہو دیکھو تم میرا کہنا مانو کیونکہ خدا تعالیٰ تو اس شخص یعنی محمد سے اور اس کے اصحاب سے بیزار ہو گیا ہے اور بس اب ان کی بربادی کے دن قریب آ گئے ہیں۔ لہٰذا تم لوگوں کو اب اس بات کی ضرورت ہے کہ تم بھی ان کے اوپر حملہ کرنے کے لئے نکلو اور قریش کے ساتھ جنگ میں شریک ہو کر ان لوگوں سے اپنا بدلہ خوب اچھی طرح لو علاوہ ازیں مجھے اس بات کا بہت خطرہ ہے کہ اگر تم قریش کے شریک حال نہ ہو گے تو وہ محمد اور ان کے آدمیوں سے فارغ ہو کر تم پر پل پڑیں گے اور دیکھو میں تمہاری مدد کے لئے عرب کے پندرہ ہزار آدمی ایسے لایا ہوں جن میں بڑے بڑے سردار اور بہادر

آدمی شامل ہیں اس پر بنی قریظہ نے اس کو جواب دیا کہ اے حی تو تو بیوقوف ہو رہا ہے کہ جوان کے اوپر بھروسہ کئے ہوئے ہے اور ہم تو ان مشرکوں کی عادت سے ڈرتے ہیں کہ یہ تو ہمارا جھگڑا کرا کے یہاں سے بھاگ جائیں گے اور محمد کو ہم پر رنجیدہ چھوڑ جائیں گے اور ہماری حالت یہ ہوگی کہ ہم ان سے اپنے عہد و پیمان کو توڑ چکے ہوں گے اور ہمارا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا اور نہ کوئی ہمارے جھگڑے کو رفع دفع کرنے والا ہوگا سو ایسی صورت میں اے حیی! مسلمانوں کی طرف سے جو کچھ آفت و مصیبت پہنچے گی وہ ہمیں پہنچے گی اس میں تیرا کیا نقصان ہوگا تو تو مزہ سے اپنی جان بچا کر اپنے گھر جا بیٹھے گا اور تیری یہ چالبازی بھی خوب ہے کہ جو ہم لوگوں کو تو یہ مشورہ دے رہا ہے کہ ہم نے محمد سے جو کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے اس کو توڑ ڈالیں کیونکہ اگر اس کا انجام بہتر ہوا تو وہ تیرے لئے ہوگا اور اگر برا ہوا تو وہ ہم پر پڑے گا اور اس کو ہم بھگتیں گے جس طرح تیری شامت اور تیرے گھر والوں کی شامت تیری قوم پر پڑی اور انہوں نے اٹھائی۔ اس پر حیی نے بنی قریظہ سے کہا کہ میں اس بات پر توریت کی قسم کھاتا ہوں کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا ہے کہ اگر مشرک لوگ محمد اور ان کے مقابلہ کرنے سے بھاگ جائیں گے حالانکہ مجھے ان پر بھروسہ ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے تو میں تمہارے ساتھ تمہارے حصاروں میں داخل ہو جاؤں گا اور ہر کام میں برابر کا شریک ہوں گا غرض جو آفت تمہیں پہنچے گی وہی مجھ پر بھی پڑیگی آخر بنی قریظہ نے اس سے اس بات پر خوب اچھی طرح عہد و پیمان لے لیا اور پھر اس سے یہ کہا کہ اگر تجھے یہ کام کرنا ہی ہے تو جس طرح ہم کہیں اس طرح کر کہ تو مشرکوں کے پاس جا اور ہمارے اور ان کے درمیان پھر از سر نو معاہد کرادے اور ستر آدمی ان کے سرداروں اور بزرگوں میں سے ہمارے یہاں لے آ کہ وہ ہمارے ساتھ ہمارے حصاروں میں موجود ہیں یہاں تک کہ جب یہ مشرک محمد کے اوپر حملہ کرنے کو روانہ ہونگے تو ہم بھی ان کے ان ستر سواروں کے ساتھ ساتھ ان کے پیچھے ہو کر روانہ ہو جائیں گے چنانچہ حیی ان سے سب بات چیت پختہ کر کے پھر مشرکوں کے پاس گیا اور بنی قریظہ کی ہدایت کے موافق مشرکوں سے ان

کے لئے از سر نو عہد و پیان لیا اور اس وقت اس کے ساتھ ابولبابہ قرظی بھی تھا چنانچہ اس نے مشرکوں سے اس بات پر حلف لیا کہ وہ اپنے سرداروں اور شہسواروں میں سے ستر آدمی بنی قریظہ کے پاس روانہ کریں گے تاکہ وہ ان کے حصار میں ان کے ساتھ موجود رہیں اور بنی قریظہ کو دس روز کی مہلت اس لئے دیدیں گے کہ وہ اپنے سب کاروبار سے فراغت حاصل کرلیں اور اپنے ہتھیار جمع کرلیں اور اس مدت میں تم مشرک لوگ محمد اور اس کے اصحاب سے لڑتے رہو اور بنی قریظہ کی طرف ایک بازار بھی بھیج دیا جائے چنانچہ مشرکوں نے یہ سب شرطیں منظور کرلیں اور اسی روز سے ان دس روز میں رسول اللہ ﷺ سے ایسے سرگرم جنگ رہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسے نہ لڑے تھے اور جس وقت مشرک میدان کے اوپر نیچے سے مسلمانوں پر امڈ آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کیلئے اپنے لشکر کے تین حصے کرلئے چنانچہ ابن اعور سلمی تو قبیلہ بنی سعد اور قبیلہ دنیال کی جماعت کو اپنے ساتھ لے کر میدان کے اوپر کے حصہ سے رسول اللہ ﷺ پر آیا اور اس وقت اس کے ساتھ حارث بن عوف مازنی بھی تھا اور عتیبہ بن حصن قبیلہ بنی فزارہ اور قبیلہ بنی اسد کو اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ پر آیا اور قبیلہ بنی اسد کا سردار اس روز طلحہ بن خویلد فقعسی تھا کہ ان کے لئے ابوسفیان نے خندق کے سامنے خیمے نصب کرادیئے تھے چنانچہ اس روز مشرک میدان کے اوپر سے اور نیچے سے اور سامنے سے غرض ہر طرف سے رسول اللہ ﷺ سے سورج کے غروب ہونے تک لڑائی کی اور اس روز یہ لوگ حضور کی عصر کی نماز میں بھی حائل اور حارج ہوگئے اس لئے آپ نے ان کے حق میں یہ بددعا کی کہ آج ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز سے بھی روک دیا خدا ان کے پیٹ اور ان کے گھروں کو آگ سے بھردے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ وہ گروہ ہیں کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ

﴿ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴾

یعنی جس وقت مشرکوں کے گروہ تمہارے اوپر میدان کے اوپر اور نیچے سے

چڑھ آئے تھے اور تمہاری آنکھیں ڈگمگانے لگی تھیں اور تمہاری جانیں حلق تک پہنچ گئی تھیں اور تم لوگ خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے۔

نوفل بن عبداللہ کی موت:

اور مشرکوں میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ آفتاب کے غروب ہونے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا تا کہ اس کو خندق کے اوپر کود کر لے جائے مگر اچانک وہ اور اس کا گھوڑا دونوں کے دونوں خندق میں گر پڑے اور دونوں کے جوڑ جوڑ الگ الگ ہو گئے اس پر ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک قاصد کے ہاتھ یہ کہلا کر بھیجا کہ ہم اس کی لاش کے عوض ایک سو اونٹ دیتے ہیں سو آپ سو اونٹ لے کر اس کی لاش ہمیں دید یجئے حضور نے فرمایا کہ تم اس کی لاش کو مفت ہی اٹھا کر لے جاؤ ہمیں اس کے عوض میں کچھ درکار نہیں کیونکہ ناپاک ہے اور اس کی دیت بھی ناپاک ہی ہے سو ایسا ناپاک مال ہمیں نہیں چاہئے اور اس روز شام کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے مشرکوں سے بہت سخت مصیبت اٹھائی اس کے بعد مشرکوں کا گروہ اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا اور وہاں بہت آگ جلائی اور اس پر تاپنے کو بیٹھ گئے۔

حضرت حذیفہؓ کی جاسوسی کے لئے تشکیل:

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کے نام لے کر آواز دی کہ من جملہ ان کے حضرت حذیفہ بن یمان کا بھی نام لیا مگر ان میں سے جن جن کا نام لے کر پکارا تھا کسی نے بھی جواب نہ دیا اس پر رسول اللہ ﷺ اٹھ کر صفوں کے درمیان میں پھرنے لگے یہاں تک کہ آپ کا گزر حضرت حذیفہ کے پاس کو ہوا تو آپ نے ان کے پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں حذیفہ ہوں حضور نے فرمایا کہ تو اول رات سے میری آواز سن رہا تھا یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے میں آپ کی آواز سن رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اچھا پھر جواب دینے سے تجھے کس چیز نے روکا حضرت حذیفہ نے عرض کیا کہ سردی اور سختی کی شدت ہے کہ جس میں مبتلا ہوں آپ کو جواب نہ دے سکا آپ نے فرمایا کہ اچھا

بسم اللہ کہہ کر کھڑا ہو جا چنانچہ حضرت حذیفہ کھڑے ہو گئے پھر آپ نے ان سے کہا کہ اے حذیفہ! دیکھ تو مشرکوں کے لشکر کی طرف جا اور ان کی خبر لا کہ صبح کو ان کے کیا ارادے ہیں کیونکہ مجھے ان کی کچھ اڑتی سی خبر پہنچی ہے اور دیکھ جب تک تو میرے پاس لوٹ کر آئے وہاں کی کوئی خبر یہاں کسی سے ہرگز بیان نہ کرنا چنانچہ یہ حضور کے ارشاد کے موافق روانہ ہو گئے اور جب انہوں نے پیٹھ پھیری تو حضور نے ان کے حق میں یہ دعا کی۔

((اللهم احفظ حذيفة من بين يديه و من خلفه وعن يمينه وعن شماله))

یعنی اے اللہ! تو حذیفہ کی آگے سے بھی حفاظت کر اور پیچھے سے بھی اور دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی۔

حضرت حذیفہؓ کی بہترین تدبیر:

پھر جس وقت حضرت حذیفہ روانہ ہو گئے تو ان کو نہ کچھ سردی کی خبر رہی اور نہ کچھ سختی کا احساس رہا یہاں تک کہ یہ مشرکوں کے ایک گروہ میں جو آگ پر بیٹھے ہوئے تاپ رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے جا پہنچے اور جا کر ان کے پاس بیٹھ گئے اور انہوں نے ان کو کوئی غیر آدمی نہیں سمجھا بلکہ یہ سمجھا کہ کوئی ہمارا ہی آدمی ہے اس کے بعد ان کے پاس کوئی شخص ابوسفیان کے پاس سے آیا تو انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ تیرے پیچھے کچھ کیا خیر خبر ہے؟ اس نے کہا کہ پہلے تم میں سے ہر شخص اپنے پاس والے کا ہاتھ پکڑ لے اور اس کو خوب اچھی طرح پہچان لے کہ وہ کون ہے یعنی کوئی غیر آدمی تو نہیں ہے کیونکہ میں تم سے ایسی خبر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے چنانچہ ان میں سے ہر شخص نے اپنے پاس والے کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ساتھ ساتھ حضرت حذیفہ نے بھی اپنے پاس والے کا ہاتھ پکڑ لیا اس کے بعد اس سے کہنے لگے کہ ہم میں کوئی غیر آدمی نہیں ہے تو بے فکری سے اپنی بات بیان کر تب اس نے کہا کہ ابولبابہ قبیلہ بنی قریظہ کا سردار اور حیی بن اخطب ہمارے یہاں آئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے ستر آدمی ان کے یہاں بھیج دیں تاکہ جس وقت یہ ہمارے آدمی محمد کی طرف چلیں تو بنی قریظہ بھی ان کے

پیچھے پیچھے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے چل پڑیں انہوں نے کہا کہ اچھا یہ بات کب ہوگی؟ اس نے کہا کہ آج سے تیسرے روز ہوگی پھر حضرت حذیفہ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوسفیان کے پاس پہنچے اور وہ اس وقت اس آگ سے جو ان کے یہاں جل رہی تھی پیٹھ سینک رہا تھا وہاں جا کر حضرت حذیفہ کا ارادہ ہوا کہ اس کے ایک تیر ماردوں مگر چونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یاد آ گئی اس لئے یہ اپنے ارادہ سے باز رہے اور وہاں سے چل دیئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اس وقت نماز میں مشغول تھے اس لئے یہ وہاں سے لوٹ آئے پھر جب حضور نماز سے فارغ ہو کر اپنے خیمے میں تشریف لے گئے تو آپ نے کسی کو بھیج کر ان کو بلایا اور یہ کہا کہ اے حذیفہ کیا خیر خبر لایا ہے؟ ہم سے بیان کر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہود نے اپنا عہد و پیمان توڑ دیا ہے اس کے بعد انہوں نے ان کی ساری باتیں جس طرح انہوں نے کہی تھیں بعینہٖ بیان کر دیں پھر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ جب میں آپ کی طرف واپس آ رہا تھا تو میں نے اچانک دیکھا کہ ایک آدمی اس اس حلیہ کا اپنی پیٹھ کو آگ سے سینک رہا تھا حضور نے فرمایا کہ وہ ابوسفیان تھا انہوں نے یہ سن کر کہا کہ یا رسول اللہ! اگر مجھے آپ کی ہدایت یاد نہ ہوتی تو میں ضرور اس کے اپنا تیر مار دیتا۔

بنی قریظہ کی عہد شکنی:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور سعد بن معاذ اور خوات بن جبیر کو بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ ہمیں تمہاری عہد شکنی کی خبر پہنچی ہے سو تم ایسا نہ کرو اور ہم سے بدستور دوستانہ سلوک رکھو اور خدا سے ڈرو اور اپنے عہد و پیمان کو یاد رکھو اور ان سے یہ کہو کہ دیکھو جو کچھ ہمیں تمہارا حال معلوم ہو چکا ہے بس یہی بہت ہے جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا خیر اس سے آگے مت بڑھو چنانچہ یہ لوگ اسی رات کو ان کے پاس گئے اور ان کو دیکھا کہ وہ اپنی دہلیز میں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ان سے دروازہ کھولنے کو کہا انہوں نے کھول دیا تو یہ لوگ اندر داخل ہو گئے اور جو پیام لے کر گئے تھے وہ انکو پہنچا دیا اس پر انہوں نے جواب میں یہ کہا کہ تم

نے ہمارے بازو کو توڑ ڈالا ہے سو اگر تم ہم سے مصالحت کرنا چاہتے ہو تو ہمارے اس بازو کو پھیر دو نہیں تو ہم تم سے بالکل بری اور علیحدہ ہیں کیونکہ تم لوگ بالکل جھوٹے ہو اور ٹوٹے ہوئے بازو سے ان کی مراد ان کے بھائی بنونضیر ہیں کہ جن کو مسلمانوں نے جلا وطن کر دیا تھا اس پر حضرت سعد بن معاذ نے کہا جو ان کے جاہلیت کے زمانہ میں طرفدار اور دوستدار تھے یہ کہا کہ اے بنی قریظہ کی جماعت دیکھو! میں تمہارے اوپر اس آفت کے آنے سے ڈرتا ہوں کہ جو بنونضیر نے اٹھائی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ پھر وہ لوگ حضرت معاذ سے کہنے لگے کہ اچھا اگر تمہیں کچھ کھانا پینا ہے تو پہلے اپنے بیٹے کے گھر سے کھا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کھانا پینا اس کام سے بہتر نہیں ہے جب یہ کام ہو جائے گا تب کھانے پینے کی دیکھی جائے گی اس کے بعد حضرت سعد نے اللہ سے یہ دعا کی:

اللهم تمتني حتى تشفي صدري من بني قريظة۔

یعنی اے اللہ! جب تک میرے دل کو بنی قریظہ کی طرف سے تسلی نہ ہو جائے تب تک مجھے موت نہ دینا۔

یہود کی گستاخی اور شان نبوی میں بے ادبی:

یہ سن کر وہ یہود جوش میں بھر گئے تو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے لگے اور آپ کو برا بھلا کہنے لگے اور آپ پر جھوٹ کی تہمت لگانے لگے اور کہتے تھے کہ محمد نے اب ہمارے پاس صلح کا پیام بھیجا ہے کہ جب ہماری مصیبتیں حد کو پہنچ گئیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ اب ہرگز ایسا نہ ہوگا اور بلکہ اب ہم اپنی عداوت کو محمد سے بڑھا دیں گے کہ ہمیں نفع ہوا اور ہم ضرور اپنے بھائیوں بنی نضیر کی حمایت کے لئے تیاری کریں گے چنانچہ حضرت عبداللہ اور ان کے دونوں ساتھیوں نے جب یہود سے ایسے ناشائستہ کلمات سنے اور ان سے بہت اذیت اٹھائی تو وہ وہاں سے روانہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ خود آگے بڑھے اور ان کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تمہارے پیچھے کی کچھ کیا خیر خبر ہے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم بہت برے آدمیوں کے پاس سے

آپ تک آئے ہیں اور خدا کی قسم! جب سے ہم لوگ آپ سے رخصت ہو کر ان کے پاس گئے تھے اس وقت سے لے کر اب تک ہم نے ان سے نازیبا اور ناشائستہ باتوں کے سوا کچھ دیکھا نہ کچھ سنا اس کے بعد جو کچھ ان سے سنا تھا وہ رسول اللہ ﷺ سے بعینہ بیان کر دیا آپ نے سارا قصہ سن کر یہ فرمایا کہ اچھا اس خبر کو تو مخفی رکھو اور اچھی بات ظاہر کرو۔

لڑائی ایک دھوکہ اور چال کا کام ہے:

کیونکہ لڑائی ایک دھوکہ اور چال کا کام ہے چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے قریب آئے تو آپ نے تکبیر کا نعرہ لگایا اس پر تمام مسلمانوں نے بھی تکبیر کا نعرہ لگایا پھر آپ نے دوبارہ نعرہ لگایا تو مسلمانوں نے بھی دوبارہ نعرہ لگایا پھر آپ نے تیسری مرتبہ نعرہ لگایا تو مسلمانوں نے بھی تیسری مرتبہ نعرہ مارا آخر ان نعروں سے مشرک بہت زیادہ گھبرائے اور آپس میں کہنے لگے کہ ضرور محمد اور ان کے اصحاب کو کوئی خوشخبری کی بات پہنچی ہے جو یہ لوگ اس قدر خوش ہو رہے ہیں پھر مسلمانوں نے بھی آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو کیا خوشخبری کی بات پہنچی ہے اس پر آپ نے ان تینوں صاحبوں کو بلایا جو یہود کے پاس گئے تھے اور فرمایا کہ اپنے بھائیوں سے یہود کا حال بیان کرو چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ یہود جو تمہارے طرفدار ہیں انہوں نے یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ ہم نے جو مشرکوں کے پاس کہلا بھیجا ہے کہ وہ اپنے ستر سرداروں اور شہسواروں کو ہمارے پاس بھیج دیں سو اس سے ہمارا منشاء یہ ہے کہ جب وہ ستر سردار ہمارے حصار میں داخل ہو جائیں گے تو ہم ان کی گردنیں ماردیں گے اس کے بعد پھر وہ یہود سب کے سب ہمارے پاس آجائیں گے اور مشرکوں کے خلاف ہماری مدد کریں گے اس لئے صبح ہوتے ہی انشاء اللہ ان مشرکوں کو مار ڈالیں گے۔

نعیم بن مسعود کی جاسوسی:

اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس وقت ایک شخص قبیلہ اشجع کا جس کا نام نعیم بن مسعود تھا

رسول اللہ ﷺ کی صف میں مشرکوں کا جاسوس بنا ہوا بیٹھا تھا سو اس نے بھی یہ سارا ماجرا سنا اور جن کافروں نے اس کو جاسوس بنا کر بھیج رکھا تھا وہ اس کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ یہ اسی انتظار میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ اے نعیم! تیرے پیچھے کچھ کیا خیر خبر ہے؟ اور محمد کے لشکر میں یہ کیسی آواز گونج رہی تھی اس نے کہا کہ میں تمہارے پاس بہت پختہ خبر لایا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے ستر سرداروں کو ہلاک کرنے کو ہو رہے ہو یہ سن کر وہ لوگ گھبرائے اور اسے کہنے لگے کہ کمبخت وہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ محمد نے اپنے تین آدمیوں کو بنی قریظہ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر ان کا اندازہ کر کے آئیں کہ وہ ان کے ساتھی اور طرفدار ہیں یا تمہارے غرض وہ تینوں آدمی یہود کے پاس گئے اور وہاں سے لوٹ کر پھر محمد کے پاس آئے تو انہوں نے یہود کی یہ خبر بیان کی اور میں خود سن رہا تھا کہ بنی قریظہ نے جو تم سے اس بات پر مصالحت کی ہے کہ تم اپنے یہاں کے سرداروں اور شہسواروں میں سے ستر آدمی ان کی طرف روانہ کر دو تو اس سے ان کا منشاء یہ ہے کہ جب یہ تمہارے ستر آدمی کے حصار میں داخل ہو جائیں گے تو وہ ان کو قتل کر ڈالیں گے اور پھر محمد کے ساتھ جا ملیں گے اور تمہارے مقابلہ میں ان کی مدد کریں گے یہ سن کر ابوسفیان کہنے لگا کہ لات اور عزیٰ کی قسم! یہ بات بالکل سچ ہے اور اس بات میں انہوں نے اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا خدا ان پر لعنت کرے اور وہ ستر سردار جو بنی قریظہ کی ہمراہی کے لئے تعینات اور مقرر ہوئے تھے انہوں نے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ خدا کی قسم ہم ان کے حصار ہیں ہر گز نہیں جائیں گے اس کے بعد ابوسفیان نے بنی قریظہ کے سردار کے پاس جس کا نام ابولبابہ تھا یہ کہلا کر بھیجا کہ اے ابولبابہ! ہمیں یہاں ٹھہرے ہوئے اور اس شخص یعنی محمد کا محاصرہ کئے ہوئے مدت ہو گئی ہے سو اب میری رائے میں یہ بات مناسب ہے کہ کل صبح کو تم سب اور جو لوگ تمہارے قرب و جوار میں ہیں وہ سب ہمارے ساتھ مل کر محمد پر حملہ کرو اور میں تم میں سے کسی آدمی کو پیچھے نہیں چھوڑوں گا اس پر ابولبابہ نے جواب میں یہ کہلا کر بھیجا کہ کل کو ہفتہ کا دن ہے اور ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ ہم ہفتہ کے دن لڑائی کیا کوئی کام بھی

نہیں کرتے اس لئے ہم کل کو ہفتہ کے دن مقابلہ نہیں کر سکتے چنانچہ وہ ابوسفیان کا قاصد اس کے پاس واپس آیا اور یہ خبر لایا کہ ابولبابہ اور اس کے ساتھیوں کا خیال تو یہ ہے کہ وہ ہفتہ کے روز لڑائی بھڑائی نہیں کر سکتے ہیں یہ سن کر ابوسفیان بھڑ اٹھا اور نعیم جاسوس کی بات کو سچ جانا ابوسفیان نے اپنے قاصد کو پھر دوبار بھیجا اور یہ کہا کہ تم اس ہفتہ کے بدلہ میں کسی اور دن کو ہفتہ منالینا باقی کل کو محمد سے ضرور لڑنا ہے اور دیکھو میں لات اور عزیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم کل لڑنے کو جائیں گے اور تم ہمارے ساتھ نہ چلو گے تو ہم تمہارے عہد و پیمان سے بالکل الگ اور بری ہو جائیں گے اور محمد سے پہلے ہم تم ہی سے لڑنا شروع کر دینگے چنانچہ ابوسفیان کا قاصد یہ پیام لے کر ابولبابہ کے پاس آیا اور ابو لبابہ یہ پیام سن کر بہت غصہ ہو گیا اور قاصد سے بولا کہ جس نے تجھے بھیجا ہے وہ بڑا بے وقوف آدمی ہے کیا ابوسفیان کی رائے یہ ہے کہ ہم اس کی خاطر سے اپنے ہفتہ کے روز میں تعدی کر بیٹھیں حالانکہ پہلے ہم میں سے ایک قوم نے ہفتہ کے روز میں حد سے تجاوز کیا تھا سو اللہ نے ان پر اپنا غضب نازل کیا اور ان سب کو بندر اور سور بنا دیا اس لئے ہمیں سخت اندیشہ ہے کہ اگر ہم کل کے دن کو ابوسفیان کا کہنا مان کر ردو بدل کر دیں تو کہیں ہم بھی ایسے ہی نہ ہو جائیں غرض ابوسفیان کا قاصد واپس آ گیا اور یہ جواب لایا کہ ابولبابہ اور اس کے ساتھیوں کا تو یہ خیال ہے کہ آگے یہود میں سے جن لوگوں نے اپنے ہفتہ کے روز میں تعدی کی تھی وہ لوگ بندر اور سور ہو گئے تھے سو اسی خطرہ سے ہم ابو سفیان کی بات کو اپنے ہفتہ کے روز میں نہیں مان سکتے اور نہ اس میں کسی قسم کی تعدی کر سکتے ہیں لہذا اگر ابوسفیان کو ہمارا شریک ہی ہونا منظور ہو تو وہ اس کو ہفتہ کے گزرنے تک ملتوی کر دے یہ سن کر ابوسفیان کھڑا ہو گیا اور اپنی جماعت سے کہنے لگا کہ اے قریش کے گروہ اور جو لوگ یہاں حاضر ہوں تم سب خبردار ہو جاؤ کہ میرے خیال میں تو ہم سب بندروں اور سوروں کے بھائی بندوں کی مدد کا انتظار کر رہے ہیں اور اے اللہ! میں تیرے سامنے بنی قریظہ کے عہد و پیمان سے بری ہوتا ہوں اور ان سے سخت بیزار ہوں اور اے قریش دیکھو تم کل کو محمد پر دھاوا کرو اور خندق سے بالکل نہ ہٹو یہاں تک کہ تمہیں دن کے

اول حصہ میں فراغت ہو جائے چنانچہ اس بات کی خبر جو ابو سفیان نے کہی تھی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو بھی پہنچی تو مسلمانوں کے دلوں میں اس سے بہت اندیشہ پیدا ہو گیا اور منافقوں کو تو ان مشرکوں کے غلبہ کا بالکل یقین ہو گیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی کمزوری دیکھی اور جس کام میں وہ تھے اس میں ان کی جدوجہد کو ملاحظہ فرمایا تو اس وقت ان کے دلوں پر تسلی اور تسکین نازل فرمائی اور ان کی مدد کے لئے فرشتوں کا لشکر بھیج دیا اور مشرکوں پر آسمان سے ایک ایسی زور کی آندھی بھیجی کہ اس نے ان کا کوئی ڈیرہ خیمہ ایسا نہ چھوڑا کہ جو قائم رہ گیا ہو بلکہ سب کو زمین پر گرا دیا اور ان کی آگ کو بھی بجھا دیا جس سے ان کو سردی کی بہت اذیت ہوئی اس کے بعد کافروں نے اپنے لشکر میں فرشتوں کی تکبیر کی آواز سنی اور جو جانور لشکر میں موجود تھے وہ سب اپنے رسے وغیرہ تڑوا کر چھوٹ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ہیبت اور دہشت ڈالی دی سو اس وقت طلحہ بن خویلد جو قبیلہ فقعس سے تھا کھڑا ہوا اور لشکر میں پکار کر کہنے لگا کہ اے قوم! دیکھو اب محمد نے تم پر اپنے شر کو ظاہر کر دیا ہے سو تم اس سے بچو اور ہر قوم کے سردار نے اپنے اپنے قافلہ میں کوچ کی آواز دیدی چنانچہ لوگوں نے کوچ کر دیا اور لوگوں نے اپنا اپنا بوجھ ہلکا کرنے کو بہت سا اسباب اور سامان وہیں چھوڑ دیا اور وہ لوگ تکبیر کی آواز کو برابر سن رہے تھے اور ان پر آندھی بھی بہت تیز و تند چلتی رہی اور آندھی کی شدت میں ان کو کوئی چیز نظر نہیں پڑتی تھی یہاں تک کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی مسلمانوں کی طرف سے ان کی لڑائی کا خاتمہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور قوی ہے غرض کہ ان پر آندھی بھی برابر چلتی رہی اور ان کے پیچھے فرشتے بھی برابر تکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ مقام روحاء میں اس کے ذوراہے تک پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور سارے مسلمان مشقتوں اور تکلیفوں کے جھیل لینے کے بعد اپنی جگہ پر واپس پھر آئے۔

●●●

غزوہ بنی قریظہ

اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر دھو رہے تھے اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام منبر کے پاس اپنی تلوار سونتے ہوئے آ کھڑے ہوئے اور ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کی بیوی نے دیکھ لیا اور بولیں کہ یا رسول اللہ! دیکھئے! یہ دحیہ کلبی ننگی تلوار لئے ہوئے منبر کے پاس کھڑا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کا حلیہ پہچان لیا اور اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ آپ نے اپنا آدھا سر دھویا تھا اور حضرت جبرئیل سے کہا کہ اے جبرئیل کیا خبر ہے حضرت جبرئیل نے جواب دیا کہ اے محمد! اللہ آپ کو معاف کرے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ آج ہی بنی قریظہ پر جایئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسا کچلنے والا ہے جیسا انڈا پتھر پر ٹپک کر کچل دیا جاتا ہے۔

بنی قریظہ پر حملہ:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فوراً مسلمانوں کو حکم دیدیا کہ تم اپنے ہتھیاروں کو مشقت اور سخت امتحان کے لئے اٹھالو غرض یہ حکم سن کر سب نے اپنے ہتھیار اٹھا لئے اور ان پر حضور نے ایک شخص کو نگران مقرر کر دیا کہ وہ لشکر کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہو گیا یہاں تک کہ یہ سب لوگ بنی قریظہ کے حصار تک پہنچ گئے اور حیی بن اخطب بھی اپنے اس عہد و پیمان کی وجہ سے جو ان سے بنی قریظہ سے کر رکھا تھا ان کے پاس پہنچ کر ان کے حصار میں داخل ہو گیا چنانچہ مسلمانوں نے ان سے لڑنا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک انصاری شخص شہید ہو گیا اور لشکر کے روانہ ہونے کے بعد حضور اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور اپنا سر دھویا اور ضروریات سے فارغ ہو

کر لشکر کی طرف روانہ ہو گئے اور اس وقت یہود مسلمانوں کو عیب لگا رہے تھے اور جھوٹ بولنے اور جادو کرنے سے عار دلا رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیویوں کی قسم قسم کی برائیاں کر رہے تھے پھر جس وقت حضور مسلمانوں کے پاس پہنچے تو ایک شخص مہاجرین میں سے حضور کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ! مجھے آپ پر فدا کر دے ذرا آپ ایک طرف الگ کو رہئے آپ نے فرمایا کہ کیوں پھر فرمایا کہ کہیں تو نے میری نسبت یہود سے برائی کی باتیں سنی ہیں سو تجھے یہ ناگوار معلوم ہوا کہ میں ان باتوں کو سنوں اس پر اس مہاجر نے عرض کیا کہ ہاں حضور کچھ ایسی ہی باتیں ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر وہ خدا کے دشمن مجھے دیکھ لیں گے تو جو کچھ تو نے سنا ہے پھر اس میں سے کچھ نہ کہیں گے اس کے بعد حضور نے حصار والوں میں سے چند آدمیوں کے نام لے کر ان کو آواز دی کہ اے ابولبابہ اور اے حیہ اور اے شعبہ اور یہ لوگ حصار والوں کے سردار تھے تب یہ لوگ آپ کی آواز سن کر آپ کو جھانکنے لگے اور نظر آنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم کیا چاہتے ہو اور کیا کہتے ہو اس پر آپ نے فرمایا کہ اے بندروں کے بھائیو! دور ہو جاؤ خدا تمہیں اپنی رحمت سے دور کرے اور خراب کرے یہ سن کر ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے ابوالقاسم! خدا کی قسم آپ تو فحش باتیں نہیں کہا کرتے تھے اب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ کلمات اس لئے کہے کہ وہ لوگ حضور کے اصحاب سے دور ہو جائیں اور ان کو اذیت دینے والی باتیں نہ سنائیں سو ایسا ہی ہوا کہ پھر ان سے کسی نے کوئی اذیت کی بات نہیں سنی غرض اسکے بعد اکیس روز تک ان سے برابر لڑائی ہوتی رہی اور اس عرصہ میں جو لوگ منافق تھے وہ ان یہود کے پاس یہ کہلا کہلا کر بھیجتے رہے کہ دیکھو تم محمد کے پاس ہرگز حاضر نہ ہونا اور اگر وہ تم لوگوں کو مدینہ سے نکالنا چاہے تو تم ہرگز مدینہ سے نہ نکلنا اور ہمیں اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے نام سے حلف کیا جاتا ہے کہ اگر محمد لڑائی کے سوا نہ مانیں گے تو ہم تمہاری اعانت اپنی جانوں اور اپنے ہتھیاروں سے ضرور بالضرور کریں گے اور ہم تمہارے ساتھ اپنی جانوں کو صرف کر دیں گے اور تمہارے بارے

میں ہم کبھی کسی کی اطاعت نہ کریں گے اور اگر تم مدینہ سے نکال دیئے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے بعد مدینہ میں کچھ تھوڑی ہی مدت ٹھہریں گے یہاں تک کہ ہم تم سے آملیں گے۔

منافقوں کے متعلق قرآن میں حکم:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے ان منافقوں کی نسبت قرآن شریف میں یہ فرمایا ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴾

یعنی کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو منافق ہیں کہ وہ اپنے کافر بھائیوں سے جو اہل کتاب میں سے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کبھی کسی کی اطاعت نہ کریں گے اور اگر تم لڑو گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق لوگ بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ اگر وہ اہل کتاب کافر نکالے جائیں گے تو یہ منافق ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر وہ لڑائی کریں گے تو یہ ان کی مدد نہ کرینگے اور اگر مدد کرینگے بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگ لینگے کہ اس کے بعد پھر ان کی کوئی مدد نہ کرے گا۔

یہود کی مایوسی اور نبی ؐ کا رعب:

اور جس وقت یہود منافقوں کی مدد سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا سوال کیا کہ ہم اپنے بھائیوں بنی نضیر کے پاس مقام اذرعات اور اریحا کو چلے جائیں مگر اسی شرط پر کہ جس پر

بنی نضیر نے نکلنے کے روز مصالحت کی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی شرط سے انکار کر دیا اور یہ فرما دیا کہ اگر تم اترنا چاہتے ہو تو میرے حکم پر آمادہ ہو کر اترو پھر میں اپنے اختیار سے اگر چاہوں گا قبول کر لونگا اور اگر چاہوں گا تو نکال دونگا اس کے بعد یہود نے کہا کہ اچھا قبیلہ اوس کے فلاں شخص کو ذرا ہمارے پاس بھیج دیجئے اور یہ شخص ان کا خیر خواہ تھا غرض وہ شخص ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ اے فلاں! کیا ہم محمد کے حکم پر قلعہ سے اتر آئیں؟ اس نے کہا کہ ہاں مگر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن کی طرف بھی اشارہ کر دیا جس سے اس کی مراد یہ تھی کہ ذبح ہو جاؤ گے چنانچہ ان لوگوں نے آپ کے حکم پر اترنے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اسی وقت وحی نازل کی اور اس شخص کے حال سے خبر دیدی چنانچہ یہ فرمایا:

﴿ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ﴾

یعنی آپ کو ایسے آدمی رنج و غم میں مبتلا کر دیں کہ جو دوڑ دوڑ کر کفر میں گرتے ہیں اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جو زبانی کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لائے یعنی آپ ایسے لوگوں کی باتوں کا کچھ فکر نہ کیجئے۔

اس کے بعد یہود نے قبیلہ بنی اوس کے پاس جن سے انکا باہمی عہد و پیمان ہو رہا تھا یہ کہلا کر بھیجا کہ تم اپنے بھائیوں کے لئے یعنی ہمارے کوئی ایسا نفع کا کام کیوں کر لیتے ہو جیسا کہ قبیلہ خزرج نے اپنے بھائیوں کے لیے کرایا تھا اس پر بنو الاوس رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ جیسا آپ نے قبیلہ خزرج کے حلیفوں سے قبول کر لیا تھا ایسا ہی آپ ہمارے حلیفوں سے کیوں منظور نہیں کر لیتے اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے اوس کے گروہ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میں اپنی اور یہود کے درمیان تمہیں میں سے کسی آدمی کو حکم مقرر کر دوں انہوں نے کہا بہت اچھا آپ ایسا کر دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا ان سے کہہ دو کہ وہی قبیلہ اوس میں سے حکم بنا نے کیلئے جس کو ان کا جی چاہے اس کو چھانٹ لیں اس پر انہوں نے بتقدیر الٰہی حضرت

سعد بن معاذ کو چھانٹا اور پسند کیا حالانکہ حضرت سعد ان پر بہت زیادہ طیش کھا رہے تھے کیونکہ انہوں نے ان کو جب وہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پیغام رات کو لے کر آئے تھے تو بہت سخت ست کہا سنا تھا تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد سے کہا کہ اس قوم تجھے حاکم بنانا پسند کیا ہے سو تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے چنانچہ حضرت سعد نے پہلے تو طرفین سے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ جو کچھ میں فیصلہ کر دونگا وہ دونوں فریقوں کو تسلیم کرنا پڑے گا اور جو کچھ میں فیصلہ کر دوں گا اس پر راضی ہونا پڑے گا غرض دونوں فریق نے اس بات پر پختہ عہد کر لیا کہ جو کچھ فیصلہ کیا جائے گا ہم اس کو منظور کریں گے اور اس پر راضی رہیں گے جب یہ طے ہو گیا تو اس وقت حضرت سعد نے بنی قریظہ کو یہ حکم دیا کہ تم قلعہ سے نیچے اتر آؤ اور ہتھیار رکھ دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر حضرت سعد نے ان کے حق میں یہ حکم نافذ کیا کہ جو لوگ ان میں سے لڑنیوالے ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر دیا جائے حضرت سعد کا یہ حکم سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تیرے اس حکم سے اللہ اور فرشتے اور سارے مسلمان راضی ہو گئے ہیں اور میں بھی اس بات پر مامور کیا گیا تھا آخر انکی مشکیں باندھیں گئیں اور ان کو قتل کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب حیی بن اخطب کو حاضر کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے حیی! کیا تجھے خدا نے ذلیل و خوار نہیں کر دیا اس پر اس نے جواب دیا کہ ہر جاندار موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے اور میرے لئے بھی ایک وقت مقرر تھا کہ جس سے میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا اور تمہاری ضد اور عداوت پر میں اپنے نفس کو کچھ ملامت نہیں کرتا ہوں اور میں آج دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو اور میں اسی بات پر تمہارا دشمن ہوں آخر رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیدیا یہاں تک کہ یہ مقام احجار الزیت کے قریب جو مدینہ میں بازار کی جگہ ہے قتل کر دیا گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ

وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَأْسِرُوْنَ فَرِیْقًا وَاَوْرَثَکُمْ اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَؤُهَا ﴾

یعنی اہل کتاب میں سے جولوگ کافروں کے مددگار تھے اللہ تعالیٰ نے ان کوان کی گڑھیوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی کہ ایک فریق کوان میں سے تم قتل کرتے تھے اور ایک فریق کو گرفتار کرتے تھے اور انکی زمین اور کے گھر بار اور مال ودولت کا تمہیں مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی مالک بنا دیا کہ جس پر تمہارا پاؤں نہیں پڑا تھا اور جس کو تم نے نہیں روندا تھا۔

مال غنیمت کا ذکر:

راوی کہتا ہے کہ اس سے مقام خیبر کی زمین مراد ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دومرتبہ وعدہ فرمایا ہے اور اس روز قبیلہ بنی قریظہ کے سات سو پچاس آدمی گرفتار ہوئے تھے چنانچہ حضرت عمرو بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ اس غنیمت کے پانچ حصے کیوں نہیں کر دیتے جیسا کہ آپ نے بدر کے روز غنیمت کے پانچ حصے کر دیئے تھے یعنی ایک پانچواں حصہ اپنے لئے اور چار حصے مسلمانوں کیلئے اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو خاص میرے لئے عنایت فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی ﴾

یعنی جو کچھ مال غنیمت کا مال اللہ تعالیٰ نے گاؤں والوں سے اپنے رسول کو دلوایا ہے وہ اللہ اور اللہ کے رسول اور رسول کے رشتہ داروں کے واسطے مخصوص ہے اس میں کسی اور مسلمان کا بالکل حصہ نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ان گاؤں والوں سے قبیلہ بنی قریظہ اور قبیلہ بنی نضیر اور فدک والے اور خیبر کے باشندے مراد ہیں اور ان کو قریٰ عربیہ کہتے ہیں کہ جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پہلے فرمایا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنی قریظہ کے سامان میں سے ستر

گھوڑے لئے اور ان کو اپنے اہل میں تقسیم کر دیا اور اس کے علاوہ جو کچھ اور ساز و سامان باقی رہ گیا تھا اس کے رسول اللہ ﷺ نے دو حصے کئے جن میں سے ایک حصہ تو حضرت سعد بن عبادہ کو دے کر ملک شام کی طرف روانہ کر دیا اور ایک حصہ حضرت انس بن قیظی کو دے کر قبیلہ غطفان کی زمین کی طرف بھیج دیا اور یہ حکم دیا کہ ان سے عمدہ عمدہ گھوڑے بدل کر لائیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا کہ اس کے بدلے میں بہت نفیس نفیس گھوڑے بدل کر لائے پھر آپ نے ان گھوڑوں کو مسلمانوں کے جہاد کے واسطے مقرر کر دیا اور یہ فرمادیا کہ غنیمت میں سے جو کچھ میرا پانچواں حصہ تھا وہ میں نے مسلمانوں کی طرف لگا دیا اور یہ پانچواں حصہ ڈیڑھ سو کا مال تھا یہ تذکرہ جنگ احزاب اور بنی قریظہ کا تھا۔

❀❀❀

غزوہ قبیلہ بنی لحیان

اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ٹھہرے رہے پھر آپ نے قبیلہ بنی لحیان کے اوپر چڑھائی کرنے کے ارادے سے کوچ کیا اور ان سے مقابلہ کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور ان کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کے اردگرد سے ان کو پراگندہ کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا پیچھا کرنے کو چند سوار روانہ کر دیئے کہ جنہوں نے ان کو مار مار کر مقام تنعیم تک بھگا دیا اور ان کی شکست سے اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کو ذلیل وخوار کر دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنی لحیان کے مقامات میں چند روز تک مقام کیا اور پھر وہاں سے لوٹ آئے چنانچہ حضرت کعب بن مالک انصاری نے اسی کے بارے میں یہ چند اشعار کہے ہیں:

أقمنا على المرس البريع لياليا　　　بارعن جرار عريض المبارك

ہم نے مقام مرس البریع میں چند روز تک قیام کیا ایسے جرار لشکر کے ساتھ کہ جن کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ بڑی لمبی چوڑی تھی۔

فلم نلق فى تطوافنا والتماسنا　　　فرات بن حبان يكن رهن هالك

اور ہم نے اپنی گردش اور تلاش میں ہر چند کوشش کی مگر ہمیں فرات بن حبان نہ ملا کہ وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو جاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کی خبر دینا اور منافق کا ایمان:

راوی کہتا ہے کہ فرات بن حبان ایک شخص قبیلہ بنی عکل میں سے تھا کہ جس کے پاس قبیلہ قریش کی ایک عورت تھی اور یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا مگر پھر اس نے توبہ کر لی تھی اور بہت نیک بخت ہو گیا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ

وہاں بنی لحیان کے مقام سے نہایت صحیح سلامت اور بہت سا مال غنیمت لے کر مدینہ کی طرف پھرے یہاں تک کہ جب آپ راستہ میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان بنولحیان پر جو ادھر ادھر متفرق ہو گئے تھے ایک بہت سخت آندھی بھیجی کہ جس سے ان کو اپنے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو گیا اور یہ ایسی زور شور کی آندھی تھی کہ آدمی اس کی گرد میں چھپ گئے تھے اور اسی آندھی کی رات میں حضور کی ایک اونٹنی بھی گم ہو گئی تھی کہ جو ڈھونڈھ بھال کرنے سے بھی نہ پائی تھی یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آندھی تھم گئی تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آندھی کیسی تھی اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ ایک شخص منافقوں کا سردار تھا جو مدینہ میں مر گیا ہے اور یہ آندھی اس کے مرنے کی ہے چنانچہ اس پر آپ کے صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ کون شخص تھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ قبیلہ بنی قینقاع میں سے ایک آدمی تھا جس کا نام رفاعہ بن بانور تھا چنانچہ یہ خبر یونہی تھی اور ایک شخص منافقوں میں سے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا یہ سن کر کہنے لگا کہ محمد اس بات کا گمان کیسے کرتا ہے کہ وہ غیب کی بات جانتا ہے اور جو بات کل ہونیوالی ہے اس کی ہمیں خبر دیتا ہے حالانکہ اس کو اتنی بات بھی معلوم نہیں کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے بھلا جو شخص اس کے پاس یہ غیب کی خبریں لاتا ہے وہ اس کو اس کی اونٹنی کی کیوں خبر نہیں دیتا اس پر اسکے دوستوں میں سے ایک شخص نے اس سے کہا کہ بس خاموش رہ خدا کی قسم اگر محمد کو یہ بات معلوم ہو جائے گی تو وہ فوراً یہ کہہ دے گا کہ اس کی بابت مجھ پر وحی آئی ہے اس کے بعد وہ شخص اپنے دوستوں میں سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپ لوگوں سے وہی باتیں بیان کر رہے ہیں کہ جو یہ اپنے دوستوں سے کہہ رہا تھا اور اتفاق سے رسول اللہ ﷺ اس وقت یہی فرما رہے تھے کہ ایک شخص منافقوں میں سے میری ہنسی اڑا رہا ہے کہ میری اونٹنی گم ہو گئی ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ کیا محمد کو اس بات کا گمان ہے کہ وہ غیب کی بات جانتا ہے بھلا وہ شخص جو ان کے پاس غیب کی بات لے کر آتا ہے ان کو یہ کیوں نہیں بتلا دیتا کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ اس کا یہ گمان بالکل جھوٹا ہے کہ میں غیب کی بات کو جانتا ہوں

کیونکہ میں غیب کو بالکل نہیں جانتا ہوں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جگہ کی خبر دیدی ہے کہ جہاں میری اونٹنی ہے چنانچہ وہ اونٹنی اس گھاٹی میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں اٹکی ہوئی ہے یہ سن کر لوگ اس گھاٹی کی طرف دوڑے ہوئے گئے تو اچانک اس اونٹنی کو دیکھا کہ جس پر آپ نے فرمایا تھا اسی طرح اس کی نکیل ایک درخت میں اٹکی ہوئی ہے یہ سن کر لوگ اس گھاٹی کی طرف دوڑے ہوئے گئے تو اچانک اس اونٹنی کو دیکھا کہ جس طرح آپ نے فرمایا تھا اسی طرح اس کی نکیل ایک درخت میں اٹکی ہوئی ہے آخر وہ لوگ اس اونٹنی کو وہاں سے لے کر آ گئے اور وہ منافق بھی دیکھ رہا تھا یہ دیکھ کر وہ منافق اسی جگہ فی الفور ایمان لے آیا اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی پھر اپنے دوستوں کی طرف لوٹ کر آیا اور ان کو اسی جگہ جہاں چھوڑ کر گیا تھا بیٹھا ہوا پایا اور ان سے کہنے لگا کہ دیکھو میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم سچ بتلاؤ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھا تو نہیں یا تم میں سے کسی شخص نے میرے پیچھے میری اس بات کا کسی سے تذکرہ تو نہیں کیا اس پر انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوا تب اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد خدا کا رسول ہے اور میں آج تک بالکل اسلام نہیں لایا تھا مگر آج مسلمان ہو گیا ہوں لوگوں نے کہا آخر بتلاؤ تو سہی اس کی کیا وجہ ہوئی اس نے کہا کہ جب میں تمہارے پاس سے گیا تو میں نے جا کر محمد کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے وہی ذکر کر رہا ہے جو میں تم سے کہہ رہا تھا لہٰذا میں گواہی دیتا ہو کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات سے آگاہ کر دیا ہے اور وہ بالکل سچے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس منزل سے کوچ کر دیا۔

ابن ابی کا صحابی سے جھگڑا اور سازش:

یہاں تک کہ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو دو آدمیوں نے آپس میں جھگڑا کرنا شروع کر دیا کہ جن میں سے ایک قبیلہ بنی عامر سے تھا اور ایک قبیلہ جہینہ سے تھا اس پر عبداللہ بن ابی نے اپنے طرفدار کی مدد کی جو قبیلہ جہینہ سے تھا اور اس عامری کی ایک شخص نے مہاجروں میں سے مدد کی جس کا نام جعال تھا اور جو مسلمانوں کے فقراء میں سے تھا

پس عبداللہ بن ابی نے اس بات سے بڑا تعجب کیا اور کہنے لگا کہ اے جعال! کیا اب تو بھی اس مرتبہ کو پہنچ گیا ہے کہ میرے مقابلہ میں ایک عامری شخص کی مدد کرتا ہے حضرت جعال نے جواب دیا کہ آخر اس کام کے کرنے سے مجھے کیا چیز مانع ہے اور اس کو بہت سخت سست کہنے لگے اس پر عبداللہ بن ابی نے حضرت جعال کو کہا کہ بس میری اور تیری کہاوت ویسی ہی ہے کہ جیسی اگلے لوگوں نے کہی ہے کہ ''سمن کلبک یا کلک'' یعنی اپنے کتے کو خوب فربہ کر لے کہ جو آخر کار تیرا گوشت کھا جائے گا اور دیکھ قسم ہے اس ذات کی جس کی عبداللہ قسم کھاتا ہے کہ میں تجھے ایسی تفکرات میں مبتلا کر دونگا کہ جن میں تیرا حال اس موجودہ حال سے بھی بدتر ہو جائے گا حضرت جعال نے کہا کہ چل تجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا ہے اور اس کلام سے عبداللہ نے جس بات کی طرف اشارہ کیا تھا اس کو حضرت جعال تاڑ گئے تھے اس لئے انہوں نے فرمایا کہ رزق روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے کچھ تیرے قبضہ میں نہیں ہے کہ تو اپنی مرضی سے اس کو گھٹا بڑھا دے اور جس کو تیرا جیسا جی چاہے ویسا ہی کر دے یہ سن کر عبداللہ غصہ میں بھرا ہوا اپنے دوستوں کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا کہ دیکھو خدا کی قسم! اگر تم اپنے کھانے کو ایسے لوگوں سے روکے رکھتے تو بہت بہتر ہوتا کہ جو تمہارے کھانے کھا کھا کر پھر الٹے تمہاری ہی گردنوں پر سوار ہو بیٹھے اور یہ لوگ تو محمد کو چھوڑ کر بس اب عنقریب اپنے کنبے قبیلے اور عزیز و اقارب میں جانے ہی والے ہیں لہٰذا ان کو کھانے پینے کا کوئی سامان نہ دیا جائے تا کہ یہ لوگ محمد کے پاس سے بھاگ جائیں اور متفرق ہو جائیں غرض عبداللہ اسی طرح اپنے دوستوں پر بہت خفا ہوتا رہا اور کہنے لگا کہ اگر جعال محمد کے پاس جا کر میرا کچھ شکوہ شکایت کرے گا تو وہ اس کے شکوہ شکایت کو ضرور قبول کر لے گا اور یہ سمجھے گا کہ میں نے ہی زیادتی کی ہے اور میں ہی ظالم ہوں اور مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ واقعی میں ہی ظالم ہوں کیونکہ ہم محمد کو مکہ سے لائے اور ایسے نازک وقت میں لائے کہ جب ان کی قوم نے ان کو بھگا دیا تھا اور پھر ہم نے ان کو اپنی جانوں کے برابر رکھا اور اپنی گردنوں پر حاکم و مالک بنا لیا اور دیکھو خدا کی قسم! اگر ہم مدینہ پھر کر جائیں گے تو وہاں سے محمد کو نکال دیں گے اور ہم اپنے اوپر کسی

شخص کو اپنے ہی لوگوں میں سے حاکم بنالیں گے اور وہ خدا کا دشمن اس سے اپنے آپ ہی کو مراد لیتا تھا یعنی میں خود ہی تمہارا حاکم اور سردار بن جاؤں گا اور وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ بذات خود اور بلحاظ اپنی قوم کے محمد اور ان کے ساتھیوں سے زیادہ عزت دار آخر اس کی ان باتوں کو حضرت زید بن ارقم انصاری نے سن ! اور وہ ان دنوں میں نوجوان تھے تو انہوں نے اس کو ڈانٹ کر کہا کہ خدا کی قسم تو ہی اپنی قوم میں ذلیل وخوار اور مبغوض ہے اور باقی رسول اللہ ﷺ تو خدا کے فضل سے نہایت عزت دار ہیں اور مسلمانوں کے نہایت محبوب اور پسندیدہ ہیں اس کے بعد حضرت زیدؓ نے اس کو کہا کہ خدا کی قسم اب میں تیرے ساتھ کبھی دوستانہ نہ رکھونگا اس پر عبداللہ بن ابی حضرت زید سے کہنے لگا کہ اے میرے بھتیجے ! میں تو ویسے ہی ہنسی مذاق سے ایسی باتیں کر رہا تھا۔

حضرت زیدؓ کا حضورؐ کو تمام حالات بتانا:

آخر حضرت زید اس کی مجلس سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبداللہ کی ساری باتیں حضور سے بیان کر دیں اور ان باتوں سے رسول اللہ ﷺ کی طبیعت بہت زیادہ مکدر ہو گئی اور لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ زید بن ارقم نے رسول اللہ ﷺ کو کوئی ایسی خبر سنائی ہے کہ اس سے آپ عبداللہ بن ابی پر بہت غضبناک ہو رہے ہیں۔

منافق اعظم کی دربارِ رسالتؐ میں طلبی:

اس کے بعد حضور نے عبداللہ کو بلوا بھیجا چنانچہ وہ آپ کے پیام کو سن کر چلا اور اس کے ساتھ ساتھ قبیلہ انصار کے اور بہت سے آدمی بھی آئے تا کہ اس کے شریک حال ہوں اور اس کی مدد کریں اور اس خبر میں زید کو جھٹلائیں اور اس کے طمانچے لگوائیں آخر جب عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ جس بات کی مجھ کو خبر پہنچی ہے کیا اس کا کہنے والا تو ہی ہے اس نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم ! جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے میں نے ان باتوں میں سے کبھی کچھ نہیں کہا اور یہ زید بالکل جھوٹا ہے اور حضور آپ کے ساتھ میری محبت اور عقیدت کی تو یہ حالت ہے کہ میرے

نزدیک میرا کوئی کام اس جہاد سے جو میں نے آپ کے ساتھ شریک ہو کر کیا ہے ایسا بہتر نہیں ہے کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کر دے اور جو لوگ انصار کے اس کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی تصدیق کر دی اور حضور سے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارا بزرگ ہے اور سردار ہے لہذا آپ اس کے بارے میں انصار کے لڑکوں میں سے ایک ایسے لڑکے کی بات کو سچ نہ جان لیجئے کہ جو آپ کے پاس سراسر جھوٹ اور چغلی لے کر آیا ہے آخر رسول اللہ ﷺ نے اس سے درگذر کیا اور اس کا عذر قبول کر لیا اور انصار میں ہر طرف سے حضرت زید پر ملامت کی بوچھاڑ ہونے لگی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کہا تھا سو حضور نے اس کو جھوٹا کر دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ وہاں سے مدینہ کی طرف کو روانہ ہوئے اور حضرت زید کی پہلے سے یہ عادت تھی کہ جب حضور کوچ کیا کرتے تھے تو وہ آپ کے ساتھ ساتھ چلتے تھے اور راستہ میں آپ سے باتیں کرتے رہتے تھے مگر اس واقعہ کے بعد حضرت زید کو ایسی شرمندگی چڑھی کہ وہ نہ تو راستہ میں حضور کے قریب جاتے تھے اور نہ پڑاؤ میں چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر حضرت زید کی برأت اور عبداللہ کی تکذیب میں یہ آیت نازل کی۔

﴿ يَقُولُونَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

یعنی یہ منافق لوگ آپس میں یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو عزت دار آدمی وہاں سے ذلیل وخوار آدمیوں کو نکال دیں گے حالانکہ عزت صرف اللہ اور اللہ کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے لیکن یہ منافق آدمی اس بات کو بخوبی نہیں جانتے۔

حضورؐ کا حضرت زید کو تلاش کر کے خوشخبری سنانا:

غرض جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے حضرت زید کی تلاش میں لوگوں میں پھرنے لگے یہاں تک کہ آپ نے ان کو اپنے دیکھا کہ وہ چلے جاتے تھے پس آپ نے ان کا کان پکڑ لیا اور ایسا ملا کہ جس سے حضرت زید کا چہرہ سرخ

ہو گیا اس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے زید! تجھے خوشخبری مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بری کر دیا ہے اور تیری تصدیق کی ہے اور حضور نے اسی آیت کو پڑھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور وہاں جب تک اللہ نے چاہا تب تک آپ کا قیام رہا یہ قبیلہ بنی لحیان کے غزوہ کی سرگزشت ہے۔

●●●

مقام بیر معونہ کا غزوہ

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ایک مختصر سا لشکر اپنے اصحاب میں سے بیر معونہ کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کے ساتھ قبیلہ بنی سلیم میں سے ایک شخص کو جس کا نام عروہ بن اسماء بن الصلت تھا سپہ سالار بنا کر بھیجا چنانچہ یہ لوگ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ جب یہ لوگ اس چشمہ سے ایک پہر کی مسافت پر رہ گئے تو پڑاؤ کیا اور رات بھر وہیں رہے اور ان میں سے چار آدمیوں کا اونٹ گم ہو گیا تو وہ چاروں کے چاروں اسکی تلاش میں لگ گئے اور لشکر نے کوچ کر دیا پھر جس وقت یہ لشکر اس چشمہ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں قبیلہ بنی عامر کا ایک بڑا بھاری گروہ پڑا ہوا ہے آخر اس گروہ نے اس لشکر کو گھیر لیا ان سے بہت سخت لڑائی کرنے لگے اور وہ لوگ حضرت عروہ سے بولے کہ تجھے ہماری طرف سے امان ہے لہذا تیرا جی چاہے تو تو ہمارے پاس چلا آ اور جی چاہے تو ہمارے سوا کسی اور کے پاس چلا جا اس پر حضرت عروہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا عہد و پیان کر رکھا ہے کہ میں اپنا ہاتھ کسی مشرک کے ہاتھ میں کبھی نہ دوں گا اور نہ میں کسی مشرک کو کبھی اپنا دوست اور مددگار بناؤں گا آخر یہ سب آدمی ان کافروں میں گھر گئے اور جب ان کو یقین ہو گیا کہ ہم ضرور قتل ہونگے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی۔

اللهم انا لا نجد من يخبر عنا رسولك غيرك فاقرا عليه منا السلام فانا قد رضينا۔

یعنی اے اللہ ہم اس وقت تیرے سوا کسی اور کو ایسا نہیں پاتے ہیں کہ وہ ہماری کچھ خیر خبر تیرے رسول کو پہنچا دے پس تو ہی ان کو ہمارا سلام اور پیام پہنچا

دے کہ ہم راضی برضا ہیں۔

بیر معونہ کے شہداء کی حضورؐ کو وحی کے ذریعے خبر:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا اور آپ نے ان کی موت کی خبر کو سارے مدینہ میں پہنچا دیا اور یہ فرمایا کہ تمہارے بھائی بیر معونہ پر قتل ہو گئے ہیں تم ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کرو اور انہوں نے مجھے سلام کہلا کر بھیجا ہے اور ان چار آدمیوں نے جن کا اونٹ گم ہو گیا تھا جب صبح کو اپنا اونٹ پایا تو وہ بھی اپنے اصحاب کی طرف آگے بڑھے یہاں تک کہ جب اس چشمہ کے قریب پہنچے تو ان کو قبیلہ بنی عامر کی ایک لڑکی ملی اور اس نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم لوگ محمد کے اصحاب میں سے ہو مگر ان لوگوں نے اس لڑکی کو کچھ جواب نہیں دیا تب اس لڑکی نے پھر دوبارہ ان سے پوچھا کہ کیا تم لوگ محمد کے اصحاب میں سے ہو اس پر ان لوگوں نے اس امید پر کہ شاید یہ اسلام قبول کر لے گی اس کو یہ جواب دیا کہ ہاں ہم محمد ہی کے اصحاب میں سے ہیں تب اس لڑکی نے ان سے کہا کہ دیکھو تمہارے بھائی تو سب کے سب بنو عامر کے ہاتھ سے چشمہ پر قتل ہو گئے ہیں سو تم لوگ تو ان سے بچو اور احتراز کرو اس پر ان چاروں میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں میرا انتظار کرتے رہو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس خبر لے کر آؤں یہ کہہ کر وہ ایک بلند جگہ پر چڑھ گیا تو وہاں سے دیکھا کیا ہے کہ اس کے سب ساتھی چشمہ پر قتل ہوئے پڑے ہیں پھر وہ وہاں سے اپنے ساتھیوں کی طرف پھر آیا اور ان کو خبر دی اور ان سے مشورہ کیا کہ بولو اب تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پھر چلیں اور آپ سے یہ سارا قصہ بیان کریں اس نے کہا کہ میں تو آج یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ میں بھی اپنے ساتھیوں کے کھانے میں سے کھاؤں یعنی میں بھی ان کی طرح موت کا ذائقہ چکھوں اور تم لوگ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کر دینا یہ کہہ کر وہ تو چشمہ کی طرف آگے بڑھا یہاں تک کہ جب چشمہ پر پہنچ گیا تو ان لوگوں پر اپنی تلوار سے بہت زور و شور سے حملہ کیا اور ان میں سے

چند آدمی مار کر خود بھی شہید ہو گیا۔

بنو عامر کے دو افراد کا قتل اور حضورؐ کی پریشان:

ادھر یہ ہوا کہ یہ تینوں آدمی اونٹ والے وہاں سے بہت تیزی کے ساتھ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ جب یہ تھوڑی سی رات گئے مدینہ کی بلندی پر پہنچے تو ان کو اچانک قبیلہ بنی سلیم کے دو آدمی مل گئے کہ جن سے رسول اللہ ﷺ کا عہد و پیمان ہو رہا تھا تب ان تینوں نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو دونوں قبیلہ بنی عامر کے ہیں اور ان دونوں کو یہ خبر نہیں تھی کہ بنو عامر نے کیا کیا ہے اس پر ان تینوں نے آپس میں کہا کہ بس یہ دونوں انہیں لوگوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے سو تم بھی اپنے بھائیوں کا بدلہ لے لو غرض ان تینوں نے ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور ان کا سارا ساز و سامان اتار لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ ان کے بھائیوں پر گذرا تھا وہ سب آپ سے بیان کر دیا اور بیان کرنے کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو تو یہ واقعہ ہمارے بیان کرنے سے پہلے معلوم ہو چکا تھا اس کے بعد ان لوگوں نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ شام ہونے کے بعد اندھیرے میں مدینہ کے قریب پہنچے تو دو آدمی قبیلہ بنی عامر کے ہمیں مل گئے سو ہم نے ان کو قتل کر ڈالا اور ان کا ساز و سامان یہ ہے اس پر حضور نے فرمایا کہ وہ تو دونوں قبیلہ بنو سلیم کے تھے اور میرا ان کا عہد و پیمان ہو رہا تھا سو تم لوگوں نے یہ کام بہت برا کیا اور رسول اللہ ﷺ کو یہ قصہ بہت ناگوار ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی باب میں اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﴾

یعنی اے مسلمانو! خدا اور خدا کے رسول کے سامنے جلد بازی نہ کیا کرو۔

اس سے مراد یہ ہے کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونے کے بغیر اور آپ کے حکم کے بغیر کسی کے قتل کرنے میں جلد بازی نہ کیا کرو یہاں تک کہ نبی سے مشورہ لے لیا کرو پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ان کو نصیحت کر دی اسکے بعد ان دونوں

مقتولوں کی قوم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے آدمیوں میں سے دو شخص آپ کے پاس آئے تھے اور وہ دونوں کے دونوں آپ ہی کے یہاں مارے گئے اس پر آپ نے ان کو فرمایا کہ تمہارے دونوں آدمیوں نے اپنے آپ کو ہمارے دشمنوں کی طرف سے کیوں منسوب کر دیا تھا کہ جس سے یہ ساری نوبت پیش آئی لیکن باوجود اس کہ کہ ہم ان دونوں کا خون بہا دیئے دیتے ہیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا غرض یہ ان کی سرگذشت تھی۔

قبیلہ بنی مصطلق کا غزوہ

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیدیا چنانچہ وہ سب تیار ہو گئے پھر آپ نے ان کو اپنے ارادے سے خبردار کیا کہ ہمارا ارادہ قبیلہ بنی مصطلق کی طرف جانے کا ہے کہ جو بنی خزاعہ کا ایک قبیلہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مقام تہامہ کے باشندوں کے اس بات کی خبر نہیں ہے کہ میں اسی سال میں ان کی طرف جانے والا ہوں اس لئے میں لوگوں میں سے اس بات کو مشتہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں ملک شام کی طرف جانے کا ارادہ کر رہا ہوں تا کہ اہل تہامہ کو ان کے جاسوس اسی بات کی خبر پہنچادیں اور وہ ہمارے اصلی ارادہ سے آگاہ نہ ہونے پائیں چنانچہ جب سب لوگ اپنے سازوسامان کی تیاری سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور انصار کے قبیلہ بنی سلمہ کے بستی کی طرف کو چلے گویا کہ ملک شام کی طرف کو جاتے ہیں چنانچہ اس روز دن بھر اسی رخ کو چلتے رہے یہاں تک کہ جب شام ہو گئی تو آپ نے مقام کیا اس کے بعد تہامہ کی طرف کو ہو لئے یہاں تک کہ مقام صخرات کے نزدیک پہنچ کر جو راستہ اس کے پاس ہی اس سے مڑ گئے پھر وہاں سے تیز روی کر کے مصطلق پر جا پہنچے اور ان پر خوب لوٹ مار کی چنانچہ ان کو قتل بھی کیا اور ان کی بہت سی چیزیں بھی لوٹ لیں اور اسی روز جویریہ دختر حارث بن ابی ضرار بھی ہاتھ آئی اس کے بعد آپ بہت جلد مدینہ کی طرف لوٹے کہ کہیں کوئی اس پر چھاپہ نہ مار بیٹھے چنانچہ ایک دن رات برابر نہایت تیزی سے چلتے رہے یہاں تک کہ جب صبح ہو گئی تو آپ نے پڑاؤ کیا۔

حارث بن ابی ضرار کی قسم:

حارث بن ابی ضرار آپ کے لشکر کے پیچھے پیچھے لگا چلا آ رہا تھا اور اس نے یہ قسم کھا

لی تھی کہ جب تک محمد کے بعض آدمیوں کو قتل نہ کرلوں گا تب تک میں واپس نہ پھروں گا۔
چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قیام کیا اور لوگوں کو آرام کرنے کا حکم فرمایا مگر یہ کہہ دیا کہ ہتھیار نہ کھولیں چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جن لوگوں نے آرام کیا ان کی نگرانی کیلئے کچھ لوگوں کو مقرر فرما دیا اور ان نگرانی کرنے والوں پر حضرت حارثہ بن عمان کو امیر بنا دیا اس کے بعد حضرت حارثہ نے اپنے نگہبان ساتھیوں سے کہا کہ اچھا تم سو جاؤ اور میں تمہاری طرف سے نگہبانی کرنے کے لئے کافی ہوں اور اگر کچھ خطرناک چیز دیکھوں گا تو تمہیں خبردار کر دونگا پھر اسی اثنا میں کہ وہ جاگتے ہوئے قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور ان کے ساتھی سو رہے تھے یکایک حارث بن ابی ضرار نے حضرت حارثہ کے قریب پہنچ کر ان کے ایک تیر مارا کہ جو ان کے لگا تو نہیں مگر ان کے قریب آ کر پڑا جس سے وہ نگہبان آدمی بھی جو سو رہے تھے جاگ پڑے اور حارث کو تلاش کرنے لگے مگر وہ انکو ملا نہیں تو حضرت حارث کہنے لگے کہ اے حارث تو اس آدمی سے اتنا غافل ہو گیا کہ اس نے یہاں آ کر تیر بھی مار دیا اس پر حضرت حارثہ نے کہا کہ نہیں میں اس سے غافل نہیں تھا بلکہ میرا خیال یہ تھا کہ جب یہ مجھے تیر سے آگاہ کرے گا تو میں تمہیں خبردار کر دوں گا۔

حضرت کعبؓ کی حفاظت رسولؐ:

اور یہ سارا قصہ اتفاق سے حضرت کعب کے سامنے بھی ذکر کیا گیا کہ حارث قریب آ گیا تھا اور نگہبان غافل تھے اور اس نے تیر مارا جس سے یہ لوگ جاگ گئے اور ہوشیار ہو گئے وغیرہ تو یہ سن کر ان کی نیند جاتی رہی اور وہ اسی وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات بھر آپ کے سرہانے تلوار لئے کھڑے رہے اور صبح تک اسی طرح پہرہ دیتے رہے جب حضور بیدار ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ کعب تلوار لئے آپ کے سرہانے کھڑا ہے یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے کعب! تجھے کیا بات پیش آئی کہ جو اس طرح کھڑا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے لوگوں نے حارث کا ہم سے قریب آ جانے اور ہمارے پہرے داروں کا اس سے غافل ہو جانے وغیرہ کا تذکرہ کیا تھا تو میری نیند جاتی رہی اس لئے میں حضور کی خدمت میں

پہرہ داری کیلئے حاضر ہو گیا تھا چنانچہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے شاباش دی اور فرمایا کہ تم نے خوب کیا پھر سب لوگوں نے وہاں صبح کی نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر سوار ہو گئے اور مدینہ میں پہنچ گئے۔

حضرت جویریہؓ سے حضورؐ کا نکاح:

یہاں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے جویریہ دختر حارث سے نکاح کیا اور ان کا مہر یہ مقرر کیا کہ بعض لوگ جو ان کی قوم میں سے گرفتار ہو کر آ گئے تھے اور قید تھے ان کو رہا کر دیا اور سارا قصہ حارث کے آنے کے بعد ہوا کہ جو اپنی بیٹی کا معاوضہ لے کر آیا تھا اور یہ خود یعنی حارث تو اس بات سے ناراض تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس کی لڑکی جویریہ سے نکاح کریں مگر اس کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص نے حضرت جویریہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا تھا سو اس پر بھی اس نے اپنی اس رشتہ دار کو بہت سخت لعنت ملامت کی اور جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے رخصت ہوتے وقت قبیلہ مصطلق پر دھاوا کرنیکی نیت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس وقت یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ﴾

یعنی اے لوگو! اللہ سے ڈرو کہ قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے اور جس دن تم اس زلزلہ کو دیکھو گے تو شدت کی یہ حالت ہوگی کہ اس دن ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل ڈال دے گی اور سب آدمی تجھے ایسے نظر آئیں گے جیسے مست ہوں حالانکہ وہ مست نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب ہی سخت ہے چنانچہ یہ از خود رفتگی اور حواس باختگی اسی کی دہشت کی بدولت ہوگی۔

بچوں کو بوڑھا کر دینے والا دن:

غرض اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ٹھہر گئے اور آپ کے ساتھ اور سب آدمی بھی رک گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دونوں آیتوں کو با واز بلند پڑھا اور جتنی دفعہ اللہ نے چاہا اتنی دفعہ کا اعادہ کیا پھر لوگوں سے فرمایا کہ اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ یہ دن کون سا ہے؟ اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔ پھر آپ نے اسی سوال کو کئی مرتبہ اعادہ کیا اور لوگوں نے ہر بار یہی جواب دیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول ہی بہتر جانتا ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دن وہ ہوگا کہ جس دن اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے یہ فرمائے گا کہ اے آدم دوزخ کا لشکر دوزخ کی طرف بھیج دے اس پر وہ عرض کریں گے کہ اے میرے رب! کل آدمیوں میں سے کتنے تب اللہ تعالیٰ یہ حکم دیں گے کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے آدمی تو دوزخ کی طرف بھیج دیں اور صرف ایک آدمی جنت کی طرف بھیج دے اس وقت یہ سن کر بڑے آدمی تو صدمہ کی وجہ سے بے ہوش ہو جائیں گے اور بچے خوف کی وجہ سے بوڑھے ہو جائیں گے اور وہ وہ دن ہے کہ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے:

یوما یجعل الولدان شیبا۔

یعنی وہ دن بچوں کو بوڑھا کر دے۔

حضورؐ کی صحابہؓ کو تشفی:

غرض رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر لوگ بہت زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ جب اول منزل میں پہنچ کر مقام کیا تو سب آدمی آپ کی خدمت میں جمع ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں سنی ہے کہ جو آج کی بات سے زیادہ دل کو ٹکڑے کر دینے والی ہو اور ہم پر شاق گزرنے والی ہو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور لوگوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا کی قسم! مجھے اس بات کی امید ہے کہ تم لوگ جنت والوں میں سے تہائی ہو گے پھر فرمایا بلکہ مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں میں سے آدھے ہو پھر فرمایا بلکہ مجھے امید ہے

کہ جنت والوں میں تمہیں لوگوں کی کثرت ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری امتوں کو پیش کیا تھا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ کوئی نبی تو چار آدمیوں کے ساتھ چلے آرہے تھے اور کوئی دو کے ساتھ اور کوئی ایک کے ساتھ اور کوئی اکیلے ہی تشریف لا رہے تھے یہاں تک کہ میں نے ایک ایسی امت کو آتے ہوئے دیکھا کہ جس کی کثرت سے مجھے بڑا تعجب ہوا اور مجھے امید ہوئی کہ یہ میری امت ہوگی چنانچہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! کیا میری امت یہی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ تو موسیٰ اور ان کی امت ہے پھر میں نے ایک دوسری امت دیکھی کہ اس کی کثرت سے بھی تعجب ہوا چنانچہ میں نے پھر عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کیا میری امت یہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ یونس اور ان کی امت ہے اس کے بعد میں نے ایک اور امت دیکھی اور عرض کیا کہ اے اللہ کیا میری امت ہے؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ عیسیٰ اور ان کی امت ہے ان کے ساتھ بڑی بھاری جمعیت تھی پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ! آخر میری امت کہاں اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے محمد دیکھ پس میں نے مکہ کی طرف دیکھا تو مجھے لوگوں کا ایک بڑا بھاری ہجوم نظر آیا اس کے بعد پھر فرمایا کہ دیکھ تب میں نے ملک شام کی طرف دیکھا تو ادھر بھی مجھے اسی قدر ہجوم نظر آیا اس کے بعد پھر فرمایا کہ دیکھ تب میں نے عراق کی طرف دیکھا تو ادھر بھی مجھے ویسا ہی ہجوم نظر آیا پھر فرمایا کہ دیکھ چنانچہ میں نے اپنی نیچے کی طرف دیکھا تو اچانک وہاں ہر چیز چل پھر رہی تھی یعنی ہر جاندار گویا آپ کی امت میں داخل ہی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! بس تو راضی بھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے پروردگار! میں بالکل راضی ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ نوے ہزار آدمی بغیر حساب وکتاب کے بھی داخل ہونگے۔

حضرت عکاشہؓ کی سبقت:

آپ کی امت میں سے یہ سن کر حضرت عکاشہ جو قبیلہ بنی غنم بن دودان میں سے تھے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ میرے حق میں اللہ سے یہ دعا

کردیجئے کہ وہ مجھے بھی انہیں نوے ہزار میں سے کردے آپ نے فرمایا کہ اچھا تمہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے کردیا یہ سن کر ایک شخص انصار میں سے کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر قربان کردے آپ میرے حق میں بھی اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کردیجئے کہ وہ مجھے بھی انہیں لوگوں میں سے کردے اس پر حضور نے فرمایا کہ اس بات میں عکاشہ تجھ سے بازی لے گیا یعنی جو شخص ان میں سے ہونے والا تھا وہ ہو چکا پس یہ سرگزشت تھی قبیلہ بنی مصطلق کی۔

●●●

مقام حدیبیہ کے غزوہ کا ذکر

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں فرمایا ہے:

﴿ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴾

آپ لوگوں میں حج کرنے کا اعلان کر دیجئے کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز راستہ سے چل کر پیادہ پا اور پتلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر حاضر ہونگے یہ سن کر حضرت عبداللہ بن جحش جو قبیلہ بنی غنم بن ذودان کے عزیز تھے اور رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا حج ہر سال کرنا ہوگا اس سوال پر رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے کہ خدا کی قسم اگر میں تیرے سوال پر ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال واجب ہو جاتا اور جب ہر سال واجب ہو جاتا تو تم اس کو ہرگز ادا نہ کر سکتے سو تم مجھ سے ایسی بات کی پوچھ گچھ نہ کیا کرو کہ جس کو میں چھوڑ دیا کروں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں حضور پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِیْنَ ﴾

یعنی اے مسلمانو! تم ایسی چیزوں کا سوال نہ کیا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار اور دشوار معلوم ہوں اور اور اگر تم اب قرآن شریف کے نازل ہونے کے

وقت ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کرو گے تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اور اس وقت تک ایسی باتوں کو جو کچھ سوالات ہو چکے ہیں خیر اللہ تعالیٰ نے ان سے درگذر کیا ہے اور ان کو معاف کر دیا ہے مگر آئندہ ایسا نہ ہونے پائے اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور برداشت کرنے والا ہے جو اب تک تم سے ایسی باتوں پر کچھ مواخذہ نہیں کیا ہے اور تم سے پہلے بھی ایک قوم نے ایسی باتوں کے سوالات کئے تھے مگر اس کا نتیجہ یہی ہوا کہ پھر وہ ان سے مکر گئے۔

حج کے لیے روانگی:

غرض کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حج کے سامان کی تیاری کا حکم دیدیا اور اس وقت تک لوگوں کو یہ خیال نہ تھا کہ مکہ والے ہمارے حج کرنے سے میں حائل اور مخل ہونگے چنانچہ وہ ہڈی کے جانوروں کے ساتھ لئے ہوئے اور بال گوندھے ہوئے روانہ ہو گئے اور ذوالحلیفہ کے میقات سے انہوں نے لبیک کہنا شروع کر دیا۔

مکہ والوں کی مشاورت:

ادھر مکہ والوں کو خبر پہنچی کہ محمد اور ان کے ساتھی حج کرنے کے ارادہ سے تیار ہو کر ہماری طرف آ رہے ہیں چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان کو کعبہ میں آنے سے روک دو اور خالد بن ولید بن مغیرہ کو تین سو سوار دے کر روانہ کیا تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں آنے سے دے آخر جب رسول اللہ ﷺ کو خالد کی روانگی کی خبر ہوئی تو چونکہ آپ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے اس لئے آپ کو ان سے لڑنا ناگوار معلوم ہوا اور آپ نے لوگوں سے یہ فرمایا کہ آیا تم میں کوئی شخص اس راستہ کا ایسا واقف کار بھی ہے کہ جو ہمیں مکہ والوں کے اس خطرناک راستہ سے بچا کر لے چلے اس پر ایک شخص نے حاضرین میں سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس راستہ کو خوب جانتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا تم لوگوں کے آگے آگے ہو لو چنانچہ وہ اپنی سواری سے اتر پڑا مگر پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو سواری سے اترا ہوا دیکھا تو آپ کو اس کے راستہ بتلانے پر کچھ اعتماد نہ ہوا اس لئے آپ نے پھر دوبارہ فرمایا کہ آیا تم میں کوئی شخص ایسا

بھی ہے کہ جو اس راستہ سے اس شخص سے زیادہ واقف کار ہو تب ایک شخص قبیلہ جہینہ کا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ میں اس راستہ سے بخوبی واقف کار ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا تم لوگوں کے آگے آگے چلو۔

مقام حدیبیہ پر پڑاؤ اور حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجنا:

چنانچہ وہ لوگوں کے آگے آگے چلا اور ساحل کے راستہ کو ہولیا اور مکہ والوں کے خطرناک راستہ سے کترا کر نکل گیا اور لوگوں کو مقام حدیبیہ میں جا اتارا پھر جس وقت مکہ والوں کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں اترے ہیں تو ان پر یہ بات بہت شاق اور دشوار گزری اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے یہ فرمایا کہ تم مکہ والوں کے پاس جا کر اس بات کی اجازت لے لو کہ وہ ہمیں صرف تین دن کیلئے مکہ میں جانے دیں تا کہ ہم اپنے حج کے مناسک اور ارکان ادا کر کے واپس چلے جائیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہاں میرا کنبہ قبیلہ بہت کم ہے اس لئے مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں لیکن آپ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیجئے کہ ان کا خاندان وہاں بہت زیادہ ہے اس لئے ان سے کوئی شخص ہرگز تعرض نہیں کر سکے گا تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ ہی کو بھیجا کہ وہ حضور کیلئے مکہ والوں سے اجازت حاصل کریں چنانچہ حضرت عثمان بن عفانؓ روانہ ہو گئے اور موضع بلاح میں جا کر قریش کے سواروں سے ملے اور ان میں سے ابان بن سعید بن عاص سے ملاقات کی اور اس سے اپنے لئے امان چاہی اس نے ان کو امان دیدی اس کے بعد ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر مکہ کو لے گیا اور ابو سفیان بن حرب کے پاس لا کر اتارا اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کا پیام پہنچایا اور وہ آپ کے پیام کو سن کر مکہ کی طرف چل دیا وہاں اس سے لوگوں نے پوچھا کہ اے ابوسفیان! تیرا چچازاد بھائی تیرے پاس کیا خبر لایا ہے اس نے کہا کہ وہ میرے پاس بہت بری خبر لایا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہے کہ میں اہل یثرب کی ایک جماعت کو مکہ میں آنے کی اجازت دیدوں تا کہ

وہ تین دن تک یہاں اونٹوں وغیرہ کی قربانی کرلیں سواب تم بتلاؤ کہ اس میں تمہارا کیا مشورہ ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! جب ایک دفعہ اللہ نے اس کو یہاں سے نکال دیا ہے تو وہ یہاں ہمارے اوپر کبھی نہیں آسکتا۔

حضورؐ کا مسلمانوں سے بیعت لینا:

الغرض اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے نبی کو بیعت لینے کا حکم فرمادیا چنانچہ آپ اپنے لوگوں سے بیعت لینے کیلئے حدیبیہ کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس کے بعد آپ کی منادی نے مسلمانوں میں اس بات کی منادی کردی کہ رسول اللہ ﷺ بیعت لینا چاہتے ہیں چنانچہ سب لوگ یہ منادی سن کر اس منادی کرنے والے کے پاس جمع ہو گئے اور پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب نے اس بات پر بیعت کی کہ اگر لڑائی ہو جائے گی تو ہم میدان سے نہیں بھاگیں گے یہاں تک کہ جب سب لوگ بیعت سے فارغ ہو چکے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وہاں حاضر نہ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ عثمان میرے کام کیلئے بھیجا گیا ہے اس لئے یہ میرا ہاتھ اس کیلئے بیعت کیا جاتا ہے پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا یعنی حضرت عثمان کی بیعت کی نیت سے اور بعض آدمیوں کو بیعت کرنا ناگوار گذرا چنانچہ ان میں سے جد بن قیس انصاری اور عمرو بن عوف بھی تھا کہ جب تک سب لوگ بیعت سے فارغ ہوئے یہ دونوں اونٹوں کے پیچھے چھپے رہے اور عبداللہ بن ابی نے بھی درد کا بہانہ لے کر بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور جب مکہ والوں نے سنا کہ محمد نے اپنے اصحاب سے اس بات پر بیعت لی ہے کہ وہ لڑائی سے فرار نہ کریں گے گویا کہ ان کا لڑائی کرنے کا ارادہ ہے تو انہوں نے دو آدمیوں کو اس لئے بھیجا کہ وہ محمد کے ساتھیوں کی کیفیت دریافت کریں آخر وہ یہاں کس لئے آئے ہیں اور وہ دونوں آدمی یہ تھے ایک تو عروہ بن مسعود ثقفی اور دوسرا مکرز بن جعفر چنانچہ یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو گئے اور جب مسلمانوں کے نزدیک پہنچے تو حضور نے مسلمانوں کو یہ فرمایا کہ تم اپنی قربانی کے جانوروں کو ان لوگوں کی طرف کو ہانک دو اور حج کے واسطے لبیک کہتے ہوئے چل دو چنانچہ سب لوگوں نے ایسا ہی

کیا تو وہ دونوں یہ دیکھ کر مکہ کو واپس چلے گئے اور وہاں جا کر مکہ والوں سے یہ کہا کہ ہم نے ان جیسے آدمیوں کو تو کعبہ سے کبھی روکے جاتے نہیں دیکھا یعنی تم نے ان جیسے آدمیوں کو کعبہ میں آنے سے کبھی نہیں روکا ہے یہ لوگ تو حاجی ہیں کچھ لڑنے کیلئے نہیں آئے بلکہ ان کے سر گوندھے ہوئے ہیں اور حج کیلئے لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔

لہٰذا ہماری رائے تو نہیں ہے کہ تم ان کو کعبہ سے منع کر دو یہ سن کر مکہ والوں نے ان کو بہت برا بھلا کہا اور گالیاں دیں اور ان کے ذمہ یہ تہمت لگائی کہ تم تو مسلمانوں سے میل کھا گئے ہو مگر اس کے بعد پھر انہیں دونوں کو واپس بھیجا کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے سامنے صلح پیش کریں۔

فریقین میں صلح:

چنانچہ ان دونوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے سامنے صلح پیش کی تو اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ ہمارے نزدیک صلح سب چیزوں سے اچھی ہے غرض اس پر دونوں فریق میں باہمی صلح ہو گئی اور کچھ آدمی مہاجروں میں سے اپنے عزیز واقارب سے ملاقات کرنے کے لئے مکہ میں چلے گئے پھر یہ سب آدمی وہیں اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں قریش کے لوگوں کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے اور جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی تو وہ ایک دم دوڑ پڑے اور مکہ میں داخل ہو گئے اور قریش کے بہت سے آدمیوں کو کعبہ کے پاس جمع پایا اور ان کو رسیوں میں باندھ کر رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں پکڑ لائے پھر جب شام ہو گئی تو مکہ والوں میں سے چھ آدمی بیوقوف چلے اور رات کی تاریکی میں رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں تیر مارنے لگے جس سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوئی آخر جب صبح ہو گئی تو پھر مسلمان بھی مکہ کی طرف چلے اور مکہ والوں کو پہاڑ سے دیکھ کر ان سے تیروں اور پتھروں سے لڑنے لگے آخر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو پسپا کر دیا اور بھگا دیا پھر مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو تیر مار مار کر ان کے گھروں میں گھسا دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں کو ان سے روک دیا اور اپنے نبی پر یہ وحی نازل فرمائی:

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ ایسی قدرت والا ہے کہ اس نے ان مشرکوں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کے درمیان روک دیا جب کہ تم لوگوں کو ان پر فتح حاصل ہو چکی نیز اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی فرماتے ہیں:

﴿ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَیْرِ عِلْمٍ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴾

یعنی یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو روکا کہ وہ قربانی کی جگہ تک نہ پہنچ سکیں اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ ایسے مسلمان مرد اور ایسی مسلمان عورتوں کو کہ جن کو تم نہیں جانتے ہو اور وہ ان مشرکوں میں ملی جلی ہیں تم روند ڈالو گے اور پھر تمہیں ان کی وجہ سے بے خبری میں مصیبت پہنچے گی تو ہمیں تمہیں ان کافروں کے لڑنے سے نہ روکتے اور یہ یعنی تمہاری روک تھام اللہ نے اس لئے کی تا کہ اپنی رحمت میں جس کو جی چاہے داخل کر لے اور اگر تم خبردار ہونے کی وجہ سے ان سے الگ رہ سکتے تو ہم تمہارے ہاتھوں سے ان کافروں کو نہایت سخت سزا دیتے۔

صلح حدیبیہ:

غرض کہ جب مکہ والوں نے یہ دیکھا لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل وخوار کر دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو انہوں نے سہیل بن عمرو قرشی کو جو قبیلہ بنی عامر بن لوی کا رشتہ دار تھا صلح وصفائی کیلئے بھیجا چنانچہ جب وہ اسلامی لشکر کے پاس پہنچا تو اس نے صلح اور معاہدہ کرنے کے لئے آواز دی اور یہ کہا کہ اے لوگو! دیکھو خدا کی قسم تم اس بات

سے خبردار ہو جاؤ کہ یہ بات جو میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں تو یہ میں کچھ اپنی محبت اور مرضی سے نہیں لے کر آیا ہوں بلکہ مکہ کے سرداروں کی طرف سے لے کر آیا ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارے پاس صلح کیلئے آیا ہوں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس پیام کو قبول فرما لیا اور یہ فرمایا کہ اے سہیل! آ کر کس بات پر صلح ہو گی اس نے کہا کہ اس بات پر ہو گی کہ آپ جدھر سے آئیں ہیں ادھر ہی کو لوٹ جائیں اور قربانی کے جانور جہاں روکے گئے وہیں قربانی کر دیئے جائیں اور آپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ آپ ان کو اصلی قربانی کی جگہ لے جائیں اور یہ صلح ہماری اور آپ کے درمیان دو سال تک رہے گی کہ اس میں ہم تم ایک دوسرے سے امن میں رہیں گے کہ نہ کوئی ہمارا آدمی تمہارے آدمی کو کچھ تکلیف پہنچا سکے گا اور نہ کوئی تمہارا آدمی ہمارے آدمی کو تکلیف پہنچا سکے گا علاوہ ازیں یہ بھی شرط ہے کہ جو کوئی ہمارا آدمی اس مدت میں تمہارے یہاں بھاگ کر جائے گا تو آپ اس کو قبول نہ کر سکیں گے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اگر میں یہ شرط قبول کر لوں تو اس میں مجھے کیا فائدہ ہو گا؟ اس پر سہیل نے کہ ہم آئندہ سال میں آپ کو تین دن کیلئے مکہ میں آنے کی اجازت دیدینگے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دے کیا آپ ان کی یہ بات تسلیم کر لیں گے کہ جو کوئی ان میں سے آپ کے پاس مسلمان ہو کر آئے گا تو آپ اس کو قبول نہ کریں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر تو خاموش رہ اس کے بعد سہیل نے پھر یہ کہا کہ دیکھئے جو کوئی آپ کے لوگوں میں سے ہمارے پاس آئے گا تو وہ ہمارے لئے ہو گا اور جو ہم میں سے آپ کے پاس جائے گا تو آپ کو وہ پھیرنا پڑے گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ایسا نہ کیجئے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر ہنس پڑے اور یہ فرمایا کہ اے عمر جو شخص ان میں سے نکل کر ہمارے پاس آنے کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور ہمارے لئے ضرور کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا اور جو شخص ہم میں سے نکل کر ان کے پاس جائے گا تو اچھا ہے کہ خدا نے اس کو ہم سے دور کر دیا اور کافر کے یہ کافر ہی زیادہ حقدار اور مستحق ہیں۔

حضرت عمرؓ کا حضورؐ کی رائے پر مطمئن ہونا:

چنانچہ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بخوبی سمجھ لیا کہ واقعی آپ ہی کی رائے مناسب اور بہتر ہے غرض جب رسول اللہ ﷺ نے یہ سب شرطیں منظور فرمالیں تو سہیل نے کہا کہ اچھا آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک تحریر لکھ دیجئے اور وہ تحریر میری حوالے کر دیجئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم اس پر سہیل نے منشی کا ہاتھ تھام لیا اور یہ کہا ہم رحمان اور رحیم کو نہیں جانتے ہیں اس لئے آپ ہمارے معاملہ میں وہ چیز لکھئے جس کو ہم جانتے ہیں اور شروع میں لکھا کرتے ہیں یعنی باسمك اللهم اس پر رسول اللہ ﷺ نے منشی کو فرمایا کہ اچھا اس کو اسی طرح لکھ دے چنانچہ اس نے وہی لکھ دیا اس کے بعد آپ نے اس سے لکھوانا شروع کیا:

هذا ما قاضنا عليه محمد رسول الله واهل مكة۔

یعنی یہ وہ تحریر ہے کہ جس پر خدا کے رسول محمد اور مکہ والوں کا فیصلہ قرار پایا ہے۔

رسولؐ کے لفظ پر اعتراض:

اس پر سہیل نے پھر منشی کا ہاتھ روک دیا اور یہ کہا کہ ہم تو آپ کے خدا کے رسول ہونے کا اقرار نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کو جانتے ہیں کیونکہ یہ تو بڑے ظلم کی بات ہے کہ آپ خدا کے رسول ہوں اور ہم آپ کو خدا کے گھر کا طواف کرنے سے روک دیں لہٰذا چونکہ آپ محمد بن عبداللہ ہیں تو مناسب یہی ہے کہ ہمارے معاملہ میں آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ ہاں واقعی میں محمد بن عبداللہ ہوں اور منشی کو ارشاد فرمایا کہ اچھا اسی طرح لکھ کہ یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد بن عبداللہ اور مکہ والوں نے باہمی فیصلہ کیا ہے جب کہ مکہ والوں نے محمد کو خانہ کعبہ میں آنے سے روک دیا ہے پس انہوں نے دو برس کیلئے اس طرح سے مصالحت اور معاہدہ کیا ہے کہ جس جگہ مکہ والوں نے محمد کو روک دیا ہے وہ وہیں قربانی کے جانوروں کی قربانی کر دیں اور مکہ میں داخل نہ ہوں اور خانہ کعبہ کا طواف نہ کریں اور مکہ والوں میں سے جو شخص اس کے پاس مسلمان ہو کر آئے تو وہ اس کو انہیں کے پاس واپس کر دے اور جو شخص اس

کے آدمیوں میں سے مکہ والوں کے پاس جائے تو وہ انہیں کا ہے اور مکہ والوں پر محمد کیلئے یہ بات لازم ہے کہ وہ لوگ آئندہ سال میں محمد کو تین دن کیلئے مکہ میں جانے کی اجازت دیدیں اور مکہ والوں کیلئے محمد بن عبداللہ پر یہ بات لازم ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص ہتھیار لے کر مکہ میں داخل نہ ہو سکے سوائے اس ہتھیار کے کہ جو غلاف اور میان میں رکھا جاتا ہے اور ایسا ہتھیار تلوار ہے۔ اس کے بعد وہ تحریر سربمہر کر دی گئی اور قربانی کے جانور قربانی کرنے کے لئے روانہ کر دیئے گئے۔

ابو جندلؓ کی قید کا قصہ:

اور اتفاق سے اسی اثناء میں ابو جندل بن سہیل کہ جو مسلمان ہو گیا تھا اور اس کے باپ نے اس خوف سے کہ یہ کہیں محمد کے پاس نہ چلا جائے اس کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا سو یہ اسی طرح زنجیروں میں جکڑا جکڑا یا آگے بڑھا اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں خدا کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں اس بات پر کہ تم مجھے کافروں کی طرف پھر پھیر دو چنانچہ بعض لوگوں نے ان کو روک لیا اس پر سہیل نے کہا کہ اے محمد دیکھئے میں آپ کو خدا سے ڈراتا ہوں اور جو کچھ آپ کی اس تحریر میں ہے اس کی نسبت یاد دلاتا ہوں کہ اس کا معاہدہ آپ نے ہم سے اپنی خوشی سے بلا کسی جبر و اکراہ کے کیا ہے لہٰذا آپ اس کی پابندی کرتے ہوئے میرے بیٹے کو میرے حوالہ کر دیجئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمادیا کہ اس کا بیٹا اس کو حوالہ کر دیا جائے چنانچہ سہیل اپنے بیٹے کی گردن پکڑ کر لے گیا یہاں تک کہ اس کو مکہ میں داخل کر دیا اور قربانی کے جانور اصلی مذبح سے علیحدہ ذبح کر دیئے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ سب سر منڈا ڈالیں مگر اس پر بعض لوگوں نے اپنے سر منڈانے کو مکروہ سمجھا اور یہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے حج کرنے کا حکم فرمایا تھا تو اس وقت آپ کو خواب میں یہ دکھلایا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ میں اس صورت سے داخل کرے گا کہ تم سب لوگ نہایت امن و امان سے ہو گے اور بعضوں نے بال منڈا رکھے ہونگے اور بعضوں نے کتروا رکھے ہونگے اور اس وقت تم لوگوں کو کسی قسم

کا خطرہ اور اندیشہ نہ ہوگا لہذا جب یہ کام پورا نہیں ہوا ہے تو لائیے ہم لوگ ویسے ہی واپس چلے چلیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ خواب آئندہ سال کیلئے تھا چنانچہ اسی کی بابت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لقد صدق الله رسوله الرويا بالحق لقبد خن المسجد الحرام آن شاء الله آمنين محلقين رؤسكم ومقصرين لا تخافون فعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قريبا

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ خواب سچا ہی دکھلایا ہے کہ تم لوگ انشاء اللہ کعبہ کی مسجد میں بحالت امن وامان بال منڈائے ہوئے اور کتروائے ہوئے بلا کسی خوف وخطر کے داخل ہوں گے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ ایسے نشیب وفراز سے واقف ہے کہ جن کو تم نہیں جانتے ہو اس لئے اس نے اس مکہ کے داخلے سے پہلے تمہارے لئے ایک نزدیک جگہ کی فتح مقرر کر دی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے مقام خیبر کی فتح مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے خیبر کا وعدہ فرمالیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ مکہ سے واپسی کے وقت خیبر فتح ہو جائے گا اور حضور کو یہ بھی خبر دیدی تھی کہ اے محمد! یہ تمہارا خواب اس وقت پورا ہوگا جب کہ ہم آئندہ سال تمہیں مکہ میں داخل کریں گے غرض کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر منڈا دیا اور منڈا ہی ہوا سر خیمہ سے باہر نکال کر یہ فرمایا: "اللهم اغفر للمحلقين" یعنی اے اللہ! سر منڈانے والوں کی مغفرت کر۔ اس پر جن لوگوں نے بال کتروائے تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں کیلئے بھی تو دعاء فرما دیجئے مگر پھر رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ اسی کلمہ کو لوٹایا اور ہر بار یہی فرمایا کہ اے اللہ سر منڈانے والوں کیلئے مغفرت کر یہ دیکھ کر لوگوں نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ بال کتروانیوالوں کیلئے بھی تو کچھ فرما دیجئے تب آپ نے تیسری مرتبہ کے آخر میں فرمایا کہ اے اللہ سر منڈانیوالوں اور بال کٹوانے والوں کیلئے مغفرت کر۔

مکہ سے واپسی اور فتح خیبر کی خوشخبری:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے کوچ کر دیا اور مدینہ کی طرف لوٹ آئے او رابھی تک اآپ راستہ میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اطلاع دی کہ عنقریب آپ کے لئے مقام خیبر فتح ہوگا وہاں کی غنیمت حدیبیہ کے حاضرین کے سوا کسی اور کو نہ دینا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے بھی خبردار کر دیا کہ دیکھو عرب نے بہت سے گنوار اور مدینہ کے شہری جو مکہ کے سفر سے پیچھے رہ گئے تھے وہ آپ سے اس امر کی درخواست کریں گے کہ آپ کے ساتھ چل کر غزوہ کریں تا کہ وہاں کی غنیمت حاصل کریں سو آپ ان کو اس غزوہ میں اپنے ساتھ چلنے کی اجازت نہ دیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾

یعنی جب تم غنیموں کو حاصل کرنے کیلئے چلو گے تو عنقریب یہ پیچھے رہ جانے والے آدمی تم سے یہ کہیں گے کہ تم ہمیں بھی چھوڑ دو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں سو یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل ڈالیں یعنی اللہ تعالیٰ نے تو یہ خیبر کی غنیمت صرف حدیبیہ والوں کیلئے رکھی ہیں اور یہ لوگ اس کے برخلاف یہ چاہتے ہیں کہ ہم بھی ان میں شریک ہو جائیں لہٰذا آپ ان سے صاف یہ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں پہلے سے یہی کہہ دیا ہے پس قریب ہے کہ وہ اس پر تم سے یہ کہیں کہ یہ بات تو نہیں ہے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو حالانکہ یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ خود ہی بیوقوف ہیں کہ اپنی کمائی کے سوا دوسری باتوں کو سمجھتے ہی نہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ساتھ لے جانے سے منع کر دیا تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خبر کر دی کہ یہ بات ان پر بہت گراں گذرے گی اور یہ اپنی سرخروئی کیلئے تم سے عنقریب یوں کہیں گے کہ ہمیں تو غنیمت کی کچھ ایسی

ضرورت نہیں ہے حالانکہ یہ اس بات میں بالکل جھوٹے ہونگے چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ قُلْ لِلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾

یعنی آپ ان گنوار آدمیوں سے جو پیچھے رہ گئے تھے یہ فرما دیجئے کہ تم لوگ اب آئندہ ایک بڑی جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے یعنی فارس والوں اور روم والوں کے کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے لہٰذا اس وقت اگر تم حکم مانو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھا اجر دے گا اور اگر تم اس سے منہ پھیرو گے جیسا کہ تم پہلے بھی منہ پھیر چکے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا بھی سخت ہی دے گا بس یہ تھا حدیبیہ کا قصہ۔

●●●

غزوہ خیبر

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور وہاں پر پندرہ روز تک قیام کرنے کے بعد لوگوں کو جنگ خیبر کی تیاری کے لئے حکم دیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی منادی کرادی کہ اس جہاد میں صرف وہ آدمی چلیں کہ جو حدیبیہ میں حاضر تھے البتہ جو لوگ محض ثواب کی نیت سے جانا چاہتے ہوں اور ان کو غنیمت میں شامل ہونے کی کچھ طمع نہ ہو تو وہ بھی چلے چلیں مگر ان کا غنیمت میں کچھ حصہ نہ ہوگا یہ سن کر لوگوں نے اللہ پر بھروسہ کیا کہ وہ ہمارے لئے خیبر کو ضرور فتح کرادے گا جہاد کے سامان کی تیاری شروع کردی اور پکا یقین کرلیا کہ اللہ کے وعدہ میں ذرا اخلاف نہیں ہوسکتا ادھر خیبر والوں کو بھی خبر پہنچ گئی کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے تمہاری طرف آنے کے لئے تیاری کی ہے تو انہوں نے اپنے طرفداروں یعنی بنی اسد اور بنی غطفان کو بلوا بھیجا چنانچہ وہ سب ان کے پاس آپہنچے اور اس وقت ان میں عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر فزاری تو قبیلہ بنی غطفان کا سردار تھا اور طلحہ بن خویلد اسدی قبیلہ بنی اسد کا سردار تھا چنانچہ یہ لوگ ان کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں داخل ہوگئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی خیبر میں تشریف لے گئے۔

بنی اسد اور بنی غطفان کو حضورؐ کا پیغام:

اور آپ نے قبیلہ بنی اسد اور قبیلہ بنی غطفان سے یہ کہلا کر بھیجا کہ دیکھو تم لوگ میرے اور خیبر والوں کے بیچ میں سے الگ ہوجاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خیبر کے فتح کردینے کا وعدہ کرلیا ہے لہٰذا اگر تم ایسا کروگے اور مسلمان ہوجاؤ گے تو یہ خیبر تمہارے ہی لئے ہے مگر ان لوگوں نے اس سے انکار کردیا اور حضور کا حکم نہ مانا اور خیبر والوں کے

ساتھ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑنے میں بڑی کوشش کی چنانچہ وہ خیبر والوں کے ساتھ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مہینے تک لڑتے رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا اور ان پر مسلمانوں کی ہیبت ایسی چھائی کہ وہ خیبر والوں سے الگ ہو گئے پھر خیبر والوں سے ایک مہینے تک اور لڑائی رہی چنانچہ رسول اللہ کا محاصرہ خیبر والوں پر دو مہینے تک رہا مگر اس عرصہ میں مسلمانوں کے پاس جو کچھ زاد راہ تھا وہ سب صرف ہو گیا اس لئے انہوں نے خیبر والوں کے کچھ گدھے جو قلعہ سے باہر رہ گئے تھے پکڑ لئے اور ان کو ذبح کر لیا اور اس وقت مسلمانوں کے پاس کھجوروں کے سوا اور کچھ کھانا باقی نہیں رہا تھا چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے خیبر والوں کے کچھ گدھے پکڑ لئے ہیں اور ان کو ذبح بھی کر لیا ہے اور ہمارے پاس کھجوروں کے سوا اور کھانا بھی باقی نہیں رہا ہے سو انکے کھانے میں جناب کی کیا رائے ہے اس پر حضور نے مسلمانوں کو ان کے کھانے سے منع کیا آخر مسلمانوں نے اپنی پکی ہوئی دیگچیاں الٹ دیں اور ایسا ہوا کہ یہود جو ہر روز مسلمانوں سے لڑا کرتے تھے تو ایک روز یہودیوں میں سے ایک شخص کہ جس کا نام مرحب بن ابی مرحب تھا لڑنے کو نکلا اور وہ بڑا شجاع اور تیر انداز اور سخت گیر اور یہود کی جماعت کا نگران تھا اور قبیلہ انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہ اور مہاجروں کی جماعت کے سپہ سالار حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے پس مرحب اپنی جماعت کو لے کر مسلمانوں پر نکلا اور وہ اس وقت یہ رجز کہتا جاتا تھا۔

قد علمت خيبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں اور ہتھیاروں کا باندھنے والا ہوں اور بڑا تجربہ کار ہوں۔

اطعن احیانا وحینا اضرب

کہ کبھی تو نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار مارتا ہوں۔

مرحب یہودی سے مقابلہ:

اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ جس وقت مرحب لڑنے کے لئے نکلتا تھا تو مسلمان

اس کے مقابلہ میں بہت کم جمتے تھے یہاں تک کہ جب مسلمان خیبر کے قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچ گئے تو مرحب اپنی جماعت لئے ہوئے مسلمانوں پر نکل پڑا ان کو بھگا دیا یہاں تک کہ لشکر کی بڑی صف تک ملا دیا چنانچہ اس وقت رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر یہود کے مقابلہ میں آگے بڑھے تو ان میں سے چند آدمی شہید ہو گئے اور حضرت سعد بن عبادہ کے بھائی زخمی ہو گئے چنانچہ ان کو زخمی ہی کو اٹھالایا گیا اور حضرت محمود بن مسلمہ انصاری بھی کہ جو انصار کے شہسواروں میں سے تھے شہید ہو گئے تب ان کے بھائی محمد بن مسلمہ حزین وغمگین ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ محمود بن مسلمہ شہید ہو گئے ہیں اور میں نے آج کا سا مصیبت کا دن کبھی نہیں دیکھا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دیکھو تم اس بات کو خوب اچھی طرح جان لو کہ یہودی آج کی طرح اب آئندہ کبھی ہم پر ایسے غالب نہیں آئیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر فتح یاب کر دیگا اور مجھے امید ہے کہ کل کو اللہ تعالیٰ تجھے مرحب پر غالب کر دے گا لہذا تو اس کو اپنے بھائی کے بدلہ میں قتل کر دینا اور حضرت محمود بن مسلمہ کو اور ربیع بن اکتم اسدی کو کہ جو قبیلہ بنی غنم بن دودان کی رشتہ دار تھے اس مرحب ہی نے شہید کیا تھا اور جس روز مسلمانوں کو یہودیوں سے بہت سخت مصیبت پہنچی تھی تو اس روز شام کو مغرب کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے لوگوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ میں اپنا جھنڈا ایسے شخص کو دینے والا ہوں کہ جو پیچھے نہیں ہٹنے کا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کر دے گا یہ سن کر مسلمان اپنے اپنے خیموں پر آ گئے اور وہ سب رسول اللہ ﷺ کی بشارت سے خوش ہو رہے تھے اور رات بھر اسی خوشی وخرمی میں رہے اور یقین کر رہے تھے کہ بس اللہ تعالیٰ کل کو ہمیں فتح دیدیگا اور بعض رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے یہاں تک کہ سب نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر اپنی اپنی صف میں بیٹھ گئے اور جھنڈے والے بھی اپنے اپنے جھنڈے لے کر حاضر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے جو لوگ آپ کے نزدیک صاحب قدر و منزلت تھی ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو اس بات کا امیدوار نہ ہو کہ جس فتح کا رسول اللہ ﷺ نے تذکرہ کیا ہے اس کا فاتح میں ہی

ہونگا چنانچہ ہر فرقہ نے اپنا اپنا جھنڈا ہاتھ میں لے لیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ بھی اپنا جھنڈا لے کر ہلانے لگے اور اللہ سے دعا مانگنے لگے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمادیا۔

مرحب کا قتل اور فتح:

چنانچہ حضرت علی جھنڈا لے کر دشمن کی طرف آگے بڑھے اور آدمی بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلے ادھر سے مرحب ان کے مقابلہ کیلئے اپنے گروہ کو لے کر نکلا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو اس کے مقابلہ کی توفیق دی کہ انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے قتل ہوتے ہی سارے خدا کے دشمن بھاگ نکلے اور پھر مسلمانوں نے ان کو خوب آزادی سے قتل بھی کیا اور زخمی بھی کیا اور ان کے قلعوں میں گھس گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ خوف زدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ سے صلح کی درخواست کرنے لگے آپ نے ان کی درخواست کو منظور فرمالیا اور ان سے اس بات پر صلح کی کہ میں تمہیں اور تمہارے اہل وعیال کو اس شرط پر پناہ دیتا ہوں کہ تمہاری زمین زراعت اور مال ودولت سب ہمارے لئے ہوگا اور اگر تم اپنی چیزوں میں سے کسی چیز کو چھپالوگے تو پھر یہ عہد وپیمان ٹوٹ جائے گا اور تمہارے لئے کوئی امان باقی نہیں رہے گی غرض کہ ان لوگوں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سارا مال نکال لائے اور اس روز اس قلعہ میں قبیلہ بنی نضیر کے ابی الحقیق کے دونوں لڑکے بھی موجود تھے چنانچہ وہ دونوں بہت عمدہ عمدہ چیزیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے رکھ دیں۔

حضورؐ کا خاص برتنوں کی بابت استفسار:

تب حضور نے ان دونوں سے فرمایا کہ اے ابی الحقیق کے بیٹو وہ برتن اور مال کہاں ہیں اس پر ان دونوں نے اللہ کی قسم کھا کر عرض کیا کہ ان کو تو ہم نے خرچ کر لیا ہے اور ختم کر ڈالا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ جب حضور نے ان کو مدینہ سے جلاوطن کیا تھا تو ان دونوں کے ساتھ نکلتے وقت چاندی کے برتن نقش دار اور نہایت

خوشنما موجود تھے کہ جن کا نام لے کر مدینہ والے ذکر کیا کرتے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے انہی برتنوں کی نسبت دریافت کیا اور ان دونوں نے ان برتنوں کو کہیں دفن کر دیا تھا مگر باوجود اس کے ان دونوں نے خدا کی قسم کھائی کہ ہمارے پاس اس میں سے کچھ نہیں ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے یہ عہد لیا کہ جو چیز میں نے تمہارے ذمہ رکھی ہے اگر اس میں سے تم نے کچھ چیز چھپائی ہو تو خدا اور خدا کے رسول اور مسلمانوں کا ذمہ ابی الحقیق کے دونوں بیٹوں یعنی تم سے بری اور علیحدہ ہو جائے گا اور خون اور مال اور اہل و عیال دونوں کے حلال ہو جائیں گے اس پر وہ دونوں بولے کہ ہاں ہمیں یہ منظور ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمانو کی جماعت! اور اے یہود کے گروہ دیکھو تم سب لوگ اس بات پر گواہ رہو ان سب نے کہا کہ ہاں ہم گواہ ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور جہاں وہ مال گڑا ہوا تھا اس کی آپ کو اطلاع کر دی اور ان دونوں کے قتل کرنے اور ان کے اہل و عیال کے گرفتار کرنے کا آپ کو حکم کر دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کی نشان دہی کے موافق لوگوں کو اسی جگہ روانہ کر دیا جہاں وہ مال دفن تھا آخر وہ مال آ گیا پھر آپ نے ان دونوں کے قتل کرنے کے حکم کر دیا چنانچہ وہ دونوں قتل کر دیئے گئے اور ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا گیا اور اس وقت ان دونوں میں سے ایک کی زوجیت میں حضرت صفیہ دختر حیی بن اخطب تھیں سو ان کو رسول اللہ ﷺ نے اسی روز گرفتار کر لیا اور حضرت بلال مؤذن کو حضور نے حکم دیا کہ اس کو ہمارے خیمہ میں پہنچا دو چنانچہ وہ ان کو لے گئے اور لے جاتے وقت انہوں نے یہ کیا کہ ان کو مقتولوں کی لاشوں پر سے لے کر گذرے اس پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ دیکھو اس بلال نے کیا کام کیا آخر جب حضرت بلال حضرت صفیہ کو رسول اللہ ﷺ کے خیمہ میں پہنچا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اے بلال! کیا تو نے اپنے دل سے رحم کو بالکل ہی دور کر دیا اور تجھے یہ کیا ہو گیا تھا کہ تو اس کم سن لڑکی کو مقتولوں کی لاشوں پر لے گیا حضرت بلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی

قسم میں نے اس سے یہ چاہا تھا کہ میں حضرت صفیہ کو وہ چیز دکھادوں کہ جوان پر شاق ہے تا کہ ان کے دل سے یہ کراہت نکل جائے سو آپ یارسول اللہ اس بات کو مجھ سے معاف فرمادیجئے اللہ آپ سے معاف کرے گا پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال سے درگذر کیا کیونکہ آپ اپنے لوگوں کے ساتھ بہت ہی مہربان اور نہایت رحم دل تھے اس کے بعد حضور نے خیبر کا تمام مال ومتاع جمع کروا کے مسلمانوں میں تقسیم کرادیا۔

حضرت صفیہؓ کا اسلام:

پھر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور حضرت صفیہ سے تنہائی میں فرمایا کہ اے صفیہ! دیکھو یہود میں سے تیرا باپ مجھ سے بہت سخت عداوت رکھتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل وخوار کر دیا اور حضرت صفیہ سے آپ نے ابی الحقیق کے ایک لڑکے کا بھی ذکر کیا جس کا نام کنانہ تھا اور یہ حضور کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا اور بہت بڑا شاعر تھا اور آپ نے اس کے لئے چند آدمیوں کو مقرر کر کے بھیج دیا تھا کہ جنہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا اور ان سے حضور نے ان کے شوہر اور بھائی کا بھی ذکر کیا کہ جو مارے گئے تھے اس کے بعد حضور نے حضرت صفیہ سے فرمایا کہ میں تجھے اسلام اور یہودیت میں اختیار دیتا ہوں کہ چاہے تو اسلام قبول کر اور چاہے یہودیت کو اختیار کر پس اگر تو اسلام قبول کر لے گی تو ممکن ہے کہ میں تجھے اپنے لئے اپنے پاس رکھ لوں اور اگر تو یہودیت کو اختیار کرے گی تو میں تجھے آزاد کر دونگا اور تیرے اہل میں بھیج دوں گا پس اللہ تعالیٰ نے حضرت صفیہ کو ہدایت کی توفیق دیدی چنانچہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! خدا کی قسم مجھے تو مدینہ میں ہوتے ہوئے اسلام کی خواہش تھی اور یہی مجھے اچھا لگتا تھا اور اس کے بعد بھی مجھے اسلام کی رغبت زیادہ ہوتی رہی مگر مجبوری سے میں ان لوگوں میں پڑی رہی اور باقی اب یہودیوں میں میرا کون ہے نہ ان میں میرا باپ ہے نہ بھائی ہے کیونکہ آپ نے میرے باپ اور میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی سب کو قتل کر دیا ہے بس اب تو مجھے اللہ اور اللہ کا رسول اور اسلام ہی زیادہ پسند ہیں اس بات سے کہ آپ مجھے آزاد کر دیں اور یہودیوں میں بھیج دیں غرض یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے لئے رکھ لیا

پھر آپ نے وہ رات بسر کی یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

ابوایوب انصاریؓ کی سمجھداری:

اسی روز یہ قصہ بھی پیش آیا کہ حضور کی خدمت میں ابوایوب انصاری تشریف لائے تھے تو آپ نے ان سے حضرت صفیہ اوران کے ان آدمیوں کا جن کو آپ نے قتل کیا تھا قصہ بیان کر دیا تھا اس پر ان کو حضرت صفیہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی نسبت اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ آپ کو سوتے میں قتل نہ کر ڈالیں چنانچہ وہ اسی لئے حضور کے خیمہ کے دروازہ پر رات بھر پہرہ دیتے رہے یہاں تک کہ جب صبح کو مؤذن نے اذان دی اور رسول اللہ ﷺ خیمہ سے باہر تشریف لائے تو یک بیک آپ نے حضرت ابوایوب کو دروازہ پر دیکھ کر فرمایا کہ اے ابوایوب تجھے کیا بات پیش آئی جو یہاں کھڑا ہے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ خدا کی قسم مجھے آپ پر صفیہ کی طرف سے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ آپ کو اپنے باپ کے عوض میں سوئے ہوئے قتل نہ کر ڈالے اس لئے میں رات بھر یہیں پہرہ دیتا رہا اس پر رسول اللہ ﷺ نے انکی بہت تعریف وتوصیف کی اس کے بعد پھر آپ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر وہیں مصلیٰ پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے بات چیت کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ان پر نازل ہوئی تھیں وہ ان کو یاد دلاتے رہے اور شکر کرنے کا اور خدا کی تعریف کرنے کا حکم فرماتے رہے۔

کھانے میں زہر:

یہاں تک کہ اسی اثناء میں ایک یہودن بکرے کا بھنا ہوا گوشت اور روٹیاں اور سالن وغیرہ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کے سامنے رکھ دیا اس پر حضور نے فرمایا کہ یہ کیسی بکری ہے اس نے عرض کیا کہ اے محمد! جو نیکیاں آپ نے ہمارے ساتھ کی ہیں میں ان کے بدلہ میں آپ کے پاس یہ ہدیہ لائی ہوں آخر یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ کھاؤ بسم اللہ پھر جب لوگوں نے اس گوشت کی طرف ہاتھ بڑھائے تو آپ نے فرمایا کہ لقمہ جس کے ہاتھ میں ہو وہ اس کو پھینک دے کہ یہ گوشت زہر آلودہ ہے پھر آپ نے اس یہودن کو بلوا بھیجا اور اس

سے کہا کہ کمبخت تو نے اس گوشت کو اچھا خاصہ پکا کر پھر کیوں خراب کر ڈالا اس نے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہو گیا آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہو گیا اس نے عرض کیا کہ خدا کی قسم! یا رسول اللہ! میں نے اس کارروائی سے یہ معلوم کرنا چاہا تھا کہ آپ واقع نبی ہیں یا جھوٹے ہیں کیونکہ میں نے اپنے جی میں یہ سمجھا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو ضرور اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارروائی کی خبر دیدیگا اور اگر آپ جھوٹے ہونگے تو آپ کی ہلاکت سے لوگوں کو چین مل جائے گا چنانچہ اس کارروائی سے آج مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ واقع آپ سچے ہیں اور بس میں آپ کو اور حاضرین کو اس بات پر گواہ کرتی ہوں کہ میں آپ ہی کے دین پر ہوں اور اللہ ایک ہے اور محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے غرض جب وہ مسلمان ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے درگزر کیا اور اس کو کچھ نہیں کہا اس کے بعد خیبر کے یہود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ اے محمد ہمارے بارے میں کیا رائے ہے؟ آیا آپ ہمیں ہمارے بھائیوں کی طرح مقام اریحا اور اذرعات کی طرف نکالتے ہیں یا ہمیں یہیں اس نخلستان میں آباد رکھتے ہیں کہ ہم اس کی درستگی کریں اور جو کچھ آپ ہمارے اور اپنے درمیان مقرر کر دیں گے ہم اسی پر قائم رہیں گے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نصف پر صلح کر لی اور ان کی بستیوں میں انہیں کو آباد رکھا اس کے بعد لشکر میں مدینہ کی طرف کوچ بول دیا گیا پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھ جائیں اور جب وہ سوار ہونے لگیں تو آپ نے ان کے لئے اپنے پاؤں کو ٹیک دیا تا کہ وہ آپ کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ کر سوار ہو جائیں مگر ان کو آپ کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھنا دشوار اور گراں معلوم ہوا اس لئے وہ آپ کے گھٹنے پر پاؤں رکھ کر سوار ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ نے انکی چادر کو ان کے سر پر اچھی طرح ڈھانکنے لگے اور اس وقت آپ کے صحابہ بھی آپ کی طرف بغور دیکھ رہے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھو ذرا رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے رہو اگر آپ نے صفیہ کو اپنا منہ ڈھانکنے کا حکم دیا تو جان لو کہ وہ آپ کی بیوی ہونگی اور مسلمانوں کی ماں ہو جائیں گی سو اس صورت میں تم حضور کے ساتھ ساتھ نہ

چلنا کیونکہ حضور میں غیرت بہت زیادہ ہے اور اگر آپ نے ان کو منہ کھول رکھنے کا حکم دیا تو جان لو کہ وہ اور باندیوں کی طرح ایک باندی ہیں سو اس صورت میں آپ کے ساتھ ساتھ چلے چلنا۔

حجاج بن غلاظ کو مکہ جانے کی اجازت:

راوی کہتا ہے کہ حضور کے اصحاب آپ کے ساتھ ساتھ چلنے کو اور آپ سے بات چیت کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو سوار ہونے کے بعد پردہ کر لینے کا حکم دیا پھر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے اور سب آدمی بھی چل دیئے اور اسی اثناء میں ایک شخص قبیلہ بنی سلیم کا جس کا نام حجاج بن غلاظ تھا اور وہ جنگ خیبر میں آپ کے ساتھ ساتھ حاضر تھا آپ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ سے مکہ جانے کی درخواست کرنے لگا اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میری بیوی کے پاس میرا بہت اچھا اچھا مال ہے سو اگر اس کو میرے اسلام لانے کی خبر ہو جائے گی تو وہ میرا سارا مال لے جائے گی اور اس کی بیوی اس وقت ام حجر دختر شیبہ تھی جو کعبہ کا دربان اور بڑا مالدار آدمی تھا اور مقام نجران میں جو قبیلہ بنی سلیم کی اراضی میں واقع ہے اس دربان کی ایک کہان تھی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دیدی اس کے بعد اس نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا مجھے آپ پر فدا کرے آپ ذرا مجھے اس بات کی بھی اجازت دیجئے کہ میں مکہ والوں سے آپ کی مصیبت بیان کروں اور ان کو آپ کی موت کی خبر دوں تا کہ اس کے ذریعہ سے میں ان کو اپنے مسلمان ہونے کے خبردار ہونے سے پہلے غفلت میں لا کر اپنا کام نکال لوں چنانچہ حضور نے اس کو اس کی بھی اجازت دیدی چنانچہ حجاج اپنی اونٹنی پر جو بہت تیز رو تھی سوار ہو کر چل دیا اور وہ اس کو بہت تیز تیز چلانے لگا کہ راستہ میں کسی چیز کی طرف ذرا توجہ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گیا اور مکہ والے حجاج کے پہنچنے سے پہلے آپس میں بڑی بڑی قیمتی چیزوں کی خرید و فروخت کر چکے تھے اور ان کی قیمتوں کے ادا کرنے کی میعاد یہ مقرر کی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ محمدؐ اور خیبر والوں کے درمیان فیصلہ کر دے گا اس وقت ادا کی جائیں گی اور مکہ والے آپس میں یہ کہا کرتے

تھے کہ محمد اور ان کے ساتھی یہ چاہتے ہیں کہ وہ خیبر والوں اور ان کے دونوں طرفداروں قبیلہ بنی اسد اور بنی غطفان کے باغات میں وارد ہوں اور پھر قموص کے بڑے زبردست قلعہ میں جا گھسیں حالانکہ یہ داخلہ کچھ ایسا کھیل نہیں ہے کہ جیسا محمد عرب کے قبیلوں کو بھگا دیا کرتے تھے غرض وہ لوگ اس قسم کی توہمات میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ محمد اور خیبر والوں کا معاملہ عنقریب ختم ہو جائے گا غرض جب حجاج ان کے پاس پہنچا تو وہ لوگ بکثرت اس کے پاس دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان کے ہجوم سے مکان بھر گیا اور اس سے کہنے لگے اے حجاج کہہ کچھ تیرے پیچھے کی کیا خیر خبر ہے اس نے کہا کہ میرے پاس ایسی خبر ہے کہ وہ تمہیں بہت خوش کر دے گی اور وہ یہ ہے کہ میں محمد اور خیبر والوں کی لڑائی میں موجود تھا سو ان میں بڑی سخت لڑائی ہوئی اور آخر کار محمد کے ساتھی محمد کو تنہا چھوڑ کر خیبر والوں کے مقابلہ سے ہٹ گئے جس سے انہوں نے محمد کو گرفتار کر لیا اور وہ یہ کہتے تھے کہ ہم اس کو ابھی قتل نہیں کریں گے بلکہ پہلے اس کو مکہ والوں کے پاس بھیج دیں گے تاکہ وہ بھی ذرا اس کو گرفتاری کی حالت میں دیکھ لیں اور اس کے بعد پھر اپنے سردار حیی بن اخطب کے بدلہ میں قتل کر دیں گے مکہ والے یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہ ایسے کبھی خوشی نہ ہوئی تھی اور اس خوشی میں ان کے مرد اور ان کی عورتیں اور کنواری لڑکیاں سب مسجد میں جمع ہو گئیں اور اپنے خبیث معبودوں یعنی ناپاک بتوں کو نہلانے لگیں اور ان کے زعم میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو یہود کے ہاتھ سے جو کچھ آفت اور مصیبت پہنچی تھی اس پر خوب خوشیاں مناتی تھیں اور ان کے اس خبر کے حق ہونے میں ذرا بھی شک و شبہ نہ تھا اور مکہ میں ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان یہ خبر سن کر نہایت شکستہ حالت ہوئی اور ان کی گردنیں ایسی جھک گئیں کہ گویا انکے سروں پرندی بیٹھی ہے یعنی ذرا سر نہ ہلاتے تھے۔

حضرت عباسؓ کی پریشانی:

یہاں تک کہ جب یہ خبر حضرت عباس بن عبدالمطلب کو پہنچی تو وہ کھڑے ہونے لگے مگر ان کے پاؤں نے کچھ یاوری نہ کی جس سے وہ الٹے زمین ہی پر گر پڑے اور

کھڑے نہ ہو سکے اور انہوں نے اپنے جی میں یہ خیال کیا کہ بس اب عنقریب میرے گھر میں بعض آدمی کافروں میں سے خوش ہوتے ہوئے اور مسلمانوں میں سے رنجیدہ ہوتے ہوئے اس بات کی آرزو میں آئیں گے کہ شاید عباس کے پاس کوئی ایسی خبر ہو کہ وہ اس خبر سے جو ہمارے پاس پہنچی ہے بہتر ہو آخر انہوں نے اپنے گھر کا دروازہ کھلوایا اور پھر اپنے ایک چھوٹے لڑکے کو جس کا نام قثم تھا منگوا کر اپنے سینہ پر لٹا کر پڑ گئے اور اس کو لوریاں دیتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگے:

یا بنی قثم شیبة ذی الکرم ذی الانف الاشم تردی بالنعم

اے میری چھوٹی بیٹی قثم تمہارا دادا شیبہ یعنی ہاشم تو بڑا اکرم کرنے والا تھا اور بڑا ناک والا تھا اور اس کی ناک خوشبوئیں سونگھا کرتی تھی اور وہ نعمتوں کا لباس پہنا کرتا تھا۔

یزعم من زعم۔ بدگمان تو بدگمانی کیا ہی کرتا ہے۔

حضرت عباس کی تدبیر کا اثر:

چنانچہ ان کی اس تدبیر کا یہ اثر ہوا کہ جو کوئی ان کے گھر آتا تھا وہ ان کا یہ کلام اپنی بیٹی سے کہتے ہوئے سنتا تھا آخر اس کو سب لوگ سن کر آپس میں یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اگر اس خبر میں کچھ بات ہوتی تو عباس کا جو حال ہم دیکھتے ہیں اس کے سوا کچھ اور ہی ہوتا غرض جب عباس کا گھر لوگوں سے خالی ہو گیا اور دوپہر ہو گئی تو عباس نے اپنے غلام ابو زبیہ کو بلا کر کہا کہ اے ابو زبیہ دیکھ تو سہی ذرا حجاج بن غلاظ کے پاس جا اور اس سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو خدا کی ذات سے امید نہیں ہے کہ جو بات تو اس کے رسول کے بارے میں کہہ رہا ہے یہ صحیح ہو چنانچہ ابو زبیہ چل دیا اور جس وقت حجاج کے پاس پہنچا ہے تو وہ اپنے گھر میں تھا اور اس کے پاس مکہ کے بہت سے آدمی جمع ہو رہے تھے پھر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص حضرت عباس کا فرستادہ آیا ہے تو اس نے اس کو تخلیہ میں لے جا کر یہ کہا کہ اے ابو زبیہ تو حضرت عباس سے میرا سلام کہنا اور یہ کہہ دینا کہ آپ ظہر کے وقت میرے لئے کوئی مکان خالی رکھیں کیونکہ میں

ایسے وقت میں آپ کے پاس آؤنگا کہ مجھے مکہ والوں میں سے کوئی شخص نہ دیکھتا ہو اور میرے پاس ایسی خبر ہے جو آپ کو نہایت خوش وخرم کردے گی یہ سن کر ابوزبیہ وہاں سے خوش ہوتا ہوا اور دوڑتا ہوا چل دیا۔

حضرت عباسؓ کا خوشخبری کی اطلاع:

وہاں تک کہ جب حضرت عباسؓ کے دروازہ پر پہنچا تو گھر کے باہر دروازہ ہی سے حضرت عباس کو آواز دی کہ اے ابوالفضل آپ خوش ہو جائیں کہ آپ کے پاس حجاج عنقریب آنے والا ہے اور اس کے پاس ایسی خبر ہے جو آپ کو بہت خوش کردے گی یہ سنتے ہی حضرت عباس خوشی کے مارے ایسے کھڑے ہوگئے کہ گویا انہوں نے کبھی کوئی برائی نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی پھر ابوزبیہ کے پاس آکر اس کو اپنے گلے سے لگالیا اور اس کے سر کو بوسہ دیا اور ابھی تک بیٹھنے نہ پائے تھے کہ کھڑے کھڑے اس کو آزاد کر دیا اس کے بعد اپنے ایک مکان میں تخلیہ کیا یہاں تک کہ ظہر کے وقت حجاج آ پہنچا تو اس سے حضرت عباسؓ نے کہا کہ اے حجاج کمبخت یہ خبر جو تو نے بیان کی ہے کیسی ہے اس نے کہا کہ میرے پاس ایسی خبر ہے جو آپ کو خوش کردے گی مگر آپ کسی کے سامنے میرا نام نہ لیں تو میں آپ سے ظاہر کروں حضرت عباس نے فرمایا کہ میں ضرور اس راز کو مخفی رکھونگا تو بے تکلف بیان کر پھر حجاج نے حضرت عباس سے اس بات کا عہد و پیان لیا کہ جو خبر میں آپ سے بیان کرونگا اس کا آپ کو آج دن بھر صبح تک مخفی رکھنا پڑے گا چنانچہ حضرت عباس نے اس بات کا قول وقرار کرلیا تب حجاج نے کہا کہ سب سے پہلی خبر تو یہ ہے کہ:

انی اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمد عبده ورسوله۔

یعنی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور وہ ہر طرح سے یکتا ہے اس کا کوئی ہمسر اور ہمپلہ نہیں اور محمد واقعی خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

حجاج کا اعلانِ اسلام:

یعنی میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اس کے بعد میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی فتح میں موجود تھا اور میں رسول اللہ ﷺ کو فاتح بنا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں کہ آپ نے حضرت صفیہ دختر حیی بن اخطب سے نکاح کیا ہے اور آپ نے ابی الحقیق کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کرا کے قتل کر دیا ہے اور خیبر والوں کا کل مال و دولت اور زمین و زراعت آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ہے اور میں نے حضور سے اس خبر کے بیان کرنے کی اجازت لی تھی چنانچہ آپ نے اجازت دیدی تھی اور اس سے میرا یہ ارادہ ہے کہ میری بیوی کے پاس جو کچھ میرا مال ہے وہ میرے قبضہ میں آ جائے کیونکہ اگر اس تو میرے مسلمان ہونے کی خبر ہو جائے گی تو اس میں یہ خطرہ ہے کہ وہ میرے سارے مال کو ضبط کر لے گی اور لے جائے گی چنانچہ میرا ارادہ ہے کہ اگر میرے ہاتھ میرا مال لگ گیا تو میں انشاء اللہ تعالیٰ آج راتوں رات یہاں سے نکل جاؤں گا یہ کہہ کر حضرت حجاج تو اپنے گھر چلے آئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہیں اپنے مکان پر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب شام ہو گئی تو قریش کعبہ میں آ کر اس کے اردگرد اپنے بتوں کی پوجا پاٹ کرنے لگے اور بزعم خود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے آفت رسیدہ اور مصیبت زدہ ہونے سے خوش ہو ہو کر ان سے دعائیں مانگنے لگے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کو اس بات پر خوشیاں منانے اور اس بات سے ان کے دلوں میں ٹھنڈک دیکھ کر قلق کی وجہ سے رات بھر اپنے گھر میں ٹہلتے رہے اور ذرا نہیں سو سکے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور سورج نکل آیا اور حضرت حجاج کا قصہ یہ کہ جب شام ہو گئی تو وہ اپنی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور جا کر اس سے یہ کہا کہ دیکھ جو بات میں تجھ سے کہتا ہوں تو اس کو کسی سے نہ کہنا اور وہ یہ ہے کہ میں محمد اور اس کے ساتھیوں کے مال کو جو کہ ان سے خیبر والوں نے لوٹا ہے ایسا سستا چھوڑ آیا ہوں جیسا بہت پکا ہوا میوہ سستا ہو جایا کرتے پس میں اب یہ چاہتا ہوں کہ راتوں رات اس کے خریدنے کیلئے وہاں جا پہنچوں تاکہ کہیں اور مالدار مجھ سے پہلے جا کر اس کو سستا نہ خرید لیں غرض اس عورت نے یہ سارا قصہ سن کر ان کو وہ سب مال

دیدیا اور وہ راتوں رات وہاں سے چلدیئے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو وہ مکہ سے بہت دور نکل چکے تھے اور حضرت عباس نے صبح ہوتے ہی ایسا کیا کہ اپنی چادر وغیرہ اوڑھ کر حضرت حجاج کی بیوی کی طرف چل دیئے اور اس کے گھر جا کر اس کو آواز دی تو وہ نکل آئی تب حضرت عباس نے اس سے پوچھا کہ حجاج کہاں ہے اس پر اس عورت نے حضرت عباس کے غمگین ہونے کی وجہ سے اپنی صورت بھی غمزدہ کر لی اور یہ کہا کہ وہ تو راتوں رات یہاں سے اس مال کے خریدنے کے لئے گیا ہے کہ جو خیبر والوں نے محمد اور اس کے ساتھیوں سے لوٹا ہے تب حضرت عباس نے کہا کہ اری بیوقوف احمق اگر تجھے کچھ اپنے شوہر کی خواہش ہے تو بھی اس کے پاس چلی جا کیونکہ خدا کی قسم! وہ تو مسلمان ہو گیا ہے اور اپنا گھر بار چھوڑ کر محمد کے پاس چلا گیا ہے اور تجھ سے جو کچھ اس نے کہا تو وہ محض اس لئے کہ کسی طرح اپنا مال اپنے قبضہ میں لے لے کیونکہ اس کو تجھ سے اور تیرے عزیزوں سے اس امر کا اندیشہ تھا کہ کہیں یہ میرا سارا مال ضبط نہ کر لیں یہ سن کر وہ عورت بولی کہ اے میرے چچازاد بھائی خدا کی قسم! میں آپ کو سچا جانتی ہوں مگر ذرا آپ یہ تو بتلایئے کہ آخر آپ سے یہ بات کس نے کہی حضرت عباس نے کہا کہ مجھ سے تو خود حجاج ہی نے کہی تھی اس پر وہ عورت اپنے کنبہ میں چلی گئی اور اپنا منہ پیٹنے لگی اور بہت واویلا کرنے لگی اور کبھی تو زمین پر لیٹ جاتی تھی اور کبھی کھڑی ہو جاتی تھی پھر حضرت عباس وہاں سے چل کر کعبہ کی مسجد میں تشریف لائے اور اس وقت مشرک لوگ کعبہ کے اردگرد جمع تھے تو جس وقت انہوں نے حضرت عباس کو دیکھا تو آپس میں ایک دوسرے سے حضرت عباس کی طرف اشارہ کرنے لگے اور حضور کی اور آپ کے اصحاب کی بدگوئی کرتے ہوئے کہنے لگے کہ وہ تو جادوگر ہیں اور جھوٹے ہیں آخر جب حضرت عباس ان کے قریب پہنچے تو ان سے کہنے لگے کہ کہو تمہارے یہاں کوئی خبر آئی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں جو خبر ہمارے پاس آئی ہے وہ تمہارے پاس بھی تو آئی ہے اور وہ تو ایسی کھلم کھلا خبر ہے کہ اس میں کسی کو کچھ شک وشبہ ہی نہیں اس پر حضرت عباس نے کہا کہ ہاں واقعی خدا کی قسم خبر میں تو کوئی شک وشبہ نہیں ہے یعنی جو خبر مجھ کو پہنچی ہے مگر ذرا تم آپے میں رہو اور

جو کچھ کہو سنبھل کر کہو اس لئے کہ مجھے اس بات کی پختہ خبر پہنچ چکی ہے کہ خیبر والوں کے مال و دولت اور زمین و زراعت میں اللہ اور اللہ کے رسول اور مسلمانوں کے لئے جاری ہو چکے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ابی الحقیق کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر کے ان کی گردن ماردی ہے اور اس خبر کا مخبر رسول اللہ ﷺ کو فتح مندی کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہے کہ انہوں نے حی بن اخطب کی لڑکی صفیہ سے نکاح کر لیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اس بات میں بالکل جھوٹا ہے اور ایسا وہ کون شخص ہے کہ جس نے تجھے یہ خبر دی ہے بلکہ ہمارے خیال میں تو تو نے یہ خبر حجاج کی خبر سے من گھڑت بنالی ہے حضرت عباس نے کہا کہ مجھے تو یہ خبر خود حجاج ہی نے دی ہے اور وہ واقعی مسلمان ہو گیا ہے اور اپنا وطن چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا ہے اور اپنی خبر اپنی بیوی سے بھی کہہ گیا ہے آخر یہ سن کر مشرکوں میں سے چند آدمی حجاج کی بیوی کے پاس گئے تا کہ اس کو عباس کی اس خبر سے خبردار کریں اور اس سے تصدیق کریں کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ ہے چنانچہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو اس کو غمزدہ دیکھا اور روتا ہوا پایا پھر اس سے اس کے شوہر کا حال دریافت کرنے لگے تب اس نے ان سے بیان کیا کہ وہ تو مسلمان ہو گیا ہے اور اپنا وطن چھوڑ کر محمد کے پاس چلا گیا ہے آخر وہ لوگ وہاں سے لوٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آئے اور جو کچھ ان سے حجاج کی بیوی نے بیان کیا تھا اور جو کچھ انہوں نے اس عورت کے حزن و ملال کی حالت دیکھی تھی وہ سب ان سے بیان کی چنانچہ اس سے جو کچھ صدمہ اور افسوس مسلمانوں پر چھایا ہوا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے الٹا انہیں مشرکوں پر ڈال دیا اور ان کو ذلیل و خوار کر دیا پس یہ تھا خیبر کا قصہ۔

❀❀❀

رسول اللہ ﷺ کے عمرہ کا بیان

جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے مدینہ کی طرف تشریف لائے تو آپ نے چھوٹے چھوٹے لشکر ہر طرف روانہ کر دیئے اور خود مدینہ ہی میں مقیم رہے یہاں تک کہ جب ذیقعدہ کا چاند دیکھا گیا تو آپ کی طرف سے لوگوں میں منادی کر دی گئی کہ عمرہ کے واسطے سفر کے سامان کی تیاری کرلو چنانچہ سب آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلنے کو تیار ہو کر مکہ کو روانہ ہو گئے چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ نے حضرت میمونہ دختر حارث بن حزن عامری سے جو قبیلہ بنی ہلال بن عامر سے تھیں نکاح کیا پس جب رسول اللہ ﷺ عمرہ کے ارکان ادا کر کے فارغ ہو گئے اور اس وقت مکہ والے مکہ سے خجالت اور پشیمانی کی حالت میں نکل کر مکہ کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور حسرت وافسوس سے کہتے تھے کہ محمد اور اس کے ساتھی تو مکہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہم لوگ یہاں مکہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں آخر جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے لوٹ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت حمزہؓ کی صاحبزادی کی آمد:

تو آپ نے اچانک دیکھا کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی صاحبزادی اپنے آدمیوں کے ساتھ چلی آئی ہیں آپ نے پوچھا کہ تجھے ہمارے ساتھ کون لے آیا اس نے کہا کہ آپ ہی کی اہل میں سے ایک شخص لے کر آیا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لانے کسی کو حکم نہیں دیا تھا آپ نے فرمایا کہ دیکھ اگر تو کسی کی زبردستی اور سختی کے بغیر آئی ہے تو خیر مجھے کچھ پروانہیں ہے راوی کہتا ہے کہ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ مکہ والوں کے فیصلہ کی یہ شرط نہیں تھی کہ کوئی شخص بھی آپ کے پاس نہ آسکے چاہے وہ آپ

کے خاندان میں سے ہو اور چاہے کسی اور خاندان میں سے بلکہ ان کی شرط صرف یہی تھی کہ ہمارے خاندانوں میں سے جو شخص آپ کے پاس چلا آئے گا اس کو آپ اپنے پاس نہ رکھ سکیں گے سو یہ ان کے خاندان میں سے نہیں تھیں لہذا ان کا آنا خلاف شرط تھا غرض رسول اللہ ﷺ مدینہ میں اس حال میں تشریف لائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا تھا اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو نہایت امن و امان و اطمینان سے مکہ میں داخل کر دیا تھا کہ سب مسلمان بعض سر منڈا کر اور بعض بال کتروا کر بیدھڑک وہاں گئے اور کوئی شخص ان کو ذرا آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھ سکا اور اللہ تعالیٰ نے اس سال رسول اللہ کو مشرکوں سے ان کی گذشتہ سال کی روک تھام کا بدلہ بھی دلوا دیا چنانچہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "والحرمات قصاص" یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چار سال آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مشرکوں نے ذیقعدہ کے مہینے میں جو بڑا ہی باعزت و باحرمت ہے اللہ کے گھر سے روک دیا تھا سو اب کے ذیقعد میں ہم نے آپ کو ان سے بدلہ دلوا دیا پھر جس وقت مکہ والوں کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف لوٹ کر چلے گئے ہیں تو وہ لوگ مکہ میں آ گئے۔

خالد بن ولید کے دل میں اسلام کی رغبت:

اور اسی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے خالد بن ولید کے دل میں اسلام کی رغبت ڈال دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سوچ بچار کر کے قریش کے مجمع میں یہ کہنے لگے کہ دیکھو ہر عقلمند کے لئے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ محمد نہ تو جادوگر ہے اور نہ شاعر ہے اور اس کا کلمہ واقعی خدا کا کلام ہے لہذا اب ہر عقلمند آدمی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی پیروی اختیار کرے عکرمہ بن ابی جہل خالد کی باتیں سن کر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ خالد تو بد دین ہو گیا ہے یہ کیا کہہ رہا ہے حضرت خالد نے جواب دیا کہ میں بد دین نہیں ہوا بلکہ اسلام لا کر دین دار ہو گیا ہوں اس پر عکرمہ نے حضرت خالد سے طنزاً کہا کہ ہاں یہ بات سارے قریش میں سے تیرے ہی منہ پر پھبتی تھی حضرت خالد نے فرمایا کہ آخر کیوں اس نے کہا اس وجہ سے کہ محمد نے بدر میں تیرے باپ کو تو زخمی کر کے بے آبرو کر دیا ذلیل کر دیا تھا

اور تیرے چچا اور چچا کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا سو تو بھی ایسی بات نہ کہتا تو بھلا اور کون کہتا اور باقی رہا میں سوائے خالد! خدا کی قسم میں تجھ جیسا نہیں ہوں کہ میں اسلام لے آؤں یا تیرے جیسی باتیں کرنے لگوں اور کیا تو یہ نہیں دیکھتا ہے کہ قریش محمد سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں حضرت خالد نے جواب دیا کہ یہ تو سب جاہلیت کی واہیات باتیں ہیں میں ان کو نہیں مانتا ہوں لیکن خدا کی قسم جب مجھ پر حق ظاہر ہو گیا ہے تو میں مسلمان ہو گیا ہوں اس کے بعد حضرت خالد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بہت سارے گھوڑے بھیجے اور ساتھ ساتھ اپنے مسلمان ہونے اور سچے دل سے آپ کی تصدیق کرنے کا حال بھی پیغام بھیجا۔

ابوسفیان کا خالد کے ایمان پر غضبناک ہونا:

پھر جس وقت ابوسفیان کو حضرت خالد کے اسلام اور اس کلام کی خبر پہنچی تو اس نے حضرت خالد اور عکرمہ کو بلوا بھیجا اور حضرت خالد سے کہا کہ کیا یہ خبر جو مجھے تیری طرف سے پہنچی' سچ ہے؟ حضرت خالد نے کہا کہ اے ابوسفیان آخر تجھے میری کیا خبر پہنچی ہے اس نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی نے ہے کہ تو ہمارے مقابلہ میں آل محمد کو امدادی چیزیں بھیج رہا ہے حضرت خالد نے کہا کہ خدا کی قسم اگر میں ایسا کرلوں تو کیا حرج ہے آخر وہ میرے رشتہ دار اور قرابتدار ہی تو ہیں کوئی غیر تو نہیں ہیں اس پر ابوسفیان غصہ ہو کر کہنے لگا کہ لات اور عزیٰ کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ سچ کہہ رہا تو بس میں محمد سے پہلے تجھ ہی سے نمٹ لوں۔ حضرت خالد نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو سچ ہی ہے باقی ناک رگڑنے والے پر ناک رگڑتے رہو ابوسفیان یہ سن کر حضرت خالد پر کود کر آیا یعنی قتل کے ارادہ سے مگر عکرمہ نے اس کو حضرت خالد کی طرف آنے سے روک لیا اور یہ کہ اے ابوسفیان! بس ٹھہر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تیرے اس غصہ کی بدولت مجھے بھی غصہ آ جائے اور پھر جو کچھ خالد کہہ رہا ہے وہی میں بھی کہنے لگوں اور اسی کے دین پر ہو جاؤں کہ تم لوگ اس کو ایسی بات پر قتل کرتے ہو جو اس کی رائے میں آ گئی ہے اور وہ اس پر چلنا چاہتا ہے حالانکہ سارے قریش کا یہ دستور ہے کہ جس کی رائے میں جو کچھ آتا

ہے وہ اسی پر چلتا ہے اور اس بارے میں کوئی کسی سے مزاحمت نہیں کرتا ہے اور خدا کی قسم مجھے اس بات کا اندیشہ لگ رہا ہے کہ یہ سال پورا نہ ہونے پائے یہاں تک کہ سارے مکہ والے اسی کے پیرو ہو جائیں گے آخر ابو سفیان نے حضرت خالد کو چھوڑ دیا اسکے بعد حضرت خالد مکہ سے کوچ کر کے چل دیئے اور سچے اور پکے مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے سو یہ قصہ تھا حضور کے عمرہ کرنے کا۔

❀❀❀

مقام موتہ کا قصہ

جب رسول اللہ ﷺ اپنے عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے ایک مختصر سا لشکر مقام موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان دنوں اس مقام میں قوم غسان اور روم رہتی تھی اور اس لشکر کا سردار آپ نے زید بن حارثہ کلبی کو مقرر فرما دیا تھا اور حضور نے لشکر کو یہ ہدایت فرما دی تھی کہ دیکھو اگر زید شہید ہو جائے گا تو تمہارا افسر جعفر بن ابی طالب ہے اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائے گا تو لشکر کا سردار عبداللہ بن رواحہ ہے آخر جب یہ لشکر مقام موتہ تک پہنچا تو قوم غسان سے مقابلہ ہوا اور اس وقت غسان کے ساتھ روم بھی تھے غرض فریقین میں بہت زور شور کی لڑائی ہوئی اور حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے اس کے بعد مسلمان اپنے پڑاؤ پر آئے اور پانی سے خوب سیراب ہوئے پھر لشکر کا جھنڈا حضرت جعفر بن ابی طالب کے حوالہ کیا پس حضرت جعفر اپنے گھوڑے کے منہ پر مار کر یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے کہ دیکھو میں تو اپنی جان کو شہادت کے لئے پیش کرتا ہوں باقی تم رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام پہنچا دینا پھر حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں نے کافروں سے بہت زور دار جنگ کی یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری کہ ان کے کمر سے دو ٹکڑے ہو گئے اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لشکر کا جھنڈا اٹھا لیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تھوڑی دیر تک اس قوم پر بھالے چلاتے رہے اس کے بعد پھر اپنے لشکر کی طرف لوٹ آئے اور اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے گھوڑے سے اتر پڑے اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ دیکھ میں نے خدا کی قسم کھائی تھی کہ تو گھوڑے سے اترے گا مگر اب میں تجھے جنت سے ناخوش دیکھتا ہوں یعنی تو شہادت کے بارے میں حیلے بہانے کرتا ہے آخر یہ

گھوڑے سے اتر کر ان کافروں سے نیزہ بازی کرنے لگے۔

خالد بن ولید کے ہاتھ پر فتح:

اور اسی عرصہ میں حضرت خالد بن ولید نے جھنڈا لے کر نیزہ بازی کرنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح کر دی (واقدی) فرماتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی گئی اس کو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں موتہ کے لشکر کے ایک ایک آدمی کی شہادت کو لوگوں سے بیان فرماتے تھے کہ اب فلاں شہید ہوا اور اب فلاں شہید ہوا اس کے بعد آپ نے مدینہ والوں کو یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے آدمیوں کو خالد بن ولید کے ہاتھ پر فتح دیدی ہے اور اس روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد کا نام سیف اللہ رکھا تھا جیسا کہ آج کل بھی لوگ ان کو سیف اللہ ہی کہتے ہیں پس یہ تھا جنگ موتہ کا قصہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرفداروں کی قبیلہ بنی امیہ کے طرفداروں کے ساتھ جنگ بازی کا قصہ

اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مقام موتہ کی جنگ سے فارغ ہو گئے تو اسی عرصہ میں قبیلہ کنانہ جو قبیلہ بنی امیہ کا طرفدار تھا قبیلہ بنی خزاعہ سے جو رسول اللہ ﷺ کا طرفدار تھا جھگڑا کرنا شروع کر دیا اس پر قبیلہ بنی امیہ نے اپنے طرفدار قبیلہ بنی کنانہ کی امداد کر کے رسول اللہ ﷺ کے طرفداروں قبیلہ بنی خزاعہ کو قتل وغیرہ سے بہت ستایا آخر رسول اللہ ﷺ کے طرفدار ان لوگوں کے مقابلہ میں آپ سے مدد مانگنے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت انکے ساتھ ہدیل بن ورقہ بھی تھا چنانچہ اس نے یہ شعر کہا:

اللھم انی ناشد محمدا حلف ابینا وابیہ الا تلدا

اے اللہ میں محمد سے ایسا عہد کرتا ہوں جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد نے محمد کے آباؤ اجداد سے کیا تھا کہ تو کسی سے پیدا نہیں ہوا" ثم اسلمان ولم ننزع

بدلا'' اور ہم بغیر کسی عوض کے مسلمان ہو گئے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ وعدہ کیا کہ جب ہمارے اور مکہ والوں کے معاہدہ کی مدت گزر جائیگی تو ہم تمہاری ضرور مدد کریں گے آخر یہ خبر ابو سفیان کو بھی پہنچی اور وہ ان دنوں تجارتی کاروبار کی وجہ سے شاہ روم ہرقل کے پاس تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں شاہ روم ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو

چنانچہ ہرقل نے ابوسفیان سے کہا کہ مجھے اس بات کی بہت خوشی لگ رہی تھی کہ تمہارے شہر کا مجھے کوئی ایسا آدمی مل جائے جو مجھے اس شخص کے حالات کی خبر دے کہ جس نے تمہارے اندر خروج کیا ہے سو غنیمت ہے کہ تم مل گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے بہت اچھے خبردار اور واقف کار سے ملاقات کی لہذا آپ مجھ سے اس کے جس امر کی نسبت جی چاہے دریافت کیجئے ہرقل نے کہا کہ اچھا پہلے تو یہ بتلا کہ وہ واقعی نبی ہے یا جھوٹا ہے ابوسفیان نے کہا کہ وہ تو بالکل جھوٹا ہے ہرقل نے کہا کہ پھر وہ تم پر لڑائی میں غالب کیسے آجاتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ خدا کی قسم! ایک دفعہ جنگ بدر کے سوا وہ ہم پر کبھی غالب نہیں ہوا اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اس روز جنگ میں میں موجود نہ تھا باقی اس کے بعد پھر ہم محمد سے دو مرتبہ لڑ چکے ہیں جن میں ایک مرتبہ کی لڑائی میں ہم نے محمد کا منہ توڑ دیا اور چہرہ بگاڑ دیا اور دوسری لڑائی میں وہ ہم سے ایک خندق کی وجہ سے جو اس نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کے لئے کھود رکھی تھی بچ گیا ہرقل نے کہا کہ اے ابوسفیان! جھوٹے آدمی کی تو یہ شان نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ اول دفعہ میں تو وہ شعلہ کی طرح ہوتا ہے کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور پھر یکبارگی اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیتا ہے اور اس کی بابت میں یہ سن رہا ہوں کہ کبھی وہ تم پر غالب آتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب آتے ہو اس کے بعد ہرقل نے کہا کہ اچھا یہ بھی بتلا کہ وہ تم کو کس بات کا حکم کرتا ہے اور کس چیز سے منع کرتا ہے ابوسفیان نے کہا کہ ایک تو اس بات کا حکم کرتا ہے کہ

ہم صبح شام عورتوں کی طرح جھکا کریں ہرقل نے کہا کہ یہ تو اللہ کی عبادت ہے اور جو قومیں اللہ کی عبادت نہیں کیا کرتی وہ اچھی نہیں ہوا کرتی اور دوسرے یہ کہ ہم ہر سال اس کو خراج دیا کریں۔ ہرقل نے کہا کہ اے ابوسفیان! یہ تو زکوٰۃ ہے چنانچہ ہم لوگوں کو بھی اس بات کا حکم ہے کہ ہم مالدار آدمیوں سے یہ خراج لیں اور غریب آدمیوں کو تقسیم کریں اس کے بعد ابوسفیان نے کہا اور وہ ہمیں مردار اور خون کھانے سے منع کرتا ہے ہرقل نے کہا کہ واقعی مردار اور خون تو کوئی اچھی چیز نہیں ہے اور اس کے منع کئے بغیر بھی تو تم لوگ ان دونوں چیزیں سے کراہت اور نفرت کرتے ہو۔

ہرقل کا حضورؐ کی سچائی کا اقرار:

اس کے بعد ہرقل نے کہا کہ اے ابوسفیان دیکھ یہ آدمی بہت نیک ہے اور بس تم لوگوں کے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم اس کی پیروی کرو اس سے لڑائی نہ کرو اور دیکھو تم لوگ یہود کی چال نہ چلو وہ تو ایک بدکار آدمی ہیں کہ ہمیشہ اپنے نبیوں سے لڑائی جھگڑا کرتے رہے ہیں اور اے ابوسفیان ذرا تو یہ تو بتا کہ جب وہ عہد و پیمان کرتا ہے تو کیا عہد شکنی بھی کرتا ہے ابوسفیان نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم گذشتہ زمانہ میں تو اس نے عہد شکنی کی نہیں مگر اس مرتبہ مجھے خوف ہے کہ شاید وہ عہد شکنی کر بیٹھے ہرقل نے کہا کہ اے ابوسفیان یہ خوف کیونکر ہے ابوسفیان نے کہا کہ ہم نے اس سے اس وقت دو سال کا معاہدہ کر رکھا ہے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے امن و امان میں رہیں اور اب یہاں مجھے خبر پہنچی ہے کہ ہمارے طرفداروں نے اس کے طرفداروں سے لڑائی کی ہے اور ہماری قوم نے اس کے طرفداروں کے مقابلہ میں اپنے طرفداروں کی مدد کی ہے پس مجھے خبر معلوم ہوئی ہے کہ اس کے طرفداروں نے اس سے مدد مانگی ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ ہماری قوم پر اپنے طرفداروں کی مدد کرے۔ ہرقل نے کہا کہ اے ابوسفیان اگر یہی بات ہے جو تو نے مجھ سے بیان کی ہے تو اس میں تمہاری ہی طرف سے عہد شکنی ہے کہ تم نے اس کے طرفداروں سے لڑائی کرنے کو حلال سمجھا پھر ہرقل نے کہا کہ اچھا اے ابوسفیان تو مجھے تو بتلا کہ وہ تم میں کس درجہ اور مرتبہ کا آدمی ہے ابوسفیان نے کہا کہ خدا کی قسم وہ ہم میں بڑا

عالی مرتبہ ہے ہرقل یہ سن کر ہنس پڑا اور یہ کہا کہ اس کی نسبت جو کچھ تو نے بیان کیا ہے میرے نزدیک وہ بالکل حقیقت الامر اور اصل واقعہ ہے اور تیری باتوں سے میں نے سمجھ لیا ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد ہر نبی کو اس کی قوم کے شریف اور اعلیٰ درجہ کے خاندان میں بھیجا ہے یہ سن کر ابوسفیان نے ہرقل سے کہا بس اب میں یہاں سے جا رہا ہوں چنانچہ وہ اپنی قوم کی خبر سن کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

ابوسفیان کا مدینہ نیا معاہدہ کرنے کی غرض سے جانا:

اور جب مکہ پہنچا تو اس قوم نے اس کو اس بات پر مامور کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے اور آپ سے از سر نو تجدید معاہدہ کرے چنانچہ ابوسفیان مدینہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے مکان پر اترا اور صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آخر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو اس کو دھکے دیئے گئے اور لوگوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ پاس جانے روک دیا اس پر ابوسفیان نے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ میرے اور محمد کے درمیان میں کیوں حائل ہوتے ہو وہ تو میرا بھتیجا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور میرے پاس آنے دو چنانچہ جب لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور یہ کہنے لگا کہ اے محمد! میں آپ کے پاس تجدید معاہدہ کرنے کے لئے آیا ہوں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے کوئی بات کی ہے جو نیا معاہدہ کرنا چاہتے ہو اس نے کہا کہ نہیں لات وعزی کی قسم کوئی نئی بات تو نہیں ہوئی حضور نے فرمایا کہ اچھا پھر ہم تو اپنے اول ہی عہد و پیمان پر قائم ہیں اب نئے معاہدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ابوسفیان نے کہا کہ مجھے تو اطمینان نہیں کیونکہ شاید آپ اس نئی بات پر جو ہماری قوم اور آپ کی طرفداروں نے کی ہے کچھ بدلہ کرنے لگیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور حضور کے ہنسنے سے ابوسفیان جان گیا کہ بس آپ ضرور اپنے طرفداروں کی امداد کریں گے چنانچہ ابوسفیان نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے ابن ابی قحافہ تو اپنے آدمیوں سے قریش کیلئے یوں عہد و پیمان نہیں لیتا حضرت ابوبکر رضی اللہ

عنہ نے جواب دیا کہ اس بات کو تو اللہ اور اللہ کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں ہم اس میں کچھ دخل نہیں دے سکتے اس کے بعد ابو سفیان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر بولا کہ اے ابن عفان کیا تو اپنی اس قوم سے قریش کیلئے امن وامان کا عہد نہیں لیتا انہوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا ابو سفیان نے کہا آخر کیوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لئے کہ اس بات کو خدا اور خدا کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے ابوسفیان کا مکالمہ:

پھر ابو سفیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے عمر بن خطاب تو اپنی اس قوم سے قریش کیلئے امن وامان کا عہد و پیمان کیوں نہیں لیتا کہ ان کی رشتہ داری کا حق ادا کر دے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہماری ان کی جو کچھ رشتہ داری تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو باقی نہیں رکھا بلکہ اس کو قطع کر دیا ہے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے کہ اگر تو رسول اللہ ﷺ کے حضور میں نہ بیٹھا ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا ابو سفیان نے کہا اے عمر مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ میں تجھے ہمیشہ اپنے سے باتیں کرتے دیکھا ہے مگر تو کبھی مجھ سے بدکلامی نہ کرتا تھا اور نہ کبھی مجھ پر ایسی دلیری کرتا تھا لیکن اے ابن خطاب اب مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ آخر تجھے اس بات پر کس چیز نے آمادہ کر دیا اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کفر کرنے اور ان کے ساتھ عداوت رکھنے اس کے بعد موذن نے اذان دیدی اور ایک بڑے پیالہ میں رسول اللہ ﷺ کیلئے پانی لایا گیا چنانچہ حضور نے اس سے وضو کیا اور جب آپ وضو کر کے فارغ ہو گئے تو لوگ آپ کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے لگے اور تبرکا اس کو ناک میں ڈالنے لگے یہ دیکھ کر ابو سفیان نے کہا کہ میں نے آج جیسا کبھی کوئی بڑا بادشاہ نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں ملک فارس میں خوب پھرا ہوں اور ان کے بادشاہ کو بھی دیکھا پر میں نے کبھی کسی بادشاہ کو محمد بادشاہ سے بڑا نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کے ہاتھوں کے میل کچیل کو پیتے ہیں اور اس کو اپنی ناک میں ڈالتے ہیں اور اس سے اپنا منہ دھوتے ہیں غرض ابو سفیان اس حال کو دیکھ کر بہت حیران ہوا اور دنگ رہ گیا یہاں

تک کہ تکبیر ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے امام بن کر نماز پڑھی اور سب آدمی آپ کے رکوع کے ساتھ رکوع اور سجدہ کے ساتھ سجدہ کرنے لگے تو ابوسفیان اس سے اور بھی زیادہ تعجب میں ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں تم سے اپنے باپ کی قسم کھا کر کہتا ہو کہ واقعی تابعداری یہ ہے پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو ابوسفیان نے حضور سے عرض کیا کہ خدا کی قسم مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ آیا میں لڑائی کا پیام لے کر جاتا ہوں یا صلح کا حضور نے فرمایا کہ اس مرتبہ تو تو چلا جا باقی آئندہ جیسا کچھ ہوگا ویسا تو انشاءاللہ دیکھ لے گا۔

ابوسفیان کی فاطمہؓ کی خدمت میں حاضری:

اس کے بعد ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اے فاطمہ! کیا تجھے اس بات کی خواہش ہے کہ تو یہاں ملک عرب میں اپنی قوم کیلئے بہترین کنواری لڑکی مشہور ہو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے ابوسفیان! ایسی کیا بات ہے اس نے کہا وہ یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان امان اور پناہ قائم کردے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا کی بقا کی قسم اگر میں رسول اللہ ﷺ کے موجود ہوتے ہوئے ان پر جرأت کر کے کسی کو پناہ دوں یا دلواؤں تو اس صورت میں میں یقیناً بیوقوف کہلاؤں گی ابوسفیان نے کہا کہ میں تو اس بات میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا کیونکہ تمہاری بہن زینب نے اپنے شوہر ابوالعاص کے لئے پناہ دہی کا عہد کر لیا تھا حالانکہ تمہارے والد اس کے قتل کا حکم دے چکے تھے مگر باوجود اس کے پھر بھی ان کا عقد امان جاری ہوگیا کہ اس کے شوہر کا خون چھوڑ دیا گیا لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس نظیر کے بیان کرنے پر بھی انکار ہی کر دیا تو ابوسفیان یہ دیکھ کر پھر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ یہ دونوں اس وقت نوعمر لڑکے تھے غرض اس نے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان سے بھی اپنی وہی باتیں کہیں مگر ان دونوں صاحبزادوں نے باوجود اپنی نوعمری کے جواب دیا کہ اگر ہم اپنے جد امجد محمد رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے لوگوں کے بیچ میں پڑیں اور ان کو پناہ دیدیں تو ہم گویا ان پر ایک قسم کا الزام قائم کرنے والے ہونگے غرض ان دونوں حضرات نے بھی

اپنی والدہ ماجدہ کی طرح جواب دیدیا اس کے بعد ابوسفیان بولا کہ خدا کی بقا کی قسم میں نے تمہارے سرداروں اور رئیسوں اور عورتوں سے گفتگو کی یہاں تک کہ آخر میں تمہارے بچوں سے بھی بات چیت کی سو میں نے تم سب کو بالکل ایک دل پایا لیکن جب تم سب لوگوں نے اس معاملہ میں پڑنے سے انکار کر دیا تو بس اب میں خود ہی ان خونوں کا متحمل ہوتا ہوں اور لوگوں کے بیچ میں پڑ کر ان کو پناہ دیتا ہوں سو جس شخص کا مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کو جی چاہتا ہو وہ کر لے بس یہ کہہ کر مکہ کی طرف لوٹنے کیلئے اپنی سواری پر سوار ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے ابوسفیان کا حال دریافت کیا کہ اس نے آخر میں چلتے وقت کیا کیا لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ناکامیاب اور نامراد چلا گیا اور جیسا وہ کہتا تھا ویسا بیان کیا کہ لوگوں کی پناہ دہی کو اس نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔

❋❋❋

فتح مکہ

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے منادی کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے لوگوں میں مکہ کی طرف چلنے کا اعلان کر دیا چنانچہ سب لوگ مدینہ سے نکل کر لشکر میں جمع ہونے لگے اور اپنا سامان درست کرنے لگے اسی اثناء میں یہ قصہ پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک شخص مہاجروں میں سے تھے جن کا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا اور آل عوام بن خویلد سے انکا باہمی معاہدہ ہو رہا تھا سو انہوں نے مکہ والوں کی طرف ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ محمد نے مدینہ سے نکل کر ایک لشکر کو جمع کیا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ تمہیں لوگوں پر دھاوا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں سو تم بھی اپنا بندوبست کر واس کے بعد اس نے اس نامہ کو ایک باندی کے ہاتھ جو قبیلہ بنی ہاشم کی آزاد کی ہوئی تھی اور جس کا نام سارہ تھا مکہ کی طرف روانہ کر دیا اور وہ باندی ان کے پاس کچھ مانگنے کو آتی تھی سو انہوں نے اس کو کچھ دے کر وہ نامہ بھی اسی کے ہاتھ بھیج دیا پھر اسی دوران میں حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو اس نامہ کی اطلاع دی چنانچہ حضور نے اسی وقت اپنے اصحاب میں سے دو آدمی روانہ کر دیئے اور وہ دونوں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما تھے اور یہ فرمایا کہ اس خدا کے دشمن کو گرفتار کر کے لاؤ کیونکہ ہمارے آدمیوں میں سے ایک آدمی نے اس کو ایک نامہ لکھ کر اس عورت کے ہاتھ مکہ کو بھیجا ہے تا کہ ان کو ڈرادے اور ہوشیار کر دے اور وہ دونوں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما تھے اور یہ فرمایا کہ اس خدا کی دشمن کو گرفتار کر کے لاؤ کیونکہ ہمارے آدمیوں میں سے ایک آدمی نے اس کو ایک نامہ لکھ کر اس عورت کے ہاتھ مکہ کو بھیجا ہے تا کہ ان کو ڈرادے اور ہوشیار کر دے چنانچہ یہ

دونوں شخص سوار ہو کر اس عورت کے پیچھے چلے یہاں تک کہ اس سے جا ملے اور اس سے اس نامہ کا حال پوچھا اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے اور میں ایسی نہیں ہوں کہ اپنے ساتھ کسی کا خط رکھوں اور نہ مجھے تمہاری خبر کی کچھ حاجت ہے آخر ان دونوں نے اس کی تلاشی لی مگر اس کے پاس کچھ نہ پایا تو اس کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اس کے بعد دونوں آپس میں کہنے لگے آخر رسول اللہ ﷺ تو جھوٹ نہیں بول سکتے اور نہ کسی اور کے ذمہ جھوٹ لگا سکتے ہیں پھر بات ہے تو کیا ہے غرض یہ سوچ کر پھر دونوں کے دونوں اس عورت کی طرف کو لوٹے اور اس کو قتل کر دینے کی دھمکی دی اور اس پر اپنی تلواریں سونت کر کھڑے ہو گئے پھر جب اس عورت کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے ان سے یہ بات بنا کر کہی کہ اچھا تم دونوں مجھ سے اس بات کا عہد و پیمان کرو کہ اگر میں تمہیں وہ نامہ حوالہ کر دوں گی تو تم نہ تو مجھے قتل کرو گے اور نہ مدینہ کو واپس لے جاؤ گے بلکہ مجھے آزاد چھوڑ دو گے چنانچہ ان دونوں نے اس سے اس بات کا قول و قرار کر لیا تب اس نے اپنے بالوں کے اندر سے وہ خط نکال کر ان کو دیا آخر انہوں نے اس کو کھول کر دیکھا تو وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے نکلا کہ اس پر اس کی مہر لگی ہوئی تھی غرض انہوں نے اس عورت کو تو چھوڑ دیا اور خط لے کر چلے آئے پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا چنانچہ حضور نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ اے حاطب! تجھے اس بات پر کس چیز نے ورغلایا تھا کہ تو ہمارے دشمنوں کو ہم سے ڈرا کر خبردار کر دے حاطب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے معاف فرما دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کر دے گا اور اس خدا کی قسم کہ جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے کہ جب سے میں نے آپ سے محبت کی ہے کبھی آپ سے بغض نہیں کیا اور جب سے آپ کی تصدیق کی ہے کبھی تکذیب نہیں کی اور جب سے خدا پر ایمان لایا ہوں کبھی اس کے ساتھ کفر نہیں کیا اور جب سے مشرکوں سے جدا ہوا ہوں کبھی ان سے نہیں ملا لیکن یا رسول اللہ خدا مجھے آپ پر فدا کرے جس بات کی میں آپ کو خبر دیتا ہوں اس میں آپ مجھے معذور سمجھئے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کا کچھ مال مکہ میں موجود ہو اور اس کے

رشتہ داروں میں سے وہاں کوئی اس کے مال کی حفاظت کرنے والا نہ ہو سوائے میرے کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں اور نہ ان میں میرا کوئی رشتہ دار ہے بلکہ میرا صرف ان سے ایک قسم کا عہد و پیان تھا اور جن لوگوں سے میرا عہد و پیان تھا وہ بھی میرے ساتھ وہاں ہجرت کر کے چلے آئے تھے اور میں مکہ میں ایک کثیر المال اور وسیع الحال آدمی تھا سو چونکہ مجھے اپنے مال پر مشرکوں کی طرف سے اندیشہ تھا اس لئے میں نے ان کی طرف جو کچھ لکھا سو اسلئے لکھا تا کہ اس کے ذریعہ سے میں ان سے ایک قسم کا دوستانہ پیدا کرلوں کہ پھر وہ مجھے کسی قسم کا ضرر نہ پہنچا سکیں اور مجھے اس بات کا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی ذلت وخواری اور اپنا عذاب ضرور اتارنے والا ہے اور یہ میرا خط جو ان کی طرف جا رہا ہے ان کے کچھ ایسا کام آنے والا نہیں ہے کہ ان سے اس عذاب و ذلت کو ہٹا دے۔

حاطب کی حرکت کے متعلق قرآن کی نصیحت:

غرض رسول اللہ ﷺ کو ان کی باتیں سن کر ان کی سچائی کا یقین ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر آیت نازل کی اور اس میں مسلمانوں کو اس بات کی نصیحت کی کہ آئندہ تم میں سے کوئی شخص حاطب جیسی حرکت نہ کرنے پائے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴾

یعنی اے مسلمانو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں سے دوستانہ پیدا نہ کرو کہ ان کی طرف سے دوستی کے سلام و پیام بھیجنے لگو خصوصاً ایسی حالت میں کہ انہوں نے اس امر حق سے انکار کر دیا کہ جو تمہارے پاس خدا کی طرف سے آیا ہے کہ خدا کے رسول اور تم لوگوں کو محض اس بات پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اللہ

پر جو تمہارا پرورش کرنے والا ہے ایمان لائے ہو پس اگر تم واقعی میرے راستہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے ہو تو پھر ان کی طرف خفیہ خفیہ دوستانے کے سلام و پیام کیوں بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ تم خفیہ کرتے ہو اور جو کچھ علانیہ کرتے ہو میں اس کو بخوبی جانتا ہوں اور خیر جو کچھ ہو لیا سو ہو لیا باقی آئندہ کو جو شخص ایسی حرکت کرے گا تو وہ سیدھے راستہ سے بالکل گمراہ ہو جائے گا۔

حضرت عباسؓ کا بمعہ ساتھیوں لشکر اسلام سے ملنا:

غرض کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمان اپنے اپنے سامان درست کر چکے تو مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور جب مقام جحفہ میں پہنچے تو وہاں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی اپنے اہل سے چند آدمیوں کو ساتھ لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے آملے اور ادھر قریش کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ بالکل قریب آ پہنچے (واقدی) فرماتے ہیں کہ ابوسفیان مسلمانوں کے لشکر میں اس امر کا پتہ لینے کے لئے آیا تھا کہ یہ لشکر کہاں جاتا ہے مگر اس کو یہ بات حاصل نہ ہو سکی اور وہ مکہ کو ہی پھر گیا چنانچہ جب لوگوں کے پاس گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ کمبخت تو کیا خبر لے کر آیا ہے اس نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا کہ وہ لڑائی کا سامان ہی یا صلح کا سامان ہے یہ سن کر ابوسفیان کی عورت نے اس کو کہا کہ خدا تیرا برا کرے جس کو قوم مخبر بنا کر بھیجا کرتی ہے تو اس سے خبر کی امید رکھتے ہے لہٰذا تو پھر جا کہ اس حالت میں تجھ سے ہرگز کوئی اس بات کو قبول نہیں کرے گا کہ تو نے محمد سے ملاقات کی ہے اور کیا عجب ہی شاید تو ہی اپنی قوم کی طرف سے محمد کو قتل کرے آخر یہ سن کر ابوسفیان پھر نکل چلا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے آگے آگے قبیلہ مزینہ کے چند تیر انداز آدمیوں کو روانہ کر دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ شاید تم کسی مشرک کو مکہ سے باہر مارو گے چنانچہ مکہ کے نزدیک بعض نالوں میں یہ لوگ ابوسفیان سے ملے کہ وہ بے ہتھیار اور بے سامان تھا اور آپس میں ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرنے لگے کہ دیکھو یہ ابوسفیان ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے غرض انہوں نے اس کو دیکھ کر پکڑ لیا اور پیٹنا شروع کیا کہ اتنے میں اس کے پاس حضرت عباس بن

عبدالمطلب آ گئے۔

ابوسفیان کو حضرت عباسؓ کی پناہ:

تب حضرت عباسؓ نے ان تیراندازوں سے کہا کہ تم اس کے مارنے سے اپنے ہاتھ تھام لو کیونکہ میں اس کو پناہ دلانے کا ذمہ دار ہوں چنانچہ سب تیراندازوں نے اس سے اپنے ہاتھوں کو روک لیا اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تو لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہہ دے ورنہ یہ قوم تجھے قتل کر دے گی چنانچہ ابوسفیان نے یہ کلمہ کہا مگر اس کے کہنے سے اس کی زبان لرزتی تھی اور اپنے دل میں اپنے بتوں کی مودت اور محبت ہونے کی وجہ سے اس کلمہ کو صاف نہیں کہہ سکتا تھا غرض ابوسفیان نے جب یہ کلمہ کہہ لیا تو حضرت عباس نے اس کو لوگوں میں سے کھینچ کر الگ کر لیا (واقدی) کہتا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کو بہتر جانتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ دیکھا تو یہ فرمایا کہ یہ شخص تو محض ظاہری مسلمان ہے واقعی مسلمان نہیں پھر جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ابوسفیان آپ کے پاس مسلمان ہو کر آیا ہے لہذا آپ اس کو پناہ دیجئے اور اس کے حق کو پہچانئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبس رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ اس کو واپس اپنے مقام پر لے جاؤ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چل دیئے اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے خچر پر جس کا نام بیضا تھا سوار کر لیا اور اس کو لشکر میں پھراتے ہوئے اپنے مقام پر لائے۔

ابوسفیان کی گھبراہٹ:

اور اس روز لشکر کی تعداد نو ہزار پانچ سو تھی کہ جس کو دیکھ کر ابوسفیان گھبرا گیا آخر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اس نے رات بسر کی اور جب صبح ہوگئی تو موذن نے اذان دی چنانچہ سب مسلمان اپنے اپنے مقام سے وضو اور نماز کیلئے اٹھنے لگے اس پر ابو سفیان یہ اذان کی آواز اور لوگوں کے آمد و رفت کی ہلچل سن کر گھبرا گیا کہ کہیں یہ ہلچل اور آواز میرے ہی مارنے کے لئے نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بہت زیادہ

رعب ڈال دیا تھا آخر وہ حضرت عباس سے پوچھنے لگا کہ اے عباس یہ لوگوں میں کیسی ہلچل ہو رہی ہے اور یہ آواز جو میں نے سنی ہے کیسی آواز ہے حضرت عباس نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے موذن نماز کیلئے منادی کی ہے اور لوگ وضو کے لئے چل پھر رہے ہیں ابو سفیان نے کہا کہ کیا یہ لوگ جن کو میں چلتے پھرتے دیکھ رہا ہوں واقعی رسول اللہ ﷺ کے منادی کرنے والے کی وجہ سے چل پھر رہے ہیں حضرت عباس نے جواب دیا کہ ہاں یہ اسی وجہ سے ہے اس پر ابو سفیان نے حضرت عباس سے کہا کہ اچھا مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چل شاید میں اچھی طرح مسلمان ہو جاؤں چنانچہ حضرت عباس اس کو نماز سے ذرا کچھ پہلے لے چلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل کر دیا اور اس وقت سب مسلمان رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے اردگرد کھڑے ہوئے آپ کے باہر تشریف لانے کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ حضرت عباس نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو سفیان کچھ عرض کرتا ہے سن لیجئے اس پر رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان سے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے ابو سفیان نے کہ اے محمد کیا آپ نے ان عوام الناس کو جن کو میں دیکھ رہا ہوں اپنی قوم قریش پر ترجیح دیدی ہے اور اس بات کو روا رکھا ہے کہ کل کے دن ان کے لئے اپنی عورتوں کو مباح کر دو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ان لوگوں سے جنہوں نے میری تصدیق کی ہے اور مجھے اپنے ہاں جگہ دی ہے اور میری مدد کی ہے اپنی قوم کے لوگوں کے بجائے جنہوں نے میری تکذیب کی ہے اور مجھے نکال دیا ہے اور مجھے جلاوطن کر دیا ہے اور میرے جلاوطن کر دینے پر سب کے سب باہم متفق ہو گئے ہیں رضامند ہوں اور باقی وہ عورتیں جن کا تو نے ذکر کیا ہے سو ان کو تو نے اور تیری قوم نے خدا اور خدا کے رسول کے ساتھ کفر کر کر کے حلال و مباح کر دیا ہے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان سے کہا کہ اے ابو سفیان بس مسلمان ہو جا ابو سفیان نے کہا کہ اچھا پھر عزیٰ کے ساتھ کیا معاملہ رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور کے خیمہ کے پیچھے کھڑے تھے وہ یہ سن کر ابو سفیان سے کہنے لگے کہ خدا کے دشمن ہم تیرے اس عزیٰ سے بہتر اور برتر ہیں اور اس ذات پاک کی قسم جس کی عمر قسم کھاتا ہے کہ اگر تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

نہ ہوتا تو بس میں تجھے قتل کر ڈالتا۔

ابوسفیان کا قبولِ اسلام:

اس پر ابوسفیان نے کہا کہ اے ابن خطاب میں تجھ سے اپنے باپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تو میرے اوپر بہت ہی زیادہ دلیری کرنے لگا ہے حالانکہ خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آیا ہوں اور نہ تیری طرف مجھے کچھ حاجت اور رغبت ہے لیکن میں تو صرف اپنے چچازاد بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں اور اے محمد میں کلمہ پڑھتا ہوں۔

اشهد ان لا اله الا الله وانك عبده ورسوله وانی قد كفرت باللات والعزی۔

یعنی میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود پوجنے کے لائق نہیں اور بے شبہ تو اس کا برگزیدہ بندہ ہے اور اسی کا رسول ہے اور لات اور عزی کے ساتھ میں نے واقعی کفر کیا ہے اور میں ان سے بالکل منکر ہو گیا ہوں۔

یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خوشی کے مارے تکبیر کا نعرہ مارا کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کے رشتہ دار بھی تھے اور اس سے ان کی بے حد یگانگت تھی اور جاہلیت کے زمانہ میں اس کے پاس انکا اٹھنا بیٹھنا بھی تھا پھر جب تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ جس وقت ہم نماز پڑھیں تو ابوسفیان کو اپنے پہلو میں کھڑا کر لینا اور اس کو الحمدللہ اور اللہ اکبر اور سبحان اللہ سکھا دینا چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد جب ابوسفیان نے دیکھا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے ہیں اور آپ کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور آپ کے فارغ ہونے کے ساتھ فارغ ہو جاتے ہیں تو اس نے کہا کہ اے عباس اس کی کیا وجہ ہے کہ جو کام محمد نے کیا ہے وہ ہی ان لوگوں نے بھی کیا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کو کھانے پینے سے بھی منع کر دیں تو ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ مرنے تک کھانے پینے کو بالکل ترک کر دیں۔

ابوسفیان کا خوف:

پھر ابوسفیان نے کہا کہ اے عباس خدا کی قسم مجھے ان لوگوں کو دیکھ دیکھ کر یہ ڈر لگتا ہے کہ یہ لوگ میری قوم کو ہلاک کر دینگے حضرت عباس نے فرمایا کہ میرا تو یہ خیال نہیں ابوسفیان نے کہا کیا تو رسول اللہ ﷺ کے تجاوز کرنے کو نہیں دیکھتا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امید تو یہی ہے کہ ایسا نہ ہو اس کے بعد ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر میں ندا دی تب لوگوں نے اپنا اپنا جھنڈا اٹھالیا اور اپنی اپنی صفوں میں جا بیٹھے چنانچہ اس وقت ابوسفیان اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور حضرت عباس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ ابوسفیان بوڑھا آدمی ہے اور آپ کی قوم کا بزرگ اور سردار ہے پس آپ ذرا اس کے مرتبے اور نسب اور اسلام کی پاسداری کیجئے حضور نے فرمایا کہ اچھا تم اور ابوسفیان مکہ کو سوار ہو جاؤ اور وہاں جا کر یہ منادی کر دو کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کو امان ہے ابوسفیان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا گھر تو ذرا سا ہے اس میں آئیں گے کیسے آدمی؟ چونکہ ابوسفیان کو حضور کا یہ حکم بہت پسند آیا اس لئے اس نے یہ کہہ کر اس حکم کی اور توسیع کرانی چاہی چنانچہ حضور نے اس کی درخواست کو منظور فرمالیا اور یہ فرمایا کہ اچھا اور جو کوئی اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کو بھی امان ہے اور جو شخص کعبہ کی طرف چلا جائے گا اور اپنے ہتھیار ڈال دے گا اس کو بھی امان ہے سوائے ان چند خدا کے دشمنوں کے جیسے ابن سعد بن ابی سرح کہ جو قبیلہ بنی عامر بن لوی سے ہے اور مقیس کنانی کہ جو قبیلہ بنی لیث کا رشتہ دار ہے اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابن خطل اور قبیلہ بنی ہاشم کی آزاد کی ہوئی باندی سارہ کہ ان لوگوں کے لئے کوئی عہد و ذمہ نہیں ہے اگرچہ یہ لوگ کعبہ کے پردے پکڑ کر بھی لپٹے ہوں پس تم دونوں یہ حکم لے کر خدا کے نام اور برکت پر چلے جاؤ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہو لئے اور ابوسفیان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر جب وہ دونوں بہت جلدی جلدی چل دیئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کو حضرت عباس پر خوف ہوا چنانچہ اسی وجہ سے آپ نے ان کے پیچھے ایک شخص کو دوڑایا کہ ان دونوں کو پھیر لاؤ

حالانکہ وہ دونوں بہت آگے جا چکے تھے راوی کہتا ہے کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے اور اس کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت اپنے پاس والے لوگوں سے فرمایا کہ شاید مکہ والے عباس کے ساتھ وہی حرکت کر بیٹھیں کہ جو قبیلہ بنی ثقیف نے عروہ بن مسعود ثقفی کے ساتھ کی تھی کہ جب اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف دعوت دی تو انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا اور دیکھو اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اگر مکہ والوں نے بھی ایسا ہی کیا تو پھر میں ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ چھوڑونگا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے الگ الگ حصے کر دیئے اور اس کے سردار بھی جدا جدا کر دیئے اور دو دو گروہ دائیں بائیں دو جانبوں کیلئے مقرر کر دیئے اور ایک گروہ کو لشکر کی پیشوائی کیلئے مقرر فرمادیا چنانچہ دائیں جانب کے گروہ پر تو حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ کو نگران بنایا اور بائیں جانب کے گروہ پر حضرت زبیر بن عوام کو نگران مقرر کر دیا اور ان دونوں کو یہ حکم دیدیا کہ ایک دستہ تو مکہ کی بلند جانب کو لے لے اور دوسرا دستہ پستی کے حصہ کو لے لے اور لشکر کے اگلے حصہ پر حضرت ابو عبیدہ کو افسر بنایا اور رسول اللہ ﷺ خود مہاجروں اور انصاروں کے لشکر کے درمیان کہ جو سیاہ پتھر جیسا سخت تھا روانہ ہوئے۔

حضرت عباسؓ کا ابوسفیان کا لشکر اسلام کا نظارہ کرانا:

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس وقت ابوسفیان کو ایک پہاڑ کی چوٹی پر لے کر کھڑے ہو گئے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی کثرت کا مشاہدہ کرادیں پھر جس وقت ابوسفیان نے لشکر کے دونوں پہلو کے حصے اور اگلے حصہ کو دیکھا تو حضرت عباس سے ان لوگوں کو پوچھا چنانچہ انہوں نے ان سب کے نام بتادیئے اس کے بعد ابوسفیان جب اس لشکر کو دیکھا کہ جس میں خود حضور موجود تھے تو کہنے لگا کہ اے عباس یہ کون سا لشکر ہے جو کالے پتھر جیسا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ بڑی سخت موت ہے اور یہ لشکر خاص رسول اللہ ﷺ کا ہے کہ جو مہاجروں اور انصار سے مرتب ہے تب ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عباس دیکھ میں تجھ سے خدا اور صلہ رحمی کی قسم دے کر پوچھتا

ہوں تجھے یہاں کھڑے ہونے پر کیا محرک پیش آیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ خدا کی قسم میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوا تھا تو اس وقت سب لوگ ادھر ادھر درختوں میں متفرق تھے سو اس وقت مجھے یہ اندیشہ
ہوا کہ کبھی تو مسلمانوں کی قلت کو دیکھ کر مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر نہ ہو جائے اور پھر
تجھ سے تیرے قتل کے سوا اور کوئی چیز قبول نہ کی جائے اور اے ابوسفیان اب میں بھی تجھے
خدا اور صلہ رحمی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو بھی مجھ سے یہ بات سچ سچ بیان کر کہ جو جو
باتیں تیرے دل میں تھیں ان میں سے میری بات کون سی بات کے مطابق واقعہ ہوئی۔

ابوسفیان پر لشکر اسلام کی ہیبت:

ابوسفیان نے کہا کہ واقعی جو باتیں آپ نے بیان کیں ان میں سے بعض باتوں
کے کرنے کا میرا ارادہ تھا لیکن جب میں نے یہ جو کچھ دیکھا تو بس اب میں نے یقین کر
لیا کہ واقعی یہ امر خدا ہی کی طرف سے ہے کہ اس کا کوئی رد کرنے والا اور پھیرنے والا
نہیں ہے اور خدا کی قسم اس وقت میرے سامنے کو اس قدر لشکر گزرے کہ مجھے اس امر کا
اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ مکہ کے پہاڑ بھی ان کے ساتھ نہ چل پڑیں اے عباس بس چل میں
نے آج کی سی صبح کبھی کسی قوم کی ان کے گھروں میں نہیں دیکھی اس کے بعد حضرت
عباس رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان دونوں کے دونوں مکہ میں پہنچے اور وہاں جا کر ابوسفیان
نے بآواز بلند یہ کہنا شروع کیا کہ جو کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کو امان ہے
اس پر عکرمہ اور مقیس کنانی ابوسفیان کی آواز سن کر اس کے پاس آئے اور اس سے کہنے
لگے کہ اے ابوسفیان تو غارت ہو جائے کیا ہم نے تجھے اس لئے بھیجا تھا ابوسفیان نے کہا
جاؤ جاؤ اپنا کام کرو کہ تمہارے پاس ایسا بھاری لشکر آ گیا ہے کہ تم دونوں اور تمہاری قوم
اس کے مقابلہ کی تاب وطاقت نہیں رکھتے ہو اور وہ لشکر اندھیری رات جیسا سیاہ ہے یہ سن
کر ان دونوں نے اس کو بہت ڈرایا دھمکایا کہ کسی طرح یہ اپنی حرکت سے باز آ جائے مگر
وہ باز نہیں آیا اور اسی طرح منادی کرتا رہا یہاں تک کہ پھر اس نے کہا کہ اور دوسری خبر
میں تم سے یہ بیان کرتا ہوں کہ جو کوئی لشکر کے داخلہ کے دن اپنے گھر کے دروازہ کو بند کر

لے گا اس کو بھی امان ہے اور جو کوئی اپنے ہتھیار ڈال کر کعبہ کی طرف چلا جائے گا اس کو بھی امان ہے مگر مقیس اور عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن سعد اور ابن خطل اور بنی ہاشم کی آزاد کی ہوئی باندی سارہ کہ ان لوگوں کو کسی طرح امان نہیں ملے گا اگر چہ یہ سب کعبہ کے پردوں میں بھی لٹک جائیں ابوسفیان یہ منادی کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں اس کی بیوی ہند دختر عتبہ بھی وہاں آ گئی اور اس کی داڑھی پکڑ کر لٹک گئی اور اس کے طمانچے مارنے لگی اور شور کرنے لگی کہ اس بڈھے احمق کو قتل کر دو یہ دین سے باہر ہو گیا ہے اور ابوسفیان اس حالت میں بھی یہی پکارتا رہا کہ اے آل غالب دیکھو اگر تم اسلام لاؤ گے تو سلامتی میں رہو گے۔

قبیلہ خزاعہ کی حالت:

ادھر قبیلہ خزاعہ کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ قریش اور ان کے طرفداروں نے جو کچھ ان کے ساتھ زیادتی کی تھی یہ اسکے بدلہ کی فکر میں لگے ہوئے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے قریش سے لڑ پڑیں مگر رسول اللہ ﷺ ان کو بار بار اس خوف سے روکتے تھے کہ کہیں کوئی ہمارا آدمی نہ مارا جائے چنانچہ اسی عرصہ میں حضور کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اس وقت ان کے پیچھے حضرت جبیر بن مطعم بھی سوار تھے تب آپ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ اے عباس! آپ کے پیچھے کچھ کیا خیر خبر ہے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ والے سب مسلمان ہو گئے ہیں۔

نا قابل التفات لوگ:

البتہ بعض معمولی آدمی رہ گئے ہیں کہ جو قابل التفات نہیں لہذا آپ یا رسول اللہ تھوڑی دیر تک لڑائی کو روکے رکھئے اور اسی عرصہ میں ابوسفیان بن حرب اور اس کا بیٹا جعفر اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبداللہ یہ سب مل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت حضرت ام سلمہ بھی حضور ہی کے ساتھ تھیں پھر سب حضور کے سامنے آئے اور سلام کیا مگر آپ نے ان سے منہ پھیر لیا اور ان کے عہد و پیان

قبول کرنے سے انکار کر دیا اس پر ابو سفیان نے عرض کیا کہ کیا آپ مجھ پر اسلام کو پھیرے دیتے ہیں سو خدا کی قسم میں اب مشرکوں کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں جاؤں گا بلکہ میں اپنے بیٹے سمیت اسی جنگ میں پڑا رہوں گا یہاں تک کہ ہم دونوں مر جائیں اور عبداللہ بن امیہ لشکر کی ایک جانب میں اپنے رشتہ داروں کے پاس چلا گیا اور وہاں جا کر اپنی بہن حضرت ام سلمہ کے پاس کسی شخص کو بھیجا تا کہ وہ انکے لئے حضور سے امان کی درخواست کریں۔

ام سلمہؓ کی سفارش:

چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو لوگ مکہ والوں میں سے آپ کے پاس آئے ہیں ان میں سے کیا میرے بھائی اور آپ کے چچا زاد بھائی کو تو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ بدنصیب کر ہی دیا ہے کہ جو آپ سب کو امان دیتے ہیں اور ان کو امان نہیں دیتے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھ میرا چچا زاد بھائی تو میری برائی کیا کرتا تھا اور تیرا بھائی سو اس نے یہ قسم کھا رکھی تھی کہ وہ میرے ساتھ ایمان نہ لائے گا یہاں تک کہ میں آسمان پر چڑھوں اور اس کے لئے خدا پاس سے کوئی ایسی کتاب لاؤں کہ جو اسی طرف نازل بھی ہو اور وہ اس کو پڑھ بھی لے پس اس لئے میں ان دونوں کو امان دینا قبول نہیں کرتا تھا غرض حضرت ام سلمہ کی سفارش کے بعد حضور نے ان دونوں کو بلوا بھیجا اور ان کو امان دینا منظور کر لیا اور ان دونوں نے حضور سے بیعت کر لی پھر حضور کو یہ خبر پہنچی کہ مکہ والے سب مسلمان ہو گئے ہیں مگر تھوڑے سے آدمی باقی رہ گئے ہیں کہ جو مقیس کے ساتھ ہیں تب آپ نے قبیلہ بنی خزاعہ کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں پر دھاوا کریں اور جو لوگ ان سے لڑے ہیں ان کے سوا اوروں کو قتل نہ کریں اور نہ ان چند آدمیوں کو ماریں جن کے نام ان کو بتا دیئے گئے ہیں چنانچہ بنو خزاعہ نے ان کے اوپر دھاوا کیا اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہو لئے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے مقیس کنانی اور اس کے ساتھیوں کو جو قریش میں سے تھے اور انہیں میں حویرث بن نفیل بھی تھا اسی معرکہ میں ہلاک کر دیا اور ابن خطل کعبہ

کے پردوں سے جا کر لپٹ گیا یہاں تک کہ حضرت ابو بردہ اسلمی اور سعید بن حریث مخزومی اس کے پاس جا پہنچے اور اس کے اتنی تلواریں ماریں کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا اور عبداللہ بن ابی سرح بھاگ کر ایک صحابی کے پاس چھپ گیا اور یہ عبداللہ ان صحابی کا رضائی بھائی اور ان کی آزاد کی ہوئی باندی مہانہ کا بیٹا تھا چنانچہ وہ صحابی عبداللہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ساتھ لے گئے اور جا کر حضور کو سلام کیا پھر عبداللہ نے بھی سلام کیا مگر حضور نے اس سے منہ پھیر لیا اس کے بعد اس نے حضور کے سامنے آ کر پھر سلام کیا مگر آپ نے پھر بھی اس سے منہ پھیر لیا غرض اسی طرح تین بار رہا اور اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ کوئی شخص قوم میں سے اٹھ کر اس کو قتل کر دے آخر کار حضور نے یہ فرمایا کہ میں نے جو اس سے سکوت کیا اور اس کے سلام کا جواب نہیں دیا اور اس سے منہ بھی پھیر لیا تو اس سے میری یہ غرض تھی کہ کوئی شخص قوم میں سے اٹھ کر اس کو قتل کر دے یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے یہی ارادہ کیا تھا لیکن مجھے یہ انتظار رہا کہ آپ آنکھوں سے میری طرف اشارہ کر دیں اس پر حضور نے فرمایا کہ نبی آنکھ نہیں مارا کرتا گویا کہ آپ اس کو دغا بازی سمجھتے تھے اور عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حشر ہوا کہ وہ دریا کی طرف بھاگ گیا تا کہ حبشیوں میں جا کر مل جائے چنانچہ جب ملاحوں کے پاس آیا تو اس نے ان کو کرایہ دیا اور انہوں نے اس کو کشتی میں بھی سوار کر لیا پھر جب یہ کشتی میں بیٹھنے لگا تو اس نے لات اور عزیٰ کا نام لیا اس پر کشتی والوں نے کہا کہ ہماری کشتی تو دریا میں خدائے وحدہ لاشریک کے نام سے ہماری ہوا کرتی ہے لہذا تو یہی یہی نام پکار ورنہ ہماری ناؤ سے اتر جا تب عکرمہ نے کہا کہ اگر دریا میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے تو بس خشکی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور میرے کان نے کیسی بری بات سنی اور بس میں حق ہی سے بھاگ کر آیا آخر وہ پھر وہاں سے واپس لوٹ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا کہ یہ ہے جگہ امن پانے والے اور پناہ لینے والے کی اگر آپ قتل کریں تو ایک گناہ گار خطا کار کو قتل کریں گے اور اگر معاف کریں تو ایک رشتہ دار کو معاف کرینگے یہ کہہ کر اس نے حق کی گواہی دی

یعنی یقین سے کلمہ شہادت پڑھ لیا تب رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس نے بیعت کی۔

خالد بن ولیدؓ کی بنی کنانہ کے ایک قبیلہ کی طرف روانگی:

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید بنی کنانہ کے ایک قبیلہ کی طرف مقام برق کو روانہ ہوئے اور وہ لوگ بنو جذیمہ (بتقدیم جیم قبل ذال معجمہ) کہلاتے تھے چنانچہ حضرت خالد نے ان کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پایا پھر جب ان لوگوں نے نماز سے فراغت پائی اور حضرت خالد کو دیکھا تو وہ سب کے سب پناہ لینے کو پہاڑ پر چڑھ گئے اور اس وقت حضرت خالد کے ساتھ قبیلہ بنی سلیم کے سات سو سوار تھے اور انصار میں سے حضرت ابو قتادہ بن انس کے سوا ان کے ساتھ اور کوئی نہ تھا پھر قبیلہ بنی جذیمہ میں سے ایک شخص نے آواز دی کہ دیکھو یہ خالد ہی ہے اور حضرت خالد نے ان کو گھیر لیا اور یہ کہا کہ تم کون قوم ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو مسلمان ہیں اور یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا اس پر حضرت خالد نے ان سے کہا کہ اچھا اگر تم سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ تم کب مسلمان ہوئے ہو انہوں نے کہا کہ آج کی رات جس وقت ہمیں یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان لوگوں سے روک لیا ہے جنہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور کلمہ شہادت پڑھ لیا تو ہم بھی شہادت کا کلمہ پڑھ لیا اور نماز ادا کر لی حضرت خالد نے کہا کہ اچھا اگر تم یہ بات سچ کہتے ہو تو نیچے اتر آؤ تب ایک شخص نے بنی جذیمہ میں سے کہا کہ اے بنی جذیمہ کے گروہ دیکھو! یہ خالد بن ولید وہ شخص ہے کہ جس کو تم خوب اچھی طرح جان چکے ہو اور ہتھیاروں کے رکھ دینے کے بعد گرفتاری کے سوا کیا ہے اور گرفتار ہونے کے بعد قتل کے سوا اور کچھ نہیں ان لوگوں نے اس کو جواب دیا کہ خدا کی قسم ہم تیرا کہنا بالکل نہ مانیں گے اور ہم لوگ جاہلیت کے کنوؤں میں سے کسی بات میں نہیں ہیں اور ہم نے واقعی اسلام قبول کر لیا اور اس کو سچا جان لیا ہے آخر ان لوگوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور پہاڑ سے نیچے اتر آئے پھر خالد بن ولید نے ان کے قتل کر دینے کا حکم دیدیا اور وہ سب قتل ہو گئے اور اس وقت حضرت ابو قتادہ نے حضرت خالد سے یہ کہا کہ دیکھو ان لوگوں کو قتل کر دینے سے ہمیں کچھ فائدہ

نہیں ہے اس کے بعد حضرت ابوقتادہ وہاں سے لوٹ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سارا قصہ بیان کیا چنانچہ آپ کو اس سے بہت سخت صدمہ ہوا اور اسی اثناء میں حضرت خالد بھی آ پہنچے اور بنی جذیمہ کی عورتوں اور بال بچوں کو جو قیدی تھے۔

حضورؐ کی حضرت خالدؓ کو ملامت:

حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تب آپ نے حضرت خالد کو اس بات میں بہت زیادہ ملامت کی اس پر حضرت خالد نے عرض کیا کہ یارسول اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے آپ مجھے ملامت نہ کیجئے کیونکہ میں نے ان کو اس آیت کے بموجب قتل کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر نازل کی ہے:

﴿ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

یعنی تم ان سے لڑو کہ اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور ذلیل کرے گا اور تمہیں ان پر غالب کرے گا اور مسلمانوں کے دلوں کو تسلی اور تسکین دیگا پس اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بے شک مومنین میں سے ہوں اور اس قوم نے واقعی میرے دل کو جلا رکھا تھا پس اب اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو ان سے تسلی بخش دی ہے۔

حضورؐ کا عورتوں، بچوں کو واپس بھجوا دینا:

غرض رسول اللہ ﷺ نے بنی جذیمہ کے بال بچوں اور عورتوں کو ان کے وطن میں واپس پھیر دیا اور ان کا مال و دولت اور ساز و سامان بھی انہیں کو واپس کر دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کو بیعت کے واسطے طلب فرمایا اور مردوں کو عورتوں سے پہلے بلوایا چنانچہ منجملہ ان لوگوں کے جو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ایک شخص عبداللہ بن زبعری بن قیس سہمی بھی تھا اور یہ وہ شاعر ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں ہجوم کر شعر اشعار کہا کرتا تھا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو رہے شعر پڑھنے لگا:

عبداللہ بن زبعری کے اشعار:

یا رسول الملیك ان لسانی راتق ما فتقت اذا انا بور

اے اللہ کے رسول! میری زبان اب ان چیزوں کی درستگی کرتی ہے جن کو میں نے اس وقت پھاڑ دیا تھا جب کہ میں ہلاک ہونے والا تھا۔

اذ انا جاری الشیطان فی سنن الزمح ومن مال میلة مثبور

اور جس وقت میں تکبیر کی باتوں میں شیطان کی پیروی کرتا تھا اور اس شخص کی پیروی کرتا تھا جو کہ ہلاکت کی طرف مائل ہونے والا تھا۔

من اللحم والعظام بما قلت ونفسی الفداء وانت النذیر

اور جو کچھ میں نے اقرار کیا ہے اس پر میرا گوشت پوست اور ہڈیاں سب ایمان لاتی ہیں اور آپ خدا کے ڈرانے والے ہیں اور میری جان آپ پر قربان ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ بس جو کچھ ہمیں تیرے اسلام لینے کی خبر پہنچ چکی ہے وہ تیرے عذر کیلئے کافی ہے اور آپ نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تب انہوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی اور جب رسول اللہ ﷺ مردوں کی بیعت لینے سے فارغ ہو چکے تو پھر آپ نے عورتوں کو بلوایا اور اس وقت آپ صفا پہاڑ کے اوپر تشریف فرماتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے ذرا نیچے کھڑے ہوئے آپ کیلئے عورتوں کی بیعت لیتے تھے حضور نے اس وقت عورتوں سے یہ فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہو کہ تم کسی شے کو خدا کے شریک نہ ٹھہراؤ۔

ہندہ کی حضورؐ کی بارگاہ میں حاضری اور بیعت:

ہندہ بھی اس وقت اپنا سر چادر میں چھپائے ہوئے عورتوں میں موجود تھی سو وہ اپنا سر اونچا کر کے کہنے لگی کہ خدا کی قسم آپ ہم سے ایسی بات کا عہد و پیمان لیتے ہیں کہ جس کا عہد و پیمان مردوں سے لیتے ہوئے میں نے آپ کو نہیں دیکھا مگر باوجود اس کے یہ عہد و پیمان بھی ہم نے آپ کو دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اور تم سب عورتوں

سے اس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ تم چوری نہ کرو ہندہ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے یہ باتیں ابوسفیان کے ساتھ کی ہیں سو اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ باتیں میری جہالت میں شمار کی جائے گی یا نہیں ابوسفیان نے کہا کہ جو کچھ پچھلے زمانہ میں گزر گیا ہے اور جن چیزوں کو متغیر کیا گیا ہے وہ سب تیرے لئے حلال ہیں حضور نے فرمایا کہ تو ہی ہندہ دختر عتبہ ہے اس نے عرض کیا کہ ہاں میں ہی ہندہ ہوں سو جو کچھ گزر چکا ہے آپ اس کو مجھے معاف کر دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے پھر آپ نے فرمایا کہ اور میں تم سے یہ بھی عہد لیتا ہوں کہ تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو یہ سن کر ہندہ بولی کہ ہم نے تو اپنی اولاد کو بچپن میں پالا تھا اور آپ نے ان کو جب وہ بڑی ہوگئی تو بدر میں قتل کر ڈالا سو اب آپ جانیں اور وہ جانیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوب قہقہہ مار کر ہنس پڑے پھر حضور نے فرمایا کہ اور میں تم سے یہ بھی عہد لیتا ہوں کہ تم اپنی حرام کی اولاد کو اپنے شوہروں کے ذمہ بھی نہ لگاؤ ہندہ نے کہا کہ خدا کی قسم بہتان باندھنا واقعی بری بات ہے اور اس قسم کی بری باتوں سے تجاوز کرنا ہی بہتر ہے اور جن باتوں کا آپ نے ہمیں حکم کیا ہے یہ واقعی بڑی بزرگی اور اخلاق کی باتیں ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اور میں تم سے یہ عہد بھی لیتا ہوں کہ تم بھلائی کے کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو ہندہ نے کہا کہ ہم اس مجلس میں بیٹھ کر اس بات کو پسند نہیں کرتے ہیں کہ ہم کسی بات میں آپ کی نافرمانی کریں پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے یہ عہد لیتا ہوں کہ تم زنا نہ کرو اس پر ہندہ بولی کہ کیا آزاد عورت بھی زنا کیا کرتی ہے غرض کہ جن باتوں پر حضور نے عورتوں سے عہد لیا ان پر ان سب عورتوں نے اقرار کر لیا اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ان سب عورتوں سے بیعت لے لو چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت لے لی اور حضور نے ان عورتوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی پس یہ قصہ تھا فتح مکہ کا۔

❀❀❀

غزوۂ حنین

مکہ فتح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چند روز تک وہاں قیام کیا اور اس کے بعد پھر آپ مقام حنین کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ روانگی آپ کی رمضان کے مہینے میں ہوئی غرض کہ مکہ سے چل کر آپ نے مقام قدید میں پڑاؤ کیا پھر حضور نے وہاں پہنچ کر روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی پینے کی چیز طلب فرمائی چنانچہ آپ کے پاس ایک پیالہ میں کوئی پینے کی چیز لائی گئی پھر آپ نے اس پیالہ کو اتنا بلند کیا کہ لوگوں نے اس کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا اور اس میں سے جس قدر اللہ کو منظور تھا اس قدر پی لیا اس کے بعد آپ کے منادی کرنیوالے نے یہ منادی کی۔

من صام فلا اثم علیه و من افطر فلا اثم علیه ۔

یعنی جو شخص سفر میں روزہ رکھے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو شخص روزہ نہ رکھے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

قبیلہ ہوازن کی تیاری:

اور اسی عرصہ میں قبیلہ ہوازن کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آ رہے ہیں تو انہوں نے اپنے گردونواح میں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے قاصد بھیج دیئے چنانچہ وہ سب آدمی مقام حنین میں آ کر جمع ہو گئے اور ان کے پاس قبیلہ بنی ثقیف بھی آ پہنچا اور اس وقت اس قبیلہ کا سردار کنانہ بن عبد یا نیل بن عمرو تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی وہاں پہنچ گئے اور آپ کے ساتھ بہت کثرت سے آدمی تھے چنانچہ ایک مسلمان نے اپنی فوج کی کثرت کو دیکھ کر یہ کہا کہ ہم آج اپنی کثرت کی وجہ سے ان لوگوں سے مغلوب نہیں ہوں گے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو بہت غصہ آ گیا اور اسی کے

بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت اتری جس جگہ کہ اللہ تعالیٰ نے حنین کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿ اذ عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ﴾

یعنی اے مسلمانوں ہم نے تمہارے جب بھی مدد کی جب کہ تم اپنی کثرت پر گھمنڈ کر رہے تھے سو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اس قدر فراخی اور وسعت کے تنگ ہو گئی یہاں تک کہ تم پسپا ہو کر پیٹھ پھیر کر بھاگ لئے۔

لشکر اسلام کی آمد:

آخر جب مسلمانوں کا لشکر مشرکوں پر جا پڑا تو وہ لوگ بھاگ نکلے اور اپنے اہل وعیال سے دور جا پڑے اس کے بعد بعض مسلمان ان کی عورتوں کو قبضہ میں لائے پھر مشرکوں نے آپس میں شور وغل کیا کہ اے برائی کے حامی کارو تم اپنی فضیحتوں کی طرف تو کچھ خیال کرو یہاں تک کہ اس للکار پر مشرکوں کی جماعت ایک دم لوٹ کر مسلمانوں پر پل پڑی اور مسلمانوں میں بھگی پڑ گئی اور بعض مسلمان تو ایسے بھاگے کہ وہ مکہ سے دور کہیں نہیں ٹھہرے اور سب مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ادھر ادھر ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے پاس بہت تھوڑے سے آدمی باقی رہ گئے کہ جن میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ابن ام ایمن بھی تھے کہ وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تلوار چلا رہے تھے سو اس وقت ایک شخص مشرکوں میں سے قبیلہ بنی ثقیف کی جماعت کو لے کر اس ارادہ سے آگے بڑھا کہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دے۔

ابن ام ایمن کا حضورؐ کی حفاظت:

راوی گمان کرتا ہے کہ اس وقت حضرت ابن ام ایمن نے رسول اللہ ﷺ کی اپنی جان سے زیادہ حمایت وحفاظت کی چنانچہ حضرت ابن ام ایمن اور اس پیش قدمی کرنے والے شخص کی آپس میں خوب تلوار چلی اور ہر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اور اس وقت

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے خچر کا لگام پکڑے ہوئے تھے اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رکاب تھامے ہوئے تھے اور چند آدمی آپ کے دائیں بائیں قتال کر رہے تھے سو اسی حالت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جو بہت بلند آواز والے تھے پکار کر آواز دی کہ اے انصار کی جماعت جنہوں نے اپنے نبی کو اپنے یہاں جگہ دی اور ان کی مدد کی اور اے مہاجروں کی جماعت! کہ جنہوں نے اپنے نبی سے درخت کے نیچے بیعت کی ہے دیکھو رسول اللہ ﷺ زندہ اور صحیح سلامت ہیں سو تم سب آؤ اور آپ کے پاس اکٹھے ہو جاؤ اور حضرت عباس نے ایسے زور سے آواز دی کہ دونوں فریقوں کو سنائی دی چنانچہ کچھ مسلمان اور کچھ مشرک اس آواز پر دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے قریب جمع ہو گئے پھر دونوں فریق کی بہت زور شور سے تلوار چلی یہاں تک کہ دونوں طرف سے بہت سے آدمی مارے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں پر سکون واطمینان نازل فرمادیا اور ایسا لشکر اتارا کہ جس کو وہ نہ دیکھتے تھے اور کافروں کو خوب عذاب کیا۔

لشکر اسلام کی فتح اور کفار کا بھاگنا:

اور کافروں کی سزا ہی یہی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ جس سے وہ خدا کے دشمن اور ان کے مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور اس وقت ان کا سردار مالک بن عوف نضری تھا جو اس روز اپنے گھوڑے سے یہ کہتا تھا۔

اقدم نجاح انه یوم یکر　　مثلی علی مثلك یحمی ویکر

اے نجاح گھوڑے تو آگے بڑھ کیونکہ آج ایسا زور ہے کہ مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے گھوڑے پر سوار ہو حمایت کرے اور حملہ پر حملہ کرے۔

''ویطعن النجلا یعوی ویھر'' اور تجھ جیسے اصیل اور ہنہناتے اور شور کرتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ مارے۔

پھر یہی عوف بن مالک اپنے ساتھیوں کے پیچھے پیچھے بھاگ نکلا اور مسلمانوں نے

ان لوگوں کا خوب تعاقب کیا اور ان مسلمانوں میں جنہوں نے مشرکوں کا تعاقب کیا تھا قبیلہ بنی سلیم کے سات آدمی بھی تھے اور یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے قبیلہ بنو جذمہ کو قتل کیا تھا آخر جب ان مشرکوں نے ان کو بھی اپنے تعاقب میں دیکھا تو انہوں نے ان کو آواز دیکر یہ کہا کہ اے بنی تکمہ تم اپنے بھائیوں سے باز رہو چنانچہ انہوں نے یہ سن کر ان کے تعاقب کرنے میں تاخیر کی اور اپنے نیزوں کو روک لیا پھر جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کیلئے بددعا کی اور یہ فرمایا کہ اے اللہ آپ اس بنی تکمہ سے اس حرکت کا ضرور بدلہ لیجئے کہ ان لوگوں نے میری قوم پر تو حملہ پر حملہ کیا اور اپنی قوم کے تعاقب کرنے میں انہوں نے سستی کی اور باز رہے۔

بوڑھے درید کا قتل:

آخر جب بنو سلیم نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات کو سنا تو پھر وہ مشرکوں کے تعاقب کرنے میں خوب کوشش کرنے لگے چنانچہ ایک شخص قبیلہ بنی سلیم کا قبیلہ بنو حبیب اور درید بن صمہ جشمی کے پاس پہنچ اور اس وقت درید ایک کجاوہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ بنو خبیب اس کو تبرکا اپنے ساتھ لے نکلے تھے پس اس بنو سلیم کے آدمی نے اس کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور اس کو بٹھا دیا تو دیکھا کہ کجاوہ میں ایک بوڑھا آدمی ہے کہ جس کو یہ نہیں پہچانتا ہے تب اس قبیلہ سلیم کے آدمی نے اس بوڑھے سے کہا کہ اے بوڑھے میں تجھے قتل کرونگا یہ سن کر درید نے کہا یہ ایسا دن ہے کہ نہ میں اس سے غائب ہوں اور نہ اس میں حاضر ہوں یعنی میرا ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر ہیں سو اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میری تلوار کو میان سے نکال لے اور میری پسلی کے نیچے کی ہڈیاں چھوڑ کر اس تلوار سے مار کہ میں بھی لوگوں کو اسی طرح قتل کیا کرتا تھا پھر اپنی اہل کے پاس اور ان کو خبر کر کہ میں نے درید بن صمہ کو قتل کر ڈالا ہے چنانچہ اس شخص نے جیسا درید نے اس سے بیان کیا تھا ویسا ہی کیا پھر جب وہ جوان اپنی اہل کے پاس آیا تو اس نے ان سے درید کی خبر بیان کی کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے اس پر اس جوان کی ماں نے اس سے کہا کہ خدا تیرے ہاتھوں کو جلا دے اس نے یہ بات تجھ سے بیان کرنے کے لئے نہیں کہی تھی بلکہ اس لئے

کہی تھی کہ جو احسان کا تجھ پر ہے وہ ہمیں یاد دلا دے پھر اس کی ماں خدا کی قسم کھا کر کہنے لگی کہ اس نے ایک ہی صبح کو تیری تین مائیں آزاد کیں تھیں ایک تو میں ایک میری ماں اور ایک تیرے باپ کی ماں تیری دادی اس پر اس جوان نے اپنی ماں کو یہ جواب دیا کہ اے ماں جس شخص نے خدا اور خدا کے رسول کی تکذیب کی اور ان سے روگردانی کی ہے تو اب اسلام نے اس کے احسانات کو منقطع کر دیا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ابو عامر اشعری کو کچھ آدمی دے کر قبیلہ ہوازن کے بھاگنے والوں کے پیچھے روانہ کیا سو یہ لوگ ہوازن کی جماعت سے مقام اوطاس میں جا کر ملے پھر ان کی آپس میں لڑائی ہوئی اور مشرکوں نے ابو عامر کو مار لیا تب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی کہ وہ سب بھاگ گئے اور مسلمان ان کی عورتوں اور بال بچوں کو جو کچھ بھی تھے سب کے سب کو قید کر لائے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب قیدیوں کو مہاجروں اور انصاروں کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان میں سے پانچواں حصہ باقی رکھ لیا۔

مال کی تقسیم اور حضورؐ کے فیصلہ کی برکت:

چونکہ رسول اللہ ﷺ کو حنین کی فتح میں اونٹ اور بکریاں بکثرت ہاتھ آئی تھیں تو آپ نے چاہا کہ عرب کے رئیسوں میں سے کچھ لوگوں کی دلداری کریں جیسا کہ ابو سفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو اور اقرع بن حابس حنظلی او عیینہ بن حصین فزاری چنانچہ آپ نے ان لوگوں میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیئے اور حکیم بن حزام خویلد قرشی کو ستر اونٹ دیئے مگر حکیم اتنی مقدار سے ناخوش ہو گیا اور حضور سے عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میں لوگوں میں کسی شخص کو آپ کے بزرگ عطیہ کا اپنے سے زیادہ مستحق نہیں دیکھتا ہوں تب آپ نے دس اونٹ اور زیادہ کیے مگر حکیم نے اس کے قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا پھر آپ نے دس اونٹ اور زیادہ کیے حکیم نے اس کو بھی قبول نہ کیا تب آپ نے اس کیلئے بھی پورے سو ہی کر دیئے اسی حکیم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا یہ عطیہ جس سے میں خوش ہو گیا ہوں میرے حق میں بہتر ہے یا وہ دوسرا جس سے میں نے پہلے انکار کر دیا تھا آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ بہتر نہیں ہے بلکہ وہ دوسرا ہی بہتر تھا کہ جس سے تو

ناخوش ہوا تھا اس نے کہا کہ خدا کی قسم پھر تو میں اس کے سوا اور نہ لوں گا تاکہ پھر آپ کے بعد مجھے کسی شخص سے کسی قسم کی آرزو نہ کرنی پڑے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ راوی کہتا ہے کہ حکیم مرتے دم تک روئے زمین پر سارے قریش سے زیادہ مالدار تھا اس کے بعد قبیلہ ہوازن کے جو آدمی بھاگ گئے تھے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اس امید پر اسلام قبول کر لیا کہ ہمارے بال بچے اور عورتیں ہمیں پھر واپس مل جائیں گی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب میں لوگوں کے سامنے باہر نکلوں تو تم مجھ سے لوگوں کے سامنے اپنی ناداری بیان کرنا آخر قبیلہ ہوازن نے ایسا ہی کیا کہ جب حضور باہر تشرف لائے تو انہوں نے اپنی نسبت حضور سے کلام کیا اس پر حضور نے اپنا پانچواں حصہ ان کو پھیر دیا اور آپ نے ان کے لئے اور لوگوں سے بھی سفارش کی تو سب نے بھی اپنا اپنا حصہ پھیر دیا لیکن ایک صفوان بن امیہ بن خلف جمحی باقی رہ گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خمس میں سے ایک عورت عطا فرمادی تھی اور یہ اس سے صحبت کر چکا تھا اور اس کا یہ گمان تھا کہ وہ حاملہ ہو چکی ہے۔

انصار کو حضورؐ کا خطبہ:

جب انصار نے یہ دیکھا کہ قریش اور مہاجروں میں رسول اللہ ﷺ کی بخششیں بہت زیادہ ہو رہی ہیں تو اس سے ان کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم میں واپس جانا چاہتے ہیں چنانچہ وہ اس بات سے بہت زیادہ رنجیدہ اور غمگین ہوئے اور ادھر حضور کو بھی خبر پہنچ گئی کہ انصار میری بخششوں کی وجہ سے کچھ افسردہ خاطر ہو رہے ہیں اس پر آپ حضرت سعد بن عبادہ کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو یہ حکم فرمایا کہ تو میرے لئے اپنی قوم کو جمع کر اور حضرت سعد کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس سے حضور کی کیا مراد ہے آخر حضرت سعد نے ایک منادی کرنے والے کو لے کر انصار میں یہ منادی کرنے کے لیے بھیج دیا کہ تم سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سعد کے فرودگاہ میں جمع ہو جاؤ چنانچہ سب انصار آپ کے پاس جمع ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر ان کے سامنے خطبہ بیان کیا اور یہ فرمایا کہ اے انصار کی

جماعت! مجھے تمہاری طرف سے یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے جو قریش کے آدمیوں کو بہت ساری چیزیں دی ہیں سو تم لوگ اس سے ناراض اور ناخوش ہو حالانکہ میں نے اس کے ذریعہ سے انکا پہلا دین خرید لیا ہے اور اے انصار کی جماعت کیا تمہیں یہ بات یاد نہیں کہ جب میں تمہارے یہاں آیا تھا تو اس وقت تک تمہاری پستی کی یہ حالت تھی کہ تم گھوڑوں پر سوار نہ ہو سکتے تھے اور میدان سے بغیر کسی حمایتی کے نہ نکل سکتے تھے پھر آج تمہاری یہ حالت ہے کہ جو لوگ لشکر میں تمہارے سامنے موجود ہیں تم ان سب سے بہتر ہو یہ سن کر انصار کے سب آدمی چپ ہو رہے اور رسول اللہ ﷺ کو کچھ جواب نہیں دیا اس پر آپ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ہو تب انصار نے عرض کیا کہ ہم خدا اور خدا کے رسول سے راضی ہیں پھر حضور نے فرمایا کہ خدا کی قسم تم میری نسبت یہ بات نہ سمجھو کہ تو ہمارے یہاں نکالا ہوا آیا تھا ہم نے تجھے جگہ دی اور تو خوفزدہ تھا ہم نے تیری مدد کی اور تو محتاج تھا ہم نے اپنے جان و مال سے تیری غمخواری اور دلداری کی اور تیرا ساتھ دیا اگرچہ تم اس کے کہنے میں سچے ہو گئے مگر پھر بھی یہ بات زبان پر نہ لاؤ انہوں نے عرض کیا کہ ہم خدا اور خدا کے رسول سے راضی ہیں پھر حضور نے فرمایا کہ اے انصار کی جماعت کیا تم اس بات سے راضی اور خوش نہیں ہو کہ اور لوگ تو اپنے گھروں کو اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم اپنے یہاں رسول اللہ کو لے جاؤ اس پر سب بولے کہ ہاں ہم رسول اللہ ﷺ کے لے جانے سے راضی اور خوش ہیں اور یا رسول اللہ واقعی جب آپ کی بخششیں آپ کی قوم میں بہت زیادہ ہو گئی تھیں تو ہمیں ضرور یہ گمان ہوا تھا کہ آپ انکی طرف سے واپس جانا چاہتے ہیں اس لئے ہم لوگ غمگین ہوئے اور ہم پر یہ بات بہت شاق اور دشوار گزری لیکن اب ہم نے خوب جان لیا کہ آپ بلا شبہ ہمارے ساتھ مدینہ ہی کو واپس چلیں گے سو اب مال کے بارے میں جو کچھ بھی آپ کریں ہمیں اس کی کچھ پروا نہیں ہے حضور نے فرمایا کہ مجھے اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر یہ لوگ کسی میدان یا کسی گھاٹی میں جاتے ہوں اور تم لوگ کسی اور میدان یا گھاٹی میں جاتے ہو تو میں تمہارے ہی میدان یا گھاٹی میں چلوں پھر جس وقت حضور نے

اپنے خطبہ سے فارغ ہو چکے تو انصار میں سے کچھ آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور حضور کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دینے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یارسول اللہ! آپ نے ہم کو اپنی وہ نعمتیں یاد دلائیں اور ان احسانوں کا ذکر فرمایا کہ جو ظاہراً اور پے در پے ہم پر مبذول ہیں اور جن نعمتوں کا آپ نے ذکر نہیں کیا وہ بہت ہی زیادہ بہتر و برتر ہیں سو آپ ہمیں مال سے کہیں زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں اس کے بعد حضور اپنی فرودگاہ پر تشریف لائے اور اس وقت تک قبیلہ ہوازن کے سب آدمی اسلام لا چکے تھے اور بنی ثقیف جو حنین میں قبیلہ ہوازن کی شریک تھے تو وہ مقام طائف میں جا کر جمع ہو گئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر کو مقام طائف کی طرف تیاری کا حکم دیدیا کیونکہ مشرکوں کی جماعت وہاں جا گھسی تھی پس یہ تھا حنین کے غزوہ کا قصہ۔

غزوۂ طائف

اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ حنین کی جنگ سے فارغ ہو چکے تو آپ نے طائف کے غزوہ کا ارادہ کیا اس کے قلعہ میں بنی ثقفی جا گھسے تھے اور ان لوگوں نے مسلمانوں سے بہت زیادہ سخت لڑائی کی تھی چنانچہ اس قوم کے جو بڑے بہادر اور دلیر آدمی تھے ان میں سے کچھ آدمی مسلمانوں کی طرف قلعہ سے باہر نکلے اور ان میں سے ابو بکرہ مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا تو وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور وہ لوگ اپنے قلعہ میں بند ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے لوگوں کو مقام طائف کے انگور کے درختوں کے کاٹ ڈالنے کا حکم دے دیا اور مسلمانوں میں سے ہر شخص پر لازم کر دیا کہ وہ پانچ پانچ انگور کی ایسے درخت کاٹ ڈالے کہ جو پھلے ہوئے ہوں یا پھلنے کے لائق ہوں اور قبیلہ بنی ثقیف کا ایک شخص جس کا نام ابو مرادم تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا چنانچہ وہ اپنا تبر لئے ہوئے عیینہ بن حصین کی طرف سے گزرا انہوں نے کہا اے ابو مرادم تو کہاں چلا اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ہر شخص کو یہ حکم فرمایا ہے کہ وہ پانچ پانچ پھلدار درخت کاٹ ڈالے عیینہ نے کہا کہ اچھا میں بھی تیرے ساتھ اپنے حصہ کے پانچ پھلدار درخت کاٹ ڈالوں اس نے کہا اچھا کاٹ ڈالئے اور آپ کے لئے اس کی مزدوری ہے چنانچہ جب عیینہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے تا کہ آپ کو خوش کریں وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ آپ کے پیچھے حضرت ام سلمہ دختر ابی امیہ بیٹھی ہیں انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کے پیچھے کون بی بی ہیں حضور نے فرمایا کہ یہ ام سلمہ ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ یہ اس وقت کا قصہ ہے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کی بیبیوں کو

پردہ کرنے کا حکم نہیں کیا گیا تھا اس پر عیینہ نے کہا کہ میرے خیال میں یہ عورت اسی سفر میں آپ کی بیبیوں میں سے داخل ہوئی ہے سو اگر آپ کی خوشی ہو تو میں قبیلہ مضر کی عورتوں میں سے کوئی نوجوان اور نہایت خوبصورت عورت اور حسب نسب کے لحاظ سے بھی بہت اچھی آپ کے لیے وہاں سے لے آؤں تاکہ آپ اس عورت کو اس عورت سے بدل لیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس کی اس بات پر ہنس پڑے پھر جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو حضرت ام سلمہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا حضور نے فرمایا کہ یہ بیوقوف آدمی اپنی قوم کا سردار ہے غرض کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک طائف کا محاصرہ کیا اور جب ذیقعد کا چاند نظر آیا تب آپ عمرہ کرنے کے لئے مکہ کو گئے اور وہاں چند روز تک مقیم رہے اور قبیلہ بنی سلمہ کے عزیز حضرت معاذ بن جبل کو مکہ والوں پر اپنا خلیفہ مقرر کر دیا اور ان کو حکم کر دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیتے رہیں اور جو چیزیں مسلمان کیلئے اللہ نے ضروری کی ہیں وہ ان کو بتلا دیں اور ان کو دین کی باتیں سکھلا دیں اور جو چیزیں اسلام میں ان کے حق میں خیر و بہتر ہیں اور جو چیزیں شر و مضر ہیں ان سے ان کو خبردار کریں اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر آپ نے لوگوں سے ذکر کیا کہ جب محترم مہینے یعنی ذیقعد اور ذی الحج اور محرم گزر جائیں گے تو ہم طائف کی طرف جانے کی تیاری کریں گے اور حضرت کعب بن مالک انصاری نے قبیلہ بنی ثقیف کو ڈراتے دھمکاتے ہوئے یہ شعر کہے۔

حضرت کعب بن مالک کے اشعار:

قضینا من تہامۃ کل ریب   وخیبر لم احممنا السیوفا

ہم نے تہامہ والوں سے سارے شک اور شبے رفع کر دیئے اور خیبر والوں سے بھی اس کے بعد ہم نے پھر اپنی تلوارں کو تاؤ دیا۔

نخنیرھا ول نطقت لقالت   قواطعھن دوسا او ثقیفا

اور ان کو سونت لیا اور اگر وہ بولتی ہوتیں تو اپنے کاٹنے والوں سے یہ کہتیں کہ تم قبیلہ دوس اور ثقیف کو مارو۔

فلست بحاصر ان لم تحلوا   بساحة داركم منه الوفا

اور اگر تم لوگ میدان میں نہ اترو تو میں ہزاروں آدمیوں کو گھیر نہیں سکتا۔

وننتزع الغروس ببطن وج   ونترك داركم منکم خلوفا

اور ہم مقام وج میں تمہارے درختوں کو اکھاڑ ڈالیں گے اور تمہارے گھروں کو خالی اور ویرانہ چھوڑ دینگے۔

وتاتيكم لناسرعان خيل   تبادر خلفها جمعا كثيفا

اور ہمارے گھوڑے تمہارے یہاں دوڑتے ہوئے آئیں گے اور وہ تمہاری جماعت کو پیچھے چھوڑ دیں گے۔

طائف والوں کا خوف:

چنانچہ جب طائف والوں کو یہ خبر پہنچی کہ محمد ہمارے طرف آنے کا پھر ارادہ کر رہے ہیں اور انہوں نے حضرت کعب کے اشعار کو بھی پڑھا تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور اپنے ایلچیوں کو صلح کی درخواست کیلئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ وہ لوگ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ نے صلح کا ذکر کیا آپ نے ان کی درخواست کو منظور فرما لیا اور یہ فرمایا کہ آخر کس بات پر صلح کرتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس بات پر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم جہاد کیلئے جمع نہ کئے جائیں اور ہم سے عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ نہ لیا جائے اور ہم نماز کیلئے مقید نہ کئے جائیں اس کے بعد یہ بھی کہا اور ہم سال بھر تک لات بت سے نفع اٹھاتے رہیں یعنی اس کی پوجا پاٹ کرتے رہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دین صلح کے لائق نہیں ہے کہ جس میں رکوع اور سجود نہ ہو اس کے بعد ایلچیوں نے پھر اپنے سوالات کا اعادہ کیا مگر حضور نے انکار کر دیا کہ نماز قبول کئے بغیر صلح قبول نہیں ہو سکتی انہوں نے عرض کیا کہ اچھا ہم یہ نماز بھی ادا کریں گے اگر چہ اس میں بڑی ذلت ہے تب آپ نے فرمایا کہ بس اب وہ دو خصلتیں کہ جس کا تم نے سوال کیا تھا تمہارے لئے منظور ہیں کہ تم جنگ کے لئے نہ بلائے جاؤ گے اور نہ تم سے عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جائے گا لیکن نماز بہر صورت تم سے ساقط

نہیں ہو سکتی پھر انہوں نے عرض کیا کہ اور ہمارا نفع اٹھانا اپنے بت لات سے ایک سال بھر تک سو ہم اس شرط کی منظور کئے بغیر اسلام نہیں لائیں گے اور ہم ان لوگوں سے بہتر ہیں کہ جو آپ کو اسلام لانے میں دھوکہ دیتے ہیں اور ہماری طرح آپ سے صاف صاف نہیں کہتے ہیں اور ہم ان لوگوں سے آپ پر مہربان بھی زیادہ ہیں غرض رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس بات کو نہ مانا تب انہوں نے پھر اپنے سوال کا اعادہ کر کے عرض کیا کہ آخر آپ لات میں کیا عیب سمجھتے ہیں اس پر بھی رسول اللہ ﷺ نے ان سے اعراض و انکار ہی کیا یہاں تک کہ ان کو اس بات کا گمان ہو گیا کہ بس رسول اللہ ﷺ ہمیں اس بات میں رخصت دینے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں پھر ایک شخص انصار میں سے کہ جو غالباً حارثہ بن نعمان تھے کھڑے ہوئے اور ان ایلچیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم لوگوں نے لات کے ذکر کرنے سے ہمارے دلوں کو بھڑکا رکھا ہے خدا تمہارے دلوں میں آگ لگا دے رسول اللہ ﷺ اسلامی ممالک میں ہرگز بتوں کی پوجا پاٹ کو برقرار نہیں رکھیں گے اور جو شخص اپنے لوگوں میں لات کے برقرار رکھنے راضی ہو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا پس تم لوگ خدا سے ڈرو اور اپنے اسلام کو خالص اللہ کے واسطے کرو آخر وہ لوگ بولے کہ اچھا خیر ہم یہ تو تسلیم کر لیں گے مگر ہم لات کو تو اپنے ہاتھوں سے ہرگز نہیں توڑیں گے باقی ہمارے سوا اور جو شخص چاہے اس کو توڑ ڈالے چنانچہ مورخوں کا خیال ہے کہ اس کے توڑنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو مقرر فرمایا اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ان لوگوں کیلئے یہ بات مقرر کرتے ہیں کہ یہ لڑائی کیلئے نہ بلائے جائیں گے اور نہ ان سے عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جائے گا اس پر رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں میں ان کے صلح نامہ کے آخر میں یہ لکھ چکا ہوں کہ جو کام مسلمان کیلئے روا ہے وہی ان کے لئے بھی روا ہے اور جو کام مسلمان کیلئے منع ہے وہ ہی ان کیلئے بھی منع ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھوا لیا ہے کہ ان کا شہر ایسا ہی با امن و با حرمت رہے جیسا کہ بیت اللہ کہ ان کے شہر میں بھی بیت اللہ کی طرح شکار کرنا اور بڑے بڑے خاردار اور سایہ دار درختوں کو کاٹنا حرام ہے اور یہ بھی لکھوا

لیا ہے کہ انکے شہر میں بھی بیت اللہ کی طرح شکار کرنا اور بڑے بڑے خاردار اور سایہ درختوں کو کاٹنا حرم ہے اور یہ بھی لکھوالیا ہے کہ ان کے شہر میں جو شخص ان کاموں میں سے کوئی کام کرتا ہوا پایا جائے تو اس کے کپڑے اتار کر اس کے کوڑے مارے جائیں اور یہ سب باتیں ان شرطوں میں ہیں کہ جو انہوں نے لکھ لی ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر کامل کر لی ہیں اور اس شرط کو ان کے درمیان خالد بن سعد بن عاص امیہ نے لکھا تھا پس یہ قصہ تھا طائف کی جنگ کا۔

❀❀❀

غزوہ تبوک

مقام طائف کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا جب تک رسول اللہ ﷺ وہاں قیام پذیر رہے اس کے بعد حضور نے مسلمانوں کو ملک شام کی طرف تیاری کا حکم دیدیا حالانکہ اس وقت اکثر مسلمان تنگدستی میں مبتلا تھے اور موسم بھی نہایت گرمی کا تھا چنانچہ یہ سفر لوگوں پر بہت شاق اور دشوار گزرا اس پر بعض مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ جانے کی اجازت طلب کی اور اس اجازت طلب کرنے میں جو لوگ مالدار تھے وہ تو منافق تھے اور جو لوگ نادار تھے وہ سچے مسلمان تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تیاری کے وقت لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے مالی صدقات یعنی زکوٰۃ وغیرہ کو جمع کریں تا کہ اس سے ناداروں کے سفر کا سامان کر دیا جائے چنانچہ لوگوں نے اس قدر کثیر خرچ جمع کر دیا کہ اس سے نادار لوگوں کے سفر کا سامان باسہولت تیار کر دیا گیا اور ہر مالدار آدمی نے اپنی اپنی قوم کے چند چند نادار آدمیوں کا بار اٹھالیا اس کے بعد عبداللہ بن مغفل مزنی چند آدمیوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب نے حضور سے سواریوں کا سوال کیا اس پر حضور نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری ایسی نہیں ہے کہ جس پر تمہیں سوار کر کے لے چلوں تب وہ لوگ واپس چل دیئے اور چلا چلا کر روتے جاتے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی معذور لوگوں کے زمرہ میں داخل کر دیا۔

حضورؐ کا مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینا:

اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کے واسطے سرگرم کرنے کیلئے اور رغبت دلانے کے لئے اور خوش کرنے کے لئے یہ فرمایا کہ تم لوگ میرے ساتھ ملک شام کی

طرف جلد چلو گے کہ شاید وہاں تمہیں اصفر کی لڑکیاں دستیاب ہو جائیں اور اصفر مورخوں کے گمان کے موافق انہیں حبشیوں میں سے ایک شخص تھا اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ ایک بادشاہ تھا جو ملک روم میں مرگیا تھا اور اس نے کئی رومی عورتوں سے نکاح کر رکھا تھا اور ان عورتوں سے اس کے بہت سے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں اور یہ سب اولاد اس کی ایسی حسین تھی کہ ان کے مثل کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا اور وہ لڑکیاں حسن میں ایک ضرب المثل بنی ہوئی تھیں غرض جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے اصفر کی لڑکیوں کا ذکر کیا تو ایک شخص انصار میں سے جس کا نام جد بن قیس تھا اٹھ کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ سارے لوگ اس بات کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے عورتیں بہت بھاتی ہیں اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں آپ کے ساتھ جہاد کیلئے جاؤں اور اصفر کی بیٹیوں کو دیکھوں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے فتنے اور ان کے پھندے میں پڑ جاؤں اس لئے بس آپ مجھے رخصت دیدیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی دانستہ فتنہ میں پڑنے کی مذمت کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿ اِلاَّ فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكَافِرِيْنَ ﴾

یعنی دیکھئے وہ لوگ گمراہی میں خود بخود دانستہ پڑ گئے اور واقعی دوزخ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

تبوک کی طرف روانگی:

غرض کہ جب سب لوگ سامان کی تیاری اور سفر کے اسباب کی درستگی سے فارغ ہوئے تو ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے پھر جس وقت مقام تبوک میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ جو لوگ لڑنے کا ارادہ کر رہے ہیں وہ روم کے سرداروں کے پاس دمشق اور اس کے مضافات میں چلے گئے ہیں اور فی الحال یہاں تبوک میں موجود نہیں ہیں تب آپ نے دو مہینے تک تبوک میں قیام فرمایا اور اس عرصہ میں آپ پر ان لوگوں کی مذمت میں قرآن شریف نازل ہوتا رہا جو کہ اس سفر میں آپ کے ساتھ نہیں گئے اور پیچھے رہ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا نام منافق رکھا تھا اور ان کو نجس

کہا تھا پھر جس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان آیتوں کو نازل ہونے کی وجہ سے ان منافقوں کے بارے میں کچھ کلام کیا تو اس کو سن کر ان کے بھائی بند جو آپ کے ساتھ تھے ان کی طرف سے غصہ ہو پڑے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم جو کچھ محمد ہمارے ان بھائیوں کے حق میں کہتے ہیں کہ جو اس سفر میں ہمیشہ پیچھے رہ گئے ہیں اور وہ ہم سے بہتر و برتر ہیں اگر یہ سچ ہے تو بس ہم تو یوں گدھوں سے بھی بدترین ہیں چنانچہ یہ سن کر عامر بن قیس نے جو قبیلہ بنی عامر بن عوف کا عزیز تھا جلاس بن سوید بن صامت بن عمرو بن عوف سے کہا کہ ہاں واقعی خدا کی قسم محمد ﷺ سچے ہیں اور سارا عالم ان کو سچا جانتا ہے اور سچا کہتا ہے اور واقعی تو گدھے سے بھی بدتر ہے اس کے بعد حضرت عامر بن قیس حضرت عاصم بن عدی کے پاس گئے اور ان سے جلاس اور اس کے دوستوں کی ساری باتیں بیان کیں پھر عاصم بن عدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو ان سے عامر نے جلاس کی بابت بیان کیا تھا وہ انہوں نے حضور سے عرض کیا تب آپ نے جلاس اور اس کے دوستوں کو بلوایا اور ان کی نسبت جو کچھ لوگوں نے بیان کیا تھا وہ اس سے ذکر کیا اس پر انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے ان باتوں میں سے کچھ بھی نہیں کہا اور جس شخص نے ہماری نسبت آپ سے ایسا کہا ہے اس کو ہمارے سامنے بلوایئے چنانچہ آپ نے حضرت عامر بن قیسؓ کو بلوایا اور انہوں نے بقسم کہہ دیا کہ انہوں نے وہ باتیں ضرور کہی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑی بات کہی ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا وہ بڑی بات کیا ہے حضرت عامرؓ نے عرض کیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم محمدؐ کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس پر جلاس اور اس کے ساتھیوں نے انکار کیا اور یہ کہا کہ خدا کی قسم تو بالکل جھوٹا ہے ہم نے کبھی کچھ ایسی بات نہیں کہی حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا تم کھڑے ہو کر جیسے قسم کھائی جاتی ہے ویسے قسم کھاؤ چنانچہ جلاس اور اس کے ساتھیوں نے ویسے ہی قسم کھائی کہ عامرؓ واقعی جھوٹا ہے اس کے بعد حضرت عامرؓ اٹھے اور خدا کی قسم کھا کر کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ ان لوگوں نے وہ بات جو میں نے بیان کی ہے ضرور کہی ہے پھر حضرت عامر نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلٰی نَبِیِّكَ الْمُتَصَادِقُ مِنَّا الصِّدْقَ۔

یعنی اے اللہ تو اپنے سچ کے طلب کرنیوالے نبی پر ہماری طرف سے سچ نازل کر دے یعنی ظاہر کر دے اس پر رسول اللہ ﷺ نے آمین کہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اسی کے بارے میں نازل فرمائی:

﴿ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ هٰذَا وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا وَمَا نَقَمُوْا مِنَّا اِلَّآ اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾

یعنی وہ لوگ خدا کی قسم کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ باتیں نہیں کہیں ہیں حالانکہ انہوں نے واقعی کفر کی بات کہی ہے اور اپنے مسلمان ہونے کے بعد پھر کفر کیا ہے اور انہوں نے ایسے کام کا ارادہ کیا تھا کہ جس کو وہ پہنچ نہیں سکے ہیں۔ یعنی نبی ﷺ کے قتل کا۔

خطاؤں کا اقرار:

اللہ اور اللہ کے رسول نے جوان کو اپنے فضل سے مالدار کر دیا ہے تو بس ان کو یہی ناگوار گزرا ہے پھر اگر یہ توبہ کریں اور ان باتوں سے باز رہیں تو ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر ہمارے حکم سے سرتابی اور روگردانی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں بہت سخت سزا دے گا اور روئے زمین پر ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا آخر کار وہ لوگ نادم ہوئے اور اپنی خطاؤں کا اقرار کر لیا اور توبہ کی طرف متوجہ ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے سو جس وقت آپ چل رہے تھے اور پانچ یا چھ آدمی آپؐ کے آگے آگے چلے جاتے تھے اچانک وہ آدمی خدا کی آیتوں میں دخل دینے لگے اور ان سے مذاق اور دل لگی کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کی باتوں سے وحی کے ذریعہ سے آگاہ کیا اس کے بعد حضور نے اس کا اپنے اصحاب سے تذکرہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ وحی بھیجی:

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهٖ

وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾

یعنی اگر آپ ان سے باز پرس کریں گے تو وہ یہ کہہ دیں گے کہ ہم تو آپس میں ہنسی اور کھیل کود کی باتیں کرتے تھے سو آپ ذرا ان سے یہ پوچھئے کہ کیا تم لوگ خدا سے اور اسکی آیتوں سے اور اس کے رسول سے دل لگی کرتے ہو۔

حضورؐ کو سچ کی خبر:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو بھیجا اور یہ فرمایا کہ ان کے پاس جا کر یہ دریافت کرو کہ جب وہ ہنسی مذاق کرتے تھے تو کیا کہتے تھے پھر اس صحابی نے ان کے پاس جا کر ان سے ملاقات کی اور اسی عرصہ میں جب کہ یہ لوگ ٹھٹھا کر رہے تھے تو ایک شخص اور بھی ان کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا مگر اس کو یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں غرض کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرستادہ شخص نے ان لوگوں سے جا کر دریافت کیا کہ تم لوگ کس بات کا مذاق اڑا رہے ہو اور کیا کہتے ہو اس پر انہوں نے جواب دیا کہ کچھ ایسی ہی باتیں ہیں کہ جب لوگ راہ چلا کرتے ہیں تو دل بہلانے کے لئے ان کی آپس میں چھیڑ چھاڑ کیا کرتے ہیں اس شخص نے کہا کہ بس تو خدا نے سچ کہا ہے اور اپنے رسول کو سچی خبر پہنچائی ہے اور تم لوگوں پر خدا کا غضب نازل ہو گیا ہے اور تم ہلاک ہو گئے ہو خدا تم لوگوں کو ہلاک کرے پھر وہ صحابی واپس لوٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ خدا نے سچ فرمایا ہے اور اپنے رسول کو سچی خبر پہنچائی ہے اس کے بعد وہ لوگ عذر و معذرت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴾

یعنی تم باتیں نہ بناؤ کیونکہ تم ایمان لانے کے بعد واقعی کافر ہو گئے سو اگر ہم تم میں سے بعض آدمیوں کو معاف کر دیں گے تو ایک جماعت کو سزا بھی ضرور کریں گے اس لئے کہ وہ لوگ مجرم اور منکر ہیں۔

اس کے بعد وہ شخص بھی آیا کہ جوان لوگوں کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا اور یہ کہنے لگا کہ میں خدا اور خدا کے رسول کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا کلام نہیں سنا اور مجھے معلوم نہیں یہ کیا کہتے تھے غرض کہ جب رسول اللہ ﷺ ایک ٹیلہ پر پہنچے تو ایک منادی کرنے والے نے لشکر میں یہ منادی کی کہ تم لوگ اسی میدان میں اتر پڑو کہ یہ تمہارے لئے بہت کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قیام کیلئے وہ ٹیلہ پسند فرمایا ہے اور آپ کو لوگوں کی مزاحمت ناگوار ہے چنانچہ جب منافقوں نے اس بات کو سنا کہ رسول اللہ ﷺ ایک جگہ تنہا قیام فرمادیں گے تو وہ پیچھے رہ گئے یہاں تک کہ جب سب آدمی اس ٹیلہ سے آگے گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس ٹیلہ پر قیام فرمایا اور اس وقت آپ کے اصحاب میں سے آپ کے ساتھ صرف دو شخص تھے چنانچہ اسی عرصہ میں وہ منافقوں کی جماعت حضور کے پیچھے لگی اور رسول اللہ ﷺ نے ایک آہٹ اپنے پیچھے سنی تو ایک صحابی سے فرمایا کہ یہ میرے پیچھے کیسی آہٹ ہے تب وہ صحابی ان کی طرف بڑے اور ان کی سواریوں کو مارنے پیٹنے لگے یہاں تک کہ وہ سواریاں میدان میں اتر گئیں اس کے بعد وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تو نے اس قوم کو پہچانا بھی تھا انہوں نے عرض کیا کہ ان لوگوں میں سے کسی نے مجھ سے کچھ کلام نہیں کیا اور میں نے ان کو ایسا دیکھا کہ وہ سب منہ لپیٹے ہوئے تھے لیکن میں نے ان کی اکثر سواریوں کو ضرور پہچان لیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ اس ٹیلے سے نیچے اتر آئے اور ان دونوں صحابیوں سے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہے کہ اس قوم نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا کہ ٹیلہ پر تنہائی میں مجھ پر چڑھ آئیں اور وہاں سے مجھے نیچے گرادیں کہ پھر مجھے ان کی سواریاں روند ڈالیں تب ان دونوں نے عرض کیا کہ جب آپ کے پاس لوگ جمع ہو جائیں تو پھر ہم ان منافقوں کی گردنیں کیوں نہ مار ڈالیں حضور نے فرمایا کہ مجھے یہ بات اچھی معلوم نہیں ہوتی کہ عرب والے آپس میں اس بات کا چرچا کریں کہ محمد نے اپنے آدمیوں میں ہاتھ کھولا ہے کہ ان کو قتل کرتا ہے اور ایسا ہوا کہ چھ آدمی مدینہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے مگر وہ لوگ منافق نہ تھے اور نہ ان

کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیچھے رہ جانے کی اجازت ہوتی تھی چنانچہ تین آدمیوں نے تو ان میں سے اپنے نفسوں کو سخت لعنت وملامت کی اور یہ کہا کہ ہم نے اپنے گھروں میں ٹھہرنے اور اپنے کھانوں میں مشغول رہنے سے کیا کیا حالانکہ ہمارے پاس عورتیں بھی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑی میدانوں میں اور گرم ہواؤں میں پڑے ہوئے ہیں کعبہ کے رب کی قسم کہ بس ہم لوگ تو ہلاک ہو گئے مگر یہ اللہ تعالیٰ ہمارے عذر و معذرت کی منظوری نازل فرمادے آخرکار انہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا اور خدا کی قسم کھالی کہ ہم اپنے آپ کو اس بندش سے ہرگز نہیں کھولیں گے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ہی خود تشریف لا کر ہمیں کھولیں ان تینوں میں سے ایک حضرت ابولبابہ بن مروان بھی تھے کہ جو انصار میں سے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے رشتہ دار تھے غرض کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کی آمد و رفت کا راستہ مسجد ہی میں تھا تو آپ نے اول تینوں کو ستونوں سے بندھے ہوئے دیکھ کر لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کون بندھے ہوئے ہیں چنانچہ لوگوں نے ان کے حال سے خبری دی کہ اے اللہ کے نبی ان لوگوں نے اللہ کی قسم کھالی ہے کہ یہ اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے تاوقتیکہ آپ ہی ان کو نہ کھولیں حضور نے فرمایا کہ میں بھی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک خدا تعالیٰ مجھے ان کے کھولنے کا حکم نہیں دے گا تب تک میں بھی ان کو خود نہیں کھولوں گا آخرکار اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر ان کا عذر منظور فرما لینا نازل کیا اور یہ فرمایا:

﴿ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾

یعنی بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے اپنی خطاؤں کا اقرار کر لیا ہے اور انہوں نے اپنے اچھے کاموں اور برے کاموں کو ملا جلا دیا ہے سو اللہ تعالیٰ عنقریب ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے حکم سے حضورؐ کا خیرات کا مال لینا:

اور عسیٰ کا لفظ جس کے معنی ضروری اور لازمی کے ہو جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس طرح ضرور کر دیتے ہیں غرض کہ جب یہ آیت نازل ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو کھول دیا تب وہ اپنے گھروں کو گئے اور وہاں سے اپنا اپنا سارا مال لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ اس مال کو ہماری طرف سے خیرات کر دیجئے اور ہمارے لئے خدا سے معافی کی درخواست کیجئے آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھے خدا کی طرف سے حکم نہیں ہوگا جب تک میں اس میں سے کچھ نہیں لے سکتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾

یعنی آپ ان کے مالوں کی خیرات لے لیجئے تا کہ آپ اس خیرات کے لینے سے ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے حق میں آپ دعا بھی کر دیجئے کہ ان کی دعا ان کے لئے موجب تسلی اور اطمینان بخش ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا اور بڑا خبر رکھنے والا ہے۔

اور ان دوسرے تینوں آدمیوں کے حق میں کچھ حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے لوگ کہنے لگے کہ جب ان کے حق میں کوئی عذر نازل نہیں ہوا تو بس یہ لوگ ہلاک ہو گئے آخر اس سے ان تینوں آدمیوں کو ایسی شرمندی سی چڑھی کہ اس سے وہ بالکل ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور باوجود اس کے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نہ ان تینوں آدمیوں سے بات چیت کرتے تھے اور نہ ان کو پاس بٹھاتے تھے اور نہ ان کو کسی بات میں شریک کرتے تھے آخر ان تینوں آدمیوں نے بالکل دق ہو کر اپنے رب سے دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ پر ان کا عذر نازل کر دے غرض اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست کو منظور فرما لیا کہ پہلے تو ان کا اور مومنوں کی توبہ کے ساتھ ذکر کیا اور پھر خصوصیت سے انہیں کی طرف متوجہ ہوئے۔

پیچھے رہ جانے والوں کا قرآن میں بیان:

چنانچہ فرماتے ہیں:

﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

یعنی اوران تینوں آدمیوں پر جو پیچھے رہ گئے تھے یہاں تک کہ زمین باوجود اس قدر وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی اور وہ اپنی جانوں سے بالکل تنگ آ گئے اور ان کو اس بات کا گمان ہوگیا کہ بس اللہ کے قہر سے اللہ ہی کے ذریعہ سے پناہ مل سکتی ہے اور کسی ذریعہ سے پناہ نہیں مل سکتی تھی پھر اللہ تعالیٰ مہربان ہوگیا اوران کو توبہ کی توفیق دیدی اور بے شبہ اللہ ہی توبہ کا بڑا قبول کرنے والا ہے اور مسلمانوں پر رحم کرنے والا ہے۔

اوران تینوں میں سے کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع ہیں۔ لیکن اے ابن خطاب تو پس تیری مثال اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بیان کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو ان کے طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتا ہے اور نبیوں میں تیری مثال مجھ سے ایسی بیان کی ہے کہ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کہ انہوں نے اپنی قوم کیلئے اللہ سے یہ بددعاء کی تھی:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا﴾

یعنی اے میرے پروردگار تو زمین پر کافروں میں سے کسی رہنے والے کو نہ چھوڑ۔

اور اے ابن قحافہ تیری مثال فرشتوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایسی بیان کی ہے کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ جب انہوں نے اللہ سے یہ درخواست کی:

﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

یعنی جس نے میری پیروی کی تو وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو

وہ میرا نہیں ہے مگر تو تو بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

حج کی تیاری کا حکم:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس دیبا کے جبہ کو پہن لیا اور اس روز کے سوا اس کو پھر کبھی نہیں پہنا پھر آپ نے حج کی تیاری کا حکم دیا اور آپ نے اس سال حج نہیں کیا کیونکہ آپؐ کو مشرکوں کے ساتھ حج کرنا ناگوار معلوم ہوا اور ان کے معاہدہ کی کچھ مدت بھی باقی رہ گئی تھی اور مشرکوں نے کہا کہ محمدؐ ہمارے یہاں چار مہینے محترم میں کیوں نہیں آتے کہ جن میں سارے ملک میں امن و امان رہتا ہے اور کہنے لگے کہ محمد اور ان کے ساتھی ہماری تلوارزنی اور نیزہ بازی کے ڈر سے ہم سے دور ہو گئے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول الہ ﷺ کو حکم دیا اور حصور نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ اس برس کے بعد مشرک لوگ مسجد حرام یعنی مکہ میں نہ جانے پائیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کے بارے میں یہ حکم دیا کہ ان کے اونٹوں کے قافلے غلہ لادنے والے پکڑے جائیں اور مشرک لوگ جہاں کہیں مل جائیں وہیں قتل کر دیئے جائیں اور ان کے گرفتار کرنے کے لئے ہر ایک ناکے اور درے پر مسلمان تعینات کر دیئے جائیں آخر مشرکوں نے یہ خبر سن کر مکہ والوں کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگوں کو محمد نے کعبہ میں آنے سے روک دیا ہے اور یہ حکم دیدیا ہے کہ ہمارے انٹوں کے قافلے پکڑ لئے جائیں اور جو لوگ ان اونٹوں کے ساتھ ہوں وہ مارے جائیں سو جن اونٹوں پر تمہارے یہاں غلہ لاد کر بھیجا جاتا تھا جس وقت تم ان کو نہ پاؤ گے تو اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ بھوک اور محنت ومشقت کا مزہ ایسا ہوتا ہے مکہ والے یہ سن کر فقر و فاقہ سے بہت زیادہ ڈرے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَا يَقْرَبُوا لْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ﴾

یعنی مشرک لوگ اس سال کے بعد پھر کبھی مسجد حرام یعنی کعبہ کے پاس نہ جانے پائیں اور اگر تم لوگ فقر و فاقہ سے ڈرتے ہو تو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہیں اپنے

فضل سے ان سے بالکل بے پروا کردے گا۔

چنانچہ اسی اثناء میں ایسا ہوا کہ جو لوگ ملک یمن میں مسلمان ہو گئے تھے ان میں سے جو لوگ مکہ کے قریب رہتے تھے وہ اپنا غلہ لاد کر مکہ میں لانے لگے سو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کو مشرکوں سے بالکل بے پروا کر دیا کیونکہ یہ بھی ویسا ہی ہو گیا کہ جیسا مشرک لوگ اپنے اونٹ لاد لاد کر لاتے تھے چنانچہ مکہ والوں سے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کر دکھایا اور جیسا فرمایا تھا ویسا ہی اپنے فضل سے ان کو مشرکوں سے بے پروا کر دیا پھر تھوڑے ہی عرصہ میں مقام تہامہ کے باشندے کل مسلمان ہو گئے پس یہ حج وہ حج تھا کہ جو مسلمانوں نے اول اول کیا تھا پھر جب وہ مسلمان حاجی حج سے فارغ ہو گئے تو وہیں مکہ میں ٹھہر گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کی سرداری میں ایک لشکر قبیلہ بنی اسد بن خزیمہ کی طرف روانہ کیا اور بنی اسد کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف لشکر روانہ کیا ہے اور بنی اسد میں ایک شخص جس کا نام طلحہ بن خویلد فقعسی تھا کہانت کیا کرتا تھا یعنی غیب کی خبریں بیان کیا کرتا تھا سو یہ لوگ سب جمع ہو کر اس کے پاس گئے اور اس سے ذکر کیا کہ ایک فوج ہم پر بھیجی گئی ہے تو ہمیں اس کے پوشیدہ حالات کی اطلاع دے تب اس نے ایک سفید کپڑا اوڑھ لیا اور بیان کیا کہ اے بنی اسد خود تمہارے ہی میں سے دو آدمی تمہارے درمیان میں ہیں اور وہ دونوں دو گھوڑوں پر سوار ہیں سو ان کو محمد نے تمہاری جاسوسی اور نگرانی کیلئے بھیجا ہے پھر وہ کاہن تھوڑی دیر تک وہ کپڑا اپنے اوپر اوڑھے رہا اور اس کے بعد اتار ڈالا تب بنی اسد نے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا ہے اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں آدمیوں کو جو کہ تمہاری قوم سے ہیں دیکھا ہے کہ وہ تمہارے اوپر فوج لاتے ہیں اور عنقریب تمہارے پاس پہنچ جاتے ہیں اور تم شکست پانے والے ہو یہ سن کر بنی اسد نے میدان کی طرف نکل جانے میں بہت جلدی کی اور وہاں پہنچ کر اس قوم کے فوجی آدمیوں نے اس طلحہ کاہن کے ساتھ صف بندی کی یہاں تک کہ مسلمان بھی ان کے پاس پہنچ گئے اور ان پر آ پڑے اس کے بعد فریقین میں نہایت زور شور کی لڑائی ہوئی کہ جس سے وہ خدا کے دشمن بھاگ نکلے اور

مسلمانوں نے ان کا پیچھا کرنا شروع کر دیا چنانچہ اسی بھاگ دوڑ میں عکاشہ بن محصن اسدی نے طلحہ بن خویلد کاہن کو جا پکڑا اور اس سے کہنے لگے کہ بس طلحہ تو اب کہاں بھاگ سکتا ہے طلحہ نے ڈانٹ کر کہا تو جانتا بھی ہے میں کون ہوں جو کچھ تجھ سے ہوسکتا ہو سو کر اس کے بعد وہ طلحہ عکاشہ کی طرف بڑھا اور دونوں آپس میں ایک دوسرے پر نیزے کے وار کرنے لگے آخر طلحہ نے عکاشہ کو نیزہ مار کر قتل کر ڈالا اور عکاشہ کے ساتھ ثابت بن ارقم بھی قتل ہو گئے چنانچہ اس وقت طلحہ خوش ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگا:

طلحہ کاہن کے اشعار:

نصبت لهم صدر الحبالة انها معاودة قتل الكماة نزال

میں نے ان مسلمانوں کیلئے تلوار سونت لی کیونکہ اس سے میدان جنگ میں بہادر آدمیوں کے سر اتارلانے کا وعدہ لیا گیا ہے۔

فيوما تراها في الجلال مصونة ويوما ترا ها تحت ظل عوال

پس اے مخاطب کبھی تو تو اس تلوار کو غلاف میں پوشیدہ دیکھے گا اور کبھی تو اس کو نیزوں کے سایہ میں نیچے دیکھے گا۔

عشية غادرت ابن ارقم ثاويا وعكاشة العقبى عند مجال

چنانچہ اس تلوار نے ابن ارقم کو شام کے وقت ایسا کر چھوڑا کہ وہ نیچے پڑا ہوا تھا اور عکاشہ عتبہ کو بھی جنگ کے وقت ایسا ہی کر چھوڑا۔

فما ظنكم بالقوم اذ تقتلونهم اليسوا وان لم يسلموا برجال

سوائے مسلمانو! جب تم ہماری قوم کو قتل کرتے ہو تو کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ اگر وہ اسلام نہیں لائیں ہیں تو مرد بھی نہیں ہیں۔

فان يك اذا واروا زهير ونسوة فلن يذهبوا فزعا بعقل جبال

اور اگر چہ انہوں نے زہیر اور عورتوں کو پکڑ کر چھپالا مگر وہ جبال کی عقل کو تو گھبرا کر زائل نہیں کر سکے۔

اور جبال اس طلحہ کا بھتیجا تھا جس کو مسلمانوں نے گرفتار کر کے اس پر اسلام پیش کیا

تھا اور وہ اس وقت بالکل نوجوان تھا سو اس نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ تم مجھے قتل کر دو اور مجھے اپنے محمد کو نہ دکھاؤ کیونکہ مجھے اس کی دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے آخر مسلمانوں نے اس کو قتل ہی کر دیا غرض کہ مسلمان وہاں سے خاطر خواہ غنیمت لے کر واپس پھرے پھر جب رسول اللہ ﷺ کو عکاشہ کے قتل کی خبر پہنچی تو حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عکاشہ پر لعنت کرے ان لوگوں میں سے کوئی شخص خدا کے راستہ میں شہید نہیں ہوا۔

❁❁❁

حجۃ الوداع کا تذکرہ

اس کے بعد جب حج کرنے کا وقت آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ حج کرنے کے لئے چلو اور میں بھی حج کرنے کے لئے چلتا ہوں چنانچہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے لئے روانہ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے سو اونٹ قربانی کرنے کیلئے اپنے ساتھ لئے پھر جب آپ مکہ میں پہنچے راوی کہتا ہے کہ ہمیں یہ حدیث اس طرح پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو یہ حکم فرما دیا تھا کہ جو کوئی اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لایا ہو وہ حج سے باہر ہو کر اس کو عمرہ کر ڈالے اور جو شخص قربانی کا جانور لایا ہو وہ حج کو تمام کرے اور آپ نے یہ بھی حکم فرمایا کہ جو لوگ احرام باندھنے والے ہیں وہ حج کا احرام باندھیں اور جس قدر قربانی کے جانور میسر ہو سکیں اسی قدر قربانی کر دیں۔ راویوں کا گمان ہے کہ اس کے بعد حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں یہ حکم صرف انہیں لوگوں کو کرتا ہوں کہ جو اس وقت موجود ہیں باقی جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں ان کے لئے یہ حکم نہیں ہے غرض کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حج کو تمام کیا اور قربانی کے جانوروں کو قربانی کر دیا راویوں کا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے ساٹھ جانور جو اپنے ساتھ لائے تھے انکو آپ نے ہاتھ سے قربانی کیا اور قربانی کے ہر ایک جانور میں سے ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر ہانڈیوں اور دیگوں میں چڑھوا دیا پھر آپ نے اس میں سے خود بھی کھایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ تم بھی کھاؤ اور دوسرے لوگوں کو بھی کھلاؤ اور مسلمانوں نے یہ حج ایسا کیا کہ ان میں کوئی مشرک موجود نہ تھا۔

آخری آیت کا نزول:

پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

یعنی میں نے آج تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کا دین ہونا پسند کر لیا۔

حضورؐ کا خطبہ ارشاد فرمانا:

اور یہ آیت اور قرآن شریف کی اور چند آیتیں رسول اللہ ﷺ پر بالکل آخر میں اتری تھیں اور رسول اللہ ﷺ کا یہ حج حجۃ الوداع یعنی آخری حج تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مقام منیٰ میں سب لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور اس سال کے بعد بس پھر حضور حج کیلئے تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات بخشی اور اس خطبہ میں حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! تم میری بات سنو کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ میں اس سال کے بعد اس جگہ پھر تم سے ملوں گا یا نہیں اے مسلمانو! دیکھو تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں ایک دوسرے پر ہمیشہ کیلئے اور ہر جگہ ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ آج کے دن اور اس مہینہ اور اس شہر میں حرام ہیں اور دیکھو میں تم لوگوں کو تبلیغ کر چکا ہوں پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس امانت کو اسی کو ادا کر دے اور اگر کسی کے اوپر سود ہو تو وہ کل کا کل اتر گیا اگرچہ وہ سود عباس بن عبدالمطلب ہی کا ہوا اور جو خون کسی کا کسی پر جاہلیت کے زمانہ میں تھا وہ بھی بالکل باطل اور بے کار ہو گیا اور دیکھو تمہارے خونوں میں سے جو خون میں اول بیکار کرتا ہوں وہ ہمارا ہی خون ہے یعنی ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون اور انہوں نے قبیلہ بنی لیث میں دودھ پیا تھا سو انکو ہذیل نے قتل کر دیا تھا اور زمانہ جاہلیت کے خونوں کی ابتداء انہیں کے خون سے ہوتی ہے اور دیکھو اس وقت زمانہ گردش کر کے اپنی اسی اصلی صورت پر آ گیا ہے کہ جس صورت پر اس وقت تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا تھا یعنی جس روز جس مرکز

سے زمانہ نے دور شروع کیا تھا آج میرے زمانہ میں گردش کر کے اسی مرکز پر آ گیا ہے اور جس روز سے اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا تھا اسی روز سے اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ ہے کہ جن میں چار مہینے بہت ہی محترم ہیں اور ان چار مہینوں میں تو تین مہینے تو پے در پے ہیں یعنی ذیقعد اور ذی الحج اور محرم اور چوتھا مہینہ یعنی رجب جو گزر گیا ہے سو وہ جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان واقع ہے اور اے مسلمانو! دیکھو تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تمہارے اوپر حق ہے اور عورتوں پر تمہارا یہ حق واجب ہے کہ وہ بدکاری اور زناکاری نہ کریں پھر اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے واقعی تمہیں اس بات کی اجازت دیدی ہے کہ تم ان کی صحبت ترک کر دو اور ان کو ایسا مارو کہ جس سے وہ زخمی نہ ہو جائیں پس اگر وہ باز آ جائیں تو ان کو کھانا کپڑا دستور کے موافق دیا جائے اور تمہیں ان کے حق میں بھلائی کرنے کی نصیحت قبول کرنی چاہئے کیونکہ وہ تمہارے پاس ایک قسم کی تمہاری نگہبان اور مددگار ہیں کہ وہ اپنی ذات خاص سے کچھ اختیار نہیں رکھتی ہیں اور تم نے ان کو اللہ کی امانت کر کے لیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ سے حلال کیا ہے بس تم لوگ میری بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس سال کے بعد پھر میں تم سے اس جگہ میں ملوں گا یا نہیں ملوں گا اور دیکھو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور کسی مسلمان کیلئے اس کے مسلمان بھائی کا مال حلال نہیں ہے مگر جو کچھ وہ اس کو اپنی خوشی سے دیدے اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اللھم قد بلغت۔

یعنی اے اللہ میں نے تیرا پیام لوگوں کو پہنچا دیا۔

اس پر سب لوگوں نے گواہی دی کہ ہاں واقعی آپ نے ہمیں خدا کا پیام پہنچا دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ دیکھو میری تمہاری ملاقات آخرت میں ایسی حالت میں نہ ہونے پائے کہ تم میرے بعد آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مار مار کر کافر ہو گئے ہو کیونکہ میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو پکڑے

رہو گے یعنی اس پر عمل کرتے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب قرآن شریف ہے:

اللهم هل بلغت۔

یعنی اے اللہ دیکھ لیجئے میں نے آپ کا پیام لوگوں کو پہنچا بھی دیا۔

بس یہ تھا حجۃ الوداع کا قصہ۔

●●●

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا ذکر

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ذی الحجہ کے باقی دنوں سے لے کر محرم کے سارے مہینہ اور صفر کے مہینہ کی بائیسویں تاریخ تک وہیں بخیر وخوبی مقیم رہے اس کے بعد آپ اس بیماری میں مبتلا ہو گئے جس میں وفات پائی ہے اور وفات کے وقت آپ اس لڑکی کے پاس تھے جس کا نام ریحانہ تھا اور وہ یہود کے قیدیوں میں سے تھی اور جس روز آپ اول بیمار ہوئے وہ ہفتہ کا دن تھا چنانچہ اس روز ایک دن رات تک آپ کو نہایت شدت کا درد رہا پھر جب صبح ہوئی تو موذن نے نماز کیلئے اذان دی اور تثویب کہی یعنی:

الصلوٰۃ یا رسول اللہ۔

یعنی اے رسول اللہ نماز کیلئے تشریف لے چلئے۔

حضورؐ کی کمزوری صحت:

اس پر آپؐ نے فرمایا کہ نماز کیلئے مجھ میں باہر چلنے کی طاقت نہیں ہے پھر حضورؐ نے موذن سے پوچھا کہ باہر دروازہ پر کون کون ہیں اس نے جو لوگ وہاں حاضر تھے ان کی اطلاع دی تب آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تو ابن خطابؓ سے کہہ دے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں یہ سن کر حضرت بلالؓ موذن روتے ہوئے باہر نکلے آخران کو روتا ہوا دیکھ کر مسلمانوں نے پوچھا کہ اے بلال خیر تو ہے کیا خبر ہے حضرت بلالؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو نماز پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رہی یہ سن کر سب لوگ زار زار رونے لگے پھر حضرت بلالؓ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو حکم دیا ہے کہ آپؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے موجود ہوتے ہو۔ ۔ ۔ کبھی

امامت نہیں کر سکتا ہوں اس لئے تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر آپ سے یہ عرض کر دو کہ دروازہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی سے اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ نے کہا تھا اس سے آپ کو مطلع کیا حضور نے فرمایا کہ اچھا پھر تو کیا دیکھتا ہے جا ابوبکر ہی سے کہہ دے کہ وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت بلالؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے اور جو کچھ حضور نے فرمایا تھا وہ ان سے کہہ دیا تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آٹھ روز تک لوگوں کو نماز پڑھائی اور اسی عرصہ میں رسول اللہ ﷺ پر درد نے شدت کی۔

حضرت عباسؓ کا حضورؐ کو دوا پلانا:

پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور اس وقت آپ کو غش آ رہا تھا یہ حالت دیکھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو آغوش میں لے کر آپ کے منہ میں دوا ٹپکانے لگے اس سے آپ اسی وقت ہوش میں آ گئے اور فرمایا کہ جس شخص نے میرے منہ میں دوا ڈالی ہے میں نے قسم کھالی ہے کہ اس کے منہ میں بھی دوا ڈالی جائے مگر عباسؓ نے ڈالی ہو تو خیر ان کو معاف ہے کیونکہ تم نے میرے منہ میں دوا ڈال دی ہے حالانکہ میں روزہ دار تھا اس پر آپ کی بیبیوں نے عرض کیا کہ آپ کے منہ میں حضرت عباس ہی نے دوا ڈالی ہے پھر حضور نے فرمایا کہ اے عباس تم نے میرے منہ میں کیوں دوا ڈال دی اور اے بیبیوں تمہیں مجھ پر کس چیز کا اندیشہ ہوا؟ بیبیوں نے عرض کیا کہ ہمیں تو آپ پر ذات الجنب کا خوف تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ذات الجنب کو مسلط نہیں کرے گا اور اس روز یہ حالت تھی کہ لوگوں کو حضور کے شدید درد سے بڑا خوف ہو رہا تھا مگر اس روز صبح کو دسویں روز کہ جس دن آپ کی وفات ہوئی ہے آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی چنانچہ اس سے سب مسلمانوں کو یہ گمان ہوا کہ بس آپ تندرست ہو گئے ہیں جس سے وہ نہایت خوش و خرم ہوئے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر بیٹھ کر لوگوں سے باتیں کرنے لگے اور یہ فرمانے لگے:

لعن الله قوما اتخزاوا قبورهم مساجد۔

یعنی اللہ تعالیٰ ایسی قوم پر لعنت کرے کہ جنہوں نے اپنی قبروں کو مسجد بنالیا ہے کہ ان پر نماز پڑھتے ہیں یا ان کو سجدہ کرتے ہیں۔

اور اس قوم سے حضور کی مراد یہود اور نصاریٰ تھے اس وقت حضور لوگوں سے دن چڑھے تک باتیں کرتے رہے اس کے بعد حضور اپنے مکان پر تشریف لے گئے مگر وہ اور سب لوگ اسی مجلس میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک دم عورتوں کا شور وغل سنا کہ وہ کہہ رہی تھی پانی لاؤ پانی لاؤ اس سے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ حضور کو غش آ گیا ہے اس کے بعد سارے مسلمان دروازہ پر دوڑے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سب سے پہلے دوڑ کر اندر داخل ہو گئے اور باہر والوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ بند کر لیا پھر تھوڑی دیر کے بعد لوگوں کے پاس باہر نکل آئے اور ان کو حضورؐ کی وفات کی خبر سنائی۔

حضورؐ کے آخری الفاظ:

لوگوں نے پوچھا کہ اے عباسؓ! تم نے حضور میں وفات پانے کی کیا بات دیکھی اور کیا علامت پائی انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور کو یہ کہتے ہوئے پایا:

جلال ربی الرفیع قد بلغت۔

یعنی میں اپنے پروردگار کی بلند عظمت کو پہنچ گیا۔

اس کے بعد آپؐ وفات پا گئے چنانچہ یہ کلمہ آپؐ کا بالکل آخری کلام تھا اور آپؐ کی وفات ۱۰ھ کے ختم پر ربیع الاول کے مہینہ میں دوسری تاریخ کو دوشنبہ کے دن ہوئی تھی غرض آپؐ کی وفات کی خبر سن کر بعض مسلمان یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کیونکر مر جائیں گے حالانکہ ابھی تک آپؐ دین پر غالب نہیں ہو لئے بلکہ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو غش آ گیا ہے چنانچہ پھر سب لوگ آپ کے دروازہ پر جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ حضور کو دفن نہ کرو کیونکہ آپؐ تو زندہ ہیں اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ باہر نکل کر تشریف لائے اور لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! کیا حضور کی وفات کے بارے میں تمہارے پاس کوئی حضورؐ کی طرف سے عہد و پیمان ہے یعنی کیا آپ نے اپنے نہ مرنے کا

تم سے کوئی عہد کیا ہے اس پر سب لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں ایسا تو نہیں ہے تب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الحمدلله انا اشهد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد ذاق الموت

یعنی میں خدا کی حمد کرتا ہوا اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے موت کا ذائقہ چکھ لیا ہے۔

اور دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات کی خبر دیدی تھی جو کہ تمہارے پاس موجود ہے چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴾

یعنی اے محمد! تو بھی ضرور مرنے والا ہے اور یہ لوگ بھی ضرور مرنے والے ہیں اور پھر تم سب لوگ قیامت کے روز اپنے پروردگار کے سامنے آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا کرو گے۔

لوگوں کو حضورؐ کی وفات کا یقین اور آپؐ کی تجہیز و تکفین:

آخر کار لوگوں کو یہ سن کر یقین ہو گیا کہ بالضرور رسول اللہ ﷺ نے وفات فرمائی ہے چنانچہ اس وقت مسلمانوں نے حضور اور حضور کے گھر والوں میں تخلیہ کر دیا کہ جس سے انہوں نے حضور کو غسل بھی دے دیا اور کفن بھی پہنا دیا اس کے بعد سب مسلمان آپس میں ذکر کرنے لگے کہ آپ کو کہاں دفن کریں اس پر بعض لوگوں نے یہ رائے دی ہے کہ جہاں آپ نماز پڑھتے وقت کھڑے ہوا کرتے تھے وہیں دفن کر دو تب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی وفات سے ایک گھڑی پہلے تم سے عہد لیتے ہوئے یہ فرمایا ہے:

﴿ لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَهُمْ مَسَاجِدَ ﴾

یعنی خدا ایسی قوم پر لعنت کرے کہ جنہوں نے اپنی قبروں کو مسجد مقرر کر

لیا ہے۔

سو حضور نے تم سے اس بات کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ تم ان کو ان کی نماز کی جگہ میں دفن نہ کرو اس پر لوگوں نے کہا کہ اچھا پھر لاؤ بقیع قبرستان میں دفن کریں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم بقیع میں دفن نہیں کریں گے لوگوں نے کہا کیا وجہ ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہاں ہمیشہ بے حرمتی ہوا کرے گی کیونکہ وہاں ہمیشہ لوگوں کے غلام اور باندیاں اپنے مالکوں سے بھاگ بھاگ کر آیا کریں گے اور آپ کی قبر کے پاس چھپا کریں گے اور پھر ان کے مالک ان کو وہاں سے پکڑ پکڑ کر لے جایا کریں گے تب لوگوں نے کہا آخر پھر کہاں دفن کریں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس جگہ حضور کی روح قبض کی گئی ہے بس وہیں دفن کر دو آخر لوگوں نے ایسا ہی کیا پھر جب آپ کے غسل دینے اور کفن پہنانے سے فارغ ہوگئے تو جس جگہ حضور نے وفات پائی تھی اسی جگہ آپ کی میت رکھی گئی اور لوگوں نے حضور کے جنازہ کی نماز سوموار کے دن سے لے کر اتوار کے دن تک پڑھی پھر منگل کے دن آپ کو دفن کر دیا گیا اور آپ کے جنازہ کی نماز لوگوں نے بغیر امام کے پڑھی چنانچہ پہلے تو مہاجروں نے شروع کی کہ ان میں سے جس قدر آدمی مکان کے اندر سماتے تھے اسی قدر حضور پر بے امام کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کے لئے استغفار کرتے تھے اور جب وہ باہر آ جاتے تھے تو اور لوگ داخل ہوتے تھے چنانچہ اسی طرح کرتے رہے پھر جب مہاجروں کی کل جماعت فارغ ہوگئی تو انصار داخل ہونے لگے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ مہاجروں نے کیا تھا پھر مہاجروں کی عورتوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر انصار کی عورتوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر جس وقت حضور کو دفن کرنے لگے تو انصار چلائے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں ہمارا بھی تو کچھ حصہ رکھو یعنی ہمیں بھی دفن کرنے دو کیونکہ ہم بھی تو انہیں کے ہیں چنانچہ اوس بن خولی انصاری کہ جو قبیلہ بنی حبلی میں سے تھے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے دفن کرنے والوں میں شریک تھے بس یہ قصہ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا۔

کتاب مغازی کا آخر

مصنف کہتا ہے کہ مجھ سے ابوالحسین نوری اور ابوطلحہ بن عوام نے اور ان سے ابو یزید محمد بن عبدالاعلیٰ صنعانی نے بیان کیا کہ میں نے معتمر بن سلیمان سے اس قدر حدیثیں سنی ہیں کہ جن کو میں نہ شمار کر سکتا ہوں اور نہ یاد رکھ سکتا ہوں چنانچہ ایسے جلیل القدر محدث فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سنا ہے کہ میں قرآن شریف کے بعد اس تاریخ کی کتاب سے زیادہ صحیح اور معتبر کسی اور کتاب کو نہیں جانتا ہوں۔

وصلی الله علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی اله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا الی یوم الدین والحمدلله رب العالمین آمین۔

●●●